OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY
Call No. ۹۲۰.۳۵/پ-م
Name of Book شاہ سیر یونان و روما
(جلد اول)
Name of Author پلوٹارک
188786

TEXT FLY WITHIN
THE BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_188786

UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. [illegible] Accession No. [illegible]

Author [illegible]

Title [illegible]

This book should be returned on or before the date last marked below.

فہرست مضامین ۵۵ف

صفحات

(دیباچہ) ۲-۴

دیباچہ از مولوی عبدالحق صاحب بی۔اے۔ ..... ۱—۸

جغرافیائی نوٹ

نقشہ یونانِ قدیم (متعلقہ مقدمہ مترجم)

مقدمہ مترجم: ۱—یونان ۱-۳۴

(نقشۂ جمہوریۂ روما) ۲—روما ۳۵-۷۷

سوانح ——— صفحات

تھی سی اس (زمانہ ماقبل تاریخ) ..... ۱—۴۰

رومیولس (ایضاً) ۴۱-۸۲

وازنہ تھی سی اس و رومیولس ۸۳-۸۸

مرگس (آٹھویں صدی قبل مسیحی) ۸۹-۱۳۸

وبا پبی لیئس (آٹھویں اور ساتویں صدی قبل مسیحی) ۱۳۹-۱۷۴

ازنہ ۱۷۵-۱۸۲

ولن (ولادت ۶۳۸ء دفات ۵۵۹ء ق م) ۱۸۳-۲۲۴

ل رئیس پبلی کولا (وفات ۵۰۳ء ق م) ۲۲۵-۲۵۰

ازنہ ۲۵۱-۲۵۵

س طاکلس (ولادت ۵۱۲ء وفات ۴۴۷ء ق م ۲۵۶-۲۹۸

می لس (ولادت ۴۴۶ء وفات ۳۶۵ء ق م) ۲۹۹-۳۵۰

ے بیئس (وفات ۳۰۳ء ق م) ۳۵۱-۳۸۸

پلیبیس یا فارقلیس (وفات ۴۲۹ء ق م) ۳۸۹-۴۴۴

ازنہ ۴۴۵-۴۴۸

غلط نامہ

افسوس ہے کہ اس کتاب کی چھپائی خاطر خواہ صحت و خوبی کے ساتھ نہین ہوئی۔ اور ہر چند اب تمام مقام کا رفع کرنا محال ہے تاہم ناظرین کو حسب ذیل غلطیون کی کتاب شروع کرتے وقت ضرور اصلاح کر لینی چاہیے۔ ورنہ بعض اوقات مطلب سمجھنا دشوار ہوگا بکرم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
مقدمۂ مترجم:			
۱۲	۵	محافظ اور	محافظ
۱۶	۸	ریشہ دوانیون نے	ریشہ دوانیون سے
۱۷	۸	اور اب	اور اب کے
۴۰	آخری	تقریر	تقرر
۵۵	۳	اسکیپیو	اسکیپیو (یا سیپیو)
اصل کتاب:-			
۱	نوٹ مین	اسکای تھیہ کے	اسکای تھین سیدین
۳	۱ و ۲	ہیلوپس	پیلوپس
۵	۱۰	مدیق	تصدیق
۸	۲۰	اس کا باپ	س کا باپ
۹	۶	کی بیٹی	کے بیٹے
۱۵	۱	کھے	رکھے
۲۰	۱۸	چیوس	خیوس
۲۴	۵	رکھا گیا تھا	رکھا تھا
۲۵	۶	نقل کی جاتی ہین	نقل کی جاتی ہے
۲۸	۱ و ۳	آئے اونیہ	آئی اونیہ

(تھی سی اس کی سوانح عمری مین جا بہ جا چنانچہ کتابت ہوگیا)

(اس مشہور دیوتا کا نام نیچون، نپ چون، پڑھا جاے)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۹	۱	چر	پر
۳۰	۷	ازر	اندر
۴۴	۱۴	جرمانس	جرمانئی
۴۹	آخری	دیکھتے	دیکھنے
۵۱	۱۸	نجوی	نجومی
۵۹	۱۲	جنگ مغلوبہ	جنگ ہم گروہ
۶۰	۷	غنیم	غنم
۶۲	۸ و ۱۳	گال	غال
۶۶	۱۸	لوسس	لوکس
۷۰	۱۲	تے	کتے
״	״	ادہ	مادہ
۷۲	۱۳	کے	نے
״	۱۷	واون	والون
۷۷	۲	اسکی ہیو	سی ہیو
۸۱	۵	گال	غالیہ
۸۶	۲۰	(نومیسٹر) کو	(نومیٹر کو)
۹۷	۱۰	ارچی لوس	ارکی لوس
۱۰۱	۳	بھی بدتر	بدتر
۱۰۷	۱۰	ہر ایک کی	ہر ایک کے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۹	۱۰	لیوٹی چی دش	لیوٹی کی ڈس
۱۲۷	۲	اسی	اس
〃	آخری	گھیرا	گھرا
۱۴۱	۴	سنے	نے
۱۴۲	۱	آپسے	آپسنے
۱۵۷	۷	دسزا ہے جو	وہ سزا ہے جو
		قسم دوشنزگی	قسم دوشیزگی
۱۶۲	۱۸	پیٹون	پیٹون
۱۶۳	آخری	نایانیون	یونانیون
۱۶۴	۱۶	پرسند	پرسند
۱۸۶	۳	ملکہ امری	ملکداری
〃	۱۴	ہیری انڈر	پیری انڈر
		Periander	Herianderder
۱۸۹	۲	اتے تون	آتے پتون
۱۹۰	۸	ایسے لوگون کو	ایسے لوگون کی
۱۹۲	۹	تیس چھپو	"تیس چپو"
۱۹۴	۱	اہالو	اپالو
〃	〃	وزپری	وزپڑی
〃	۱۱	الس مین	الکیون
۱۹۹	۲	مطالب یہ کہاکر	مطلب یہ کہ اگر
〃	۱۵	بادشاہ ملک	بادشاہت ایک
۲۰۹	۱	جاسکتی تھی	جاسکتی تھین
〃	〃	متولی	موتی
۲۱۱	۱۳	وک	ملک
۲۱۶	آخری	اور محبت	محبّت
۲۱۸	۱۴	پہلے	پہلی
۲۲۰	۳	ناٹک نویس بھی	ناٹک نویس ہی
〃	نوٹ مین	جرنیل	جرنیل بادشاہ
۲۲۱	۴	تہ	تہ
۲۲۹	۱۴	مارکس	مرقس
۲۳۰	۴	مارکس کے	مرقس نے
۲۳۲	۱۳	ہر شخص اپنے آپ سے	ہر شخص اپنے سے
۲۳۳	۹	لاتینی	لاطینی
۲۳۴	۱۲	دکھائی دیتی	دکھائی نہ دیتی
۲۳۷	۱۶	بولتے ہین جو	بولتے ہین جو
		سکوس	پیکوس
۲۳۸	۸	کسی اپنے اسکے	اُس کے کسی
۲۳۹	۳	شہر وی آے	وی آی
		(اور ہر جگہ بھی یہ نام وی آی ہی پڑھنا چاہیے)	
۲۴۳	آخری	کرنیکے	کرین گے
۲۴۴	۸	جلنے من	جلتے مین
〃	۱۵	ہتی	ہی
۲۵۵	۵	اُس نے	×
〃	۹	مدیر	مدبّر
۲۶۰	۶	دوکشتیان	وہ پرانی کشتیان
〃	۱۱	جزایرالجین	جزیرہ اجی نا
〃	۱۲	جزایرالجین	جزیرۂ اجی نا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۰	۱۵	جزایر ایجین	جزیرۂ آجی نا
۲۶۵	۶	جزیرہ یونیشیہ	علاقہ یونیشیہ
۳۰۰	آخری	خود رو مہ کے	خودرو مہ سے
۳۱۲	۱۰	لُوٹ کیا	لوٹ گیا
۳۱۵	۵	ہای ری نیز	پانی رے نیز
″	۱۳	دولتمندتر	دولتمند ترین
۳۴۴	۳	لیکن اس کا	لیکن اس کے
۳۴۵	۲	درجو	اورجو
۳۴۷	۱۵	وربرسان	وہ پریشان
۳۵۰	۱۵	چارکردے	چارکردی
″	۲۰	دیاہین	دیامین
۳۵۱		عظمٰی Maximus	Maximon
		(رفے میئس کی سوانح عمری خلاف سلسلہ لکھ دی گئی ہے ورنہ	
		دراصل گلی (یعنی فاقلیس کی) سوانح عمری کے بعد آنی چاہیے)	
۳۵۱	۷	فینی	فیبئی
۳۶۶	۱۱	ارگرد کا	اردگرد کے
۳۷۹	۵	ظلم وارپیٹ	ظلم اور مارپیٹ
۳۸۵	۹-۱۳ وغیرہ	اسکیپیو	سکیپیو
۳۹۰	۵	لڑانے	لڑاے
۳۹۱	۸	بتاثیر	یہ تاثیر
۳۹۲	نوٹ مین	مرضین	مرضین
۳۹۴	۸	نومینی Permenide	فرمے نی ڈس Permenides
۳۹۶	۱۸	دادوی	وادوی
۳۹۸	۱۶	سلاتی	سلامے نی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹۹	نوٹ مین	اورمیس	اوڈلیس
۴۰۶	۱۴	جواہرات سے	جواہرات سے
۴۰۹	۲	تیار کرے	تیار کرتے
۴۱۲	۱۴	اس طرح چلتا	اس طرح چلنا
۴۱۴	۱	ترک کرتے	ترک کرنے
۴۱۹	۳	اشائیہ	اکائیہ
۴۲۱	۵	نوحی علاقہ	قومی علاقہ
″	۱۵	جالیفس	گلیپس
۴۲۴	۸	برآمد ہوئی	برآمد ہوتی
۴۲۶	۷	سوبر	سوبہ
۴۲۷	۷	تاخیر ہے	تاخیر سے
۴۲۸	۹	اُدل	اول
۴۳۰	۱۷	اججٹا	آجی نا
۴۳۱	۱۹	کری ٹس ہو	کری ٹس جو
۴۳۲	۱۲	ستاری نوس	شاری نوس
۴۳۵	۹	ایا	اِیا
۴۳۸	۱	کئے	لئے
۴۳۹	آخری	ہم	تاہم
۴۴۲	″	دل مین نہ پاے	دل مین نہ پائے
۴۴۵	۲	اب سے پہلے	اب پہلے
″	۳	سرسبزادو	سرسبزاور

تمت

دیباچہ

از جناب مولوی عبد الحق صاحب۔ بی۔ اے
سکرٹری انجمن ترقی اُردو، اورنگ آباد۔ دکن

پڑھنے کی عادت بہت اچھی ہے۔ مطالعہ ایک شریفانہ فعل ہی نہین حکیمانہ فعل ہے۔ لیکن، پڑھنے پڑھنے مین فرق ہے اور کتاب کتاب مین فرق ہے ؛ مین ایک بدمعاش اور پاجی آدمی سے باتین یا بے تکلفی کرتے ہوے جھجکتا ہون اور آپ بھی میرے اس فعل کو بُری نظر سے دیکھتے ہین۔ لیکن مین اس سے زیادہ بدمعاش اور پاجی کتاب پڑھتا ہون نہ آپ کو ناگوار گذرتا ہے اور نہ مجھے ہی کچھ ایسی شرم آتی ہے بلکہ اُس کی ہر بات شربت کے گھونٹ کی طرح حلق سے اُترتی چلی جاتی ہے۔ پاجی آدمی کی تو شاید کوئی حرکت ناگوار ہوتی اور مین اس سے بیزار ہو جاتا مگر یہ چپکے چپکے دل مین گھر کر رہی ہے اور اس کی ہر بات دلرُبا معلوم ہوتی ہے ؛

اگر مین کسی روز بازار مین جاؤن اور چوک مین سے کسی محض اجنبی شخص کو ساتھ لے آؤن اور اس سے بے تکلفی اور دوستی کی باتین شروع کر دون اور پہلے ہی روز اس طرح سے اعتبار کرنے لگون جیسے کسی پرانے دوست پر، تو آپ کیا کہین گے ؟۔ لیکن اگر ریل کسی اسٹیشن پر ٹھیرے اور مین اپنی گاڑی سے اُتر کر سید ھا بک اسٹال (کتب فروش کی الماری) پر پہونچون اور پہلی کتاب جو میرے ہاتھ لگے وہ خرید لاؤن اور گھول کے

اُمرائے ہنود اِس کتاب میں عہدِ مُغلیہ کے ہند علما و وزرا۔ اکابر و مشاہیر عہدہ داران و اُمرا کے مُفصّل حالات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مُسلمانوں کے عہدِ حکومت میں ہندوؤں کے ساتھ کیسی مساوات برتی جاتی تھی۔ قیمت - - - - - - - - - عہ

تاریخ تمدّن یعنی سر ہنری طامس بکل کی مشہور تصنیف "ہسٹری آف سویلزیشن" کا اُردو ترجمہ فلسفۂ تاریخ کی یہ بہترین کتاب ہے جس میں تاریخ کے اُصول اسی طرح مرتّب کیے گئے ہیں جیسے کہ طبیعات کے اُصول مُرتّب ہو چکے ہیں۔ مجلّد قیمت - - - - - - - - - عہ

مبادیِ سائنس اِس کتاب میں حیوانات، نباتات، حجریات و معدنیات، کے تمام ابتدائی مسائل نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھے ہیں۔ اور مولوی معشوق حسین خاں بی اے (علیگ) کا نام نامی اس بات کی کافی ضمانت ہے کہ کتاب کے مطالب نہایت آسانی کے ساتھ ذہن نشین آجائینگے۔ مجلّد قیمت - - - - - - - - - - - - - - - - عہ

فلسفۂ جذبات علم النفس کے مضمون پر اُردو کیا معنی، عربی۔ فارسی میں بھی کوئی کتاب موجود نہ تھی حالانکہ معیشت کامل کے جتنے عناصر و شعبہ جات ہیں سب کے لیے اِس علم کی تحصیل لازمی ہے۔ نیز رازِ ہستی کے انکشاف میں سب سے زیادہ اِسی علم سے مدد ملتی ہے۔ اِس کے مصنّف ملک کے لائق انشاپرداز مسٹر عبدالماجد بی اے ہیں۔ آخر میں اس علم کے متعلق جس قدر اصطلاحات علیہ بنائی گئی ہیں اُن کی فرہنگ دے دی گئی ہے۔ قیمت قسم اوّل عہ قسم دوم - - - - - - - - - - - - عہ

مقدّمات الطبیعات مؤلفہ عالیجناب مرزا مہدی خاں صاحب کے کب ایم آر ایس۔ ایم۔ ایم۔ آر ایس ای، ایف۔ جی۔ ایس، سابق ناظم محکمۂ مردم شماری ریاست حیدرآباد دکن۔ مرزا صاحب موصوف کو دولت آصفیہ نے خاص علوم طبیعیہ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے یورپ بھیجا تھا لاجواب تالیف جو اُردو زبان میں اپنی صنف کی پہلی ہی کتاب ہے درتکمیل تعلیم کے بعد عرصے تک اس فن کے مطالعہ اور کامل غور و خوض کا نتیجہ ہے۔ ضرور اس قابل ہے کہ وہ اصحاب جو اُردو میں اعلیٰ درجے کے کتب کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں اِس سے پوری طرح استفادہ کریں۔ اصطلاحات کی ایک فرہنگ بھی کتاب کے آخر میں دیدی گئی ہے قیمت عہ مجلد عہ

کہ اس سے معلومات حاصل ہوتی ہین - پہلی دو وجہین تو طفلانہ ہین - تیسری وجہ البتہ بظاہر معقول ہے - لیکن اس کے یہ معنے ہونگے کہ ہم معمولی، ذلیل اور ادنے معلومات کو اپنے دماغ مین بھرتے ہین تاکہ اعلیٰ معلومات کی گنجایش باقی نہ رہے ؛

اگر ہم اپنے مطالعے کا ایک سیاہہ تیار کرین اور اُس مین صبح سے شام تک جو کچھ پڑھتے ہین لکھ لیا کرین اور ایک مدت کے بعد اسے دیکھین تو معلوم ہوگا کہ ہم کیا کیا کر گذرے - اُس مین ہم بہت سی ایسی تحریرین پائینگے جن کا ہمین مطلق خیال نہین - بہت سے ایسے ناول ہونگے جن کے ہیرو ون تک کے نام یاد نہین - بہت ایسی کتابین، کہ جنکی نسبت اگر ہم سے کوئی یہ کہتا کہ یہ ہم پڑھ چکے ہین تو ہمین کبھی یقین نہ آتا - بہت سی ایسی تاریخین، سفرنامے، رسالے وغیرہ ہونگے جنھین پڑھ کر خوش تو کیا، پچتاے ہی ہونگے ؛ اگر ہم علی گڈھ کالج کے طالب علمون کے نام، اُن کے حلیے، اُن کے وطن، اُن کے محلے، اُن کی کتب نصاب تعلیم اور اُن کے شجرے یاد کرنے شروع کر دین اور اُسے "معلومات" کے نام سے موسوم کرین تو لوگ کیا کہین گے ؟ غرض ایسا ہی کچھ حال اُس سیاہہ کا ہوگا - اُس کا اکثر حصہ خرافات کی ایک عجیب فہرست اور ہماری ورق گردانی اور تضیع وقت و دماغ کی ایک عمدہ یادگار ہوگی ؛

ملٹن نے کیا خوب کہا ہے "عمدہ کتاب حیات ہی نہین بلکہ ایک لافانی چیز ہے" اس قول مین مطلق مبالغہ نہین - عمدہ کتاب خود ہی لافانی نہین بلکہ اپنے لکھنے والے کو، اُن کو جن کا اس مین ذکر ہے اور بعض اوقات پڑھنے والون کو بھی لافانی بنا دیتی ہے - عمدہ کتابون نے انسانون کے اخلاق و طبائع اور آرا پر بہت بڑا اثر ڈالا ہے - خیالات مین عظیم الشان تغیر پیدا کیا ہے - قومون مین ہل چل اور انقلابات بپا کیے ہین اور ملکون کی کایا پلٹ مین حیرت انگیز مدد دی ہے - اور یہی عمدہ کتاب کی نشانی ہے ؛ مین آج آپ کو ایک ایسی ہی کتاب کا حال سناتا ہون - یہ آج کل کی نہین، صدی و صدی

کی نہین بلکہ سنہ عیسوی کی پہلی صدی کی لکھی ہوئی ہے۔ یہ اب تک زندہ ہے یہ لافانی ہے۔ اس نے بہت سے مردہ دلون کو زندہ دل بنا دیا۔ بہت سے سوتے ہوؤن کو بیدار اور غافلون کو ہشیار کر دیا۔ بہت سی قومون مین قومیت و انسانیت کی روح پھونک دی۔ اور اس مین اب بھی اسی سحرکاری کی قوت موجود ہے بشرطیکہ ہمین اپنی آوارہ خوانی سے فرصت ہو ؎

جب روما کی قدیم سلطنت خانہ جنگیون کی بدولت پارہ پارہ ہوگئی نیز مذہب عیسوی کے تازہ فروغ نے یونان قدیم کی تہذیب و حکمت کو برباد کر دیا تو چوتھی صدی سے تیرھوین صدی عیسوی تک براعظم یورپ مین سخت جمود کی کیفیت طاری رہی۔ علماے مذہبی کی تلقین اور حاکمانہ تعلیم نے لوگون کو دنیا اور معاملات دنیا کی جانب سے بالکل بے پروا کر دیا تھا۔ ہر دل پر آنے والی زندگی کا ہول اور قیامت کا خوف ایسا بیٹھ گیا تھا کہ جو لوگ تارک الدنیا نہ تھے، حیات ظاہری کے مسائل پر غور کرنا انھین بھی ناگوار اور تضیع اوقات معلوم ہوتا تھا۔ دماغون مین اوہام پرستی اور متعصبانہ تنگدلی اور قومی عزت و غیرت کے تمام اصولون سے بے خبری کے سوا ے کسی چیز کے سمانے کی گنجایش نہ تھی اور شخصی بادشاہون کے طفلانہ فرمان اور خودغرض پادریون کے خلاف عدل و انسانیت احکام کی تابعداری زندگی کا فریضۂ مسلمہ بن گئی تھی ؎

صدیون تک اسی حالت خراب مین پڑے رہنے کے بعد آخر کار اہل مغرب مین حرکت پیدا ہوئی اور اندلس کی اسلامی درسگاہون کے طفیل سے اور ان یونانی پناہ گزینون کے اثر سے جو ترکی فتح قسطنطنیہ کے بعد جنوبی یورپ مین بھاگ آے تھے، یونان قدیم کے فلسفہ و حکمت اور رومی قوانین و نظام سلطنت کا علم ان ممالک مین پھیلا اور محض اس کی بدولت ذہنی ترقیون کا وہ دور یورپ مین شروع ہوا جسے

بجاطور پر اہل یورپ عہد بیداری (یا نشاۃ الثانیہ) سے تعبیر کرتے ہین۔ شوق علم ومطالعہ کے اس احیا نے ایک طرف تو اُس زبردست اصلاح مذہبی کی تخم پاشی کی جو عیسائیون کے نئے فرقے پراٹسٹنٹون کی تحریک کی سنگ بنیاد تھی اور دوسری طرف عدل ومساوات رواداری اور معقولیت، آزاد خیالی اور جمہوریت، اور ایثار وحب وطن کا دلون مین گہرا نقش بٹھا دیا اور درحقیقت محض قدیم علم ادب کا طفیل تھا کہ استبداد ومطلق العنانی کا زور ٹوٹا اور لوگون کے خیالات مین وہ غیر معمولی تلاطم ہوا جس کا سب سے خوفناک مظاہرہ انقلاب فرانس تھا ؛

اس طرح تقریبًا پانسو برس کی محنت ومطالعہ کا جو کچھ نتیجہ ہوا وہ گویا اسی درخت کا پھل تھا جسے دو ہزار برس پہلے اہل یونان کے ہاتھون نے بویا تھا ؛

لیکن ان یونانی کتابون مین جو یورپ کے ایسے ذہنی انقلابات کا سبب ہین اگر ہم بغور تلاش وامتیاز کرنا چاہین تو ہمین معلوم ہوگا کہ پلوٹارک متوطن شیرونیہ (علاقہ بیوشیہ، یونان) کی کتاب "مشاہیر یونان ورومہ" بھی منجملہ ان چند کتابون کے ہے جنھون نے مغرب کو قعر مذلت سے نکال کر اوج کمال پر پہونچا دیا اور اعلےٰ انسانی خصائل کا ایسا سبق دیا جو کبھی فراموش نہ ہو ؛

مذہب ہو یا دنیوی معاشرت، سیاسیات ہو یا دنیات بغیر اخلاق کے چارہ نہین۔ جب تک ان کی تہ زمین اخلاق نہ ہو کامیابی ممکن نہین۔ لیکن قابل غور اور اہم سوال یہ ہے کہ اعلیٰ اخلاق کی تعلیم کیونکر دی جاے کہ نوجوانون کے دلون مین اعلیٰ اور پاکیزہ خیالات اس طرح متمکن ہوجائین کہ دنیوی لالچ، خود غرضانہ خواہشات دوستی اور مروت انھین ڈانوان ڈول نہ کرسکے ؟ بعض کا خیال ہے کہ صرف مذہبی تعلیم ہی سے اخلاق درست ہوسکتے ہین۔ بعض کی راے ہے کہ اخلاق کی کتابین پڑھانے اور وعظ وپند کے ذریعے سے اخلاق سکھا سکتے ہین۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ پہلا طریقہ حکم وفرامین پر

مبنی ہے اور بہت طبائع اُسے قبول کرنے کی صلاحیت نہین رکھتین اور اسلیے اکثر محروم رہ جاتی ہین۔ اور دوسرا طریقہ بے مزہ اور روکھا پھیکا ہے۔ خصوصًا نوجوان طبیعتین اُس سے بھاگتی ہین اور واعظون کے وعظ اور ناصحون کی نصیحتین رائگان جاتی ہین۔ ایک تیسری تدبیر اصلاحِ اخلاق کی صحبت ہے۔ بے شک یہ ایک کارگر اور مؤثر تدبیر ہے لیکن ہر کہین اعلیٰ اخلاق اور پاکیزہ سیرت کے کامل نمونے کہان نصیب ہوتے ہین۔ علاوہ اس کے کہ ان طریقون مین دل کشی نہین جو نصیحت کی تلخی کو کم کرنے کے لیے نہایت ضروری ہے ایک اور کمی بھی ہے یعنی ان سے بڑائی حاصل کرنے کا دلون مین ولولہ اور جوش پیدا نہین ہوتا۔ اب صرف ایک ہی طریقہ باقی ہے جو مؤثر بھی ہے، دلکش بھی ہے اور طبیعتون مین ولولہ اور جوش بھی پیدا کرتا ہے اور وہ یہ کہ اُن لوگون کے حالات پڑھنے کے لیے دیے جائین جنھون نے دنیا مین ایسے بڑے بڑے کام کیے ہین جو کبھی مٹنے والے نہین۔ بشرطیکہ اُن کا لکھنے والا اس گُر سے واقف ہو۔

پلوٹارک اس گُر کو خوب سمجھتا تھا۔ اس نے یونان و روما کے سپوتون کے حالات لکھنے مین ایسے دلاویز طریقے سے کام لیا ہے کہ خود بخود پڑھنے کی رغبت ہوتی ہے۔ اور دوسری بات جو پلوٹارک کی سبق آموز اور زندہ جاوید کتاب کی وقعت کو بڑھانے والی ہے وہ اس کی تاریخی حیثیت اور صاحب کتاب کی غیر معمولی وسعتِ نگاہ ہے۔ اسکی مساعی تحقیق و جستجو کو سیر کرنے کے لیے اول تو کتابون کا ایک ذخیرۂ کثیر اس کے سامنے تھا جو اب ناپید ہے اور دوسرے وہ پہلی صدی عیسوی کا آدمی ہے اور اس لیے یونان و روما کی تہذیب و معاشرت کا جیسا صحیح اندازہ وہ کر سکتا ہے اس زمانے مین ممکن نہین۔ پس تاریخی اعتبار سے ان ملکون کی کوئی قدیم تاریخ مکمل بلکہ معتبر نہین سمجھی جاتی جب تک کہ مؤلف اس بات کا ثبوت نہ دے کہ اس نے پلوٹارک کی لکھی ہوئی سوانح عمریون کو طالب علمانہ شوق و جان کاہی سے پڑھا ہے۔

آپ اس کتاب مین حبِ وطن، کامل ایثار، بے نفسی، جان نثاری اور اولوالعزمی

کی ایسی زندہ اور سچی تصویرین دیکھین گے کہ اُن کو پڑھکر انسان بے خود ہو جاتا ہے اور اس کا دل بے اختیار سچے جذبات سے اُبلنے لگتا ہے اور خواہ کیسا ہی آدمی ہو یہ ممکن نہین کہ اس کے پڑھنے کے بعد وہ متاثر نہو اور اُن انسانی اعلیٰ خوبیون کا دائمی اثر اس کے دل پر باقی نہ رہے۔ دنیا مین سیکڑون آدمی ایسے گذرے ہین کہ اس کتاب نے اُن پر جادو کا سا اثر کیا ہے اور اس کی بدولت انھین حیات جاوید حاصل ہوئی ہے ؛

راسیو جو فرانس کا ایک بڑا حکیم گذرا ہے اور جو اُن چند برگزیدہ لوگون مین سے تھا جو انقلاب فرانس کا پیش خیمہ تھے اس کتاب کو پڑھ پڑھ کر آپے سے باہر ہو ہو جاتا اور روبسپین کے زمانے مین بھی اُس سے اُن بے نفس اولوالعزم لوگون کی تقلید مین عجیب و غریب حرکتین سرزد ہو جاتی تھین۔ وہ اس کتاب کو بہت عزیز رکھتا تھا اور ہمیشہ اس کے پڑھنے سے اس پر نئی کیفیت طاری ہوتی تھی ؛

فرانس کے عہد بیداری کے ایک دوسرے نامور مصنف مونٹین کی نسبت لکھا ہے کہ وہ پلوٹارک کے مطالعے سے بے انتہا متاثر ہوا تھا اور اپنی کامیابی کے لیے علاوہ دیگر یونانی فلسفیون کے پلوٹارک کا بھی رہین منت تھا ؛

پلوٹارک کو انسانی سیرت اور باطن کی تصویر کھینچنے مین کمال حاصل ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا زندہ تصویرین ہمارے سامنے موجود ہین اور تھوڑی دیر کے لیے ہم خود اپنے اردگرد کے حالات سے بالکل بے خبر ہو جاتے ہین ؛ شیکسپیر کے کلام کا مشہور نقاد ریلے لکھتا ہے کہ شیکسپیر جو پلوٹارک کا بہت کچھ زیر بار احسان ہے بعض اوقات کیرکٹر (سیرت) کی تصویر اُتارنے مین پلوٹارک کے حیرت انگیز بیان کو نہین پہونچتا ؛

فردوسی بھی اس بارے مین کمال رکھتا ہے اور شاہنامے کے پڑھنے کے بعد ہم رستم و افراسیاب، سیاوش و سہراب وغیرہ کو نہین بھول سکتے۔ لیکن حب وطن، کامل ایثار اور انسان کے اخلاقی کمالات کی وہ تصویرین جو دل مین گھر کر لیتی ہین اور جو تزکیۂ نفس اور اصلاح اخلاق کا

زبردست آدمیون اس مین نہین پائی جاتین ۔ پلوٹارک کو اس خصوصیت مین سب پر تفوق حاصل ہے اور جسے یقین نہ ہو وہ برونٹس لکرگس اور کیٹو (خرد) وغیرہ کے حالات پڑھ کر دیکھ لے اور سوچے کہ ان اعلیٰ صفات کی حامل کوئی اور کتاب بھی ہے ۔

اگر اس کتاب کے پڑھنے کے بعد کوئی اس سے متاثر نہ ہو اور اس کے دل مین اخلاقی کمالات کا جوش اور ولولہ پیدا نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ خدا سے خشوع و خضوع کے ساتھ دعا مانگے کہ خدا اس کے حال پر رحم کرے !

مجھے سچی اور قلبی مسرت ہے کہ آخر یہ دلچسپ اور وقیع المنزلت کتاب جو دنیا کی امہات کتب مین سے ہے انگریزی سے اردو مین ترجمہ ہوئی اور ہمارے اہل ملک کے سامنے (منجملہ پانچ جلدون کے) اس کی پہلی جلد آج پیش کی جارہی ہے ۔ خدا کرے کہ اسے یہان بھی وہی تاثیر اور قبولیت نصیب ہو جسکی وہ مستحق ہے ۔

مین اس امر پر بھی خاص مسرت کا اظہار کرتا ہون کہ انجمن ترقی اردو کی خوش نصیبی سے اسے مترجم بھی ایسا ہی قابل اور محقق ملا ہے ۔ سید ہاشمی صاحب نے اس کتاب کا ترجمہ جس جان کاہی، شوق اور محنت سے کیا ہے وہ بہت قابل تعریف ہے اور میری رائے مین یہ اردو ترجمہ بلحاظ طرز بیان، سلاست، اظہار مطالب، انگریزی ترجمے پر فوقیت رکھتا ہے علاوہ اس کے لائق مترجم نے ایک بڑا کام یہ کیا ہے کہ کتاب کے شروع مین ایک تاریخی مقدمہ (جو گویا یونان اور روما کی قدیم تاریخ کا ایک خلاصہ ہے) اضافہ کر دیا ہے جس سے اردو ترجمے کی وقعت اور بڑھ گئی ہے ۔ یہ بہت ضروری تھا ۔ اسلیے کہ ان سوانح عمریون مین خاص تاریخی سلسلہ نہین ہے اور بہت سی باتین اس وقت تک سمجھ مین نہین آسکتین نہ کتاب کا پورا لطف آسکتا ہے جب تک کہ یونان و روما کی تاریخ سے واقفیت نہ ہو ۔ پس یقین ہے کہ اردو خوان پبلک کے لیے یہ نہایت مفید اور کارآمد ثابت ہوگا ۔

اورنگ آباد دکن ۔ ۲۹ ۔ جولائی ۱۹۱۶ء

جغرافیائی نوٹ

عہد قدیم مین لفظ یونان کسی خاص یا معین الحدود ملک پر اطلاق نہ پاتا تھا بلکہ اُن تمام علاقون کو یونان کہہ دیتے تھے کہ جہان یونانی زبان و معاشرت اور یونانی نسل کے لوگ آباد ہون۔ چنانچہ جزائر اے جین ایشیائے کوچک، صقلیہ اور اطالیہ کی ساحلی نوآبادیان بھی قریب قریب اُسی حق کے ساتھ اپنے ان دور دست علاقون کو 'ہیلاس' (یونان) کہہ سکتی تھین جو یونان خاص کی بستیون کو حاصل تھا۔ اصل یہ ہے کہ تمام یونانیون پر کبھی کوئی واحد قومی سلطنت نہ قائم ہوسکی اور مُلک کے پہاڑی اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑون مین کٹے ہوے ہونے کی وجہ سے اُن کی چھوٹی چھوٹی جماعتین جہان تہان بس گئین اور انھون نے اپنے اپنے علاقے اور ضلعون مین علٰحدہ خود مختار ریاستین بنالین۔ پھر شہری آزادی کی لذتون نے، جو شاید بنی انسان مین من حیث القوم سب سے پہلے یونانیون ہی نے چکھی تھین، انھین ہمیشہ ایک وسیع تر اشتراک اور واحد قومی حکومت کے شیرازے مین منسلک ہونے سے باز رکھا۔ چنانچہ حکیم ارسطو نے جب تمام یونانیون کی تاریخ مرتب کی، جو بدقسمتی سے اب ناپید ہے، تو ڈیڑھ سو سے زیادہ خود مختار یونانی ریاستون کے حالات اُسے جمع کرنے پڑے جن مین ہمیشہ تغیر اور انقلابات ہوتے رہتے تھے۔ پس ایسے تغیر پذیر مجموعے کا جغرافیائی تعین کرنا، یقیناً نہ اُس وقت آسان تھا نہ اب کچھ آسان ہے۔

بہرحال، نقشۂ منسلکہ کو دیکھنے سے ظاہر ہوگا کہ ایشیائی نوآبادیون کے علاوہ، خاص یونان اُس زمانے مین بھی قریب قریب اُسی علاقے پر مشتمل تھا جو موجودہ یونان کا

ملک کہلاتا ہے۔ اس مین سے اگر ہم مقدونیہ اور ایپرس کو خارج کر دین جو کبھی صحیح معنون مین یونان نہین سمجھے گئے تو یونان قدیم کا رقبہ ۲۰ ہزار مربع میل سے کچھ زیادہ تھا اور اُس کے بڑے بڑے سترہ ضلعے حسب ذیل تھے (جن مین مقدونیہ و خود مختار ریاستین شامل تھین) :-

(۱) شمالی یونان - اس مین صرف ایک ضلع تھا : تھسلی[1]؛

(۲) وسطی یونان - اکرنانیہ[2]، اٹولیہ[3]، لوکرس[4]، ڈورس[5]، مگارس[6] (یا مگارا)، فوکیس[7] (یا فوشیہ)، ایٹی کا[8] اور بیوشیہ[9]؛

(۳) جنوبی یونان - (جسے پی لوپی نی س[10] یا پیلوپیہ کہتے تھے اور جو اب جزیرہ نمائے موریہ کے نام سے موسوم ہے) کورنتھیا[11]، سکیانیا[12]، اکائیہ[13]، اے لس[14]، آرگولس[15]، ارکیڈیا[16]، مسینیہ[17] اور لقونیہ[18]؛

مقدمہ مبحث

۱ — یونان

تمہید یونان کی قدیم تاریخ موجودہ یورپ کی تمدنی اور ذہنی ترقیون کا پہلا باب ہے ؛ جس وقت اور قومین خانہ بدوش قبائل کی صورت مین زندگی بسر کر رہی تھین، یونان مین منتظم شہر آباد تھے اور جب کہ اوہام پرست ایشیائی شخصی بادشاہون کی ذلیل غلامی کو فخر انسانیت جانتے تھے، اہل یونان اُس وقت پوری طرح اس اصول کو سمجھ چکے تھے کہ کوئی حکومت مطلق العنان نہ ہونی چاہیے ؛ لیکن اس خارجی فرق کے علاوہ اُن کی بڑی وجہ فضیلت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اولاد آدم مین سب سے پہلے انھون نے مدنی الطبع انسان کی زندگی اور تعلقات زندگی پر غور کیا اور ہمیشہ عقل و تدبر کو اپنا دلیل راہ بنایا جس کی وجہ سے معاملات ملکداری مین اُن کی نظر سب سے پہلے اُس سرشتۂ اعتدال تک پہونچی جو راعی اور رعایا کے حقوق و فرائض کا صحیح وزن بتاتا ہے۔ اور دوسری طرف ذہنی ترقیون کے لحاظ سے وہ اُس میدان تلاش مین در آئے کہ جہان انسان اسباب و علل کی جستجو کرنا سیکھتا ہے اور نیز اپنا مافی الضمیر اور اپنی ہمدردی نوع کے خیالات ایک خوش نما اور دل نشین پیرائے مین ظاہر کرنا چاہتا ہے ؛ یہی باعث ہے کہ تاریخ یونان کی دل چسپیان کچھ اُسی وقت سے نہین، جب سے کہ شہور و سنین کا تعین یا واقعات کا مفصل احوال ہمین

ملتا ہے — بلکہ اُس وقت سے شروع ہوتی ہین جب سے کہ اُس متمدن اور با اصول زندگی کی جھلک ہمین نظر آتی ہے جس کی وسعت یافتہ صورت کا نام یورپ کی جدید تہذیب ہے ؛

قدیم یونان کی یہ تاریخ بعثت مسیح سے تین صدی قبل تک تقریبًا ایک ہزار سال کے حالات پر مشتمل ہے اور ظاہر ہے کہ اُس پر مبسوط بحث کرنے کی اس مختصر مضمون مین گنجایش نہین البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ اُس کا ایک سرسری خاکا، پلوٹارکس لایوز کا اردو ترجمہ پڑھنے والون کے سامنے پیش کر دیا جاے کہ انھین کتاب کے مطالب سمجھنے مین مدد ملے اور وہ ایک تصور وہان کی عام حالت کا اپنے ذہن مین قائم کر لین ؛

اب آسانی کی غرض سے ہم ان تاریخی حالات کو پانچ دورون مین تقسیم کرینگے جن مین پہلا یونانی قومون کے باہر سے آکر یونان مین بسنے اور مختلف ریاستین آباد کرنے کے متعلق ہے اور ہمین چھٹی صدی قبل مسیحی کے سرے تک لے آتا ہے ؛ دوسرے دور مین آسی اونی (جس کو بھلا کر اہل مشرق نے "یونانی" بنایا ہے) یا اہل یونان کی ایشیائی آبادیون کی بغاوت اور ایرانی لشکر کشی کا ذکر ہے (سنہ ۵۰۲ تا سنہ ۴۷۹ ق م) تیسری مین اُن ۴۷ برس کے حال سے بحث ہے کہ جن مین مدینۃ العلما ایتھنز یا (ایتینا) کی حکومت اوج کمال پر تھی ۔ چوتھے مین پونیشی (پی لوپی نی سسی) لڑائیان، اسپارٹی اقتدار اور پھر تھیبہ کے تفوق حاصل کرنے کے مجمل واقعات و نتایج ہین (سنہ ۴۳۱ تا سنہ ۳۶۲ ق م) اور آخری دور مین فیلقوس اور سکندر کے عہد سے گذر کر یونان کے رومیون کے ہاتھون مفتوح ہونے کا احوال ہے (سنہ ۳۴۶ تا سنہ ۱۴۶ ق م)

پہلا دور — یونانی قومون کے گروہ اور ریاستین ؛

عام خیال کے بموجب اہل یورپ کی بنا کس وسط ایشیا سے ہے اور دہین کی پہلی رو تھی جس مین ٹیوٹانی، لتھوآنی اور اسلانی قومون کے اجداد ادھر آئے ؛ اس کے بعد ایک دوسرا گروہ آیا اور (یونانی، اطالوی اور قلطی) تین شاخون مین بٹ کر جنوبی یورپ مین پھیل گیا لیکن جہان تک ہیلاسی (ہیلنیز یعنی یونانی) قوم کا تعلق ہے وہ ایک ہی وقت مین ملک

یونان مین نہین آئی بلکہ ایشیاے کوچک کے علاقون (فرغیہ، لڈیہ وغیرہ) سے بتدریج اُٹھ اُٹھ کر مقدونیہ، تھسلی اور پھر یونان خاص مین پہونچی اور قدیم باشندون پر غالب آکر مستقلاً یہین آباد ہوگئی۔ ان قدیم باشندون کا عام نام پلاس جی قوم ہے اور ان کو بعض جدید اہل تحقیق نے اُنہی کا ہم نسل بتایا ہے جو بعد مین ادھر آئے۔ بالفاظ دیگر یہ اُسی ہیلاسی خاندان کی ایک پُرانی شاخ تھی اور محض چند صدی پہلے چلے آنے کی وجہ سے ایک غیر نام و نسل کی قوم سمجھی گئی ورنہ اوس مین اور ہیلاسیون مین وہی رشتہ ہے جو خود ہیلاسی نسل کے آیندہ مختلف گروہون مین تھا۔ یہ بعد کے گروہ تعداد مین تین اور کم سے کم دو تھے: آی اونین، ڈورین اور ای اولین (یولین) جن مین آخر الذکر وہ ہین جو کچھ عرصہ پہلے اپنے اصلی جتھے سے جدا ہوگئے تھے۔ ان کے عقب ڈورین یورپ مین آئے اور جزیرہ نماے یونان کے منتہاے جنوب تک پہونچے اور وہان اپنی چھوٹی چھوٹی سلطنتین قائم کین۔

لیکن قبل اس کے کہ ڈورین لوگون مین (جو اب اپنے نئے وطن نوشیشہ کے باشندے کہے جا سکتے ہین) کسی تمدن کی صلاحیت پیدا ہو اور وہ اپنی بدوی زندگی چھوڑ کر لطف حضرت سے آشنا ہون، آی اونی گروہ تمدن کے کئی درجے طے کر چکا تھا۔ ایشیاے کوچک مین زیادہ عرصے رہنے کی وجہ سے وہی سب سے زیادہ سامی قومون کے اثر مین آیا، جن مین کنعانی خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہین۔ یہ چھوٹی سی اولوالعزم قوم حضرت مسیح سے دو ہزار برس پہلے اُن علاقون مین آباد تھی جو اب فلسطین اور لیبان کے نام سے مشہور ہین — جہان تک تاریخ گواہی دیتی ہے یہ لوگ عصر قدیم کے نہایت بلند حوصلہ تاجر اور سب سے بڑے جہازران تھے اور اُن کی نوآبادیان ایک طرف ساحل افریقہ پر ٹیونس (قرطاجنہ) سے پرے تک اور دوسری طرف جزائر یونان، قبرس اور غالباً خاص یونان کے مشرقی ساحلون پر پھیلی ہوئی تھین۔ اُنھین سے آی اونیون نے تہذیب کی الف بے تے پڑھی

اور انھین کی تعلیم سے فن تحریر، بعض قدیم صناعیان اور ایشیائی دیوتاؤن کی پرستش یونان مین رائج ہوئی ؛ لیکن کنعانیون کا اثر (جنھین یونانی فنیشی یا فنیقی کہتے تھے) ساحلی علاقون سے آگے نہین بڑھا اور فرغیہ اور لڈیہ کے اندرونی علاقون مین دوسری سامی قومین تھین جنھون نے آرین مہاجرین کا خیر مقدم کیا خصوصًا لڈیہ مین آنے والے جو سامیون کو مغلوب نہ کر سکے تھے انھین مین گھل مل گئے اور پھر غالبًا اسی مرکب قوم کی ایک شاخ آبناے درد انیال کے ایشیائی کنارون تک پھیلی اور وہان ٹرواے کی سلطنت بنائی جس کے پایۂ تخت ایلیم اور ٹرواے کے کھنڈر تھوڑے دن ہوے ترکی قلعے "قوم قلعے" کے قریب جنوب مشرق مین نکلے ہین ؛

لیکن اب وقت ہے کہ ہم ڈورین مہاجرین کی طرف متوجہ ہون اور دیکھین کہ انھون نے اپنے جدید وطن پونیشیہ مین کیا کیا ؛

آرگس | مہاجرین کے اس ندی دل نے معلوم ہوتا ہے خاکنارے کو نتھ سے گذر کر سیدھا جنوب کا رخ کیا اور سمندر تک پہونچ کر ملک کے جنوب مشرقی علاقون مین آباد ہو گئے چنانچہ ارکیڈیا، ایلس اور اکائیہ کے ضلعے عرصے تک ڈوری اثرات سے خالی رہے اور سب سے زیادہ آرگولس کا علاقہ اُن کے تسلط مین آیا اور اس کے مرکزی شہر آرگس مین اُن کی ایک مقتدر ریاست قائم ہوئی جس کے پانچ ہمقوم شہر حلیف تھے : فلی اُس[1] ٹرِیزن[2] سکیان[3] کونتھ اور ایپی ڈورس[4] آرگس کا یہ تفوق جزیرہ نماے پونیشیہ پر بہت دن قائم رہا حتّٰے کہ ضلع لقونیہ سے ایک نیا حریف اُٹھا جس کے زور و اقتدار کے آگے نہ صرف آرگس بلکہ تمام یونان کی ریاستین ماند پڑ گئین یہ اسپارٹہ تھا جو کوہ ٹے گی اُس کے دامن مین یوری ٹاس (یوروٹاس) ندی کے کنارے آباد ہوا ؛

اسپارٹہ[5] | اس علاقے مین جب ڈورین مہاجر آئے تو اُس وقت یہان کئی قدیم قومین آباد

[1] اپیارہ (یا اِس پارٹ) کے لفظی معنی حُبّی زمین کے ہین اور اسکی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یونانی دستور کے خلاف یہ بستی پہاڑی یا اُبھار پر ہونے کے بجاے معمولی کاشت کی زمین پر بسائی گئی تھی ۔"۔

تھین، بلکہ یونین اور اکائین عناصر تو آخر تک وہان موجود رہے۔ پس یہی وجہ تھی کہ نئے آنے والون کو یہان سب سے زیادہ عرصے تک مصروف اور آمادۂ جنگ رہنا پڑا اور اسی لیے لس ڈی مونی (یا لکِ ڈی مونین) جو یہان آبسنے والون نے اپنا علاحدہ قومی نام قرار دے لیا تھا) کچھ مدت مین یونان کے سب سے زیادہ جنگجو لوگ سمجھے جانے لگے۔ مگر ابتدا مین اسپارٹہ اس ضلعے (لقونیہ) کا ایک معمولی گاؤن تھا اور اُسے ایک مرکزی اور لقونی صدر مقام کی حیثیت بہت دن مین اور رفتہ رفتہ حاصل ہوئی۔ اور کچھ عجب نہین کہ وہان وقت واحد مین دو بادشاہ ہونے کا دستور بھی اسی عہد ارتقائی کی یادگار ہو اور اصلی آبادی کو ملانے کی غرض سے اُس کا بھی ایک بادشاہ لیا جانا ضروری سمجھا گیا ہو کیونکہ ایک طرف تو ایسے تشنیۂ حکومت کی کوئی نظیر کسی ڈورین ریاست مین نہین نظر آتی اور دوسری طرف ایک نامور اسپارٹی بادشاہ کلیومینز (کلیومینیز) کو بہت دن بعد ہم اکائی النسل ہونے کا مدعی پاتے ہین۔ پس یہ بالکل ممکن ہے کہ اسپارٹی بادشاہون کے یہ دو سلسلے ڈورین اور اکائین خاندانون کی آمیزش کا نتیجہ ہون۔ اگرچہ اہل اسپارٹہ بالعموم اس سے انکار کرتے رہے۔

پولیشیہ مین اس قوت کا عروج بظاہر اُس امیرانہ نظام حکومت کا معلول ہے جس نے اسپارٹہ کے شہریون کو فن سپاہگری کے لیے وقف کرا دیا تھا، اور جسے قدیم یونانی لکرگس مقنن کا نتیجۂ فکر بتاتے ہین۔ لیکن جدید تحقیقاتین اسے تسلیم کرنے مین متامل ہین اور تمام اسپارٹی آئین و قوانین کا بانی ایک ہی شخص کی ذات کو نہین مانتین۔ بہرحال اس نام نہاد مقنن اور اُس کے نظام حکومت کا مشرح بیان لکرگس کی سوانح عمری مین موجود ہے جسے ہمارے ناظرین اصل کتاب مین ملاحظہ فرمائین گے۔

واضح رہے کہ خانہ بدوش قومون کو نظر انداز کرنے کے بعد بھی عہد گذشتہ مین لوگون کا مصروف جنگ و جدال رہنا ایک عام بات تھی، بایں ہمہ کسی قوم کے ہر فرد کا اسطرح بلا استثنا

جنگ آزما ہونا، ایسا واقعہ ہے جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ اور یہی باعث تھا کہ اس عجیب طرز معاشرت کو اختیار کرنے کے بعد جب اہل اسپارٹہ کو دوسری یونانی ریاستوں سے مقابلے پیش آئے تو اُن میں باہم اسی قدر فرق تھا جس قدر کہ ایک پیشہ ور سپاہی اور معمولی شہری میں ہوا کرتا ہے۔ مگر جس وقت پان سوبرس کے بعد اَور یونانیوں کو بھی ضرورت و تجربے نے ایسا ہی جنگ جو بنا دیا تو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ پہلا سا فرق اُن میں نہ رہا اور اسپارٹہ کی فوقیت کا طلسم بھی ٹوٹ گیا۔

البتہ اوّل اوّل اسپارٹہ نے اس فوقیت سے وہی فائدہ اُٹھایا جو ایسی فوجی تعلیم کا قدرتی نتیجہ ہے۔ یعنی بہ تدریج اپنی سلطنت اور حکومت کو وسعت دینی شروع کی جس کی ابتدا میسینیا کی لڑائیاں سمجھنی چاہییں۔ یہ ڈورین ریاست لقونیہ کے مغربی ہمسائے میں واقع تھی اور پونیشیہ کی سب سے زرخیز و دولتمند سرزمین مانی جاتی تھی اور جب اُس پر حملہ ہوا تو ارگس، ارکیڈیا اور سکیان کی کئی ریاستیں بھی اُس کے ساتھ تھیں جنھیں اندیشہ تھا کہ اگر اس نوخیز قوت (اسپارٹہ) نے زور پکڑا تو ایک نہ ایک دن وہ انھیں بھی آزادی اور خود مختاری کی نعمت سے محروم کر دیگی۔ اور پھر شاید اُن سے اُس کا وہی سلوک ہوگا جو اسپارٹہ کے لوگ اپنی بدنصیب لقونی رعایا (ہیلاٹون) کے ساتھ کرتے تھے۔ اور واقعی جب سو برس کی جد وجہد کے بعد قسمت نے میسینیا کو دغا دی تو ڈورین نسل ہونے کے باوجود مغرور لس ڈی مونیون نے انھیں اس حالت ردی کو پھر بچا دیا (۴۸۵ ق م) پھر انھوں نے ارگولس کی طرف رخ کیا جس کی مرکزی ریاست ارگس چند روز سے اپنا اثر و اقتدار کھو کر عالم انتزاع میں تھی۔ مگر اس کے مقابلے میں اسپارٹہ تھوڑی سی زمین پر قابض ہو جانے کے سوائے کچھ زیادہ فائدہ حاصل کر سکا اور جلد ہی ارکیڈیا کی طرف پلٹ پڑا جس کی ریاستوں نے ہمیشہ اُس کی ہوس پرستیوں میں مشکلات پیدا کی تھیں اور اُس کے دشمن اہل میسینیہ کا ساتھ دیا تھا۔ لیکن ان لڑائیوں میں بھی اُسے خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی اور جنوبی ارکیڈیا

کی ریاست ٹیگیہ کے مقابلے مین ہزیمت اُٹھانی پڑی جس کے بعد خود اہل ٹیگیہ نے اس شرط پر صلح کرلی کہ اسپارٹہ اُن کی خود مختاری مین دخل نہ دیگا اور اس کے بدلے مین وہ اُس کے تفوق کو تسلیم کرلین گے اور آیندہ سے اُس کے حلیف بن جائین گے ؛

اس واقعہ سے لس ڈی مونیون کو یہ مفید سبق ملا کہ پوئیشیہ کی تمام ریاستون کو مفتوح کرنے کی نسبت اپنے زیر اثر حلیف بنانا زیادہ بہتر و سہل ہوگا۔ چنانچہ اس ارادے مین عملی کوشش کرنے کا سب سے اچھا موقع اُس وقت اُن کے ہاتھ آیا جب کہ اولمپی تہوار کے متعلق یونانیون مین جھگڑا ہوا۔ یہ مقدس تہوار شہر اولمپیہ مین جہان زیئس دیوتا کا ایک پرانا معبد تھا، ہر چوتھے سال منایا جاتا تھا (اس تہوار کو قدیم یونانی اولمپیاڈ کے نام سے موسوم کرتے اور اسی سے اپنا سنہ لیتے تھے۔ دیکھو سوانح عمری نیوما) اور اس کی مراسم نذر و نیاز وغیرہ کا انتظام ایلس اور پیزا والون کے سپرد تھا۔ زائرین کی تعداد کثیر اطراف و جوانب سے وہان آکے جمع ہوا کرتی تھی اور اُن کی طرف سے ایک "امفکٹیونی" (یعنی متحد ہمسایون کی انجمن) بھی وہان قائم تھی ؛ اب جب مذکورۂ بالا دونون شہرون مین تنازعہ ہوا (جیسا کہ بنی ہاشم عبدالمطلب کے زمانے مین اہل مکہ اور بنو ہاشم مین پیدا ہوا تھا) تو اسپارٹہ نے نہ صرف اپنی رائے کے موافق ایلس کے حق مین فیصلہ کردیا بلکہ آیندہ سے اس مذہبی انجمن کی عام نگرانی بھی اپنے ذمے لے لی اور اسی ذریعے سے تھوڑے دن مین تمام پوئیشیہ کی سرپرآوردہ ریاست بن بیٹھا ؛

یہی اسپارٹہ کی فوقیت تسلیم کیے جانے کا زمانہ یونانی ریاستون کے بعض اہم ملکی تغیرات کا زمانہ ہے ؛ ڈورین مہاجرین کے آنے سے پہلے ملک کے قدیم باشندون مین شخصی اور موروثی بادشاہت کا طریقہ رائج تھا مگر اب کئی صدی سے اُس کی صورت بدل رہی تھی اور (خصوصاً اسپارٹی نظام حکومت کے اثر سے) وہان حکومت خواص (یعنی اولی الکار کی) شخصیت کی جگہ لیتی جاتی تھی ؛ اس طرز حکمرانی مین سارا اقتدار چند خاندانی امرا کا ہوتا ہے

جو دیوتاؤن کی اولاد مین ہونے کے علاوہ اس بات کے بھی مدعی ہوتے ہین کہ شریعت مذہبی کو سمجھنا اور قانون بنانا صرف ہمارا کام ہے اور اس کی نگرانی کا منصب بھی خدا کی طرف سے ہمین کو دیا گیا ہے جس مین دوسرے کا دخل نہین ۔ اس طرح گویا سلطنت کے تمام اختیارات انھین امرا کے ہاتھ مین آجاتے اور باقی شہری آزاد سمجھے جانے کے باوجود امور ملکداری مین کوئی حصہ نہ رکھتے تھے ۔ لیکن اب ساتوین صدی قبل مسیح سے، ہم اس حالت کو بدلتا اور ایک نئی قسم کا انقلاب ہوتا دیکھتے ہین جو بالکل عجیب طور پر حکومت جمہوری کا پیش خیمہ ثابت ہوا ۔ اور جس سے ہمارا مطلب حکومت جابرانہ کا نرالا رواج ہے ۔ حاکم جابر سے (جو یونانی لفظ "ٹرنوس" کا ترجمہ ہے) ایسا شخص مراد ہے جس کے اختیارات قانون کے خلاف اور نیز ماورائے قانون ہون ۔ شخصی بادشاہ جنھین نظام سلطنت کے رو سے مطلق العنانی میراث مین ملی ہو، ٹرنوس نہین کہلا سکتے ۔ اسی طرح (مقررہ) قانون کے خلاف حکومت حاصل کرنے والا خواہ کیسا ہی عدل و اعتدال پسند ہو، نہین ہو سکتا کہ ٹرنوس نہ کہلائے ۔ اور اس تعریف مین جابر کی ذات و خاندان سے بھی کچھ بحث نہ ہوتی تھی ۔ چنانچہ کبھی تو ہم اسے ایک امیر گھرانے کا فرد پاتے ہین جو عوام الناس کی طرفداری مین اپنے ہمسرون سے لڑتا ہے اور پھر حکومت خواص کو توڑ کر خود بادشاہ بن بیٹھتا ہے، جیسا کہ مثلاً پی سسٹراٹس ایتھنزی تھا (چھٹی صدی ق م) ۔ کبھی وہ عوام ہی مین سے خروج کرتا ہے اور تمام مزاحمتون کو دفع کرنے کے بعد مطلق العنانی حاصل کر لیتا ہے جیسا کہ آرتاغورث سکیانی تھا اور کبھی ہم اس مکروہ خطاب کا مخاطب خود کسی بادشاہ کو پاتے ہین جو تمام آئین و قوانین مروجہ کی قیود کو توڑ کر کوسس اَلملک ملکی بجا لاتا ہے اور جس کی مثال حکیم ارسطو نے فیدان شاہ آرگس بتلائی ہے وقس علیٰ ہذا ۔ لیکن عقلاً و اخلاقاً یہ طرز حکومت خواہ کسی قدر قابل تفرین و مذمت ہو اس مین شبہ نہین کہ اس برائی مین بعض اچھے پہلو بھی تھے اور ان مین سب سے زیادہ اہل یونان کو جس بات سے فائدہ پہونچا وہ یہ تھی کہ یہ جابر حاکم اکثر تالیف قلوب کے لیے اس قسم کے مذہبی تہوارون کی

بنیاد ڈالتے تھے جن مین خاص و عام سب شریک ہوسکین - حالانکہ حکومت خواص کے زمانے مین امرا کبھی اس کو جایز نہ رکھتے تھے اور گویا اسی سبب سے قوم مین وہ شہری اتحاد بھی پیدا نہ ہوسکتا تھا جو ہمیشہ کسی نہ کسی قسم کی مساوات پر مبنی ہوا کرتا ہے ؛ دوسرے حکومت جابرانہ کا قائم کرنے والا لازمی طور پر بعض عمدہ اوصاف سے متصف اور اکثر علم و فن کا قدردان ہوتا اور ملک کو ایسے شخص مقتدر سے جو فائدے پہونچ سکتے ہین وہ ظاہر ہین ؛

نوآبادیان | اہل یونان کی جابرانہ حکومتون کا عہد ہی اُن کا عہد استعمار سمجھا جاتا ہے جس مین وطنی جھگڑون اور آبادی کی کثرت نے بڑی مدد دی اور صقلیہ اور جنوبی اطالیہ کے ساحلون پر اُن کی متعدد نوآبادیان قائم ہوگئین - پھر جب اہل فوشیہ نے ۶۰۰ ق م مین مسالیہ (موجودہ مارسیلز) کی بنیاد ڈالی تو اس کے ذریعے ایک نیا سلسلہ یونانی نوآبادیون کا ساحل اندلس پر پھیل گیا اور اگر اہل قرطاجنہ جو گویا بحر روم مین کنعانی تجارت کے نگہبان تھے مخالفت نہ کرتے تو غالبًا اندلس کے درخیز مشرقی کنارون پر بھی یونانیون کا ویسا ہی چھٹہ بن جاتا جیسا کہ اطالیہ مین بنا اور تاریخ مین می گیل ہیلاس (مہا یونان) کے نام سے مشہور ہوا ؛ یورپ کے مثل ایشیا مین بھی بہت سی نوآبادیان بسائی گئی تھین اور بحر افشین (یا اسود) اور پروپون ٹس (یا مارمورا) کے کنارون سے یہ سلسلہ ایشیائے کوچک کے جنوب تک اور پھر مصر سے ساحل طرابلس تک چلا جاتا تھا جس سے بطور سرسری اُس اولوالعزمی کا اندازہ ہوجاتا ہے جو نوآبادیان بسانے مین اہل یونان سے ظہور مین آئی ؛

ان آبادیون کے نام اور مفصل احوال کو ہم نے عمدًا قلم انداز کردیا ہے لیکن یہ لکھنا باعث دلچسپی اور ضروری ہے کہ جس طرح اہل قبایل (دور قدیم مین) صرف قبیلے تک اپنی قومیت کو محدود سمجھتے تھے اسی طرح اس عہد کے یونانی اپنے گاؤن یا شہر کی حدود کو اپنی قومی سلطنت کی حدود جانتے تھے ؛ اُن کے ذہن مین اس سے وسیع تر ملک کا تصور پیدا نہین ہوا تھا اور

گویا وہ اُس تمدن کے بالکل ابتدائی درجے مین تھے جس نے آج دنیا کو بڑی بڑی قومی سلطنتون مین منقسم کر رکھا ہے ؛ یہی اسباب تھے کہ ہر یونانی نوآبادی ایک شہری سلطنت کی صورت مین قائم ہوتی اور بسانے والے شہر سے بھی اُس کا تعلق محض عزیزانہ ہوتا تھا ورنہ سیاسی طور پر وہ بالکل آزاد رہتی - البتہ مذہبی معاملات مین وطن اصلی کی اتباع کرنا ضروری سمجھا جاتا اور جب کوئی گروہ ہجرت کرتا تو اُس کا سردار اپنے وطن کے مقدس آتش کدے سے تھوڑی سی آگ ضرور ہمراہ لے جاتا تھا کہ نئی آبادی مین اُسی سے آتش کدہ روشن کیا جائے ؛ باقی ایک عام اور وسیع معنون مین اُن دور دراز بستیون کو بھی جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہین، اسی طرح ہیلاس کہہ سکتے تھے جس طرح ایتھنز و اسپارٹہ کو - اور لفظ ہیلاس کے جغرافیائی تعین نہ ہو سکنے کی یہی وجہ ہے ؛

ایٹی کا | اب ہم یونان کے سب سے معروف حصۂ ملک پر ایک نظر ڈالتے ہین جو بظاہر تاریخ کی روشنی مین آنے سے پہلے ایک منتظم ریاست بن چکا تھا اور ایتھنز جس کا پایۂ تخت تھا یہ علاقہ بحر ایجین کا ایک چھوٹا سا جزیرہ نما ہے جس کے شمال مین خلیج پٹالی اور روہ باگری ہین، جنوب مین خلیج ایجی نا (یا ساروتی) اور مشرق مین بحر ایجین ؛ اُس کی ساحلی زمین بہت شاداب، ہموار بلند اور تاجرانہ نوآبادیون کے لیے نہایت موقع کی مرکزی سرزمین ہے اور اسی واسطے اگر ہم ماقبل تاریخ افسانون کو درایت کی خراد پر چڑھائین اور بعض مذہبی مراسم کو پیش نظر رکھین تو پتہ چل سکتا ہے کہ ضرور یہان قدیم سے ایشیائی مہاجر آکر بستے رہے ہین - مگر ان مین سب سے زیادہ جس قوم کا اثر پڑنا چاہیے وہ کنعانی تاجر ہین جن کی سلامیس مین نوآبادی تھی - یہ لفظ سلامہ (یعنی سلامتی) سے نکلا ہے اور غالباً ہمارا (سلام علیک) بھی اسی کنعانی بزرگ کی اولاد ہے ؛ لیکن ان اثرات سے قطع نظر کر کے ایٹیکائی باشندون کی اُس تقسیم کو مورخین بالعموم پسند کرتے ہین جو ہیروڈوٹس نے زمانے وار کی تھی - اس کی رو سے وہان کے سب سے پہلے (پلاس جوی) باشندے "کرانادی" کہلاتے

تھے۔ اُن کے بعد "لگرو بیڈی" کا دور آیا پھر "ایتھنزی" یا آئینی کا اور آخر مین وہ "آی اونی" کے نام سے موسوم ہوے ؛

لیکن یہان یہ بات یاد رکھنے کے لایق ہے کہ مذکورۂ بالا اسباب کے باوجود اٹیکا کی آبادی مین اُس قسم کی بڑی بڑی تبدیلیان اور اُلٹ پلٹ کبھی نہین ہوئی جیسی کہ پونیشیہ وغیرہ کے علاقون مین، جہان ڈورین گروہون نے اپنی کثرت تعداد کی وجہ سے بار بار اصلی باشندون کو ملک سے نکال دیا تھا۔ اور اسی لیے اُن کے مقابلے مین اہل اٹیکا دعوے کرتے تھے کہ ہم اس وطن کے اصلی باشندے ہین اور یقیناً ان کی آبادی کا جزو اعظم وہان غیر معیّن زمانے سے آباد بھی تھا جن مین نئے آنے والے آن کر مل جاتے تھے۔ یہ حقیقت زیادہ قابل لحاظ اُس وقت ہو جاتی ہے جب کہ اور یونانیون سے بہت پہلے ہم اٹیکائی ریاست کو قومی معنون مین متحد پاتے ہین اور جب کہ زمانۂ تاریخ کے آغاز ہی مین ہمین نظر آتا ہے کہ وہان شخصیت کی بساط اُلٹ چکی ہے اور حکومت خواص کا رنگ پھیکا پڑ گیا ہے ؛ باقی وہان کے دیرینہ آئین و مراسم اور مختلف ذاتون (یا فرقون) کا سراغ شاہ تھی سی اس کے عہد تک چلایا جا سکتا ہے جسکا تفصیلی حال ہماری کتاب کی پہلی سوانح عمری ہے۔ البتہ نظام ملکداری کی وہ تبدیلی یہان بالاجمال بیان کرنی ضروری ہے جو شاید دیگر ریاستون کی نسبت جس قدر زیادہ تیز تھی اُسی قدر تدریجی بھی زیادہ تھی ؛ چنانچہ سب سے اول تو وہان صرف مذہبی اختیارات بادشاہ سے چھینے گئے اور اُسے بے سی لیس کے بجاے محض آرکن کہنے لگے (اول الذکر کے معنی دینی اور دنیاوی حاکم کے ہین اور لفظ آخر صرف دنیاوی حاکم پر اطلاق پاتا ہے) اگرچہ ابھی تک یہ نہ صرف دوامی بلکہ موروثی منصب تھا لیکن تھوڑے ہی دن بعد ان غیر معقول حقوق کے خلاف بھی ہم جد و جہد ہوتی سنتے ہین اور اب آرکن (دس سال کے لیے) محض ایک میعادی حاکم رہ جاتا ہے ؛ آخر مین یہ دس سال کی شرط بھی باقی نہین رہتی اور بادشاہی ایک کے بجاے نو آرکنون کے ہاتھون مین منقسم

نظر آتی ہے جو ہر سال معمولی عہدہ داروں کے مثل مقرر کر لیئے جاتے ہین (سنہ ۶۸۳ ق م) ان مین پہلا آرکن اپونی مس کہلاتا تھا کہ سرکاری کاغذات پر اُسی کی مہر اور نام ثبت ہوتے تھے، دوسرا مذہبی معاملات مین حاکم اعلےٰ ہونے کی وجہ سے بے سی لیئس کے لقب سے ملقّب تھا اور تیسرے کے سپرد (پول مارکن) یعنی سپہ سالار کے فرائض ہوتے تھے۔ باقی ماندہ چھ قوانین کے محافظ اور تھس موتھے ٹی کہلاتے ہے

اس اصلاح کے بعد اور قوانین سولن سے پہلے ایتھنائی تاریخ مین دو واقعے — تقنینِ ڈریکو اور فتنۂ کیلن، اور یاد گار ہین۔ خیال رہے کہ اب تک قانون بنانے اور سمجھنے کا صرف امرا کو حق تھا جو بلا تحریر انھین سینہ بسینہ ورثے مین پہنچ جاتے تھے اس ناقص طریقے مین عوام کی بڑی بڑی حق تلفیان کی جاتی تھین اور اسی بنا پر اُن مین شورش پیدا ہوئی اور ڈریکو وہ شخص ہے جو آخر کار ان زبانی اور روایتی قوانین کی تحریر پر مامور ہوا، اور اُن شدید سزاؤن کی وجہ سے جو اُس کے مرتّبہ مجموعے مین تھین آج تک بدنام ہے۔ حالانکہ وہ قوانین اُس غریب کے وضع کردہ نہ تھے ؛ (سنہ ۶۲۰ ق م) اس مجموعے کا ملک پر جو اثر ہوا اُسے قطعی طور پر بتانا مشکل ہے مگر اس مین شبہ نہین معلوم ہوتا کہ لوگون مین انھین دنون سخت بے چینی پیدا ہوئی تھی جس کا ثبوت کیلن کی کوشش انقلاب ہے (سنہ ۶۱۲ ق م) یہ شخص تھیاجن کا داماد تھا جو مگارا مین حکومت آمینی کو اُلٹ کر بادشاہ (جابر) بن بیٹھا تھا شاید اُسی کی تقلید مین، کیلن نے بہت سی امیدین دلا کر عوام کو اپنے ساتھ ملا لیا اور حکومت کے حلے الرغم قلعۂ شہر پر قابض ہو گیا لیکن اُس وقت لوگون نے اُسے کچھ مدد نہ دی اور اُسے جان بچا کے بھاگنے کے سوا سے کوئی چارۂ کار نہ نظر آیا۔ اُس کے طرفدار جو شہر سے نہ بھاگ سکے ایک مندر مین پناہ گزین ہو گئے اور وہین مگاکلیس آرکن کے حکم سے مارے گئے۔ اس فعل مین مذہب کی صریح توہین تھی اور اسی کی بنا پر ایتھنز مین وہ فساد برپا ہوا جسے سولن نے مٹانے کی کوشش کی تھی اور جس کا حال اُس کی سوانح عمری مین بوضاحت تحریر ہے

سولن کا مجموعۂ قوانین تاریخ مین ایک مشہور و معروف چیز ہے اور اُسی نے اتھینا کے دولت مند سود خوارون کا زور توڑ کر ایک حد تک جمہوریت کا راستہ صاف کیا۔ تاہم اس مین امارت پسندی کے عناصر موجود تھے اور دوسری طرف اُس کا پورا فائدہ اس وجہ سے نہ ظاہر ہو سکا کہ تھوڑے ہی دن بعد پی سس ٹراٹس نے حکومت غصب کر لی اور ۵۴۷ سے ۵۱۰ قبل مسیح تک اتھینا مین جبر و شخصیت کا دور دورا رہا۔ پھر جب اُسے اسپارٹہ کی فوجی امداد نے اس جابرانہ حکومت سے نجات دلائی تو اُس وقت بھی قوانین سولن اُس آزاد خیالی کے مناسب حال نہ ثابت ہوے جو لوگون مین پیدا ہو گئی تھی۔ چنانچہ اُن مین بہت کچھ ردّ و بدل کرنا پڑا اور اصلاحات کلیس تن (کلیس تھنیز) وجود مین آئین ؛

کلیس تن یون تو کیلن کے طرفدارون کا سرگروہ اور اپنے ہمنام سکیان کے جابر بادشاہ کا نواسہ تھا، لیکن درحقیقت ایتھنزی جمہوریت کی بنیاد اُسی نے ڈالی اور دولت کی تفریق (جس کی بنا پر سولن نے چار طبقون مین قوم کو تقسیم کر دیا تھا) اُسی نے توڑی۔ اور عوام و خواص سب کو ملا کر دس قبیلے بنائے جو انتظام سلطنت مین برابر کے حصہ دار ہوتے اور مجلس عوام کے لیے پچاس پچاس ارکان منتخب کرتے تھے ؛ اس طرح مجلس (بولہ) مین کل پانچ سو ارکان کی تعداد ہوتی لیکن سرکاری کاروبار اپنے اپنے وار سے ایک وقت مین ۵۰ ارکان کی انتظامی کمیٹی انجام دیتی جس کا صدر نشین بھی یہی جماعت انتخاب کر لیتی تھی فرائض سپہ سالاری کے لیے ہر قبیلہ ایک جرنیل (اس ٹرے جی) کا تقرر علٰحدہ کرتا تھا اور یہی وہ جماعت ہے جو بعد مین معاملات خارجہ کا انصرام بھی کرنے لگی تھی ؛ حاکمان عدالت کی امداد کے واسطے عام شہریون کی جوریان ترتیب دی گئی تھین، حالانکہ پہلے یہ حق یا آرکنون کو حاصل تھا یا اُس قدیم مجلس بزرگان کو جسے "ایریوپگس" کہتے تھے لیکن سب سے انوکھا قانون فتوائے عام (اوس ٹرے سزم) کا تھا جو خانہ جنگی اور

ملکی فتنہ و فساد روکنے کی غرض سے وضع کیا گیا تھا۔ اس کی صورت کار یہ ہوتی تھی کہ مجلس عوام سلطنت کو خطرے مین دیکھکر بذریعۂ اعلان تمام اہل ملک کو مدعو کرتی اور ایک خاص مقام مین جمع ہوکر ہر شہری کو اختیار تھا کہ ٹھیکرے پر کسی ایک شخص کا نام جسے وہ سلطنت کے واسطے خطرناک سمجھتا ہو، تحریر کر دے۔ پھر اگر ایک ہی نام ایسے چھ ہزار ٹھیکروں پر لکھا ملتا تو اس شخص کو جلا وطن کر دیتے تھے اگرچہ یہ جلا وطنی صرف دس سال کے واسطے ہوتی اور شخص فتوے زدہ کے مال و املاک پر اس کا کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔

مختصر طور پر کلیس تن کا نظام حکومت یہ تھا جس کی حکومت خواص کے طرفداروں نے سخت مخالفت کی اور ایسا عورث کو اپنا سردار بنا کر پھر اہل اسپارٹہ کو مدد کے لیے بلایا، اور کلیس تن پر جابرانہ حکومت کی تیاریان کرنے کا الزام لگایا۔ اسپارٹی بادشاہ بھی دو مرتبہ فوجین لے کر اٹیکا مین آئے اور کلیس تن کو فرار ہونا پڑا لیکن ہر مرتبہ دشمنان مساوات کو شکست ہوئی اور آخر پانچ سال کی جد و جہد کے بعد ایتھنز، مفاسد سے پاک اور پہلے سے زیادہ مضبوط ہوکر سربلند ہوا اور اس اصول کے لیے لڑا جس کے کثیر المنفعت ثمرات نہ صرف اسے بلکہ تمام یونان کو عنقریب میسر آنے والے تھے (۵۰۸ ق م) — کیونکہ اب ہم اس زمانے کے قریب آپہونچے ہین جس مین یونان کو سب سے پہلی اور سب سے بڑی تاریخی لڑائیان غیر ملکیون سے لڑنی ہین۔ بے شبہ یونانیون کو اس عہد تک "قوم" کہنا (جدید معنون مین) صحیح نہین ہو سکتا، لیکن تمام اختلافات کے باوجود ہم ان مین مذہب و معاشرت، آداب و تربیت کی وہ یکسانیت پاتے ہین جو ایک مشترک یونانی تہذیب اور یونانی اخلاق کی مرصوص بنیاد ہین۔ ہم دیکھتے ہین کہ ڈیلفی کا مندر (جس کی مذہبی انجمن کا اثر پہلے چند ریاستون پر محدود تھا) اب تمام ہیلاس کا دینی مرکز ہے اور اسی خصوصیت کی وجہ سے غیر ملکی بادشاہون تک سے خراج عقیدت وصول کر رہا ہے۔ یہی نہین بلکہ ملکی معاملات مین بھی اس کی راے ایک وزن رکھتی ہے، یونانی ریاستون کے باہمی جھگڑے فیصلے کے لیے اس کے آگے پیش ہوتے ہین اور ریاستون کے

نئے نظام اُس کی پسندیدگی حاصل کیے بغیر ناقص سمجھے جاتے ہین ؛ اس کے علاوہ، بین الیونان اتحاد کو وہ میلے اور تہوار بھی تقویت پہونچاتے ہین جو اولمپیہ کے مثل اور کئی مقامات پر منائے جانے لگے ہین، اور اسی طرح صنعت و حرفت کے وہ ممتاز نمونے جو بابل و اشور یا مصر و کنعان کے طرز سے جداگانہ خاص اہل یونان کی محنت و فکر کا نتیجہ ہین ؛

لیکن سب سے بڑھکر یونانی قومیت کا خیال تازہ کرنے والی چیز، ہومر کی شاعری ہے وہ یونانی اور غیر یونانی اقوام مین ایک مابہ الامتیاز فرق دکھلاتی ہے اور اُن بزرگون کا کارنامہ سناتی ہے جو یونانی نسل کی ہر شاخ کے اجداد تھے، مگر متحدہ یونانیون کے غیر ملکیون سے لڑنے کا یہ منظوم افسانہ پھر افسانہ ہے۔ ہان البتہ اب وہ تاریخی وقت آتا ہے جس مین نسل یونانی کے عناصر اتحاد کی آزمایش ہوگی اور معلوم کیا جائے گا کہ اُن مین مل کر کام کرنے کی کس قدر قابلیت ہے ؛

دوسرا دور — ایرانی لڑائیون کے ذکر مین ؛

ایشیاے کوچک کے مغربی ساحل پر خالص آسے اولی باشندون کے بارہ شہر تھے جنھین دیگر یونانی النسل (ڈورین، یولین) آبادیون سے (مذہب و معاشرت مین) ایک امتیاز اور علحدگی حاصل تھی۔ لیکن سیاسی لحاظ سے یہ آپس مین علحدہ اور خود مختار ریاستین تھین اور ان مین کوئی ملکی رشتۂ اتحاد نہ تھا، چنانچہ ایک ایک کرکے انھین لڈیہ کے بادشاہون نے فتح کرلیا تھا (اندازاً ۵۵۰ ق م) تاہم یہ فاتحین، خصوصاً آخری شاہ لڈیہ (کریسس) اُن پر ہمیشہ مہربان رہے اور انھین ہر طرح کی دینی اور دنیاوی آزادی حاصل رہی۔ یہان تک کہ ایرانیون کے زبردست ہاتھون نے لڈیہ کا تخت اُلٹ دیا، کریسس گرفتار ہوا اور اُس کی سلطنت ایک ایرانی صوبہ بن گئی۔ اُسی وقت آسی اولی شہرون پر بھی آفت نازل ہوئی اور نئے حملہ آورون نے یزدان پرستی کے جوش مین تمام یونانی مندر جلاکے خاک کردیے اور یونان و ایران مین پہلی بناے منافرت قائم کی ؛

باین ہمہ، دارا سے اوّل کے عہد مین یہ آیی اونی شہر نہ صرف اُس کے مطیع و باجگزار ہی رہے بلکہ اُس کی یورپین کشورکشائیون مین نہایت مفید ثابت ہوے۔ خصوصاً شہر ملطہ کا حاکم جابر ہستائیس بڑے نازک وقت اُس کے کام آیا کہ جب ایرانی فوجین دریاے ڈینیوب پار دور تک شمال مین بڑھ گئین اور اُن کے بعض یونانی مددگارون نے دریا کا پل توڑ دینا چاہا کہ دارا انھین برفانی علاقون مین محصور و ہلاک ہو جائے، تو اُس وقت اسی ہستائیس نے مخالفت کی اور عجمیون کو ایک بڑی آفت سے بچا لیا (۵۱۳ ق م)۔ اس کے صلے مین دارا نے اُسے نومفتوح تھسّلی کی حکومت دی مگر تھوڑے ہی دن بعد اُس کی حریصانہ ریشہ دوانیون نے متوہم ہو کر اپنے دارالسلطنت سوس مین بلا لیا اور اُس کے داماد ارستاغورث کو ملطہ کا حاکم مقرر کیا۔

۵۱۰ ق م مین ارستاغورث کو ایک لڑائی پیش آیی اور اس نے ایشیاے کوچک کے ایرانی صوبہ دار سے دو سو جنگی جہاز مدد کے لیے مانگے۔ لیکن لڑائی مین ناکامی ہوئی اور ان جہازون کو بہت نقصان پہونچا۔ اُس وقت ارستاغورث صوبہ دار مذکور کی بازپرس سے ڈرا اور اپنا مفاد اس مین سوچا کہ علانیہ ایرانیون سے بغاوت کی جاے۔ ان منصوبون مین ہستائیس کے خفیہ پیغامون نے بھی اُس کی ہمت بڑھائی جو دارالسلطنت سوس مین مجبوراً رہتے رہتے گھبرا گیا تھا اور یقین رکھتا تھا کہ اگر آیی اونیہ مین کوئی فساد اُٹھا تو وہی اس کے فرو کرنے کے لیے بھیجا جائیگا۔ غرض بغاوت ہوئی اور نہ صرف آیی اونی بلکہ تمام ایشیاے یونانی ارستاغورث کے ہم آہنگ ہو گئے اور اس کی صداے استعانت پر اری تیریا اور ایتھنز تک نے کچھ جہاز بھیجے۔ پھر ان متحدہ فوجون نے لڈیہ کے صدر مقام سارڈس (سردیش۔ موجودہ سَرت) پر اچانک حملہ کیا اور اُسے آگ لگا دی لیکن بہت جلد ساحل کی طرف پسپا کر دیے گیے۔

یونان پر فوجکشی۔۱

جب یہ خبر دارا کو پہونچی تو نہایت غضب ناک ہوا اور چند سال مین آیی اونیہ کو قرار واقعی سزا دینے کے بعد اُس نے ایتھنز اور اری تریا کی ایسی

سرکوبی کرنے کا عزم کیا جو دولت ایران کے مقابل پڑنے والوں کے لیے ہمیشہ ہمیش کو سبق آموز ہو۔ اس مقصد کے واسطے ایک طاقتور بیڑا اور بڑی فوج تیار کی گئی اور سپہ سالار مردانوش کی ماتحتی مین آبنائے دردانیال اُتر کر اُس علاقے مین بڑھی جسے اب تراقیہ (یا تھریس) کہتے ہین۔ مگر جس وقت ایرانی جہاز چالسی ڈیس کے سہ شاخہ جزیرہ نما مین کوہ اوتھوس کے گرد جنوب مین بڑھ رہے تھے ایک سخت سمندری طوفان نے انھین پہاڑون سے ٹکرا کے تباہ کر دیا اور یہ مہم خائب و خاسر واپس آئی (۴۹۳ ق م)

دوسری مہم | ۴۹۰ مین دوسری مہم ارتافرنس اور زانتی (ڈی ٹس) کی زیر قیادت پھر روانہ کی گئی اور اب کے یونانی غداروں کی مدد سے اس نے اری ٹیریا کو بہ آسانی فتح کر لیا۔ اس کے بعد حملہ آوروں نے ایتھنز کا رخ کیا اور ہپیاس کو اپنا ہمنوا بنایا جو پی سس ٹراٹس جابر کا جلاوطن بیٹا اور ایتھنز کی حکومت کا پرانا دعوے دار تھا۔ اُسی کے مشورے سے ایرانی جہاز خلیج میراتھان مین لنگر انداز ہوے کہ ایتھنز سے تقریباً ۲۵ میل شمال مین لڑائی اور پیش قدمی کے لیے یہی سب سے بہتر میدان ہے

جنگ میراتھان | ایتھنزی سپاہ کی تعداد نو ہزار تھی اور اُن مین ایک ہزار جان باز پلاٹیہ کے آملے تھے جس نے کل قابل جنگ آبادی کو اپنے حلیف کے واسطے سینہ سپر ہونے بھیجدیا تھا۔ اسپارٹہ سے کمک کا انتظار تھا کہ وہ لوگ ماہ کامل ہوے بغیر کوچ کرنا بدشگونی سمجھتے تھے اور اسکی تاریخین ابھی تک نہ آئی تھین۔ ایتھنز کے مقررہ دس جرنیلون مین سے پانچ کی راے یہ تھی کہ اُن کے آئے بغیر لڑائی نہ لڑی جاے لیکن کالی مآخس سپہ سالار اوّل (پول مارک) کی راے نے فریق ثانی کا پلہ جھکا دیا اور اُسی دن ایتھنزیون نے پہاڑی سے اُتر کر دشمن پر حملہ کیا۔ مقابلے مین اوّل ہی قوات یونانی قلب بہت دب گیا تھا مگر جب اُن کے بازوون نے دونون طرف سے یورش کی تو ایرانی گویا نرغے مین آگئے اور آخر سخت نقصان اُٹھا کر بھاگ کھڑے ہوے۔ میدان کامل طور پر ایتھنزیون کے ہاتھ آیا اور فتح کا سہرا مِل ٹیاڈس (مل طیدس) جرنیل کے سر بندھا جو اُس دن فوج کی کمان پر تھا۔

اس جلیل الشان فتح کے بعد مل ٹیاڈس نے خودرائی سے پاروس پر چڑھائی کی اور

شکست کھاکے زخمی اور نہایت بدنام ہوا اور کمال غیر سرد لعزیزی کے عالم مین جان دی لیکن اُس کے بعد ریاست مین جو شخص صاحب اثر ہوا، ایتھنز کی سیاسی عظمتون کا ایک معنی کر بانی وہی ہے - یہ تمس طاکلیس (تھمس ٹاکلیس) تھا جس نے اپنی تمام کوششین بحری قوت بڑھانے پر مرتکز کر دین اور بہت پہلے سے قوم کو وہ قیامت خیز حملہ سنبھالنے کے لیے تیار کیا جو ایران کی جانب سے طوفان کی طرح پھر ہیلاس پر آنے والا تھا؛ ان کوششون مین اوّل اوّل ارسطیدس نے بہت رکاوٹین ڈالین جو طاکلیس کی نسبت زیادہ نیک نام اور مقتدر شہری تھا اور جس کے نزدیک طاکلیس کی راے سراسر پر خطا تھی - لیکن حسن اتفاق سے، جب ان تنازعات نے فتواے عام طلب کرنے کی نوبت پہونچائی تو ارسطیدس ہی ہار مین رہا اور دس سال کے لیے جلاوطن کر دیا گیا (۴۸۴ ق م)؛ اور اب اُس کے کامیاب حریف کو پورا موقع مل گیا کہ اپنی منشا کے موافق ایتھنز کو اُس راستے پر ڈال دے جس پر چل کر وہ آخر مین ملکۂ بحر، کے معزز خطاب سے مخاطب ہوا؛

تیسری مہم | اب کی دارا نے جس پیمانے پر حملے کی تیاریان کین اُن کے آگے پہلی دونون مہمون کی کچھ حقیقت نہ تھی - زیادہ تر اس لیے کہ اب کی صرف چند گستاخ ریاستون کی تنبیہ مقصود نہ تھی بلکہ تمام ملک کی تسخیر کا ارادہ تھا؛ مگر خود دارا اسی زمانے مین مرگیا اور زرکسیز[1] اُسکا جانشین ہوا جو قابلیت حکمرانی یا جنگجوئی مین اپنے باپ کا ہم پلہ نہ تھا - لیکن بڑا کامل یقین - کھتا تھا کہ تمام

[1] ہم نے ہر چند کوشش کی کہ قدیم بادشاہان عجم کے اصلی نام اور کارنامے ایرانی تاریخون سے معلوم اور ان واقعات سے مطابق کرین؛ لیکن اس مین کوئی قابل اطمینان کامیابی نہ ہوئی اور اب اس مسئلے کو ہم علیحدہ ایک بحث کا محتاج سمجھتے ہین اور یہان بجنسہٖ اُن ناموں کی پیروی کرین گے جنھین یونانی تلفظ نے کچھ کا کچھ کر دیا ہے؛ ایرانی مہمات کے متعلق بھی اتنا لکھنا ضروری ہے کہ قدیم یونان (اور موجودہ یورپ بھی) جن فتوحات پر اس قدر نازان ہے اُن کے حالات مین دراینحا بہت کچھ مبالغہ معلوم ہوتا ہے مگر جہان تک روایت کا تعلق ہے اُن پر حرف گیری کی اس لیے گنجایش نہین کہ خود ایرانیون نے اپنی کوئی مستند تاریخ نہین چھوڑی اور اُن کی مذہبی کتابین تک ضعیف روایتون سے مملو ہین؛

بنی انسان ایرانی بادشاہون کے غلام پیدا کیے گئے ہین "

آخر چار برس کی مسلسل کوشش نے جو سپاہ عظیم تیار کی وہ یونانی روایت کے بموجب دس لاکھ لڑنے والون پر مشتمل تھی اور خود زرکسیز اس ٹڈی دل کا سپہ سالار تھا۔ سارڈس مین جاڑا گذارنے کے بعد یہ لوگ ۴۸۰ ق م کے موسم بہار مین آبنائے درد انیال پر آپہونچے جہان بارہ سو جہاز کا زبردست بیڑا اُن کی امداد پر پہلے سے تیار تھا "

مگر اس پہاڑ کے ٹکراتے وقت اندرون یونان کی حالت بھی مورخین کے نزدیک کچھ بُری نہ تھی۔ پوپیشیہ کی آبادی اُس وقت غالباً بیس لاکھ کے قریب تھی اور ایتھنزی شہریون کا شمار ہیروڈوٹس نے تیس ہزار بتایا ہے۔ اسی پر اور علاقون کو بھی قیاس کر لینا چاہیے لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ابھی تک سوسایٹی عیش پسند امیرون اور محتاج غریبون پر منقسم نہ ہوئی تھی اور وطن کے لیے لڑنا یا جان دینا حامِ تربیت کا جزو اعظم تھا۔ ہان جس شے کی کمی تھی وہ ملکی اتحاد تھا کہ خواص پسندی اور جمہوریت مین شدید رقابت قائم ہو گئی تھی اور عجمیون سے کامیاب لڑائی مین صاف پہلی کا نقصان اور دوسری کا فائدہ تھا۔ یہی سبب ہے کہ خواص پسند طبقون نے جہان کہین ممکن تھا لوگون کو اس قومی مدافعت مین حصہ لینے سے روکا اور انجام کار صرف چند ریاستین لڑائی مین شریک ہوئین :- اسپارٹہ اور اُس کی حلیف ریاستین - ایتھنز ایجی نا مگارا پلاٹیہ اور تھسپیہ ۔ باقی نصف سے زیادہ شہرون نے لڑنے سے انکار کر دیا تھا اور سب سے بدتر یہ کہ خود مذکورۂ بالا اتحادیون مین عناصر نفاق موجود تھے کیونکہ جس جگہ جمہوریت محبوب تھی وہان ایرانیون کے بالواسطہ طرفدار موجود تھے "

تھرموپلی اور سلامیس

حملہ آورون کے جم غفیر کو پہلے درہ ٹیمپ پر اور اس مین کامیابی نہ ہوئی تو پھر تھرموپلی پر روکنا قرار پایا تھا کہ اتنی قلیل تعداد قدرتی موقعون ہی سے کچھ فائدہ اُٹھا سکے۔ لیکن جب تین سو اسپارٹی اور سات سو تھسپی سپاہیون نے لیونی ڈس کے تحت وہان شیرانہ لڑ کر جان دی تو ایٹکا تک کا راستہ کھل گیا اور اب پوپیشیہ کو بچانے کی غرض سے

صرف خاکنائے کورنتھ ایسا تنگ مقام نظر آیا جہان اتحادی فوجین ایرانیون کے مقابلے مین تھم کر رہ سکتی تھین۔ لیکن اس مین ایتھنز پر جو مصیبت پڑنی تھی وہ بڑی اور جب اُسے مجبوراً خالی کر دیا گیا تو زرکسیز کی بری فوجون نے بڑھ کر اس پر قبضہ کر لیا اور آخر اُن لیپون نے جو وہان کی عمارات سے بلند ہوئین سارڈس کی آتش زنی کا شعلۂ انتقام بجھایا۔

اس اثنا مین یونانیون کا بیڑا تھرموپلی کی شکست کے بعد ہٹ کر خلیج سلامیس کی تنگ کھاڑیون مین آگیا تھا اور گو اُسے بعض ابتدائی مقابلون مین کامیابی ہوئی تھی، تاہم ایرانی بیڑے کے خوف سے وہ بھی اب اور جنوب مین ہٹنا چاہتا تھا کہ خود اُس مین صرف ۳۶۶ جہاز تھے۔ لیکن ایتھنزی امیرالبحر تھمسٹس طاکلیس خوب جانتا تھا کہ بیڑے کا ہٹ جانا اُس کے منتشر ہو جانے کا ہم معنے ہے جس مین سوائے ایتھنز کے اور کسی کا نقصان نہ تھا کیونکہ اہل پلوپونیشیہ کو ابھی بری لڑائیون مین اپنی مدافعت کر لینے کا موقع باقی تھا اور اُن مین سے کسی کا ملک چھننے کی نوبت نہ آئی تھی۔ الغرض صرف طاکلیس کی عیارانہ کوششون نے سلامیس کی لڑائی ڈلوائی اور اسی مین ایرانی بیڑے کو ایسی سخت شکست ہوئی کہ زرکسیز کی ہمت ٹوٹ گئی اور وہ مردانوش کو تین لاکھ فوج دے کے خود ایشیا کو لوٹ گیا۔

پلاٹیہ اور ماکیل

اس بحری لڑائی مین اہل ایتھنز نے جن کے دو سو جہاز تھے بڑی داد شجاعت دی تھی اور حقیقت مین اسی فتح کی بدولت یونانیون کو یہ جرات ہوئی کہ وہ خاکنائے کورنتھ سے بڑھکر پلاٹیہ کے میدان مین قسمت آزمائی کے لیے نکلین اور یہین وہ خونریز معرکہ پڑا جس مین مردانوش شکست کھا کے مارا گیا اور مقدس ہیلاس ایرانی پلیدون سے پاک ہو گیا۔ (۴۷۹ ق م) عین جنگ پلاٹیہ کے دن یونانی بیڑے نے ایک اور بحری فتح ماکیل پر حاصل کی جو ملطہ کے قریب (شمال مین) واقع ہے۔ اور اگر اول الذکر فتح نے یونان کو حملہ آورون سے نجات دلائی تھی تو اس نے آئی اونیہ کو آزاد کرایا جو اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ محاربات ایرانی کا سلسلہ یہین سے شروع ہوا تھا اور گویا انھین کی وجہ سے یونان نے دولت عجم سے دشمنی

مول لی تھی ؛

ایرانی لڑائیون سے تاریخی سبق۔

مگران لڑائیون نے یونان کی کمزوری اور قوت کا جس عجیب طور پر انکشاف کیا وہی تاریخ کا سب سے اہم سبق ہے :۔ ایک طرف تو تھسلی کے امرا نے ثابت کر دیا کہ کس طرح خواص اپنے خاندانی اغراض کو ملکی اغراض پر فائق رکھنا چاہتے ہین اور (تھیبہ اور آرگس کی غداری سے قطع نظر کی جاے تو بھی) خود اسپارٹہ اور اس کے حلیفون کی خودغرضی اور قومیت نہ شناسی بھی اُس وقت کھُل گئی جبکہ ایتھنز اور شمالی شہرون کو تقدیر کے حوالے کرکے وہ کورنتھ پر ہٹ آئے اور صرف پونیشیہ کو بچانے کی فکر کرنے لگے ؛ لیکن دوسری طرف شخصی حکومت اور آئینی آزادی کا وہ عظیم الشان فرق بھی ان قیامت خیز لڑائیون سے صاف صاف ظاہر ہوگیا جو ایک چھوٹی (جمہوریت پسند) جماعت کو بڑے سے بڑے گروہ کے مقابلے مین کامیاب کرا دیتا ہے ؛ بالخصوص ایتھنز کے طرز عمل نے اس موقع پر دکھا دیا کہ قانونی مساوات اور صحیح معنون مین قومی (یا جمہوری) حکومت قوم کے دل و دماغ پر کس قدر عمدہ اثر ڈالتی ہے اور کس طرح ایک معمولی جماعت کو شرافت و برگزیدگی کی سب سے بلند سطح پر اُٹھا لاتی ہے ؛

تیسرا دور۔ ایتھنز کا تفوق (۴۷۸ تا ۴۳۱ ق م)

ایرانیون کو دفع کرنے کے بعد ثمس طاکلس کا پہلا کام آتش زدہ ایتھنز کو از سر نو بنانا اور مستحکم کرنا تھا۔ اسپارٹہ کی حاسدانہ دراندازی اس ارادے مین بار بار مانع آئی لیکن آخر طاکلیس کی چالاکی نے وہ مضبوط حصار تیار کرا کے چھوڑا جو ایتھنز کو بندرگاہ پیرُوز (پیرُوس) سے ملاتا تھا ؛ مگر اُس زمانے مین ایک اور ملکی تبدیلی واقع ہوئی جو ان استحکامات سے زیادہ ایتھنز کی عظمت و منزلت بڑھانے والی تھی۔ وہ یہ کہ اکثر بحری ریاستین اسپارٹی فرمان اعلےٰ کے سلوک سے بیزار ہو کر ایتھنز پاس التجا لائین کہ وہ بحر ایجین کی حفاظت کے واسطے اپنی صدارت مین ایک انجمن قائم کرے جو مغرور اسپارٹہ کی سیادت سے آزاد اور مستغنی ہو

(۴۷۷ ق م)۔ اس تجویز کے مطابق مذکورۂ بالا ریاستون کے وکلا جزیرۂ ڈیلوس مین جمع ہوئے اور ایک مشترک بیت المال کے لیے (ارسطی ڈس کی تشخیص و تعین سے) ہر ریاست پر حسب حیثیت چندہ ڈالا گیا جس مین نقد رقم کے علاوہ جہازون کی ایک مقررہ تعداد بھی فراہم کرنی ہوتی تھی۔ لیکن یہ آخری شق چند ہی سال مین لازمی نہ رہی اور کئی ریاستون نے جہازون کی جگھ بھی روپیہ ہی دینا منظور کیا۔ یہی وہ دستور ہے جس نے سب سے اول ایتھنز کو صدارت کے بجاے حکومت کی کرسی پر لا بٹھایا اور اُس کے اتحادیون کی حیثیت خراج گزار ماتحتون کی سی ہو گئی۔ پھر جب ان ریاستون نے یکے بعد دیگرے حلقۂ اتحاد سے نکلنا بھی چاہا تو انھین ایتھنز نے باغی بنا کے سزا دی اور یہ جبراً اپنا مطیع کیا۔ اسی زمانے مین امیر البحر کائمن (سائمن) نے یوری میڈن پر ایرانیون کو بری اور بحری لڑائی مین ایک فیصلہ کن شکست دی (۴۶۶ ق م) اور ایتھنز کی "شاہنشاہیت" کو اور زیادہ چمکا دیا۔ یونان خاص مین بھی اُس کا دامن اقتدار بیوشیہ، فوکیس اور لوکرس تک پھیلا اور ۴۵۵ ق م مین، چند سال کی جد وجہد کے بعد، اُس کا پرانا حریف ایجی نا بھی اُس کے قبضے مین آگیا۔ لیکن اگر اُس کے تیز اقبال کا یہ نصف النہار ہے تو سمجھنا چاہیے کہ اسی وقت سے اس کا ڈھال شروع ہوتا ہے جس کی پہلی علامت کرونیہ کی شکست تھی کہ اس ایک ہی ناکامیابی نے بیوشیہ، لوکرس اور فوکیس مین اُس کا اثر و نفوذ خاک مین ملا دیا۔ پھر تھوڑے ہی دن مین یوبیہ اور مگارا نے سرکشی کی اور اسپارٹہ نے خاص اٹی کا پر حملہ کیا اور اگر وہان کا بادشاہ رشوت لے کر نہ ٹل جاے تو شاید ایتھنز اپنے باغی ماتحتون کو بھی مغلوب نہ کر سکتا تھا۔ بایں ہمہ ان واقعات نے ایک بڑی سلطنت کی امیدین ہمیشہ کے لیے مٹا دین اور ایتھنزیون کو اسپارٹہ سے ایک سہ سالہ صلح اس شرط پر کرنی پڑی کہ وہ تمام یونانی علاقون سے دست بردار ہو جائین گے اور صرف بیرونی مقبوضات پر اکتفا کرین گے (۴۴۵ ق م)۔ اس مصالحت اور پونیشی جنگ چھڑنے کے درمیانی زمانے مین دو اہم واقعات اور پیش آئے

جن مین پہلا جزیرۂ ساموس کی بغاوت، اور اس کا ایتھنز کے ہاتھون تسخیر ہونا ہے اور دوسرا دوائیکائی نوآبادیون (تھری اور امفی پولس) کا جنوب اطالیہ اور تھریس مین بسایا جانا ہے۔ باقی وہ اندرونی تبدیلیان جو ان بیس برس مین رونما ہوئین، پلوٹارک نے فارقلیس اور کامن کی سوانح عمریون مین وضاحت کے ساتھ تحریر کی ہین اور انھین بیان دہرانے کی چندان ضرورت نہین۔ لیکن ان دونون مین فارقلیس وہ نامور مدبر ہے جس کا نام شاید عالم کی فہرست مین داخل ہے اور جس نے قدیم ایتھنز مین وہ بے نظیر صناعیان اور فنون لطیفہ کا ذوق پیدا کیا کہ اس ربع صدی کو اہل تاریخ "عہد فارقلیس" کے نام سے موسوم کرتے ہین۔ مگر فارقلیس کی بڑائی اس کے بعد وطن کے حق مین مفید ثابت نہ ہوئی۔ یعنی جب تک وہ زندہ رہا اس وقت تک کسی نئے حریف کا رنگ اس کے سامنے نہ جم سکا اور جب وہ مرگیا تو اس کا کوئی جانشین نہ تھا۔ گویا پوری سلطنت کا توازن انھین دو ہاتھون مین تُلا رہ سکتا تھا جنھین طوسی دیدش نے ایک جمہوریت پسند بادشاہ کے ہاتھ بتایا ہے۔ شاید خود فارقلیس کا یہ خیال نہ تھا اور وہ یہ سمجھتا تھا کہ جس کام کو اس نے شروع کیا ہے اسے جاری رکھنے والے دماغ ملک مین مل جائین گے۔ اور اس مین اگر اس نے غلطی کھائی تو اس کے کام کی عظمت و خوبی مین جو اس نے اپنے وقت مین کیا، کچھ فرق نہین آتا۔

چوتھا دور۔ جنگ پونیشیہ۔ اسپارٹہ اور تھیبہ کا تفوق

(۴۳۱ تا ۳۶۲ ق م)

یونان کے سی سالہ صلح نامہ ٹوٹنے اور جنگ پونیشیہ (پی لوپی نی س) چھڑنے کے دو سبب طوسی دیدش نے تحریر کیے ہین: (۱) کورنتھ اور کرکایرا کی لڑائی مین آخرالذکر کو ایتھنز نے مدد دی۔ اور (۲) پوٹی ڈیہ کے تمام تجارتی راستے مسدود کر دیے۔ اور یہ دونون باتین مذکورہ بالا معاہدے کے خلاف تھین۔ مگر طوسی دیدش لکھتا ہے کہ "ان ظاہری وجوہ سے کہین گہرا اور لڑائی کا اصلی سبب وہ حسد تھا جو لس ڈی مونیون کو ایتھنز کی روزافزون قوت سے پیدا

ہوگیا تھا؛ ایرانی لڑائیون کے بعد سے وہ اس نئے حریف کی تاک مین لگے ہوئے تھے اور اپنے قدیم طرز حکومت کے مقابلے مین اُس آئین جمہوریت کو پامال کردینا چاہتے تھے جس کا حامی اور وکیل ایتھنز تھا۔ اس طرح گویا طویل و شدید کشمکش جس کا نام جنگ پونیشیہ ہے انھین دو متضاد اصولون کا تصادم ہے۔ اور گو یہان بتفصیل ان حالات کے بیان کرنے کا موقع نہین، پھر بھی ہم مختصر طور پر اس بسبت و ہفت سالہ جنگ کے بعض ضروری ضروری واقعات لکھین گے کہ ناظرین اس تباہی کے مدارج کا کچھ اندازہ کرسکین جو یونانیون نے آپ اپنے ملک پر بلائی تھی؛

ان لڑائیون کا پہلا حصہ یا زمانہ معاہدۂ نکیاس تک دس سال کے حالات پر مشتمل ہے اور اسی لیے کبھی کبھی جنگ دہ سالہ کے علیحدہ نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے؛ اُس کی تمام لڑائیون کا عام نمونہ یہ ہے کہ اہل پونیشیہ اٹی کا پر ہر سال فوجین لے لے کر آتے ہین اور وہان کے باشندے ایتھنز کی فصیلون مین جا چھپتے ہین؛ اس کے برخلاف ایتھنز اپنے بیڑے سے جا بہ جا دشمن کی ریاستون کو نقصان پہونچاتا ہے اور آخر مین امن نامۂ نکیاس (۴۲۱ ق م) کی رُو سے بھی اس فائدے مین رہتا ہے کہ اُس نے زیادہ مقامات فتح کیے جو اُسی کے قبضے مین رہتے ہین اور خود اُس کا ایک شہر امفی پولس دشمن کے پاس جاتا ہے؛ اندرونی طور پر بھی اگرچہ ایتھنزی آبادی کو محصور ہونے کے زمانے مین وبائے طاعون سے نہایت نقصان پہونچا، تاہم ریاست پر اس کا کوئی نمایان اثر نہین پڑا حالانکہ امن نامۂ نکیاس نے اسپارٹہ کے کئی حلیفون کو اُس سے بیزار کردیا اور کم سے کم تھوڑے عرصے کے لیے اُس کی قوت متزلزل ہوگئی؛

لڑائی کے دوسرے دور مین بھی (۴۱۴ تا ۴۱۳ ق م) اہل پونیشیہ کے باہمی اختلافات نے اوّل اوّل ایتھنز کو جیت مین رکھا اور اُن کے ممکن رکین الصبا دیش (الکبیاڈس) کی عیاریون نے انھین ترقی دے کر فائدے بھی اُٹھائے۔ لیکن جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہین لڑائی درحقیقت دو مختلف اصولون کی تھی اور اسی لیے ہم بہت جلد قدامت پرست اہل پونیشیہ کو

آمی اونی جمہوریت کے مقابلے مین پھر بالاتحاد صف آرا دیکھتے ہین ؛ بایں ہمہ عام قاعدے کے بموجب، ایتھنز پر اس وجہ سے خرابی نہین آئی کہ اُس کے دشمن قوی تھے بلکہ اس وجہ سے آئی کہ خود اُس کے ارباب کار نالائق اور جاہ پرست رہ گئے تھے اور فارقلیس کے بعد عنان سلطنت عام پسند تقریریون کے ہاتھ مین آگئی تھی جو عوام الناس کو خوش رکھنا ہی سب سے بڑا تدبر، دھوکے سے کام نکالنا سب سے بڑی ہوشیاری، اور نمود و نمایش ہی اپنی سب سے بڑی اولی العزمی سمجھتے تھے - اب اگر ایسے اشخاص لڑائیون مین صرف مدافعانہ پہلو اختیار کیے رہین اور ملکی معاملات مین پرانے نظام وضوابط کی پابندی کی، تو بھی قوم کو چندان نقصان نہین پہونچتا - پر جب کبھی وہ نئے راستون کی طرف قدم اٹھاتے ہین اور نئے نئے کامون مین ہاتھ ڈالتے ہین تو اکثر غلطیان کرتے ہین اور ملک تباہی مین مبتلا ہوجاتا ہے ؛ چنانچہ جس وقت ایتھنز کی مجلس ملکی نے القبادیس اور نکیاس کو صقلیہ مین مہم لے جانے کی اجازت دی تو فی الواقع اُس نے یہی اصولی خطا کھائی جس مین ایک ہی شکست کے بعد اُس کے حوصلے ٹوٹ گئے اور امداد کی فکر کرنے کے بجاے وہ اپنے جرنیلون کی نکتہ چینی مین مصروف ہوگئی ؛ نتیجہ ان تمام کج رائیون کا یہ نکلا کہ سارا کیوز (صقلیہ) کی دیوارون کے سامنے ساری ایتھنائی فوج (بلکہ کہنا چاہیے کہ اصلی قوت) برباد ہوگئی (۴۱۳ ق م) اور پھر وہ اس قابل بھی نہ رہی کہ آیندہ اسپارٹہ کی کوئی مزاحمت کرسکتی، جس نے صقلوی تباہی کے بعد ہی خاص اٹیکا کے قصبے ڈیسلیہ کو تسخیر کرکے اپنا فوجی مرکز بنا لیا تھا ؛

اس تسخیر کو مؤرخون نے جنگ پوپشیہ کے تیسرے اور آخری دور مین شمار کیا ہے جس کے بعد ایتھنز کی بری سپاہ ہر جگہ مغلوب و منہزم ہوتی رہی اور اُس پر ایک نزع کی سی کیفیت طاری ہوگئی - نہ صرف یونان بلکہ ایشیاے کوچک مین بھی قسمت نے اُس کے ساتھ دشمنی کی اور آخر مین جنگ اِگس پٹامی کے چند مہینے بعد اسپارٹی امیر البحر لای سنڈر نے خاص ایتھنز پر قبضہ کرلیا اور اُس کی دو فصیلین، جو بعض مؤرخون کے نزدیک اصلی اور پہلی بناے مخاصمت

تھین، تُرد اکر زمین کے برابر کرادین ۔ سنہ ۴۷۸ ق م ؛

اسپارٹہ کا تفوق

یہی واقعہ گویا سلطنت ایتھنز کی ذلت و ہزیمت کی انتہا اور اسپارٹہ کے از سر نو اقتدار کا آغاز ہے ؛ لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ یہ نتیجہ جن اسباب پر مبنی تھا وہ نہ صرف اسپارٹہ بلکہ ایک حد تک تمام یونان کے واسطے آگے چل کر مہلک ثابت ہوے کیونکہ سب سے زیادہ تو جس شے نے ایتھنز کو نقصان اور اس کے مخالفون کو فائدہ پہونچایا وہ خود اُس کے شہریون کی غداریان اور باہمی رقابتین تھین جنھون نے مجموعی طور پر سارے یونانیون کو ذلیل و رسوا کرایا ۔ دوسرے اسپارٹہ کو جو فتوحات حاصل ہوئین اُن مین بڑی امداد ایرانی روپے کی تھی اور یہ روپیہ محض یونانیون کو باہم لڑانے اور اُنکی جڑ کھوکھلی کرنے کی غرض سے دیا جاتا تھا اور گو ایران، اُن کی خانہ جنگیون کے باوجود بھی اہل یونان کو مفتوح نہ کر سکا، تاہم وہ یکے بعد دیگرے اُس کے دست نگر اور لڑلڑکے آخر مین ایسے کمزور ہو گئے کہ دارائے ایران کے نہ سہی فیلقوس و سکندر کے مقابلے مین، اپنی آزادی کی کوئی حفاظت نہ کر سکے اور ایک نیم آزاد زندگی پر قناعت کرتے کرتے بالآخر اُس تحکومی سے مانوس ہو گئے جس نے انھین صدیون تک رومیون کا اور پیشرون کے جانشین ترکون کا غلام بنائے رکھا ؛ ان دونون خرابیون کے علاوہ خود اسپارٹہ کے حق مین اُس کی یہ فتوحات اس لیے مُضر ثابت ہوئین کہ ایک طرف تو کثرت غنایم نے اُسے رفتہ رفتہ سپاہیانہ سادگی کے بجائے عیش و زر پسندی کا عادی بنا دیا اور دوسری طرف ہوس حکومت نے اُسے سفاکی اور نخوت کی اُس سرحد مین ڈھکیل دیا جو اورون پر حکمرانی کرنے کا لازمی پھل ہے ؛

لیکن ایتھنز پر اسپارٹہ کا اقتدار کچھ زیادہ عرصے تک قائم نہ رہ سکا اور اگرچہ اس عرصے مین کہ تھراسی بولس اپنے بدنصیب وطن کو نجات دلائے، اسپارٹہ کے آوردہ تیس حاکم شہر مین نہایت نارواز یادتیان کرتے رہے، تاہم یہ زور شور اور ظلم و ستم آٹھ مہینے مین ختم ہو گیا اور ستمبر سنہ ۴۰۳ ق م مین نہ صرف اسپارٹہ کی فوج اور تیس حاکم شکست کھا کے بھاگے بلکہ ایتھنز ہی

جمہوریت از سر نو قائم ہوئی اور ایرانی امداد کے بھروسے پر پھر اپنے دشمنوں سے بدلہ لینے کی تیاریاں کرنی لگی ؛

اس زمانے کا شاید سب سے عجیب واقعہ "دس ہزار یونانیوں کی پسپائی" ہے جسے حکیم زینوفن کے دلکش بیان (اناباسی) نے دنیا کا ایک مشہور ترین واقعہ بنا دیا ہے یہ یونانی ایک ایرانی شہزادے (کورش) کی فوج میں تھے جس نے دعوے دار سلطنت بن کر ایشیائے کوچک کے صوبے سے خروج کیا تھا اور (اپنے بھائی) دارائے عجم سے لڑنے دریائے فرات پار اُتر گیا تھا ؛ مگر شاہی فوجوں سے یہاں جو لڑائی ہوئی اُس میں وہ مارا گیا اور اب اُس کے یونانی سپاہیوں کو واپسی کے سوائے کوئی چارہ کار نہ رہا یہی دشمن کے ملک میں سے اُن کا تقریباً دو ہزار میل کی مسافت طے کرنا اور ہزار دقت اور مزاحمتوں سے نکل کر مرتے گرتے اپنے ملک میں پہونچنا "دس ہزار کی پسپائی" کہلاتا ہے اور اہل یورپ کا خیال ہے کہ اسی واقعے نے عظیم الشان ایرانی سلطنت کی کمزوریاں فاش کیں اور یونانی خود اُس پر فوج کشی کرنے کے منصوبے باندھنے لگے حالانکہ اس سے پہلے یہ بات اُن کے خواب میں بھی نہ آسکتی تھی ؛

اسپارٹی زمانۂ اقتدار کا دوسرا اہم واقعہ کورنتھ کی جنگ ہے جس میں تھیبز، آرگس، ایتھنز اور کورنتھ متحد ہو کر چھ برس تک اسپارٹہ سے لڑتے رہے اور امن صرف ایران کی دست اندازی سے ہوا جس نے بغیر کوئی لڑائی لڑے سب سے زیادہ فائدہ اُٹھایا اور معاہدۂ انتال کی داس کی رُو سے تسلیم کرالیا کہ قبرس، اور ایشیا کے تمام یونانی شہر دولت عجم کے ماتحت رہیں گے (۳۸۷ء) ؛ اس طرح وہ لڑائی جس کا آغاز یونانیوں کے قومی دشمن کی ریشہ دوانیوں سے ہوا تھا اسی کے حسب منشا اختتام کو پہونچی ۔ ہاں اسپارٹہ نے اُس کی آڑ میں اپنی اغراض حاصل کرلیں یعنی امن نامۂ مذکور نے اس کی تمام حریف ریاستوں کو کمزور اور اُن کے بیرونی مقبوضات سے محروم کر دیا اور گویا اسپارٹہ کو آیندہ اس بات کا موقع

دیدیا کہ وہ ایرانی سرپرستی کے سہارے اپنی ہوس ملک گیری پوری کرے ؛

تھیبہ کا عروج

مگر چند ہی سال بعد اُس کی غاصبانہ کوششوں کو سخت صدمہ پہونچا۔ جس کی تشریح یہ ہے کہ جب ۳۸۲ء مین اہل اسپارٹہ نے کمال دغابازی کے ساتھ تھیبہ کے قلعے پر قبضہ کرلیا اور تین سال تک شہر پر جابرانہ حکومت کرتے رہے تو وہان کے بعض جلا وطنون نے ایک جمعیت تیار کی اور پلوپی داس کی سرداری مین شبخون مار کے لس ڈی مونی دستے کو شکست دی اور شہر کو واپس لے لیا ؛ ادھر ایتھنز نے بھی دوبارہ بعض سمندری ریاستون مین اتحاد قائم کیا اور تھیبہ کو اُس مین شریک کرلیا — لیکن جب تھیبہ نے فروغ پایا اور علاقۂ بیوشیہ کی پرانی ریاستین پہلے کی طرح اُسے اپنا سردار ماننے لگین تو خود ایتھنز کو حسد پیدا ہوا اور اُس نے اسپارٹہ سے بطور خود صلح کرلی — یہ گویا ایک نئی لڑائی کی بنیاد تھی جس مین لس ڈی مونیون نے (ایتھنز کے اشارے سے اور) اپنا پچھلا بدلہ لینے کے لیے تھیبہ پر فوج کشی کی اور لکٹرا (لیوکٹرا) کا مشہور رن پڑا — یہی وہ میدان ہے جس مین اپامنن داس تھیبی نے اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے اور مغرور اسپارٹہ کو سرنگون کیا (۳۷۱ء ق م) — چنانچہ اس ایک ہی شکست نے پونیشیہ سے باہر اسپارٹی اقتدار کو خاک مین ملادیا اور اب اپامنن داس نے خود اُن کے علاقے پر چڑھائی کی — اُس کا مقصود یہ تھا کہ خاص پونیشیہ مین اسپارٹہ کے حریف پیدا کردے اور اسی غرض سے اُس نے ارکیڈیا مین ایک نئے اتحاد کی بنیاد ڈالی اور بدنصیب مسینیہ کو آزادی دلائی جو تین صدی سے اہل اسپارٹہ کی قید مین تھا ؛

ان واقعات نے اسپارٹہ کی وقعت بہت کم کردی تھی اور جب نو برس بعد پھر اُس نے اپنی پوری قوت سے مقابلہ کیا تو بھی تھیبہ کے آگے اُس کی کچھ پیش نہ گئی اور ۳۶۲ء مین پھر مَن ٹی نیہ کے میدان مین شکست کھائی ؛ بدنصیبی سے اس لڑائی مین اپامنن داس بھی مارا گیا اور اُسی کے ساتھ تھیبہ کا عارضی تفوق بھی کہنا چاہیے کہ رخصت

ہوگیا؛ وطن کا یہ فدائی تاریخ تھیبہ مین ایک حد تک وہی مرتبہ رکھتا ہے جو ایتھنز مین فارقلیس کا تھا؛ کیونکہ صرف اسی کی کوششون نے تھیبہ کو یہ اولی العزمی دی کہ اپنی اغراض کے بجاے سارے یونان کی اغراض مشترک اُس کا مطمح نظر بنین اور ایتھنز کی مثل؛ یونانی عظمت و آزادی کے لیے جنگ کرنا اُس نے اپنا نصب العین قرار دیا؛ اس مین شک نہین کہ اپامنن داس نے جس قوت کی بنیاد ڈالی تھی وہ ناپائدار ثابت ہوئی، تاہم وسیع معنی مین جس حبِ قومی کا جوش اُس نے پیدا کیا تھا وہ اُس کے بعد بھی زائل نہ ہوا اور یونانی آزادی کی آخری جد وجہد مین صرف تھیبہ تھا جو ایتھنز کے دوش بدوش ہوکر مقدونیہ سے لڑا اور یونان پر سے نثار ہوگیا؛

آخری دور۔ فیلقوس، سکندر اور رومی فتح تک

(از ۳۶۲ تا ۱۴۶ ق م)

اپامنن داس کی شہادت کے تین سال بعد فیلقوس (فلپ) نے مقدونیہ کے تخت پر جلوس کیا؛ یونان کے لیے اس سے بڑھکر کوئی بدشگونی نہ ہوسکتی تھی کہ اس ہمسایہ جنگجو قوم کو ایسا چالاک اور دور اندیش بادشاہ ملا جسے نہ صرف اپنی قوت سے بلکہ دوسرون کی کمزوری سے فائدہ اُٹھانے مین کمال حاصل تھا۔ اور جس نے ایک ہی نظر مین سمجھ لیا تھا کہ یونانی ریاستون کا موجودہ نفاق محض سطحی شے نہین بلکہ اس کی تہ مین زیادہ گہرے اسباب زوال پنہان ہین؛ اور واقعی؛ اب اُن مین سے کسی مین وہ انتظامی قابلیت اور اصلی قوت عمل موجود نہ تھی جو مشترک قومی اغراض کے لیے چند ریاستون کو بھی متحد کرسکتی؛ سب سے بدتر یہ کہ خود غرضیون نے اُن کے دائرۂ نظر کو اس قدر تنگ کردیا تھا کہ وہ کسی قومی خطرے کی شناخت نہ کرسکتے تھے چنانچہ اس تمام مدت مین صرف ایک نام ہم ایسا سنتے ہین جس مین قدیم یونانیون جیسی روح ہے — ڈیمستن (ڈیماس تھنیز) لیکن ڈیمستن، جس کی مشہور عالم خطابت کا موضوع حبِ الوطنی تھا، پھر اکیلا آدمی ہے اور

اس نکتے مصالحے سے جو اُس کے سامنے ہے، کچھ کام نہین لے سکتا۔ کیونکہ جماعت مین اگر کچھ کرنے کا مادہ نہین ہے تو افراد کی بڑی سے بڑی قابلیت بیکار ہے ؛

بہرحال، اب ہم پھر فیلقوس کی طرف عود کرتے ہین جس کی ساری حکمت عملی کا راز یہ تھا کہ جب وہ یونان کے کسی ایک یا متعدد شہرون پر دست تطاول بڑھاتا تو ہمیشہ کوشش کرتا کہ اُنھین کی دو چار ہمسایہ ریاستون کو اپنے سے بھی ملائے رکھے ؛ حتےٰ کہ یکے بعد دیگرے ساری ریاستین اُس کے زیر اقتدار آگئین اور شیرونیہ کی جنگ عظیم مین یونان کی قسمت کا فیصلہ ہوگیا (۳۳۸ ق م) ؛ مقدونیہ کی اسی فتح کے بعد جس مین ڈمستن کی سعی نے ایتھنز، تھیبہ اور کئی متحد ریاستون کو اُس کے مقابل صف آرا کر دیا تھا، خاکنائے کورنتھ مین تمام یونانیون کی ایک مجلس منعقد ہوئی اور اُس مین فیلقوس کو بالاتفاق یونان کا صدر نشین تسلیم کیا گیا ؛ یہ مرتبہ بظاہر اُسی قسم کا تھا جیسا کہ پہلے اسپارٹہ کو پونیشیہ مین یا ایتھنز کو ڈیلوسی انجمن مین حاصل تھا لیکن درحقیقت وہ ایک چھپی ڈھکی بادشاہت تھی جس مین تمام یونانی ریاستین ایک مقدونوی مطلق العنان کی ماتحتی مین آگئین ؛ بایں ہمہ ڈمستن کی دیوانہ وار کوششین اس حد تک ضرور کامیاب ہوئین کہ جن یونانی ریاستون نے فیلقوس کو زیادہ آزار پہنچایا تھا وہ اُسی نسبت سے زیادہ اچھی رہین — چنانچہ تھسلی کا علاقہ جس نے فیلقوس کی بڑی اعانت کی تھی ذلت کے ساتھ اُٹا مقدونیہ مین الحاق کر لیا گیا — پونیشی ریاستین جنھون نے اعانت کی تھی نہ مزاحمت نیم آزاد رہین، مگر ایتھنز جس نے سب سے زیادہ مخالفت کی تھی بڑی حد تک خود مختار رہا اور سب سے زیادہ فیلقوس نے اُسی کا حفظ مراتب ملحوظ رکھا ؛

صقلیہ — ٹمولین

لیکن جس وقت یونان خاص کی آزادی شیرونیہ کے میدان مین مجروح تڑپ رہی تھی، ہیلاس کے ایک بعید ٹکڑے مین وہ بڑی آن بان کے ساتھ سربلند ہوئی جہان مقدونیہ کی بجائے قرطاجنہ اُس کے مٹانے کے درپے تھی اور

ویسا ہی اندرونی نفاق یہان بھی اُس کے شامل حال تھا ؛ ۴۱۳ سنہ کی اتھنزی تباہی کے بعد صقلیہ پر اہل قرطاجنہ نے دو حملے کیے تھے اور اُس کے تمام بڑے بڑے شہر فتح کر لیے تھے ۔ صرف سایراکیوز محفوظ تھا جو غیرون کی بجاے خود اپنون کے ہاتھ سے نالان تھا اور جہان کی جمہوریت کو دیونی سیس نے پامال کر کے حکومت جابرانہ کی بنیاد جمادی تھی ؛ اُس کے بیٹے دیونی سیس دوم کے عہد حکومت مین اس شہر کی حالت اور بھی ردی ہوگئی اور وہان کی ایک جماعت نے کورنتھ سے امداد کی درخواست کی ۔ یہین کا ایک نامور شہری تیمولیون تھا جو صقلیہ کو نجات دلانے بارہ سو سپاہیون کے ساتھ سایراکیوز بھیجا گیا (۳۴۳ ق م) تیمولیون نے نہ صرف سایراکیوز کی حکومت جابرانہ کا تختہ اُلٹا بلکہ تمام صقلیہ کو ایک اور دشمن قوی کے پنجے سے چھڑایا اور دریاے کرِی می سس کے کنارے اہل قرطاجنہ کو ایسی زبردست شکست دی کہ پھر اُن کے پاون یہان نہ جم سکے اور ساری یونانی نوآبادیان آزاد ہوگئین ؛ اس طرح ان ہیلاسی شہرون کا شاید سب سے اچھا اور مساعد زمانہ وہ تھا جس مین کہ وطن اصلی کے بدنصیب شہری مقدونیہ کا جوا اُٹھانے کی مشق کر رہے تھے ؛

سکندر | مگر اب اس اولوالعزمانہ مہم کا وقت بھی قریب آگیا ہے جس کا "دس ہزار کی لپسپائی" کے بعد سے اکثر یونانی جرنیل خواب دیکھ رہے تھے مگر جس مین ابھی تک ہاتھ ڈالنے کی کسی کو جرأت نہ ہوسکی تھی ؛ سینتالیس برس کی عمر مین فیلقوس نے ایران کے خلاف اشتہار جنگ دے دیا تھا اور اُس کے لیے بڑے پیمانے پر تیاریان بھی کر رہا تھا کہ اُسے ایک دشمن نے مار ڈالا اور یونان کا پرانا بدلہ لینے کی حسرت ہی حسرت مین اُس کا خاتمہ ہوگیا (۳۳۶ ق م) لیکن مقدونیہ کی خوش نصیبی کہ مقتول بادشاہ کا نوعمر جانشین اپنے باپ سے بدرجہا زیادہ عالی حوصلہ اور بہ مراتب عالی دماغ فرمان روا تھا ۔ جس نے تیس برس کی عمر تک پہونچنے سے بھی پہلے قدیم دنیا کے تقریباً آدھے آباد حصے کو

فتح کیا اور یونانی عظمت کے دامن کو دامن قیامت سے باندھ دیا[1]؛ اُس کے تفصیلی حالات سے ہم یہاں قطع نظر کرتے ہین اور ناظرین کو سکندر کی سوانح عمری کا حوالہ دیتے ہین جو پلوٹارک نے بڑی خوبی کے ساتھ تحریر کی ہے؛

سکندر کے بعد — رومی فتح تک ۳۲۳ تا ۱۴۶ سنہ

سکندر کی آنکھین بند ہوتے ہی اُس کی وسیع سلطنت ایشیای کوچک، شام، مصر، اور مقدونیہ کی خودمختار سلطنتون مین بٹ گئی اور گو اُن مین سب سے زیادہ یونان کا سابقہ مقدونیہ سے رہا، تاہم جب کبھی کوئی دوسری سلطنت زور پکڑ جاتی تو یونان بھی اُس کی دست بُرد سے نہ بچتا۔ آخر اسی اینچاتانی نے اُس مین ایک مرتبہ پھر اپنی مشترک مدافعت کا جوش پیدا کیا اور اس مشہور انجمن اکائیہ کی بنیاد پڑی جس نے تھوڑے عرصے کے واسطے پھر یونان قدیم کی حبّ الوطنی کو تازہ کر دیا۔ ۲۸۱ سنہ ق م اس انجمن نے نہ صرف بعض اندرونی خرابیون کا انسداد کیا بلکہ مقدونیہ سے بھی کامیاب

[1] جب یونانیون کے شہری تمدن مین دو شاخین پھوٹین اور پھر جمہوریت اور حکومت خواص مین تصادم ہوا اور وہ شہر جو اوّل الذکر کا سب سے بڑا حامی تھا، مغلوب ہوگیا تو اُس وقت حکومت خواص بھی اپنے سرگروہ (اسپارٹہ) کی خودغرضی اور ہوسناکیون کی بدولت رسوائی سے نہ بچ سکی اور اس کا نتیجہ وہ طوفان بے تمیزی تھا جس مین کوئی ریاست بھی صاحب رسوخ و اعتبار نہ رہی۔ وقتی اور انفرادی اغراض تمام اصولون پر غالب آگئے اور سچی حب الوطنی کا جوش مفقود ہوتا گیا، یہان تک کہ ان مین ایسے لاعلاج اختلافات پیدا ہوے کہ آخر یونان کو ایک نیم وحشی اور مکّار بادشاہ کے سامنے سر جھکانا پڑا؛ لیکن عین اُس وقت کہ یونانی قوم کا مٹنا یقینی معلوم ہوتا تھا، یونانی تہذیب کے اور وارث پیدا ہوگئے یعنی وہی جنھون نے اُس کی آزادی کا چراغ گُل کیا تھا اُس کی خدمت پر کمربستہ ہوے اور درحقیقت سکندر اور پھر اُس کے رومی جانشینون سے جو کام بن پڑا وہ خاص یونانیون سے بھی نہ ہوسکا تھا۔ اور اسی لیے گو یہ فاتحین، یونانی قوم کے دشمن تھے، یونانی تہذیب کے سچے دلدادہ اور مشعل بردار سمجھے جاتے ہین؛ ۱۲

لڑائیاں لڑیں اور کورنتھ کو اُس کے پنجے سے نکال لیا۔

بدنصیبی سے اسپارٹہ اس وقت بھی اکائی اتحاد مین شریک نہ ہوا تھا اور اُسی کے ساتھ نصف صدی بعد لڑائی کی نوبت پہونچی، جس مین اگر ایک طرف اراطوس جیسا ہنرمند اکائی جرنیل تھا تو دوسری طرف کلیومن جیسا نامور بادشاہ۔ لیکن جب اراطوس بہت دبا تو یونانی نفاق پھر اپنی بدترین صورت مین نمایان ہوا اور اکائیون نے اپنے قومی دشمن مقدونیہ ہی سے امداد کی درخواست کی۔ جہان سے انتی جن ڈوسن (انٹی گونس) فوج لے کر آیا اور سلاسیہ کے میدان مین اسپارٹہ کے ایسی سخت ضرب لگائی کہ اُس کا ہمیشہ کے لیے زور ٹوٹ گیا اور پھر اُس کا نام ہم صفحات تاریخ پر کہین نہین پاتے۔ (۲۲۱ء ق م)

اسی زمانے مین ایک اور اتحاد انجمن اطولیہ کے نام سے شمالی یونان مین قائم ہوا تھا لیکن اُس کی بین الیونان آویزشون مین بھی برابر مقدونیہ کو دخل اندازی کا موقع ملتا رہا اور اہل یونان کبھی پہلی سی آزادانہ زندگی کا لطف نہ اُٹھا سکے۔ یہانتک کہ آخر مقدونیہ کا بھی ایک سرکوب خدا نے پیدا کیا اور رومہ کی نوخیز قوت نے اُس کو شکستین دے دے کے تمام شمالی یونان کا علاقہ اپنے قبضے مین لیا (۱۶۸ء ق م)۔

آخری زمانے مین انجمن اکائیہ کی سرداری نے فیلوپیمن سے رونق پائی جسے پلوٹارک نے آخری یونانی کا معزز لقب دیا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ رومی سیلاب کے مقابلے مین ایک ایسی چھوٹی قوت کے عرصے تک پاؤن نہ جم سکتے تھے چنانچہ جب شمالی یونان مین کچھ فساد پیدا ہوا اور اس مین کسی حد تک اکائیون کی شرکت کا بھی پتہ چلا تو رومیون کو فوج کشی کا حیلہ مل گیا اور اُن کے قنصل ممیس نے اکائیہ کی سربرآوردہ ریاست کورنتھ کو تسخیر کر کے آگ لگا دی (۱۴۶ء ق م) اور تھوڑے ہی دن بعد یونان کا یہ جنوبی علاقہ بھی ایک رومی صوبہ بن گیا اور اسی مرحوم انجمن کے نام پر اس کا نام بھی "اکائیہ" قرار پایا۔

ان انجمنون کی جد و جہد دیکھنے سے یہ خیال ہوتا ہے کہ شاید اس آخری زمانے مین

مین پھر اہل یونان کے دلون مین حب الوطنی کی آگ بھڑکنے لگی تھی اور اس لیے
ان کا پامال ہونا ایک افسوسناک تاریخی واقعہ ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جمہور
یونانیون کے اُس وقت ایسے خیالات نہ تھے اور وہ اپنے عیش پرست اُمرا کی وحشیانہ
تعدیون سے اس قدر عاجز آگئے تھے کہ غلامی کی اُن زنجیرون کو انھون نے بہ قناعت
قبول کرلیا جو اُنتیس سو برس تک اُن کے پائون مین پڑی رہین اور پھر محض یورپ کی زبردستی
سے اُتریں نہ کہ خود وہان والون کی کوششون سے ؛

۲ — رومہ

تمہید | طولاً موجودہ اطالیہ کے تقریباً وسط مین شہر رومہ دریائے ٹیبر پر آباد ہے جو تھوڑی دور آگے چل کر بحر روم مین آگرتا ہے۔ اس شہر کا سال بنیاد جدید تحقیقاتون نے ۷۵۳ء قبل مسیح ثابت کیا ہے اور اس وقت کی جغرافیائی اور اقوامی حالت کا بھی پتہ چلایا ہے کہ یہ وسطی اور جنوبی اطالیہ کا علاقہ، عہد قدیم مین اٹالی سی نسل سے آباد تھا جس کی پانچ بڑی بڑی شاخین تھین: (لاطینی یا) لاطینی، سبائینی، اُمبری اور سبلی۔ ان پانچون کی حکومتین اور بولیان علیحدہ علیحدہ تھین لیکن جب اس لاطینی شہر (رومہ) نے بعض اسباب خاص کی بدولت عروج پایا اور ساری اطالیہ اُس کے زیر نگین آگئی تو یہ قومین خود مختار نہ رہ سکین اور رومی سلطنت مین شامل ہونے کے بعد اُن کی بولیان بھی رفتہ رفتہ لاطینی زبان مین جذب ہوگئین۔

ان ہم نسل قومون کے علاوہ کم سے کم چار بڑی قومین شمالی اطالیہ مین اور آباد تھین جن کی تہذیب اور ابتدائی قومیت کے متعلق ابھی تک مورخون مین اختلاف ہے یہ اٹ رسکن، خال، لگوری، اور وے نے ٹی لوگ تھے۔

مگر اطالیہ کی تاریخ و شایستگی پر اصلی باشندون سے کہین زیادہ کنعانی اور یونانی آبادکارون کا اثر پڑا ہے اور گو اول الذکر قوم کے لوگ جن کی قرطاجنہ* مین عظیم الشان سلطنت قائم تھی، کبھی اطالیہ مین باقاعدہ آن کر نہین بسے تاہم کورسکا اور صقلیہ

* یہ شہر موجودہ ٹیونس کے قریب ساحل سمندر پر آباد تھا۔ ۱۲

کے جزیرے اُن کی مستقل تجارت گاہیں تھیں جہاں سے اُن کی مصنوعات اور تجارتی سامان تمام ملک میں پھیلتا تھا۔ لیکن ان سے بھی بڑھکر اہل اطالیہ کو یونانیوں سے واسطہ پڑا جن کی اس قدر نوآبادیاں صقلیہ اور جنوبی اطالیہ میں بنی ہوئی تھیں کہ یہ علاقے کا علاقہ "مہایونان" کہلاتا تھا۔ انھیں لوگوں سے اطالیہ والوں نے انسانی تہذیب کا پہلا سبق یعنی فن کتابت سیکھا اور اسی آبنائے کے ذریعے یونانی شاعری، اخلاق اور فلسفہ بہ بہ کے کوہ اپی نائین کے دامنوں تک پہونچے۔

لیکن اگر تہذیب و تمدن میں رومی بھی (تمام اہل اطالیہ کے مثل) یونانیوں کے ادنےٰ شاگرد تھے تو وہ کون سی خصوصیت ہے جس نے ایک شہر روما کی حکومت کو بحیرۂ خضر سے بحر اوقیانوس تک اور مصر سے برطانیہ تک پھیلا دیا اور اتنی بڑی آباد و وسیع جمہوریت اور پھر بادشاہت قائم کرائی کہ جس کی مثل انسان کی تاریخ میں بمشکل کوئی نظیر ملتی ہے؟؟

اس اہم سوال کے جواب میں ہم اس عہد کے ممتاز فاضل تاریخیات، اڈورڈ میئر پروفیسر برلن یونیورسٹی کا قول نقل کرتے ہیں جنھوں نے بڑی خوبی سے مسئلۂ مذکور کو سلجھایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ بعض ابتدائی ترقیوں کے باوجود، روما بظاہر اپنی ہمسل ریاستوں کی طرح محض مزارعین کی ایک ریاست تھا، لیکن درحقیقت اس کو ایک بڑی فوقیت یہ حاصل تھی کہ وہ شروع سے قبیلے کی (باہم خاندان گروہ کی) صورت میں ہونے کے بجائے شہر کی حیثیت رکھتا تھا اور اس لیے یونان کی جمہوری ریاستوں کے مانند اُس میں بہت جلد وہ شہری نظام حکومت رائج ہوگیا تھا جس سے اور اطالوی قومیں ابھی تک آشنا نہ تھیں۔ مگر یونانی شہروں سے اس مماثلت کے ماسوا اُس میں ایک خصوصیت (اور یہی اُس کی جلیل الشان کامیابی کا راز مضمر ہے) یہ تھی کہ وہ (صحیح معنوں میں پھیلنے کی قابلیت، یعنی) اپنی شہریت کے دامن دوسروں تک

پھیلانے کا میلان رکھتا تھا جس مین یونانی ریاستین ہمیشہ کی بخیل تھین ۔ یونانیون کا سیاسی اصول موضوعہ تو یہ تھا کہ شہری حقوق جہان تک ہوسکے ایک محدود اور خالص وطن نژاد جماعت کو دیے جائین ۔ اور نہایت حُرّیت پسند جمہوری حکومتین (جیسے ایتھنز) بھی سختی سے اس اصول پر عامل تھین ۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ اُن کی بیرونی کامیابیان ایک جابرانہ فتح کی شان رکھتی تھین، اور فریق غالب، حاکم فاتح کی نامسعود حیثیت اختیار کر لیتا تھا ؛ اس کے برخلاف، رومہ نے کم سے کم اطالیہ مین کسی کو اپنا مفتوح نہین بنایا اور سب سے پہلے جس نواحی علاقے (لاطیئم) کو اُس نے فتح کیا، وہان کے باشندون کو تمام وہی حقوق دیے جو خالص رومی شہریون کو حاصل تھے ؛ البتہ وہ آبادیان جن کی زبان غیر تھی (جیسے اٹ رسکن وقتم یا کاپوا والون کی) رومہ کی مجالس ملکی مین راے دینے کے مجاز نہ تھے گو اپنے اندرونی معاملات مین انھین بھی پوری آزادی دیدی گئی تھی ؛ ایک تیسری صورت رومی مقبوضات کی یہ تھی کہ سرکاری (یا شاملات دیہ) زمینون کا ایک حصہ رومی آبادکارون کے لیے لے لیا جاتا اور باقی تمام باشندے اس دوامی معاہدے کے ساتھ آزاد اور خود مختار چھوڑ دیے جاتے کہ بہ حیثیت حلیفون کے ہمیشہ رومیون کو فوجی امداد دیا کرین گے ؛ ادھر وہ آبادکار جو اس طرح بسائے جاتے، اپنی علٰحدہ انتظامی مجالس کے علاوہ خود رومی سلطنت مین برابر کے حصہ دار ہوتے یعنی اہل لاطیئم کے مثل رومی شہریت کے تمام حقوق و فرائض رکھتے تھے اور اسی مماثلت کی وجہ سے اُن کا نام بھی لاطینی (یا لاطیمی) نوآبادیان پڑ گیا تھا ؛

اس نظام حکومت کی بدولت رومہ نے جو کوئی علاقہ ایک مرتبہ فتح کیا وہ پھر اُس کے ہاتھ سے نہ گیا اور سب سے بڑھکر یہ کہ اس وسیلے سے اُس نے ایک ایسا "زمیندارہ" ترتیب دے لیا جو اُس کی فوجی بھرتی کے واسطے بہترین ذخیرے کا کام

دیتا تھا۔ اس طرح اگرچہ اُس کا نظام سیاسی بظاہر ویسا ہی محدود اور شہری رہا جیسا کہ پہلے تھا لیکن درحقیقت عملاً وہ اپنے حدود سے کہیں آگے بڑھ گیا اور ایک بڑی ملکی سلطنت بن گیا جس کی عنان حکومت ایک منتظم مرکزی جماعت کے ہاتھوں میں تھی۔ اور اس مرکزی حکمران جماعت کے مفاد عملاً اسی زمیندارے کے مفاد سے وابستہ تھے اور اُمرا مزید زمینیں حاصل کرنے کے معاملے میں جس طریق عمل کے حامی تھے، زمینداروں کا بھی اسی میں فائدہ تھا۔ لہٰذا بیرونی مقبوضات میں اضافے کے ساتھ یہ فوجی اور زرعی عنصر حکمران امرا کا زیادہ قوی مددگار ہوتا جاتا تھا اور پھر حکمران طبقے کی قوت قوم کو مزید استحکام بخشتی اور نئی کامیابیوں کا حوصلہ دلاتی تھی ؛؛

یہ بات کہ سلطنت روما کے آخری زوال کے اسباب کیا تھے، ہمارے دائرۂ بحث سے خارج ہے کیونکہ ہم یہاں صرف رومی جمہوریت سے واسطہ رکھیں گے جس سے پلوٹارک کے مشاہیر کا تعلق ہے (ورنہ جمہوریت لوٹنے کے بعد بھی تقریباً چار سو برس تک رومی بادشاہت قائم رہی) اور اس جمہوری عہد کے تاریخی واقعات کا بھی، تین علیحدہ فصلوں میں، اُسی اختصار و اجمال کے ساتھ ذکر کریں گے جو اُن کی اہمیت اور اس مضمون کی گنجایش سے متناسب ہو ؛؛

پہلی فصل — ملکِ اطالیہ کی فتح تک

از ۷۵۳ تا ۲۶۶ ق م

شہر روما کا بانی اور پہلا بادشاہ رومیوکس تھا اور اُس کا جانشین نیوما پمپیلیس، ہو جن کے حالات پلوٹارک کی ابتدائی سوانح عمریوں میں تحریر ہیں۔ لیکن یہ دونوں اور ان کے بعد کے پانچ اور بادشاہ درحقیقت "زمانۂ ماقبل تاریخ" سے تعلق رکھتے ہیں اور اُن کی نسبت جو کچھ بیان کیا جاے وہ مستند اور قابل یقین نہیں ہے۔ البتہ ساتویں یعنی آخری بادشاہ ٹارکوِن سپربس کی نالائقی، سفاکی اور ظالمانہ عیش پرستیوں کی

داستان مین ضرور کچھ نہ کچھ واقعیت ہوگی کہ ایسے اسباب خاص کے بغیر اتنا بڑا انقلاب، یعنی بادشاہت ٹوٹ کر جمہوریت کا قیام[1] کسی طرح قرین قیاس نہین ؛ بہر حال تاریخ عالم کا یہ اہم واقعہ عام طور پر ۵۰۹ قبل مسیح کا واقعہ مانا جاتا ہے جس کے بعد رومہ مین ایک موروثی اور مطلق العنان فرمان روا کے بجاے اعلےٰ انتظامی اختیارات دو عہدے داروں کو تفویض ہو گئے جو قنصل (اور اس سے بھی پہلے پریٹر یا قاضی) کہلاتے تھے اور ہر سال اُن کا نیا انتخاب عمل مین آتا تھا۔ بادشاہ کے مذہبی فرایض کی ادائگی کے لیے ایک تیسرے عہدہ دار کا علٰحدہ تقرر ہوتا جسے حاکم مذہبی (ریکس سکروم) کہتے تھے مگر تھوڑے دن بعد یہ منصب اُسقف اعلےٰ کے ماتحت سمجھا جانے لگا اور پھر اُس کا اقتدار بھی گھٹ کر براے نام رہ گیا ؛

لیکن گو شاہ ٹارکوان کو نکالنے مین عوام الناس کا حصہ اتنا ہی تھا جتنا کہ شہر کے بزرگ "(پیٹ ری شیئن) یا اعلےٰ طبقے کا، اور نیز اس کے بعد سے ریاست کا نام بھی جمہوریہ رومہ قرار پا گیا تھا، تاہم صحیح معنون مین اور عملاً وہ زیادہ تر حکومت خواص سے مشابہ تھی جس مین تمام بڑے بڑے حقوق اور مراعات طبقہ اعلےٰ سے مخصوص تھین اور عوام کو اُن مین کسی شرکت کا استحقاق نہ تھا ؛ اور اسی لیے اگلے دو سو برس مین رومہ کی بیرونی فتوحات اور بعض اہم خارجی واقعات اس قدر دلچسپ نہین ہین جس قدر کہ اُس داخلی جد وجہد کا حال جو اعلےٰ اور ادنےٰ طبقے کے درمیان ہوتی رہی یعنی عوام الناس عہدون کی تقسیم اور قوانین کی ساخت مین حسب تعداد و استعداد حقوق مساوات مانگتے تھے اور قابو یافتہ خواص محض نسل و خاندان کو وجہ امتیاز قرار دے کر انھین ان حقوق سے محروم رکھنا چاہتے تھے ؛ یہی سبب ہے کہ جدید مؤرخ

[1] زمانۂ حال کے بعض محققین کا خیال ہے کہ بادشاہت کے بعد ایک غیر موروثی تنخصی سلطنت رومہ مین قائم ہوئی تھی اور پھر بتدریج جمہوریت بنی ؛ ۱۲

اُن قدیم روایتوں کو بھی قابل تسلیم نہیں سمجھتے جو سب سے پہلے قنصل بروٹس و کولاٹی نس اور ان کے بعد پبلی کولا کی قانونی اصلاحات کے متعلق مروی ہیں؛ لیکن ۴۹۳ سنہ ق م کی تاریخی شورش سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ عوام الناس کو بعض حقوق دینے کا وعدہ ضرور کیا گیا تھا جس کے ایفا نہ ہونے ہی کے باعث انھوں نے علانیہ سرکشی پر کمر باندھی اور جب وائسکی اور ایکوی قوموں سے لڑائی پیش آئی تو رومی اُمرا کے ساتھ میدان میں جانے کے بجائے وہ شہر سے تھوڑی دور باہر ایک پہاڑی پر خندقیں کھود کر مقیم ہو گئے اور جب تک انھیں بعض حقوق دینے کا حلفیہ اقرار اُمرا نے نہ کر لیا، نیچے نہ آئے۔ اسی واقعہ کی وجہ سے یہ پہاڑی آیندہ کو مقدس (مونز سیکر) کے نام سے موسوم ہوئی۔

اہل شورش کو سب سے بڑا حق جو اس موقع پر حاصل ہوا وہ یہ تھا کہ انھیں اپنے گروہ میں سے دو (بعد میں پانچ اور پھر دس) عہدے دار منتخب کرنے کا اختیار مل گیا جو نائبین عوام (ٹریبونی پلے بس) کے نام سے موسوم ہوتے اور جن کا کام "عوام کو خواص کی زیادتیوں سے بچانا" تھا۔ اس عہدے نے جس کی تاریخ میں کہیں نظیر نہیں ملتی اور جو ایک حد تک سارے قوانین سے مافوق و ماوریٰ تھا آخر میں ایسا فروغ پایا کہ جب کئی سو برس بعد روما میں دوبارہ شخصی بادشاہت قائم ہوئی تو وہاں کے بادشاہ اپنے القابوں میں "ٹریبیون" کا لفظ ضرور شامل کر لیا کرتے تھے کہ ماورائے قانون اختیارات برتنے کا ایک قانونی حیلہ پیدا ہو جائے۔

لیکن اوّل اوّل ٹریبیون کے انتخاب میں (اگرچہ وہ لازمی طور پر ادنےٰ طبقے کا فرد ہوتا تھا) رائین امرا سے خاندانی کی بھی شریک ہوتی تھیں اور اُن کی یہ شرکت بعض اوقات بڑی خرابیاں پیدا کرتی، جن کا سدباب اُس وقت ہوا جب کہ انتخاب کا حق عوام تک محدود کر دیا گیا اور آیندہ سے صرف انھیں کی مجلس (کمیشیا ٹریبونی) اپنے اس عہدے دار کا تقرر کرنے لگی۔ (۴۷۱ سنہ ق م)

یہ حق ملتے ہی قدرتی طور پر عوام نے مطالبہ کیا کہ ملکی قوانین کی اشاعت کردی جاے جس کے بغیر ٹریبیون معاملات مین دست اندازی کرتے جھجکتے تھے اور امرا کو یہ عذر کردینے کی گنجایش مل جایا کرتی تھی کہ فلان ضابطہ عہد قدیم سے یون ہی چلا آتا ہے ؛ یہ ویسی ہی صورت تھی جیسی بعہد ڈریکو ایتھنز مین پیدا ہوئی تھی اور گو رومی امرا بھی اپنا یہ موروثی ترکہ عام کرنا نہ چاہتے تھے لیکن جب نائبین عوام کا اصرار بہت بڑھا تو آخر مین مجبور ہوکر انھون نے دس اشخاص کی ایک جماعت مقرر کی (ڈے سِم وری لے جی بس سِکری بن ڈِس = عشرۂ مقننہ) جس نے دو برس کی محنت مین قوانین جدید و قدیم کا وہ مجموعہ تیار کیا جو "بارہ تختے قانون" کے نام سے مشہور ہے - (۴۵۰ ق م) ؛

قانون کے اس طرح تحریر مین آنے کے وقت غالبًا عوام الناس کو کئی مرتبہ یہ شبہ پیدا ہوا کہ اُمرا اُن کے نئے حقوق مٹانا چاہتے ہین اور شاید اسی بنا پر ہم اُن کی جد و جہد مین ایک تازہ جوش و قوت دیکھتے ہین جس کا عملی نتیجہ ویل ریئس ہورٹینسیس کے قانون کی شکل مین نکلا ؛ اس قانون کی نسبت جدید اہل تحقیق مین بہت اختلاف ہے لیکن عام رائے ادھر مائل ہے کہ اس کی رُو سے رومی عوام الناس کو وہی حقوق حاصل ہوگئے تھے جو قبل انگلستان مین دارالعوام کو حاصل ہین کہ نئے قانون کی تجویز و تحریک اُسی کے ارکان کرتے ہین اگرچہ وہ قابل نفاذ اُس وقت ہوتا ہے جب کہ دارالامرا اُس کی منظوری دیدے ؛ بہرحال اگر یہ حق صرف قوانین کے تجویز کرنے تک محدود تھا تو بھی کچھ کم بات نہ تھی اور ہم آئندہ چند سال مین رومی عوام کی حالت مین ایک نمایان فرق دیکھتے ہین :- ۴۴۵ ق م مین انھون نے ایک نیا قانون (لیکس کنولیہ) منظور کرالیا جس کی رُو سے عوام اور خواص مین ازدواج جایز ہوگیا جو کہ پہلے قانوناً جایز نہ تھا - اور اس طرح اعلےٰ عہدون تک پہونچنے کے لیے

گویا ایک راستہ ہوگیا کہ اب غیر خاندانی مان اور کسی امیر باپ کا بیٹا بھی تمام وہی حقوق رکھتا تھا جو خاندانی امرا سے مخصوص تھے ؛ اسی کے توڑ پر امرانے یہ ضابطہ بنایا تھا کہ اگر مجلس اعلیٰ (سینٹ) ضرورت سمجھے تو قنصلون کے بجاے چار یا چھ جنکی ٹریبیونون کا تقرر کیا جا سکتا ہے جن کے مشترکہ اختیارات وہی ہونگے جو دو قنصلون کے ہوتے تھے ۔ نیز چار نئے عہدے، بخشی (کوایسٹر) محتسب (سنسر) اور بھیر قاضی (پریٹر) اور میر عمارت (ایڈایل) کے، انھون نے علیحدہ قائم کیے کہ قنصلون کے اکثر مالی انتظامی اور عدالتی اختیارات ان مین منقسم ہو جائین ۔ مطلب ان ساری کارروائیون کا یہ تھا کہ اگر کوئی نیم خاندانی شخص کسی بڑے عہدے پر نئے قانون کے رو سے پہونچ جاے تو دیگر مناصب امرا ہی کے پاس رہین اور انھین کا اثر و اقتدار سلطنت مین فائق رہے ؛

مگر یہ تمام کوششین اس عظیم الشان سیلاب مین جس سے جمہور کی قوت مراد ہے، تنکون کی طرح بہ گئین ۔ رفتہ رفتہ سرکاری عہدون کا دروازہ عوام پر کھلنے لگا اور بالآخر مالی، انتظامی، عدالتی اور مذہبی سب عہدون پر اُن کا تقرر جائز ہوگیا حتی کہ مختاریِ سلطنت (ڈکٹیٹرشپ) کا عہدہ پانا بھی، جو ایک میعادی حکومت شخصی کا مرادف تھا، اُن کے لیے ناممکن نہ رہا (سنہ ۳۰۰ ق م) اور اس طرح دو سو برس کی کشمکش کے بعد ناواجب امتیازات مٹ کر قومیت کا ستون زیادہ استوار بنیادون پر قائم ہوا اور پھر بتدریج امارت خاندانی کی جگہ ایک نئی "شرافت منصبی" (نوبلی ٹاس) نے لے لی جو نہ حسب نسب بلکہ سرکاری عہدون اور ذاتی جاہ و تمول پر مبنی تھی اور جس کے حصول مین بیشتر اپنی قابلیت اور وطن پرستی کو دخل ہوتا تھا؛ اس مین شبہ نہین کہ اُمرا کا گروہ اب بھی موجود رہا لیکن اب اس کی حیثیت ایک ہم نسل خاندان یا برادری کی سی ہوگئی تھی جس کا ملکی معاملات مین کوئی خاص

اثر و نفوذ نہ تھا ؛

لڑائیاں اور خارجی حالات

لیکن اب ہم بیرونی واقعات کا شروع سے ذکر کرین گے کہ کس طرح رومی مقبوضات وسیع ہوے جس کا اُس کے اندرونی معاملات پر بھی گہرا اثر پڑتا رہا۔ ان مین سب سے اوّل پورسینا شاہ کلوسیم سے جنگ آزمائیان اور پھر زیادہ اہم شہر وی آی کا ایک طویل محاصرے کے بعد فتح ہونا ہے (اندازاً ۳۹۶ ق م) جس کا پلوٹارک اپنی ابتدائی سوانح عمریون مین بار بار ذکر کرتا ہے لیکن نہ صرف یہ بلکہ اس صدی کی تقریباً تمام لڑائیان مستند تاریخی شہادتون سے محروم ہین اگرچہ اس مین شبہ نہین کہ عام روایات اور دیگر قرائن سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ رومہ جمہوریت کے قائم ہوتے ہی وسطی اطالیہ مین ایک معزز اور رفتہ رفتہ سربرآوردہ شہری حکومت بن گیا تھا اور چوتھی صدی قبل مسیح کے آغاز مین اُس کا حلقۂ اثر لاطیئم کے علاقے سے نکل کر شمال مشرق کی طرف پھیلتا جاتا تھا ؛ ان علاقون مین جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہین وے ٹیٹی اور لگوری اقوام کے علاوہ ایک بڑا گروہ قلطی نسل کا آباد تھا جنھین اہل رومہ "گیلی" (غال) اور اہل یونان "گلیتی" کے نام سے موسوم کرتے تھے ؛ یہ لوگ موجودہ فرانس کے میدانون سے اُٹھ کر شمالی اطالیہ مین آئے تھے اور کوہ اَلپس (قدیم لاطینی نام: ال پس - جدید انگریزی نام: اَلپیس) کی سرسبز وادیون نے انھین ایسا رجھایا تھا کہ یہان کی دلچسپیان چھوڑ کر جانا، انھین کسی طرح گوارا نہ تھا - اور جن دنون کا یہ ذکر ہے اُس وقت بھی یہ حریص اور ناخواندہ مہمان شمالی اطالیہ کے باشندون سے اسی کشمکش مین مصروف تھے کہ جس طرح ہو سکے انھین ہٹا کر دریاے پو کے شاداب کنارے پر خود قابض ہو جائین ؛ اسی ضمن مین رومیون کے ساتھ اُن کی لڑائی چھڑنے کا ایک عجیب سبب یہ پیدا ہوا کہ جب کلوسیم کے محصورین نے رومہ سے امداد کی التجا

کی اور یہان کے سفرا کی بات کو محاصر غالون نے ہنسی مین اُڑا دیا تو رومی سفیر واپس چلے آنے کے بجاے محصورین مین جا کے شامل ہو گئے اور نہ صرف انھین لڑائی کا اشتعال دلایا بلکہ خود بھی غالون سے لڑنے نکلے ۔ یہ قانون اقوام کی ایسی خلاف ورزی تھی کہ غالون نے کلوسیم کا اُسی وقت محاصرہ اُٹھا لیا اور سیدھے رومہ سے لڑنے چل کھڑے ہوے اور مطالبہ کیا کہ اُن سفرا کو ہمارے حوالے کر دیا جائے ۔ رومیون نے اس سے انکار کیا اور اب دریاے ٹیبر کے کنارے وہ خون ریز معرکہ ہوا جس مین رومہ کی تقریباً ساری فوج برباد ہو گئی اور نسل ہا نسل تک یہ لڑائی ایک مصیبت قومی کے طور پر (یوم ایلیہ کے نام سے) اُن مین یادگار رہی ۔ (۳۸۷ ق م) مگر ہم ان نیم معتبر ہفت ماہہ حالات کو، جن مین غالوی فاتح خاص رومہ کے اندر مقیم رہے (گو قلعۂ شہر کو پھر بھی فتح نہ کر سکے) یہان دُہرانا بیکار جانتے ہین کہ انھین پلوٹارک نے کامیلس کی سوانح عمری مین نہایت خوبی سے تحریر کر دیا ہے ۔

سمنائیی لڑائیان لیکن اس آفت عظیم سے نجات پانے کے بعد رومیون کو پھر ایک نئے اور قوی دشمن سے مقابلہ پیش آتا ہے اور اُن کی فتوحات کا سیلاب جسے شمال مین غالوی حملے نے بُری طرح ڈھکیل دیا تھا اطالیہ کی نشیبی زمینون کا رخ کرتا ہے ۔ اس زمانے مین رومیون کو سب سے زیادہ جن سے آزار پہونچا وہ دو چھوٹی قومین والسکی اور ایکوی نامی تھین کہ جب کبھی رومی دوسری طرف مصروف پیکار ہوتے وہ ان پر حملہ کر دیتی تھین ۔ پس غالون سے مخلصی پاتے ہی رومیون نے سب سے اوّل ان کو مغلوب و مسخر کیا اور ان کی بستیون مین اپنی جنگی نوآبادیان قائم کر دین ۔ مگر ان جدید مقبوضات نے سرحد رومہ کو سمنیم سے لا ملایا جہان اُسی کی مثل سبلی قوم کی ایک دوسری شاخ آباد تھی ۔ یہ جنگجو لوگ جنھین ہم سمنائیی (سمنائیٹ) کہین گے ابتدا مین رومیون کے ساتھ ہمسرانہ تواضع سے پیش آئے لیکن جب زرخیز کمپانیہ کے دولتمند شہرون نے بغیر

لڑے بھڑے رومیون کے تفوق کو تسلیم کر لیا نیز اہل رومہ نے اپنی جمہوری شان و شوکت کو جنوبی اطالیہ مین بڑھانا شروع کیا اور لیرس و فرجلی کی بستیون پر اُن کے جنگی آبادکار متصرف ہو گئے تو سمنایی حکومت سے خاموش نہ رہا گیا اور خصوصاً کمپانیہ کے مشہور تجارتی شہر، نیاپولس (موجودہ نیپلز) کے رومی سلک اتحاد مین منسلک ہوتے ہی انھون نے لڑائی کی ٹھان دی۔ (۳۲۶ ق م)

آیندہ محاربات کی اُن بے مزہ کشمکشون کو ہم نظر انداز کیے دیتے ہین جن مین فریقین کے اگلے ۳۶ برس گذرے۔ یہان صرف اتنا لکھنا کافی ہے کہ رومی حکومت کی بنیاد جن اشتراکی اور جمہوری اصول پر قائم تھی وہ سمنایی جنگجوئی کی نسبت زیادہ مستقیم و مستحکم تھے اور اسی لیے متعدد شکستون کے باوجود آخرمین انھین کا پلہ غالب رہا اور گو سمنایی قبائل نے اپنی آزادی کے لیے جنوبی پہاڑیون مین رہنے کی گنجایش نکال لی تاہم کمپانیہ، سمنیم اور جنوبی اطالیہ کا تقریباً تمام سرسبز علاقہ رومہ کے احاطۂ اقتدار مین آگیا اور اُن کے ڈانڈے "مہایونان" کے اُس خطے سے جا ملے جس مین کہ چار سو سال سے یونانی مہاجرین نے اپنی شہری ریاستین قائم کر رکھی تھین۔

یونانیون سے لڑائیان ساحل اطالیہ کی ان یونانی مستعمرات مین سب سے بڑی اور ذی ثروت ٹارنٹم کی تجارتی جمہوریت تھی اور ہر چند وہ رومی فتوحات کو اوّل اوّل خاموش بیٹھے دیکھتے رہے لیکن جب اہل رومہ یونانیون کی باہمی آویزشون مین بھی دخل دینے لگے اور اسی امن قائم کرنے کے بہانے بعض شہرون پر متصرف ہو گئے تو اس وقت ٹارنٹم سے ان کا تصادم ناگزیر معلوم ہونے لگا۔ رومی اسی زمانے مین اپنے شمالی ہمسایون سے اُلجھ رہے تھے اور اس لیے جنوب مین جنگ مول لینے سے بچتے تھے لیکن جب اہل ٹارنٹم نے اُن کے بعض مقبوضہ قلعے چھین لیے اور امن و مصالحت کے ساتھ باہمی تصفیہ کرنے سے انکار کیا تو رومہ کو بھی مجبوراً میدان مین اُترنا پڑا اور اب تیز

وشدید لڑائیون کا ایک نیا سلسلہ شروع ہو گیا جس مین سب سے نمایان پرتھوس شاہ اپیرس کا حصہ ہے ؛

پرتھوس | یہ شخص تاریخ مین محض اس وجہ سے نامور نہین ہے کہ بڑا تجربہ کار جرنیل اور نہایت منتظم بادشاہ تھا بلکہ درحقیقت اُس کی بڑی شہرت اس عالی حوصلگی کے باعث ہے کہ ابتدا سے بڑے بڑے منصوبے باندھتا اور، سکندر اعظم کی طرح، مغرب مین ایک عالم گیر سلطنت کا قائم کرنا اُس کی منزل آمال تھا۔ اور ٹارنٹم کی رومہ سے لڑائی مین اُس کا "یونانی مظلومون کی خدمت وحمایت" مین کمربستہ ہونا بھی دراصل اسی ہوس ملک گیری کا ایک ظاہری حیلہ تھا جس کے لیے وہ بیس ہزار کا لشکر جرار اور بیس جنگی ہاتھی لے کر ساحل اطالیہ پر اُترا۔ اس آخرالذکر کالی بلا سے رومیون کو کبھی سابقہ نہ پڑا تھا لہذا ہراکلیہ کی جنگ مین بُری طرح شکست کھا کے بھاگے اور لوکانیہ کا ضلع اُن کے ہاتھ سے نکل گیا (سنہ ۲۸۰)۔ دوسرے سال پھر اسکلم کے میدانون مین ایک سخت لڑائی پڑی اور اگرچہ اس مین بھی پرتھوس ہی کو فتح حاصل ہوئی لیکن وہ ایسی مہنگی تھی کہ اُلٹے اس کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ چلّا اُٹھا کہ اگر ایسی ایک اور فتح پالی تو بجز اس کے تباہ ہو جاؤن گا!" چنانچہ اس کے بعد وہ اپنے خسر آغاتاکلیس کو امداد دینے صقلیہ چلا گیا اور وہان چار سال تک اہل قرطاجنہ سے کشمکش کرنے کے بعد پھر اطالیہ کو پھرا۔ لیکن اب کے سمنیم کے پایۂ تخت بے بی وسنم کے سامنے رومیون نے اُسے کامل شکست دی جس کے بعد وہ کچھ فوج ٹارنٹم مین چھوڑ کر اپنے وطن کو لوٹ گیا اور وہین کی لڑائیون مین چند سال بعد لڑتا ہوا مارا گیا۔ (سنہ ۲۷۲ ق م)۔ تب اُس کے جرنیل میلو نے بھی ٹارنٹم کو رومیون کے حوالے کر کے اپیرس کی راہ لی اور اس طرح ساری جنوبی اطالیہ رومیون کے تسلط مین آگئی ؛

جنوبی اور سمنایی محاربات مین رومہ کی یہ کامیابی، جو بجائے خود اُس کی قوت و

وعظمت پر گواہ ہے، زیادہ روشن ہوجاتی ہے جب ہم دیکھتے ہین کہ اس تمام وقت
مین اُسے اکثر نصف طاقت اپنے شمالی ہمسایون کے خلاف صرف کرنی پڑتی تھی
غالون کو ابھی تک رومہ کی دشمنی نہ بھولی تھی اور اُن کی مخالفانہ کوششون مین
اب اٹ رسکن بھی اُنھین کے ساتھ ہوجاتے تھے۔ یہان تک کہ ایک موقع پر جب
یہ دونون قومین اہل سم نیم کے ساتھ مل گئین اور رومی لشکر کو انھون نے شہر سن ٹینم
کے سامنے گھیر لیا تو اس وقت رومی سلطنت بڑے خطرے مین پڑگئی تھی اور اگر عین
جنگ مین اٹ رسکن اندرونی اختلافات کی وجہ سے علٰحدہ نہ ہوجائین تو دشمنان رومہ
کی مراد بر آنے مین کوئی شبہ باقی نہ تھا۔ مگر جب باہمی جھگڑون نے اُن کی ایک تہائی
قوت کم کردی تو پھر میدان اہل رومہ ہی کے ہاتھ رہا اور وہ اس قابل ہوگئے کہ ساحل
اڈریاٹک کے قریب ایک باموقع قلعہ تعمیر کرلین جس نے آیندہ لڑائیون مین انھین بڑا کام دیا۔
اس واقعے کے دس سال بعد قبیلہ سنونی نے ایک رومی دستے کو بالکل برباد
کردیا اور اس کی سزا مین رومیون نے اس سارے قبیلے کا نام و نشان صفحہ عالم پر سے
مٹادیا تو اس وقت پھر اٹ رسکن اور غالون نے متحد ہوکر لڑائی چھیڑی جس مین اخیر تک
فتح رومیون ہی کے پہلو پر رہی اور شمالی اطالیہ کے سب سے مشہور و مضبوط شہر ارم نیم
پر بھی وہ قابض ہوگئے اور اس طرح اس عہد کے خاتمے پر سوائے غال کے (جسے
موجودہ اطالیہ کا شمال مغربی گوشہ کہنا چاہیے) تمام اطالیہ رومیون کے زیر نگین آگیا۔
(۲۶۷ سنہ قبل مسیح)

فصل دوم۔ رومہ کا اقتدار بحر روم کے ممالک پر

از سنہ ۲۶۶ تا سنہ ۱۳۳ ق م

پہلی جنگ فنیقی کنعانیون کی افریقی نوآبادی، قرطاجنہ، پانچوین صدی قبل مسیح
سے ایک آزاد اور مستقل سلطنت بن گئی تھی اور یورپ کے تمام جنوبی ساحلون پر

تجارت گاہین ہونے کے باعث اُس کی بحری قوت بھی لازمی طور پر زبردست تھی۔ رومیون کے ساتھ ابتدا سے اس کے دوستانہ تعلقات رہے اور اب اگرچہ رومہ ساری اطالیہ کا صدر مقام تھا اور اُس کے حکام کو جابہ جا قرطاجنی سوداگرون سے واسطہ پڑتا تھا باین ہمہ اُن کے ملکی روابط مین کسی قسم کی پیچیدگی پیدا نہ ہوئی تھی۔ اور اگر جدید فتوحات رومہ مین اقتدار پسندی کا دیرا ثر مگر مہلک مرض نہ پیدا کر دیتی تو شاید اس کی کبھی نوبت نہ آتی ؛ لیکن "جنگلی حیوانات کی طرح قومون کی بھی خون پیکر بھوک کھلتی ہے اور نئے مقبوضات کا اضافہ اُن کی ہوس ملک گیری کو بڑھاتا ہے"۔ اہل رومہ بھی بنی آدم کی اس تاریخی کمزوری سے مبرا نہ تھے ؛

۲۸۹ء مین سائراکیوز (صقلیہ) کے بادشاہ آغاتاکلیس نے وفات پائی۔ قرطاجنہ سے اُس کی مخالفت اور لڑائیون کا حال ہم اشارۃً پہلے پڑھ چکے ہین۔ یہی لڑائیان تھین جن مین آغاتاکلیس کو بہت سے اطالوی سپاہی بھی بھرتی کرنے پڑے تھے لیکن اُس کی زندگی ہی مین انھون نے اپنے وطن کو واپس جانے کے بجائے خود صقلیہ مین قتل و غارتگری کا سلسلہ چھیڑ دیا تھا اور جب وہ مرا تو یہ بے سری جمعیت مسینا کی دولتمند بستی پر قابض ہوگئی اور سارے جزیرے کو مصیبت و بدامنی مین مبتلا کر دیا ؛ آغاتاکلیس کی موت کے کئی سال بعد ھایرو نام ایک نوجوان محب وطن نے ان پر دیسی قزاقون کی بیخ کنی پر کمر باندھی اور اسی کامیاب سرگرمی کے صلے مین اہل وطن نے اُسے سائراکیوز کا بادشاہ بنایا (۲۷۸ ق م) اور اب اُس نے چارون طرف سے اُنھین گھیر کر رفتہ رفتہ خاص مسینا مین محصور کر لیا اور آنا دبایا کہ وہ اپنی مدافعت سے مایوس ہو گئے اور انھون نے سلطنت رومہ سے اعانت کی درخواست کی ؛ اُس وقت رومہ کے تقریباً تمام سن رسیدہ اہل الرائے یہ درخواست منظور کرنے کے خلاف تھے اور جانتے تھے کہ اُن لٹیرون کو مدد دینا اپنے تئین بے وجہ

جھگڑوں مین پھنسانا ہے۔ لیکن قنصلان وقت کو فتوحات حاصل کرنے کا شوق تھا اور وہ مسینا کے محصورین کو اطالوی النسل ہونے کی حیثیت سے امداد بھیجنا نا فریضۂ وطنیت بتاتے تھے۔ مزید برآن جب یہ معلوم ہوا کہ حکومت قرطاجنہ فریق ثانی یعنی ہایرو کی طرفدار ہے تو رومی عوام کا حسد بڑھ گیا اور انھون نے اپنی فوج بھیج کر مسینا پر قبضہ کرلیا۔ حالانکہ اہل قرطاجنہ کی کوششون سے خود متخاصمین اب صلح پر آمادہ تھے!

رومیون کی یہ چیرہ دستی دیکھکر اہل قرطاجنہ نے باضابطہ اُن سے بازپرس کی اور جب کوئی قابل اطمینان جواب نہ ملا تو اعلان جنگ کردیا (۲۶۴ء) ۔ اور پہلی جنگ فنیقی شروع ہوئی، جس مین قرطاجنی بیڑے سے اکثر نقصان اُٹھانے کے باوجود بڑی مقابلون مین بالعموم رومی کامیاب رہے اور آخر تیئس برس کی جدوجہد کے بعد صقلیہ کا تمام جزیرہ اُن کے ماتحت آگیا اور سات لاکھ روپیہ تاوان جنگ لے کر انھون نے قرطاجنہ سے صلح کرلی (۲۴۱ء ق م)۔

جنگ کے نتائج | ان لڑائیون کی تفصیل کو ہم نے محض اختصار کی غرض سے نہین بلکہ اس لیے بھی قلم انداز کردیا ہے کہ وہ بہت بے مزہ اور اُلجھی ہوئی ہین اور صاف پایا جاتا ہے کہ فریقین بے دلی سے اس مین حصہ لے رہے ہین۔ لیکن ہر چند یہ لڑائیان بجائے خود اہم نہ ہون اُن کے نتائج ایسے نہ تھے۔ کیونکہ اول تو ان کی بدولت آیندہ قرطاجنہ اور روسہ کی جمہوری سلطنتون مین شدید عداوت پیدا ہوگئی اور وہ اپنی اپنی جگھ ایک دوسری اور زیادہ خون ریز جنگ کی تیاریان کرنے لگین اور دوسرے صقلیہ کے الحاق سے رومی نظام حکومت مین ایک نئے باب کا اضافہ ہوا جس کی تشریح یہ ہے کہ اب تک رومیون نے جس قدر اطالوی علاقے فتح کیے تھے وہ اُن کی سلطنت مین حلیف کی حیثیت سے برابر کے حقوق رکھتے تھے اور وہان کے باشندون کو مقامی معاملات

مین بالکل خود مختار مانا جاتا تھا اور اسی مفید اتحاد کی بنیاد پر سلطنت روما وسعت کے ساتھ ساتھ زیادہ مستحکم اور قوی ہوتی جاتی تھی اور پروفیسر میئر کے بقول (جسے ہم نے اوپر نقل کیا ہے) یہی عدل و مساوات قومی کا اصول تھا جس کی بدولت رومیون کو قدیم یونانی ریاستون کی نسبت کہین زیادہ ترقیان نصیب ہوئین ؛ مگر اب صقلیہ کے الحاق سے، ہم اُن کی حکمت ملکی مین نمایان تغیر ہوتا دیکھتے ہین - یعنی اطالوی حلیفون کی طرح اُس کو اتحاد قومی مین شریک نہین کیا جاتا بلکہ ایک علٰحدہ مفتوحہ صوبہ (پراونشیہ) بنا کر اُس پر حکومت کی جاتی ہے اور وہان کے انتظام اور تحصیل محاصل کے لیے ایک پریٹر (قاضی) اور چند کوایسٹرون (بخشیون یا محصلون) کا تقرر ہوتا ہے جو براہ راست رومی مجلس کے ماتحت ہین اور خود رعایا کو اُن کے عزل و نصب مین کوئی اختیار نہین ہے ؛ اس طرح گویا فیقی جنگ کے بعد پہلی مرتبہ رومہ قومی کے بجاے ایک فاتح سلطنت بن کر دنیا کے اسٹیج پر نمودار ہوتا ہے اور ساتھ ہی اُس کو شہنشاہیت اور نئے مقبوضات کی وہ چاٹ پڑتی ہے جس کا اخلاقی نتیجہ، خواہ کتنی ہی دیر مین سہی، ہمیشہ نخوت و تکبر، استبداد و شخصیت اور پھر قومی حکومت و آزادی کا خاتمہ ہوا ہے ؛

لیکن وقت کے وقت تو رومیون کو صقلیہ مین غالب آنے سے ایک اور فائدہ یہ پہونچا کہ قرطاجنہ کے دوردست صوبون نے اُس سے بغاوتین کین اور جب وہان کا نامی جرنیل ہمل کار بارقس انھین فرو کرنے مین مصروف تھا تو جزیرۂ سارڈنیا نے بھی علم سرکشی بلند کیا اور رومیون سے درخواست کی کہ اُسے اپنے سایۂ حمایت مین لے لین ؛ رومیون نے اہل قرطاجنہ کے علی الرغم اس درخواست کو قبول کر لیا اور تھوڑے ہی دن مین نہ صرف سارڈن یا بلکہ جزیرۂ کورسی کا بھی سلطنت روما کے ماتحت دو نئے صوبے بن گئے (سنہ ۲۳۹ ق م) ؛

غال اور الیریہ سے لڑائیاں

جب رومی ان جنوبی علاقون مین مصروف جنگ تھے تو غالون نے کئی مرتبہ اُن کے حلیف شہرون پر یورش کی - مگر اکثر شکستین کھاتے رہے اور ان مقابلون کا قتل وخونریزی کے سوا کوئی خاص مُلکی نتیجہ نہین نکلا - البتہ الیریہ کے ساتھ دو لڑائیون مین جب رومی کامیاب ہوے تو ایک بڑا علاقہ اُن کے قبضے مین آگیا، یہ ملک بحر اوڈریاٹک کے مشرقی ساحل پر اُس علاقے کا نام تھا جو موجودہ البانیہ اور جبل اسود کے علاقے کہلاتے ہین اور وہان اُن دونون بحری قزاقون کے متعدد مامن تھے جنھون نے سمندری راستون کو نہایت مخدوش بنا رکھا تھا، رومیون نے الیریہ کی ملکہ ٹیوٹا سے ان سرکشون کے استیصال کی درخواست کی اور جب کوئی شنوائی نہ ہوئی تو خود الیریہ پر فوجکشی کی اور آخر دو لڑائیون کے بعد تقریباً سارے علاقے پر قابض ہو گئے (۲۱۹ء) - اس طرح اگرچہ پہلی خرابی کا ازالہ ہو گیا لیکن ساتھ ہی سلطنت مقدونیہ کے پڑوس اور یونانی ریاستون کی ریشہ دوانیون سے دوسری پیچیدگیان پیدا ہو گئین - مگر اُن کے اسباب ونتائج پر بحث کرنے سے پہلے ہم مختصر طور پر اس خونریز جنگ کے حالات لکھین گے جو اسی زمانے مین رومیون کو پیش آئی،

دوسری جنگ فنیقی

پہلی شکست کے بعد سے قرطاجنہ کی جمہوری سلطنت مین ایک گروہ ایسے اہل الرائے کا پیدا ہو گیا تھا جو اپنا فریضۂ مدافعت ہی اس کو سمجھتے تھے کہ رومیون کے ساتھ لڑائی کی تیاریان کی جائین - اور سردار اس گروہ کا بارقس تھا جسے بغیر تعین خدمات جرنیلی کا عہدہ مل گیا تھا، پھر اس غرض سے کہ ایک بڑی فوج تیار کی جاے جس کے مصارف کا بار قرطاجنی خزانے پر نہ ہو، بارقس سرزمین ہسپانیہ مین چلا آیا اور یہان اپنی غیر معمولی محنت وقابلیت سے، بہت بڑا علاقہ فتح کر کے، ایک مستقل سلطنت کی بنیاد ڈالی جو وطنی حکومت کے برابے نام ماتحت تھی، لیکن اس سے پہلے کہ دلی ارمان نکلنے کا وقت آئے بارقس نے وفات پائی اور انتظام کی باگ اُس کے داماد

ہس ڈروبال کے ہاتھ مین آئی جو ہر لحاظ سے اپنے نامور خسر کا لایق جانشین تھا اور جب نو برس بعد ایک خونی کے خنجر سے ہلاک ہوا تو سلطنت پہلے سی کہین زیادہ منتظم اور مستحکم حالت مین تھی۔ (۲۲۱ء ق م)

ہنی بال لیکن ہس ڈروبال کے بعد جو شخص اُس کے عہدے پر مامور ہوا وہ عزم و شجاعت مین سیزر و سکندر، چنگیز و نپولین کا ہم رتبہ اور دنیا کے ممتاز ترین سپہ سالارون مین شمار ہوتا ہے اور تاریخ قدیم مین اس شدید نفرت کی وجہ سے بھی یادگار رہے گا جو اُسے رومیون کے ساتھ تھی — اس سے ہماری مراد بارقس کا بیٹا ہنی بال ہے، جس نے برسر حکومت آتے ہی رومہ کے ساتھ لڑائی کا سامان شروع کر دیا اور آٹھ مہینے کے محاصرے کے بعد مشہور ساحلی شہر ساگنٹم پر قابض ہو گیا۔ یہ (تھوڑے دن سے رومہ کی باضابطہ "حفاظت" مین) ایک قدیم یونانی نوآبادی تھی اور اس کی تسخیر پر رومیون نے اہل قرطاجنہ سے مطالبہ کیا کہ شہر مذکور کے نقصان کا معاوضہ اور ہنی بال کو ہمارے حوالے کیا جائے۔ انھون نے انکار کیا اور ساتھ ہی دونون طرف سے جنگ کا اشتہار دے دیا گیا۔ (۲۱۸ء ق م)

تیاریان اور واقعات جنگ قرطاجنہ کی طرف سے اندلس مین بڑے پیمانے پر سامان جنگ کیا گیا تھا کہ خاندان بارقس کی تمام سرگرمیون کا ماحصل یہی لڑائی تھی مزید برآن خود ہنی بال نے جو منصوبے سوچے تھے اگر اُن پر خاطر خواہ عمل ہوتا تو رومہ کی قطعی شکست مین بظاہر کوئی شبہ نہ تھا۔ کیونکہ اپنی کوششون کے علاوہ اُس نے شمالی اطالیہ کے غال اور مقدونیہ کے بادشاہ فیلقوس پنجم کو بھی پوری طرح آمادہ کر لیا تھا کہ وقت مقررہ پر قرطاجنہ کے شریک ہو جائین۔ خود اُس کا ارادہ موجودہ فرانس مین سے ہوتے ہوے کوہ الپس عبور کر کے خاص اطالیہ پر حملہ کرنے کا تھا اور یہی وہ عدیم المثال یلغار ہے جس مین اُس کی نصف سے زیادہ فوج الپس کے برفانی اور مہلک راستون

مین تباہ ہوگئی - باین ہمہ ہنی بال ان پہاڑون پر سے ایک طوفانی سیلاب کی طرح شمالی اطالیہ مین اُترا اور دریاے پو کے بالائی کنارے پر مزاحم رومیون کو ریلتا ہوا پو سے پار ہوگیا ؛ اس مرتبہ اُس کا زیادہ اہتمام اور بڑی فوج کے ساتھ رومیون نے مقابلہ کیا لیکن ہنی بال محض اپنی کاردانی اور فن جنگ کی شاطرانہ چالون سے حریف کو اپنے عمدہ مواقع پر سے نیچے لگا لایا اور پھر ایک زبردست شکست دی جس کے بعد اُس کا دور تک سامنا کرنے والا کوئی نہ رہا - (جنگ ٹربیہ ۲۱۸ ق م) ؛

اب ہنی بال نے وسطی اطالیہ کی طرف اپنی فوجین بڑھائین اور رومی قنصلون کو، جو دو شاہ راہون پر الگ الگ اُس کی آمد کا انتظار کر رہے تھے، جُل دے کر یکایک عقب مین نمودار ہوا اور ٹراسی مِن جھیل کی عظیم لڑائی مین فتح کامل حاصل کی جس مین بیان کیا جاتا ہے کہ رومیون کے تیس ہزار یعنی نصف سے زیادہ سپاہی ہلاک ہوے اور خاص رومہ مین اُسی قسم کا انتشار و مایوسی پھیل گئی جیسی کہ غالون کی فتح ایلیہ کے بعد پھیلی تھی ؛ لیکن یہ جہاندیدہ سپاہ سالار، جو کسی محفوظ مقام کو مرکز جنگ بنائے بغیر ایک اجنبی ملک مین گھس آیا تھا، خوب جانتا تھا کہ اگر رومہ کا اس وقت محاصرہ کیا گیا تو اس مین عرصۂ دراز لگ جائیگا جو اُس کے لیے سراسر غیر مفید بات تھی پس اُس نے اس نمایشی موقع کو عمداً چھوڑ دیا اور رومہ کے جنوب یعنی سمنیم اور کمپانیہ کے زرخیز علاقون مین بڑھا جہان اُسے بڑی امید یہ تھی کہ رومہ کی حلیف اور طاقتور ریاستون کو توڑ کر اپنا شریک بنا لے گا ؛ مقدونیہ سے بھی انھین مقامات پر امداد پہونچنے کی توقع تھی اور گو یہ امیدین حسب دلخواہ پوری نہ ہوئین تاہم ڈیڑھ سال کے عرصے مین اُس نے اپنی مضمحل فوج کی بہت کچھ حالت درست کر لی اور رومیون سے پھر ایک فیصلہ کن لڑائی لڑنے کا انتظار کرنے لگا ؛

اس اثنا مین اہل رومہ بھی کہ اپنے بوڑھے مختار السلطنت فے بیس کی محض

مدافعانہ اور سست کارروائیوں سے ناخوش تھے بڑے پیمانے پر جنگ کا سامان کر رہے تھے اور انھوں نے اپنی پوری قوت صرف کر کے، جبری خدمت کے ذریعے ۸۶ ہزار فوج فراہم کر لی تھی جس کی نسبت پورا اعتماد تھا کہ ہنی بال کے ۵۰ ہزار سپاہیوں کو ایک ہی مقابلے میں کچل ڈالیگی؛ مگر افسوس کہ قسمت ابھی تک رومیوں سے برگشتہ تھی اور جب کنّی کے میدان میں ایک قیامت خیز رن پڑا تو ہنی بال کی غیر معمولی قابلیت کے آگے کثرت فوج کی کچھ پیش نہ گئی اور ستّر ہزار سے زیادہ رومی اس معرکے میں کام آئے! (۲۱۶ ق م) - ساتھ ہی وسطی اور جنوبی اطالیہ کے شہر ایک ایک کر کے قرطاجنہ کے حلقۂ اطاعت میں آنے لگے اور مقدونیہ سے بھی امداد کی امیدیں تازہ ہوگئیں؛ مگر یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ایسی قطعی فتوحات کے باوجود ہنی بال کی فوجی تعداد میں زوال کے آثار نمایاں تھے اور مالی اعانت کے بجز اُسے قابل اعتبار فوج میسّر آنے کا کوئی معقول ذریعہ حاصل نہ ہو سکا تھا۔ بخلاف رومی جمہوریت کے جو پیہم اور مایوس کن شکستیں کھا کر بھی قابل ہزار تحسین استقلال کے ساتھ اپنی طاقت سنبھالنے کی جد وجہد کر رہی تھی اور ایک بڑا علاقہ وفاداری کے ساتھ اُسے مدد دینے کے لیے تیار تھا؛ یہی اسباب تھے کہ جب آٹھ سال تک صقلیہ اور مقدونیہ کوئی عملی اعانت نہ کر سکے بلکہ رومیوں سے اُلجھ اُلجھ کر، اپنی کمزوری اور نفاق کی بدولت، مغلوب و منہزم ہوگئے اور نیز خاص قرطاجنہ سے بھی ایک گروہ مخالف کی ریشہ دوانیوں نے کوئی کمک اطالیہ کو نہ آنے دی تو ہنی بال کی حالت نہایت مخدوش ہوگئی۔ مفتوحہ اطالیہ کے شہر بھی اس کے اثر سے نکلنے لگے اور اب اُسے صرف ایک آسرا رہ گیا کہ اگر ملیگی تو مدد اُس کے ہسپانوی جانشین اور بھائی ہس ڈروبال سے ملیگی جو خشکی کے راستے ایک بڑی فوج اطالیہ میں لانے کی کوشش کر رہا تھا؛ ان فوجوں کو بھی رومیوں نے ہسپین کے ہیبن (اندلس میں) اُلجھانے کی سعی کی اور اُن کے دو جرنیل

بھی انھین کوششون مین جان سے گئے، باین ہمہ وہ ہس ڈروبال کو غال اور پھر الفس کے راستے اطالیہ مین آنے سے نہ روک سکے، اگرچہ اُس کی عدم موجودگی مین نوجوان اسکیپیو نے (جس کے نصیب مین ہنی بال کا حریف غالب ہونا لکھا تھا) بہت سا قرطاجنی اسپین کا علاقہ فتح کر لیا اور جلوس فتح کے شاندار کو واپس ہوا (۲۰۶ ق م)

اس عرصے مین ہس ڈروبال کوہ الفس اُتر کے وادیِ پو تک آپہونچا تھا اور جس طرح ممکن ہو ہنی بال کو شمال مین بُلا کر مل جانے کی فکر مین تھا۔ یہی درخواست اپنے آنے کی اطلاع کے ساتھ اُس نے ہنی بال کو بھیجی مگر بدقسمتی سے وہ ہرکارے راستے مین پکڑے گئے اور رومی سپہ سالار ون نے اندر ہی اندر کثیر فوج سمیٹ کر ہس ڈروبال کا راستہ گھیر لیا۔ پھر ساحل اڈریاٹک کے قریب سینا گالی کا کے مقام پر ایک سخت معرکہ پڑا جس مین ہس ڈروبال مارا گیا اور اُس کی قلیل فوج بہین پریشان و منتشر ہوگئی۔ اس واقعے کی اطلاع ہنی بال کو اُس وقت ہوئی جب کہ رومیون نے اُس کے مقتول بھائی کا سر اُس کے لشکر مین پھنکوا دیا اور اب اپنی پوری فوج اُس کے مقابلے مین لے آئے۔ تب ہنی بال کی آخری امید ٹوٹ گئی اور وہ اطالیہ کے انتہائی جنوب یعنی بریٹم کے علاقے مین ہٹ آیا — اگرچہ ابھی تک اُس شیر ببر کی طرح جو زخمی ہوکر زیادہ خوفناک ہو جاتا ہے کسی رومی جنیل کی یہ مجال نہ تھی کہ اُسے مغلوب یا جنگ کے لیے مجبور کر سکے۔

لڑائی اسی حالت مین رُکی ہوئی تھی کہ اسکیپیو ہسپانیہ سے واپس آیا اور سال آیندہ کے واسطے قنصل منتخب ہوا۔ اُس کی اول سے رائے تھی کہ لڑائی کو غنیم کے ملک مین منتقل کر دیا جاے، اور اب قنصلی اختیارات ملتے ہی اُس نے ایک بڑی فوج کے ساتھ افریقہ پر چڑھائی کی اور پہلے یوٹیکا مین پسپا ہونے کے بعد دوسرے میدان مین فتح پائی جس نے قرطاجنہ کے بزدل حکام کو بالکل مضطرب کر دیا اور ایک طرف تو

وہ رومیون سے صلح کے نامہ و پیام کرنے لگے اور دوسری طرف انھون نے ہنی بال اور اُس کے تیسرے بھائی ماگو کو (جو اُسی زمانے مین سمندری راستے سے اطالیہ مین دوبارہ فوج لے گیا تھا) اپنے مسلسل احکام سے پریشان کر دیا کہ فوراً لوٹو اور پہلے گھر کی خبر لو۔ اس مین شک نہین کہ ان خود غرض حکام کو ہنی بال سے کوئی حق مدد مانگنے کا نہ تھا کہ سولہ برس تک خود انھون نے اُس کی ایک غیر ملک مین کچھ دستگیری نہ کی تھی۔ لیکن ہنی بال کی حب وطن ایسے بدلے لینے نہ چاہتی تھی اور نیز وہ اپنی اطالوی کامیابی سے تقریباً مایوس ہو چکا تھا پس بہت جلد جہازون مین سوار ہو کر افریقہ پہونچا اور جو بُری بھلی فوج میسر آسکی اُسے لیکر میدان مین آیا۔ کیونکہ سچ یہ ہے کہ قرطاجنی حکام نے اس نازک وقت مین بھی اُسے خاطر خواہ مدد نہ دی جس کا نتیجہ شکست زاما کی صورت مین نکلا اور یہ لوگ جو پہلے ہی ہمت ہارے بیٹھے تھے تیار ہو گئے کہ جن شرائط پر رومی چاہین صلح ہو جاے۔ (۲۰۲ ق م)

دوسری جنگ فینیقی کا یہ آخری مقابلہ تھا جس کے حالات لکھنے مین رومی مورخون نے بڑی رنگ آمیزیان کی ہین اور اپنے کامیاب سپہ سالار کو ہنی بال سے فائق، یا اقلاً ہمرتبہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ اس سے کسی کو انکار نہین کہ جنگ زاما ہر لحاظ سے ایک بڑی جنگ تھی جس کے فیصلے پر پولی بیئس کے بقول دنیا کی بادشاہت کا دارومدار تھا۔ اور نہ اس مین کچھ شبہ ہے کہ اسکیپیو کی یہ فتح اپنے وطن کی بہترین خدمت تھی۔ مگر ان سب باتون کے باوجود کسی منصف مزاج مورخ کو یہ جرأت نہین ہوئی کہ سپہ سالاری مین اُسے ہنی بال پر ترجیح دے۔ کیونکہ اول تو ایک لڑائی کی ہار جیت فن جنگ کی مہارت کا قطعی امتحان نہین اور دوسرے جب حالات و واقعات پر ہم زیادہ گہری نظر ڈالتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ جنگ زاما مین ہنی بال کو جیتنے کی کوئی امید نہ ہو سکتی تھی جس کا سبب یہ ہے کہ تعداد مین بہت کم ہونے کے علاوہ، قرطاجنی فوج مین شدید نفاق تھا اور رومی

مؤرخون ہی نے گواہی دی ہے کہ لڑائی شروع ہونے کے بعد خاص میدان جنگ مین وہ باہم لڑنے لگی تھی! اور ظاہر ہے کہ ایسی فوج کو کامیابی کے ساتھ لڑانا آدمی کی طاقت سے باہر ہے ؛

لیکن اب ہم اصل مضمون کی طرف لوٹتے ہین کہ یہ جنگ خواہ کسی حالات مین لڑی گئی ہو، نتایج کے اعتبار سے تاریخ عالم کی سب سے اہم لڑائیون مین شمار ہونے کے لائق ہے - اسی کے بعد سے قرطاجنہ کا زور ٹوٹا، اُس کے تمام یورپی مقبوضات چھن گئے، اُسے ایک کثیر تاوان ادا کرنا پڑا اور سب سے بڑھکر یہ عہد کرنا پڑا کہ رومہ کی اجازت کے بغیر خاص افریقہ مین بھی وہ کوئی لڑائی نہ لڑسکیگا ؛ مگر زمانہ کا اثر کچھ قرطاجنہ ہی تک محدود نہ تھا اور اگر فریق مغلوب کو اُس نے اتنا سرنگون کیا تو فریق غالب کو بھی غیر معمولی قوت بخشی - یعنی جب رومیون کا سب سے طاقتور حریف اس قدر کمزور ہوگیا تو پھر اُن کی فتوحات کو روکنے والا کوئی نہ رہا - وہ ادھر سے فراغت پاتے ہی مشرق کی طرف بڑھے اور پچیس تیس برس کی مسلسل لڑائیون کے بعد مقدونیہ پر قابض ہوگئے اور اسی کے ساتھ سکندری میراث کے بہانے یونان کی ریاستون پر بھی اُن کا حق قائم ہوگیا ؛

اس اثنا مین ہنی بال، جسے رومیون کے شکوک اور اہل وطن کی مخالفت نے جلا وطنی پر مجبور کر دیا تھا، خاندان سلوقسی کے بادشاہ انطیاخس کے پاس چلا آیا تھا یہ سلوقس وہ شخص ہے جس نے سکندر کے بعد شام مین علیحدہ حکومت قائم کی تھی اور جس کی سلطنت ایک زمانے مین ہندوستان تک پھیلی ہوئی تھی - اب ہنی بال کے آنے سے اس زوال پذیر قوت کو بھی تحریک پہونچی اور انطیاخس کا حلقۂ اقتدار ایشیاے کوچک سے بڑھکر یورپی تھریس اور یونان کے علاقون تک وسیع ہوگیا ؛ انھین علاقون مین رومیون نے اُس کے ساتھ ایک بڑی لڑائی لڑی اور تھرموپلی کے قریب کامل فتح پائی (سنہ ۱۹۰ ق م) دوسرے سال پھر انطیاخس میدان مین آیا اور اب کے ایشیاے کوچک

کے وسطی علاقون مین شکست کھائی ؛ اس کے بعد اس متلون مزاج بادشاہ کے حوصلے پست ہوگئے اور اس نے رومیون سے دب کر صلح کرلی جس کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ وہ اپنے مہمان ہنی بال کو اہل رومہ کے حوالے کردیگا [1] ؛

تیسری جنگ پنیقی

اس نصف صدی مین، سیاسی لحاظ سے قرطاجنہ کی حالت ایک نیم آزاد ریاست کی سی رہی تھی لیکن تجارتی اولی العزمی مین اس نے بہت جلد اپنے پچھلے نقصان کی تلافی کرلی اور اب حاسد اہل رومہ کو پھر اسے مٹانے کی فکر دامنگیر ہوئی - اس کے علاوہ نئی فتوحات نے اُن کے مرض جوع الارض کو بڑھا دیا تھا اور اس مرتبہ وہ اس سرسبز علاقے کو خود ہضم کرنے کے خواہان تھے ؛ اسی زمانے مین لڑائی کا حیلہ یہ نکل آیا کہ جب رومیون کے باج گزار شاہ نومیڈیا نے قرطاجنی علاقون مین غارتگری شروع کی اور قرطاجنہ کی شکایتون پر رومیون نے حسب معمول کوئی التفات نہ کی تو انھون نے بہ جبر شاہ نومیڈیا کو اپنے ملک سے نکال دیا - یہ گویا امن نامہ سنہ کی خلاف ورزی تھی جس مین اہل قرطاجنہ نے عہد کیا تھا کہ وہ روسہ کی اجازت بغیر کوئی لڑائی نہ لڑینگے ؛ پس رومیون کی طرف سے اعلان جنگ کردیا گیا اور ہرچند بدقسمت اہل قرطاجنہ لڑائی سے بچے اور اپنے تین سو عمائد بطور یرغمال بھیجکر مصالحت کی التجا کرتے رہے لیکن زور آور اہل ہوس نے ایک نہ سنی اور حکم دیا کہ وہ اپنا شہر چھوڑکر چلے جائین ؛ یہ اور اسی قسم کی دوسری ناروا زیادتیون نے آخرکار اہل قرطاجنہ کو لڑنے پر مجبور کردیا اور وہ دو سال تک بڑی جان بازی کے ساتھ جنگ کرتے رہے - لیکن پھر کچھ جنگی کمزوری اور کچھ اپنے غداارون کی غداری کی بدولت وہ اخیر مین بالکل مغلوب ومجبور ہوگئے اور

[1] ہنی بال اس شرط کی خبر سنکر شام سے نکل گیا تھا اور قریش ہوتا ہوا شاہ جنفیہ کے پاس پناہ گزین ہوا - لیکن جب وہان بھی رومیون کے دباؤ سے اس کے میزبان نے اسے گرفتار کرنا چاہا تو اس نے خودکشی کرلی اور یہ گوارا نہ کیا کہ اپنے دشمن رومیون کی قید مین جائے (سنہ ۱۸۳ قبل مسیح) ؛

پھر رومیون نے اُن کی ساری آبادی کو جلا وطن کر دیا، شہر کو تہ و بالا کر کے زمین کے برابر کر دیا اور یہ تمام علاقہ افریقہ کے نام سے ایک رومی صوبہ بن گیا۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار)

اسی سال انجمن اکائیہ پر بھی رومیون کو ایک فیصلہ کن فتح حاصل ہوئی اور تمام یونان کا علاقہ اُن کے تصرف مین آگیا۔ پھر سولہ سال کی ریشہ دوانیون اور روانگیون کے بعد بحر روم کے آخری ساحل ایشیائے کوچک نے بھی اسی کی پیروی کی اور دوسری صدی قبل مسیح کے ختم ہونے سے پہلے روما الکبریٰ قدیم دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کا پایہ تخت کہلانے لگا۔ (۱۳۵ سنہ قبل مسیح)

تیسری فصل۔ زمانۂ انقلاب

(از ۱۳۳ سنہ تا ۲۹ سنہ قبل مسیح)

روما کی جمہوری سلطنت کے لیے پچھلی ڈیڑھ صدی شاندار فتوحات کا مسلسل باب ہے اور اس دلفریب و پرشکوہ بیان کے آگے مورخ کو بمشکل مہلت ملتی ہے کہ وہان کے اندرونی حالات پر نظر ڈالے۔ لیکن اب ہم جس عہد تک آئے ہین وہ روما کے سیاسی مطلع پر دو نئے تارون کے طلوع کا زمانہ ہے جن کا ظہور گویا اس امر کا اعلان تھا کہ آیندہ سے روما کی تاریخ زیادہ تر اپنے داخلی واقعات پر مشتمل ہوگی، اور رفتہ رفتہ وہان اس انقلاب عظیم کی پرورش کی جائیگی جو ایک صدی بعد شخصی بادشاہت کی شکل مین رونما ہوا۔ یہی وہ حادثہ ہے جس کی بدولت یہ تمام زمانہ دنیا کی تاریخ مین بڑا عبرت آموز اور نہایت اہم زمانہ سمجھا جاتا ہے اور اسی لیے ہمارے مصنف نے بھی اپنی کتاب مین اس کے احوال سے جا بہ جا بحث کی ہے اور اس عہد کے تمام بڑے بڑے آدمیون کی سوانح عمریان اپنے اپنے موقع سے تحریر کی ہین جن سے بہتر اُس کی تصویر کسی قلم نے نہین کھینچی، لیکن واقعات تاریخی کے اس مختصر بیان مین بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان تبدیلیون کا کچھ حال لکھا جاے جو اس دور فتوحات مین رومی معاشرت اور نظام سلطنت

مین پیدا ہوگئی تھین ؛

نوبلی ٹاس سب سے اہم نئی بات جو اس عہد مین توجہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے یہ ہے کہ ہرچند اب خاندانی امرا اور عوام الناس کا وہ فرق، جو دور قدیم مین اس قدر جد وجہد کا سبب ہوا تھا، مٹ چکا ہے، تاہم اُس کی جگہ ایک نئی فرقہ بندی نے لے لی ہے اور خاندانی امرا کے بجاے اب "خاندانی دولتمند" سلطنت کے جزوکل پر حاوی نظر آتے ہین اور عہدہ دارون کا یہی اعلیٰ طبقہ اپنے ساتھ نوبلی ٹاس (یا شرافت منصبی) کا طرۂ امتیاز لگاکر طبقۂ عوام سے علیحدگی اختیار کرتا جاتا ہے۔ حکومت کے تمام بڑے بڑے کام اس کے ہاتھ مین ہین اور خصوصًا مجلس کی رکنیت پر وہ خاص اپنا حق سمجھکر قابض ہے اور نئے یا غیر دولتمند اشخاص کو سرکاری معاملات مین حصہ لینے کا موقع کم ہوتا جاتا ہے ؛

سلطنت کی وسعت کے ساتھ اعلےٰ عہدے دارون کے اختیارات مین بھی اضافہ ہوتا ہے اور قنصلی، قضا (پریٹرشپ) اور خصوصًا صوبے داری حاصل کرنے کا لالچ اس قدر بڑھتا جاتا ہے کہ رومی اخلاق اور فرض شناسی اُس کے مقابلے مین کمزور پڑ جاتے ہین۔ رشوت ستانی اور جھوٹے وعدون سے انتخاب کرنے والون کو دھوکا دینا کوئی نئی بات نہین رہتی اور جوش حب الوطنی خودغرضی کے بوجھ کے نیچے دب جاتا ہے ؛

رومیون کے قومی شعایر مین بھی غیر قومون کے میل جول سے تغیر ہوتا ہے اور نئی معلومات اور نئے خیالات کم سے کم اُن کے اعلےٰ طبقون کو اپنی قدیم مراسم و عقائد سے بے پرواکر دیتے ہین ؛

اقتصادی تبدیلیان اس حال مین اقتصادی تبدیلیون سے بھی بعض اہم نتائج پیدا ہوے اور جب باہر کے صوبون (خصوصًا جزیرۂ صقلیہ) سے غلے کی مقدار کثیر بطور خراج آکر بالکل سستے داموں بکنے لگی تو وطن کی زرعی اجناس اُس کا مقابلہ نہ کرسکین چھوٹے چھوٹے کاشتکار مجبور ہوکر زراعت چھوڑ بیٹھے اور اس تبدیلی کی وجہ سے

دولتمند طبقے کے ہاتھ بڑی بڑی جاگیرین آگئین[1] اور یہ نئے مالک کچھ اپنے تساہل اور کچھ کم نفعی کے باعث اپنی اراضی سے بیشتر چراگاہون کا کام لینے لگے جس سے ایک طرف تو زمین قیمت و قوت مین گھٹی اور دوسری طرف کسان یا نہایت تنگدست ہوگئے اور یا انھون نے چرواہون کا پیشہ اختیار کرلیا اور اس حالت نے نہ صرف انھین ذلیل و پست اور آزادی سے دور کردیا[2] بلکہ کل قوم کی مجموعی قوت پر اس کا بہت برا اثر پڑا ؛

مزارعین کی اس خرابی کو (جس کا آغاز ہنی بال کی تباہ کن لڑائیان اور تائید اجناس کی مذکورۂ بالا ارزانی سمجھنا چاہیے) جس شے نے زیادہ تیزی کے ساتھ اتمام کو پہونچایا تھا وہ غلامون کی بے روک افزایش تھی — یہ بیکس مخلوق ہزارون کی تعداد مین باہر سے آتی اور نہ فقط نہایت کم داموں بکتی بلکہ اپنے مالکون کو آزاد اہل حرفہ، مزارعین اور مزدورون سے بھی مستغنی کردیتی تھی جس سے وطنی صناع اور آزاد کسان پامال ہوئے

[1] اس تبدیلی کو بڑی تقویت اُس قانون سے پہونچی جس کی رُو سے کوئی رکن مجلس یا اعلےٰ عہدہ دار تجارت مین اپنا روپیہ نہ لگا سکتا تھا۔ لہذا مجبوراً بھی یہ لوگ زمینین خریدتے تھے اور اگر اُن مین کاشت یا باغبانی کراتے تھے تو زیادہ تر اپنے غلامون سے، جن کی بیرونی لڑائیون نے اطالیہ مین تعداد کثیر بڑھادی تھی ؛ ۱۲

[2] یہان یہ بات یاد دلانے کے لائق ہے کہ پہلے یہی آزاد مزارع جب فوجون مین بھرتی ہوتے تو اُن کی خودداری اور حب الوطنی اس بات کا موقعہ نہ دیتی تھی کہ کوئی فوجی سردار اُن سے فوائد قومی کے خلاف اور محض اپنے موافق مطلب کام لے۔ لیکن اس کے برخلاف آخری صدی قبل مسیحی مین ہم اس گروہ کے سپاہیون کو ان خیالات سے بالکل معرا پاتے ہین اور صاف نظر آتا ہے کہ اب یہ بدنصیب اپنے فوجی حاکمون کے ہاتھ مین محض تنخواہ دار غلام ہین جنھین وطن اور فوائد وطن سے مطلق سروکار نہین اور جو عمدہ اخلاق اور اپنے قدیم محسوسات سے بالکل بعید و بیگانہ ہوتے جاتے ہین ؛ ۱۲

جاتے تھے اور دوسری طرف خود سلطنت کے لیے ایک نیا خطرہ پیدا ہو رہا تھا۔ چنانچہ جب صقلیہ مین جہان رومی جاگیرداروں کی، اور اس لیے غلامون کی، کثرت تھی، انھون نے علم بغاوت بلند کیا اور اُن کا دلیر سردار یوٹس آٹھ سال تک مغلوب نہ ہو سکا (تا ۱۳۲ ق م) تو اُس وقت اس خدشے کی واقعیت اور قوت کا بھی امتحان ہو گیا تھا، بایں ہمہ جبر و تعدّی بڑھا دینے کے سوا رومی اس سئلے کا کوئی قابل اطمینان حل نہ سوچ سکے اور وہ اقتصادی نقصان بھی جو غلامون سے اُن کے ملک کو پہونچ رہا تھا برابر پہونچتا رہا۔

حلیف ریاستین | یاد ہوگا کہ ہنی بال کے حملے کے وقت سے رومہ کے اطالوی حلیف کچھ کچھ رومیون کی بد سلوکی کے شاکی پائے جاتے تھے۔ لیکن درحقیقت اُس وقت تک اُن مین کوئی عام بے چینی پیدا نہ ہوئی تھی اور وہ دوسری صدی کے خاتمے تک نہایت وفاداری سے رومیون کو فوجی امداد دیتے رہے۔ مگر جب اس وفاداری کا انھین کوئی صلہ نہ ملا اور رومیون کی خود پسندی نے اُن کے جائز حقوق اور دعاوی مساوات کو بالکل سماعت نہ کیا تو انھین اپنے حقوق شہریت کی کمی زیادہ ناگواری کے ساتھ محسوس ہونے لگی اور انجام کار علانیہ جنگ کی نوبت پہونچی (جس کا ذکر آگے آتا ہے) اور گو اس مین کامیابی اہل رومہ ہی کے حصے مین آئی تاہم وہ ایک حد تک آیندہ اُس قابل قدر اعانت سے، جو اب تک یہ اُن کے یہ اتحادی دیتے رہے تھے، محروم ہو گئے۔

نظام حکومت | مگر ان سب باتون سے زیادہ قابل توجہ رومہ کے جدید حالات اور قدیم نظام حکومت کی بحث ہے کہ اسی نظام مین تغیر کی سعی اور رد و سعی نے آخر جمہوریت کا خاتمہ کیا۔ اور اس کو اپنے مختصر تبصرے کے اخیر مین رکھنے کا بھی یہی مدعا ہے کہ وہ ہمارے ناظرین کے ذہن مین زیادہ صاف اور تازہ رہے۔

اب واقعی بات یہ ہے کہ رومہ کا پرانا نظام حکومت، جس مین ایک اعلےٰ

صلاح کار جماعت اور چند انتظامی افسر منتخب کر لیے جاتے تھے، کسی شہری ریاست ہی کے واسطے زیادہ موزون تھا۔ کیونکہ اول تو اس کی مجلس اعلیٰ (سی نیٹ) ایک مجلس شہری (یا میونسپل کمیٹی) سے زیادہ وقعت نہ رکھتی تھی کہ جسے مالی اختیارات کے علاوہ قانوناً اتنا حق بھی حاصل نہ تھا کہ اعلےٰ عہدے داروں کو کسی کام سے حکماً روک سکے، دوسرے جیسا کہ ہم لکھ آئے ہیں، خود یہ جماعت دولتمند شرفائے منصبی کی میراث ہوتی جاتی تھی اور اس لیے جمہور کو اس سے اپنی اصلاح کی کوئی امید نہ تھی۔ سلطنت میں دوسری بڑی جماعت مجلس عوام تھی جس میں ہر آزاد شہری کو راے اور عہدے داروں کے انتخاب کا حق حاصل تھا۔ لیکن جب سے شہر کی آبادی بڑھی یہ نہایت دشوار ہو گیا تھا کہ اس جماعت کے بار بار جلسے کیے جا سکیں۔ پھر، خود اس کثیر گروہ کو بھی چند زور دار رہنمائی کرنے والوں کی ضرورت تھی؛ ان حالات میں اب ایک عہدے داروں ہی کی جماعت ایسی رہ گئی جس سے مجلس اعلےٰ کے بجائے حکمرانی اور اصلاح قوم کی توقع ہو سکتی تھی، اور جب دور دست صوبوں کے معاملات میں مجلسی حکومت کی اصولی کمزوری اچھی طرح ظاہر ہو گئی اور بارہا صوبے داروں نے اس کے احکام کی پروانہ کی تو اس وقت جمہور نے عہدے داروں ہی کا سہارا ڈھونڈا لیکن اول تو جن حکام نے اُن کا ساتھ دیا انھیں مجلس اور گویا خاندانی دولتمندوں سے لڑائی مول لینی پڑی اور دوسرے افسوس یہ ہے کہ بعض غدار عہدے داروں نے عوام کے اعتماد سے ناجایز فائدہ اُٹھایا اور دولتمندوں کی قوت توڑ کر خود اپنی شخصی حکومت جمانے کی فکر کی[1] ہے

[1] چنانچہ اس قسم کی خود غرضانہ کوششیں سیزر کے وقت میں غایت کمال کو پہونچیں اور گروہ اپنی سخت محنت سے حاصل کی ہوئی حکومت شخصی کا خود لطف نہ اُٹھا سکا اور اس رتبۂ عالی کو پہونچ کر بہت جلد، راگیا، بایں ہمہ راستہ صاف ہو چکا تھا اور سیزر کے بعد اس کے جانشین اُگسٹس کو اپنی شخصی بادشاہت کے محکم کرنے میں کچھ زیادہ دقت پیش نہ آئی ۱۲

اصلاحات گریجسی بہرحال سب سے پہلے سچائی کے ساتھ جمہور کی وکالت و حمایت کا جھنڈا نے بیڑا اٹھایا وہ ٹائے بیریئس اور اس کا بھائی گائیس گریجس ہین ان دونون کی مفصل سوانح عمریان ناظرین اصل کتاب مین مطالعہ کرین گے یہان اپنا سلسلۂ بیان قائم رکھنے کے لیے یہ لکھنا کافی ہے کہ ۱۳۳ ق م مین عالی خاندان ٹائبیریس ٹریبیون منتخب ہوا اور اس عہدے پر آتے ہی اس نے مفلوک مزارعین کو تباہی سے بچانے کی خاطر یہ تجویز پیش کی کہ جن دولتمندون نے قانون مروجہ کے خلاف ایک ہزار ایکڑ سے زیادہ زمین پر تصرف کر رکھا ہے اُسے ناجایز قرار دیا جاے اور جو اراضی اس طرح اُن کے قبضے سے نکلین وہ غریب کسانون مین بحصۂ مساوی بانٹ دی جائین ؛ اس تجویز کے مناسب وقت ہونے مین کچھ شبہ نہ تھا اور ایسی تقسیم رومی تاریخ مین کوئی نئی چیز بھی نہ تھی لیکن بدقسمتی سے قابو یافتہ ارکان مجلس نے جن کے پاس ایسی خلاف قانون زمینین بہت تھین ٹائبیریس کی سختی سے مخالفت کی اور اُسے مجبوراً مجلس عوام کی مدد ڈھونڈنی پڑی - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گو مجوزہ کو ایک عارضی کامیابی حاصل ہوگئی لیکن عوام و خواص مین شدید نفاق بھی پیدا ہوگیا اور جب ٹائبیریس نے (خلاف ضابطہ) دوبارہ ٹریبیون منتخب ہونے کی کوشش کی تو آخر انھین جھگڑون مین وہ مارا گیا اور اسی کے ساتھ عوام و خواص کے اختلافات زیادہ معاندانہ اور زیادہ گہرے ہوگئے ؛

ٹائبیریس کے بعد اُس کی مفید تجاویز کے اور اور حامی اُٹھے لیکن جب اس کا بھائی گائیس ٹریبیون منتخب ہوا تو اُن مین ایک تازہ قوت اور نیا زور پیدا ہوگیا (۱۲۳ ق م) اور مجلس کو بھی معلوم ہوگیا کہ ایک بالواسطہ دشمن کے بجاے اس مرتبہ انھین ایسے دشمن سے مقابلہ درپیش ہے جو اصلاح کے پردے مین بالراست اُن کی جڑ کاٹنے پر تلا ہوا تھا چنانچہ سب سے پہلا حملہ جو مجلس پر ہوا وہ صوبون کے متعلق تھا جن کے عہدے داروں کو

یہ جماعت (بغیر کسی قانون نافذہ کے) اب تک خود نامزد کر دیا کرتی تھی ؛ گائیس نے مجلس عوام کی مدد سے ان اختیارات کی حد بندی کی اور صوبون کے محاصل سے محاسبہ کرنے کے لیے جو عدالتین قائم کین اُن مین بھی ارکان مجلس کی شرکت ناجایز قرار دی ؛ اور اُن کے بجاے یہ کام سوداگرون اور عام ساہوکارون کے سپرد کر دیا - اس کارروائی نے ایک طرف تو مجلس کی قوت توڑ دی اور ادھر سوداگرون کے بڑے گروہ کو دیگر معاملات مین گائیس کا ہم نوا اور طرفدار بنا دیا ؛ پھر اسی قسم کی تدبیرون سے اُس نے حلیف شہرون کو بھی اپنا جانب دار بنانے کی سعی کی اور جن حقوق کے لیے وہ بہت دن سے ہاتھ پاؤن مار رہے تھے اُن کی وکالت مین آواز بلند کی ؛ لیکن اس سے پہلے کہ روشن دماغ گائیس کی یہ اجتماعی کوششین سرسبز ہون، افسوس ہے کہ وہ بھی اپنے بھائی کے مثل ایک بلوے مین مخالفین کے ہاتھون مارا گیا (۱۲۱ ق م) ؛

اس طرح گو ان دونون بھائیون کی کوشش اصلاح، جہان تک مزارعین کا تعلق ہے، کچھ زیادہ کامیاب نہ ہوسکی اور طبقۂ اعلےٰ نے عوام الناس کو اُبھرنے کا موقع نہ دیا، بایں ہمہ اس تحریک نے ایک نئی اور اصولی سیاسی کشمکش کی بنا ڈال دی جو آخر مین خواص ہی کے واسطے زیادہ مہلک ثابت ہوئی - اور نیز اُنھین قواعد (یعنی بنیادون) پر جاری رہی جو گائیس نے قائم کیے تھے ؛ ادھر ان نامور شہداے وطن کی ناکامی نے اُن کے اصولون کی کمزوری کو بھی ظاہر کر دیا اور کھل گیا کہ وہ مجلس عوام جس پر اس تمام جد و جہد کا دار و مدار ہے، نہایت ناقص و متباین عناصر سے مرکب تھی اور اُس کی قوتون کا کسی نقطے پر مرتکز کر دینا عالی دماغ گریچیون کے لیے بھی کچھ آسان کام نہ تھا ؛

میریئس | بہرحال گائیس کی موت کے دس سال بعد پھر طبقہ عوام مین حرکت

اور مجلس کا اقتدار گھٹانے کی کشمکش تازہ ہوئی۔ اس کا موقع یہ تھا کہ ریاست نومیڈیا کے بادشاہ جگرتھا نے مجلس کے علی الرغم سرکشی کی، اس کے نامزد قنصل کو رشوت دے کے اپنے سے ملالیا اور پھر ایک دوسرے افسر کو لڑائی مین شکست فاش دی (۱۱۱ ق م) اس آخری ذلت نے جمہور کے جوش کو انتہا پر پہونچا دیا اور انھون نے نہ صرف اُن حکام کی تحقیقات (بذریعۂ کمیشن) چاہی بلکہ آیندہ لڑائی کا انتظام کرنے کے واسطے بھی اپنے گروہ مین سے ایک شخص کو پیش کیا۔ ان دونون مطالبات مین انھین تقریباً پوری کامیابی ہوئی اور میریئس جو ایک غریب قصباتی کا بیٹا تھا دو سال تک قنصل اور جنگ کا منتظم اعلیٰ منتخب ہوتا رہا اور باغی بادشاہ کو کئی شکستین دے کر جنوری ۱۰۴ ق م مین مظفر و منصور رومہ کو لوٹا۔

مگر میریئس کے نصیبے مین ابھی اور بہت سی کامیابیان تھین اور جب وحشی ٹیوٹانی (جن کے زیادہ خالص اعقاب، موجودہ جرمن ہین) اور کمبری قومون نے اطالیہ پر حملہ کیا اور چار میدانون مین رومی جرنیلون کو پے درپے ہزیمت ہوئی اور قدیم غالون سے بڑھکر اس نئے دشمن کا خوف رومۃ الکبریٰ مین پھیل گیا، تو اس وقت پھر قرعۂ انتخاب میریئس کے نام پڑا اور وہ تیسری مرتبہ قنصل بن کر میدان مین نکلا۔ اور جب دو برس کے جان گزا انتشار و تذبذب کے بعد جنگ اور فتح سکس ٹیا کی خبر رومہ پہونچی تو سارا شہر فرط مسرت و شادمانی سے اُچھل پڑا۔ لیکن اس سے زیادہ اہم اور فیصلہ کن معرکہ روڈاین کے پٹر میدانون مین ہوا اور یہان بھی میریئس نے فتح کامل پائی (۱۰۱ ق م)۔ اس تمام عرصے مین اُس کی قنصلی کی برابر تجدید ہوتی رہی تھی اور جب وہ واپس آیا تو پھر چھٹی مرتبہ قنصلی پر اُس کا انتخاب ہوا، مگر اب طبقۂ عوام کے بعض نئے حامیون نے اُس سے وہ کام لینا چاہا جس سے میریئس کو کچھ مناسبت نہ تھی۔ یعنی ملکی اصلاحات کی تکمیل، جو گری جسون نے شروع کی تھی!

اس مین شک نہین کہ میریئس ایک آزاد خیال اور مساوات پسند سپہ سالار تھا اور فوجی ضوابط مین جو مفید اصلاحین اُس نے کی تھین اُن مین شرفاے منصبی یا خاندانی دولتمندون کے بعض ناجایز حقوق اُس نے اُڑا دیے تھے، لیکن ان سب باتون کے باوجود جن معاملات مین اب اُس کے دوست اُسے گھسیٹ رہے تھے اُن مین وہ بالکل کورا تھا اور اس کا تدبر بہت جلد شدت و جبر کی شکل مین متشکل ہوجاتا تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس ایک سال مین متعدد بلوے ہوے اور میریئس کی میعاد قنصلی ختم ہوئی تو خواص پہلے سے زیادہ نفرت و عداوت کے ساتھ عوام کی سرکوبی پر کمربستہ ہو گئے؛

اسی زمانے مین کہ دولتمند، غیر متحد اور کم استقلال عوام کے اقتصادی معاملات مین، کامیابی کے ساتھ رکاوٹین ڈال رہے تھے حلیف شہرون کے حقوق کا مسئلہ بڑے زور شور سے چھڑ گیا؛ تقریباً دو سو برس تک ان شہرون نے رومہ کا اُس کی مصیبتون اور لڑائیون مین ساتھ دیا تھا اور اگرچہ ابتدا مین وہ اپنی شہری آزادی اور علحدگی کو چھوڑنا نہ چاہتے تھے لیکن بیرونی فتوحات نے اُن کے خیالات کو بالکل بدل دیا تھا اور اب وہ خاص رومہ کے حلقۂ شہریت مین آنے پر مصر اور اُن تمام فوائد مین شرکت کے خواہان تھے جو خاص رومی باشندون کو حاصل تھے۔ (مثلاً اعلے عہدے دارون کو منتخب کرنا یا مجلس اعلیٰ مین رکن ہونا وغیرہ) لیکن رومہ اب اسی نسبت سے تنگ دل ہوتا جاتا تھا اور اُس کے دولتمند ارباب حکومت اُسے دیگر اطالوی شہرون سے ممتاز و فائق رکھنا چاہتے تھے؛ اور اُن کی اسی نخوت نے انجام کار اہل اطالیہ کو اس قدر ناراض کیا کہ وہ رومہ کے حلقۂ اتحاد سے نکلنے پر آمادہ ہو گئے اور جب ڈرسس رومی جس نے اُن کی وکالت کا بیڑا اُٹھایا تھا، مارا گیا اور رومی مجلس نے اس کی تجویزین کمال حقارت کے ساتھ مسترد کر دین تو مصالحت اور مفاہمت کی آخری امید منقطع ہو گئی؛

قریب قریب تمام جنوبی اور وسطی اطالیہ کے شہرون نے علم سرکشی بلند کر دیا اور اپنی ایک علٰحدہ سلطنت قائم کی جس مین ہر اطالوی باشندے کے حقوق مساوی قرار دیے گئے تھے اگرچہ اور لحاظ سے اُس کا نظام حکومت رومہ جیسا ہی تھا۔ (۹۱ ق م)

رومیون نے اس کارروائی کا جواب اعلان جنگ کی صورت مین دیا اور پھر دو سال تک اطالیہ مین خانہ جنگی کے شعلے بھڑکتے رہے۔ اور گو ان لڑائیون مین رومہ کو اکثر غلبہ رہا پھر بھی اُسے سرکشون کے تقریباً سب مطالبات ماننے پڑے اور جب تک انھین مین سے معدودے چند شہر اُس کے شریک نہ ہو گئے وہ امن قائم کرنے مین خاطر خواہ کامیابی نہ حاصل کر سکا۔

یہ آگ ابھی پوری طرح بجھنے نہ پائی تھی کہ پھر رومہ کے اندرونی اختلافات تازہ ہو گئے ساتھ ہی خبر آئی کہ شمالی ایشیائے کوچک (یا علاقۂ بغلی گونیہ) کے بادشاہ متھرے وت (متھرے ڈے ٹس) نے بڑے پیمانے پر لڑائی کی تیاریان کی ہین اور بای زنطہ کے راستے بڑھکر تمام مشرقی یونان پر قابض ہوتا جاتا ہے۔ (۸۸ قبل مسیح)

اس حالت انتشار و نفاق مین مشہور ٹریبیون سل پی سیئس رُوفس نے اور باتون کے علاوہ سب سے اہم تجویز یہ پیش کی کہ متھرے وت کی لڑائی کا انتظام سیریئس کے سپرد کر دیا جاے؛ اور یہ ایسی بات تھی جسے مجلس اعلیٰ اور ایک قنصل وقت سلا (یا سلا) کسی طرح ماننے پر آمادہ نہ تھے۔ چنانچہ جس دن مجلس عام مین یہ تجویز پیش ہو کر منظور ہونے والی تھی اُس دن انھون نے تعطیل کا اعلان کر دیا۔ اس کے جواب مین رُوفس اپنے گروہ کو مسلح کر کے ایوان مجلس مین گھس آیا اور اعلان مذکور کو بجبر منسوخ کرا کے اپنی تمام تجویزین منظور کرا لین؛ لیکن اُس کی یہ کامیابی کچھ زیادہ دیرپا نہ تھی کیونکہ چند ہی روز کے اندر سلا اپنی اُن فوجون کو لے کر رومہ کی طرف بڑھا جو خانہ جنگی کے زمانے مین اُس کے زیر کمان اور اب کپانیہ کے علاقون مین

خیمہ زن تھین ؛

ایک قنصل کا اس طرح فوج لیے ہوے شہر مین داخل ہونا رومی جمہوریت مین اپنی قسم کا پہلا واقعہ ہے اور درحقیقت اسی کو عہد انقلاب کا عملی آغاز تصور کرنا چاہیے ؛ سلا کی جائز یا ناجایز کسی مخالفت کا بھی اب موقع نہ تھا اور اُس کے آتے آتے روفس و میریئس چھپ کر شہر سے نکل گئے تھے پس کامیاب قنصل نے بہت دلجمعی کے ساتھ مجلس عوام و خواص سے جو چاہا قانون بنوالیا اور پھر نئے قنصلون کے انتخاب تک ٹھیر کر ۸۸ ق م مین متھرے دت سے جنگ کرنے خود ایشیا روانہ ہوگیا ؛

سلا کے جانے کے بعد عوام کی حمایت و رہ نمائی تند مزاج سنا کے ہاتھ مین آئی جو اسی سال قنصلی کے معزز عہدے پر منتخب ہوا تھا اور گریجیون کا سب سے پرجوش مقلد ثابت ہوا ؛ اس عہدے پر آتے ہی اُس نے روفس کی تجاویز دوبارہ مجلس عوام مین پیش کین اور جب خواص نے پھر زبردستی روکنا چاہا اور نوبت کشت وخون کی پہونچی تو سنا بھی انھین خلاف آئین طریقون پر اُتر آیا اور میریئس کے ساتھ مل کر، جو اسی زمانے مین افریقہ سے ایک ہزار سوار لے کر آپہونچا تھا، اُس نے باقاعدہ جنگ کی تیاریان شروع کین ؛ رومہ کا عالی طبقہ اس موقع پر مقابلے کے لیے آمادہ ہوا تھا لیکن سنا کی فوجون کے آگے کچھ پیش نہ گئی اور اب سنا اور میریئس بھی سلا کی طرح فاتحانہ شان سے شہر مین داخل ہوے (۸۷ ق م) اور جب اس واقعے کے تھوڑے دن بعد ضعیف میریئس ساتوین قنصلی مین (اپنی پچھلی صعوبتون کا کافی سے زیادہ انتقام لے کر) فوت ہوا تو رومہ کی ساری حکومت اکیلے سنا کے قبضے مین آگئی جو ہر سال اپنے حسب منشا دوسرے قنصل کو خود نامزد کرلیا کرتا تھا ؛

سلا کی مراجعت اس عرصے مین سلا متھرے دت کے ساتھ لڑائیون مین مصروف تھا اور گو رومہ کی نئی حکومت نے اُسے معزول اور ایک دوسرے شخص کو سپہ سالار

بنا کر بھیجدیا تھا مگر سلا نے اس کی کچھ پروا نہ کی اور پہلے متھریڈیٹ کو شکستین دیکر صلح پر مجبور کیا اور پھر اپنے نئے قائم مقام کو شکست دیتا ہوا چالیس ہزار فوج جرار کے ساتھ واپس لوٹا۔ سنا اسی زمانے مین مرچکا تھا (۸۴ ق م) اور اس کا جانشین میریئس کا بیٹا تھا جس نے خاص روما کی شہر پناہ کے سامنے سلا سے شکست کھائی اور اب حکومت پھر اسی قدیم جابر کے ہاتھون مین آگئی جس نے شہر مین داخل ہوتے ہی قتل وخون ریزی کا بازار گرم کردیا اور اس کے متبعین نے شہر و بیرون شہر مین اس قدر ظلم توڑے کہ عرصۂ دراز تک "عہد سلا" جبر و بے رحمی کے لیے ضرب المثل بن گیا۔ (از ۸۲ تا ۷۹ ق م)

ان اگلے چار برس مین کہ سلا سپہ سالار مختار السلطنت اور قنصل کی حیثیت سے روما کا اصلی فرمان روا رہا، نظام سلطنت مین کئی اہم انقلاب ہوے۔ سلا ابتدا سے اعلےٰ طبقے کا طرفدار اور مجلس خواص کی حکومت کا پکا حامی تھا۔ اس نے اپنی پہلی قنصلی مین بھی یہ تجویز بہ جبر قانون بنوادی تھی کہ مجلس عوام، مجلس خواص (یعنی سی نیٹ) کی منظوری کے بغیر کسی قانون کے بنانے کی مجاز نہ ہوگی۔ اس کی اب اس نے دوبارہ مضبوطی کی اور نیز تائبین عوام (یعنی ٹربیونون) کے اختیارات محدود کیے کہ گریجیون کے وقت سے طبقۂ اعلےٰ کے جتنے دشمن کھڑے ہوے وہ زیادہ تر اسی فرقے کے لوگ تھے۔ اس کے بعد اس نے ملکی عہدے دارون کی قوت گھٹائی اور قاعدہ بنایا کہ کوئی شخص تیس برس کی عمر سے پہلے اور درجہ بدرجہ چھوٹے عہدون سے ترقی کیے بغیر قنصلی کا منصب نہ پائے اور نہ ایک ہی قنصل دوبارہ اس کے لیے منتخب ہو۔ جس کی اصلی غرض یہ تھی کہ آیندہ میریئس کی طرح عوام کسی ایسے سپہ سالار کو قنصل نہ بنا سکین جو بعد مین مجلس خواص کا خطرناک مدمقابل بن جاے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے سلا اس بات کو بھول گیا تھا کہ سلطنت کو اصلی خوف اب سپہ سالارون سے ہے نہ کہ قنصلون سے۔

حالانکہ خود اُس سے بڑھکر اس امر کا ذاتی تجربہ کسے ہو سکتا تھا کہ اگر یہی حالات رہے تو آیندہ بھی فوج کی مدد سے جو شخص چاہیگا مطلق العنانی حاصل کرلے گا ؛

پمپی | مگر رومی تاریخ کا ایک دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ سلّا کے ان ضوابط کو جس شخص نے اپنی اغراض کی خاطر سب سے پہلے توڑنے کی ضرورت محسوس کی وہ خود اُس کا داماد اور اس کے گروہ کا رُکن رکین، پمپی تھا ؛ یہ عالی رتبہ نوجوان اوّل سے سلّا کا دست راست رہا تھا اور میریئس کے جانشینوں کا قلع قمع کرنے مین اُس سے بڑی مدد ملی تھی ؛ سلّا کے بعد اس کے داماد اور ایک کامیاب جرنیل ہونے کی حیثیت سے بھی طبقۂ اعلیٰ کی سرداری کا پمپی حقدار تھا لیکن دل مین اُسے گروہ خواص کے مقاصد کا اتنا خیال نہ تھا جتنا ذاتی اغراض اور خودنمائی کا - چنانچہ جس وقت ہسپانیہ مین میریئس کے جانشینون سے لڑائی پیش آئی اور پمپی کئی سال مین یہ فتنہ فرو کرکے واپس رومہ آیا تو اُس کی بڑی تمنا دوسرے سال کی قنصلی حاصل کرنا تھی حالانکہ یہ امر اُس کے سی سالہ نہ ہونے کی وجہ سے جدید قوانین سلّا اور خواص کی منشا کے خلاف تھا ؛ مگر پمپی نے اپنی غرض کے آگے ان مین سے کسی شے کی پروا نہ کی اور عوام الناس کی امداد سے قنصل منتخب ہونے مین کامیاب ہوگیا - اور اس امداد کے صلے مین ٹریبیونون کے وہ اختیارات جو سلّا نے گھٹا دیے تھے اُس نے بحال کیے اور نیز مجلس خواص سے اُن ارکان کو نکلوا دیا جنھون نے "عہد سلّا" مین بڑی بڑی زیادتیان اور شرمناک ظلم کیے تھے اور جو اب بھی (سلّا کے وفات پانے کے بعد) جا و بیجا سلّا کے ضوابط کی حمایت کرتے رہتے تھے ؛

بے شبہ حامیان عوام کی یہ کامیابی انصاف اور حق کی کامیابی تھی لیکن اسی کے ساتھ وہ اس بات کی بھی مزید اور قطعی شہادت تھی کہ اب سلطنت کے مہمات امور کا فیصلہ کسی آئینی اجماع یا کثرت رائے پر منحصر نہین بلکہ اُس کی رائے پر منحصر ہے

جس کے ہاتھ میں فوج ہو؛ اور یہ آئین جمہوریت کی ایسی بے وقری تھی کہ پھر سسرو اور کیٹو جیسے محبان وطن کی سرگرم کوششیں بھی اُن میں وہ قوت نہ پیدا کر سکیں جسے سلّا کی زبردستی اور پھر اُس کے داماد کی احمقانہ خودپسندی نے بے حد ضعیف کر دیا تھا؛

قضلی کی سیاہ ختم ہونے کے بعد پمپی بالطبع اس سے بھی بڑا رتبہ پانے کا خواہاں تھا، اور اپنے نئے طرفداروں کے نتیجۂ سعی کا بے تابی سے انتظار کر رہا تھا کہ بالآخر ایک خاطرخواہ عہدہ اس کے لیے نکالا گیا اور بحری قزاقوں کے استیصال کی غرض سے، جو اُن دنوں بہت زور پکڑ گئے تھے، اُسے ایک بڑا بیڑا، کثیر لشکر اور بحر روم کے علاوہ تمام ساحلوں کی حکومت سپرد ہوئی اور پھر بہت جلد ایشیا سے کوچک اور شام و سلیشیہ کے بھی تمام انتظامات تفویض کر دیے گئے جو کہ درحقیقت ایک جمہوری حکومت میں سراسر خلاف اصول کارروائی تھی لیکن فوجی قوت اور پھر گروہِ عوام کی پرشور حمایت کے آگے کوئی مخالفت نہ چل سکی اور ۶۷ ق م میں پمپی بڑے تزک و احتشام کے ساتھ اپنی نئی مہم پر روانہ ہو گیا؛

سیزر اور سسرو

پمپی کے پانچ سال تک باہر رہنے کا زمانہ سیزر کے ابتدائی مدارج اقتدار طے کرنے کا زمانہ ہے۔ یہ نوجوان میریئس کا بھتیجا اور سنّا کا داماد تھا اور طلب جاہ کے لیے جو غیر معمولی جد و جہد وہ پانچ سال تک کرتا رہا اُس نے اوّل سے بعض اہل الرّاے کو اُس سے بدگمان کر دیا تھا۔ پھر جب رومۃ الکبریٰ کا شہرۂ آفاق خطیب سسرو قنصل ہوا اور طبقۂ اعلےٰ کے ایک فرد کٹلن (کیٹے لن) نے رومی سلطنت ہی کو درہم برہم کر دینے کی سازش کی (جس کا تفصیلی حال ہمارے ناظرین سسرو کی سوانح عمری میں ملاحظہ کریں گے) تو اُس وقت بھی سیزر کی نسبت یہ شبہات قوی ہو گئے تھے کہ وہ کٹلن کا شریک اور انقلاب حکومت کا خواہاں ہے؛ لیکن ان سب

شکوک کے باوجود جالاک سیزر، جس کی تیز ترقیان اس واقعے سے کچھ سست ضرور پڑگئی تھین، اندلس کا قاضی عدالت منتخب ہوگیا اور وہان سے ۶۱ء ق م مین لوٹتے ہی کمال عیاری سے پمپی اور دولتمند کراسوس کے ساتھ مل گیا[1] جو اسی کی طرح حکومت و جاہ کے بھوکے تھے ؛ انھین دونون کی مدد سے اس نے ۵۹ء ق م مین قنصلی اور پھر پانچ سال کے واسطے آلپیہ اور غالیہ کی حکومت پائی جو خلاف معمول ہونے کے لحاظ سے تقریباً ویسی ہی بے ضابطہ تھی جیسی کہ پمپی کو پہلے اسپانیا مین دیدی گئی تھی ؛

اس عہدے نے بلند ہمت سیزر کے سامنے حصول شہرت اور مشق سپہ سالاری کا نیا میدان کھول دیا تھا اور اسی لیے تین سال کی مسلسل فتوحات کے بعد اُسے یہ فکر تھی کہ اپنی پنج سالہ سپہ سالاری مین اسی قدر مدت کا اور اضافہ کرالے ؛ ادھر خود پسند پمپی اپنے ہوا خواہون سے بیزار ہو رہا تھا کہ وہ کیون اسے کوئی اور جلیل القدر منصب نہین پیش کرتے ؟ اس حال مین سیزر ہی کی سرگرم کوشش کی بدولت شہر لوقہ مین وہ مشہور و معروف مجلس منعقد ہوئی جس نے جمہوریت کی قسمت کا فیصلہ کر دیا اور تمام سلطنت آپس مین بانٹ لینے کی نسبت، پمپی، سیزر اور کراسوس مین ایک پختہ مفاہمت ہوگئی (۵۶ء قبل مسیح) ؛

بدقسمتی سے تھوڑے دن بعد اس اتحاد کا جسے (دوسری) "حکومت ثلاثہ" بھی کہتے ہین، ایک رکن کراسوس، مشرق مین مارا گیا اور مزید برآن خود رومہ مین ایسے واقعات پیش آئے کہ رفتہ رفتہ پمپی اور سیزر مین بھی سخت اختلافات پیدا ہوگئے تشریح اس اجمال کی یہ ہے کہ جب ۵۴ء ق م مین شہر رومہ اندرونی شورش و فساد کا گھر بن گیا اور نظام حکومت کی کمزوری نے وہان سخت بدامنی پھیلا دی تو اُس وقت

[1] ان تینون کے اس میل کو بعض مؤرخ پہلی "حکومت ثلاثہ" (ٹرائم ویریٹ) کا نام دیتے ہین حالانکہ ابھی تک اس پر لفظ حکومت کا اطلاق صحیح نہین معلوم ہوتا ؛ ۱۲

خود مجلس اعلیٰ مجبور ہوئی کہ اپنے سب سے مقتدر شہری پمپی کا سہارا ڈھونڈے۔ اور یہ امر نہ صرف اُس کے اثر و اقتدار کی کمی بلکہ نفس جمہوریت کی انتہائی بے بسی کی قطعی دلیل تھا، چنانچہ سسرو جیسے جمہوریت پسند اہل الرائے بھی اب اس ضرورت کو محسوس کرنے لگے تھے کہ قیام امن کے لیے پمپی کو غیر معمولی اختیارات دے دینے چاہییں۔

آخر ۵۲ ق م مین پمپی کو بلا کسی کی شرکت کے "قنصل واحد" منتخب کیا گیا اور اسپین و افریقہ کے علاقے بھی جو بہ حیثیت صوبے دار اُس کے سپرد تھے اور پانچ سال کے لیے اُسی کی تحویل مین چھوڑ دیے گئے۔ لیکن، اگر ان مناصب جلیلہ نے پمپی کی ہوس جاہ کو سیر کیا تو دوسری طرف اُسے بلا ارادے ایک ایسی جماعت کا سرگروہ بھی بنا دیا جو سیزر کی علانیہ مخالف تھی (یعنی سی نیٹ) ۔ اور یہی امر، آخر مین، جمہوریت کی تباہی کا سبب ہوا۔ کیونکہ جس وقت سیزر کی میعاد صوبہ داری ختم ہونے کے قریب آئی اور سال آیندہ کے واسطے اُس نے عہدۂ قنصلی حاصل کرنا چاہا تو مجلس نے جایز و ناجایز رکاوٹین ڈالین اور انجام کار مطالبہ کیا کہ سیزر فوراً اپنی سپہ سالاری اور غالوی حکومت سے دستکش ہو جاے۔ (۵۹ ق م) ۔ پھر اُس کے دو طرفدار ٹریبیون بھی ایوان مجلس سے نکلوا دیے گئے اور نیز حکام کو ہدایتین بھیج دی گئین کہ سلطنت کی حفاظت کا خیال رکھین۔ ان واقعات نے سیزر کو مصالحت سے (جس کی وہ دو سال سے کوشش کر رہا تھا) نا امید کر دیا اور اب اپنی جرار و آزمودہ کار فوجون سے، جنھین اُس کی خوشنودی کے آگے کسی اصول و طینت کی پروا نہ تھی، اُس نے خاص اطالیہ پر بلغار کی — اور ایسی تیزی سے روما کی جانب بڑھا کہ پمپی بدحواس ہو کر یونان بھاگا اور اُسی کے ساتھ شہر کے اکثر معززین اور ارکان مجلس بھی ملک سے نکل گئے کہ از سر نو تیار ہو کر سیزر کا مقابلہ کرین گے۔ لیکن قبل اس کے کہ ان کم حوصلہ کاہلون کو اطالیہ

آنے کا موقع ملے خود سیزر اطالیہ اور اندلس کا انتظام کرکے یونان مین آپہونچا اور یہین ۴۸ق م کے موسم بہار مین (بہ مقام منڈا) ایک فیصلہ کن لڑائی جیتی۔ بدنصیب پمپی شکست کھاکے مصر مین بھاگ آیا تھا مگر غدار اہل مصر نے اُس کو قتل کردیا اور پھر سیزر کے باقی ماندہ حریف بھی تھوڑی سی کشمکش کے بعد مغلوب و منتشر ہوگئے اور اس سال کے ختم سے پہلے تمام سلطنت رومہ کی فرمان روائی اُس کے ہاتھون مین آگئی — اور ہرچند ان جلیل الشان اختیارات کو وہ حتی المقدور بڑی نرمی اور اعتدال سے برتتا تھا پھر بھی اس کا قول تمام قوانین سے بالا اور اُس کی ذات تمام قوم سے ارفع تھی اور خطاب بادشاہی نہ ہونے کے باوجود اعزاز و اختیار مین، وہ ایک شہنشاہ سے کچھ کم مطلق العنان فرمان روا نہ تھا۔

اُس کی یہی قوت اور علوے مرتبت اندر ہی اندر لوگون کو اُس کا دشمن بنا رہی تھی اور جب انھون نے اپنے تئین علانیہ مقابلے کے قابل نہ پایا تو سازش سے اُس کے قتل کی ٹھانی اور آخر ۱۵ مارچ ۴۴ق م کے دن عین ایوان مجلس مین اُس کی جان لی۔

اس عبرتناک واقعے کے بعد (جسے پلوٹارک نے بڑی خوبی کے ساتھ سیزر اور بروٹس کی سوانح عمریون مین تحریر کیا ہے) ضعیف العمر سسرو نے جوش حب الوطنی مین، قدیم جمہوریت کو پھر تازہ کرنے کی کوشش کی لیکن جب چند ہی سال کے عرصے مین دوبارہ خانہ جنگیان شروع ہوگئین اور سیزر کا لے پالک وارث (اُکٹیویس) انٹونی اور لے پی ڈس کے ساتھ مل گیا تو آئین و انتظام کے بجاے "عہد سلا" جیسی خون ریزی اور بدامنی برپا ہوگئی اور خود سسرو ان تینون خودغرض اشخاص کی بہیمانہ سفاکی کا شکار ہوا۔

دوسرے سال سیزر کے قاتلون (بروٹس اور کیسیس) نے بھی فلپی (یونان) کے میدان مین شکست کھائی اور جمہوریت پسند فرقے کی امیدین ہمیشہ کے لیے خاک

مین مل گئین، کیونکہ بروٹس رومہ کا نہایت ہردلعزیز اور بہادر سردار ہی نہ تھا بلکہ اصول جمہوریت کا بڑا پختہ حامی گذرا ہے اور، جیسا کہ اُس کی سبق آموز سوانح عمری پڑھنے سے ظاہر ہوگا، گویا وہ اسی شے کی خاطر پیدا ہوا تھا اور اسی کے لیے جیا اور لڑا اور مرگیا ؛

ان قوی دشمنون کو مغلوب کرنے، اور اپنے مجہول ساتھی لے پی ڈس کو الگ ڈھکیل دینے کے بعد تمام سلطنت انٹونی (این ٹونیئس) اور اُک ٹیویئس سیزر مین منقسم ہوگئی :- یونان، مقدونیہ، ایشیائے کوچک، شام اور مصر، انٹونی کے زیرنگین تھے۔ اور اسپین و غالیہ، افریقہ و اطالیہ اُک ٹے ویئس کے، جاگرچہ عمر و دلیری مین انٹونی سے کم مگر انتظامی قابلیت اور زیرکی مین اُس سے بدرجہا فائق تھا اور جب، بفحوائے۔ "دو بادشاہ در اقلیمے نہ گنجند" ان دونون کی خونریز ٹکر ہوئی تو قسمت نے بھی ایک قیم کے آخری میدان مین اسی کا ساتھ دیا۔ عاشق مزاج انٹونی اور اُس کی حسین محبوبہ کلیوپٹرا (مشہور ملکہ مصر) نے خودکشی کرکے اپنی جان دی اور اواخر ۳۰ء قبل مسیح تک تمام رومی دنیا نے آگسٹس اُک ٹیویئس سیزر کے روبرو سر اطاعت خم کردیا اور اسی وقت سے سمجھنا چاہیے کہ رومی جمہوریت کا خاتمہ اور شہنشاہیت کا آغاز ہوا[1] ؛ فقط

---

[1] جمہوریہ رومہ کی اس آخری اور سب سے اہم صدی کے حالات پلوٹارک نے میریئس، سلا، کراسوس، پمپی، سیزر، کیٹو (الاصغر)، سسرو، انٹونی اور بروٹس کی سوانح عمریون مین نہایت دلکش تفصیل کے ساتھ لکھے ہین اور ہمین یقین ہے کہ ہمارے ناظرین کا شوق مطالعہ اُن سے بخوبی سیر ہوجائیگا لیکن اپنے مختصر مقدمۂ تاریخی کو ختم کرتے وقت ہمین ضروری معلوم ہوا کہ بالاجمال اُس عظیم الشان اخلاقی یا مذہبی انقلاب خیالات کی طرف بھی اپنے ناظرین کو توجہ دلائین جو جدید اہل تاریخ کی دانست مین رومی جمہوریت کے ٹوٹنے ہی کی وجہ سے دنیا مین پیدا ہوا ؛ یاد رہے کہ اہل رومہ اس وقت تک بالعموم قدیم یونانیون کی طرح بت پرست تھے یا لامذہب۔ اگرچہ خاص خاص گروہ اُن مین ایسے بھی تھے جو مختلف حکیمانہ نظام ہاے اخلاق کے پیرو تھے، باین ہمہ توحید اور خصوصاً نبوت یا وحی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۶ ۔ کی حقیقت کا انھین مطلق علم یا عقیدہ نہ تھا اور عہد جمہوریت تک وہ (بنی اسرائیل کے) خدائے واحد و قہار کا تصور کرنے سے بھی غالبًا قاصر تھے ؛ لیکن جس وقت اُن کا یہ ملکی نظام ٹوٹا اور انھین ایک مطلق العنان شخصی بادشاہت سے سابقہ پڑا تو جدید اہل تاریخ کے نزدیک اُس وقت انھین ایک مالک کل اور واحد فرمان روائے عالمین پر ایمان لے آنا سہل ہوگیا اور ادھر ارض شام و آشور مین یہودیون کے میل جول، پھر ایلیہ علیہ السلام کے مبعوث اور مصلوب ہونے کے واقعات نے اور اسرائیلی تعلیم و ہدایت کی تبلیغ نے اُن کے عقائد پر گہرا اثر ڈالا اور رفتہ رفتہ رومہ مین عیسائیت پھیلنے لگی ؛ اس طرح گویا مذکورۂ بالا انقلاب سلطنت (واقعہ ۳۸۰ ع م) ایک اور عظیم الشان انقلاب کا بھی پیش خیمہ تھا جس کی بدولت آج تمام اہل یورپ ایک اسرائیلی مذہب یعنی عیسائیت کے پیرو نظر آتے ہین + مترجم ۱۲

مدینۃ الحکما ایتھنز کا بانی

تھی سی اس

(Theseus)

دیکھنا سوسیس[1] جس طرح جغرافیہ نویس اپنے نقشون کے کنارے دنیا کے اُن خطون سے بھر دیتے ہین جن کا حال اُنھین معلوم نہین، اور حاشیے پر اس مضمون کے فقرے لکھ دیتے ہین کہ اِن حدون سے پرے کچھ بھی نہین ہے سوائے وحشی درندون سے معمور ریگستانون کے، یا دلدلون کے، جن تک آدمی کی پہنچ نہین، یا منطقۂ بارودہ[2] کی برفون کے اور یا منجمد سمندر کے، اسی طرح، اپنی اس کتاب مین، جس کے اندر مین نے بڑے بڑے آدمیون کے سوانح کا مقابلہ ایک دوسرے سے کیا ہے، جب مین اُس عہد سے گذر چکا کہ جہان تک روایت کی دسترس ہو سکتی ہے اور سچی تاریخ کو گنجایش پاؤن ٹکانے کی ملتی ہے، تو پھر مین یقیناً اُن کی نسبت جو اس (عہد) سے بھی بعید ہین یہ آسانی کہہ سکتا تھا کہ "بس اب اسکے پرے سوائے افسانون اور خوارق کے کچھ نہین اور اُس (دور) کے سننے والے فقط شاعر اور کہانیان گھڑنے والے ہین کوئی اعتبار و صحت قطعی آگے نہین ہے!" لیکن لکرگس مقنن، اور بادشاہ نوما کے حالات شائع کرنے کے بعد مین نے، ایک حد

---

[1] سوسیس مصنف کے ایک دوست کا نام ہے جسے وہ تحریر شروع کرتے وقت کبھی کبھی مخاطب بنا لیتا ہے۔ م

[2] یورپ و ایشیا کے تمام شمالی برفانی علاقون کو اہل یونان اسکای تیہ کہا کرتے تھے ہم نے اس موقع پر اسی کا ترجمہ منطقۂ بارودہ کر دیا ہے کتاب مین اسکای تین ہی ہے۔ م

تک وہی طور پر یہ سوچا کہ جب میری تاریخ مجھے اُسکے عہد سے اتنے قریب لے آئی ہے تو کیون نہ مین رومیولس تک پرواز کرون؟ اُس وقت جب مجھے یہ پس و پیش ہوا کہ (بقول اسکاٹی لس)

شعر
کس کو لاؤن اس جلیل المرتبت کے سامنے
کون ہو اُس کا مقابل؟ کون ہے اسکا مثیل؟

تو مجھے اس رتبے کا جسے، رومۃ العظمابنانے والے کے مقابلے مین کھڑا کیا جائے، کوئی مستحق نظر نہ آیا بجز اُس کے، جس نے حسین اور مشہور عالم شہر ایتھنز کو آباد کیا تھا۔ اب خدا کرے کہ روایت کی دیوی عقل و درایت کی کاٹ چھانٹ کے سامنے اس طرح سر جھکا دے کہ اسکی شکل صحیح تاریخ کی ہو جائے! بہرحال ہم جانتے ہین کہ ہمین اُسے دیکھین گے کہ سرکشی سے اعتبار کی ذرا پروا نہین کرتی اور کسی عنوان واقعیت کے قریب لائے جانے پر رضامند نہین ہوتی تو ہم دعا کرینگے کہ ہمین بردبار ناظرین سے سابقہ پڑے اور ایسے لوگون سے جو بزرگون کے پرانے قصون کو صبر و تحمل کے ساتھ سُن لیتے ہین؛

یون بھی تھی سی اس مجھے رومیولس سے اکثر خصوصیات مین مشابہ معلوم ہوا۔ ان دونون کی پیدایش بے نکاحی ماؤن سے ہوئی، لوگون کو یقینی طور پر علم نہ تھا کہ اُن کے باپ کون ہین؛ لہذا دونون کے دونون دیوتاؤن کی اولاد مشہور ہوے؛ دونون جنگجو اور ایسے شجاع تھے کہ ساری دنیا نے ان کو مانا؛ دونون کو جسمانی طاقت کے ساتھ ویسی ہی دماغی قوتین عطا ہوئی تھین، اور دنیا کے دو مشہور ترین شہرون مین سے اگر ایک نے رومہ کی تعمیر کی تو دوسرے نے ایتھنز کو آباد کرایا؛ دونون پر عورتون سے بے جبر زنا کا الزام ہے اور دونون مین سے کوئی بھی اہل وطن کی دشمنی اور خاندانی آفات سے محفوظ نہ رہ سکا۔ بلکہ اگر ہم اُن روایتون کو جنھین سب سے کم مشابہت شاعری سے ہے، ہر حقیقت تسلیم کرلین تو پایا جاتا ہے کہ دونون اپنی اخیر عمر مین مطعون ہوے اور ہموطنون مین لایق نفرت اور ہدف ناراضی بنے؛

تھی سی اس کا نسب باپ کی طرف سے ایچ تھی اس (Erechtheus) اور علاقہ

اٹیکا کے اولین باشندون تک جا پہونچتا ہے، اور مان کی جانب سے وہ ہیلوپس کی آل مین ہے - کیونکہ ہیلوپس (Pelops) جو پی لوپونی سس (Pelopponnesus) یا (پونیشیہ) کے سب بادشاہون مین طاقتور بادشاہ گذرا ہے تو اسکی اتنی وجہ کثرت تمول نہ تھی جتنی کثرت اولاد کہ اس کی بدولت اپنی بیٹیان تو بڑے بڑے سردارون کے ساتھ اُس نے بیاہی تھین اور بیٹون کو اُس پاس کی آبادیون مین مناصب حکمرانی تفویض کر رکھے تھے - انھین بیٹون مین ایک تھی سی اس کا نانا تھی اس تھا جسکے ہاتھ مین قبیلۂ ٹریزنی کے چھوٹے سے شہر کی حکومت تھی اور جو اپنے زمانے کا فاضل و عاقل ترین آدمی مشہور تھا - یہ فضیلت و دانائی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُن وقتون مین زیادہ تر متانت آمیز کہاوتون اور ضرب المثلون پر مشتمل ہوا کرتی تھی، جیسے کہ، مثال کے طور پر ہیسی اڈ شاعر نے اپنی کتاب "مشاغل و ایام" مین لکھی ہین اور انکی بدولت نام پایا ہے - اور اسی کتاب کی مثلون مین ایک یہ ہے جسے تھی اس سے منسوب کرتے ہین :-

"دام چکائے ہوے ایک بار کو
کافی ہین واقف کار کو!"

اور جسکا ارسطو نے بھی ذکر کیا ہے، اور یوری بیدیس، جسنے ہپولائی ٹس کو "در مقدس تھی اس کا شاگرد" کا خطاب دیا ہے، گویا شہادت دیتا ہے کہ دنیا اس کی نسبت کیسی کچھ رائے رکھتی تھی ؛

ان دنون اے جیس شاہ ایتھنز کو اولاد کی بڑی خواہش تھی اور اسی غرض سے وہ ڈیلفی کے مندر مین مشورہ کرنے کی غرض سے آیا تھا جہان اُسے وہ مشہور جواب ملا جسمین ایتھنز واپس پہونچنے تک اُسے عورت کے پاس جانے سے منع کیا گیا تھا، لیکن جواب کے الفاظ کچھ ایسے پیچیدہ اور بعید الفہم تھے کہ اے جیس کی اچھی طرح تشفی اس ممانعت کے متعلق نہ ہوسکی اور اس نے ٹریزن آکے تھی اس کو مشورتاً دیوتا کا قول سنایا جسکے الفاظ کچھ اس طریق پر تھے کہ

"کھلنے نہ دے (شراب جلد) پاؤن کو اے لوگون کے سردار
جب تک کہ تو ایتھنز کو نہ آئے اک بار"

اب اسی معنی کی پیچیدگی سے تھی اس نے فائدہ اوٹھایا اور نہ معلوم فریب سے یا بہلا پھسلا کے کسی طرح ایجیس کو راضی کر لیا کہ وہ اس کی بیٹی ایتھرا کے ساتھ ہم بستر ہو۔ بعد میں ایجیس کو جب خبر ہوئی کہ وہ تھی اس کی بیٹی ہے تو شبہ ہوا کہ وہ مجھسے حاملہ ہو گئی ہے تو اس نے تلوار اور اپنی جوتیون کا جوڑا ایک بھاری پتھر کے نیچے چھپا دیا جسکے خلا میں یہ دونون چیزین بالکل ٹھیک آگئین۔ پھر صرف ایتھرا کو اس راز سے اس نے آگاہ کر دیا اور اسے یہ حکم دیکر روانہ ہو گیا کہ اگر بیٹا ہو اور وہ بڑا ہو کر اس قابل ہو کہ ان دونون نشانیون کو جو میں رکھ چلا ہون پتھر اوٹھا کے نکال لے، تو تیرا یہ کام ہے کہ اسے خفیہ طور پر یہ چیزین دیکر میرے پاس بھیج دے اور اچھی طرح تاکید کر دے کہ وہ اپنے آنے کو جہان تک بن پڑے چھپائے اور کسی کو اس سفر کی خبر نہ کرے، کیونکہ مجھے (ایجیس کہنے لگا) پے لاس (Pallantidae) کے لوگون کا بڑا خطرہ ہے جو یون ہی ہمیشہ میرے خلاف سر اوٹھاتے رہتے ہین اور میرے لاولد ہونے کے باعث ذرا بھی مجھے خاطر مین نہین لاتے اس لیے کہ خود وہ اکیلے پے لاس کی اولاد مین پچاس بھائی ہین!

جب ایتھرا کے پیٹ سے بیٹا پیدا ہوا تو بعض لوگون کا قول ہے کہ اسی وقت اس کا نام اُن نشانیون کی وجہ سے جو اس کا باپ پتھر کے نیچے دھر گیا تھا، تھی سی اُس[1] پڑ گیا۔ مگر دوسرا قول یہ ہے کہ نہین ایتھنز پہونچنے کے بعد جب اُس کے باپ نے اُسے اپنا بیٹا تسلیم کر لیا، اس وقت وہ تھی سی اس کہلایا۔ بہرحال اُس کی ابتدائی پرورش اپنے نانا کے ہان ہوئی جسنے گوتی داس (Gonnidae) کو اس پر مامور کر دیا تھا۔ اسی شخص کے نام پر اہل ایتھنز اس روز جو تھی سی اس کا تہوار منانے کے واسطے مخصوص ہوتا ہے، آج کے دن تک ایک دنبے کی قربانی کرتے ہین۔ اور بے شبہ وہ اس عزت کا سلانیو اور پٹھاسیوس کی نسبت تو زیادہ ہی

[1] رقی سی اس، جس لغت سے مشتق ہے اسکے معنی نشانی دھرنے یا تسلیم کرنے کے ہین ۱۲

مستحق ہے جن کی یادگار محض اس لیے منائی جاتی ہے کہ انھون نے تھی سی اس کی تصویرین اور مورتین بنائی تھین! اُن دنون یونانی نوجوانون کا دستور تھا کہ سن بلوغ کو پہونچنے کے بعد ڈیلفی کے مندر آتے اور پہلی مرتبہ سر کے بال کٹوا کر انکا نذرانہ دیوتا کو چڑھاتے تھے۔ تھی سی اس بھی اسی غرض سے وہان آیا اور اس زمانے تک وہان ایک مقام کا تھیسیا نام ہے جو مشہور ہے کہ اسی کے نام سے موسوم ہوگیا تھا۔ لیکن تھی سی اس نے فقط سر کے اگلے حصے کے بال اس موقع پر کٹوائے تھے، جیسا کہ ہومر کے بقول قوم ابان (Abantes) کا قاعدہ تھا۔ بعضون کا یہ خیال کہ ابانی لوگون نے یہ قاعدہ اوّل اوّل اہل عرب یا اہل میشیہ کی تقلید مین اختیار کر لیا ہوگا، درست نہین بلکہ اُس کی وجہ یہ ہے کہ ابانیون کی جنگجو قوم بھڑوان لڑائی کیا کرتی تھی اور دست بدست لڑائی کی سب قومون سے زیادہ عادی تھی۔ چنانچہ ارکی لوکس ان شعرون مین اس کی تصدیق کرتا ہے :-

"طرفین نکل کر میدان مین جب جنگ پہ ہونگے آمادہ
گوپھن نہ پھر اکر ماریگے نا تیر چلائین گے زیادہ
ہان، (ایک پہ ایک)، وہ تلوارین لے لیکر اپنی جھپٹین گے
"مرمار"، لڑائی لڑنے کو پل جاوینگے گتھ جاوینگے
دستور ہے جیسا یونہ کے جانباز بڑے سردارون کا۔"

اور اسی واسطے وہ اپنے سر کے بال اس طرح کٹوا دیتے تھے کہ لڑائی مین کہین وہ دشمن کے ہاتھ مین نہ آجائین؛ نیز لکھا ہے کہ سکندر اعظم نے بھی اسی وجہ سے اپنے سردارون کے نام احکام دیدیے تھے کہ تمام مقدونوی سپاہیون کی ڈاڑھیان منڈوادی جائین کہ دشمن کے لیے سب سے آسان اور پہلی جائے گرفت یہی ہین۔

کچھ دنون تک اتھرانے تھی سی اس کے اصلی نسب کو چھپایا اور تھی اس نے یہ مشہور کر دیا کہ وہ پیچون دیوتا سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ اہل ٹرزین ہی دیوتا کی سب سے زیادہ تقدیس کرتے تھے

وہی اُن کا خاص محافظ مانا جاتا ہے، اسی کے نام پر وہ اپنے باکورات[1] چڑھاتے ہین اور اُسی کے اعزاز مین انھون نے اپنے سکے پر سہ[2] شاخے کی شکل مسکوک کرائی ہے ؛

جب تھی سی اس بڑا ہوا تو اس مین نہ صرف جسمانی طاقت بہت زیادہ تھی بلکہ دلیری چالاکی اور فراست بھی ایسی درجے کی پائی جاتی تھی، پس اس کی ماں ایتھرا اب اُسی پتھر کے قریب اُسے لیگئی اور اس کے اصلی باپ کا پتہ بتا کے اُسے حکم دیا کہ جو نشانیان ایجیس پتھر کے نیچے رکھ گیا ہے انھین نکال لے اور جہاز مین ایتھنز کو روانہ ہو جاے ؛؛ تھی سی اس نے اس کی تعمیل کی اور بغیر وقت پتھر کو اُٹھا دیا، لیکن سمندر کے راستے ایتھنز جانے سے اُس نے انکار کر دیا، حالانکہ وہی زیادہ محفوظ راستہ تھا اور اُسی کو اختیار کرنے کی ایتھرا اور پتھی اس اُس سے التجائین کرتے تھے - اصل یہ ہے کہ اُس زمانے مین ایتھنز کو خشکی کی راہ سٹرک سٹرک جانا جس کا کوئی حصہ قاتل لٹیرون سے خالی نہ تھا، کمال مخدوش تھا ؛ اُس عہد نے ایک قسم ایسے لوگون کی پیدا کی تھی جو ہاتھ کی قوت، پاؤن کی چالاکی اور جسمانی شہ زوری مین معمولی انسانون سے بڑھ چڑھکر تھے اور تہکن کا قطعی نام نہ جانتے تھے - لیکن فطرت کے ان عطیات کا استعمال وہ بنی انسان کی کسی بھلائی یا فائدے کے لیے نہ کرتے تھے، بلکہ تمردان کا مایۂ مسرت و افتخار تھا اور اپنی طاقت کی زیادتی کا وہ یہ نفع اُٹھاتے تھے کہ جو بدنصیب اُن کے قابو مین آجاتا اُس کو طرح طرح کی اذیتین دیتے سخت سے سخت ظالمانہ تشدد کرتے نہایت بے رحمانہ زیادتیون کے ساتھ اسکا مال متاع چھین لیتے اور کوئی ایسی ناجایز کارروائی نہ تھی جو یہ سیاہ دل لوگ اُٹھا رکھتے ہون ؛ انکے نزدیک عدل و انصاف انسانیت، یا دوسرون کا پاس و لحاظ اُن طاقت ور لوگون کے واسطے نہ تھے جنھین اورون سے لڑکر جیتنے کی قوت ہو، البتہ عوام الناس کا ان صفات کی تعریفین کرنا بالکل واجبی تھا کہ انھین مانو

[1] فصل کے پہلے میوے یا پھل کو (Fruits) یا باکورات کہتے ہین - انھین کو بتون پر چڑھایا جاتا تھا ؛

[2] پنچون جو یونانی دیومالی مین تمام سمندرون کا معزز دیوتا ہے اپنے ہاتھون مین ایک حربہ لیے ہوے ہے جسکے اوپر سرے کی تین شاخین نکلی ہوئی ہین - اسی کو (Neptune's trident) یا پنچون کا سہ شاخہ کہتے ہین ؛

تکلیفین پہونچانے کی ہمت نہین اور یا خود تکلیف اُٹھانے سے ڈرتے ہین !؟

اس قسم کے اکثر لوگون کو ہرقل* نے ان ملکون سے گذرتے وقت ہلاک اور برباد کردیا تھا - لیکن اس کے گذرنے مین بعض تو چھپ کر بھاگ نکلے تھے اور بعضون کی، کمال لجاجت سے امان طلبی پر اُس نے جان بخشی کردی تھی - بعدازان جب اُس نے افی لش کو مار ڈالا اور اس جرم کی سزا مین اپنے آپ ملک لڈیا جاکر اومفیل کی غلامی اختیار کرلی تو اس وقت لڈیا کے علاقے مین تو بے شک بڑا امن امان ہوگیا لیکن یونان اور آس پاس کے علاقون مین پھر وہی بدمعاشیان پھیل گئین اور جب کوئی سزادہندہ یا دبانے والا نہین رہا تو پھر پہلی سی شرارتین چمک اوٹھین ؛ یہ اسباب تھے جنھون نے ایتھنز سے پوئیشیہ کا سفر خشکی حد درجے غیر محفوظ بنادیا تھا - اور انھین قزاقون کے متعلق تھی اس نے تفصیل سے ایک ایک کی قوت اور مسافرون کے ساتھ بے رحمیون کا حال سنا کے تھی سی اس کو سمندر کے راستے بھجوانے کی کوشش کی - لیکن معلوم ہوتا ہے کہ تھی سی اس بہت پہلے سے دل ہی دل مین ہرقل جیسی ناموری حاصل کرنے کا جوش رکھتا تھا ؛ وہ سب سے زیادہ اسی کے نام کی عزت کرتا اور کسی کی بات سے اتنا خوش نہ ہوتا جتنا کہ اُن لوگون کی گفتگو سے جو اسکے سامنے ہرقل کے حالات بیان کرتے خصوصاً جنھون نے اسکو خود دیکھا تھا یا اُسکے کسی کارنمایان کے وقت موجود تھے ؛ غرض مجموعی طور پر اسکے دل کی حالت ایسی ہی تھی جیسی کہ زمانۂ مابعد مین شمس ط کلس کی یہ بات کہتے وقت ہوگی کہ مل ٹیاڈس کا نشان فتح سامنے ہوتے ساتھی مجھے (رشک کے مارے) نیند نہین آسکتی ! تھی سی اس بھی ہرقل کا اس درجے مداح تھا کہ رات بھر اسی سورما کی لڑائیون کو خواب مین دیکھتا رہتا اور دن مین بھی ہر وقت اُسی جیسے کام کرنے کا جوش رشک اس کو مشتعل کرتا رہتا تھا - اسکے علاوہ ہرقل سے اسکا رشتہ بھی ہوتا تھا اور وہ آپس مین جدی تھے - کیونکہ اکھرا، تھی اس اور الکمینا بنت لای سی ش (Alcemna daughter of Lysidice) کی بیٹی تھی اور یہ دونون ہیوڈیمیا اور ہیلوپس کی اولاد مین بھائی بہن ہوتے تھے ؛ پس تھی سی اس نے

* اس نیم دیوتا رستم یونان کی تشریح ہم نے آگے کہین اپنے نوٹ مین کردی ہے ؛ م

اسکو بڑی ناقابل برداشت اور بے عزتی کی بات سمجھا کہ ہرقل تو ہرکیلین جا جاکر بحر و بر کو اشرار سے پاک کرے اور مین اس ستم کی ہمون سے جو خود راستے مین آتی ہون گریز کرون۔ اور اس طرح سمندر کے رستے جان بچاکے بھاگنے مین اپنے باپ کی ذلت کراؤن اور اس کی تلوار اور جوتیان نشانی کے طور پر لے جانے کے علاوہ بڑے بڑے شجاعانہ کارنمایان دکھلانے کا موقع ہاتھ سے چھوڑ دون کہ جن کے کرنے سے میرے صحیح النسب ہونے کی ایک اور عمدہ شہادت فراہم ہو جاتی ہے۔

انھین خیالات کو دل مین لیے ہوے وہ اس ارادے سے چل کھڑا ہوا کہ اپنی طرف سے کسی کو نہ چھیڑا جاے لیکن اگر کوئی اور پہل کرے تو اس کی مزاحمت کی جاے اور بدلہ لیا جاے چنانچہ سب سے پہلے ایک مقررکردہ مقابلے مین اس نے ایپی ڈوروس کی نواح مین پیری فیٹس کو مارا جو اپنے ہاتھون مین گرز لیے رہتا تھا اور اسی وجہ سے کورینیٹس یا گرز بردار مشہور تھا اور جس نے تھی سی اس کا آگا گھیر کے سفر مین آگے بڑھنے سے اُسے روکا تھا۔ یہ گرز تھی سی اس کو بہت پسند آیا اس نے اسی کو آیندہ سے اپنا ہتیار بنالیا اور اسی طرح اس کا استعمال کرنے لگا جس طرح ہرقل یہ دکھاتے کو کہ کتنا بڑا جانور اس نے مارا ہے ایک شیر ببر کی کھال اپنے کندھون پر ڈالے رکھتا تھا۔ تھی سی اس کی بھی یہ گرز اپنے ساتھ رکھنے سے یہی غرض تھی جو اگرچہ اس نے بزور چھین لیا تھا لیکن اب اس کے ہاتھون مین آکے ایک ناقابل تسخیر شے بن گیا تھا۔

خاکنائے پونیشیہ کی سمت آگے چل کر اس نے سنیس کو جو اکثر اسناس پیچ (Bender of Pines) کے حرف سے معروف کیا جاتا تھا اسی طریق سے مارا جس سے کہ وہ پہلے اوروں کی جان لے چکا تھا اور یہ کام تھی سی اس نے اس حال مین کیا کہ نہ اُسے ان درختون کو پیچ دینے کی مشق تھی اور نہ اس نے ان کی ترکیب سیکھی تھی۔ گویا اس نے دکھا دیا کہ قدرتی شہ زوری ان ساری ترکیب دانیون سے بالا ہے۔ اسی سنیس کی ایک غیر معمولی حسین اور خوش قامت لڑکی، پری گنہ نام تھی اور جب اس کا باپ مارا گیا اور وہ جان بچاکے بھاگی تو اس کو تھی سی اس نے ادھر اُدھر تلاش کرنا شروع کیا۔ آخر وہ وہان آپھونچا جہان جھاڑیون اور بیرون کے ایک گھنے کنج مین

پری گُن چھپی بیٹھی تھی اور معصوم بچون کی طرح گڑگڑا کے اُن جھاڑیون سے (جیسے وہ اُسکی بات سمجھتی ہی تو تھین!) کہہ رہی تھی کہ اگر تم نے مجھے پناہ دی اور مین بچ گئی تو قسم کھاتی ہون کہ کبھی تمھین نہ جلاؤنگی نہ کاٹونگی! لیکن جب تھی سی اس نے اُسکو پکارا اور وعدہ کیا کہ وہ اُسے کوئی تکلیف نہ پہونچاے گا بلکہ ہمیشہ بہت اچھا برتاؤ کریگا، تو وہ باہر آگئی اور بعد مین تھی سی اس ہی سے اسکے ایک بیٹا پیلانی پس ہوا، لیکن آخر مین خود تھی سی اس نے اس کی شادی یوری نس، اکالی کی بیٹی دی اونیس کے ساتھ کردی۔ سانی پیلانی پس کا جو بیٹا ای اوکس (Oxus) ہوا وہ اور نی نس کے ہمراہ اُسکی نوآبادی کاریہ مین چلا آیا تھا اور وہان تک اسکے خاندان مین، جنھین ای اوکسی (Oxides) کہتے ہین، رسم چلی آتی ہے کہ انمین کا کوئی مرد عورت جھاڑیون یا یونانی بیریون کو نہین جلاتا بلکہ سب انکی عزت و تقدیس کرتے ہین کہ میونی سوری جسے فی آ کہتے ہین کوئی معمولی اور حقیر دشمن جان نہ تھی بلکہ نہایت زبردست اور خونخوار وحشی درندہ تھی۔ اسکو بھی تھی سی اس نے قتل کیا اور رستہ چھوڑکر خاص اس سے لڑنے کی خاطر گیا تاکہ یہ نہ معلوم ہو کہ جتنے کارنمایان اس نے کیے ہین وہ محض مجبوری اور ضرورت آپڑنے کی وجہ سے کیے ہین۔ نیز اسکی راے تھی کہ بہادر آدمی کا یہ فرض ہے کہ فتنہ جو بدمعاشون کی اُس وقت گوشمالی کرے جب وہ حملہ آور ہون، لیکن اعلیٰ درجے کے جو درندے ہین انھین جہان کہین ملین، ڈھونڈ ڈھونڈکر مغلوب کرے۔ بعضون کا قول ہے کہ یہ فی آ دراصل ایک راہ زن عورت تھی جسمین بدکاری اور بے رحمی کوٹ کوٹ کے بھری تھین اور جس کا نام انھین اعمال زشت اور بدوضعی کے باعث سوری پڑگیا تھا اور یہی وہ سوری تھی جو تھی سی اس کے ہاتھون ماری گئی۔

مگارا کی سرحد پر اُس نے اسکی ران کو چٹان پر سے گراکے مارا۔ بہت سے راویون کا یہی بیان ہے کہ وہ بڑا مشہور ڈاکو تھا اور کسی مسافر کو نہین بخشتا تھا۔ یہ روایت بھی اسکے ساتھ بعضے اضافہ کرتے ہین کہ وہ محض سفاکی اور ڈھٹائی سے مسافرون کے آگے اپنے پاؤن پھیلادیا

کرتا تھا کہ لوانھین دھوؤ ۔ اور جب وہ اس حکم کی تعمیل کرنے تو اسکی ران ایک ہی ٹھوکر مار کر انھین چٹان پر سے نیچے سمندر مین پھینک دیتا تھا لیکن خود مگارا کے مصنفین اس روایت کی تردید کرتے ہین اور سسائی مونی دس کے بقول ہمارے متقدمین سے لڑنے پر کمربستہ ہین ۔ انکی حجت یہ ہے کہ اسکی ران تو بڑے نیک اور اچھے لوگون کا ملنے والا اور رشتہ دار تھا ، اُسے اس قسم کی رہزنی اور زیادتی سے کوئی واسطہ نہین بلکہ جو لوگ ایسی شرارتین کرتے وہ اُلٹا اُن کی سرکوبی کرتا تھا ۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ ایاکوس کو تمام یونانیون نے ہمیشہ ایک نہایت پاک نفس بزرگ مانا ہے اور کچریس سلامنی کو اہل ایجنز اوتاریا کے پوجا کرتے تھے ، اسی طرح پیلیوس اور تلامن تمام بزرگون کی خوبیان بھی کسی سے چھپی ہوئی نہین ہین ۔ اب یہ اسکی ران کچریس کا تو داماد ہوتا تھا اور ایکوس کو اُسکی بیٹی منسوب تھی اور پیلیوس اور تلامن دونون اسکے سگے نواسے تھے لہذا یہ کسی طرح قرین قیاس نہین کہ ایسے ایسے عالی صفات لوگ اُس سے جو اسقدر بدنام تھا رشتہ جوڑین اور سب سے عزیز شے یعنی بیٹی اُسے دین اور اسکی بیٹی خود لین !!، ان لوگون کی روایت کے بموجب تھی سی اس نے اسکی ران کو اپنے ایجنز کے پہلے سفر مین نہین مارا ۔ بلکہ اُس وقت قتل کیا ہے جب کہ اُس نے اہل بگارا کی ایک بستی الیوسس ، دیوقلیس حاکم شہر کو جُل دیکر تسخیر کی ، ایسی ایسی متضاد باتین اس روایت مین ہین ؛

الیوسس ہی مین تھی سی اس نے سرکیان ارکیڈی سے کشتی لڑی اور اُسے قتل کیا پھر تھوڑی دور آگے ایری نیوس مین دماس تس کو جسکا دوسرا نام ہرکراس تق ہے اُسی طریقے سے مارا جس سے کہ وہ مسافرون کی جان نکالا کرتا تھا ، یعنی اُس کے جسم کو اس قدر بھینچا کہ وہ اسکے بچھونے کی برابر ہوجاے ! یہ کام تھی سی اس نے ہرقل کی ریس مین کیا تھا جسکا قاعدہ تھا کہ اپنے حملہ آورون کو انھین کے ہتیار یا حربے سے جواب دیا کرتا تھا ۔ بعد ازان تھی سی اس نے بُسی رس کی بھینٹ چڑھائی ، ان تینون کو کشتی مین اور کلنوس کو دست بدست لڑائی مین قتل کیا اور نے می رس کی کھوپری کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے جان لی (کہتے ہین اسی نے می رس کے نام پر

"ٹے می ری شرارت" ضرب المثل ہوئی ہے) کیونکہ معلوم ہوتا ہے یہ شخص اپنا سر آڑا کر اُسکے
زور سے مسافروں کو اتنا (دھکیلتا اور) دوڑاتا تھا کہ وہ ہلکان ہو کر جان سے گذر جاتے تھے۔
غرض اسی طرح تھی سی اس ظالموں کو سزائیں دیتا پھرا اور اُن کو اُسی زیادتی کا مزا چکھا کر جو وہ
اوروں کے ساتھ کیا کرتے تھے، اُس نے عین منصفانہ طور پر ان کی ناانصافی کا انھیں بدلا دیا۔
جب تھی سی اس اپنا سفر طے کرتا ہوا دریائے سفی س تک آ پہنچا تو فنالڈی قوم کے
بعض اشخاص نے اُس سے ملاقات اور صاحب سلامت کی۔ اور جب اُس نے رسوم تطہیر ادا
کرنے کی اُن سے درخواست کی جو اُن دنوں رائج تھیں، تو اشخاص مذکور نے پورے تکلف کے
ساتھ انھیں ادا کیا اور دیوتاؤں کی نذر نیاز چڑھانے کے بعد اُسے اپنے گھر میں دعوت دی اور
مہمان رکھا۔ اور ایسے لطف و مدارات سے پیش آئے کہ اب تک سارے سفر میں اسکے ساتھ نہیں بنی گئی تھی۔
ماہِ کرونیس (جسے اب ہیکاٹومبیان کہتے ہیں) کی آٹھویں کو وہ ایتھنز پہنچا اور وہاں کے
معاملات میں سخت بے نظمی پائی کیونکہ لوگ فرقے بندی اور الگ الگ گروہوں میں متفرق تھے
اور خود ایجیس کے گھر میں اسی قسم کی بدمزگیاں پیدا ہو رہی تھیں، اسلیے کہ میڈیا کورنتھ سے
بھاگ آئی تھی اور یہ قول قرار کر کے کہ اپنی تدبیروں سے تجھے قابلِ اولاد بنا دونگی، وہ اُسی کے
ساتھ رہنے سہنے لگی تھی۔ سب سے پہلے تھی سی اس کی اسی عورت کو خبر لگی اور اُس نے
ایجیس کو بدظن کر کے آمادہ کر دیا کہ دعوت میں جہاں تھی سی اس نووارد کی حیثیت سے شریک
ہونے والا تھا اُسے زہر دیدیا جاے۔ میڈیا کے اس کوشش میں بہ آسانی کامیاب ہو جانے کا
باعث یہ تھا کہ ایجیس ابھی تک اپنے بیٹے کی اصلیت سے بے خبر تھا، سن رسیدگی نے اس کے
حسد اور وہم کو بے حد بڑھا دیا تھا اور اپنے ہم وطنوں کی دشمنی اور معاندانہ فرقے بندی سے وہ
سخت خائف رہا کرتا تھا۔ ادھر تھی سی اس نے دعوت میں آکر فوراً ہی اپنے تئیں ظاہر کر دینا
مناسب نہ جانا بلکہ خود اپنے باپ کو پہچاننے کا موقع دیا اور جب میز پر گوشت چنا گیا تو اپنی تلوار
نکالی گویا وہ اُس سے کاٹنے کا ارادہ کرتا ہے۔ اس تلوار کو دیکھتے ہی ایجیس نشانی پہچان گیا اور

دو ایک باتین پوچھکر اپنے بیٹے سے بغل گیر ہوا۔ اُسی وقت اُس نے زہر کا پیالہ پھینک دیا اور پھر اپنے تمام شہریون کو جمع کرکے علی رؤس الاشہاد تھی سی اس کے بیٹا ہونے کا اعتراف کیا۔ اور لوگون نے بھی اسکی شہرت عظمت و شجاعت کے باعث ہاتھون ہاتھ اُسے لیا، وہ جگہ جہان پیالہ گرا اور زہر بکھرا تھا اب حسب روایت عام ڈیلفینیم کے حاطے مین ہے کیونکہ اسی مقام پر ایجیس کا مکان واقع تھا اور اسی مندر کے مشرقی سمت عطارد کی جو مورت بنی ہوئی ہے اُسے "ایجیس کے پھاٹک والا عطارد" کہتے ہین ؛

تھی سی اس کے آنے سے پہلے پیلاس کے کثیر التعداد بیٹے نسبتاً خاموش تھے اور یہ امید باندھے بیٹھے تھے کہ لاولد ایجیس کے بعد سلطنت اُنھین کے ورثے مین آجائیگی۔ لیکن جب تھی سی اس ایتھنز پہونچا اور اسکے آیندہ وارث بادشاہی ہونے کا اعلان ہوا تو یہ لوگ نہایت طیش مین آئے کہ ایجیس کے بعد بھی جو خود خاندان شاہی سے نہ تھا بلکہ پہلے بادشاہ پنڈیان کا لے پالک جانشین تھا، ایک نو وارد پردیسی سلطنت کا مالک بنے! پس انھون نے علانیہ علم سرکشی بلند کیا اور اپنی جماعت کو دو حصون مین منقسم کرکے ایک کو تو گرگٹس گانون مین چھپا دیا کہ گھات مین لگی رہے اور دوسرے دستے کو خود ان کا باپ مقام سفیٹس سے لیکر شہر پر بڑھا تاکہ دونون طرف سے دشمن پر جا پڑین ؛ مگر ان کے ہمراہ قصبۂ اگنس کا ایک نقیب لیوکس بھی تھا جس نے انکے تمام منصوبون کا حال جاکے تھی سی اس سے کہ دیا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس نے نے الفور حملہ کرکے پہلے اُن سب کو کاٹ دیا جو گھات مین چھپے بیٹھے تھے ؛ جب یہ خبر پیلاس اور اوسکے گروہ کو ہوئی تو وہ مایوس ہوکے فرار و منتشر ہو گئے ؛

اسی واقعے سے کہتے ہین قصبۂ پیلین مین (جہان پیلاس کی اولاد بسی) یہ دستور پڑ گیا ہے کہ نہ تو وہ اگنوس والون سے شادی بیاہ کرتے ہین اور نہ اپنے نقیبون کو منادی کرتے وقت یہ الفاظ، جو باقی سارے ملک مین رائج ہین، پکارنے دیتے ہین کہ "اکوا ے تی لیوی" (یعنی لوگو! سن لو) گو یا لیوکس کی دغا بازی نے انھین اسقدر متنفر کردیا ہے کہ اسکا نام تک سننا گوارا نہین ؛

اس کے بعد تھی سی اس جسے کچھ کرنے کی دھن لگی ہوئی تھی اور اپنے تئین ہر دل عزیز بنانے کا بڑا شوق تھا، ایتھنز سے روانہ ہوکر علاقۂ میراتھان کے سانڈ سے لڑے جس نے سٹراپولس کے باشندوں کو بہت پریشان کر رکھا تھا؛ آخر مین وہ اُسپر غالب آگیا اور فتحمند آن شان سے زندہ پکڑ کر ایتھنز لایا۔ پھر شہر مین پھرانے کے بعد ڈیلفینی اپالو کے نام پر اُسکی قربانی چڑھائی۔ اس مہم مین ہیکیل نام خاتون کا تھی سی اس کو بلانے اور مہمان رکھنے کا قصہ بھی صداقت سے خالی نہین معلوم ہوتا، کیونکہ بہت دن تک اس نواح کے اہل دیہات ایک خاص دن جمع ہوکر قربانی چڑھایا کرتے تھے جس کا نام انھون نے ہیکیلسیا رکھا تھا اور اس مین جوپیٹر کے لیئس (Jupiter Hecalaeus) دیوتا سے انتساب ہونے کے علاوہ ہیکیل کا بھی اعزازی یادگار نکلتا ہے۔ اس ہیکیل کو وہان والے تصغیر کرکے ہی کے لین ہی کے لین کہتے ہین جسکی وجہ یہ ہے کہ تھی سی اس کو دعوت دیتے وقت اُس کی نوعمری کے سبب خاتون مذکور نے بھی اُسے بڑے بوڑھون کی طرح، اسی قسم کے لطف آمیز تصغیری نامون سے خطاب کیا تھا۔ اور برعیپت (یا جوپیٹر) دیوتا سے منت مانی تھی کہ اگر وہ سانڈ سے لڑکر بخیریت واپس آیا تو شکرانے مین قربانیان چڑھاؤنگی؛ لیکن وہ تھی سی اس کی مراجعت سے پہلے ہی مرگئی اور اس وقت فیلکورس کی روایت کے مطابق اُسکی مہمان نوازی کے صلے مین تھی سی اس نے حکم دیا کہ اُس کا مندرجۂ بالا اعزاز و احترام کیا جائے۔

ان واقعات کو زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ جزیرۂ کریٹ یا (قریطش) سے تیسری مرتبہ ایلچی مقررہ خراج لینے ایتھنز آئے۔ بنا اس خراج گذاری کی یون پڑی تھی کہ اندرونجیس سرحد آٹیکا Attica یعنی وہ علاقہ جس کا مرکز حکومت یا بڑا شہر ایتھنز تھا) مین بڑی دغابازی کے ساتھ قتل کردیا گیا تھا اور اسی کا بدلہ لینے کی غرض سے اُس کے باپ مینوس (شاہ کریٹ) نے اہل ایتھنز کے ساتھ اُن لڑائیون کا طویل سلسلہ چھیڑ دیا تھا جن کی بدولت انھین انتہائی تکالیف جھیلنی پڑین اسپر طرہ یہ ہوا کہ دیوتاؤن نے بھی اُن کے علاقے پامال کرنے شروع کیے اور ایک وبائے سخت کے ساتھ

اس بلا کا تحط پڑا کہ اُن کی ندیون کے پانی تک سوکھ گئے ؛ اُس وقت اُنھون نے دیوتاؤن سے استکھان[1] کیا اور یہ جواب پایا کہ اگر وہ مینوس کا غصہ ٹھنڈا کر کے کسی طرح اُسے رضامند کرلینگے تو دیوتاؤن کا قہر بھی رُک جائیگا اور جن مصیبتون مین مبتلا ہین اُن سے چھٹکارا پاکے وہ راحت و اطمینان بھی حاصل کرسکینگے ؛ چنانچہ اسی کی تعمیل مین اہل ایتھنز نے اپنے سفیر بھیجے اور بڑی منت سماجت کے بعد اس قرارداد پر صلح کرلی کہ وہ ہر نوین سال سات جوان لڑکے اور اتنی ہی لڑکیان بطور خراج کریٹ کو دیا کرینگے ؛ اکثر مصنفین کا اس تعداد پر اتفاق ہے اور وہ روایت جس مین سب سے زیادہ شاعری صرف کی گئی ہے اس پر یہ افسانہ اور اضافہ کرتی ہے کہ جب یہ ایتھنزی قیدی کریٹ پہونچتے تو یا وہ بھول بھلیان مین وہان کی چھوڑدیے جاتے کہ راستہ نہ پاسکین اور سرپٹخ پٹخ کے مرجائین اور یا اُنھین مینوٹور ہلاک کر دیتا تھا۔ یہ مینوٹور جیسا کہ یوری پیڈیز نے لکھا ہے :- اشعار

"دو صورتون کی ایک مرکب شکل تھی، جس مین
انسان اور سانڈ کی مختلف خصایص ملی جلی تھین"

لیکن فلوکورس کہتا ہے کہ کریٹ والے ان کہانیون کو ذرا بھی درست نہین مانتے اور کہتے ہین کہ وہ بھول بھلیان ایک معمولی قیدخانہ تھا جس مین سوائے اس کے کوئی خرابی نہین تھی کہ وہان سے قیدی بچ کر نہین بھاگ سکتا تھا اور ایتھنزی قیدی اس پیچ در پیچ زندان مین ایک

[1] یعنی استخارے کی وہ خاص قسم جو یونان مین رائج تھی اور جس کا جواب (اور کیل) قول ربانی یا گہن کہلاتا تھا ؛ اس کے حاصل کرنے کی صورت یہ ہوتی تھی کہ قصبۂ ڈیلفی مین اپالو دیوتا کا مشہور مندر تھا جس کی مرلیان کاہنہ عورتون کا فرض بھی انجام دیتی تھین اور جب کوئی سائل دیوتا سے کسی مشکل مسئلے مین مشورہ کرنے جاتا تو انھین مین سے ایک مرلی بجائی پر بٹھادی جاتی تھی اور بخورات کی دھونی دیکر پجاری لوگ کچھ منتر پڑھتے تھے یہان تک کہ اُس عورت پر ایک خاص قسم کی کیفیت طاری ہوتی اور وہ ایک ازخود رفتگی کے عالم مین سائل کو دیوتا کی طرف سے جواب دیتی تھی جو اکثر نہایت پیچیدہ اور منظوم ہوا کرتا تھا۔ اسی جواب کا نام گہن ہے اور اسکے طلب کرنیکو استکھان کہینگے

عرصے تک اس واسطے رکھے جاتے تھے کہ مینوس نے اندرو جیس مقتول کی یادگار مین ایک نمایش کی بنیاد ڈالی تھی اور اس کے کھیلون مین جو شخص جیتتا اُسے یہ قیدی انعام مین دیے جاتے تھے۔ اتفاق سے پہلی دفعہ جس نے ان کھیلون مین غلبہ پایا وہ کریٹ کا ایک نہایت مقتدر اور قوی ترین شخص ٹارس نام تھا اور بے شک اُس نے اپنے انعام مین پائے ہوے ایتھنزیون کے ساتھ کچھ اچھا برتاؤ نہین کیا بلکہ اپنی فطری بے رحمی اور سخت مزاجی کے باعث ان قیدیون سے وہ ہمیشہ بڑے تکبر اور ظلم سے پیش آیا کرتا تھا" اس بارے مین حکیم ارسطو کی بھی یہی راے نظر آتی ہے کہ گریٹ والے ایتھنزی قیدیون کو ہلاک نہین کرتے بلکہ غلام بنا لیا کرتے تھے" کیونکہ حکیم ممدوح اہل بطنیہ (Bottieans) کی طرز حکومت کے ذکر مین اسی قسم کا خیال ظاہر کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ قدیم زمانے مین کریٹ والون کا معمول تھا کہ اپنی ایک منت اُتارنے کی غرض سے اپنے ہان کے کچھ آدمی بطور وقف ڈیلفی کے مندر کو بھیجا کرتے تھے اور انھین آنے والون مین بعض اوقات وہ لوگ بھی ملے جُلے چلے آئے جو ایتھنزی غلامون کی اولاد تھے۔ اور جب ڈیلفی مین انھین وسائل معاش تنگ نظر آئے تو وہ نقل مکان کر کے پہلے اطالیہ مین جا پی جیا کے آس پاس جا بسے۔ اسکے بعد دوبارہ اُٹھون نے ترک سکونت کی اور تھرسس مین اُٹھ آئے جہان ان کا موجودہ نام اہل بطنیہ یا بطنی پڑ گیا۔ یہی باعث ہے کہ ان کی عورتین ایک قربانی کے موقع پر وہ بھجن گاتی ہین جو اس طرح شروع ہوتا ہے کہ "آؤ سکھی ایتھنز چلین ہم"، اس واقعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے شہر سے لڑائی مول لینا جو شاعری اور فصاحت کا مالک ہو کیسا ناخدوش ہے۔ چنانچہ ایتھنزی تھیٹرون مین ہمیشہ مینوس کی بُرائیان کی جاتی تھین اور وہ نہایت بدذات آدمی دکھایا جاتا تھا، اور ان ہجون کے آگے نہ تو ہی سیڈ کی چلی جو اُسے "شاہون کا شاہ مینوس" کہہ کے پکارتا ہے اور نہ ہومر کی پیش گئی جس نے اُسے "جو پیٹر دیونا کا بے تکلف دوست" قرار دیا ہے۔ ہانک نویس ان سب پر غالب آئے اور اپنے محفوظ ترمورچے اسٹیج پر سے انھون نے، ظالم اور شریر بنا کے اُس پر ملامتون کا مینھ برسا دیا۔ حالانکہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف بادشاہ بلکہ مقنن بھی

تھا اور اسی کی ماتحتی مین رادھامن قاضی ہوا ہے جو اس کے قوانین کے مطابق انصاف و انتظام کیا کرتا تھا ؛

القصہ اب جو تیسری مرتبہ خراج ادا کرنے کا موقع آیا اور قرعے کے رُو سے، جن جن کے جوان بیٹے تھے وہ کریٹ بھیجے جانے کے لیے چھانٹے جانے لگے تو ایجیس کے خلاف تازہ فساد لوگون مین اُٹھے اور اس کی طرف سے اُن کے دلون مین بڑا رنج اور غصہ پیدا ہوا کہ خاص وہی شخص جس کی بدولت اُن پر یہ کچھ مصیبتین نازل ہوئین سزا پانے سے مستثنےٰ ہو جاے - اُن کا قول تھا کہ اس شخص کو، جس نے ایک غیر اور حرامی لڑکے کو وارث سلطنت بنا کے اپنا انتظام کر لیا ہے، ہماری صحیح النسب اولاد کے غارت ہونے اور چھٹنے کا کچھ غم نہین ہے ؛ (گو بادہ صحیح النسب اولاد کی قدر ہی نہین کر سکتا) لیکن تھی سی اس پر یہ باتین اثر کیے بغیر نہ رہین اور اُس نے اپنے ہموطنون کی مصیبت مین شریک نہ ہونا سخت ناانصافی جانا اور اپنے تئین بغیر کسی قرعہ اندازی کے کریٹ بھیجے جانے والون مین پیش کر دیا ! یہ حیرت انگیز شجاعت و ایثار دیکھکر سب کے دلون مین اُس کی محبت و احترام کا نقش بیٹھ گیا اور جب ایجیس نے دیکھا کہ کوئی منت سماجت یا ترغیب و فہمایش اُسے اپنے ارادے سے نہین ہٹا سکتی تو مجبور اُس نے باقی قیدیون کا قرعہ سے انتخاب کرنا شروع کیا ؛ مگر ہیلانی قس کی اس بارے مین یہ روایت ہے کہ اہل ایتھنز ان نوجوان لڑکے اور لڑکیون کو چھانٹ کر نہین بھیجا کرتے تھے بلکہ خود مینوس وہان آکر انھین پسند کیا کرتا تھا اور اُسی نے تھی سی اس کو بھی لیجانے کے لیے منتخب کیا تھا - اسی کے ساتھ یہ شرط بھی انھین طے پا چکی تھی کہ اہل ایتھنز ہی اپنے قیدیون کے واسطے جہاز فراہم کیا کرینگے اور انمین کوئی مرد اپنے پاس ہتھیار نہین رکھ سکیگا ؛ نیز یہ کہ جس وقت مینوٹور ہلاک کر دیا جائیگا اُس وقت یہ خراج جانا بھی بند ہو جائیگا ؛

پہلی دونون دفعہ جب انھون نے اپنے آدمی بھیجے تھے تو چونکہ ان کی سلامتی یا واپسی کی کوئی امید نہ ہوتی تھی لہذا ان کے جہاز پر سیاہ بادبان لگا دیا کرتے تھے جسکا مطلب یہ تھا کہ اب

ان کی موت اٹل اور شدنی ہے - مگر اب کے تھی سی اس نے اپنے باپ کی بہت بندھائی اور اپنی بابت بہت کچھ کہہ سن کر یقین دلایا کہ مین منوٹور کو بغیر مارے نہ چھوڑونگا - چنانچہ اُس نے ملّاح کو سفید بادبان دیدیے اور حکم دیا کہ گر جہاز کی واپسی کے وقت تھی سی اس صحیح سلامت ہو تو اسی کا استعمال کرے - لیکن بصورت دیگر وہی بدنصیبی کی علامت یعنی سیاہ بادبان باندھے ۔ سای مونی دس کا قول ہے کہ ایجیس نے جہازران کو سفید بادبان کے بجائے

شعر "قرمزی رنگ کا، ہرے بھرے اوک *
کے تازہ اور چمکیلے عرق مین ڈبوکر"

بادبان دیا تھا اور یہی قیدیون کے بچ جانے کا نشان قرار پایا تھا - اس کے علاوہ جہازران یا ناخدا کا نام بھی اُس نے فرقلوس بتایا ہے لیکن فیلوکورس کہتا ہے کہ اسکی روس نے جزیرہ سلامیس سے دو آدمی تھی سی اس کے پاس بھجوائے تھے جنمین ناشی توس ہتوار چلانے پر تھا اور فیاکس بطور نگران اس کی ماتحتی مین - کیونکہ اہل ایتھنز اس وقت تک جہازرانی مین پیدل مین نہین داخل ہوے تھے - باقی اسکی روس کے آدمی بھیجنے کا سبب یہ تھا کہ خود اُس کی گھر والی اور ماں، بہنیں تیس کریٹ جانے والون مین منتخب ہو گیا تھا ؛ اس بیان کی تصدیق مین فیلوکورس کہتا ہے کہ اسکی روس کے مندر پاس تھی سی اس نے ناشی توش اور فیاکس کے دیول بنوا دیے تھے اور سبز شیشہ نام تہوار بھی اُنھین کی یادگار مین منایا جاتا تھا ؛

الغرض جب کریٹ جانے والون کے نام قرعہ اندازی کے رو سے چھانٹے جا چکے اور سب تھی سی اس کے پاس آکر جمع ہو گئے تو وہ ڈیلفی گیا اور ان سب کی طرف سے اپالو دیوتا کے حضور مین عاجزانہ نذر نیاز چڑھائی جو ایک مقدس زیتون کی شاخ تھی جسپر سفید اون بندھا ہوا تھا ان رسوم عبودیت کو بجا لانے کے بعد وہ ماہ منوشیان کی چھٹی تاریخ جہاز مین روانہ ہوا، اور اب

* اوک ایک بڑے درخت کا نام ہے جس کو مذہبی احترام اور ہر دلعزیزی مین اہل یورپ اسی طرح مانتے رہے ہین جس طرح ہندو پیپل کو مانتے ہین ؛

اہل ایتھنز اپنی کنواری لڑکیون کو اس تاریخ ڈیلفی بھیجتے ہین کہ دیوتاؤن سے خیر و برکت کی دعائین مانگین + یہ بھی روایت کی جاتی ہے کہ ڈیلفی پر دیوتا نے اس کو حکم دیا تھا کہ اپنے سمندری سفر مین وینس (زہرہ) دیوی کو اپنا راہ نما بنائے اور اسی سے اپنی خبر گیری کی دعا مانگے چنانچہ تھی سی اس نے ساحل پر اُس کے نام ایک بکری قربان کی، جو کہ، کہتے ہین ایکا ایکی نر کی صورت مین بدل گئی جسکا باعث یہ ہے کہ اس دیوی کا نام ایپٹ راگیا بھی ہے!

کریٹ پہونچنے کے بعد، اکثر قدیم مورخین اور شعرا کی روایت ہے کہ شاہزادی اریاڈن تھی سی اس پر فریفتہ ہوگئی اور اُسی نے ایک ڈور کا گولا اُسے دیکر بھول بھلیان کے چکر دار راستون سے نکلنے کی تدبیر اور ڈور سے کام لینے کا طریقہ بتا دیا جسکی بدولت وہ بالآخر بھول بھلیان سے باہر نکل آیا اور منوٹور کو ہلاک کرنے کے بعد، ایتھنزی قیدی اور اریاڈن سمیت واپس جہاز مین روانہ ہوگیا؛ فرسی دس (Pherecydes) یہ بھی اضافہ کرتا ہے کہ چلتے وقت اُس نے کریٹی جہازون مین چھید کر دیے تھے کہ اس کا تعاقب نہ کرسکین اور دمن لکھتا ہے کہ شاہ مینوس کے افسر اعلےٰ ٹارس کو اُس نے ایتھنز جاتے وقت، عین بندرگاہ کے دہانے پر ایک سمندری مقابلے مین قتل کر ڈالا تھا۔ لیکن فیلوکورس نے اس قصے کو اس طرح بیان کیا ہے کہ شاہ مینوس نے جو سالانہ کھیل مقرر کیے تھے اُن کے آنے پر لوگون کو پھر ٹارس ہی کے جیتنے کی توقع تھی، پہلی دفعہ بھی اُسی نے یہ انعام اور عزت پائی تھی اور اس بنا پر بہتون کو اُس سے حسد ہوگیا تھا اُس کا مزاج اور عام اطوار و افعال بھی ایسے تھے کہ لوگون مین اُس کا اقتدار نفرت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا، اس کے علاوہ اُسپر یہ بھی الزام تھا کہ وہ ملکہ پے سی فا کے ساتھ بہت بے تکلف ہوگیا ہے۔ اسی لیے جب تھی سی اس نے اُس سے مقابلے کی خواہش کی تو مینوس نے بخوشی مان لیا؛ اب کریٹ مین یہ دستور تھا کہ ایسے کھیلون کے وقت غورتون کو بھی تماشا دیکھنے کی ضرور اجازت ہوتی تھی، لہذا اس موقع پر اریاڈن بھی موجود تھی اور جب تھی سی اس لڑنے نکلا اور زور و بازو دسب پر غالب آیا تو وہ اس کی قوت و شجاعت اور مردانہ حسن و جمال کو دیکھکر اسپر مفتون

ہوگئی - خود مینوس، ٹارس کی اسکے ہاتھون شکست و رسوائی دیکھکر نہایت خوش ہوا اور بطوع خاطر تمام قیدی اس کے حوالے کردیے اور اہل ایتھنز سے خراج لینا معاف کردیا ؛ اس واقعے کو کلای ڈیس (Lindeman) نے اپنی خاص طرز مین اور طرح لکھا ہے اور بہت قبل سے ایک شاندار تمہید اوٹھاکے یون شروع کیا ہے کہ یہ تمام یونان کا ایک متفق علیہ ضابطہ تھا کہ کسی مقام سے کوئی کشتی جسمین پانچ سے زیادہ آدمی ہون نہ روانہ ہو سوائے جاسون کے جو آرگو نام ایک بڑے جہاز کا کپتان تھا اور سمندر مین چارون طرف پھرکر بحری قزاقون کے استیصال پر مامور کیا گیا تھا - لیکن جب ڈیڈالوس نام ایک شخص کریٹ سے بھاگ کر ایتھنز مین آچھپا تو مینوس نے اس ضابطے کی خلاف ورزی کی اور اپنے جنگی جہازون مین اسکے تعاقب کو نکلا - مگر راستے مین ایک طوفان ایسا آیا کہ اُسے خلاف منشا سسلی لوٹنا پڑا اور یہین اس کی زندگی کے دن پورے ہوے - اسکے بعد اُس کا بیٹا دیوکالین جانشین ہوا اور اہل ایتھنز سے لڑائی مول لینے کی غرض سے اُس نے انھین کہلا بھیجا کہ اگر وہ ڈیڈالوس کو حوالے نہ کردینگے تو تمام ایتھنزیون کو جو بطور یرغمال مینوس کے پاس بھیجے گئے تھے قتل کردیا جائیگا ؛ تھی سی اس نے اس غیض آلود پیام کا جواب نہایت نرم لفظون مین دیا اور عذر کیا کہ مین ڈیڈالوس کو (جو اپنی ماں میروپ بنت ارخنوس کی جانب سے میرا جدی عزیز بھی ہوتا ہے) حوالے نہین کرسکتا ؛ ساتھ ہی اُس نے خفیہ طور پر ایک بیڑا تیار کرانا شروع کیا جسکا ایک حصہ تو قریب ہی ایک گمنام گاؤن ٹیڈی مین جو تمام شاہراہون سے علیحدہ بچا ہوا تھا، بنوایا اور ایک حصہ اپنے نانا پتھی اس کی معرفت ٹریزن مین مکمل کرالیا جسکا مطلب یہ تھا کہ جہانتک ہوسکے یہ تمام کارروائی بالکل مخفی رہے ؛ پھر جب یہ بیڑا پوری طرح تیار ہوگیا تو تھی سی اس اسمین بیٹھکے بلا تاخیر کریٹ چل پڑا اور اپنی رہنمائی کے لیے ڈیڈالوس اور دیگر کریٹی جلاوطنون کو ساتھ مین لے لیا ؛ ادھر اُس کے بندرگاہ پہونچنے کے وقت تک اہل کریٹ اسکی آمد سے اس قدر بے خبر تھے کہ ایتھنزی بیڑے کو خود اپنے یا اپنے دوستون کے جہاز سمجھے جسکی کہ تھی سی اس

بندرگاہ پر قابض ہوگیا اور پھر نہایت عجلت کے ساتھ اپنی فوج آنار کے ناسس جا پہونچا جان بھول بھلیون کے دروازون کے سامنے وہ لڑائی ہوئی جس مین دیوکالین اپنے تمام نگہبانون سمیت مارا گیا۔ اس کے مرنے کی وجہ سے سلطنت شہزادی اریاڈن کے ورثے مین آئی اور اس سے تھی سی اس نے ایک معاہدۂ اتحاد کرلیا جسکے رو سے اہل کریٹ اور ایتھنز مین دوامی صلح ہوگئی! کیونکہ اُس نے کریٹ والون سے حلف لے لیے تھے کہ آیندہ کبھی ایتھنز کے ساتھ لڑائی نہ چھیڑینگے"۔

ان روایات کے مختلف پہلوون کے متعلق خصوصاً، اریاڈن کے بارے مین اور بہت سے باہم متضاد افسانے مشہور ہین۔ مثلاً بعضون کا بیان ہے کہ اریاڈن کو تھی سی اس نے بے وفائی سے چھوڑ دیا تھا اور اسی غم مین وہ اپنے تئین پھانسی دیکے مرگئی؛ ایک قول یہ ہے کہ جب تھی سی اس نے کسی اور کی خاطر اُسے چھوڑ دیا (مصرعہ) "کیونکہ ایگلی کا عشق اسکے سینے مین بھڑک اُٹھا تھا"۔ تو ایتھنزی ملاحون نے اس دل شکستہ کو جزیرۂ نکسوس پہونچا دیا جہان اُس نے باکوس دیوتا کے بڑے پجاری اِنارس کے ساتھ شادی کرلی"؛ اوپر جو مصرعہ مین نے نقل کیا ہے اس کے متعلق ہیریاس مگاری بیان کرتا ہے کہ وہ ہی سیڈ شاعر کی تصانیف مین موجود تھا لیکن پی سس ٹراٹس نے اس کو اُسی طرح نکلوا دیا جس طرح کہ اُس نے ہومر کی نظم "سرفروازی مردگان" مین اہل ایتھنز کو خوش کرنے کے لیے یہ شعر بڑھوا دیا تھا کہ

"دیوتاؤن کا پرفوت بیٹا، تھی سی اس پری تھوس"

ایک اور روایت یہ ہے کہ تھی سی اس سے اریاڈن کے دو بیٹے ہوئے: اِنوپین اور اس نے فلس، اور یہ کہ انھین کی اولاد مین عیون شاعر بھی ہے جو اپنے وطن چیوس کی نسبت خود ہی لکھتا ہے کہ (مصرعہ) "وہ وہ، جسے ایک دفعہ تھی سی اس کے بیٹے انوپین نے بنایا تھا"؛ بہرکیف عام طور پر لوگون کی زبان پر وہی افسانے ہین جو زیادہ مشہور تھے۔ البتہ اماتھوسیہ کا باشندہ پی آن جو روایت نقل کرتا ہے وہ سب سے الگ ہے۔ کیونکہ وہ لکھتا ہے کہ تھی سی اس کو ایک سمندری

طوفان نے جزیرۂ قبرس کے ساحل پر پھونچا دیا تھا اور اس کے ساتھ جہاز پر حاملہ اریاڈن بھی موجود تھی جسے سمندر کے تلاطم نے سخت بے چین کر دیا تھا۔ تھی سی اس نے اس کو کنارے پر اوتار دیا اور خود جہاز کو کنارے پر لگانے کے لیے چلا گیا اس عرصے میں یکایک ہوا کا ایسا تند جھونکا آیا کہ تھی سی اس سمیت جہاز پھر سمندر میں بہر گیا اور اریاڈن تنہا کنارے پر کھڑی رہ گئی۔ اُس وقت جزیرے کی عورتوں نے اُس کی بڑی خاطر تواضع کی اور جہاں تک بن پڑا اس تنہائی میں اُس کا غم غلط کرتی رہیں۔ انھوں نے اس کی تشفی کے لیے تھی سی اس کے مصنوعی خط بھی اُسے لا لا کے دیے گویا وہ اُس کے دریافت حال کے لیے اجنتر سے لکھ رہا ہے۔ پھر وضع حمل کا زمانہ قریب آیا تو انھوں نے اُس کی ہر ممکن اعانت کی، لیکن ولادت سے پہلے اُس کا انتقال ہو گیا اور وہ بڑی عزت و تکریم کے ساتھ وہیں دفن کر دی گئی۔ اسکے تھوڑی ہی مدت بعد تھی سی اس وہاں آیا اور اس کا مرنا سنکر نہایت رنجیدہ ہوا۔ اور واپسی کے وقت کچھ روپیہ جزیرے والوں کو دے گیا کہ اریاڈن کے نام پر قربانیاں چڑھائی جائیں۔ نیز دو مورتیاں ایک چاندی کی اور ایک پیتل کی اوسکی یادگار میں بنوا دیں۔ اسکے علاوہ، راوی کا بیان ہے کہ اب تک قبرس کے لوگ گوبیس برسینے کی دوسری تاریخ کو، جو اریاڈن سے انتساب رکھتی ہے اپنی قربانیوں میں یہ رسم بھی ادا کرتے ہیں کہ ایک لڑکا زمین پر لٹا دیا جاتا ہے اور اپنی آواز اور لشاروں سے ایک دردزہ میں مبتلا عورت کی نقل کرتا ہے، نیز اہل اماتھوسیہ اُس کنج کو جسمیں وہ اریاڈن کا مقبرہ بتاتے ہیں، دمیس اریاڈن کے کنج سے موسوم کرتے ہیں۔

اس روایت سے بھی مختلف قول بعض نکسوس کے مصنفین کا ہے جو لکھتے ہیں کہ منوزہ اور اریاڈن نام کی دو دو عورتیں الگ گذری ہیں۔ جنمیں سے پہلی اریاڈن کی شادی اسی جزیرے میں باکوس کو پجاری کے ساتھ ہوئی اور انھیں سے اس نے فلس نام لڑکا ہوا تھا لیکن دوسری اریاڈن بھی جسے زمانۂ مابعد میں تھی سی اس نکال لایا تھا اور پھر چھوڑ بیٹھا تھا، اپنی دایہ کرکینا کو لیکر اسی جگہ چلی آئی تھی اور یہیں فوت ہوئی۔ چنانچہ وہاں کے لوگ اسکی قبر دکھاتے ہیں

اور اس کی بھی پہلی اریاڈن کی طرح پرستش کی جاتی ہے، گو مختلف طریقے سے۔ یعنی پہلی کا تہوار تو عام خوشی اور مراسم عیش کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ مگر دوسری کے نام پر جو قربانیاں کی جاتی ہیں ان کی ادائگی میں سوگ اور رنج کا اظہار کرتے ہیں ؛

کریٹ سے واپسی کے وقت تھی سی اس جزیرۂ ڈیلاس میں اترا اور وہاں کے دیوتا پر قربانیاں کرنے کے بعد زہرہ دیوی کی وہ مورتی اس کے مندر میں نذر چڑھائی جو اسے اریاڈن نے دی تھی۔ پھر نوجوان ایتھنزیوں کے ساتھ وہ ناچ ناچا جو کہتے ہیں کہ ابتک اس کی یادگار کے طور پر اہل ڈیلاس میں باقی ہے اور اس میں چند مقررہ چکر اور چکر پھیریاں، اسی بھول بھلیوں کے پیچ در پیچ راستوں کی نقل میں، لگانے پڑتے ہیں۔ اور ڈیارجس کی تحریر کے مطابق اس ناچ کو اہل ڈیلاس "کرین" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ڈیلاس میں ورزشی مقابلے اور کھیل تھی سی اس ہی نے رائج کیے تھے اور جیتنے والوں کو "دپام" انعام میں دینے کی رسم اسی نے شروع کی ہے ؛

جب یہ لوگ اٹیکا کے ساحل پر پہونچے تو وہ اپنی کامیاب مراجعت پر خوشی سے ایسے از خود رفتہ ہوئے تھے کہ تھی سی اس جہاز کے ناخدا کسی کو بھی یہ بات یاد نہ آئی کہ وہ بادبان اوپر لگا دیں جو ایجیس نے ان کے سلامتی سے واپس آنے کا نشان مقرر کیا تھا۔ اس (فروگذاشت) کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب ایجیس نے وہ نشانی جہاز پر نہ دیکھی تو انتہائے رنج و مایوسی میں اپنے تئیں ایک چٹان سے گرا دیا اور سمندر میں ڈوب کر مر گیا؛ ادھر تھی سی اس نے بندرگاہ فیلرم پر اترتے ہی وہ قربانیاں چڑھائیں جنکی روانہ ہوتے وقت اس نے منت مانی تھی اور ایک نقیب کو شہر کی طرف دوڑایا کہ اس کے صحیح سلامت لوٹنے کی خوش خبری سنائے۔ مگر جب یہ نقیب شہر میں آیا تو اکثر لوگوں کو اس نے بادشاہ کے سوگ میں سخت رنجیدہ پایا، تاہم قدرتی طور پر بہت سے ایسے بھی تھے جو اسکا مژدہ سنکر خوشی سے پھولے نہ سماے، اسکے خبر مقدم کو دوڑے اور پھولوں کے ہار خوشی میں لا لا کر پہنانے لگے۔ لیکن نقیب نے یہ تمام ہار لینے کے بعد اپنے عصا پر لپیٹ لیے اور اسی طرح تھی سی اس

کے پاس لوٹ گیا اور اس وقت تک کہ وہ اپنے مراسم عبودیت سے فارغ ہو خاموش کھڑا رہا کہ مبادا انمین کچھ خلل پڑجاے، لیکن جب وہ دیوتاؤن کی ناوید[1] کرچکا تو نقیب نے بڑھکر بادشاہ کے مرنے کی خبر سنائی جسے سنتے ہی وہ سب کے سب کمال رنج و سراسیمگی کے عالم مین فریاد و ماتم کرتے شہر کو دوڑے، کہتے ہین کہ یہی بنا ہے اُن رسمون کی جو آج کے دن تک اُسکو فوریا کے تہوار مین منائی جاتی ہین، یعنی نقیب کے بجاے ہر اُسکے عصا کو بجائے جاتے ہین اور ناوید کے وقت تمام حاضرین "اللیو، ایو، ایو" پکارتے ہین کیونکہ ان بے معنے آوازون مین سے پہلی تو عام طور پر اس وقت لوگون کے مُنھ سے نکلتی ہے جبکہ وہ کسی جلوس فتح مین یا سخت عجلت مین ہون، اور دوسری اُن کے لیے خاص ہے جو کمال بے حواسی یا ہراسان اور مضطر ہو گئے ہون

اپنے باپ کی تجہیز و تکفین کے بعد تھی سی اس نے وہ منت، جو اپالو دیونا سے مانی تھی، ماہ پیانیپ سیان کی ساتوین تاریخ اُتاری۔ کیونکہ اُسی دن وہ نوجوان جو کریٹ سے اس کے ہمراہ بخیریت واپس آگئے تھے باضابطہ شہر مین داخل ہوے۔ مشہور ہے کہ اس تہوار مین دال اُبالنے کی رسم بھی اسی وقت اس طرح پڑی کہ سلامتی سے آجانے والون نے اُس روز اپنا تمام باقی ماندہ خوراک ایک پتیلی مین چڑھا کر اُبال دیا تھا اور اسے ملکر سب نے کھالیا تھا۔ نیز تھی سی اس نے جو زیتون کی شاخ پر اُون لپیٹ کر دعائین مانگی تھین اس کی یادگار بھی قائم رہی اور اب اُس شاخ کو (ایری سیون) کہتے ہین اور اسکے اوپر تمام قسم کے پھل ساتھ رکھتے ہین جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے کہ خشک سالی اور قحط کا خاتمہ ہوا، پھر اسکے جلوس مین یہ گیت گایا جاتا ہے

"ایری سیون، لائی کھجورین، ایری سیون لائی گچھے
بابے بھر بھر کے وہ شہد لائی اور جسمون پہ ملنے کو لائی تیل
شراب تند کا اک سبو لائی تاکہ پی پی کر سب سرور مین جاسوئین"

[1] ناوید یعنی Libation اس رسم کا نام ہے جو بتون کو پانی یا دودھ سے نہلانے کی ادا کی جاتی ہین اور قدیم یونانیون اور ہندوون مین مشترک ہے ۱۲ مہ

بعض لوگون کے نزدیک یہ رسم ہر اکلی قوم کی یادگار مین قائم ہوئی ہے جن کی اہل ایتھنز نے اپنے ہان لاکر اس طرح دعوت و مہمانی کی تھی، لیکن اتفاق رائے اسی پر ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا ؛

جس بین تھی سی اس اپنے ہم وطن ہمراہیون کے ساتھ واپس آیا وہ تیس چپو کا جہاز تھا، اور ڈمٹریس فیلریس کے زمانے تک محفوظ رکھا گیا تھا۔ کیونکہ جب پرانے تختے بوسیدہ ہوجاتے تو وہ ان کی جگہ نئے اور زیادہ مضبوط شہتیرون کے تختے لگا دیتے تھے۔ یہان تک کہ فلاسفرون کے ہان یہ جہاز منطقی مباحث و تنازعات کی (جو اشیا کے متعلق پیدا ہوتے ہین) ایک مثال حاضر بن گیا تھا۔ کیونکہ اہل منطق مین سے ایک فریق تو یہ کہتا تھا کہ یہ جہاز وہی رہا اور دوسرے کا مقولہ تھا کہ نہین یہ وہ نہین رہا!

القصہ اسکوفوریا، یا ڈالیون کا تہوار جسے اب تک اہل ایتھنز مناتے ہین، تھی سی اس ہی نے جاری کیا ہے۔ کیونکہ اُس نے نہ صرف اُن تمام کنواریون کو لیا، جو قرعہ کے بموجب منتخب ہوکر کریٹ بھیجی گئی تھین، بلکہ انھین دو لڑکے اپنی جان پہچان کے بھی شامل کر دیے تھے جن کی صورت بہت کچھ عورتون جیسی تھی (اگرچہ وہ بہت مردانہ رکھتے تھے) انھین متواتر نہلوایا اور گرمی اور آفتاب کی تیزی سے بچایا اور اس قسم کے تمام تیل اور اُبٹنے ملواتا رہا جو بالون کو بنانے اور رنگ کو صاف کرنے کے کام مین آتے ہین اور جن سے جلد زیادہ نرم ہوجاتی ہے اس طرح ایک حد تک اُس نے اُن کی صورت بدل دی ساتھ ہی اچھی طرح لڑکیون کی رفتار و گفتار کی نقل کرنی انھین سکھائی کہ ان مین اور لڑکیون مین کوئی تمیز نہ ہوسکے۔ پھر اُس نے ان کو بھی عورتون کی اس جماعت مین داخل کر دیا جو گریٹ جانے کے لیے چھانٹی گئی تھین ؛ اب اپنی مراجعت پر انھین دونون لڑکون کو ساتھ لیکر اُس نے ایک پُر اثر جلوس نکالا اور اس لباس مین گشت کیا جو اب بھی وہ لڑکے استعمال کرتے ہین جن کے ہاتھون مین انگور کی شاخین ہوتی ہین۔ ان شاخون سے اریاڈنی اور باکوس دیوتا کی تقدیس و تحریم مراد ہوتی ہے جو بیان کردہ روایت کی یادگار مین

منائی جاتی ہے یا شاید موسم بہار کی یادگار میں جو انکے ہاں انگور چننے کی فصل ہے ۔ ان مراسم اور قربانیوں میں وہ عورتیں بھی شریک ہوتی ہیں جنھیں دب نوفیری یا طعام بردار کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے یہ اُن ماؤں کی یادگار میں جن کے لڑکے لڑکیاں قرعہ اندازی کے بموجب بیٹ بھیجے گئے تھے اور جو گوشت اور روٹی لے لیکر ان کے جاتے وقت اسی طرح دوڑی تھیں ۔ اور چونکہ ان عورتوں نے اپنے روانہ ہونے والے بچوں کی تسکین و تشفی کے لیے بہت سے قصے اور افسانے سنائے تھے لہذا اس تہوار میں انکی بھی نقل کی جاتی ہیں اور بہت سی کہانیاں آپس میں کہی جاتی ہیں ۔ ان تفصیلات کے لیے ہم دمین کے رہین منت ہیں ۔

اس موقع پر ایک مقام بھی چھانٹ لیا گیا تھا اور وہاں تھی سی اس کے نام پر ایک مندر تعمیر کیا گیا تھا جس پر قربانیاں چڑھانے کے مصارف اُن خاندانوں کے ذمے ڈالے تھے جنکے افراد قرعہ کے رُو سے کریٹ جانے کو منتخب ہوئے تھے اور انکی بھلی مہمان نوازی کے صلے اور اعزازمیں، ان مراسم کی نگرانی تھی سی اس نے خاندان فٹلڈی کے سپرد کردی تھی ۔

اب اپنے باپ ایجیس کی وفات پر تھی سی اس نے ایک حیرت انگیز اور عظیم الشان منصوبہ باندھا اور تمام علاقۂ ایٹکا کے باشندوں کو ایک شہر میں جمع کردیا اور ایک بستی کا باشندہ بنا دیا حالانکہ پہلے متعدد دیہات میں منتشر تھے اور کسی مشترک مقصد کے لیے بھی بہ آسانی یکجا نہ ہو سکتے تھے ۔ یہی نہیں بلکہ اس متفرق آبادی ہونے کی وجہ سے انمیں اکثر باہم تنازعات اور جنگ کی نوبت پہونچ جاتی تھی ۔ ان اختلافات کو تھی سی اس نے دیہ بدیہ اور قبیلہ بقبیلہ خود جاجا کے رفع کرایا، اسکے بعد جب عوام الناس اور ادنے درجے کے لوگ اسکے ہم خیال ہوگئے تو زیادہ مقتدر لوگوں کو اُس نے یہ کہہ کر اپنا شریک کرلیا کہ نئی آبادی میں جو حکومت ہوگی وہ مشروطہ یا جمہوری حکومت بغیر بادشاہ کے ہوگی ۔ میں بالفعل انکی اڈائیوں میں سپہ سالار اور حالت امن میں محافظ قوانین کے فرائض انجام دونگا باقی اور سب چیزوں میں تم میرے برابر کے شریک رہوگے ۔ اس ذریعے سے لوگوں کی ایک کثیر تعداد اُس کے ساتھ ہوگئی ۔ لیکن جو باقی رہے انھیں بھی اس کی قوت کا خوف ہوا جو پہلے سے بہت زبردست تھی

نیز اسکی ہمت اور عزم راسخ سے مرعوب ہوکے انھون نے بھی مناسب سمجھا کہ مجبور کیے جانے کے بجائے بہتر ہے کہ ہم خود اسکے اتحاد مین شریک ہوجائین ۔ اسکے بعد تھی سی اس نے وہ سب کچہریان ایوانات مجالس اور محلات حکومت تڑوادئے جو الگ الگ انھون نے بنوا رکھے تھے اور سب کے بجائے ایک واحد ایوان مجلس اور قصر حکومت اُس مقام پر تعمیر کرایا جہان اب شہر کا جنوبی حصہ آباد ہے اور اس متحدہ سلطنت کا نام بھی ایتھنز قرار دیا اور اُس کی یادگار مین وہ قربانیان اور تہوار جاری کیا جسے پان ایتھنیا (Panathenaea) یعنی تمام متحد ایتھنیون کی قربانی کہتے ہین ۔ اسکے علاوہ ایک اور تہوار بھی اُس نے قایم کیا ہے جسے مٹی شیا (ہجرت کرآنے کا تہوار) کہتے ہین اور جو اب بھی ماہ ہیکاٹومبیان کی سولھوین تاریخ کو منایا جاتا ہے ۔ یہ ابتدائی امور طے پاچکے تو اپنے وعدے کے مطابق اُس نے اپنے شاہی اختیارات سے ہاتھ اُٹھالیا اور ایک حکومت ملی یا جمہوریہ کی تنظیم و ترتیب مین مصروف ہوا ۔ اس مہم بالشان کا مین آغاز کرتے وقت دیوتا دلفی کا مشورہ بھی اُس نے حاصل کیا تھا اور اپنی نئی حکومت اور بستی کے متعلق استفسار کرنے پر دلفی سے یہ جواب پایا تھا کہ: (اشعار)

اے پتھی اس کی بیٹی کے بیٹے !
میرا باپ (یعنی اپالو دیوتا) تمھاری آبادی کو
بہت سی سلطنتون کی مسند اور نیک و بد کا اختیار
بخشتا ہے ۔ جاؤ کوئی خوف اور اندیشہ نہ کرو
یہ پھلنا، ان موجون پر جو اس کے گرد محیط ہین
ضرور ترجائیگا ——— ،،

یہی وہ ربانی قول تھا جس کو عرصۂ دراز کے بعد ایک نبیہ (یا سبل) نے اس طریقے سے اہل ایتھنز کے سامنے ایک مرتبہ دُہرایا تھا کہ ''ممکن ہے کہ پھلنا غوطہ کھا جائے مگر غرق نہو'' ؛

اب تھی سی اس نے جو شہر کو اور زیادہ وسیع کرنے کا خواہان تھا باہر کے تمام لوگون کو بھی

اسمین آنے اور اہل شہر کے ساتھ مساوی حقوق حاصل کرنے کی صلاے عام دی۔ اور کہا جاتا ہے کہ اس طرح تمام قومون کے واسطے ایک مشترک حکومت (کومن ویلتھ) تیار کرتے وقت، ان الفاظ کے ساتھ اُس نے اعلان دعوت کیا کہ "اے سب لوگو! ادھر آؤ" لیکن باین ہمہ اُس نے یہ گوارا نہین کیا کہ اس جم غفیر کی آمد سے جس مین ہر طرح کے لوگ شامل تھے اپنی سلطنت مین بے نظمی اور بے ترتیبی پھیل جاے، اور ان مین کوئی حفظ مراتب قائم نہ رہے بلکہ وہی پہلا شخص ہے جس نے اہل شہر کی تین درجون مین تقسیم کی یعنی امرا، مزارع، اور صناع انمین، اسمہ مذہبی کی نگرانی، مجسٹریٹون کا انتخاب، قوانین کی تنسیخ و نفاذ، اور تمام دینی معاملات مین ہدایت و رہنمائی، اُس نے امرا کے سپرد کی۔ پھر اس اعتبار سے شہر مین ایک مساوات کامل قائم کی کہ اعداد مین تو امرا کو اورون پر فضیلت تھی، مالی لحاظ سے مزارعین کو، اور تعداد مین صناعون کو سب پر فوقیت تھی۔ اور اس بات کی کہ ارسطو کے بقول تھی سی اس ہی کو یہ شرف اوّلیت حاصل ہوا کہ اُس نے جمہوری حکومت کو شخصیت پر ترجیح دی اور اپنے بادشاہی اختیارات سے بطوع خود دست بردار ہوگیا، معلوم ہوتا ہے کہ ہومر بھی تصدیق کرتا ہے کیونکہ اُس نے اپنے جہازون کی فہرست مین صرف ایتھنزیون کو لفظ جمہور سے خطاب کیا ہے۔

تھی سی اس نے اپنے عہد مین سکہ بھی سکوک کرایا اور اسپر ایک بیل کی تصویر بنوائی۔ اس سے یا تو میراتھان کے سانڈ کی یادگار قائم کرنی مقصود تھی یا مارس کے سانڈ کی، جنکو اُس نے مارا تھا اور یا اسکی زمین لوگون کو زراعت کی ترغیب دینا مضمر تھا۔ بہرحال اسی سکے کی بدولت یونانیون مین ادائے خیال کی یہ طرز اسقدر عام ہوئی ہے کہ "فلان شے تو بیلون کی برابر ہے"، یا "فلان شے دس بیلون کے برابر بھی نہین!"

اسکے بعد تھی سی اس نے علاقۂ مگارا کو ایٹیکا سے ملادیا اور وسطی خاکنارے پر وہ مشہور حصار تعمیر کیا جس پر دو سطر کا ایک کتبہ کندہ تھا اور اُن ملکون کی حدود بتاتا تھا جو اس مقام پر آکر ملتے ہین۔ چنانچہ کتبے کے مشرقی پہلو پر تو یہ لکھا ہوا ہے کہ

"پوسیشیہ وہان، آسے اوتیہ یہان"

اور اس کے دوسرے رُخ یہ کندہ ہے کہ

"پوسیشیہ یہان، آسے اوتیہ وہان"

پھر ہرقل کی رقابت میں اُس نے تماشوں اور گھڑدوڑوں کا نیا آئین بھی قائم کیا اُسے آرزو تھی کہ جس طرح اس سورما کے قائم کردہ اولمپی کھیل جوپیٹر (برجیس دیوتا) کے اعزاز میں منائے جاتے ہیں اسی طرح میری آئین دہ خاکناے کی نمائشیں بھی پنچون دیوتا سے منسوب پاکر یونانیوں میں رائج ہو جائیں کیونکہ اس مقام پر پہلے جو میلا مچلی کرتا (دیوی) کے نام پر لگتا تھا اسکے لیے رات کا وقت مقرر تھا اور اسی لیے اسکی صورت ایک عام نمایش کی میلے کے بجاے مذہبی رسم کی سی تھی؛ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ خاکناے کا میلا سب سے پہلے تھی سی اس ہی نے مقتول اسکیرآن کی یادگار میں قائم کیا تھا کہ اس کے قتل کا بدلا اُتر جاے سبب یہ کہ اسکیرآن تھی سی اس کا نواسہ اور تھی سی اس کا عزیز قریب ہوتا تھا۔ لیکن ایک اور قول یہ ہے کہ اسکا نام اسکی ران کے بجاے سنیس تھا اور اسی کے اعزاز میں یہ کھیل تھی سی اس نے جاری کیے تھے ۔

اس کے بحر اسود جانے کے متعلق فیلوکورس وغیرہ مصنفین تو یہ لکھتے ہیں کہ وہ ہرقل کے ہمراہ ایک متطوع یا (والنٹیر) بنکر جنگی عورتون (امیزنز) سے لڑنے گیا تھا اور شجاعت کے صلے میں ہرقل ہی نے اُسے انتی اوپ دیدی تھی۔ مگر کثرت تعداد کا جنمیں فیری سی دشس کی ہیلانیکس اور ہیرودورش شامل ہیں، بیان ہے کہ تھی سی اس ہرقل سے کئی سال بعد خود اپنا بیڑا بنا کے بحر مذکور میں لے گیا اور وہان (انتی اوپ) نام امیزن کو اُس نے خود ہی اسیر کیا تھا یہ قصہ زیادہ قوین قیاس نظر آتا ہے کیونکہ ہمین اور کہین امیزن کی گرفتاری کی روایت اُن راویون سے نہین ملتی جو ہرقل کے ہمراہ) اس کی مہم مین گئے تھے؛ پی آن اس مین یہ اور اضافہ کرتا ہے کہ امیزن کو گرفتار کرنے مین اُس نے ایک مکر سے کام لیا تھا جسکی شرح یہ ہے کہ یہ جنگی عورتین

جو طبعًا مردون کی دلدادہ ہوتی ہین تھی سی اس کے وہان ساحل چہ پہنچنے سے مطلق ناخوش نہ ہوئین بلکہ اس کے جہاز پر انھون نے تحفے بھجوائے ۔ انکو انٹی اوپ وہان لائی تھی اور اس کو تھی سی اس نے جہاز پہ بلا لیا اور اسکے اوپر آتے ہی لنگر اُٹھا کے روانہ ہو گیا ۔ مینی کرسیس نام مصنف جس نے بتھنیہ کے شہر نیسی کی تاریخ لکھی ہے، اس بارے مین ایک اور روایت یہ کرتا ہے کہ انٹی اوپ کو جہاز پر بٹھا لانے کے بعد تھی سی اس کچھ عرصے تک اُنھین ساحلون پر سمندر کی گشت کرتا رہا ۔ اسکے ساتھ جہاز مین تین ایتھنزی نوجوان بھی تھے یہ آپس مین بھائی بھائی ہوتے تھے اور انکے نام یونیوس، تھی وس اور سولون تھے ۔ انمین تیسرا (یعنی سولون) انٹی اوپ پر فریفتہ ہو گیا اور بغیر کسی کو خبر کیے اُس نے صرف ایک دلی دوست سے اپنے عشق کا راز بیان کیا اور اُسی کو اپنا حال کہنے کے لیے انٹی اوپ کے پاس بھیجا ۔ اس تمام عرض معروض پر انٹی اوپ نے اُسے بالکل صاف جواب دیدیا، لیکن اس معاملے مین بڑے ربط ضبط سے کام لیا اور کسی قسم کی شکایت تھی سی اس سے نہین کی ۔ لیکن سولون کو ایسی مایوسی کی حالت مین سوائے اسکے کچھ نہ بن پڑا کہ ساحل کے قریب ایک ندی مین گر کے اپنی جان دیدی ۔ اُس وقت تھی سی اس کو اُسکی موت اور نامرادی کا حال بھی معلوم ہو گیا اور وہ اس حادثے پر نہایت غمگین ہوا ۔ اس انتہاے ملال مین ڈیلفی کی وہ کہن اُسے یاد آئی جو پہلے کبھی اسے جواب مین دی گئی تھی ۔ اس مین اپالو دیوتا کی پجارن نے اُسے حکم دیا تھا کہ جب کبھی وہ نہایت رنجیدہ اور سخت افسوس کے عالم مین ہو تو اُسی مقام پر ایک شہر تعمیر کرے اور اپنے چند ساتھیون کو اس جگہ کی حکومت دیدے ۔ اسی بنا پر تھی سی اس نے یہان ایک شہر کی بنیاد ڈالی اور دیوتا کے نام پر اسے پتھاپالیس سے موسوم کیا ۔ نیز اُس ندی کا نام جو اس نئے شہر کے برابر سے بہتی تھی، بدنصیب سولون کے اعزاز مین سولون قرار دیا اور اس کے دونون بے ماندہ بھائیون کو وہان کی عنان حکومت سپرد کر دی ۔ ان دونون کے ساتھ تیسرا شریک حکومت اُس نے ہرمس کو نامزد کیا ۔ یہ شخص ایتھنز کے امرا مین سے تھا اور اسی سے اب تک ایک مقام شہر مین ہرمس کا مکان کہلاتا ہے اگرچہ بعد مین اعراب کی غلطی سے

وہ ہرمس (Hermus) کی جگہ ہرمس (Hermes) کا مکان سمجھا جانے لگا جو عطارد دیوتا کا اسم عرفی ہے۔ اور اس طرح اس نامور شخص کا حاصل کردہ اعزاز دیوتا کے پاس منتقل ہو گیا! یہی واقعہ (یعنی انٹی روپ کا بھگا لانا) اُس حملے کی بنیاد اور اصلی وجہ ہے جو ان جنگی عورتون نے ایتھنز پر کیا اور جس کے حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کوئی معمولی یا عورتون کا ساحملہ نہ تھا۔ بلکہ یہی واقعہ کہ انھون نے خاص شہر کے اندر پڑاؤ ڈالا تھا اور میوزیم کی پہاڑی کے سامنے اہل ایتھنز سے جنگ کی تھی، ان کی جنگجوئی اور فاتحانہ تاخت ثابت کرتا ہے کیونکہ یہ ممکن نہین کہ نواحی علاقے کو فتح کیے بغیر وہ ایسی سینہ زوری کے ساتھ شہر کے ازدھس آتین یہ بات کہ اتنا بڑا سفر انھون نے خشکی مین کیا اور آبنائے باسفرس کو اُس وقت کہ وہ برف سے منجمد تھی عبور کر لیا (جیسا کہ ہیلانی قس روایت کرتا ہے) یقین آنی مشکل ہے باقی اسمین کوئی شبہ نہین ہے کہ ان کا پڑاؤ شہر کے اندر پڑا تھا اور اردگرد کے مقامات اپنے ناموں سے، نیز مقتولین جنگ اپنے مزارون اور یادگارون سے اس کی تصدیق مزید پیدا کرتے ہین؛ متخاصمین جب پہلی مرتبہ مقابلے مین صف آرا ہوے تو ابتدا کرنے مین ہر فریق متامل اور مذبذب تھا اور عرصے تک ایک خاموشی میدان مصاف پر طاری رہی آخر تھی سی اس نے ایک کہنہ بالہامی حکم کی تعمیل مین حوف دیوتا کے نام پر قربانی کر کے لڑائی شروع کر دی۔ یہی جنگ ماہ بودرومیان مین ہوئی ہے اور اسی کی یادگار مین اہل ایتھنز اب تک بودرومیہ نام تہوار مناتے ہین؛ کلائی ڈیمس جو چھوٹی چھوٹی باتین لکھنے کا بہت شوقین ہے، تحریر کرتا ہے کہ حملہ آورون کا میمنہ اس مقام سے بڑھا تھا جسے اب تک امیزونیم کہتے ہین۔ اور میسر نکسہ سے پیش قدمی کر رہا تھا اور اسی بازو سے اہل ایتھنز نے میوزیم کے عقب سے نکل کر اُن کا مقابلہ کیا تھا چنانچہ جو لوگ اس لڑائی مین کام آئے انکی قبرین وہین بازار مین موجود ہین۔ یہ بازار یا کوچہ اُس پھاٹک تک سیدھا چلا گیا ہے جو چلکوڈن سورما کی خانقاہ کے پاس واقع ہے اور پی ایک کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ پھر کلائی ڈیمس لکھتا ہے کہ اوّل اوّل ان عورتون نے ایتھنزیون کو بالکل دبا لیا تھا اور بہت دور تک ہٹا لائی تھین لیکن اس وقت انھین

تازہ کمک بھیج گئی جنکے ملنے نے امیزنون کو اپنے خیمون تک پسپا کردیا اور اسی جد وجہد مین ان کی کثیر تعداد ماری گئی ۔ آخر چار مہینے کے بعد ہیوتا کی ثالثی سے (واضح رہے کہ یہ مورخ اس امیزن کا نام جسے تھی سی اس نے آیا تھا اور شادی کرلی تھی انٹی اوپ کے بجاے ہیوتا بتاتا ہے) فریقین مین مصالحت ہوگئی ۔ اگرچہ ایک روایت مین یہ بھی ہے کہ وہ تھی سی اس کے پہلو بہ پہلو لڑتے مین ایک تیر سے ہلاک ہوگئی تھی ۔ اور مندر ارض دلفی کے پاس جو منارا ہے وہ اسی کی یادگار مین تعمیر کرایا گیا تھا ! اصل یہ ہے کہ اتنے قدیم زمانے کے واقعات مین تاریخ کا بے ترتیب اور غیر منظم ہونا کچھ حیرت انگیز نہین ہے ۔ چنانچہ ایک تیسری روایت مین ہم سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ انی روپ خفیف پر اپنے ہموطنون کی اعانت کرتی تھی اور جو امیزنین زخمی ہوجاتین انھین چالکس اسکے پاس نگرانی اور علاج کی غرض سے بھیج دیا کرتی تھی اور بہت سی اسکی توجہ سے صحت یاب ہوگئین لیکن چند اسی حال مین مرگئین اور انھین اس نے جس مقام پر دفن کرایا اس کا نام امیزونیم ہے !

مگر یہ بات تو یقینی ہے کہ اس محاربے کا خاتمہ باہمی مصالحت پر ہوا کیونکہ صلح پر جو حلف فریقین نے اٹھائے تھے اس کی وجہ سے اب تک تھی سی اس کے مقبرے کے متصل ایک مقام کا نام ہرکوموزیم ہے ۔ دوسرے تھی سی اس کے تہوار سے ایک روز پہلے امیزنون کے نام پر جو بھینٹ چڑھائی جاتی ہے وہ بھی اسی صلح کی شہادت ہے ۔ اہل مگارا بھی تصدیق کرتے ہین کہ چند امیزنون کی تدفین انکے قصبے مین کی گئی تھی ، اسی طرح ان کے بعض مقتولین کا شیرونیہ مین تھرموڈن نالے کے قریب دفن کیا جانا بیان کیا جاتا ہے ۔ اس نالے کو اب ہیمن کہتے ہین اور اس کا ذکر ہم نے دستن کی سوانح عمری مین تحریر کیا ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ تھسلی سے گذرتے وقت بھی امیزنون کو روکا گیا تھا کیونکہ اس وقت تک انکی مقدونیہ و تھریس سقوطور اور سینوسقالی مین دکھائی جاتی ہین ۔

امیزنون کے متعلق اسی قدر حال قابل تحریر تھا ۔ اور تھی سیڈ نام نظم کے مصنف نے جو کچھ ان جنگی عورتون کے خروج کے بارے مین لکھا ہے کہ خود انی اوپ نے یہ چڑھائی تھی سی اس پر

بد لا لینے کے لیے کی تھی کیونکہ اُس نے فیڈرا سے شادی کرلی اور انٹی اوپ کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اور یہ کہ وہ ان امیزنون کو اپنے ہمراہ لائی تھی جنھین ہرقل نے قتل کیا، یہ سب باتین صریحًا افسانہ اور شاعر کی اپنی اختراع کی ہوئی ہین۔ یہ سچ ہے کہ تھی سی اس نے فیڈرا سے شادی کی تھی مگر یہ واقعہ انٹی اوپ کے بعد کا ہے جو اُس سے ایک بیٹا ہپولی ٹس، یا (بقول سنڈرا) رموقن نام چھوڑ کر مرگئی تھی۔ خود فیڈرا اور اُس کے بیٹے پر جو مصائب گذرے، ڈراما نویسون نے انکو بالاتفاق یکسان دکھایا ہے اور چونکہ کسی مورخ نے ان کی تردید نہین کی لہذا ہمین مان لینا چاہیے کہ وہ اسی طرح پر ہین ؛

تھی سی اس کی شادیون کے متعلق اور کئی روایتین بھی ہین اور ہر چند اسکی کئی شادیان نہ شریفانہ طور پر کی گئی تھین نہ واقعات کے لحاظ سے کچھ سازگار ہی ثابت ہوئین، تاہم انکا کسی یونانی ڈراما مین کبھی سانگ نہین دکھایا گیا۔ مثلاً، تھی سی اس ایک تریزنی عورت اناکسو کو بھگا لایا تھا۔ یا اس نے سنیس اور سرکیان کو قتل کرکے انکی بیٹیون کی عصمت دری کی تھی۔ یا اور متعدد شادیان کرلی تھین۔ پھر اریاڈن کو دغا دینے کا بھی سپرالزام ہے اور (جیسا کہ پہلے بیان ہوا) اس نازیبا اور نامنصفانہ حرکت کی وجہ محض اگلی کی محبت تھی۔ آخر مین، اسکا بدترین فعل ہیلن کے ساتھ زنا کرنا تھا جس نے تمام اٹیکا مین جنگ و خونریزی کی آگ مشتعل کردی اور جو انجام کار تھی سی اس کی جلاوطنی اور موت کا باعث ہوا۔ جس کی تفصیل آگے آئیگی ؛

ہیروڈورس کے خیال مین اگرچہ تھی سی اس کے عہد مین متعدد دلاوران ہمعصر نے مختلف مہمات سر کین، لیکن خود وہ کسی مین اُنکا شریک نہ ہوا، سوائے اُس لڑائی کے جو قوم لیپتی نے سنٹورون کے خلاف لڑی تھی۔ مگر دیگر مورخین بیان کرتے ہین کہ وہ دو مہمون مین اور شریک ہوا تھا اور اسی بنا پر یہ ضرب المثل پیدا ہوئی کہ فلان کام "بغیر تھی سی اس کے نہین" ہوا، یا نہ ہوگا۔ اسکے علاوہ تھی سی اس نے بذات خود جو شاندار معرکے جیتے ان کی وجہ سے وہ کہاوت چلی کہ "فلان شخص ہرقل ثانی ہے" ؛

جب ادراسطس اُن مقتولین کی لاشین واپس لینے کی کوشش کر رہا تھا جو شہر تیبہ کے سامنے مارے گئے تو تھی سی اس بھی اس کا شریک سعی ہوگیا، اور ایک باہمی قرارداد اور ضامندی سے اس مقصد مین کامیابی پائی۔ اس بارے مین یوری پیدیش ڈراما نویس کا یہ کہنا کہ اُس نے لاشون کو لڑکر زبردستی حاصل کیا تھا صحیح نہین ہے اور مورخین کی بڑی تعداد اسکے خلاف بیان کرتی ہے، فیلوکورس یہ بھی اضافہ کرتا ہے کہ لاشین واپس لینے کے متعلق یہی پہلا عہدنامہ تھا مگر ہیرقل کے حالات سے پایا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اُس نے اپنے دشمنون کو یہ اجازت دی تھی کہ وہ اپنے مقتولین کو اُٹھالیجائین؛ بہرحال یوری پیدیش کا بیان غلط ہے اور اسکای اس بھی اپنے ڈراما مین اسکی تردید خود تھی سی اس کی زبان سے کراتا ہے۔

تھی سی اس کے دوستون مین سب سے نامور پرپیطوس ہے۔ اور انکی اس مشہور دوستی کا آغاز اس طرح پر روایت کیا جاتا ہے کہ جب تھی سی اس کا شہرۂ شجاعت سارے یونان مین پھیل گیا تو پری طوس کو اسکی آزمایش اور ذات خود دیکھنے کا شوق ہوا۔ یہ مقصد حاصل کرنے کے لیے اُس نے تھی سی اس کے بیلون کا گلہ پکڑلیا اور انھین میراتھان سے ہنکاے لیے جاتا تھا کہ تھی سی اس کے مسلح تعاقب مین آنے کی اطلاع ملی۔ یہ سنکر پری طوس اس سے مقابلہ کرنے وہین ٹھیر گیا لیکن جون ہی وہ ایک دوسرے کے سامنے آئے اور نگاہ چار ہوئی، دونون کے دل مین اپنے حریف کی وقعت و محبت جاگزین ہوگئی اور وہ ایک دوسرے کے حسن و رعنائی پر مفتون ہوگئے! اسوقت پری طوس نے سبقت کی اور تھی سی اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھا کے کہنے لگا اس معاملے مین تمھین میرے قاضی ہوا اور جو تاوان مجھپر ڈالوگے مین بخوشی منظور کرونگا۔ لیکن تھی سی اس نے نہ صرف اسکا قصور معاف کردیا بلکہ التجا کی کہ اُس کا دوست اور جنگ کے موقع پر بھائی بن جائے، چنانچہ اسی وقت انھون نے اپنے عہد اخوت کو قسمین کھاکر مضبوط کیا۔ اور پھر جب پرپیطوس کی ڈڈامیا کے ساتھ شادی ہوئی تو اُس نے تھی سی اس کو بھی مدعو کیا کہ اس موقع پر ضرور اسکے وطن آئے اور قوم لیپتی سے شناسائی پیدا کرے۔ اسی تقریب مین سنٹور قوم کے لوگ بھی مہمان تھے اور شرابین پی کر ایسے بدمست ہوے کہ عورتون کے ساتھ

زیادتیاں کرنے لگے جسکا میزبانون نے فوری انتقام لیا اور بہت سون کو اُسی مقام پر قتل کر دینے کے علاوہ ایک میدانی لڑائی مین بھی مغلوب کیا اور ساری قوم کو اپنے علاقے سے نکال دیا۔ اس تمام تنازعے مین تھی سی اس ابتدا سے قوم لیفتی کے ساتھ رہا اور انکی طرف سے کئی لڑائیان لڑا۔ لیکن ہیروڈورس ان واقعات کو اور طرح بیان کرتا ہے۔ اسکے نزدیک تھی سی اس لیفتی قوم کے پاس لڑائی شروع ہونے کے بعد تک نہ آیا تھا۔ اور یہ کہ اسی سفر مین وہ پہلی مرتبہ ہرقل سے ملاقی ہوا، جو اپنی تمام مشقتون اور دشت نوردیون کے بعد ٹراچیس مین آرام لینے کے لئے مقیم ہو گیا تھا اس بستی مین تھی سی اس نے اسکو بڑی جستجو اور تلاش سے ڈھونڈھ نکالا اور اُنمین ایک دوستانہ ملاقات ہوئی جسمین وہ ایک دوسرے کے ساتھ پوری عزت و احترام اور محبت سے پیش آئے۔ ۵ باین ہمہ زیادہ قابل یقین یہی ہے جو اوردن نے لکھا ہے کہ وہ ہرقل سے کئی مرتبہ پہلے مل چکا تھا اور اسی کی وساطت سے شہر الیوسس مین ہرقل کی رسم تحریم و تقدیس کا آغاز ہوا تھا جسمین ہرقل کے بعض افعال کی وجہ سے جو اُس سے جوانی کے زمانہ مین سرزد ہو گئے تھے، اول تطہیر و استغفار کر لی جاتی تھی ۵

اُس وقت جبکہ اُس نے ہیلن کو جسکی عمر ہنوز شادی کے لائق نہ ہوئی تھی، بھگایا، وہ (پیلانی قس کے بقول) پچاس برس کا تھا۔ بعض مصنفین نے اس بدترین جرم کا الزام خفیف کرنا چاہا ہے اور لکھا ہے کہ خود تھی سی اس ہیلن کو بھگا کے نہین لایا تھا بلکہ ایڈاس اور لن سیوس نے اُس کی عصمت دری کی تھی اور پھر تھی سی اس کی حفاظت مین دیدیا تھا اور اسی بنا پر جب پولکس اور کاسٹر نے مطالبہ کیا تو تھی سی اس نے اُسے حوالے کر دینے سے انکار کیا؛ اسی پر منحصر نہین، بعضون نے یہانتک بیان کیا ہے کہ خود ہیلن کے باپ ٹنڈارس نے اپنی بیٹی اُسکی حفاظت مین بھجوادی تھی کیونکہ اسے ایک زبردست شخص اینا روفورس کا خوف تھا جو عجب نہ تھا کہ اُسے صغرسنی ہی مین زبردستی لیجاتا۔ لیکن سب سے زیادہ یقینی بیان جسکے بہت سے گواہ ہین حسب ذیل ہے:

تھی سی اس اور پرلیطوس دونون ملکر اسپارٹہ گئے اور اُسوقت کہ یہ کم سن لڑکی ڈی آنا کے مندر مین رقص کر رہی تھی، انھون نے اسکو پکڑ لیا اور فرار ہو گئے۔ اسی وقت مسلح سپاہی انکے تعاقب

مین روانہ کیے گئے لیکن انھون نے صرف تیگیا تک مفرورین کا پیچھا کیا اور جب پونشیہ کی حدود طے کرکے تھی سی اس اور پرلیطوس خطرے سے نکل گئے تو انھون نے باہم یہ قرار کیا کہ ان دونون مین سے ہلین تو زوجیت مین اُسکو ملے جسکے نام قرعہ پڑجاے مگر ساتھ ہی وہ اپنے دوسرے دوست کی بھی ایک اور محبوبہ حاصل کرنے مین اعانت کرے؛ جب قرعہ ڈالا گیا تو دتھی سی اس کے نام نکلا اور چونکہ ہلین ابھی شادی کے لائق نہ تھی لہذا اُس نے قصبۂ افیدنی مین اپنے ایک حلیف افیدنوس کے پاس اُسے چھپادیا، پھر اپنی ماں اتھرا کو بھی وہین بلوالیا کہ اسکی غور پرداخت کرے اور افیدنوس سے تاکید کردی کہ ان دونون کو بالکل مخفی اپنی نگرانی مین رکھے۔ یہ کام ہوچکا تو وہ اپنے دوست پرلیطوس کی ہمراہی مین، اسی قسم کی خدمت انجام دینے، ایپرس روانہ ہوا کہ مولوسی قوم کے بادشاہ کی بیٹی وہان سے اُڑالیجاے۔ اس بادشاہ کا نام ایدونیس یا ملوٹو تھا اور اسی نے اپنی بیوی کا ہراسرمیا، بیٹی کا کورا اور ایک بڑے کتے کا نام جو اس کے ہان رہتا تھا، سربی رس رکھا تھا۔ نیز یہ شرط مقرر کی تھی کہ جو کوئی کورا سے شادی کرنا چاہے وہ اس کتے سے کشتی لڑے جسکے مغلوب کرنے پر اُسکا وعدہ تھا کہ اپنی بیٹی بیاہ دیگا؛ لیکن پرلیطوس اور اسکے ساتھی کے ارادون کا حال اُسپر کھل گیا کہ یہ لوگ شادی کرنا نہین چاہتے بلکہ اُسکی بیٹی کو بہ جبر بھگالیجانے کے ارادے سے آئے ہین یہ اطلاع پاتے ہی اُس نے ان دونون کو گرفتار کرالیا اور پرلیطوس کو تو اپنے کتے کے آگے ڈال کے پھڑوادیا مگر تھی سی اس کو زندہ قید مین پڑا رہنے دیا۔

اسی زمانے کے قریب مانش طوس (Menestheus) نے ایتھنز مین لوگون کو اشتعال دینا شروع کیا۔ وہ پیٹوس کا بیٹا، اورینس کا پوتا اور ارخطوس کا پردوتا تھا اور تاریخ مین وہی پہلا شخص ہے جس نے عوام الناس کی خدمت گزاری کو اپنا شعار بنایا اور انھین ہر دلعزیزی حاصل کرنیکی کوشش کی۔ اُس نے شہر کے اُن بارسوخ لوگون کو بھی اشتعال اور جوش دلایا جو تھی سی اس کی طرف سے دل مین کینہ رکھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اُس نے ہمین اپنی چھوٹی چھوٹی ریاستون اور حکومتون سے محروم کرکے سب کو ایک شہر مین بند کردیا ہے اور اب ہمارے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہے جیسے ادنی رعیت

یا غلاموں کے ساتھ کیا جاتا ہو۔ دوسری طرف مانلش طوس نے ادنےٰ درجے کے لوگوں میں بھی یہ کہہ کہہ کے شورش پیدا کی کہ جس خیالی آزادی کے دھوکے میں تم یہاں آئے نہ وہی ملی اور نہ اپنی پہلی آزادی ہی باقی رہی۔ وطن اصلی اور مذہبی مراسم کا چھٹنا اسکے علاوہ ہے۔ اور سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ خود اپنے نیک دل اور رحمدل مہربان بادشاہوں کے بجائے تم نے اپنے تئیں ایک ایسے شخص کی غلامی میں دیدیا ہے جو محض اجنبی اور نووارد پردیسی ہے! انھی ایام میں کہ مانلش طوس اس طرح لوگوں کو مشتعل کر رہا تھا، اسکی کوششوں کو تقویت دینے کے لیے یہ قدرتی سامان پیدا ہوگیا کہ کاسٹر اور پولکس فوجیں لیکر ایتھنز پر چڑھ آئے۔ بلکہ بعضوں کا بیان ہے کہ یہ کارروائی بھی خود مانلش طوس کی سعی و ترغیب سے ہوئی تھی۔ بہرحال اول اول ان دونوں نے کوئی معاندانہ روش اختیار نہیں کی بلکہ سادگی سے اپنی بہن ہیلن کا مطالبہ کیا۔ مگر جب شہر والوں نے اُسکے متعلق قطعی لاعلمی ظاہر کی تو انھوں نے حملے کی تیاریاں کیں۔ اسوقت نہ معلوم کس طرح، اکیڈیمس کو یہ راز معلوم ہوگیا اور اُس نے حملہ آوروں پر اسکا انکشاف کردیا کہ ہیلن شہر افیدنی میں چھپا دی گئی ہے۔ اسی افشاے راز کے باعث نہ صرف زندگی بھر اکیڈیمس کی اہل اسپارٹہ میں (جنھیں بہ لحاظ توسیت لس ڈی مونی بھی کہتے ہیں) قدر و منزلت ہوتی رہی بلکہ عرصۂ دراز کے بعد بھی جب انھوں نے اٹیکا پر حملے کیے اور ایتھنزیوں کے تمام علاقے تاخت تاراج کردیے، تو موضع اکیڈیمی کو جسکا بانی یہی اکیڈیمس تھا، انھوں نے اُسکی وجہ سے مطلق برباد و خراب نہ کیا۔ لیکن دیکیارخس لکھتا ہے کہ کاسٹر اور پولکس کی فوج میں دو آرکیڈیہ کے باشندے بھی تھے جنمیں سے ایک کا نام ایشی میدش اور دوسرے کا میراکس تھا اور وہ کانون جواب اکیڈیمی یا اکیڈیمیہ کہلاتا ہے دراصل پہلے اسی ایشی دیمش کے نام پر ایشی دیمیہ کہلاتا تھا۔ اسی طرح موضع میراتھان اسکے دوسرے ساتھی کے نام پر آباد کیا گیا تھا، جس نے کسی الہامی قول کے پورا کرنے کی خاطر لڑائی سے قبل خود اپنے تئیں بھینٹ چڑھنے کے لیے پیش کردیا تھا۔ القصہ جب یہ حملہ آور قصبۂ افیدنی کے سامنے پہنچے تو پہلے ایک میدانی لڑائی ہوئی اور اس میں غلبہ پانے کے بعد انھوں نے قصبہ کو ہلہ کرکے فتح کرلیا۔ اسی مقام پر کہتے ہیں ایاگس مارا گیا تھا جو جنگ

مین مدفون ہے اور جس سے وہان اب تک ایک مقام ایاگس کہلاتا ہے، ہیرپاس نے لکھا ہے کہ اس کا قتل خود تھی سی اس کے ہاتھون عمل مین آیا۔ اور اس قول کی تائید مین یہ شعر بھی نقل کیا ہے کہ:

"ہوا تہ نازعۂ ہیلن مین، قتل ایاگس
افیدنی کے مقابل بدست تھی سی اس"

اگرچہ یہ کسی طرح قرین قیاس نہین ہے کہ جب افیدنی کی تسخیر اور اسکی مان کی گرفتاری عمل مین آئی تو تھی سی اس وہان موجود تھا۔ غرض جب یہ قصبہ فتح ہوگیا تو شہر ایتھنز مین بڑی ہل چل مچی۔ لیکن مانش طوس نے لوگون کو سمجھایا کہ کاسٹر اور پولکس کی دشمنی صرف زیادتی کرنیوالے تھی سی اس کے ساتھ تھی۔ ورنہ اپنے بنی نوع کے وہ سچے ہمدرد اور محسن ہین لہذا شہر کے دروازے کھولکر ان کا خیر مقدم اور دوستانہ خاطر مدارات کرنی چاہیے۔ اور واقعی حملہ آورون کے طرز عمل نے ان اقوال کی پوری تائید کردی۔ یعنی جب وہ شہر پر بالکل قابض ہوگئے تو انھون نے سوائے اسکے کوئی مطالبہ نہین کیا کہ ہماری بھی اسی طرح تقدیس مذہبی کی جاے جس طرح ہرقل کی کیجاتی ہے کیونکہ شہر سے ہمارا اتنا ہی تعلق ہے جتنا کہ ہرقل کا تھا؛ انکی یہ خواہش بہ آسانی پوری کردی گئی اور جس طرح ہرقل کو پاے لیوس نے پسر خواندہ بنالیا تھا انکو افیدنوس نے اپنا بیٹا بنایا۔ پھر ایک نیا نام دیکر لوگون نے ان کی دیوتاؤن کی حیثیت سے بھی پرستش کی؛

بعض لوگون کا قول ہے کہ تھی سی اس کی مان یہان سے گرفتار ہوکر اپیارٹہ لائی گئی اور پھر ہیلن کے ہمراہ ٹرواے بھیجدی گئی تھی، اسکے ثبوت مین وہ ہومر کا ایک مصرعہ پیش کرتے ہین جس سے اتھرا کا ہیلن کی خدمت مین حاضر رہنا نکلتا ہے۔ مصرعہ یہ ہے کہ

"لمبی آنکھون کی کلمن اور تھی اس کی بیٹی اتھرا"

لیکن بارون نے اس سے انکار کیا ہے کہ یہ مصرعہ ہومر کا ہے اور وہ اس قصہ کو بھی صحیح نہین مانتے کہ نیچوس، دیمون اور لاودیش کا بیٹا تھا جسکی ولادت پوشیدہ رکھی گئی تھی اور جس کو اتھرا نے ٹرواے مین

پر ورش کیا تھا؛ لیکن اتھنز کے متعلق اپنی قدیم تاریخ کی تیرھویں فصل مین ایسٹر نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب سے الگ ہے - اسکا بیان یہ ہے کہ کاکامی کس اور پیرو کلس نے شاہ پیرس کو تھسلی مین دریاے سپرچیس کے قریب مغلوب کیا تھا مگر پکٹر نے بڑھکر اہل ٹریزن کے شہر پر قبضہ کرلیا اور اُسکو برباد کردیا اور یہین اتھنز کو بھی اس نے گرفتار کیا، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ افسانہ بالکل بے بنیاد اور غلط ہے ؛

اب یہ واقعہ پیش آیا کہ ہرقل کی اہل مولوسیہ کے شہر سے گذرتے وقت وہان کے بادشاہ نے مہمانی کی اور تذکرہ تھی سی اس اور پرطیوس کے اپنے ملک مین آنے کا حال بھی بیان کیا کہ وہ کس طرح کورا کو بھگانے کے ارادے سے یہان پہونچے تھے اور پھر گرفتار و سزایاب ہوے - یہ سنکر ہرقل کو پرطیوس کی افسوسناک موت اور تھی سی اس کی یہ عقوبت گرفتاری کا نہایت رنج ہوا اور یہ سوچ کر کہ پہلے کی نسبت اب شکوہ و شکایت بیکار ہے اس نے صرف تھی سی اس کے لیے التجا کی کہ اُسے میری خاطر سے رہائی دیدی جاے - چنانچہ بادشاہ نے یہ درخواست اپنی عنایت سے منظور کرلی اور تھی سی اس آزاد کردیا گیا وہان سے چھوٹنے کے بعد وہ سیدھا ایتھنز آیا جہان ابھی تک اسکے کچھ رفیق موجود تھے - پھر شہر کے تمام مذہبی مقامات مین جو خود اُسکی یادگار مین تعمیر کیے گئے تھے اُس نے ہرقل کے نام سے منسوب کردیا اور فلوکورس کی روایت کے بموجب سواے چار کے، سب کے نام بدل کر تھیسیہ کے بجاے ہرقلیہ رکھدیے - لیکن جب اس نے پہلے کی طرح چاہا کہ حکومت قومی مین اُسے سرداری کا درجہ دیا جاے اور وہ عنان انتظام اپنے ہاتھ مین لے، تو اُسے سخت دشواریون اور فرقہ بندیون کا سابقہ پڑا، جو لوگ بہ عرصۂ دراز اُس سے نفرت رکھتے تھے وہ اب اُسے بے وقعت بھی سمجھنے لگے تھے اور لوگونکی طبیعتین عام طور پر ایسی بگڑ گئی تھین کہ خاموشی سے حکام کی تعمیل کرنے کے بجاے اب وہ متوقع تھے کہ اُنکی ہر فرض انجام دینے کے لیے خوشامد کی جاے ؛ تھی سی اس کے دل مین انھین بجبر مطیع بنانے کا خیال بھی آیا لیکن وہ مختلف گروہ بندیون سے اور سیاسی مناظرے کرنیوالون سے عاجز آگیا اور جب دیکھا کہ اتھنز مین معاملات حسب منشا دوبارہ ہونیکی مطلق امید نہین، تو اپنے بچون کو اُس نے خفیہ طور پر یوبیہ جا السوڈن کے بیٹے الیفی نور کی نگرانی مین بھیجوادیا - اسکے بعد موضع گرگٹس مین اہل اتھنز کو دل سے بد دعا دیکر وہ جزیرہ اسکای روس کو روانہ ہوگیا جہان اسکے باپ نے کچھ زمینین چھوڑی تھین اور جہان کے

لوگون سے اُسے دوستانہ سلوک کی توقع تھی - وہ جگہ جہان گرگنٹس مین اُس نے بد دعا دی تھی شکستہ حالت مین ابتک باقی ہو اور ایٹریان یا مقام بد دعا کے نام سے موسوم ہے؛ اسکای روس مین اُن دنون لکومیدش بادشاہ تھا - اُس کے پاس تھی سی اس نے جاکر درخواست کی کہ میری زمینین میرے قبضے مین دیدی جائین کہ اب مین یہین سکونت کرنی چاہتا ہون - ایک روایت یہ ہے کہ اُس نے لکومیدش سے اہل ایتھنز کے خلاف اعانت چاہی تھی - لیکن لکومیدش نے یا تو اسکی ناموری کے حسد سے یا مانش طوس کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر، اُسکی زمینین دکھانے کے بہانے اپنے ہان کی سب سے بلند پہاڑی پر لیجا کر اُسے سر کے بل دھکا دیدیا اور اسطرح اسکی جان لی، بعضون کا بیان ہے کہ وہ کھانا کھانے کے بعد حسب عادت ٹہل رہا تھا کہ خود اُسکا پاؤن پھسل گیا اور وہ گر کے مرگیا - بہرحال اس وقت اُسکی موت پر کسی نے توجہ نہ کی اور مانش طوس نے خاموشی کے ساتھ حکومت ایتھنز اپنے قبضے مین کرلی تھی سی اس کے بچے گمنام حالت مین پرورش پاتے رہے اور محاربۂ ٹراجن مین الیفی نور کے ساتھ شریک جنگ ہوے - لیکن جب مانش طوس اس جنگ مین مرگیا تو یہ ایتھنز چلے آئے اور اپنے باپ کی سلطنت دوبارہ حاصل کرلی

علاوہ اُن اسباب کے جنھون نے ایتھنزیون کو تھی سی اس کے اوتار بنا کے پرستش پر آمادہ کیا، ایک یہ بھی واقعہ یاد گار ہے کہ عرصۂ دراز کے بعد جب ایرانیون نے یونان پر چڑھائی کی اور میراتھان کا عظیم الشان رن پڑا تو اکثر سپاہیون کو یہ یقین ہوگیا تھا کہ انھون نے تھی سی اس کی مسلح شکل یا (پرچھاوین) کو اس شان سے دیکھا کہ اُنکے آگے آگے دشمنون پر حملہ آور ہو رہی ہے؛ اور جب یہ لڑائیان ختم ہوئین تو فیڈو کے زمانۂ آرکنی[1] مین ڈیلفی کے مندر سے لوگون نے مشورہ لیا اور دیوتا کی طرف سے یہ حکم پایا کہ تھی سی اس کی ہڈیان جمع کیجائین اور انھین ایک پاکیزہ مقام پر تبرکات کی طرح شہر مین محفوظ کردیا جاے؛ لیکن ان ہڈیون کا پتہ چلانا بہت دشوار تھا خصوصاً جاہل اہل جزیرہ کی وحشیانہ ضد اور درشت طبائع کی وجہ سے جستجو کرنی بھی مشکل تھی کہ اسکی نعش یا ہڈیان کس جگہ دفن ہوئین - بایں ہمہ ایک عرصے کے بعد جب کائمن نے اس جزیرہ کو فتح کیا (جسکی تفصیل اسکی سوانح عمری مین مذکور ہے) اور نہایت متمنی ہوا کہ تھی سی اس کی قبر کا

[1] آرکن، ایتھنز مین اس حاکم سیاسی کو کہتے تھے جو اُن کے ہان ہمیشہ بطور افسر اعلے کے منتخب ہوتا رہتا تھا ؛

کسی طرح سُراغ مل جاے تو ایک دن اتفاقیہ اُس نے کسی عقاب کو ایک بلند ٹیکری پر چونچین مارتے اور پنجون سے زمین پھاڑتے دیکھا۔ اسوقت دفعتہً اُسکے دل مین یہ بات آئی، جیسے الہام ہوتا ہے کہ اسی مقام کو کھود کر تھی سی اُس کی نعش تلاش کی جاے۔ چنانچہ اُس جگہ ایک غیر معمولی جسامت کے آدمی کی لاش کفن مین لپٹی ہوئی ملی جسکے پاس ایک تلوار اور برچھی کا پتلی پھل رکھا ہوا تھا۔ ان سب کو کامن نے اُٹھوا کر اپنے جہاز پر رکھوا دیا اور اپنے ساتھ انھین ایتھنز لایا۔ اس خبر کو سُنکر ایتھنز مین بڑی خوشیان منائی گئین اور تمام اہل شہر جلوس بنا بنا کے قربانیان کرتے ہوے اُس لاش کے استقبال کو اس شوق کے ساتھ گئے گویا خود زندہ تھی سی اُس کی پیشوائی کو چلے ہین۔ اب یہ لاش شہر کے وسط مین موجودہ جمنازیم کے قریب مدفون ہے۔ اسکا مقبرہ ابتک غلامون کی اور ان سب ادنے درجے کے لوگون کی جاے پناہ ہے جو مقتدر لوگون کے مظالم سے بھاگتے ہین اور اس یادگار کو تازہ کرتے ہین کہ وہ جب زندہ تھا تو ہمیشہ مظلومون کی حمایت اور دستگیری کیا کرتا تھا اور کبھی اُن غمزدہ بدنصیب لوگون کی جو اسکی پناہ مین آجاتے درخواست رد نہ کرتا تھا۔ سب سے بڑی اور پر احترام قربانی کا دن جو وہ اوس کی یادگار مین کرتے ہین ماہ پیانپسیان کی آٹھوین تاریخ ہے۔ کہ اسی روز وہ ایتھنزی قیدیون کو لے کر کریٹ سے واپس آیا تھا۔ علاوہ ازین وہ ہر آٹھوین تاریخ اسکے نام پر قربانیان کرتے رہتے ہین جسکی وجہ یا تو یہ ہے کہ دیودورس جغرافیہ نویس کے بقول تریزن سے اسکی آمد کی تاریخ ہکاٹومبیان مہینے کی آٹھوین تھی۔ اور یا لوگون نے یہ تاریخ اسکے لیے اس واسطے مخصوص کردی ہے کہ وہ پنچون دیوتا کا بیٹا مشہور تھا اور پنچون کی نذر نیاز کا دن یہی تاریخ ہے، کیونکہ آٹھ کا ہندسہ جو پہلے جفت (یعنی دو) کا مکعب اور پہلے مربع (یعنی چار) کا دُگنا ہے، اسی دیوتا کی زبردست قوت استحکام و استقامت کا نشان سمجھا جاتا ہے، اور اسی بنا پر اس کو اسفالیس اور گیوجس کے نامون سے یاد کرتے ہین جن کے معنی زمین کو قائم و استوار رکھنے والے کے ہین۔

رُومیولس

(Romulus)

رُومہ الکبریٰ جس کا نام شوکت وجلال کا مظہر ہے۔ تاریخ سے نہین کھلتا کہ کس نے آباد کیا۔ اور کیون آباد کیا؟ ایک قول یہ ہے کہ قوم پلاسی جی نے جب صحرا نوردی ترک کی تو وہ اس مقام پر بسے اور اپنی قوم کی برگزیدگی ظاہر کرنے کے لیے بستی کا نام رومہ رکھا (رومہ قدیم لاطینی مین قوت وچیرہ دستی کو کہتے ہین) بعض مؤرخ کہتے ہین کہ نہین۔ یہ غلط ہے۔ بلکہ اصلیت یہ ہے کہ جب پرانی دنیا کا مشہور ومعروف شہر ٹروا سے مفتوح ہوا تو جو لوگ موت کے گھاٹ اترنے سے بچے۔ وہ بھاگ بھاگ کر جہازون مین چھپے اور سمندر مین توکل علی اللہ جدھر مُنہ اُٹھا چل پڑے ہوا نے ان بیکسون کی یاوری کی اور یہ بیڑا سمندر کی لہرون سے لڑتا بھڑتا ساحل لٹس کنی پر پہونچا اور وہین لنگر ڈالدیا۔ سمندری سفر اور بھوک پیاس نے تمام مفرورین کو مضمحل کر دیا تھا خصوصًا عورتین بہت ہی تھک گئی تھین۔ اور اپنی بے سروسامانی سے زیادہ سمندری سفر کو وبال سمجھتی تھین۔ انھون نے آپس مین مشورہ کیا کہ کسی ترکیب سے اپنے مردون کو زمین ہی پر روک رکھین اور جہازی سفر کا جھگڑا چکا دین پس رومہ نے جو حسب ونسب اور عقل وذہانت مین اپنی ساری ساتھ والیون سے ممتاز تھی یہ راہ نکالی کہ مردون کو اطلاع دیے بغیر بیڑے کو آگ لگا دی جاے۔ چنانچہ سب نے مل کر یہی کیا۔ اور ہر ایک جہاز مین آگ لگا دی جو اُنکے مرد پہلے تو بہت برافروختہ ہوے۔ مگر آخر ہار جھک مار کر اسی نتیجے پر پہونچے جو عورتون نے سوچا تھا۔ انھون نے پلائی ام کے پاس اپنے ڈیرے ڈنڈے ڈال دیے۔ اور خلاف توقع بڑی خوش حالی سے بسر کرنے لگے۔ بات یہ ہوئی کہ ملک زرخیز تھا۔ اور اہل ملک مہمان نواز۔ اسی لیے

نئے آنے والون کی محنت نے بہت جلد انھین غنی کر دیا۔ اس طرح کہا جاتا ہے کہ رومہ اس شہر کی بانی ہوئی۔ اور اُسی کے نام سے وہ بستی رومہ کہلانی لگی۔ یہ بھی کہتے ہین کہ عورتون کا اپنے خاوندون اور عزیزون کو بوسہ دینا اُسی زمانے کی رسم ہے۔ اور اُس کی اصلیت یہ ہے کہ جب ٹروا کے کا بیڑا جلا۔ تو عورتون نے اپنے مردون کے غصّے کو فرو کرنے کے لیے اسی قسم کے پیار و اخلاص کا برتاؤ کیا تھا۔

مؤرخون نے رومہ کے نسب مین اختلاف کیا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ اطاؤس اور لوکیریہ کی بیٹی تھی۔ کسی کا بیان ہے کہ ہرقل کے بیٹے تلافوس کی بیٹی اور ایئس یا ایئس کے بیٹے اسکانس کی بیوی تھی۔ بعضون کا قول ہے کہ رومہ کا بنانے والا آلی سینز اور سرسی کا بیٹا رومانوس ہے۔ بعض کہتے ہین کہ رومنوس جو قوم لاطینی کا بادشاہ تھا۔ اور تھسلی سے لڈیہ اور لڈیہ سے اٹلی مین آیا تھا اُس نے رہنے ہین لوگون کو نکال کر یہ شہر بنایا ہے۔ ان اختلافات کا سلسلا یہین تک نہین ہے بلکہ وہ تمام مؤرخ جن کا قیاس ہے کہ رومہ کا بانی رومیولس ہے وہ بھی رومیولس کے نسب مین متفق نہین۔ انمین سے بعض کا قول یہ ہے کہ رومیولس کے والدین ایئس اور فوربس کی بیٹی ڈکسی تھیا تھے اور شیر خوارگی کے زمانے مین وہ (رومیولس) اور اُس کا بھائی ریمس اٹلی مین بھیجدیا گیا تھا۔ اس سفر مین تمام جہاز طوفان سے تباہ ہو گئے تھے مگر صرف ایک کشتی جس مین یہ دونون بھائی سوار تھے بچ گئی اور جھکولے کھاتی ہوئی کنارے آلگی تھی۔ ان ہی خوش نصیب بچنے والون کے نام پر یہ جگہ رومہ کہلائی۔ اور بعض کہتے ہین کہ رومیولس اوسی رومہ کا بیٹا ہے جس نے ٹروا کے کا بیڑا جلایا تھا۔ کچھ لوگ اس بات کے قائل ہین۔ کہ رومیولس کو مریخ دیوتا نے ای میلا کو بخش دیا تھا۔ جو ایئس اور لیتیہ کی بیٹی ہے۔ ان بیانات کے علاوہ کچھ اور قول بھی ہین جن مین رومیولس کے حسب نسب کا ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن یہ بے سر و پا افسانون سے زیادہ وقیع نہین۔ مشہور ہے کہ البا کا کوئی بادشاہ ترنشی نس بڑا ظالم اور بے رحم گذرا ہے۔ اُس کے سامنے ایک دن ایسا ہوا کہ یکایک ایک صورت آتش دان مین سے نکل کر کھڑی ہو گئی اور کئی دن تک کھڑی رہی۔ جب ترنشی نس نے مل کی کے سب سے بڑے معبد مین بھیجکر (استکہان) یا استخارہ کرایا۔ تو یہ جواب ملا کہ اس

بھوت کو کنواری لڑکی کی بھینٹ دینی چاہیے۔ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو شجاعت اور اقبال مین دنیا کے نام آورون پر فوق لیجائیگا۔ ترشی تس نے اس بات کا ذکر خود اپنی ایک بیٹی سے کیا اور حکم دیا کہ وہ اُس بھوت کے پاس چلی جاوے۔ مگر یہ لڑکی اس بات پر رضامند نہ ہوئی اور اُس نے اپنی جگہ اپنی خواص کو بھیجدیا۔ ترشی تس اپنے حکم کی خلاف ورزی پر بہت جھلایا اور غصے سے ان دونون عورتون کو قید مین ڈلوادیا۔ وہ انھین مروانا چاہتا تھا۔ لیکن خواب مین وستا دیبی نے اس بات سے منع کیا اور کہا کہ اُن کو قید ہی مین ایک کپڑا بُننے کی سزا دی جاے۔ اور جب وہ جنچکین تو اُن کو بیاہ دیا جاے۔ مگر ترشی تس اتنی رعایت بھی نہ چاہتا تھا۔ پس اس نے یہ ترکیب نکالی کہ دن بھر مین جتنا کپڑا بنا جاتا۔ وہ رات کو اپنے نوکرون سے دوبارہ کھلوا دیتا۔

اسی عالم مین اُس خواص کے دو جوڑوان لڑکے پیدا ہوے جنھین ترشی تس نے اپنے کسی نوکر مسمی تراتس کے حوالے کیا کہ ہلاک کردے۔ مگر تراتس نے ان بچون کو لیجاکر دریا کے کنارے ڈال دیا جہان ایک مادہ گرگ انھین آکر دودھ پلا جاتی تھی اور پرندے اُن کو بھرا بھی دیا کرتے تھے۔ جسنے ایک گڈریے نے یہ تماشا دیکھا۔ اور ڈرتے ڈرتے دونون بچون کو اُٹھاکر اپنے گھر لے آیا۔ یہ ہی بچے جب جوان ہوے۔ تو انھون نے ترشی تس پر حملہ کیا اور اُس پر غالب آگئے۔ یہ ہے وہ افسانہ جسے پروے تھین نے بیان کیا ہے۔ اور یہ وہ شخص ہے جسنے اٹلی کی ایک تاریخ ترتیب دی ہے۔

لیکن وہ قصہ جس کے اکثر حصون پر کثرت راے متفق ہے، سب سے اوّل دیونسی اس Dionysius نے یونانیون مین شائع کیا تھا۔ اور فے بی اس پکٹر بھی اُس کو مانتا تھا۔ معمولی اختلافات کو چھوڑ کر اُس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ شاہان البا، اینیس کی اولاد مین تھے۔ اور ان ہی کی نسل مین بادشاہت نومی ٹر اور ایمولیس دو بھائیون تک پہونچی۔ ایمولیس نے اپنے مال وسامان کو دو حصون مین تقسیم کرنا چاہا اور ایک حصے مین بادشاہت رکھی اور دوسرے مین تمام زر نقد و جواہرات رکھے۔ نومی ٹر نے بادشاہت لینی پسند کی لیکن ایمولس جس کے حصے مین روپیہ آیا تھا۔ تھوڑے ہی دن مین سلطنت کا بھی مالک بن بیٹھا۔ کیونکہ فقط ملک سے اُس کا بھائی اُسکا مقابلہ نہ کرسکتا تھا۔ نومی ٹر

کے ایک بیٹی بھی تھی جس کا نام ایلیہ یا ریا۔ یا سلویہ تھا۔ ایمولیس ڈرا کہ کہیں اس لڑکی کی آیندہ اولاد حریف سلطنت نہ ہو۔ پس اُس نے اُس کو حکماً مُرلی بنوا دیا۔ تاکہ وہ مدۃ العمر کنواری رہے مگر کچھ زیادہ مدت نہ گذری تھی کہ یہ لڑکی حاملہ پائی گئی۔ جو نہ ہی قانون کے سراسر خلاف تھا اور جس کی سزا موت تھی۔ بے شبہ سلویہ ان تمام عقوبتوں اور اذیتوں کا شکار ہوتی اگر خود بادشاہ کی بیٹی اپنے باپ سے سفارش نہ کرتی۔ تاہم اتنی سزا ضرور دی گئی کہ سلویہ کو حراست میں لے لیا گیا اور لوگوں سے ملنے جلنے کی ممانعت کر دی گئی تاکہ اُس کے ہاں بادشاہ کی بے خبری میں بچہ نہ ہو جائے جب حمل کے دن پورے ہوئے تو سلویہ کے دو بچے پیدا ہوئے، جو حسن اور قد و قامت کے لحاظ سے بالکل غیر معمولی تھے۔ اب ایمولیس اور بھی ڈرا اور اس نے اپنے ایک نوکر کو حکم دیا کہ انھیں جنگل میں پھینک آئے۔ اس شخص کا نام فاسٹولس بیان کیا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں نہیں۔ فاسٹولس تو وہ شخص ہے جس نے اُن کی پرورش کی۔ غرض وہ جو کوئی بھی ہو ان معصوم بچوں کو ایک مشکے میں رکھکر دریا کی طرف پھینکنے کو چلا۔ لیکن دریا چڑھاؤ پر تھا اور اس کے غرّاٹے نے اُسے اس قدر دہشت زدہ کیا کہ پاس جانے کی جرأت نہ ہوئی اور وہ بچوں کو کنارے پر ڈال گیا۔ دریا نے بڑھکر مشکے کو بہا دیا اور بہاتے بہاتے ایک قطعۂ زمین پر پہونچا دیا۔ جسے اب سرمانس کہتے ہیں۔ یہ جگہ پہلے جرمانس کہلاتی تھی اور اس کی اصل غالباً جرمانس ہے۔ جس کے معنے ہیں دو بھائی۔

اس مقام کے قریب ایسا ہوا کہ ایک پیڑ کھجور کا اُگا جسے اب تک رومی نالس کہتے ہیں اور عوام میں مشہور ہے کہ یہ نام رومیولس ہی کی وجہ سے رومی نالس ہوا ہے۔ مگر دوسری وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ اسکے سائے میں بھیڑ بکری گائے بھینس دھوپ سے بچکر آ بیٹھتے تھے اور جگالی کرتے تھے جسے اطالین زبان میں رومی نے ٹنگ (Ruminating) کہتے ہیں۔ لیکن ان سب سے بہتر وجہ تسمیہ لفظ رُوما معلوم ہوتی ہے جس کے معنے تھن کے ہیں۔ گمان غالب ہے کہ رومیولس اور ایس نے جو موشی کا دودھ پیکر یہاں پرورش پائی تو جگہ کا نام بھی تھن کے دودھ کی مناسبت سے رومی نالس ہو گیا۔ کیونکہ ایک دیوی بھی اسی وجہ سے رومی لیا کہلاتی ہے

کہ وہ شیر خوار بچون کی پالنے والی ہے اور اب بھی اس پر قربانی جو چڑھائی جاتی ہے اس مین شراب کی جگہ دودھ لنڈھاتے ہین ؛

المختصر یہ بچے یہان تک دریا کے بہاؤ سے بھونچ گئے اور یہین انھین ایک مادہ گرگ دودھ پلاتی تھی اور کٹھ بھوڑا آن کر بھرا جاتا تھا ؛ یہ دونون جانور مریخ دیوتا کے بیرہن اور کٹھ بھوڑے کی تواب تک اٹلی والون مین تقدیس وعبادت ہوتی ہے ؛ اس طرح گویا بچون کی مان کا کہنا کرسی نشین ہوا کہ یہ بچے مریخ کی اولاد ہین ؛ پھر بھی بہت سے لوگ اس بات کے قائل نہین وہ کہتے ہین کہ یہ بہانہ تو امیولیس نے گھڑلیا تھا اور وہ خود ہی مسلح ہو کر سلویہ سے ہم بستر ہوا تھا اگرچہ اس بیچاری کو یہی یقین آگیا کہ یہ اپنی کہن کے مطابق سچ مچ مریخ دیوتا ہے ؛

ایک دلچسپ روایت یہ بھی سننے مین آئی ہے کہ مادۂ گرگ سے پرورش پانے کی اصلیت کچھ نہین مگر بچون کی اتا کا مبہم نام - کیونکہ لاطینی مین مادۂ گرگ کے لیے جو لفظ ہے (یعنی لوپی Lupae) ہم کار عورتون کے لیے بھی بولا جاتا ہے اور فاسٹولس کی بیوی اکا لارنشیہ جس نے ان بچون کو پالا پوسا وہ بھی کچھ اسی قسم کی عورت تھی - رومی لوگ اب بھی اس عورت کے نام پر قربانیان چڑھاتے ہین اور اس تہوار کا نام لارنشین ہے ؛ اسی سلسلے مین یہ بھی لکھدینا چاہیے کہ اس نام کی ایک دوسری عورت بھی گذری ہے جس کی توقیر وتقدیس کی جاتی ہے ؛ اس کا قصہ یون ہے کہ ہرقل دیوتا کے پجاری کو ایک دن خالی بیٹھے بیٹھے یہ سوجھی کہ آؤ دیوتا سے ایک بازی چوسر کی بدکر کھیلین - اور جیت مین کوئی قیمتی تحفہ اس سے حاصل کرین - لیکن اگر دیوتا جیت جائے تو اسکے لیے عمدہ عمدہ کھانے پکوانے کے علاوہ ایک حسین عورت بھی پیش کی جاے ؛ چنانچہ بازی بچھی اور کھیل شروع ہوا - اتفاق دیکھو کہ پجاری صاحب کا ہر یانہ اوندھا پڑا اور دیوتا کی بازی جیت گئی ؛ شرط کا ایفا ضروری تھا اس لیے پجاری نے دیوتا کے لیے دسترخوان بچھوانے کے علاوہ لارنشیہ کو جو اس وقت کمال حسن پر تھی روپیہ دیکر دیوتا کی خدمت کے واسطے منتخب کیا اور پلنگ بچھا کر مندر مین اس کو تنہا بند کردیا جیسے حقیقت مین دیوتا آنے والا تھا - کہتے ہین

کہ اسکا یہ سامان فی الواقع بیکار نہ گیا، بلکہ سچ مچ دیوتا لارنشیہ کے پاس آیا اور اس کو حکم دے گیا کہ صبح دم منڈی مین جو شخص سب سے پہلے نظر پڑے اسی کو سلام کرکے اپنا دوست بنالے؛ چنانچہ اسی ہدایت کے مطابق اس کی شناسائی متروئیس سے ہوئی جو ایک مسن اور خاصہ دولتمند آدمی تھا اور تجرد مین اپنی زندگی بسر کرتا تھا۔ وہ لارنشیہ کے ساتھ بہ محبت پیش آیا اور مرتے وقت سارا مال منال اس کے نام چھوڑ گیا۔ اور لارنشیہ نے اس کثیر دولت کو اپنے وصیت نامے مین لوگون کے لیے وقف چھوڑا اور خود، کہتے ہین کہ عین اس جگہ جا کے غائب ہو گئی جہان کہ پہلی لارنشیہ مدفون تھی یہ جگہ ولابرم کہلاتی ہے اور اب تک اہل روما اس کو متبرک سمجھکر وہان نذر نیاز چڑھاتے ہین؛

اب ہم اصل قصے کی طرف پھر رجوع کرتے ہین کہ یہ دونون بچے فاسٹولس کے ہان جو امیولس کے مویشی چراتا تھا پرورش پاتے رہے اور کسی کو اس بات کی خبر نہ ہوئی؛ البتہ بعضون کا یہ کہنا قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ نومیٹر اس راز سے آگاہ تھا اور خفیہ طور پر ان کی (یعنی اپنے نواسون کی) امداد کرتا رہتا تھا۔ کیونکہ سنا ہے ان کی تعلیم باقاعدگی کے مدرسے مین ہوئی تھی اور وہ تمام امیزنہ فنون سے اچھی طرح واقف تھے۔ ان کا تمام جیسا کہ ہم لکھ چکے ہین اسی وقت سے رومیولس اور رمیس پرورش پاتے تھے، جب سے کہ فاسٹولس نے انھین مادہ گرگ کا دودھ پیتے دیکھا تھا؛ شیر خوارگی ہی مین ان کا حسن اور قد و قامت ان کی عالی نسبی کے گواہ تھے اور بڑے ہوے تب بھی جو کام وہ کر سکتے تھے دوسرا نہ کر سکتا تھا۔ اور ان کی ہمت اور بہادری سارے مین مشہور تھی؛ مگر رومیولس جو کام کرتا تھا اس کو بہت سوچ بچار کے اور لوگون سے مشورہ لینے کے بعد کرتا تھا، نیز اس کی طرز سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ حکومت اٹھانے کے لیے نہین حکومت کرنے کے لیے پیدا ہوا ہے؛ چنانچہ ان دونون کے ساتھی اور ہمسایے تو سب ان سے محبت اور عزت سے پیش آتے تھے مگر بادشاہی چرواسی بر قنداز یا کچہری کے ملازم ان کی نظرون مین بالکل معمولی اور ان ہی جیسے آدمی تھے اس لیے جب یہ لوگ حکومتین جتاتے تو ان لڑکون کو ان سے الٹی نفرت ہوتی تھی اور وہ ان کی کوئی بات نہ مانتے تھے؛ وہ دونون سستی اور کاہلی کو بھی پاس نہ پھٹکنے دیتے تھے اور اچھے اچھے دوڑ دھوپ کے کھیل کھیلتے رہتے تھے

کبھی چوروں کو پکڑتے تھے کبھی قزاقوں سے مقابلے کرتے تھے اور کبھی مظلوم کمزوروں کی حمایت مین ظالمون سے لڑتے تھے۔ اس طرح دونون کی بہت ناموری ہوگئی تھی؛ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ نیومٹر اور امیولیس کے چرواہے آپس مین لڑپڑے۔ اور جب نیومٹر والے اپنے حریفون کے مویشی ہنکا کے لیجانے لگے تو امیولیس کے آدمیون سے (جنمین رومیولس اور رمیس بھی شامل تھے) برداشت نہ ہوئی بلکہ انھون نے حملہ کرکے سارے جانوران سے چھین لیے اور ان سب کو مار مار کے بھگا دیا؛ یہ خبر نیومٹر کو پہونچی تو وہ بہت جھلّایا مگر یہان کسی کو پروا بھی نہ ہوئی بلکہ سب چرواہے خاصی طرح سرکشی پر آمادہ ہوگئے اور ایک جماعت بہت سے کنگلون اور بھگوڑے غلامون کی جمع کی؛ مگر سوء اتفاق سے یہ ہوا کہ رومیولس تو کچھ مذہبی رسوم اور قربانیان ادا کرنے مین لگا ہوا تھا جن کا وہ طبعًا شائق تھا اور اُدھر رمیس تین چار ساتھیون کے ساتھ باہر گیا ہوا تھا کہ نیومٹر کے نوکرون کا رمیس سے آمنا سامنا ہوگیا؛ وہ تعداد مین زیادہ تھے، ٹوٹ کے گرے اور تھوڑی سی لڑائی کے بعد رمیس کو پکڑ کے اپنے آقا پاس لے گئے کہ یہی شخص فساد کی جڑ ہے؛ اب نیومٹر کو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر مین بطور خود سزا دیدون تو کہین میرا بھائی امیولیس ناراض ہوجائے پس وہ اپنے بادشاہ بھائی کے پاس پہونچا اور اس کے نوکرون کے تمرد و سرکشی کی شکایت کرکے چاہا کہ وہی رمیس کو سزا دے؛ اور لوگون نے بھی اس واقعے کو نیومٹر کی ہتک سمجھا تھا وہ سب اس کے موافق تھے اس لیے امیولیس کو سوائے اس کے کچھ نہ بن پڑا کہ اپنے بھائی کو کامل اختیار سرکشون کی سزا کا دیدے؛ رمیس دوبارہ نیومٹر کے ساتھ اسکے مکان پر لایا گیا مگر ان واقعات سے اسپر مطلقاً کوئی ہراس طاری نہ ہوا تھا وہ ویسا ہی بے خطر ڈٹا کھڑا تھا اور اس کے قدرتی حسن و جمال کو اس کی جلادت و صولت دُگنا رہی تھی، اس قدر، کہ نیومٹر بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور جب اس کے اور قصے جرأت و بہادری کے سنے اور غور سے اس کے شجاعت آثار منور چہرے کو دیکھا تو ازرہ استعجاب پوچھنے لگا کہ سچ بتاؤ تم کون ہو اور کس خاندان سے تعلق رکھتے ہو؛ رمیس کی ہمت بڑھ گئی وہ کہنے لگا کہ مین تم سے جو صلیت ہے وہ بے کم و کاست ظاہر کردونگا کیونکہ تم مجھے امیولس

سے زیادہ شاہانہ مزاج کے شہزادے معلوم ہوتے ہو اور مجھے سزا دینے سے پہلے چاہتے ہو کہ تھوڑی بہت تحقیقات بھی کرلو۔ بات یہ ہے کہ پہلے تو ہم (ہم سے مراد مین اور میرا جوڑوان بھائی ہین) اپنے کو فاسٹولس اور لارنشیہ کی اولاد سمجھتے رہے لیکن اب یہان قید ہونے سے ذرا پہلے ہم نے عجیب عجیب باتین اپنے بارے مین سُنی ہین جو کچھ تعجب نہین کہ آج اچھی طرح سے کھل جائین کہتے ہین ہماری پیدایش بالکل مخفی ہوئی تھی اور ہم ناندین دریا کے کنارے پڑے تھے ماؤہ گرگ ہمین دودھ پلاتی تھی اور کٹھ پھوڑا آنکر ہم کو بھرا جاتا تھا۔ چنانچہ یہ ناند ابھی تک برنجی پتیون مین جڑی ہوئی موجود ہے گو ان پتیون پر جو کتبہ ہے وہ اب پڑھا نہین جاتا مگر ممکن ہے کہ ہمارے مرنے کے بعد یہ نشانیان ہمارے والدین کی پہچان مین آئین؛

نیومٹر نے جو یہ باتین سُنین اور اپنے دل مین تاریخ ملائی تو شبہ قوی ہوگیا اور وہ اب اس فکر مین ہوا کہ کسی طرح اپنی بیٹی سے (جو ہنوز قید مین تھی) ان تمام معاملات کے متعلق بات چیت کرے اُدھر کی سنیے کہ فاسٹولس نے جو ریمس کی گرفتاری سُنی تو بھاگا ہوا رومیولس کے پاس گیا کہ جس طرح بنے اس کے بھائی کو رہا کرائے اور اسی وقت اُس نے انکی پیدایش اور پرورش کا حال بھی صاف صاف سنا دیا۔ پہلے بھی اشارۃً ایسی باتین بتا چکا تھا جن سے سمجھدار آدمی بہت کچھ نتایج پیدا کرسکتا ہے لیکن اس موقع پر اس نے سب باتین کھول دینے کا ارادہ کرلیا اور وہی ناند یا منگا لیکر نیومٹر کے پاس دوڑا گیا کہ کہین اس کے پہونچنے سے پہلے ریمس قتل نہ ہوجاے۔ لیکن شاہی محل کے دروازے پر جب سپاہیون نے اُسے روکا اور سوال پر سوال کرنے شروع کیے تو وہ نہایت سراسیمہ اور دق ہوا حتی کہ وہ ناند بھی جسے وہ چھپاے ہوے تھا ان پر ظاہر ہوگئی؛

اتفاقاً ان سپاہیون مین ایک شخص وہ بھی تھا جو بچون کے پھینکنے مین شریک تھا اسکی وہ ناند دیکھی ہوئی تھی وہ فوراً تاڑ گیا کہ کچھ نہ کچھ دال مین کالا ضرور ہے چنانچہ اس نے بادشاہ کو اطلاع دی اور فاسٹولس کو بھی پکڑ دھکڑ کر اس کے روبرو پیش کردیا۔ بچارے فاسٹولس کی جان اب بڑی مشکل مین پھنسی۔ نہ تو وہ اتنا بہادر ہی تھا کہ مطلق خوف زدہ نہ ہوتا اور نہ وہ اس قدر بودا تھا کہ آسانی

رازافشا کردیا؛ اتنی بات تو اُس نے ضرور ظاہر کردی کہ وہ بچے زندہ سلامت ہین لیکن اس کے آگے یہ حاشیہ چڑھایا کہ اب وہ یہان سے بہت دور دراز مقام پر بکریان چراتے ہین؛ اور اپنی نسبت کہنے لگا کہ مین تو صرف یہ ناند الیا (یا سلویہ) کے دکھانے کے لیے لے جارہا تھا کہ اُسے بہت آرزو اس کے دیکھنے بھالنے کی لگی ہوئی تھی، تاکہ کچھ نہ کچھ امید اپنے بچون کی سلامتی کی ہوجاے؛ جو لوگ گنہگار ہوتے ہین وہ غصے یا ڈر مین کام بھی گھبراکر اوندھے سیدھے کرنے لگتے ہین۔ چنانچہ ایسا ہی کچھ حال امیولیس کا ہوا۔ کیونکہ اُس نے نیومٹر کے پاس جس شخص کو بچون کے دریافت حال کو بھیجا وہ نیومٹر ہی کا دوستدار اور ایک شریف طبیعت امیر تھا۔ اُس نے جو آکر دیکھا کہ رئیس اپنے بچھڑے ہوے نانا سے ہم آغوش ہورہا ہے تو خود بھی ساری اصلیت کو پاگیا اور اسی نے شریک حال ہوکر انھین صلاح دی کہ جو کچھ کرنا ہے فوراً کرنا چاہیے؛ اور واقعی وقت اتنا تنگ تھا کہ اب مزید توقف نہایت مخدوش تھا خصوصاً اس لیے بھی کہ اس اثنا مین رومیولس آگے بڑھا آرہا تھا اور بہت سے لوگ جنھین امیولیس سے نفرت تھی اس سے جاجاکے مل رہے تھے علاوہ ازین خود وہ اپنے ساتھ ایک بڑا گروہ لایا تھا جن کی تعداد سو آدمیون کی کمپنیان تھین اور ہر ایک کے افسر پاس جو جھنڈے تھے ان مین کپڑے کی جگہ بانسون پر ٹہنیان باندھی تھین۔ ٹہنیون اور جھاڑیون کے جھنڈ کو لاطینی لوگ مانی پولی کہتے ہین اور اسی لیے اس وقت سے کمپنیون کو بھی مانی پولاری کہنے لگے؛ اب رئیس تو اندر سے شہر والون کو بغاوت پر اُکسا رہا تھا اور رومیولس باہر سے حملون پر حملے کررہا تھا؛ امیولیس بالکل اس موقع پر گھبراگیا اس کے ہاتھ پاؤن پھول گئے اور اسی بدحواسی کی حالت مین گرفتار ہوکر مارا گیا؛ یہ ہے وہ قصہ جس کا بیشتر حصہ فے بیس اور دیونسی کی تاریخون سے ماخوذ ہے؛ روما کی بنیاد اور آبادی کا بیان سب سے پہلے انھین نے کیا ہے، اور گو بہت لوگ اس روایت کو افسانۂ بے سروپا سمجھتے ہین کہ اس مین بہت سی باتین خلاف عقل ہین لیکن سچی بات تو یہ ہے کہ اہل روما کی حیرت خیز ترقیان دیکھ کر یہ کہنا واجبی ہے کہ کیا تعجب ہے جو خدا نے ان کی ابتدا بھی مافوق العادت اتفاقات سے کی ہو؛ دوسرے تقدیری امور اکثر ایسے دیکھنے مین آئے

ہین جن کو سمجھنے سے آدمی قاصر رہ جاتا ہے ؛

جب امیولیس کا قصہ چکا گیا اور سب معاملات صاف ہو گئے تو دونون بھائیون نے ہجرت کی ٹھیرائی اور حکومت کرنے کی تو انھون نے دل مین ٹھان ہی لی تھی مگر اپنے نانا نیومیٹر کی حیات مین یہ کسی طرح ان کو گوارا نہ تھا کہ وہ اس ملک کی جسے البہ کہتے تھے، زمام حکومت اپنے ہاتھ مین لے لین - پس یہان کی بادشاہت تو انھون نے نانا ہی کو سونپی، اور اپنی مان کو عزت و احترام سے رہا کر کے خود اس جگہ جہان شیر خوارگی مین پرورش پائی تھی ایک شہر بنانے پر مستعد ہو گئے ؛ حقیقت یہ ہے کہ اگر وہ یہین رہ پڑتے تو وہ فوج در فوج لٹیرے اور مفرور غلام جوان کے پاس اتفاقاً جمع ہو گئے تھے وہان دم نہ لیتے اور ادھر اُدھر جہان سینگ سمایا چل دیتے اور ان سے فائدہ اوٹھانے کا بڑا عمدہ موقع ہاتھ سے نکل جاتا ؛ پس اس جماعت کے لیے الگ ایک بستی کی ترکیب نہایت موزون تجویز تھی ؛ کیونکہ خود البہ والے بھی اس بات سے خوش نہ تھے کہ یہ جماعت انمین آکے رہے، اور اس کا ثبوت عورتون کے لے بھاگنے سے بھی ملتا ہے جسکا ذکر آگے آئیگا ؛ یقیناً یہ حرکت محض اس مجبوری سے عمل مین آئی کہ ان مفرورین کو خوشی سے کوئی بھلا آدمی اپنی بیٹی دینے پر رضامند تھا ؛

شہر کی بنیاد ڈالنے کے بعد ہی انھون نے ایک مندر اسی لس دیوتا کا تعمیر کیا - یہ ہر قسم کے مجرم کے لیے ایک جاے پناہ تھی کہ جس مین آنے کے بعد نہ آقا اپنے نوکر کو لے سکتا تھا نہ قرض خواہ اپنے مقروض کو اور نہ مجسٹریٹ مفرور قاتل کو - کیونکہ وہان والے اس کو ایک مقدس مقام بتا کے کہتے تھے کہ ہمین دیوتا نے یہی تاکید کر دی ہے - چنانچہ اس بہانے سینکڑون مجرم وہان آ آکے آباد ہو گئے اور شہر بہت جلد خوب آباد ہو گیا - تفصیل اسکی آگے آئیگی ؛

بعد ازان دونون بھائیون نے محلات وغیرہ کی تعمیر کا ارادہ کیا - لیکن جگہ کے معاملے مین ان مین اختلاف پیدا ہوا - رومیولس تو کہتا تھا کہ شہر کی عمارتین وہان بنین جہان اب اسکو یر روما (Roma Quadrata) یا (Square Roma) روما کا چوک واقع ہے

مگر ریمس کی رائے تھی کہ نہین کوہ ایونٹاین اسکے لیے زیادہ موزون ہے اور قدرتی طور پر مستحکم مقام بھی ہے (اس جگہ کو اسی کے نام پر ریمونیم کہتے تھے مگر اب رگ نادیم (Rignarium) کہتے ہین ۔) اس اختلاف کا فیصلہ یہ ٹھیرا کہ پرندون کی اُڑان سے شگون لیا جاے اور جو شخص زیادہ پرندے ایک ہی دفعہ مین دیکھ لے اسی کی بات ورہے ؛ چنانچہ دونون بھائی تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کھڑے ہوگئے ۔ اس وقت کہتے ہین ، ریمس نے تو چھ گدھ دیکھے اور رومیولس نے بارہ ۔ بعض لوگ کہتے ہین کہ نہین یہ اسکا جھوٹ تھا اور ریمس نے تو بے شک چھ دیکھے تھے مگر رومیولس نے بارہ اس وقت دیکھے جب کہ شرط کا وقت جا چکا تھا ؛ سنا ہے رومیون مین جو احترام گدھ کا شگون کے موقع پر کرتے ہین اس کی بنیاد یہی روایت ہے ، اگرچہ ہیروڈورس مورخ کا بیان ہے کہ اس سے بہت پہلے خود ہرقل (Hercules) کسی کام مین ہاتھ ڈالتے وقت گدھ کو دیکھتا تھا تو نہایت شادمان ہوتا تھا ؛ بات یہ ہے کہ یہ جانور ہے بھی شکاری پرندون مین سب سے کم آزار ۔ پھل وارد رخت غلہ مویشی یا کسی جاندار کو وہ تکلیف نہین پہونچاتا اور پرندون کو تو مردہ ہو جائین اس وقت بھی نہین کھاتا ، حالانکہ اس کی قسم کے اور جانور شکرا باز عقاب وغیرہ خود اپنے ہم جنسون کو چیرتے پھاڑتے اور کھاتے ہین ۔ اسکا کس کہتا ہے :

ہے شرافت سے وہ عاری جاندار
اپنے ہم جنسون کو جو کرلے شکار

اس کے علاوہ گدھ ایسا پرندہ ہے جو بہت کم دکھائی دیتا ہے اور پرندے ہمیشہ نظر آتے رہتے ہین مگر گدھ کی یہ بات نہین ، خصوصاً اسکے بچے تو شاذ و نادر ہی کسی نے دیکھے ہونگے ۔ یہی کم نمائی اسکی عزت کا سبب ہوگئی ہے ۔ لوگ سمجھتے ہین کہ یہ بھی کوئی خدائی امر ہے اور نجومی رمّال جو ہر بات کی ایسی ہی وجہ بتا دیتے ہین ، خاص طور پر اس بات کے قائل ہین ؛

اب یہ سنیے کہ اس فریب کی حقیقت ریمس کو بھی کسی طرح معلوم ہوگئی اور وہ بہت بگڑا اور جب رومیولس شہر پناہ کی نیو تیار کرا رہا تھا تو ریمس نے اس کی تضحیک و تحقیر کرنی شروع کی اور یہ

دکھانے کو کہ آثار کس قدر چھوٹا ہے، اسپر سے پھلانگ گیا۔ اس وقت رومیولس نے یا اس کے ایک ساتھی سیلر نے اس کو اس طرح مارا کہ گر کے مرگیا، پھر تو انمین باقاعدہ لڑائی ہو پڑی جس مین فاسٹولس اور اس کا بھائی پلس مینس بھی (جو رومیولس کی پرورش مین لوگ کہتے ہین کہ اپنے بھائی فاسٹولس کا شریک تھا) کام آئے۔ اور سیلر یہ دیکھکر فوراً بھاگ کر ملک ٹسکنی مین پہونچا۔ چنانچہ اس کی تیزپائی اب تک ضرب المثل ہے۔ اور ٹیٹیس جس نے اپنے باپ کی موت پر حیرت انگیز عجلت کے ساتھ پہلوانون کا دنگل بندھوا دیا تھا اسی تیزدستی کی بنا پر سیلر کے عوض سے مشہور ہوگیا تھا۔

اس کے بعد رومیولس نے اپنے بھائی اور دونون پالنے والون کو کوہ ریمونیا پر دفن کرایا اور خود شہر تعمیر کرنے مین لگ گیا۔ اس نے ٹسکنی سے لوگون کو بلوایا کہ وہ مذہبی رسوم اس کو بتائین اور نئی بستی کے موقع پر جو کچھ دستور ہوتے ہین ان سے واقف کرین۔ سب سے پہلے تو ایک مدوّر خندق اس عمارت کے گرد جو اب کمیٹیم Comitium یا کمیٹی گھر کہلاتی ہے تیار کی گئی اور ازرہ تقدس اس مین ہر قسم کے بکورات (یعنی پہلے پھل یا پہلی کمائی) لاکے ڈال دیے اور ہر شخص نے اپنے اپنے وطن کی مٹی بھی ایک ساتھ اس مین ملائی۔ پھر اس خندق کا نام آسمان کے نام پر مندس (Mundus) رکھا اور شہر کے گول دائرے کا اس کو مرکز تجویز کیا۔ اس کے بعد بانی شہر نے ہل مین پیتل کی پھالی لگا کر ایک سانڈ اور ایک گائے دونون کو ساتھ جوت دیا اور اسی ہل سے حدود شہر کے گرد ایک گہری لکیر یا لیکہ ڈالتا چلا گیا۔ اُسکے پیچھے پیچھے جو لوگ آرہے تھے اون کا کام یہ تھا کہ جو مٹی ہل کی داب سے اُکھڑ کر ادھر اُدھر پھیلتی تھی اُسے احتیاط سے لکیر کے اندر والے رخ کرتے جاتے تھے اس طرح کہ کوئی ڈلا حد سے باہر نہ رہ جاے۔ اس لکیر کے ساتھ ساتھ جسے وہ مختصر کرکے پیریم (Pomoerium) یعنی پوسٹ مورم (Postmoerium) یعنی زیر فصیل کہتے تھے شہر پناہ تعمیر کی گئی تھی اور جس جس جگہ انمین پھاٹک رکھنا منظور تھا وہان ہل کی پھالی کو اٹھا کر لیکہ مین فصل چھوڑ دیا تھا کیونکہ اگر پھالی وہان سے پھیر جاتی تو وہ پھاٹک مقدس ہو جاتے اور پھر ان مین ایسی چیزون کی آمد برآمد مذہبًا مشکل ہو جاتی جو ہین تو ضروریات

زندگی مین شامل مگر بالفعل ناپاک ہین ؛

تعمیر شہر کی تاریخ کے بارے مین یہ عام طور پر مسلم ہے کہ وہ دن ۲۱ وین اپریل تھا جسے اب تک رومی مقدس اور اپنے ملک کی پیدایش کا دن جانتے ہین ؛ اوّل اوّل وہ اس دن کا سے بکری کی قربانی یا ذبیحہ بھی نہ کرتے تھے کہ یہ مبارک دن ہے اس مین خون نہ گرانا چاہیئے گو یہی دن بہت مدت پہلے سے چرواہون کا تہوار بھی تھا جسے وہ پیلیا (Palilia) کہتے تھے ؛

آج کل رومی اور یونانی مہینون مین فرق عظیم ہوگیا ہے ۔لیکن کہتے ہین کہ رومیولس نے جس دن رومۃ الکبرے کی بنیاد رکھی وہ انکی تیرھوین تاریخ تھی اور اس وقت وہ ہوج گرھن پڑا تھا جسے چھٹے اولمپیاڈ[1] کے تیسرے سال انطاجس (Antimachus) نام شاعر نے دیکھا ہے ؛ حکیم وارّو (Varro) کے زمانے مین جو رومی تاریخ مین بصیرت تامہ رکھتا تھا اسکا ایک دوست تروتیس (Tarrutius) فلسفیات وریاضی کا ماہر رہتا تھا ۔اس شخص نے محض اپنے استعجاب کی تسکین کے لیے نجوم سیکھکر اس فن مین بھی کمال حاصل کیا تھا، اس کو وارّو نے رومیولس کی تاریخ ولادت معلوم کرنے کی خدمت دی اور تروتیس نے اسکے بعض صحیح حالات زندگی سنکر اپنے علم کے زور سے قطعی طور پر یہ حکم لگایا کہ رومیولس دوسرے اولمپیاڈ کے پہلے سال مین ماں کے پیٹ مین تھا اور اکیسوین تھاتھ[2] کو طلوع آفتاب کے وقت پیدا ہوا، اور رومۃ کا سنگ بنیاد فرموتھی (Pharmuthi) مہینے کی نوین تاریخ رکھا گیا ۔یہ ساری باتین واقعات مابعد کو دیکھکر تروتیس نے بتائی ہین کیونکہ لوگون کا قول ہے کہ ستارون کا خاص خاص جگہ پر ہونا خاص خاص اثرات پیدا کردیتا ہے مگر یہ اور اس قبیل کے ذکر اذکار بجاے دلچسپ اور مزے دار ہونے کے پڑھنے والے کے لیے اکثر اجیرن ہوجاتے ہین ؛

جب شہر تیار ہوچکا تو رومیولس نے ہر شخص کو جو ہتیار چلا سکتا تھا فوجی دستون مین داخل کیا

---

[1] Olympiads یونان مین قومی کھیل اور تہوار اس نام سے وقتاً فوقتاً منائے جاتے تھے کہ اُنپر اور انکی تاریخون سے سنہ قرار دیا جانے لگا تھا۔ مترجم [2] Thothi مصری مہینے کا نام۔م

یہ دستے تین تین ہزار پیادہ اور تین تین سو سواروں کے ہوتے تھے۔ ہر دستہ لیجن (Legion) (جیوہ) کہلاتا تھا کیونکہ اس میں منتخب لوگ لڑائی کے لیے شامل کیے گئے تھے؛ جو ان دستوں میں شامل نہ تھے اُن پر جمہور (پیپل People) کے لفظ کا اطلاق ہوتا تھا؛ انھیں میں سے رومیولس نے تنواہل الرائے شورے کے لیے چھانٹے تھے اور انھیں خطاب شرفا (Patricians) کا دیا تھا اور ان کی ساری جماعت سینٹ (Senate) کہلاتی تھی جسکے معنی مجلس بزرگان کے ہیں؛ شرفا کی وجہ خطاب بعضوں کے نزدیک یہ ہے کہ وہ باقاعدہ بیاہتا اور صاحب اولاد تھے بعض کہتے ہیں یہ وہ لوگ تھے جو اپنے باپ دادا کا حسب نسب بتا سکتے تھے۔ درآں حالیکہ شہر میں اور جو بھانت بھانت کے جانور جمع ہو گئے تھے انکا کچھ پتہ نہ چلتا تھا کہ کس کی اولاد ہیں؛ ایک قیاس یہ بھی ہے کہ یہ لفظ پیٹرن (Patron) سے نکلا ہے جو ایونڈر (Evander) بادشاہ کے ساتھ آیا اور کمزوروں کی حمایت اور مظلوموں کی دادرسی میں مشہور ہوا۔ لیکن ہمارے نزدیک گمان غالب یہ ہے کہ رومیولس نے زیادہ صاحب اثر ہوشیار اور دولتمند لوگوں کو اس خیال سے کہ وہ ادنے آدمیوں کی دیکھ بھال کریں پیٹرن اسلیے کہا یا کہ ادنے خائف و مرعوب ہونے کے بجاے ان سے محبت کریں اور اعلے ان پر تحکم کے بجاے شفقت کے ساتھ پیش آئیں کیونکہ لفظ پیٹرن کا مخرج لفظ پیٹر ہے جس کے معنی ہیں باپ، اس خیال کی تائید میں یہ اضافہ کر دینا بھی مناسب ہے کہ اس زمانے میں ہاؤس (ارکان مجلس) سینٹ کو حضور و جناب کے الفاظ سے یاد کرتے تھے مگر خاص رومی اتنی دنایت پر چڑھ سی روا نہ رکھتے تھے بلکہ محض پیٹرس اور آخر آخر میں پیٹرس کنس کرہتی (Patres Conscripti) کہتے تھے؛

اس طریق سے رومیولس نے شرفا اور عوام الناس میں ایک امتیاز پیدا کر دیا؛ اور باتوں میں بھی اُس نے امرا اور ادنے طبقے کے لوگوں میں حفظ مراتب کا خیال رکھا اور اس طرح بجاے کسی اختلاف یا مغایرت کے، انمیں عجیب غریب محبت و یگانگت پیدا کر دی کیونکہ امرا (Patrons)

ہمیشہ اپنی رعیت (کلائنٹس) کے پشت پناہ اور نگران ہوتے تھے قانونی عدالتون مین ان کی طرف سے پیروی کرتے تھے، نیک و بد سمجھاتے تھے اوران کے حقوق کی وکالت کرتے تھے ؛ اُدھر وہ بھی اپنے مربیون کی خدمت گزاری اور تعظیم و تکریم فرض سمجھتے تھے اور جب کبھی یہ امراقرض مین پھنس جاتے یا بیٹیون کی شادیون مین جہیز دینا انھین دشوار ہوتا تو یہی غریب محنتی ان کی مالی اعانت بھی کرتے تھے اور یہ تو قریب قریب ناممکن تھا کہ کوئی امیر اپنے لوگون کے خلاف یا وہ اُسکے خلاف شہادت دین ۔ نہ قانوناً کوئی مجسٹریٹ مجاز تھا کہ انھین ایسی شہادت مین بزور طلب کرسکے ؛ کچھ مدت کے بعد اتنا فرق انھین البتہ پڑگیا تھا کہ کوئی امیر اپنے محنتیون سے مالی امداد نہ لیتا تھا بلکہ اس کو ایک قسم کا ننگ سمجھنے لگے تھے ؛ اب ہم اس ذکر کو بالفعل ختم کرتے ہین ؛

تعمیر شہر کے چوتھے مہینے، فے بیس کے لکھنے کے بموجب، وہ عورتون کے چُرانے کا واقعہ ہوا۔ بعضون کا خیال ہے کہ یہ چوری کچھ اس لیے نہین کی گئی تھی کہ انھین عورتون کی ضرورت تھی، (جیسا کہ عام طور پر مسلّمہ ہے) بلکہ اصل مین رومیولس ایک خبگجو آدمی تھا اور وہ جانتا تھا کہ اس نئی بستی کی عظمت و شہرت بڑھانے کے لیے جارحانہ کوششون کی سخت ضرورت ہے، پس سب سے پہلے اُس نے اپنی ہمسایہ قوم سبائین (سبائنز) سے چھیڑ شروع کی اور اُن کی تیس عورتین بھگا کر زبردستی روما مین لے آیا اور یہ گویا بہانہ لڑائی پیدا کرنے کا تھا، ۔ مگر یہ قول کچھ زیادہ دل کو نہین لگتا اور نہ اس کی تصدیق اور طرح پر ہوئی ہے ۔ قرین قیاس یہی بات ہے کہ نئی بستی مین جو آوارہ خدائی خوار اور بھگوڑے ادھر اُدھر سے آن کر جمع ہوگئے تھے انھین سے بہت کم جورو والے تھے اور یہ امید بھی نہ تھی کہ کوئی ایسے گمنام مجہول النسب لوگون کو خوشی خوشی اپنی بیٹیان بیاہ دیگا، ادھر بغیر عورتون کے آبادی کا بڑھنا غیر ممکن اور اس بے سری جماعت کا روما مین ٹھیرنا محال تھا ۔ اس واسطے رومیولس نے یہ ترکیب کی اور یہ سوچا کہ اس ذریعے سے تھوڑے دن تو بے شک بیٹی دادے غم و غصہ کھائین گے لیکن آخر کار اُن سے صلح اور باہمی رشتہ داری کی پختہ اور عمدہ سبیل

نکل آئیگی ؛ پہلے تو اس نے یہ مشہور کر دیا کہ رومہ مین زمین کے اندر سے ایک دیوتا برآمد ہوئے ہین (جن کا ایک نام تو پنچیون (Necstanus) ہے اور دوسرا کنس (Consus) جسکے معنی غالبًا مشورہ دہندہ کے ہین) اور ان پر قربانی چڑھانے کے لیے فلان دن مقرر کیا جاتا ہے کہ اس روز عام و خاص سب آنکر ایک جگہ جمع ہون اور خوب خوشیان منائین ؛ پھر جب مقررہ وقت پر جم غفیر لوگون کا اکٹھا ہوگیا اس وقت رومیولس بھی اپنے امرا کو جن کے لباس قرمزی تھے جلو مین لیے آیا اور صدر مین آنکر بیٹھ گیا - یہ پہلے سے لگی بندھی تھی کہ جب وہ اپنی جگہ سے اوٹھے اور عبا کے دامن سمیٹ کر پھر پھیلائے تو اسکے مسلح ساتھی فورًا اپنا کام شروع کر دین ؛

اب رومیولس نے حرکت کی - اسکے ساتھیون کی آنکھین اس پر لگی ہوئی تھین جیسے ہی وہ اوٹھا اور مقررہ اشارہ اُس نے کیا ویسے ہی وہ سب کے سب تلوارین کھینچ کے چیختے چنگھاڑتے دوڑے اور سابینی لڑکیون کو زبردستی اوٹھا کے لے بھاگے - ان عورتون کے مرد پہلے ہی خوف زدہ ہو کر بھاگ رہے تھے، ان کا کسی نے خیال تک نہ کیا ؛

کہتے ہین کہ اس ہنگامے مین جو عورتین رومیون نے پکڑین انکی تعداد تیس تھی مگر دارپس اٹیٹیاس پان سو ستائیس بتاتا ہے اور جوبا کا بیان ہے کہ وہ کل چھ سو ستاسی کنواریان تھین - اور یہی عذر رومیولس نے بھی کیا کہ ہم نے جتنی عورتین گرفتار کین وہ سب بن بیاہی لڑکیان تھین، سوائے ہرسیلیا کے سو وہ بھی بیاہی مین پکڑی گئی تھی جس کے معنے یہ ہین کہ ان کا منشا اس زیادتی سے صرف یہ تھا کہ اپنے ہمسایون کے ساتھ اصلی برادری قائم کرلین اور انکو اپنے سے اس طرح ملالین کہ پھر وہ جُدا ہی نہ ہوسکین !

اور ہرسیلیا کے بارے مین بیانات مختلف ہین، کوئی تو کہتا ہے کہ ایک ممتاز رومی سردار ہوستی لیس (Hostilius) نے اس کو بیاہا اور ایک قول یہ ہے کہ خود رومیولس نے اُس سے شادی کی اور اس سے ایک بیٹی اور ایک بیٹا اسکے ہوے - بیٹی پہلونٹی کی تھی اس لیے اس کا نام تو پریما (Prima) رکھا گیا اور بیٹا اولیس (Aollius) اور بعد ازان ابی لیس (Abillius)

کے نام سے مشہور ہوا۔ مگر زنوڈوٹوس Zenodotus کی اس روایت کو بہتوں نے جھٹلایا ہے۔

اس ہنگامے مین چند ادنے درجے کے آدمی ایسے بھی تھے جو کسی نہایت حسین اور بیمثال لڑکی کو بھگائے لیے جارہے تھے اور جب ان کو زیادہ رتبے والون نے روکنا چاہا تو وہ چلاتے تھے کہ وہ اس لڑکی کو ایک بہادر اور مشہور امیرزادے ٹلاسیس Talassius کے واسطے لے جارہے ہین۔ یہ نام سنتے ہی سب لوگ چپ ہورہے بلکہ لڑکی کے حسن و جمال کی تعریفین کرنے لگے کہ واقعی وہ ٹلاسیس ہی کے لایق ہے اور بعض تو بھگانے والون کے ساتھ تک انھین لیجانے مین مدد دینے کو آئے اور ان کے ساتھ مل کر ٹلاسیس ٹلاسیس چلانے لگے۔ انھین سے وہ رسم رومیون مین قائم ہوئی ہے جسمین کہ وہ آج تک اپنی شادی کے وقت لفظ ٹلاسیس گاتے ہین جسطرح یونانیون مین ہی مینیس Hymenaeus گایا جاتا ہے کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ ٹلاسیس کی شادی نہایت مسعود و مبارک ثابت ہوئی تھی۔ اور اسی واسطے یہ رواج بھی مبارک سمجھا جاتا ہے لیکن سیکیس سلا Sextus Sylla جو قرطاجنہ کے ایک علم دوست اور نہایت طبیعت دار رئیس ہین راقم سے کہتے تھے کہ درحقیقت ٹلاسیس کا لفظ آغاز حملہ کا اشارہ مقرر ہوا تھا اور جب رومیولس نے پکارا "ٹلاسیس"، تو سارے حاضرین بلاے ناگہانی کی طرح سبابین لڑکیون پر ٹوٹ گرے اور جس کسی کے قبضے مین کوئی عورت آجاتی تھی وہ بھی "ٹلاسیس ٹلاسیس" چلانے لگتا تھا اسی وقت سے یہ رسم اب تک جاری ہے۔

ایک خیال یہ بھی ہے (بالخصوص جوبا کو اس کی صحت پر اصرار ہے) کہ یہ لفظ یونانی لفظ ٹلاسیا talanta کے مشتقات مین ہے، جو اس وقت اطالوی زبان کے بجاے بکثرت مستعمل تھے اور اس کے وہی معنی ہین جو یونانی مین تھے: یعنی چرخا کاتنا اور سگھڑاپے سے گھر چلانا۔ پس یہ نئی دلھنون سے محض ترغیب دلانے کے لیے کہا جاتا ہے تاکہ وہ سلیقہ شعاری کا خیال رکھین میرے نزدیک یہی قیاس اس لیے اور بھی قرین صحت ہے کہ جب اس واقعے کے بعد رومیون کی صلح

سبائین لوگون سے ہوگئی تو انھین ایک قرارداد ان عورتون کے بارے مین طے پائی اور اس مین یہ شرط بھی کھول دی گئی کہ ان عورتون سے کوئی محنت مشقت ان کے زبردستی کے خاوند نہ لینگے سوائے چرخے کے، اور اسی لیے شادی کے وقت اکثر بیٹی والے سنہنی ہنسی مین کہدیا کرتے تھے کہ "ٹلاسیس" یعنی اُن کی لڑکی سوائے چرخہ کاتنے کے اور کوئی کام خاوند کا نہین کریگی ؛

دوسری رسم جو اب تک اس زمانے کی یادگار چلی آتی ہے دُلھن کو گود مین اُٹھانے کی ہے ؛ دولھا اپنے گھر کے صحن پر پانون پانون چلنے کے بجاے گود مین لے لیتا ہے، یادگاری مین اس واقعے کی کہ سبائین لڑکیان اپنے آپ نہین آئی تھین بلکہ زبردستی لائی گئی تھین ؛ یہ بھی کہتے ہین کہ برچھی کی نوک سے دُلھن کی مانگ نکالنے کا دستور بھی اسی زمانے سے چلا ہے اور یاد دلاتا ہے کہ دولھا دلھن کی یکجائی اوّل اوّل لڑائی اور جبر کے ساتھ ہوئی تھی - مگر اس کی تفصیل مین اپنی کتاب کو آئیجز Romanes (سوالات) مین لکھ چکا ہون ؛

یہ بھگالے جانے کا واقعہ سیکس ٹی لیس Sextilis مہینے کی (جواب اگست کہلاتا ہے اور جسمین کون سوائے لیا Consualia تہوار منایا جاتا ہے) اٹھارہین کو وقوع مین آیا تھا ؛

اب سبائین لوگون کی سنو کہ وہ لوگ جنگجو تھے اور تعداد مین کثیر تھے - البتہ رہتے الگ الگ کھیڑون[1] مین تھے جن کے گرد نہ تو کوئی فصیل ہوتی تھی نہ کوئی مورچہ - اور کہتے یہ تھے کہ ہم بہادر لوگ ہین اور لسٹی سی موئی قوم سے ہین، ہمین شہر بنا بنا کے رہنا اور دیوارین بنا کے حفاظت کے سامان کرنا کسی طرح پسند نہین ؛ لیکن اس موقع پر انھین بھی اپنے اکھڑپنے کو چھوڑنا پڑا اور چارہ کار اسی مین نظر آیا کہ شائستگی کے ساتھ سفرا کے ذریعے رومیولس سے گفتگو کرین ؛ چنانچہ انھون نے پیغام بھیجا کہ ہماری لڑکیان واپس کر دی جائین اور اس نالایق حرکت کی معافی مانگی جاے تو اس کے بعد ہم رومیون کی التجا پر قاعدہ اور دستور کے مطابق اپنی بیٹیان اُن سے بیاہ دینگے ؛ رومیولس نے جواب مین کہلا بھیجا کہ تم سے رشتۂ مواخات قائم کرنے کے لیے ہم بہ خوشی آمادہ ہین

[1] کھیڑے سے مراد بھونا گانون ہے -

لیکن یہ نہین ہو سکتا کہ لڑکیان پہلے واپس کردی جائین ؟! اس پر سابین لوگون مین بڑا اختلاف پیدا ہوا۔ بعض جوش مین تھے اور بعض اعتدال کی صلاح دیتے تھے کہ معاملہ جس طرح بنے دبا دیا جاے مگر اکرن Acron شاہ سی نی نس Caninenses نے نہ مانا اور ایک زبردست فوج لیکر رومہ پر حملے کے لیے بڑھا ؛ یہ واضح رہے کہ اس بادشاہ کو پہلے سے رومیولس کے ساتھ کد تھی۔ اس کی روز افزون قوت سے وہ جلتا تھا اور یہ آخری واقعہ تو خصوصًا ایسا ہوا کہ جس نے اسکے غصے اور حسد کو بے حد بڑھا دیا ؛

اب ادھر سے یہ چلا اور اُدھر سے رومیولس فوج لیکے نکلا۔ لیکن جب دونون لشکر آمنے سامنے ہوے اور اس نے اُس کو دیکھا تو دونون طرف کے بادشاہون نے اپنے اپنے حریف کو ٹوکا اور ان دونون مین جنگ (یک یکی) Duel کی ٹھن گئی ؛ فوجین تو ہتیار باندھے الگ تھلگ کھڑی رہین اور سردار میدان مین نکلے ؛ اس وقت رومیولس نے منت مانی کہ اگر وہ غالب آیا تو جوپٹر یا (برجیس) دیوتا کے بت پر خود جاکر اپنے حریف کی زرہ بکتر چڑھائیگا ؛ پھر انمین لڑائی ہونے لگی تو رومیولس ہی غالب آیا اور جنگ مغلوبین بھی اُسی نے دشمن کی فوج کو مار کر بھگا دیا اور اس کا دار الحکومت بھی چھین لیا ؛ لیکن اس شہر کے رہنے والون کو اس نے کسی قسم کی تکلیف نہ پہونچائی البتہ انھین اس بات پر مجبور کیا کہ وہ اپنے گھرون کو منہدم کرکے رومہ مین چل بسین۔ اور وہان کے تمام حقوق شہریت بھی حاصل کرلین ؛ اور حقیقت یہ ہے کہ رومیولس کی انہی حکمتون نے رومہ کی عظمت کو پہلے سے کہین زیادہ بڑھا چڑھا دیا ؛

اس فتح کے بعد رومیولس نے اپنی منت عمدہ طریق سے پوری کرنے کا ارادہ کیا۔ اس طرح کہ دیوتا بھی اُس سے راضی ہو اور لوگ بھی اس رسم کی ادائگی کو پسند کرین ؛ اس غرض کے لیے اُس نے ایک اونچا سا شاہ بلوط کا پیڑ جو ان کی خیمہ گاہ مین اُگ رہا تھا کٹوایا اور اس کو تراش کر ایک نشان فتح Trophy کی شکل کا بنالیا پھر اپنے حریف کا سارا لباس جنگ اسپر ترتیب کے ساتھ باندھا اور اپنے کپڑے اپنے گرد لپیٹ کر سر پر ایک موتیون کا بندھن بنا کے رکھا جسکے بیچ

سے اس کے لمبے لمبے بال خوبصورتی کے ساتھ ادھر اُدھر اُڑ رہے تھے۔ پھر اس کو کندھے کے سہارے سیدھا کھڑا کر لیا اور فتحمندی کے گیت گاتا ہوا شہر کی جانب روانہ ہوا۔ تمام فوج اس کے پیچھے پیچھے آرہی تھی اور یہ سارا جلوس شہر میں پہونچ کر اور بھی شاندار بن گیا تھا جہاں کہ شہر والے کھڑے مسرت و تعجب کے نعرے بلند کر رہے تھے۔ یہی وہ تاریخی جلوس ہے جو آئندہ تمام فتوحات کے جلوسوں کا نمونہ بنا۔ اس نشان فتح Trophy کو لوگ پرجیس عدو کش کی نیاز کہنے لگے کیونکہ رومیولس نے دعا مانگی تھی کہ خدا اُسے کامیاب اور دشمن کو اسکے ہاتھ سے ذلیل و خوار کرے

اور مال غنیمت اوپیما Opima یا غنیم شاہی کے نام سے موسوم ہوا جو کہ وارو کے قول کے مطابق لفظ اوپس سے نکلا ہے جس کے معنی بیش قیمت کے ہیں۔ لیکن لیوس کی اصل اوپس opus بھی ہو سکتی ہے جس کے معنی ہیں کارنمایاں۔ بہرحال یہ وہ عزت ہے جو سوائے تین آدمیوں کے جنھوں نے دشمن کے سردار لشکر کو اپنے ہاتھ سے مارا کسی کو نہیں ملی یعنی کوئی اپنے مال غنیمت کو اوپیما نہیں کہہ سکتا۔ اور وہ تین یہ ہیں :—

رومیولس اکرن کا قاتل۔ کرنیلیس کوسس Cornelius Cossus جس نے ٹولومینس Tolumnius کو مارا اور تیسرے کلاڈیس مارسیلس Claudius Marcellus جس نے شاد خالیہ وی ای ڈومارس Viridomarus کو ہزیمت دی۔ آخری دونوں فاتح شہر میں داخل ہوئے تو جنگی رتھوں میں سوار تھے مگر دیونی سیس کا یہ کہنا کہ رومیولس بھی رتھ میں آیا غلط ہے، یہ شان شکوہ تو مارکوان نے اضافہ کی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ پبلی کولا Publicola نے سواری کا جلوس شروع کیا ہے۔ لیکن رومیولس کے تمام مجسمے بھی جنھیں سے فاتحانہ حیثیت سے دکھایا ہے پیادہ پا بنے ہوئے ہیں۔

قبیلہ سی نن سس کی ہزیمت کے بعد اور سابین قبائل تو تیاریوں ہی میں رہے مگر فدینی کرستومیریم اور ان ٹمنا کے باشندوں نے ملکر ایک لشکر رومیوں سے لڑنے کے لیے بھیج دیا۔

---

۱ Fanum Vacunae et Tubiter Tonatinus

انھون نے بھی شکست فاحش کھائی اور اپنی بستیان اور زمینین فاتحین کے حوالے کرکے روما مین آن بسے ؛ ان زمینون کو رومیولس اپنے لوگون مین برابر برابر تقسیم کردیتا تھا۔ البتہ وہ قطعے جو مسروقہ یا بھگائی ہوئی عورتون کے والدین کی ملکیت ہوتے تھے اس تقسیم سے محفوظ اور بجنسہ مالکون کے قبضے مین رہتے تھے ؛

ان واقعات نے سابین لوگون کو سخت غصہ دلایا۔ انھون نے ٹیٹیس Tatius کو اپنا افسر مقرر کیا اور سیدھے روما کی طرف بڑھے ؛ مگر شہر (جسکا قلعہ کیپٹل Capitol کہلاتا ہے) قریب قریب ناممکن التسخیر تھا اور اس کی محافظت ایک دستہ فوج اور ٹارپیس Tarpeius کے سپرد تھی۔ یہ جو بعض عقلمند کہتے ہین کہ اسکی محافظ ٹارپیہ Tarpeia نام لڑکی تھی، بالکل غلط ہے۔ رومیولس اتنا احمق نہ تھا جتنا وہ سمجھتے ہین ؛ ہان اس کی اصلیت یہ ہے کہ ٹارپیہ بیٹی تھی ٹارپیس کی، اور اسی کی غداری سے قلعہ فتح ہوا۔ دراصل وہ سابین لوگون کی سنہری چوڑیان دیکھکر لالچ مین آگئی اور کمبخت نے ان کے لیے قلعہ کھول دیا ؛ اس غداری کے صلے مین اس نے ٹیٹیس سے ٹھیرالیا تھا کہ اسے سب لوگ وہ شے دینگے جو ان کے بائین ہاتھ مین ہے ؛ چنانچہ جب اس نے دروازے کھول کر ان کو اندر لے لیا تو انھون نے اپنی شرط اس طرح پوری کی کہ اول ٹیٹیس نے پہلے چوڑی دی پھر آہنی دستانہ جو پہنے تھا اس پر ڈالا۔ اس کے بعد ہر ایک نے اسی طرح جو کچھ کہ ان کے بائین ہاتھ مین تھا سب اس پر ڈالنا شروع کیا، یہان تک کہ سیکڑون ڈھال تلوارون وغیرہ کے بوجھ سے وہ بالکل دب گئی اور گھٹ کر مرگئی۔ اور اس طرح اپنی سزا کو پہونچی ؛ یہ واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ ان کی گوتس Antigonus اپنے خیال مین اکیلا نہین ہے یعنی وہ جو کہتا ہے کہ "مین غدارون کو پسند کرتا ہون مگر جو غداری کرچکے ان سے مجھے نفرت ہے"، تو اس مین اور بہت اس کے ہم خیال لوگ موجود ہین۔ اور اسی طرح سبز کے بھی، جس نے رھی تالکیس Rhymitalces باشندۂ تراقیہ (تھریس) سے کہا تھا کہ "غداری مجھے محبوب ہے مگر غدار سے مجھے نفرت ہے" ؛ درحقیقت سبھی جنھین شریرالنفس لوگون سے

کام پڑتا ہے اس خیال کے ہو جاتے ہین اور گو وہ اپنا کام تو ان سے خوشی خوشی نکال لیتے ہین لیکن خود ان کی ذات سے کام نکل جانے کے بعد انتہائی تنفر پیدا ہو جاتا ہے ؛

ٹاریپیہ کا تو یہ حشر ہوا مگر جوبا حوالے سے گلبا کے بیان کرتا ہے کہ خود ٹاربیس بھی تحقیقات کے بعد اس کے جرم کا شریک نکلا ؛

اس جگہ یہ لکھنا بھی مناسب ہے کہ جو لوگ ٹاریپیہ کو خود سباین کپتان ٹیٹیس کی سرقہ بیٹی بتاتے ہین اور کہتے ہین کہ اُس نے اپنے باپ کے لیے ایسا کام کیا اور پھر اپنے باپ کے ہاتھ سے ماری گئی وہ بالکل لغو ہے اور ان کی گوشش بھی اس خرافات مین برابر کا حصہ دار ہے ؛ اور سی لس Simylus شاعر جس نے لکھا ہے کہ ٹاریپیہ نے سباین قوم کے لیے نہین بلکہ قوم گال کے لیے غداری سے قلعہ کھول دیا تھا اور وہ دشمن کے بادشاہ پر فریفتہ ہو گئی تھی، جھک مارتا ہے جہان کہتا ہے کہ :— اشعار

"وہ جو دروازے کے پاس ہی رہتی تھی، ٹاریپیہ تھی
جس نے رومہ کے دروازے دشمن پر کھول دیے
اک دشمن جان گال کی دوستداری مین اس نے
ایسا کیا کہ کیپٹل [illegible] کو جو شہر کی اصلی قوت
تھا غداری سے حوالے کر دیا — "

پھر آگے چل کر اس کی موت کے بارے مین لکھتا ہے کہ :—

اور اس قلطی [illegible] قوم کے خونخوار لوگون نے یہ بھی تو
نہ گوارا کیا کہ پُل کے کنارے تک وہ ساتھ ساتھ چلی جائے
انھون نے اپنی بھاری ڈھالین اس پر پھینک دین
اور ان جنگی تحایف مین اُسے مار کر دبا دیا ؛

ٹاریپیہ جہان ماری گئی وہین دفن بھی ہوئی اور اسی کے نام سے وہ ٹیلہ ٹاربیس کہلاتا تھا۔

یہان تک کہ شاہ ٹارکوان کے عہد مین جب وہ مقام عطارد دیوتا کی نذر ہوا تو اس کی ہڈیان بھی وہان سے ہٹا دی گئین اور تب سے وہ نام بھی مٹ گیا ؛ اگرچہ اب بھی جس جگھ سے غدّارون کو نیچے گرایا جاتا ہے وہ حصہ ٹارپین راک (یعنی ٹارپیہ کی چٹان یا چوٹی) کہلاتا ہے ؛

الغرض جب سباین کا اس پہاڑی پر قبضہ ہوگیا تو رومیون نے سخت غیظ و غضب کے عالم مین اُن سے لڑائی مانگی - اور ٹیٹیس نے اس اطمینان پر منظور کی کہ اگر شکست کی صورت ہوئی تو ان کے ہٹنے کے لیے بہت محفوظ مقام موجود ہے ؛ فریقین کی جنگ آزمائی کے لیے جو میدان بیچ مین تھا وہ پہاڑیون سے اس طرح گھرا ہوا تھا کہ کسی طرف بھاگنے کی یا بچ کر آڑ لینے کی گنجایش کم تھی اس لیے دونون طرف یقین تھا کہ لڑائی بہت سخت اور وار پار ہوگی ؛ اس میدان کو دریا کے چڑھاؤ نے اور خراب کر دیا تھا اور جگھ جگھ ایسی دہ دل ہوگئی تھی کہ دیکھنے مین تو معمولی تھی مگر پیر پڑجاے تو پھر آدمی کا نکلنا اس مین سے دشوار تھا - یہ بھی ایک حسن اتفاق ہوا کہ سباین جو غفلت سے اس میدان مین آنے والے تھے بالون بال بچ گئے - وجہ اس کی یہ ہوئی کہ اُنھین سے ایک شخص کرٹیس جو مشہور جنگ آزما تھا اور لڑائی کے شوق مین بیتاب ہوا جاتا تھا سب سے پہلے گھوڑے کو بھگاتا ہوا لایا اور اس (دہدل) یا دلدل مین پھنس گیا - پھر بہتیری اُس نے کوشش کی، غل مچایا چابک اُڑائے اور مہمیز پہ مہمیز ماری، گھوڑا نہ نکل سکا اور وہ ناچار کو دکر اس کی پیٹھ سے جدا ہوگیا کہ کہین خود نہ اُسی دھس مین آجاے ؛ اس جگھ کو اب تک اس کے نام پر کرٹین تلاؤ کہتے ہین ؛

اس ناگہانی مصیبت سے سباین جب بچ گئے تو نہایت مستعدی کے ساتھ انھون نے جنگ شروع کی اور اگرچہ فریقین کے سینکڑون آدمی مارے گئے لیکن لڑائی اب بھی فیصل نہ ہوئی انھین مقتولون مین ہسٹولیس بھی تھا جسے ہرسیلیا کا شوہر اور اُس ہسٹولیس کا دادا بتاتے ہین جو کہ نیوما کے بعد رومہ کے تخت پر بیٹھا ؛

اس عالم رستخیز مین ہلے اور کشمکشین تو ظاہر ہے کہ بہت سی ہوئی ہونگی لیکن سب سے زیادہ یادگار

آخری جھڑپ ہے۔ اسی مین رومیولس کے سر پر ایک پتھر ایسا لگا کہ وہ اُلٹ کر زمین پر گرتے گرتے بچا۔ اور جب وہ لڑائی کے کام کا نہ رہا تو رومی پھر نہ ٹھیر سکے۔ بلکہ پلاٹینم کی طرف بھاگے اس عرصے مین رومیولس کی طبیعت ذرا کی ذرا ٹھیری اور وہ پلٹا کہ لڑائی کو پھر نئے سرے سے شروع کرے۔ اس نے بھاگنے والون کو زور سے للکارا اور بہت بندھائی کہ جہان ہوڈٹ جاؤ اور جم کے لڑو۔ لیکن اُس نے دیکھا کہ دشمنون کی کثرت نے ان کو ایسا مرعوب کر دیا ہے کہ کوئی پلٹنے کی جرات نہین کرتا تو اس وقت اس نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے اور برھسپت دیوتا سے دعا کی کہ وہ رومی فوج کو روک دے اور اس نازک وقت مین رومہ کا ساتھ نہ چھوڑے بلکہ اس کی عزت قایم رکھے۔

ادھر تو رومیولس نے یہ دعا مانگی اور اُدھر بہت سون کو غیرت و حمیت نے بھاگنے سے روک دیا۔ پھر انھین اپنے بادشاہ کا خیال آیا اور ان کے تمام خوف و خدشے یکبارگی اطمینان سے بدل گئے۔ اس جگہ جہان یہ لوگ پہلے ہی پہل ٹھٹکے اب جوپیٹر سٹیٹر Jupiter Stator (یعنی ٹھیرا دینے والے برھسپت دیوتا) کا مندر ہے۔ یہین انھون نے اپنی صفین دوبارہ درست کین اور یہین سے ڈھکیل کر وہ اپنے دشمنون کو وہان تک ہٹا لائے جہان وستا Vesta کا مندر ہے اور جس جگہ کو اب ریجیا Regia کہتے ہین۔ اس مقام پر پہونچ کر دونون فریق دوسری مرتبہ ایک سخت لڑائی کی پھر تیاری ہی کر رہے تھے جو ایک عجیب واقعہ پیش آیا لڑائی رک گئی اور انھون نے کچھ ایسا منظر دیکھا کہ جس کا بیان کرنا بھی دشوار ہے۔ کیا دیکھتے ہین کہ سابین لوگون کی وہ لڑکیان جنھین رومی بھگا لے گئے تھے پریشان حال اور گرتی پڑتی چلی آتی ہین کچھ اس طرف آئین اور کچھ اُس طرف گئین۔ ان کی چیخون سے دل ہلا جاتا تھا۔ اور خصوصاً جب طرفین کی لاشون پر بال کھول کھول کر انھون نے بین کرنے شروع کیے تو ہر طرف سناٹا سا چھا گیا۔ انھین سے بہت سون نے اپنے شیر خوار بچون کو گودون مین لے رکھا تھا اور انھین دکھا دکھا کر کبھی سابین اور کبھی رومی سپاہیون کو قسمین دیتی تھین کہ وہ اب لڑائی نہ لڑین۔ یہ دیکھکر فریقین

کو بھی ترس آگیا اور انھون نے دونون طرف سے ہٹ کر جگھ دیدی کہ عورتین ملوم ہوتا کیونکہ اُن کے دل تو ان عورتون کی صورت اور گریہ و بیقراری دیکھکر ہی پگھل گئے تھے اس وقت انھون نے شکوون کے دفتر کھولے پہلے شرمایا اور پھر منت سماجت سے منایا تو کوئی شخص تو نہ تھا جو متاثر نہ ہوا ہو ؛

اس شور و شیون مین عورتون نے جو کچھ کہا اس کا مدعا یہ تھا کہ "لوگو خدا کے لیے بتاؤ تو سہی ہم نے تمھارا کیا قصور کیا کہ تم ہمارے دشمن ہو گئے اور اس طرح آزار پہونچانے کے درپے ہو؟ - پہلے تو ہمین ان لوگون نے زبردستی بھگایا اور بے آبرو کیا جو ہمارے شوہر ہین پھر یہ ہو چکا تو مدت تک ہمارے باپ اور بھائیون نے ہماری کوئی خبر نلی یہان تک کہ اس عرصے مین وہ جن سے ہمین پہلے دلی نفرت تھی، ہمارے ہو گئے اور ہم اُن کے - ہمارے لیے اب ممکن نہین کہ ان کی موت اور ان کی تکلیف پر بیچین نہ ہون، جو پہلے ہمارے دشمن تھے، مگر اب ہمارے سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہین - اُس وقت تک کہ ہم کنوارے تھے ہماری عزت بچانے کے لیے کوئی نہ آیا - مگر اب تم آئے ہو کہ اپنی بہنون اور بیٹیون کو نہین بلکہ رومیون کی بیویون اور ماؤن کو زبردستی ان کے گھرون سے لیجاؤ ؛ بے شبہ ہمارے لیے تو تمھاری یہ بعد از وقت طرفداری اُس زنا بالجبر اور ابتدائی تساہل سے کم تکلیف دہ نہین بلکہ بدتر ہے اگر یہ لڑائی کسی اور خاطر دوسرے موقع پر ہوتی تب بھی تمھین کسی طرح زیبا نہ تھا کہ ان پر ہاتھ اُٹھاؤ جن کے کہ تم ہمارے رشتے سے خسر اور نانا ہوتے ہو - اور اگر فقط ہمارے ہی لیے تم یہ جھگڑا کرتے ہو تو لو چلو ہمین اور ہمارے ساتھ اپنے دامادون اور نواسون کو اپنے گھر لے چلو - بے شک ہمین اپنے بچھڑے ہوئے ماں باپ اور رشتے دارون کے حوالے کر دو مگر ہمارے شوہرون اور بچون سے بھی تو جدا نہ کرو ہم تمھارے آگے ہاتھ جوڑتے ہین کہ ہمین پھر دوبارہ قید مین نہ ڈالو ؛

غرض یہ اور اس قسم کی بہت سی باتین ہرسیلیا کہتی جاتی تھی اور باقی عورتین بھی اسی طرح التجائین کر رہی تھین جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان مین ایک ہنگامی صلح ہو گئی اور دونون طرف کے



اس اثنا مین عورتون نے اپنے اپنے شوہرون اور بچون کو گوشت اور پیاسون کو پانی دیا اور زخمیون کو انھون نے اپنے میکے والون کو یہ بھی دکھایا کہ اپنے ۔۔۔ اور ان کے شوہر کوئی دقیقہ ان کی خاطرداری اور ۔۔۔ ھارے ؛ جب سباین لوگون نے یہ دیکھا تو انھون نے رومیون سے بخوشی ان شرطون پر صلح کرلی کہ جس عورت کا جی چاہے جاے اور جس کا جی چاہے اپنے شوہر ہی کے پاس ٹھیری رہے ہان مگر اس سے امور خانہ داری مین کوئی محنت سواے چرخہ کاتنے کے نہ لی جاے ساتھ ہی قرار پایا کہ سباین اپنے گانون چھوڑکر رومہ ہی مین آبسین اور شہر کا نام تو رومیولس کے نام پر رومہ رہے مگر اس کے باشندون کی قومیت سباین سردار ٹیٹیس کے وطن پر کیوری ٹس Quirites کہلائے - اور وہ مشترک طور پر فوجی حکومت اور کمان کیا کرین ؛ اس جگہ کا نام جہان یہ مصالحت ہوئی اب تک کمیٹیم Comitium ہے - یہ لفظ مشتق ہے کوار Coire سے، جس کے معنے ”مل جانا“ ہین ؛

اس طریق سے شہر دُگنا ہوگیا تو مجلس (سینٹ) مین سباین قوم کے سو ارکان اور انتخاب کیے گئے - اور فوجی دستے (یجین) بھی بڑھکر ۶ ہزار پیادہ اور ۶ سو سوار کی فوج ہوگئی ؛ اس کے بعد انھون نے لوگون کو تین قبیلون مین منقسم کیا پہلا تو رومیولس کے نام پر ۔۔۔ ریم نن سس Ramnenses کہلاتا تھا دوسرا ٹیٹیس کے نام پر ٹے ٹین سس Tatienses اور تیسرا لوسی رس Luceres مشہور ہوا - اس کی وجہ تسمیہ وہ مقام ہے جہان کہ اسائیلم Asylum کی عمارت کھڑی تھی اور جسے لوس Lucus یعنی کنج امن کہتے تھے - اور جہان کہ اوّل اوّل رومہ مین پناہ لینے کے لیے مختلف اطراف سے لوگ آتے تھے ؛ اس امر کی تصدیق کہ وہ پورے تین ہی قبیلون مین بٹتے تھے خود لفظ ٹرائب سے ہوتی ہے (جس کے معنی ہم نے قبیلے کے اردو مین لکھے ہین) ہر ایک قبیلہ دس کنبون سے بنتا تھا جن کے نام بعضون کا

خیال ہے کہ سبا ین عورتون کے نامون پر رکھے گئے تھے - لیکن یہ صحیح نہین معلوم ہوتا کیونکہ بہت سے کنیے مختلف شہرون کے نام سے موسوم تھے - البتہ اس مین شک نہین کہ اس وقت وہ بہت سی باتون مین عورتون کا بڑا ادب اور لحاظ کرتے تھے - مثلاً جب وہ مل جاتین تو مرد رستہ چھوڑ کر انھین جگہ دیتے - ان کی موجودگی مین کوئی بیہودہ لفظ زبان سے نہ نکالتے ان کے سامنے کبھی برہنہ نہ ہوتے کیونکہ یہ حرکت انکے ہان قتل عمد کے برابر جرم سمجھی جاتی تھی ؛ یا اپنے بچون کو بلا پہناتے جو ایک قسم کا گلے کا زیور تھا اور اسی طرح پری ٹکسٹا Praetexta بھی پہناتے کی ان کے ہان رسم تھی یہ قرمزی کنارون کا ایک لنگا سا ہوتا تھا ؛

فریقین کے سردار اس قرارداد کے بعد فوراً ہی یکجا نہین ہوے بلکہ پہلے ہر ایک نے اپنے اپنے سو منتخب آدمیون سے مشورہ کیا اور پھر یہ سب ایک جگہ جمع ہوے ؛

ٹیٹیس نے اپنا مکان وہان بنایا جہان اب مونٹیا Monetia کا مندر واقع ہے اور رومیولس نے اس ڈھلان پر سکونت اختیار کی جو پلاٹین Palatine کی پہاڑی اور سرکس میکسمس Circus Maximus کے درمیان ہے ؛ اسی جگہ لوگون کا بیان ہے کہ وہ مقدس اخروٹ کا درخت تھا جو رومیولس کے تیر سے اُگ آیا تھا - اس مختصر کی تفصیل یہ ہے کہ ایک بار رومیولس نے اپنی طاقت آزمانے کی غرض سے کوہ آونٹاین Aventine پر سے کھڑے ہوکر ایک تیر مارا - زمین مین یہ تیر اس قدر گہرا اُتر گیا کہ لوگ کہتے ہین کوئی شخص اس کو اُکھاڑ نہ سکا - اور چونکہ تیر بنا ہوا تھا اخروٹ کی شاخ کا زمین کی قوت نامیہ نے اسے بہت جلد شاداب کر دیا اور اس کے کلّے پھوٹ آئے یہانتک کہ بڑھتے بڑھتے وہ پورا تن آور درخت بن گیا ؛ اس کو بعد مین لوگ پوجنے لگے - اور اسے متبرک سمجھکر انھون نے گرداگرد ایک پکا تھانولہ بھی بنا دیا اسکی غور و پرداخت کا بھی انھین اس قدر خیال تھا کہ جب کبھی کسی کو نظر آتا کہ وہ سرسبز نہین ہے یا اس کے پتے مرجھاتے چلے ہین تو وہ اسی وقت آوازین دے دیکے آس پاس والون کو جمع کر لیتا اور یہ سب ملکر اس طرح پانی پانی پکارنے لگتے جس طرح کہ آگ لگنے کی سنکر پکارا کرتے ہین اور پھر ہمت

افسر مشورے کے لیے ایک جا جمع ہوے اس اثنا مین عورتون نے اپنے اپنے شوہرون اور بچون کو اپنے باپ بھائیون سے لالا کے ملایا۔ بھوکون کو گوشت اور پیاسون کو پانی دیا اور زخمیون کو مرہم پٹی کے لیے اپنے گھرون پر اٹھوالائین۔ انھون نے اپنے میکے والون کو یہ بھی دکھایا کہ اپنے نئے گھرون مین وہ بالکل خوش اور خود مختار ہین اور ان کے شوہر کوئی دقیقہ ان کی خاطر داری اور آبرو کرنے مین نہین اٹھا رکھتے۔ جب سبائن لوگون نے یہ دیکھا تو انھون نے رومیون سے بخوشی ان شرطون پر صلح کرلی کہ جس عورت کا جی چاہے جاے اور جس کا جی چاہے اپنے شوہر ہی کے پاس ٹھیری رہے ہان مگر اس سے امور خانہ داری مین کوئی محنت سوا ے چرخہ کاتنے کے نہ لی جاے ساتھ ہی قرار پایا کہ سبائن اپنے گانون چھوڑ کر رومہ ہی مین آبسین اور شہر کا نام تو رومیولس کے نام پر رومہ رہے مگر اس کے باشندون کی قومیت سبائن سردار ٹیٹیس کے وطن پر کیوری ٹس Quirites کہلائے۔ اور وہ مشترک طور پر فوجی حکومت اور کمان کیا کرین۔ اس جگہ کا نام جہان یہ مصالحت ہوئی اب تک کمیٹیم Comitium ہے۔ یہ لفظ مشتق ہے کوار Coire سے، جس کے معنے "مل جانا" ہین۔

اس طریق سے شہر دگنا ہوگیا تو مجلس (سینٹ) مین سبائن قوم کے سو ارکان اور انتخاب کیے گئے۔ اور فوجی دستے (لیجین) بھی بڑھکر ۶ ہزار پیادہ اور ۶ سو سوار کی فوج ہوگئی۔ اس کے بعد انھون نے لوگون کو تین قبیلون مین منقسم کیا پہلا تو رومیولس کے نام پر... ریم نن سس Ramnenses کہلاتا تھا دوسرا ٹیٹیس کے نام پر ٹے ٹین سس Tatienses اور تیسرا لوسی رس Luceres مشہور ہوا۔ اس کی وجہ تسمیہ وہ مقام ہے جہان کہ اسائیلم Asylum کی عمارت کھڑی تھی اور جسے لوس Lucus یعنی کنج امن کہتے تھے۔ اور جہان کہ اول اول رومہ مین پناہ لینے کے لیے مختلف اطراف سے لوگ آتے تھے۔ اس امر کی تصدیق کہ وہ پورے تین ہی قبیلون مین بٹتے تھے خود لفظ ٹرائب سے ہوتی ہے (جس کے معنی ہم نے قبیلے کے اردو مین لکھے ہین) ہر ایک قبیلہ دس کنبون سے بنتا تھا جن کے نام بعضون کا

خیال ہے کہ سبا ین عورتون کے نامون پر رکھے گئے تھے۔ لیکن یہ صحیح نہین معلوم ہوتا کیونکہ بہت سے کنیے مختلف شہرون کے نام سے موسوم تھے۔ البتہ اس مین شک نہین کہ اس وقت وہ بہت سی باتون مین عورتون کا بڑا ادب اور لحاظ کرتے تھے۔ مثلاً جب وہ مل جاتین تو مرد رستہ چھوڑ کر انھین جگہ دیتے۔ ان کی موجودگی مین کوئی بیہودہ لفظ زبان سے نہ نکالتے ان کے سامنے کبھی برہنہ نہ ہوتے کیونکہ یہ حرکت انکے ہان قتل عمد کے برابر جرم سمجھی جاتی تھی۔ یا اپنے بچون کو تعویذ پہناتے جو ایک قسم کا گلے کا زیور تھا اور اسی طرح پر ی ٹکسا Praetexta بھی پہنانے کی ان کے ہان رسم تھی یہ قرمزی کنارون کا ایک لنگا سا ہوتا تھا۔

فریقین کے سردار اس قرارداد کے بعد فوراً ہی یکجا نہین ہوے بلکہ پہلے ہر ایک نے اپنے اپنے سو منتخب آدمیون سے مشورہ کیا اور پھر یہ سب ایک جگہ جمع ہوے۔

ٹیٹیس نے اپنا مکان وہان بنایا جہان اب مونٹیا Monetia کا مندر واقع ہے اور رومیولس نے اس ڈھلان پر سکونت اختیار کی جو پلاٹین Palatine کی پہاڑی اور سرکس میکسمس Circus Maximus کے درمیان ہے۔ اسی جگہ لوگون کا بیان ہے کہ وہ مقدس اخروٹ کا درخت تھا جو رومیولس کے تیر سے اُگ آیا تھا۔ اس مختصر کی تفصیل یہ ہے کہ ایک بار رومیولس نے اپنی طاقت آزمانے کی غرض سے کوہ آونٹاین Aventine پر سے کھڑے ہوکر ایک تیر مارا۔ زمین مین یہ تیر اس قدر گہرا اُتر گیا کہ لوگ کہتے ہین کوئی شخص اس کو اکھاڑ نہ سکا۔ اور چونکہ تیر بنا ہوا تھا اخروٹ کی شاخ کا زمین کی قوت نامیہ نے اسے بہت جلد شاخدار کر دیا اور اس کے کلے پھوٹ آئے یہانتک کہ بڑھتے بڑھتے وہ پورا تن آور درخت بن گیا۔ اس کو بعد مین لوگ پوجنے لگے۔ اور اسے متبرک سمجھکر انھون نے گرداگرد ایک پکا تھانولہ بھی بنا دیا۔ اسکی غور و پرداخت کا بھی انھین اس قدر خیال تھا کہ جب کبھی کسی کو نظر آتا کہ وہ سرسبز نہین ہے یا اس کے پتے مرجھاتے چلے ہین تو وہ اسی وقت آوازین دے دیکے آس پاس والون کو جمع کر لیتا اور یہ سب ملکر اس طرح پانی پانی پکارنے لگتے جس طرح کہ آگ لگنے کی سنکر پکارا کرتے ہین اور پھر ہر سمت

سے ڈول بھر بھر کے لوگ دوڑتے ہوے وہان لاتے ؛ مگر کہتے ہین کہ جس زمانے مین شاہ کے اس سیزر Caius Caesar اس درخت کے تھانولے کی سیڑھیان مرمت کرا رہا تھا تو بیض بیلدار کھودتے کھودتے بہت قریب تک کھود گئے جس نے درخت کی جڑین کاٹ دین اور پھر وہ سرسبز نہ ہو سکا ؛

سباین لوگون نے رومیون کے مہینے بھی اختیار کر لیے تھے - ان مین مفصل اور ضروری امور کا ذکر نیوما Numa کی سوانح عمری مین آئیگا - اسکے بدلے مین رومیولس نے انکی لمبی ڈھالین اپنے استعمال مین لے لین - اور اپنے اور تمام رومیون کے جنگی لباس اور زرہ بکتر کو بھی بالکل بدل دیا ؛

تہوار اور میلے دونون قومین ملکر مناتی تھین یعنی جو ان کے تھے ان مین سباین شریک ہوتے تھے اور جو سباین لوگون کی تقریبات تھین ان سب مین رومی شرکت کرتے تھے گویا ہر ایک قوم کی تمام قدیم رسمین قائم رہین - اس کے علاوہ انھون نے چند نئی رسمین مشترکہ طور پر اور اضافہ کر لین - انہین جدید تہوارون مین ایک مٹرونالیا Matronalia تھا جو عورتون کے اعزاز مین کہ انھین نے آتش فساد کو بجھایا، منایا جاتا تھا ؛ اسی طرح کارمنٹیلیا Carmentalia بھی عورتون ہی سے متعلق تھا - بعضون کے نزدیک یہ کارمنٹا ایک دیوی ہے اور وضع حمل اس کے اختیار مین ہے اسی لیے زچائین اور مائین اس کو بہت مانتی ہین لیکن ایک قول یہ ہے کہ وہ ایونڈر باشندۂ آرکیڈیا کی بیوی تھی جو ایک نبیہ مانی جاتی تھی اور اپنے الہامات نثر کے بجاے نظم مین ظاہر کرتی تھی جس سے اس کا نام کہ پہلے ٹی کس ٹریٹا Nicostrata تھا کارمنٹا پڑ گیا جو کارمن Carmen (یعنی) نظم سے مشتق ہے ؛ دوسرون کے نزدیک یہ نام کارنس منٹی Carens Mente (یعنی مجنون) سے نکلا ہے جس مین اس عورت کی مجذوبانہ ہانک کی طرف اشارہ ہے ؛

تیسرے تہوار لپرکیلیا کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہین (یہ چوتھا) لپرکیلیا Lupercalia تہوار

اوّل اوّل تو محض پاکیزگی حاصل کرنے کی غرض سے منایا جاتا تھا ماہ فروری (جسکا نام خود طہارت کے معنے رکھتا ہے) مین اس کا خاص وقت مقرر تھا اور اُس دن کو بھی فرڈیٹا Fermata کہتے تھے - مگر یہ نام یونانی لفظ لای سیہ Lycaea کے مرادف ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عجب نہین جو یہ بہت قدیم ہو اور ایونڈر کے ہم وطن ساتھی اس کو اپنے ساتھ اٹلی مین لائے ہون - لیکن اس قیاس کی صحت مین شک اس لیے ہے کہ لپر کے لیا کی وجہ تسمیہ مادۂ گرگ بھی ہو سکتی ہے جس نے رومیولس کو پرورش کیا تھا - کیونکہ اس تہوار کے جو پجاری ہین وہ اپنی رسمون کا آغاز اس مقام سے کرتے ہین جہان کہ روایت عام کے مطابق رومیولس دریا سے نکلا تھا - مگر مشکل یہ ہے کہ اس تہوار مین جو جو ریت رسمین منائی جاتی ہین وہ اس کی ابتدا اور وجہ تسمیہ کو ایسا پیچیدہ کر دیتی ہین کہ اس پر قیاس چلانا بھی مشکل ہو جاتا ہے مثلاً اس مین بکریون کو مارتے ہین پھر دو امیرزادے بلوائے جاتے ہین - جنکی پیشانیون پر بعض لوگ تو ایک لہو بھری چھری سے خون ڈالتے جاتے ہین اور بعض اُن کو دودھ مین بھگو کر جلدی سے خون کو پوچھ دیتے ہین جب خون پُچھ جائے تو ان لڑکون کے لیے ضروری ہے کہ وہ خوب ہنسین اسکے بعد بکریون کی کھال کو کاٹ کاٹ کے لمبے لمبے ٹکڑے یہ لڑکے ہاتھون مین لیتے ہین اور سر سے عورت کے سوا سارا جسم برہنہ کر کے دوڑتے ہین اور اپنے عجیب کوڑون سے جو ملتا ہے اُسے مارتے جاتے ہین - طرفہ تر یہ کہ نئی بیاہی ہوئی عورتین ان کی چوٹ سے نہین بچتین بلکہ یہ جانتی ہین کہ یہ چابک کھانے سے ان کی اولاد بآسانی ہوگی - اس کے علاوہ ایک عجیب بات اس تہوار مین یہ ہے کہ اس کے پجاری کتّے کی قربانی کرتے ہین ؛

اس تہوار کی نسبت ایک شاعر (جس نے تمام رومی رسمون کی مشہور عام وجہ مرثیے کی بحرون مین لکھ ڈالی ہے) کہتا ہے کہ امیولس کو مغلوب کرنے کے بعد رومیولس اور ریمس دوڑتے ہوے اس جگہ تک آئے تھے جہان کہ مادۂ گرگ نے ان کی پرورش کی تھی - اسی کی نقل اس تہوار مین کی جاتی ہے اور دو امیرزادے اسی طرح دوڑتے اور چارون طرف حربے پھینکتے ہوے

آتے ہین جس طرح کہ شہر البا سے وہ دونون توام بھائی تلوار ہاتھ مین لیے لپکے تھے ؛
لہو بھری چھری سے مراد اس روز کی خون ریزی ہے اور اسکا دودھ سے پوچھا جانا
ان کی غذا اور پرورش کو یاد دلاتا ہے ؛
کے اس اسی لیس Gaius Acilius نے اس تہوار کی اور ایک وجہ لکھی ہے
وہ لکھتا ہے کہ شہر بننے سے پہلے رومیولس اور ریمس کے مویشی ایک مرتبہ کھوے گئے تب فونس
Faunus دیوتا سے دعا مانگ کر وہ دونون برہنہ ہو کر بھاگتے ہوے ڈھونڈنے لگے
کپڑے اُتارنے سے مطلب یہ تھا کہ پسینہ انھین پریشان نہ کرے - چنانچہ یہی برہنہ دوڑنے کی
رسم ہے جسے اب تک پجاری دُہراتے ہین ؛ قربانی کے بارے مین یہ ہے کہ اگر واقعی طہارت و
پاکیزگی مقصود ہے تو کتے کی قربانی ٹھیک ہے کیونکہ یونانی بھی اسی طرح جوان کُتون کو بھینٹ
چڑھایا کرتے تھے اور انکے ہان یہ رسم جسے وہ پیری سکای لے کِس Periscylacismus
کہتے ہین عام تھی ؛
لیکن اگر اس کے علاوہ کتے کی قربانی اس اوہ گرگ کی شکر گزاری مین کی جاتی ہے
جس نے رومیولس کو پالا تو بھی کتا مارنے کے اسباب موجود ہین کیونکہ کُتا بھیڑیے کا دشمن ہوتا ہے
اور اگر یہ وجہ بھی نہین تو پھر سوائے اس کے کیا کہین کہ کتا پجاریون کی دوڑ مین حارج ہوتا ہوگا
اس لیے اس کو یہ سزا دی جاتی ہے ؛
کہتے ہین کہ آگ کا تقدس کرنے والا بھی پہلا شخص رومیولس ہے اسی نے آتش کدہ بنا کر
اس کی دیکھ بھال کے لیے مقدس کنواریان مقرر کین جن کو وسٹال Vestals (مریان)
کہتے ہین ؛ مگر بعضون کے نزدیک اس کا بانی نیوما ہے گو اس مین موافق و مخالف کسی کو شک
نہین کہ رومیولس پکا مذہبی شخص تھا اور شگون بچارنے مین بڑی مہارت رکھتا تھا چنانچہ رمالون
کا ٹیڑھا بڑنگا ڈنڈا جسے لئوس Lituus کہتے ہین اور جو پرندون کی پرواز سے تفاؤل کے
وقت آسمانی بروج کا نقشہ اُتارنے مین استعمال ہوتا ہے ، رومیولس کے پاس بھی رہتا تھا ؛ یہ ڈنڈا

پلاٹیم مین محفوظ تھا اور اس وقت کھو گیا تھا جب کہ شہر پر گال کے سپاہیون کا قبضہ ہوا لیکن ان وحشیون کے جانے کے بعد وہ راکھ کے ڈھیر مین کھنڈرون تلے مل گیا اس کے آس پاس کی چیزین تمام جل گئی تھین مگر وہ ڈنڈا صحیح سلامت تھا ؛

رومیولس نے بعض قوانین بھی بنائے جن مین سے ایک ذرا سخت ہے، اس کے رُو سے کوئی بیوی اپنے شوہر کو نہین چھوڑ سکتی مگر شوہر بیوی کو گھر سے نکال سکتا ہے بشرطیکہ وہ اپنے بچون کو زہر دیدے یا کنجیان بدل دے یا زنا کا ارتکاب کرے۔ اسکے علاوہ اگر شوہر بیوی کو علحدہ کرنا چاہے تو رومیولس کے قانون بموجب شوہر کی جائداد کا ایک حصہ تو بیوی کو مل جاتا اور باقی سیرس Ceres دیوی کے نام (وقف) کر دیا جاتا تھا۔ ساتھ ہی جو شخص بیوی کو چھوڑتا تھا اُسے قربانیان چڑھا کر دیوتاؤن سے معافی مانگنی پڑتی تھی ؛

رومیولس کے قوانین مین یہ خاص بات بھی ذکر کے لائق ہے کہ ان مین کوئی سزا قتل والدین کے لیے نہین رکھی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ معمولی قتل ہی کو نہایت سنگین اور ناپاک جرم خیال کرتا تھا اور اس کے نزدیک ماں باپ کا قتل بالکل ناممکن الوقوع شے تھی۔ اور مدت مدید تک اس کا یہ خیال صحیح نکلا کیونکہ اس کے بعد ۶ سو برس تک روما مین ایسا جرم قبیح سرزد نہین ہوا ؛ ہنی بال Hannibal کی لڑائیون کے بعد تاریخ مین لوسیس ہوسٹیس Lucius Hostius پہلا شخص ہے جو اپنی اولاد کے ہاتھون مارا گیا ؛

ان معاملات کے متعلق غالباً اس قدر لکھنا ہی کافی ہوگا ؛

مشترکہ حکومت کے پانچوین سال ٹیٹیس کے بعض اجانب اور رشتے دارون نے لارنٹم Laurentum کے باشندون کو جو روما آرہے تھے راستے مین لوٹنا چاہا۔ اور جب وہ لوگ روپیہ دینے پر یون رضامند نہ ہوئے تو انھین مار ڈالا ؛ رومیولس نے یہ سنکر چاہا کہ مجرمون کو اس نالائق حرکت کی سزا دے لیکن ٹیٹیس نے ٹالے بالے بتائے اور ایسا نہ کرنے دیا جس سے ان دونون بادشاہون مین علانیہ تنازع پیدا ہو گیا۔ ورنہ اس وقت تک وہ نہایت احتیاط اور

باہمی اتحاد کے ساتھ مل کر حکومت کرتے تھے؛ جب مقتولون کے عزیز ٹیٹیس کی وجہ سے قانونی چارہ جوئی نہ کر سکے تو انھون نے ایک روز جب وہ اور رومیولس لے دی نیم Carmiuum مین قربانی چڑھا رہے تھے، اس پر حملہ کیا اور مار ڈالا۔ لیکن رومیولس کی انصاف پسندی اور عدل گستری کی انھون نے نہایت تعریف کی اور اس کو گھر تک پہونچانے آئے؛ رومیولس ٹیٹیس کی نعش کو لے آیا اور کوہ اونٹاین پر نہایت شان شکوہ کے ساتھ ارمیلس ٹریم Armilustrium کے قریب دفن کیا۔ لیکن اس کے قتل کا انتقام لینے سے قطعی بے پروائی کی۔ بعض مصنفین کا بیان ہے کہ لارنٹم والون نے ڈر کے مارے خود ہی قاتلون کو رومیولس کے حوالے کر دیا تھا لیکن اس نے انھین یہ کہہ کے چھوڑ دیا کہ یہ قتل پہلے قتل کا بدلہ ہو گیا۔ اس واقعے کا لوگون مین بڑا چرچہ ہوا اور حاسدون کو یہ کہنے کا موقع ملا کہ رومیولس اپنے شریک حکومت کی موت سے خوش ہوا؛ شکر یہ ہے کہ اس قسم کے خیالات نے سباین لوگون مین کوئی شورش نہین پیدا کی۔ بلکہ وہ سب کچھ تو محبت و احترام کی وجہ سے اور کچھ اس کی قوت کے خوف سے اور کچھ اسے دیوتا سمجھکر مذہبی عقیدت سے، آخر تک رومیولس کی شرائط فرمان برداری بجا لاتے رہے۔ ان کے علاوہ غیر قومون کے بھی اس کی تکریم کا اظہار کیا۔ قدیم لاطینی لوگون نے بھی سفیر بھیجے اور رومہ کے ساتھ اتحاد ملکی قائم کیا؛ فڈینی Fidenae ایک بستی رومہ کے ہمسائے مین تھی اس کو رومیولس نے تسخیر کیا اس طرح کہ سوارون کی ایک جماعت کو پہلے سے بھیج دیا اور انھین حکم دیدیا کہ شہر کے دروازون کی چولین کاٹ ڈالین۔ بعد ازان اچانک خود پہونچ گیا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ خود فڈینی والون ہی نے حملہ کیا تھا اور جب وہ گرد و نواح مین لوٹ مار کرتے پھرتے تھے تو رومیولس نے کمین مین بیٹھکر ایک دفعہ ہی چھاپہ مارا اور انکے بہت سے آدمی کاٹ دیے اسکے بعد شہر لے لیا مگر اس کو توڑا پھوڑا نہین بلکہ اپنی نوآبادی اس کو بنایا اور اپریل کی ماوس[1] کو ڈھائی ہزار آدمی

[1] ماوس سے مراد ہندی مہینے کی ۱۴-۱۵ یا ۱۶ اوین ہے صحیح ترجمہ ایڈس (Idus) کا ہو سکتا ہے جو کہ رومیون کے ہان رائج تھی ۔ اور مہینے کی وسطی تاریخون مین پڑتی تھی ۔ مترجم

وہان بسنے کے لیے بھیج دیے ؛

اس واقعے کے تھوڑے ہی دن بعد شہر مین ایک وبا ایسی پھوٹ پڑی کہ جس سے بغیر کسی پہلی بیماری کے فوری موت واقع ہوجاتی تھی - اس وبا سے غلون کے کھیت بے دانے رہ گئے تھے اور مویشی گیابھن نہ ہوتے تھے ؛ شہر مین خون کی بارش بھی ہوئی جس سے ان مصیبتون مین دیوتاؤن کے غضب کا خوف اور اضافہ ہوگیا - مگر جب یہی آفت لارنٹم پر آئی تو سب نے قیاس کیا کہ دونون شہرون پر خدائی غضب نازل ہوا کیونکہ انھون نے ایلیون اور پھر ٹیٹیس کے خون کا بدلا لینے مین سخت لاپروائی کی تھی - چنانچہ جب دونون طرف سے قاتل ایک دوسرے کے حوالے کردیے گئے اور انھین اپنے کیے کی سزا مل گئی تو وبا صریح طور پر گھٹ گئی مزید بیان رومیولس نے دونون شہرون کے پاک صاف ہونے کی قربانیان کین جواب تک لوگ کہتے ہین کہ فرن ٹینا کے جنگل مین چڑھائی جاتی ہین ؛ لیکن اس وبا کے دفع ہونے سے پہلے کرمانین Camarines لوگون نے رومہ پر چڑھائی کی اور اس کے سارے علاقے پر چھاگئے وہ یہ سمجھتے تھے کہ رومی وبا کی پریشانی مین مدافعت نہ کرسکین گے - مگر رومیولس نے فوراً لشکر تیار کرکے ان سے مقابلہ کیا اور ان کے ۱۰ ہزار آدمی قتل کرکے بڑی بھاری لڑائی جیتی پھر ان کے شہر پر قبضہ کرکے وہان کے آدھے باشندون کو رومہ لے آیا اور جو اس شہر کرمینم Camerium مین باقی رہ گئے تھے اُن سے دگنی تعداد اپنے لوگون کی وہان بسنے کو بھیجدی ؛ یہ واقعہ پہلی اگست کا ہے ؛ اس طرح سے رومیولس کو رومہ کی لمبائیت کے ۱۶ برس کے اندر ہی اندر بہت سے آدمی باہر بھیجنے پڑے ؛ کیمریم سے دیگر اشیاے غنیمت کے علاوہ رومیولس ایک برنجی چوٹ چار گھوڑون کا، جین کرلایا اور اسے ولکن Vulcan کے مندر مین رکھوا کر اپنا بت اس کے اوپر قائم کرایا اس طور پر کہ "فتح و نصرت" اس کو تاج پہنا رہی ہے ؛

جب رومیون کی طاقت اس طرح روز بروز بڑھنے لگی تو ان کے کمزور ہمسائے تو خوف کھانے اور لشکر بھیجنے لگے کہ ہم ان کے مقابلے مین نہ پڑے، لیکن جو قومین کہ قوی تھین وہ اندیشے

یا حسد کی وجہ سے اس فکر میں گئین کہ کسی طرح رومیولس اب زیادہ بڑھنے نہ پائے بلکہ بن پڑے تو اسکی ترقی پذیر عظمت خاک میں ملادی جاے ؛ اس معاملے میں پیش قدمی وے انٹی Veientes قوم نے کی - وہ علاقۂ لشکنی کے رہنے والے تھے بہت کچھ مال وجاگیر قبضے میں رکھتے تھے اور ایک نہایت فراخ شہر میں بستے تھے - انھوں نے فدینی پر دعوے کیا کہ یہ شہر ہمارا ہے اور اسی کو لڑائی شروع کرنے کا حیلہ بنایا - حالانکہ یہ نہ صرف نامعقول بلکہ نہایت مضحک بات تھی کہ وہ جنھوں نے فدینی والون کی سخت مصیبت میں کوئی پروانہ کی اور آرام سے بیٹھے ان کا کشت وخون دیکھتے رہے اب مرنے والون کی زمینون اور مکانون کے لیے اغیار سے لڑنے نکلے ؛

بہرکیف انکے مطالبات کی رومیولس نے اپنے جواب میں خوب تحقیر کی اور ہنسی اڑائی تب انھون نے اپنے آپ کو دو جماعتون میں منقسم کیا، ایک سے تو وہ فدینی کی سپاہ پر حملہ آور ہوے اور دوسری نے رومیولس سے مقابلہ کیا - فدینی پر ان کے لشکر کو کامیابی ہوئی اور اس نے دو ہزار رومی قتل کیے - مگر دوسرے حصے نے رومیولس سے شکست فاش کھائی اور آٹھ ہزار نفوس کا نقصان اٹھایا - بعد ازاں فدینی کے پاس ایک اور لڑائی ہوئی - اور اس میں سب کو اعتراف ہے کہ اُس دن زیادہ تر رومیولس کی ذات نے رومیون کو وہ میدان جتایا ؛ شاہ موصوف نے کمال سرتے پن اور دلیری کا ثبوت اُس روز دیا اور ایسی چالاکی اور طاقت داری دکھائی جو مافوق العادت تھی ؛ لیکن بعض مصنفین کا یہ لکھنا کہ اس جنگ کے چوبیس ہزار مقتولین میں آدھے سے زیادہ رومیولس نے اپنے ہاتھ سے مارے، افسانہ معلوم ہوتا ہے اور کسی طرح عقل میں نہیں آتا - کیونکہ وہ جو مسینا Messina والے کہتے ہیں کہ ہمارے سورما ارسطومینی نے ایک دن میں تین سو دشمنون کو اپنے ہاتھ سے مارا اور ہر سو آدمی کے قتل پر قربانی چڑھاتا تھا، یہ بھی مبالغہ اور غلو سمجھا جاتا ہے ؛ جب لشکر اس طرح تباہ اور فرار ہوگیا تو رومیولس باقی حریفون کے تعاقب میں ان کے شہر تک اپنی فوجیں لے آیا - ان کا پہلے ہی اس قدر نقصان ہوچکا تھا کہ اب مقابلہ کرنے پر ہمت نہ پڑی بلکہ بڑی منت کے ساتھ امان چاہی اور رومہ سے

صد سالہ اتحاد قائم کیا۔ انھوں نے اپنا علاقہ سپ ٹم پاگیم (Septempagium) (جس کے معنے ہین سات پٹی) حریف غالب کی نذر کیا اور دریا پر جو ان کا کارخانہ نمک کا تھا وہ بھی دیا ساتھ ہی اپنے پچاس امرا بطور یرغمال حوالے کر دیے۔ اس فتح کا جلوس رومیولس نے اکتوبر کی ماوس کونکالا۔ اور دوسرے اسیران جنگ کے ساتھ اپنے ہمرکاب انکے امیر لشکر کو بھی لایا جو ایک بڈھا شخص تھا مگر بظاہر اپنی عمر کے لائق دانشمندی سے نہین لڑا تھا۔ اسی سے یہ رسم پڑی ہے کہ جب فتح مندی کی خوشی مین قربانیان چڑھاتے ہین تو جلوس کے آگے آگے ایک بڈھے شخص کو قلعہ (کیپٹل) تک منڈی مین سے لیکر نکلتے ہین اور قرمزی لباس پہناکے بچون کا زیور بلا اس کے باندھ دیتے ہین اور نقیب آواز لگاتا چلتا ہے کہ "سارڈیہ Sardians والے مول کو!" اس کی وجہ یہ ہے کہ وی انٹی شکنی کا علاقہ ہے اور شکنی والون کی نسبت مشہور تھا کہ وہ سارڈیہ سے آکر یہان نوآباد ہوے ہین۔

یہ رومیولس کی آخری جنگ تھی۔ اس کے بعد اس کا طرز عمل وہی ہوگیا جیسا کہ اکثر بلکہ باستثناے چند، ان سب کا ہوجاتا ہے جو تقدیر کے زور اور اتفاقات کی خوبی سے عظمت و اقتدار کے مراتب بلند حاصل کر لیتے ہین: یعنی اپنے کارنامون پر بڑا اعتماد اور نخوت کی خو مین ترقی کرکے رومیولس نے اپنا جمہور پسند برتاو چھوڑ دیا اور وہ بادشاہی رعونت اختیار کرلی جس سے کہ لوگ خصوصاً عوام الناس بالکل بیزار ہوجاتے ہین۔ مثلاً اپنے تاریخی لباس پر اس نے قرمزی کنارون کی عباے پر تکلف پہننی شروع کی اور ملاقات بھی ایک شاہی گاڑی مین بیٹھکر کرنے لگا۔ اس طرح کہ ملاقات کے وقت نوجوان خدام جنھین کام مین سبک پائی کی وجہ سے سیلیرس celeres کہتے تھے، ہمیشہ حاضر رہتے تھے۔ ان کے علاوہ بہت سے عصابردار اسکے لیے جگہ کرتے ہوے آگے آگے چلتے تھے جن کے چمڑے یان (یعنی چمڑے کی پتلی پتلی پٹیان) لپٹی ہوتی تھین کہ جس کو بادشاہ حکم دے فوراً باندھ لین۔ اس زمانے مین "لیگیر" اسی معنی مین بولا جاتا تھا جس مین کہ اب "الیگیر Alligare (یعنی باندھ لینا) بولتے ہین اسی وجہ سے مذکورۂ بالا خدمتگار

"لکٹر" کہلاتے تھے اور ان کی جریبوں کو باکلا Bacula کہتے تھے کیونکہ عصا یا ڈنڈے اس زمانے میں رائج نہ تھے؛ لیکن ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ یہ لوگ پہلے لٹور Litore کہلاتے تھے اور بعد میں "رک" بڑھا کر انھیں لکٹر کہنے لگے جو یونانی لفظ لٹرجی Liturgi (بہ معنی عہدہ داران عوام) کے مرادف ہے کیونکہ لوگون کے لئے لیٹوس Leitos اور عامۃ الناس کے لیے لاوس Laos اب تک یونانی میں مروج ہے ؛

لیکن جب رومیولس کا نانا نیومٹر فوت ہوا اور البہ کی حکومت اس کے ورثے میں آئی تو اس نے لوگون کی تالیف قلوب کے لیے وہان کی حکومت وہین والون کو سونپ دی اور ہر سال ان پر ایک مجسٹریٹ مقرر کر کے بھیجنے لگا۔ اسکا یہ اثر ہوا کہ روما کے بڑے بڑے آدمیون کو ایک آزاد اور غیر شخصی حکومت قائم کرنے کا خیال پیدا ہوا جس میں باری باری ہر محکوم حکومت کر سکے ؛ بات یہ ہے کہ اس وقت امرا (پیٹریشین) کا بھی معاملات سلطنت میں کوئی دخل نہیں رہا تھا ان کا خطاب بزرگی برائے نام رہگیا تھا اور ان کی مجلس مشورے کی جگہ محض رسم نباہنے کی خاطر منعقد ہوتی تھی جہان بادشاہ کے احکام چپ چاپ بھگتا دیے سنتے اور رخصت ہو جاتے گویا امین اور عوام الناس میں یہ فرق تھا کہ بادشاہی کارروائیون کی اطلاع انھیں تھوڑی دیر پہلے مل جاتی تھی ؛ یہ اور اس قسم کی دوسری باتیں بالکل معمولی ہو گئی تھیں۔ لیکن جب رومیولس نے اپنے اختیار سے وہ زمینیں جو جنگ میں حاصل ہوئی تھیں بانٹ دیں اور نیز اپنی رائے سے وے انتی قوم کے یرغمال واپس بھیج دیے جو مجلس کے سراسر خلاف منشا تھا تو اس سے ان کی بڑی دل آزاری اور اہانت ہوئی۔ اسی ناچاقی کا نتیجہ تھا کہ جب تھوڑے دن بعد رومیولس ایکا ایکی غائب ہو گیا تو مجلس پر طرح طرح کے شبہے اور اتہام اٹھانے لگے ؛

رومیولس جولائی کی دسویں[1] کو انٹی لس Quinctilis کا قائم مقام ہے تو مین کو غائب ہوا اور کوئی نشانی ایسی نہیں چھوڑ گیا جس سے اس کی موت کا یقین ہو جاتا صرف غائب

[1] قومی سنہ ہی مین نوین تاریخ کو کہتے ہین یہ اصطلاحی ترجمہ ہے نونز کا جو لاطینی مین اسی معنی مین استعمال کیا گیا ہے ؛ مترجم

ہونے کا مذکورہ وقت معلوم ہے جس کی یادگار میں اس روز جو جو کچھ ہوا تھا وہ اب تک بطور نقل کے دہرایا جاتا ہے ؛ اور نہ اس قسم کے تذبذب کو عجیب سمجھنا چاہیے - اسکی پیوا فریکانس Scipio Africanus کی نظیر ہمارے سامنے ہے - جو رات کے کھانا کھانے کے بعد اس طرح مرگیا تھا کہ اس کی موت کی کوئی وجہ ہی سمجھ میں نہیں آئی - بعض کہتے ہیں کہ وہ تھا ہی مرضین اور اس کی موت طبعی موت تھی بعضوں کا خیال ہے کہ اس نے زہر کھالیا تھا کوئی کہتا ہے کہ نہیں اس کے دشمنوں نے رات کو گھر میں گھس کر اس کا گلا گھونٹ دیا تھا ، حالانکہ صبح کو اسکی لاش سب کے سامنے تھی اور ہر شخص اپنے قیاس کی تحقیق و تصدیق کر سکتا تھا ؛ برخلاف اس کے رومیولس تو جہان سے غائب ہوا وہاں اس کے جسم کا کوئی حصہ کیا معنے اس کے جسم کے کپڑے تک کسی کو نہ ملے - اسی لیے بعض تو اس وہم میں تھے کہ اراکین مجلس نے دلکن کے مندر میں اسپر حملہ کیا اور اس کی بوٹی بوٹی کرکے ہر شخص ایک ایک ٹکڑا اپنے سینے میں چھپا کے لیگیا ہو مگر اور لوگوں کا خیال ہے کہ وہ نہ تو دلکن کے مندر میں غائب ہوا اور نہ صرف اراکین مجلس کے پاس سے کہیں چل دیا بلکہ واقعہ یہ ہوا کہ جب وہ شہر کے باہر ایک مقام کے پاس جسے گوٹس مارٹس (یعنی بکری کی منڈی) کہتے تھے لوگوں کے سامنے تقریر کر رہا تھا تو یکایک ہوا میں عجیب و غریب ناقابل بیان تلاطم پیدا ہوا - سورج کا چہرہ تاریک ہوگیا اور دن تیرہ و تار اندھیری رات بن گیا اور رات بھی کیسی کہ معمولی اور سنسان نہیں ، بلکہ ہیبت ناک کڑک چمک اور چوبائی آندھیوں والی جس میں عوام الناس منتشر ہو کر بھاگ گئے - مگر اراکین مجلس ایک ہی جگہ پاس پاس کھڑے رہ گئے جب یہ طوفان اتر گیا روز روشن ہوا اور لوگ پھر جمع ہوئے تو یا دشاہ کو وہاں نہ پاکر پوچھنے لگے کہ وہ کیا ہوا ؟ جس کے جواب میں اراکین مجلس نے انھیں منع کر دیا کہ وہ اس معاملے میں کچھ زیادہ تفتیش تشویش نہ کریں - ساتھ ہی حکم دیا کہ آیندہ سے رومیولس کی تکریم و تعظیم اس طرح کی جائے جیسے دیوتا بن جانے والے کی ہوتی ہے - کیونکہ اب وہ ایک عمدہ بادشاہ کی جگہ ان کے لیے ایک مہربان دیوتا کا کام دیگا ؛ یہ باتیں سن کر خلقت خوش خوش لوٹ گئی کہ اب وہ انکے ساتھ

طرح طرح کی نیکیان کیا کریگا۔ لیکن انمین بعض لوگ ایسے بھی تھے جنھون نے اس معاملے پر معاندانہ نظر کی اور امرا کو بہت بدنام کیا اور یہ الزام لگایا کہ انھون نے ہی بادشاہ کا خون کیا ہے اور اب لوگون کو ایسے مہمل افسانے سنا سنا کر بہکا رہے ہین ÷

اس شورش اور پریشانی کے عالم مین جولیس پروکولوس Julius Proculus نام ایک صاحب نسب امیرزادے نے کہ اپنے اطوار پسندیدہ کی شہرت رکھتا تھا اور رومیولس کا نہایت بے تکلف دوست اور شہر البہ کا ساتھی تھا فورم Forum (یعنی عدالت عام) مین آکر اپنے اس بیان کی صداقت پر حلف اٹھایا کہ راستہ پر آتے ہوے مین نے رومیولس کو اپنی جانب بڑھتے دیکھا ہے وہ پہلے سے زیادہ قدآور اور زیادہ خوبصورت معلوم ہوتا تھا اور ایک دیکھنے اور آتشین زرہ بکتر پہنے تھے ؛ یہ دیکھکر مین ڈرا اور کہنے لگا کہ اے بادشاہ تو ہمین ایسے حاسدانہ اور بے بنیاد شبہات مین پھنسا کر اور شہر بھر کو غمگین و مضطرب بنا کے کیون چلا آیا ؟ بھلا اس سے تیری غرض کیا ہے ؟ اور میرے جواب مین وہ کہنے لگا "اوپروکولوس ! دیوتاؤن کی مرضی یہی تھی کہ ہم جو انھین کے پاس سے آئے تھے لوگون مین اتنے ہی دن ٹھیرین۔ اور دنیا مین سب سے بڑا شہر بنا کے، کہ شوکت و حکومت اس کو سجے، واپس بہشت کو چلے جائین۔ مگر اب رخصت ! اور رومیون سے کہدینا کہ اعتدال اور استقلال قائم رکھکر وہ انسانی طاقت کی چوٹی پر پہونچ جائین گے ؛ ہم تمھین برکت دینے والے دیوتا کیوری نس Quirinus ہونگے ؛" بیان کرنے والے کی دیانت اور قسم نے رومیون کو یہ سب کہا باور کرادیا۔ اور دراصل اس مین خرق عادت چیزون کو کچھ اس طرح ملایا تھا کہ وہ ربانی اور خاصی طرح قدرتی معلوم ہوتی تھین۔ غرض کسی نے اس کی تردید نہ کی بلکہ بغض و نفاق کو چھوڑکر سبھون نے کوری نس کے آگے ڈنڈوت کی اور دیوتا بنا کے اس سے دعائین مانگنے لگے ؛

یہ قصہ ارسٹیاس Aristeas اور کلیومیڈی Cleomede کے یونانی افسانون سے بہت ملتا جلتا ہے کیونکہ کہتے ہین ارسٹیاس کسی رنگریز کی دکان مین مرگیا تھا اور جب

اس کے اقربا وہان دیکھنے آئے تو اس کا جسم غائب پایا اور تھوڑی دیر بعد ایک شخص نے جو باہر سے آرہا تھا بیان کیا کہ مین نے رستے مین اُسے کراٹن Quirites کی سمت جاتے دیکھا تھا اور اسی طرح کلیومڈی کا سنا ہے کہ غیر معمولی طاقتور اور دیو جیسا قد آور شخص تھا مگر ساتھ ہی اس کے مزاج مین سخت وحشت تھی اور حرکتین بھی ایسی ہی مجنونانہ کرتا تھا۔ آخر ایک درس گاہ مین اُس نے گھونسا مار کر وہ ستون ڈھا دیا جس پر مدرسے کی چھت قائم تھی۔ ستون ٹوٹتے ہی مکان بھی آپڑا اور سب بچے اس مین دب کر مر گئے۔ جب لوگ اسے پکڑنے کو دوڑے تو وہ بھاگ کر ایک بہت بڑے صندوق آہنی مین گھس گیا اور اس کا پٹ بند کر کے ایسی مضبوطی سے پکڑے رہا کہ بہت سے آدمی مل کر زور کرتے رہے مگر کھول نہ سکے۔ تب انھون نے صندوق کو توڑا تو کیا دیکھتے ہین کہ اسمین نہ کوئی آدمی ہے نہ اس کی لاش! سخت حیرت ہوئی اور ڈیلفی Delphi سے استخارہ کیا گیا۔ وہان کی (منجہ) یا نبیہ نے اس کے جواب مین یہ الفاظ کہے کہ "سب سورماؤن مین کلیومڈی آخری سورما ہے"۔

الومنا Alomena کی نعش بھی کہتے ہین کہ لیجاتے وقت ارتھی پر سے غائب ہو گئی تھی اور اس کی جگہ ایک پتھر وہان دھرا ہوا تھا۔ غرض ہمارے افسانہ نویس ایسی ایسی بہت سی خلاف عقل باتین سناتے ہین اور اجسادِ فانیہ کا رتبہ کہین سے کہین پہونچا دیتے ہین۔ اگرچہ اسمین شک نہین کہ آدمی کو خدا اور ربانیت سے بالکل جدا سمجھنا بھی لامذہبی اور برائی ہے مگر اس کے ساتھ ہی خاک کو آسمان سے ملا دینا لغویت ہے۔ ہمین پنڈار Pindar کی بات ماننی چاہیے جو کہتا ہے کہ:-

"تمام انسانی اجسام پر فنا کا حکم چلتا
ہے۔ بقاے دوام روح کو ہے"۔

کیونکہ روح دیوتاؤن سے نکلی ہے اور وہان سے آئی ہے وہین لوٹ جائیگی جسم کے ساتھ نہین بلکہ اس سے بالکل علیحدہ ہو کر اور اسوقت جبکہ گوشت و خون سے قطعی طور پر پاک صاف ہو جاے اور

مطلق اس سے کوئی تعلق اس کا نہ رہے کیونکہ پراکلیٹس Heraclitus کے بقول روح کا ایک ستھری روشنی ہے جو جسم میں اس طرح اڑتی ہے جیسے بادلوں میں بجلی کوندگئی لیکن وہ روح جو جسم سے مقید اور آلودہ ہے سست اور بجھتی چنگاری کے مانند ہے جس میں لوہی بہت ندھم اٹھتی ہو"۔ اسی وجہ سے یہ ہرگز نہیں چاہیے کہ بزرگوں کی ارواح کے ساتھ ہم خلاف فطرت یہ سمجھ لیا کریں کہ ان کے اجسام بھی آسمان پر چلے جاتے ہیں۔ البتہ اس پر یقین لانا ہمارا فرض ہے کہ فطرت الٰہی اور قانون ربانی کے مطابق ان نفوس قدسیہ کی نیکیاں اور روحیں معمولی آدمی کے بجائے انھیں سورما بنا دیتی ہیں اور سورماؤں سے پھر اوتار (یعنی نیم دیوتا) اور پھر آخری پاکیزگی اور جلا پانے کے بعد وہ تمام مدارج عالیہ طے کر کے جسمیت اور اشیائے فانیہ سے منزہ ہو جاتے ہیں اور خیالی طور پر نہیں بلکہ واقعی اور واجبی طریق سے انھیں دیوتاؤں کا رتبہ رفیعہ حاصل ہو جاتا ہے جو کہ سب سے بڑی اور نہایت متبرک اکملیت ہے"۔

رومیولس کا اضافی نام یا لقب کیوری نس بعضوں کے نزدیک مریخ کے ہم معنے ہے۔ بعض لوگ اس کی وجہ تسمیہ کیوری نس بتاتے ہیں جو کہ رومیوں کی قومیت تھی۔ ایک قول یہ ہے کہ قدیم زمانے میں تیر یا برچھی کیورس Quiris کہلاتی تھی چنانچہ جونو Juno کا بت جو برچھی کا سہارا لیے کھڑا ہے کیوری نس کہلاتا ہے اور ریجیہ Regia کے مندر میں جو تیر ہے اوسے بھی مریخ (مارس) کہتے ہیں اور جو لوگ لڑائی میں نام آوری کے کام کرتے تھے انھیں بھی تیر ہی بطور نذر کے پیش کیا جاتا تھا۔ اسی واسطے رومیولس جو ایک جنگی یا تیروں کا دیوتا ہے کیوری نس کہلایا"۔ یہ یقینی ہے کہ رومیولس کے اعزاز میں پہاڑ پر ایک دیول بنایا گیا تھا اور اسی کے نام سے اس کو کیوری نالیس Quirinalis خطاب کرتے تھے"۔

جس روز وہ غائب ہوا اس کو "لوگون کی بھگدڑ" اور "بکریون کا تہوار" کہتے ہیں کیونکہ اس دن سب کے سب شہر کے باہر جا کر "بکری کی منڈی" کے مقام پر قربانیاں چڑھاتے ہیں اور جاتے وقت بعض رومی نام لے لے کر پکارتے جاتے ہیں جیسے مرقس لوسیس کے اس وغیرہ

یہ گویا ان کے اُس بھاگنے کی اور گھبراہٹ کی نقل ہوتی ہے جس مین وہ بھاگتے وقت ایک دوسرے کو نام لے لیکر پکارتے بھی جاتے تھے ؛

لیکن بعضون کا قول ہے کہ یہ اس بھگدڑ کی نقل نہین ہے بلکہ اُس تلے کی نقل ہے جو بہت جلدی مین رومیون نے کیا تھا ؛ اس سے ان کا اشارہ ذیل کے واقعے کی طرف ہے :

جب کامی لس Camillus نے گال کے لوگون کو جو رومہ پر قابض ہوگئے تھے نکال دیا تو اس وقت بہت سے لاطینی قوم والون نے لیویس پوسٹومیس Livius Postumius کے زیر کمان اس پر چڑھائی کا موقع پایا۔ شہر رومہ کی اس وقت تک حالت درست نہ تھی۔ اور نہ اس مین پہلی سی قوت ابھی آئی تھی ؛ غرض پوسٹومیس آیا اور فوج لیکر شہر کے قریب ہی اُترا پھر رومیون سے ایلچیون کی معرفت کہلا بھیجا کہ لاطینی لوگ قدیم رشتہ مواخات واتحاد (جو اب قریب قریب ٹوٹ چکا ہے) کی تجدید کے خواہان ہین اور یہ مقصد دونون قومون مین سلسلہ مناکحت قائم کرنے سے پورا ہوسکتا ہے پس اگر رومی بیوہ اور ناکتخدا عورتین معقول تعداد مین بھیجدین تو وہ آپس مین دوست اور امن سے رہین گے بالکل اسی طرح جس طرح سبائین پہلے اسی طریق سے ان کے دوست ہوگئے تھے ؛

رومیون نے یہ پیغام سنا تو لڑائی سے بہت خوف کھایا مگر اپنی عورتون کا بھیجنا بھی انھون نے سمجھ لیا کہ غلامی مین دینے سے کچھ بڑھکر نہین ہے وہ اسی دگدا مین تھے کہ ایک خادمہ فلوطیس Philotis (یا ایک اور قول کے مطابق تیوٹولا Tutola) نے ان کو ایک ایسی چال سجھائی کہ نہ بہت کشت وخون ہو اور نہ ان کی شرط پوری کرنی پڑے۔ وہ چال یہ تھی کہ رومی بجائے شریف زادیون کے خود فلوطیس اور اپنے ہان کی خوبصورت خوبصورت چھوکریون کو بھوبٹیون کے کپڑے پہنا کر دشمن کے حوالے کردین اور جب رات کو وہ وہان آگ جلا کر روشنی کرے تو رومی مسلح ہوکر سوتے مین اُن پر چھاپہ ماردین ؛ لاطینی اس دھوکے مین آگئے اور فلوطیس نے کہی بدی کے موافق جنگلی کھجور پر ایک مشعل کھڑی کردی اس کو اُس نے پردون اور اوٹون مین اس

خوبصورتی سے قائم کیا کہ دشمن کو خبر بھی نہ ہوئی مگر رومیون کو روشنی صاف نظر آگئی۔ اشارہ پاتے ہی وہ کمال ذوق و شوق کے ساتھ شہر سے نکل پڑے اور جانے کی جلدی مین ایک دوسرے کو پکارتے جاتے تھے ایسے غیر متوقع شب خون نے دشمن کو پراگندہ کرکے شکست کھلوائی اور رومیون نے فتح کی خوشی مین تہوار منایا۔ جس کا نام بکریون کا تہوار اس لیے پڑگیا کہ رومی جنگلی کھجور کو کپری فی کس Caprificus یا بکر کھجور کہتے تھے۔ اس تہوار مین عورتون کو شہر کے باہر لیجاکر کھجور کی ٹہنیون (یعنی چھوٹی اور پست جھونبڑیون) مین بٹھا دیتے ہین اور ان کی چھوکریان مائین جمع ہوکر ادھر اُدھر کودتی پھاندتی پھرتی ہین۔ بعدزان وہ آپس مین جھوٹ موٹ کی لڑائی لڑتی اور ایک دوسرے کے پتھر مارتی ہین یہ یادگار مین اس واقعے کی کہ انھون نے رومیون کو اس جنگ مین مدد دی تھی ؛

لیکن اس قصے کو چند ہی مصنفون نے مانا ہے کیونکہ دن مین ایک دوسرے کا نام لیکر پکارنا اور پھر قربانی چڑھانے بکریون کی منڈی جانا پہلی کہانی سے ہی زیادہ مطابقت کھاتے ہین۔ ہان یا یہ کہو کہ دونون واقعے مختلف سنین مین ایک ہی روز ہوے ؛

روایت عام کے مطابق رومیولس نے چوّن برس کی عمر مین ۳۷ تیس سال حکومت کرکے اس دنیا کو چھوڑا ؛

رُومیُولس کا مُوازنہ تھی سی اس کے ساتھ

یاد رکھنے کے قابل یہ باتین تھین جو تھی سی اس اور رومیولس کے بارے مین مجھکو معلوم ہوئین سب سے پہلا فرق تو ان دونون مین یہ نظر آتا ہے کہ تھی سی اس بغیر کسی مجبوری کے اپنے آپ کارہاے نمایان کرنے پر کربستہ ہوا۔ بے شبہ اگر وہ چاہتا تو بلا کسی خرخشے کے بڑے آرام واطمینان کے ساتھ تزین ہی مین ایک خاصی شاندار سلطنت اور حکومت کا لطف اُٹھا سکتا تھا۔ اس کے برخلاف رومیولس کو (افلاطون کے الفاظ مین) محض خوف نے دلاور بنا دیا تھا۔ یعنی سخت ترین تکالیف اور پُرعقوبت سزا سے بچنے کے لیے اُس نے اپنے تئین مخدوش مہمات مین ڈالا اور گویا حفاظت ذاتی کی وجہ سے وہ بڑے بڑے کام کرنے پر مجبور ہوا۔ اُس کا سب سے بڑا کارنامہ شاہ البا کا قتل ہے حالانکہ اس کا مدمقابل بطور سرسری مہمات کے، اسکیران، سنیس، پروکرسٹس، اور کورینیٹس، کے نام گنوا سکتا ہے، جنکے قتل نے، اس سے پہلے کہ خود ان کے مظالم سے نجات پا جانے والون کو علم ہو، یونان کو نہایت خوفناک ظالمون سے پاک کر دیا۔ اسکے علاوہ وہ چاہتا تو بلا دقت سمندر کے رستے ایتھنز چلا جاتا اور یہ تاویل کر لیتا کہ خود مجھے ان رہزنون سے کوئی ضرر نہین پہونچا ہے۔ لیکن رومیولس کے معاملے مین یہ صورت نہ تھی اور امیولس کے جیتے جی وہ اپنے تئین محفوظ نہ سمجھ سکتا تھا اس مین یہ حقیقت اور اضافہ کرو کہ تھی سی اس بلا کوئی ذاتی نقصان اُٹھائے ان اشرار پر محض اورون کی خاطر حملہ آور ہوا تھا۔ لیکن رومیولس اور رمیس اُس وقت تک کہ جابر (یا مطلق العنان) امیولس اورون کو تکلیف دیتا رہا اور وہ خود محفوظ تھے، بالکل خاموش رہے۔ اور اگر محض قوم سباینی سے لڑائی مین مجروح ہونا، یا شاہ اکرن کو قتل کرنا یا بہت سے دشمنون کو مغلوب کرنا کوئی بہت بڑا کارنامہ

ہے تو اس کے مقابلے مین ہم سنٹوروں کی لڑائی یا امیزنوں (یعنی جنگی عورتوں) کے ساتھ معرکون کو پیش کر سکتے ہین - لیکن تھی سی اس نے جس طرح اپنے کو بہ خوشی خاطر کریٹ جانے والون مین پیش کیا اور اُن لڑکے اور لڑکیون کی یرغمال مین شامل ہو کر ہلاکت مین ڈالا جو یا اُس خوفناک بلا منوٹور کا شکار ہو جاتے تھے یا اندر وجیس مقتول کے مقبرے پر بھینٹ چڑھا دیے جاتے تھے اور یا (سب سے معتدل روایت کے بموجب) بے رحم و مغرور آقاؤن کی نہایت شرمناک غلامی مین زندگی گذارنے اور ذلتین سہنے پر مجبور ہوتے تھے - تو فی الحقیقت اس کا یہ فعل ایسی جوان مردی، شرافت، ایثار، انصاف، اور حب الوطنی کا مجموعہ ہے، جن کا لفظون مین ظاہر کرنا محال ہے؛ اور مین خیال کرتا ہون کہ اہل فلسفہ نے جو تعریف محبت کی بیان کی ہے کہ وہ نوعمرون کی حفاظت و صیانت کے لیے دیوتاؤن نے انسان کو عطا کی تھی، یہ تعریف کچھ بیجا نہین، چنانچہ تھیسیوس کے علاوہ، معلوم ہوتا ہے اریاڈن کی محبت بھی تھی سی اس کے استحفاظ کے لیے، خاص کسی دیوتا ہی نے پیدا کر دی تھی - اور بے شبہ اس کے عشق کو بُرا کہنے کے بجاے ہمین تعجب ہونا چاہیے کہ صرف وہی اس جذبے سے متکیف کیون ہوئی اور دیگر تمام مرد و عورت اسی طرح تھی سی اس پر کیون نہ مائل ہو گئے؟ لیکن اگر صرف وہی تھی جو اس طرح متاثر ہوئی تو حق یہ ہے کہ مجھے یہ بات کہنے مین بھی تامل نہ ہوگا کہ وہ (یعنی اریاڈن) خود دیوتاؤن کی محبوب بننے کی اہلیت رکھتی تھی کہ اسی کے دل مین نیکی اور بھلائی، اور شجاع ترین انسان سے عشق کرنے کی سب سے زیادہ قابلیت تھی!

تھی سی اس اور رومیولس، دونون کو فطرت نے حکومت کرنے کے لیے پیدا کیا تھا، لیکن بادشاہت کے حقیقی اور کامل معیار پر ایک بھی پورا نہ اُترا بلکہ ایک کو تو جمہوریت اور عوام پسندی مین غلو نے کھویا اور دوسرے کو استبداد اور مطلق العنانی نے خراب کیا، اس طرح مختلف الخیال ہونے کے باوجود وہ دونون ایک سی غلطی مین مبتلا ہوے [اصل یہ ہے کہ حاکم کا پہلا فرض اپنے عہدے کا توازن قائم رکھنا ہے جو اس وقت تک نہین رہ سکتا جب تک کہ وہ اسی مستعدی کے ساتھ نامناسب امور سے اِبا نہ کرے جس مستعدی کے ساتھ کار ضروری پر عامل ہو؛ جس کسی نے حد اوسط سے زیادہ چشم پوشی پر یا سخت گیری پر عمل درآمد

کیا سمجھ لینا چاہیے کہ وہ بادشاہت یا حکومت کے قابل نہین رہا بلکہ یا عوام الناس کی ہر دلعزیزی کا متلاشی مقرر بن گیا اور یا تخصیت پسند جابر۔ اور اس لیے یا تو رعایا مین اس کی وقعت نہ رہیگی اور یا وہ اُس سے بیزار ہو جائیگی۔ اگرچہ اس مین شک نہین کہ پہلے نقص کا مصدر نیک نفسی اور نرمی معلوم ہوتا ہے اور دوسرے کا غرور اور سختی ؛]

اب ہم اس ناواجب اور بےغضب طرز عمل کا موازنہ کرتے ہین جو تھی سی اس نے اپنے بیٹے[1] کے ساتھ دکھایا اور رومیولس نے اپنے بھائی کے ساتھ۔ اگر انسانی مصائب محض تقدیری امور نہین ہین بلکہ خود ہمارے عادات اور افعال سے انکا تعلق ہے تو مذکورۂ بالا الزامات سے ان دونون کو کون بری کر سکتا ہے؟ البتہ وجوہ اشتعال دیکھکر ہم اس کو نسبتاً معذور تصور کر سکتے ہین جس کا غصہ زیادہ سخت چوٹ آنے کی طرح، قوی ترسبب پر مبنی تھا؛ اب رومیولس نے تو کاری معاملات مین ارادۃً اور عمداً اپنے بھائی سے تنازعہ پیدا کیا تھا اور اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ اسکا وفعتہً اس درجے مشتعل ہو جانا کسی طرح لازمی اور واجب نہ تھا۔ لیکن تھی سی اس کے اپنے بیٹے پر زیادتی کرنے کے اسباب بیوی کی شکایتین اور عشق وحسد تھے جن سے متاثر نہ ہونا ہر شخص کا کام نہین ہے۔ اسکے علاوہ رومیولس نے غصے مین جو کچھ کیا اسکا نتیجہ بہت ہی افسوسناک (یعنی بھائی کی موت) نکلا، مگر تھی سی اس کا طیش عملاً صرف بُرے الفاظ اور بزرگانہ بددعاؤن تک محدود رہا۔ اس کے بعد جو جو مصیبتین اسکے بیٹے پر آئین انھین خود اس کی قسمت سے منسوب کر سکتے ہین، اور اس لیے اس حد تک بھی ترجیح کا سہرا تھی سی اس ہی کے سر رہیگا ؛

لیکن سب سے اوّل اور رومیولس کی موافقت مین سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس نے

[1] ریس کے قتل کا واقعہ رومیولس کی سوانح عمری مین مذکور ہے لیکن تھی سی اس کے بیٹے سے ناراضگی کا حال صراحتاً مصنف نے نہین لکھا ہے بلکہ اشارۃً تھی سی اس کی ایک بیوی فیڈرا اور اس کے بیٹے کے مصائب کا ذکر کیا ہے۔ ان تکلیفون کی وجہ ایک طرح خود تھی سی اس کی غضب ناکی ہوئی تھی اور اُسی کا مصنف اس وقت رومیولس کے غصے سے جس نے بھائی کو مارڈالا مقابلہ کرتا ہے ؛

بہت نیچے درجے اور ادنیٰ حیثیت سے ترقی کی تھی،، وہ اور اس کا بھائی رئیس شرفا کے بجائے کمینون مین شمار کیے جاتے تھے اور اس حالت کے بدلنے سے قبل وہ محض سور چرانے والے تھے مگر جو نہین انھون نے عروج پایا اور قوم لاطینی کو نعمت آزادی سے بہرہ مند کیا اسی وقت سے انکا نام بدل گیا اور وہ ایسے معزز خطابات والقاب سے سربلند ہوے جیسے قامع اعداے ملک محافظ رفقا و اقربا، شہزادگان دالاتبار، بانیان بلاد و امصار وغیرہ حالانکہ تھی سی اس نے بنیاد ڈالنے کے بجاے بہت سے شہرون کو جنمین بڑے بڑے بادشاہ اور نامور سورما گذرے تھے ویران کردیا تھا اور بہت سے گھر بگاڑنے کے بعد صرف ایک گھر کو رونق دی تھی،، بے شبہ رومیولس بھی آخر مین انہی طریقون پر اُتر آیا تھا اور اپنے مغلوب دشمنون کو مجبور کرتا تھا کہ شہرون کو منہدم کرکے اسکے ہمراہ چل بسین۔ مگر ابتدا مین اس نے اس قسم کی کوئی کارروائی نہین کی تھی نہ لوگون سے کسی خاص شہر کی رونق بڑھانے کے لیے (جو پہلے سے موجود تھا) بجبر ترک وطن کرایا تھا۔ البتہ اُس نے ایک نئے شہر کی بنیاد ڈالکر جن زمینون کی یا حکومت اور آل اولاد کی ضرورت تھی وہ حاصل کر لی تھین ایسا کرنے مین اُس نے کسی کو ہلاک کیا نہ قتل، بلکہ انکو فائدہ پہونچایا جو بے خانمان تھے اور کہین مستقل سکونت بناکر لطف حضرت سے آشنا ہونا چاہتے تھے۔ پھر یہ بھی قابل لحاظ بات ہے کہ اُس نے جن پر اپنی سیاست صرف کی وہ لُٹیرے بدمعاش نہ تھے۔ ایسے لوگون پر اُس نے اپنی تلوار نہین علم کی تھی، بلکہ بڑی بڑی قومون کو مغلوب کیا تھا شہرون کی تسخیر کی تھی اور بادشاہون اور سپہ سالارون سے لڑائیان جیتی تھین۔ یہ امر کہ اُس نے اپنے بھائی کا خون کیا، مشتبہ ہے اور متحقق نہین کہ وہ کس کے ہاتھ سے مارا گیا۔ بلکہ عام طور پر اس جرم کو دوسرون سے منسوب کیا جاتا ہے۔ باقی اپنی مان کو تو، کوئی شبہ ہی نہین کہ اُس نے موت کے مُنہ سے نکالا۔ اور اسی طرح نانا کو ایک شرمناک پابندی اور ماتحتی سے نکالکر انیاس کے تخت پر بٹھایا، اور مدۃ العمر اس کی خدمتگزاری کرتا رہا اور اُس سے اُسکو (نومیٹر) کو کبھی سہوًا بھی کوئی ضرر نہین پہونچا،، اس کے برخلاف تھی سی اس نے جس طرح اپنے باپ کی تعمیل احکام مین غفلت کی اور کریٹ سے آتے وقت وہ جھنڈا اپنے جہاز پر نہ چڑھایا جو ان کی

بہ سلامتی مراجعت کی علامت تھا تو یہ ایک ایسی بے پروائی ہے جسکا وہ کوئی معقول عذر نہین پیش کرسکتا اور میرے خیال مین نہایت رحمدل ججون کے سامنے بھی الزام بدرکشی قائم کیے جانے سے نہین بچ سکتا۔ اور شاید یہ دیکھکر کہ اس الزام سے تھی سی اس کو بری کرنا دشوار ہے ایک اٹیلی مصنف نے واقعے کو دوسرے رنگ مین رنگنا چاہا ہے اور لکھا ہے کہ جس وقت جہازون کو واپس آتے دیکھا تو خود ایجیس قلعے پر سے دوڑتا ہوا آیا کہ جلنے والون کی خیر خبر معلوم کرے، اسی عجلت مین اس کا پاؤن پھسلا اور وہ گر کے مرگیا؛ مگر یہ روایت صریحًا غلط ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ ایجیس کے پاس نوکرون کی یا وہ خود ساحل آتا تو ساتھ چلنے والون کی کچھ کمی نہ تھی؛

اور عورتون سے زناکاری کے جو الزام ان دونون بادشاہون پر لگائے جاتے ہین اُن سے تھی سی اس خصوصًا اپنا کوئی معقول بچاؤ نہین کرسکتا۔ جس کی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اس کے معاملے مین یہ جرم بار بار سرزد ہوتا ہے چنانچہ اُس نے اریاڈن، انٹی اوپ اور اناکسو تریزنی کو بھگایا اور آخر مین ہیلن کو جبکہ وہ بالکل بچہ تھی اور تھی سی اس ایک سفید ریش بڈھا۔ گویا ایک بُعد المشرقین تھا کہ اگر اس کی عمر کمسنی کی وجہ سے شادی کے لائق نہ تھی تو اس کی عمر بڑھاپے کے باعث حد نکاح سے قانونًا تجاوز کرچکی تھی؛ دوسرا سبب جو اُسکے جرم کو سنگین بنا دیتا ہے یہ ہے کہ تین اوّل الذکر کنواری لڑکیان علاوہ اس کے کہ اُس سے منسوب نہ کی گئی تھین، خاندان و مرتبے کے اعتبار سے بھی امتیازی عورتون پر کوئی فوقیت نہ رکھتی تھین کہ بہتر اولاد کی خاطر اُن سے شادی کی جاتی۔ پس یہ شبہ اور قوی ہوجاتا ہے کہ ان عورتون کا لانا محض شہوت پرستی اور شوق زناکاری تھا؛ رومیولس نے ایسا نہین کیا بلکہ جب آٹھ سو کے قریب عورتین اُس نے پکڑلین تو انمین سے صرف ایک (حسب روایت عام) ہرسیلیا کو اپنی بیوی بنایا اور باقی سب کی اپنے شہر کے معززین مین تقسیم کردی؛ پھر بعد مین انکی جو محبت و پاسداری اُس نے ملحوظ رکھی اس سے ثابت کردیا کہ یہ زیادتی مصلحت سے خالی نہ تھی اور اسکا اصلی منشا یہ تھا کہ دو قومون کو باہم متحد کردیا جاے اور اس رشتے داری کو آیندہ دوستی اور مشترکہ قوت کا ایک وسیلہ بنایا جاے۔ درحقیقت جس اخلاص و محبت، احترام اور وفاشعاری

کی مثال رومیولس نے بیویون کے ساتھ قائم کی تھی، زمانے سے بہتر اسکا گواہ کوئی نہین کہ اُسکے بعد دو سو تیس برس تک رومۃ الکبریٰ مین نہ کسی خاوند نے اپنی بیوی کو دغادی اور نہ کسی بیوی نے اپنے شوہر سے بے وفائی کی۔ بلکہ جس طرح یونانیون مین متجسس طبائع انکے نام یاد رکھتی ہین جنھون نے سب سے اوّل پدر کُشی یا مادر کُشی (جیسے قبیح جرائم) کا ارتکاب کیا اسی طرح اہل روما کو بھی معلوم ہے کہ انکے ہموطنون مین سب سے پہلا شخص جس نے اپنی بیوی کو بانجھ ہونے کا الزام لگاکر علیحدہ کیا، سپوریس کارویلیس ہے ؛ اب رومیولس اور تھی سی اس کی شادیون سے جو نتایج ظہور مین آئے وہ بالکل توقع کے مطابق تھے۔ یعنی پہلے کی شادیون نے دونون بادشاہون کو سلطنت مین شریک بنا دیا اور دونون قومین ایک ہی حکومت کے تحت مین آگئین؛ لیکن تھی سی اس کی شادیان نہ دوستی بڑھانے کے واسطے تھین نہ توالد وتناسل کے لیے باہمی رشتہ داری کے واسطے پس انکا انجام خون ریزی جنگ وجدال اور عداوت کی صورت مین رونما ہوا۔ آخر مین قضیۂ فیدنی بھی اُن کے ہاتھ سے نکل گیا اور وہ خود فقط اپنے دشمنون کے رحم کھانے سے محفوظ رہ گئے کہ دیوتاؤن کی طرح محترم بنا کے اُن کی خوشامد اور لجاجت کی ورنہ وہی حشر ہوتا جو شاہ پیرس کے ہاتھون شہر ٹرواے کا ہوا؛ تاہم تھی سی اس کی مان پر تمام وہ مصیبتین گذرین جو ہکوبہ پر گذری تھین جسے اُس کے بیٹے نے چھوڑ دیا تھا اور پھر خبر نہ لی تھی اگرچہ یہ ممکن ہے کہ یہ روایت (تھی سی اس کی مان کے بارے مین) صحیح نہ ہو اور مین تو خدا سے چاہتا تھا کہ نہ صرف یہ بلکہ اور بہت سی باتین بھی محض افسانے ہون!

ان دونون کی پیدایشون مین آسمانی تائید کے متعلق بھی جو کچھ بیان کیا جاتا ہے وہ قابل موازنہ ہے۔ رومیولس کو تو..... دیوتاؤن نے خاص اپنی عنایت سے پرورش کیا تھا، مگر ایکیس (تھی سی اس کے باپ) کو جو الہامی پیغام دیا گیا تھا کہ وہ کسی عورت کے پاس نہ جاے اس کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ تھی سی اس کی ولادت دیوتاؤن کی مرضی کے مطابق نہ تھی!

اسپارٹہ کا مشہور اور قدیم مقنن

لکرگس

مورخون نے اسپارٹی مقنن لکرگس کے جو حالات تحریر کیے ہین ان کی صحت اتنی مشتبہ ہے کہ کوئی قول ایسا نہین جو ایک شخص نے بہ وثوق لکھا ہو اور باقی سب نے اُسکی تکذیب یا تعریض نہ کی ہو۔ چنانچہ اُس کے خاندان اُس کی سیاحتون اور اوس کی وفات کے بارے مین کہ کس طرح اور کہان ہوئی خیالات مین بے حد اختلاف ہے خصوصاً جب اُس کے بنائے ہوے قوانین اور قائم کردہ نظام سلطنت کا ذکر آتا ہے تو یہ اختلافات سب سے زیادہ نمایان ہو جاتے ہین۔ یہ بھی مسلمہ طور پر نہین کہا جا سکتا کہ وہ کس عہد کا آدمی ہے کیونکہ بعض مورخون کا بیان ہے کہ وہ ایفی ٹس کے زمانے مین بھولا بھلا اور نامور ہوا بلکہ اسی ایفی ٹس کے ساتھ مل کر اُس نے یہ ضابطہ نافذ کرایا کہ جن ایام مین اولمپی کھیلون کی مذہبی تقریب منائی جاتی ہے اُن مین اہل یونان جدال و قتال ترک کر دین گے۔ اسی قول کو ارسطو نے بھی مانا ہے اور اُس کی تصدیق مین یہ دلیل پیش کی ہے کہ اُن تانبے کے چکرون[1] مین جو مذکور بالا کھیلون کے وقت استعمال کیے جاتے ہین، ایک پر لکرگس کے نام کا کتبہ ہے جو میرے (یعنی ارسطو کے) وقت تک نہین مٹا تھا؛ لیکن ارانس تن، اپالوڈورس اور دیگر واقعات نویس شاہان اسپارٹہ کے

[1] چکر سے کواٹ یعنی بڑے چلے مراد ہین۔

ایام تخت نشینی کو جوڑ کر یہ ثابت کرنے کا دعوی کرتے ہین کہ لکرگس خود اولمپی کھیلون کے اجرا اور زمانۂ قیام سے بھی پہلے کا آدمی ہے۔ ٹای میئس کا قیاس یہ ہے کہ لکرگس نام کے دو شخص دو مختلف زمانون مین گذرے ہین لیکن لوگون نے دونون کے کارہاے نمایان منسوب ایک ہی شخص سے کردیے جو اپنے دوسرے ہمنام سے زیادہ مشہور و معروف تھا۔ اس مؤرخ کے نزدیک پہلا لکرگس ہومر کے قریبی زمانے کا آدمی ہے بعض مصنف اسکی تصریح مین اور آگے بڑھ گئے ہین اور کہتے ہین کہ لکرگس خاص ہومر کے دیکھنے والون مین تھا۔ لیکن بہرحال یہ بات کہ وہ بہت قدیم زمانے کا شخص ہے زینوفن کے ایک فقرے سے بھی مترشح ہوتی ہے جسمین مصنف موصوف اُسے بادشاہون کے خاندان ہرقلی کا ہمعصر بتاتا ہے۔ اسمین شک نہین کہ اسپارٹہ کے آخری بادشاہ تک نسلاً ہرقلی تھے لیکن زینوفن کی مراد اُس موقع پر جن بادشاہو سے ہے وہ ہرقل کے قریبی جانشین ہین۔ مگر ان تمام مستعد اور پریشان بیانات کے باوجود ہم اُس کے حالات زندگی ترتیب دینے کی کوشش کرتے ہین اور اُن اقوال کا اتباع کرینگے جنھین سب سے کم مسترد کیا گیا ہے اور نیز اپنی تحریر کا انحصار اُنہین مصنفون پر رکھین گے جو سب سے زیادہ قابل اعتبار اور ثقہ ہین۔

سای موتی دس شاعر لکرگس کو یونومس Eunomus کے بجاے پری ٹانس کی اولاد مین رکھنا چاہتا ہے۔ مگر یہ اکیلے اُسی کی راے ہے ورنہ باقی سب نے یونومس اور لکرگس کا شجرۂ نسب حسب ذیل سلسلے مین تحریر کیا ہے:-

ارستوڈیمس
|
پٹروکلیس
|
سواوس
|
یوری پن
|
یونومس
|
پولی ڈکٹیس (پہلی بیوی سے) — لکرگس (دوسری بیوی دیونسا کے بطن سے)

دیوشیدا اس کہتا ہے کہ وہ پٹرو کلیس کی جھٹی اور ہر قل کی گیارھوین پشت مین تھا جو کچھ ہو اس مین شبہ نہین کہ اُس کے بزرگون مین سب سے نامور سواوس ہے جس کے ماتحت اہل اسپارٹہ نے ہیلاٹ* کو اپنا غلام بنایا اور علاقۂ ارکیڈیا کا معقول حصہ فتح کر کے اپنے مقبوضات مین شامل کیا تھا۔ اسی بادشاہ سواوس کے متعلق یہ حکایت چلی آتی ہے کہ ایک مرتبہ اہل کلوٹوریہ نے اُسے کسی بے آب اور کوہستانی مقام مین اس طرح محصور کر لیا کہ پانی میسر نہ آسکا۔ اور آخر کار وہ یہ شرائط ماننے پر مجبور ہو گیا کہ اگر اُسے اور اوس کے تمام ساتھیون کو قریب ترین چشمے سے پانی پی لینے دیا جاے تو وہ اپنے تمام مفتوحہ علاقون کو محاصرین کے حوالے کر دیگا۔ اس معاہدے پر حسب معمول فریقین کے حلف اور رسمی اقرار ہونے کے بعد سواوس نے اپنے سپاہیون کو اکٹھا کیا اور وعدہ کیا کہ اُن مین سے جو شخص اس وقت پانی نہ پیے مین اپنا سارا راج پاٹھ اُس کے حوالے کر دونگا۔ لیکن جب کوئی بھی اُن مین سے تشنگی ضبط نہ کر سکا اور سب نے پانی پی لیا تو آخر مین شاہ سواوس کی باری آئی جس نے چشمے پر اُتر کے صرف اپنا مُنہ دھویا اور بغیر ایک قطرہ پانی پیے غنیم کے سامنے سے اپنی فوج لے کر روانہ ہو گیا اور مفتوحہ علاقے اُنھین واپس دینے سے انکار کر دیا کیونکہ شرائط کے بموجب "تمام اہل اسپارٹہ نے اور اُس نے پانی نہین پیا تھا (اور اوس کے باقی رہ جانے سے شرط پوری نہین ہوئی تھی)"

اس واقعے کی وجہ سے ہر چند سواوس کا بڑا نام اور تعریفین ہوتی تھین، پھر بھی اُس کا خاندان اُس کے نام سے موسوم نہین ہوا بلکہ اُس کے بیٹے یوری پن کے نام پر یوری پنی کہلایا۔ سبب اس کا یہ ہے کہ یوری پن ہر دلعزیزی کا خواہان تھا اور عوام کی رضاجوئی مین اُس نے شخصی بادشاہت کی اکثر تحتیان کم کر دی تھین۔ اور یہ پہلا

* یہان ہیلاٹ سے مصنف کا منشا جنوبی یونان کے وہ قدیم اور اصلی باشندے ہین جنھین اسپارٹہ والون نے اپنا مفتوح اور ایسا غلام بنا لیا تھا جو آج تک ضرب المثل ہے۔ مترجم

قدم تھا جس کے بعد عوام الناس روز بروز دلیر ہوتے گئے اور آیندہ بادشاہون کو یا تو جبر و زیر دستی اختیار کرنے کی وجہ سے نشانۂ نفرت بننا پڑا یا رعایا کی خاطر داری اور اپنی کمزوری سے دبتے چلے گئے حتےٰ کہ عرصے تک اسپارٹہ مین طوائف الملوکی اور بدنظمی کا دور دورہ رہا اور نیز انہی شورشون مین لکرگس کے باپ کی جان گئی جس کی شرح یہ ہے کہ وہ ایک بلوہ فرو کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ کسی نے قصائی کی چھری اُس کے ماری اور وہ اپنے بڑے بیٹے پولی ڈکٹیس کے نام بادشاہت چھوڑ کر فوت ہو گیا؛

پھر جب پولی ڈکٹیس نے بھی تھوڑے دن بعد وفات پائی تو (جیسا کہ ہر شخص کا خیال تھا) بادشاہی لکرگس کی وراثت مین آئی۔ اور اُس وقت تک کہ پہلی ملکہ یعنی اُس کی بھاوج کے حاملہ ہونے کا علم ہو، اُس نے بادشاہت کی بھی۔ لیکن جب یہ حال معلوم ہوا تو اُس نے فوراً اعلان کر دیا کہ سلطنت کا وارث وہی بچہ ہے بشرطیکہ مرد ہو، اور یہ کہ مین صرف بطور اتالیق سلطنت حکمران ہون؛؛ اسپارٹہ مین اس قسم کی اتالیقی کو "پروڈی کس" کہتے تھے) اسکے تھوڑے ہی دن بعد ملکہ نے اُسے خفیہ کہلا بھیجا کہ اگر مجھے آیندہ اپنی بادشاہ بیگم بنا لینے کا وعدہ کرو تو مین اس بچے کو کسی تدبیر سے ضائع کیے دیتی ہون؛؛ یہ خباثت دیکھکر لکرگس کو سخت تنفر اُس عورت سے پیدا ہوا لیکن اُس نے کوئی ناخوشی اُس وقت ظاہر کی بلکہ ظاہر اس قرارداد کو قبول کرکے اسی قاصد کی معرفت اپنی بڑی مسرت اور شکرگزاری کے ساتھ یہ التجا کی کہ وہ ہرگز حمل گرا دینے کا خیال اپنے دل مین نہ لائے کہ اُس مین خود اُسی کی ہلاکت کا نہین تو کم سے کم صحت بگڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ باقی وضع حمل کے بعد، اس نے وعدہ کیا، کہ مین خود بچے کو راستے سے ہٹا دینے کا انتظام کر لونگا، غرض ایسی ایسی تدبیرون سے لکرگس نے اپنی بھاوج کو مدت حمل پوری ہونے تک دھوکے مین رکھا اور جب اُسے معلوم ہوا کہ وضع حمل کا وقت آگیا ہے تو چند آدمیون کو بھیجا کہ وہین موجود رہین اور اپنی پوری نگرانی رکھین۔ نیز ہدایت کی کہ بچہ پیدا ہوتے ہی اگر وہ دیکھین کہ بیٹا ہے تو بلا تاخیر اُسے میرے پاس جس حال مین اور جہان کہین مین

ہون، لے آئین اور بیٹی ہو تو مستورات کے حوالے کر دین ؛ اتفاق سے لکرگس اُس وقت اعلےٰ حکام شہر کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا جو ملکہ کے بیٹا ہوا اور وہ دسترخوان ہی پر تھا کہ نوکر مولود کو حسب الحکم اس کے سامنے لائے۔ لکرگس نے اُسے ہاتھون پر لے لیا اور حاضرین سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "باشندگان اسپارٹہ، لو یہ نومولود ہمارا بادشاہ ہے"؛ یہ کہہ کر اُٹھا اور بچے کو بادشاہی کرسی پر لٹا دیا اور چاری لوس اُس کا نام رکھا جسکے معنے لوگون کی خوشی کے ہین ؛ اس نام کی بھی وجہ یہی تھی کہ جتنے اشخاص وہان موجود تھے وہ سب بچے کی ولادت اور لکرگس کے اس شریفانہ اور منصفانہ کام سے بدرجۂ غایت مسرور و متعجب تھے ؛

اس طرح اُسکی مدت بادشاہت آٹھ مہینے رہی۔ لیکن بعد مین بھی اہل شہر اُسکا نہایت احترام کرتے رہے اور محض اس وجہ سے نہین کہ وہ لائق سلطنت اور صاحب اختیار تھا بلکہ ذاتی اوصاف کے باعث اُسکی فرمانبرداری ہوتی تھی ؛ باین ہمہ چند اشخاص حسد سے دشمنی پر آمادہ تھے اور چاہتے تھے کہ آغاز شباب ہی مین اُس کے روز افزون اقتدار کا سدّباب کر دین خصوصًا ملکہ اور اسکے اعزّا اور طرفدار اس مخالفت مین بہت سرگرم اور خواہ مخواہ اُسکی بدسلوکیون کے شاکی تھے۔ یہان تک کہ ملکہ کا بھائی لیوتی داس ایک تیز و تند بحث مین جو اُس اور لکرگس کے درمیان چل گئی تھی اتنا بڑھا کہ اُس کے مُنہ پر کہہ گذرا کہ یہ ہمین پورا یقین ہے کہ تھوڑے دن مین تمھین بادشاہ بنا ہوا دیکھ لین گے"؛ جس سے نہ صرف اظہار شکوک بلکہ آئندہ الزام کے لیے بھی راستہ تیار کرنا منظور تھا کہ اگر وہ بچہ زندہ نہ رہے تو خواہ مخواہ اُس کی موت طبیعی اسباب سے ہوتا ہم اُنھین یہ کہنے کی گنجایش مل جاے کہ لکرگس نے اپنے بھتیجے کی جان لی اسی قسم کے اور الفاظ بھی ملکہ اور اُس کے طرفدار جان کر لوگون مین پھیلاتے پھرتے تھے ؛

ان بدگوئیون نے لکرگس کو سخت پریشان کیا اور یہ سوچ کر کہ نہ معلوم انکا کیا نتیجہ نکلے، اُس نے فیصلہ کر لیا کہ اس وقت عقلمندی یہی ہے کہ ان کی عداوتون سے بچ کر جلا وطنی اختیار کی جاے اور اتنے دن تک کہ اُس کا بھتیجا بالغ بلکہ صاحب اولاد ہوا اور وراثت کے متعلق

کوئی جھگڑا نہ رہے خود ملک ملک کی سیاحت مین مصروف رہے۔ یہ ٹھان کر لکرگس جہاز مین روانہ ہوا اور جزیرہ قریطش آیا جہان اکثر عمائدین سے اُس نے واقفیت پیدا کی اور اُن کے متعدد آئین و نظام ملکداری پر غور کر کے بعض کو اُس نے پسند کیا اور اپنے وطن مین اُن سے کام لینے کا ارادہ کر لیا۔ باقی اور قوانین جو اُسے بیکار نظر آئے اُنھین چھوڑ دیا۔ قریطش کے سب سے مشہور علما اور عقلا مین ایک شخص طالیس نامی تھا جسے دوستی کے واسطے دیکر اور بڑی منت و التجا سے لکرگس نے اسپارٹہ جانے پر رضامند کیا جہان ہر چند احوال ظاہری کے لحاظ سے اور نیز اپنے قول کے بموجب وہ محض ایک غزل گو شاعر سمجھا جاتا تھا مگر فی الحقیقت اُس نے دنیا کے کسی قابل ترین مقنن کا کام انجام دیا۔ کیونکہ جو غزلین وہ تیار کر کے سناتا تھا خود وہ اتحاد و اطاعت کی زوردار تلقین سے کم نہ ہوتی تھین اور خود ان کے بحر و قوافی اور روانی اور صفائی مین وہ تاثیر تھی کہ بلا ارادے سامعین کا ذوق و وجدان سلیم و صحیح ہوتا چلا جاتا تھا۔ چنانچہ اُس کی شاعری کا ایسا عجیب اثر پڑا تھا اور سننے والون کا اندر ہی اندر اُس نے ایسا تصفیۂ باطن اور تزکیۂ نفس کر دیا تھا کہ ان کی طبائع بالکل بدل گئین اور مزاجون مین صلاحیت نرمی اور اعتدال آگیا حتی کہ انھون نے اپنی ذاتی پرخاش اور عداوتون کو خیرباد کہا اور سب کے سب دل سے انصاف و نکوئی کے مداح و شیدا بن گئے۔ انھین نتائج کی بنا پر یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ جو ضابطے اور پابندیان لکرگس نے آیندہ چل کر نافذ کین اُن کا راستہ طالیس ہی نے تیار کیا تھا۔

قریطش سے وہ بہ جانب ایشیا[1] روانہ ہوا۔ اور بیان کرتے ہین کہ یہان آنے سے اُس کا مدعا یہ تھا کہ اہل آسی اونیہ کے تکلفات، نازک مزاجی اور امیرانہ عادات کا اہل قریطش کی سادہ اور متقیانہ خصلتون سے مقابلہ کرے۔ اسی طرح جس طرح اطبا بیمار اور تندرست جسمون کا امتحان اور اندازہ کیا کرتے ہین۔ یہین سب سے پہلے لکرگس نے ہومر کی تصانیف دیکھین

[1] قدیم یونانی مصنفون کے ہان ایشیا سے اکثر ایشیائے کوچک اور بحر آسے اوئین کی یونانی آبادیان یا نوآبادیان مراد ہوتی تھین۔

جو قیاس کیا جاسکتا ہے کہ کریونی لس کی اولاد کے قبضے مین ہونگی ؛ بہرحال یہ دیکھکر کہ بیہودہ اقوال اور بُرے افعال کی صرف چند مثالون کے سوا ہومر کی تمام نظمین پُر مغز ہدایات ملکداری اور اخلاقی نصایح سے بھری ہوئی ہین، اُس نے بڑے شوق ومحنت سے انھین باترتیب لکھنا اور بہ غور مطالعہ کرنا شروع کیا کہ شاید اُن سے بھی وہ اپنے وطن مین کوئی مفید کام لے سکے ؛ اسمین شک نہین کہ اُس وقت بھی یہ نظمین جزیرہ نماے یونان مین تھوڑی سی شہرت رکھتی تھین اور ان کے منتشر اجزا بھی جو اتفاقاً کہین سے ہاتھ آگئے ہون کسی کسی کے پاس تھے - لیکن ان کو صحیح معنون مین جس شخص نے اوّل ہی اوّل معروف کیا وہ لکرگس ہے ؛

مصریون کا بیان ہے کہ لکرگس اُن کے ملک مین بھی سیاحانہ آیا تھا اور یہ دیکھکر اُسے بہت تعجب ہوا تھا کہ وہان سپاہیون کی جماعت کو باقی قوم سے بالکل علٰحدہ رکھا جاتا ہے - پھر یہی نظام اُس نے اسپارٹہ مین منتقل کرلیا اور اس طرح اہل حرب و دفاع کو اونے پیشہ ورون سے اور اہل حرفہ کے میل جول سے بچاکر اُس نے سلطنت مین بڑی شایستگی اور خوبصورتی پیدا کردی ؛؛ اس قول کی بعض یونانی مصنفون نے بھی تائید کی ہے لیکن یہ روایتین کہ وہ اندلس اور افریقہ اور ہندستان تک گیا تھا اور یہان اُس کی (رشیون) یا جوگیون[1] سے ملاقاتین ہوئی تھین، جہان تک مین تحقیق کرسکا صرف ایک راوی کے بیان پر منحصر ہین اور وہ ہیارجس کا بیٹا ارستوکریٹس اسپارٹی ہے ؛

وطن سے جانے کے بعد لکرگس کی اسپارٹہ مین بہت یاد ہوئی اور بار بار وہان والون نے اُسے بُلوایا - "کیونکہ" وہ کہتے تھے "بادشاہ تو یقیناً کئی ہمارے ہان موجود ہین جو بادشاہی کے ظاہری ساز وسامان اور القاب وخطاب رکھتے ہین لیکن اوصاف ذاتی اور طبیعت کی خوبی کا جہان تک تعلق ہے اُن مین کوئی شے رعایا سے مابہ الامتیاز نہین ہے ؛؛ پھر وہ

[1] جمنوسافسٹ Gymnosophists یعنی عُریان =

لکرگس کا ذکر کرتے اور کہتے کہ حقیقت مین سرداری کی اصلی شان تو اُس کی ذات مین نظر آتی ہے اور اُسی کی طبیعت فرمان روائی کی اور دماغ اپنے حکم منوانے کی قابلیت رکھتے ہین ؛؛ اس کے علاوہ خود اسپارٹہ کے بادشاہ[1] لکرگس کی واپسی کے خلاف نہ تھے کیونکہ وہ اُس کی موجودگی کو عوام الناس کی شورش کے مقابلے مین ایک مستحکم حصار تصور کرتے تھے ؛ غرض یہ صورت حالات تھی جب وہ اسپارٹہ مین واپس آیا اور بلا تاخیر ایک کامل اصلاح کی طرف متوجہ ہوگیا - اس کا پختہ ارادہ تھا کہ سلطنت کے سارے نظام ترکیبی کو بدل دے - کیونکہ پورے تغیر کے بغیر چند نئے قوانین کا نفاذ یا کوئی جزوی تبدیلی کچھ کام نہ دے سکتی تھی - اور لازمی تھا کہ وہ وہی طریقہ اختیار کرے جو عقلمند اطبا ایسی صورتون مین اختیار کرتے ہین جب کہ مریض متعدد امراض مین اُلجھا ہوا ہو اور سوائے اس کے کوئی چارۂ کار نہ ہو کہ پہلے اُس کے تمام مواد فاسدہ دواؤن کے زور سے خارج کر دیے جائین اور گھٹا کے اور مانجھ کے اُس کی طبیعت کو بالکل بدل دیا جائے اور پھر از سر نو اُسے غذا اور دوا سے قوت دی جائے ؛

اپنے دل مین یہ منصوبے باندھ کر سب سے پہلے وہ اپالو سے استخارہ کرنے ڈیلفی گیا اور مراسم نذر و نیاز کے بعد وہان سے وہ مشہور الہامی جواب لیکر لوٹا جس مین اُسے خدا کا محبوب اور انسانی رتبے سے بڑھا کر دیوتا کے برابر کہا گیا ہے - نیز بشارت دی گئی ہے کہ اُس کی دعا قبول ہوئی ، اُس کے قوانین سب سے اچھے اور وہ سلطنت جو ان کی پابندی کرے دنیا مین سب سے نامور سلطنت ہوگی ؛ ان باتون سے حوصلہ پاکے وہ اسپارٹہ آیا اور اب پہلے صرف اپنے احباب کو ہمراز بنا کے رفتہ رفتہ اُس نے عمائدین شہر کو اپنی امداد پر اُبھارا اور آخر ایک معقول جماعت ذوق و شوق کے ساتھ اس کے منصوبے کی عملی تکمیل پر آمادہ ہوگئی ؛ اس طرح تیاریان پوری ہو جانے کے بعد ، اسپارٹہ کے تیس بڑے بڑے آدمیون کو لکرگس نے ہدایت کی

[1] اسپارٹہ مین ایک ہی وقت مین دو موروثی فرمان روا یا بہوتے ہوتے بادشاہ ہوتے تھے - مترجم -

کہ علی الصباح مسلح ہو کر چوک مین پہونچ جائین جس کا مدعا یہ تھا کہ گروہ مخالف مرعوب ہو جائے ۔ ان تیس مین سے بیس نہایت ممتاز و مقتدر اشخاص کے نام ہیرو ڈوٹس نے تحریر کیے ہین مگر اس کا نام جو لکرگس کا سب سے بڑا موئس و ہمراز اور اس کے قوانین بنانے اور نافذ کرانے مین سب سے زیادہ معین و مددگار تھا، ارتھمیاداس ہے ۔ الغرض جب ان واقعات سے شہر مین ایک کھلبلی سی پڑ گئی تو شاہ چاری لوس اس خوف سے کہ شاید یہ سازش اس کے خلاف ہے، قصر برنجی کی دیوی منروا کے مندر مین جا چھپا ۔ مگر تھوڑی دیر بعد جب اصل حال معلوم ہوا اور لکرگس کے شرکا نے بقسم اطمینان دلایا کہ وہ اس کے خلاف کوئی کارروائی کرنا نہین چاہتے تو پھر وہ اپنی جاے پناہ سے باہر نکل آیا اور خود بھی ان کے گروہ مین شریک ہو گیا وہ بہت سیدھا اور شریف طبیعت نوجوان تھا اور اسی بنا پر جب اس کی بھلائی کسی جگھ سرای جا رہی تھی تو اس کے ہمسر بادشاہ ارچی لوس نے کہا تھا کہ دنیا مین کون ہے جو اسے بھلا نہ کہیگا وہ بڑون کے ساتھ بھی بھلا ہے ۔

منجملہ اور ردوبدل کے لکرگس کا سب سے بڑا اور اہم کام ایک مجلس قومی کی بنا ڈالنا تھا جس کی قوت بڑے بڑے معاملات مین خود بادشاہون کے برابر تھی اور جس کا قیام افلاطون کے الفاظ مین منصب شاہی کے آتشین اختیارات محدود و معتدل کر کے سلطنت کے مزید تحکام و احتفاظ کا باعث ہوا ۔ کیونکہ اس سے پہلے سلطنت کا کوئی مضبوط سہارا نہ تھا اور کبھی بادشاہ زبردست ہوتے تو وہ مطلق العنانی کی طرف جھک جاتی اور کبھی عوام الناس غلبہ حاصل کر لیتے تو اس کا میلان جمہوریت کی طرف ہو جاتا ۔ اب قیام مجلس نے اس مین ایک مرکزی وزن پیدا کر دیا اور جس طرح خالی جہاز مین توازن قائم کرنے کے لیے پتھر بھر دیتے ہین، اس نئے آئین نے بھی مختلف عناصر کو ترازو کے پلڑون کے مثل قائم کر دیا ۔ اب وہ اٹھائیس ارکان مجلس جمہوریت کے مقابلے مین ہر چند بادشاہون کا ساتھ دیتے تھے لیکن جب مطلق العنانی اور شخصی حکومت کا سوال اٹھتا تو ہمیشہ لوگون کی حمایت کرتے ۔ رہی یہ اٹھائیس کی تعیین تو

ارسطو کا بیان ہے کہ انھین تیس ساتھیون مین سے دونے کم ہمتی کی وجہ سے علیحدگی اختیار کرلی تھی۔ لیکن سفیروس یقین دلاتا ہے کہ ابتدا ہی مین اس گروہ کی تعداد اٹھائیس تھی۔ اور عجب نہین جو اس تعداد مین کوئی اسرار ہو کیونکہ وہ سات اور چار کا حاصل ضرب ہے اور سات پہلا کامل (غیر منقسم) ہندسہ ہے جو چھ کے بعد آتا ہے جس کے برابر برابر کے ٹکڑے ہوجاتے ہین۔ مگر میرا اپنا خیال یہ ہے کہ لکرگس نے تیس کی تعداد مین دونون بادشاہون کو بھی شمار کرلیا تھا اور اس لیے اُن کو چھوڑ کے ارکان کی تعداد اٹھائیس رہ جاتی ہے۔ مجلس کے قیام کی لکرگس کو اس درجے خوشی تھی کہ اس کے متعلق ڈیلفی سے بھی اُس نے مشورہ لینے کی زحمت اٹھائی اور وہ کہن حاصل کی جسے رہٹ را کہتے ہین اور جس کے یہ الفاظ تھے :-

"اس کے بعد کہ تم نے برجیس دیوتا اور منروا مائی کے نام پر مندر بنالیے اور اس کے بعد کہ تم نے لوگون کو فائیلون مین فائیلا دیا اور اوبون مین اوبا دیا تحقیق تم تیس بزرگون کی مجلس قائم کروگے جن مین دونون سردار شامل ہین اور تحقیق تم وقتاً فوقتاً قوم کو بابی کا Babyca اور نکیان Gracian کے درمیان اپلازین کروگے کہ تشریح کرین اور رائے دین۔ قوم ہی کی آخری رائے اور فیصلہ ہے!"

عبارت مین فائیلون اور اوبون سے لوگون کے مختلف حصے مراد ہین۔ سردارون کے لفظ سے دونون بادشاہ۔ اور اپلازین جس کا اپالو سے اشتقاق کیا گیا ہے یہان اجتماع کے معنی مین ہے۔ بابی کا اور نکیان اب اینو کہلاتے ہین اور ارسطو کے بقول بابی کاندی کا نام ہے اور نکیان ایک پل کا۔ بہرکیف انھین مقامات کے درمیان اُن کے عام جلسے ہوتے تھے کیونکہ اسپارٹہ مین ایوان مجلس یا ان اغراض کے لیے کوئی دوسری عمارت نہ تھی اور آرایش و زیبایش کو لکرگس اس قدر غیر مفید سمجھتا تھا کہ تصاویر یا مورتین یا چھتون کے نقش و نگار، جو اور یونانیون مین علم سامان تزئین تھے، اُس کے نزدیک توجہ کو منتشر کرنے والے اور اس لیے معاملات مین نہایت خارج چیزین تھین۔ المختصر قومی جلسے اسی کھلے میدان مین ہوتے تھے

جہان بادشاہ یا مجلس کی طرف سے تجویزیں پیش کی جاتیں اور عوام الناس کو اُن کے متعلق کوئی مباحثہ یا نصیحتیں کرنے کا حق نہ تھا بلکہ وہ صرف اقرار یا انکار کر سکتے تھے۔ بعد میں جب یہ معلوم ہوا کہ لوگ تجاویز کے الفاظ محذوف یا مقدم مؤخر کر کے خود اُن کا مفہوم بدل دیتے ہیں تو شاہ پولی ڈورس اور تھیوپمپس نے اسی رہٹرا یا محترم قانون میں یہ دفعہ ایزاد کر دی تھی رد کہ اگر لوگ فریب کریں یا بسہم فیصلہ دیں تو جایز ہوگا کہ بزرگ اور سردار انھیں منتشر کر دیں یعنی اُن کے اقرار کو ناجایز قرار دیں اور اس نظر سے کہ وہ اُن کی تجاویز میں کھنڈت ڈالتے اور بگاڑتے ہیں انھیں برخاست کر دیں۔ اس دفعہ کو عام رائے سے منظور کرا کے شاملان موصوف نے رہٹرا میں داخل کیا تھا اور وہ بھی دیگر شرائط کے مثل مستند سمجھی جاتی تھی چنانچہ ٹرٹیس کے اشعار ذیل سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے :-

"انھوں نے یہ اپالو سے سُنے پیغام الہامی
اور ان کو لائے وہ پلیتھو سے گھر ویسے کا ویسا ہی:
کہ قومی مجلس شورے میں اوّل بادشہ ہونگے
جو مامور خدا ہیں اور وطن سے جن کو الفت ہے
بزرگ ارکان ہونگے بعد اُنکے۔ اور پھر جمہور
یہ لازم ہے کہ سیدھا صاف رہٹرا وہ کریں منظور

اس طریق سے لکرگس نے قومی سلطنت کو متوازن اور استوار کرنے کی کوئی کوشش نہ اُٹھا رکھی تھی لیکن اس کے بعد کے آنے والوں نے اسمیں بھی حکومت خواص (اولی گارکی) کی شان پائی اور ضرورت سے زیادہ امرا کا اقتدار بڑھا ہوا دیکھا۔ لہذا جماعت مذکور کی تندخوئی اور مزاج کی تیزی دبانے کے لیے افلاطون کے الفاظ میں، انھوں نے اُس کے منہ پر ایک دہانہ چڑھا دیا جس سے وہ اختیارات مراد ہیں جو ایفورون کو دیے گئے۔ اسپارٹ میں یہ عہدہ ایفوری لکرگس کی وفات کے ایک سو تیس برس بعد قائم کیا گیا تھا اور الاتوس Eclatus اور اس کے

ساتھی ہم عہدہ پہلے اشخاص ہین جنھین شاہ تھیوپمپس کے زمانے مین یہ ممتاز منصب حاصل ہوا۔ اسی پر جب شاہ موصوف کی ملکہ نے ایک دن یہ طعنہ دیا تھا کہ تم اُن شاہی اختیارات کو جو بزرگون سے بھونچے گھٹا کر اپنی اولاد کے لیے چھوڑ جاؤگے" تو اُس نے جواب دیا تھا "نہین، بڑھا کر۔ کیونکہ وہ زیادہ عرصے تک قائم رہین گے!" اور حقیقت مین شاہان اسپارٹہ کے غیر معمولی حقوق کا بجد معقول گھٹا دیا جانا خود اُنھین کے واسطے مفید ہوا۔ وہ حسد و دشمنی اور اس لیے خطرات مابعد سے محفوظ ہوگئے اور انھین وہ مصیبتین نہین جھیلنی پڑین جو اُن کے ہمسایہ بادشاہون پر ارگس اور مسینا مین نازل ہوئین جو اپنے حقوق پر سختی سے اڑے رہے اور عوام الناس کو کچھ بھی نہ دینا چاہتے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سب کچھ کھو بیٹھے۔

واقعی جو کوئی اُس شورش و بدعملی کا مشاہدہ کریگا جو اُن حدیلی اقوام مین (کہ نسل اور مقام کے لحاظ سے اسپارٹہ کی عزیز قریب اور نہایت مشابہ تھین) پیدا ہوئے وہ لکرگس کی دانائی اور عاقبت بینی کا قائل ہوئے بغیر نہ رہ سکیگا۔ یہ تینون ریاستین (مسینا ارگس اسپارٹہ) ابتداے عروج مین مساوی تھین اگر ان مین کسی کو فوقیت تھی تو وہ اہالی مسینا و ارگس ہی کے حصے مین آسکتی ہے جو آغاز مین انتخاب مقام اور حالات کی وجہ سے اسپارٹہ کی نسبت زیادہ خوش نصیب سمجھے جاتے تھے۔ لیکن ان کی یہ خوش حالی چند روزہ ثابت ہوئی اور کچھ بادشاہون کی جابرانہ طبائع نے اور کچھ لوگون کی سرکشی اور ضابطہ نہ شناسی نے بہت جلد سخت بدنظمی پھیلا دی اور اُن کے تمام آئین و قوانین خاک مین مل گئے جس سے پوری طرح ظاہر ہوگیا کہ اہل اسپارٹہ کی تقدیر اچھی تھی جو منجانب اللہ انھین لکرگس جیسے دانشمند مقنن کا ظہور ہوا اور اُس نے اُن کے لیے وہ مبارک اور متوازن نظام سلطنت قائم کیا۔

تین ارکان مجلس مقرر کرنے کے بعد لکرگس کا دوسرا اور یقیناً اس کے سب کامون مین مخدوش ترین کام اراضی کی ازسرنو تقسیم کرنا تھا کہ وہ بہت غیر مساوی طور پر لوگون مین بٹی ہوئی تھی اور اسی کا نتیجہ تھا کہ ایک طرف ریاست مین ہزارون مفلس و محتاج آدمی بھرے ہوئے تھے

اور دوسری طرف اُس کی دولت کھنچ کر چند آدمیوں کے قبضے مین آگئی تھی ؛ اب لکرگس کا مقصود نہ صرف حسد و رقابت، جرائم و تعیش کو اپنے ہان سے دفع کرنا تھا بلکہ وہ ان سے بھی بدتر امراض یعنی افلاس اور غیر ضروری دولت کا بھی استیصال کرنا چاہتا تھا اور یہ غرض حاصل کرنے کے لیے اُس نے اہل وطن کو اپنی اپنی املاک سے ہاتھ اُٹھا لینے پر اور نئی تقسیم اراضی اور مساوی حیثیت سے بسر معیشت پر رضامند کر لیا۔ اور اُن کے دل نشین کر دیا کہ آیندہ صرف قابلیت زینۂ امتیاز ہو اور لوگون کے محض رذیلانہ یا شریفانہ کام اُن کا معیار مراتب سمجھا جائے ؛

جب یہ تجویز لوگون نے منظور کر لی تو لکرگس نے بلا تاخیر اُس کو عمل مین لانے کی غرض سے علاقۂ لقونیہ[1] کی تقسیم شروع کی۔ اور اُسے تیس ہزار برابر کے قطعون مین منقسم کیا۔ شہر اسپارٹہ خاص کے متعلق جو زمینین تھین اُن کے اُس نے نو ہزار ٹکڑے کیے تھے جو وہین کے شہریون کو بانٹ دیے گئے اور مقدم الذکر اُس نے اپنے دیہاتی ہم وطنون مین تقسیم کر دیے ؛ بعض مصنفون کا بیان ہے کہ لکرگس نے اسپارٹہ کی اراضیات کے چھ ہزار حصے اہل شہر پر تقسیم کیے تھے اور اُن مین تین ہزار بعد مین شاہ پولی ڈورس نے بڑھا دیے۔ بعض کہتے ہین کہ شاہ موصوف نے اُنھین دُگنا کر دیا تھا اور ان کی پہلی تعداد صرف چار ہزار پان سو قطعات تھی ؛ ہر حصہ اتنا رکھا گیا تھا کہ سال بہ سال تقریباً ستر من (مُدّل کے معنون مین) غلہ مالک خاندان کے لیے اور بارہ من اُس کی بیوی کے لیے اُس مین پیدا ہو جائے نیز ایک مناسب مقدار تیل اور شراب کی اس مین سے حاصل کی جا سکے ؛ بس اس کو لکرگس اُن کی قوت و تندرستی قائم رکھنے کے لیے کافی تصور کرتا تھا۔ باقی افراط فضول اُس کے خیال مین جتنی نہ ہو اُتنا ہی اُن کے حق

[1] (نوٹ نوٹ :-) لقونیہ Laconia اُس علاقے یا ریاست کا نام ہے جس کا صدر مقام اسپارٹہ تھا اگرچہ بعد مین اسپارٹہ کی حکومت زیادہ وسیع ہو گئی تھی لیکن ابتدا مین اسکا اصلی علاقہ یہی تھا جس طرح ایتھنز کا اٹی کا اور تھیبہ کا بیوشیہ تھا ؛ مترجم

مین بہتر تھا؛ بیان کرتے ہین کہ اس تقسیم اراضی کے بعد ہی وہ کہین باہر سے تیاری فصل کے زمانے مین گھر آرہا تھا کہ اُسے سب کے برابر برابر اور بالکل یکسان انبار غلے کے لگے ہوے نظر آئے - تو وہ مسکرایا اور ساتھ کے لوگون سے کہنے لگا "مین سمجھتا ہون کہ اب لقوینہ ایک گھرانے کی جاگیر معلوم ہوتی ہے جو بہت سے بھائیون مین بحصۂ مساوی بانٹ دی گئی ہو"؛ مگر لکرگس نے اسی پر قناعت نہ کی بلکہ اُن کے مال منقول کی بھی مساوی تقسیم کرنی چاہی تاکہ اُن مین درحقیقت کوئی نامعقول مایہ الامتیاز اور غیر مساوات باقی نہ رہے - لیکن یہ دیکھکر کہ اس تجویز پر علانیہ عمل کرنا نہایت دشوار بلکہ خطرناک ہوگا اُس نے ایک اور طریقہ اختیار کیا اور حریص دولت مندون کو حسب ذیل چال سے شکست دی :-

اُس نے حکم دیا کہ تمام سونے چاندی کے سکے واپس لے لیے جائین اور صرف ایک آہنی سکہ رائج ہو جو بہت وزنی اور نہایت کم قیمت ہوتا تھا حتی کہ بیس تین اشرفیون کے مساوی سکے رکھنے کے لیے خاصی بڑی کوٹھری کی ضرورت پڑتی تھی اور انھین ایک جگہ سے دوسری جگہ ڈھویا جاے تو دو بیلون کے بوجھے سے کم بوجھ نہ ہوتا تھا؛ اس روپے کی ترویج نے دفعتہً متعدد جرائم کو لس ڈی مونی (یعنی قوم اسپارٹہ کے) علاقے سے دفع کر دیا - کیونکہ کون ہوگا جو ایسے سکے کی چوری کرے ؟ اور کون ہوگا جو زبردستی یا ناانصافی سے یا بطور رشوت اس بلا کو لینا چاہے جسے نہ چھپانا آسان تھا نہ حاصل کرنا زیادہ مفید تھا نہ کاٹ کاٹ کر رکھنا کسی کام آسکتا تھا کیونکہ اُسے وہ آگ مین پوری طرح تپانے کے بعد سرکے مین بجھا لیتے تھے اور اس طریقے سے بگاڑ کے اس قابل ہی نہ چھوڑتے تھے کہ وہ کسی اور کام مین آسکے ؛

دوسری بات اُس نے یہ کی کہ تمام بیکار مصنوعات اور غیر ضروری فنون کو خلاف قانون قرار دیا - لیکن اس اعلان کی زحمت بھی اُس نے ناحق اُٹھائی کیونکہ یہ تمام صناعیان سونے چاندی کے اخراج کے بعد اپنے آپ ملک سے مٹ جاتین کہ جدید سکہ اعلیٰ صناعیون کی مناسب اجرت ہی نہ ہو سکتا تھا اور بھاری اور آہنی ہونے کی وجہ سے اس مین لین دین

کرنا سخت دقت طلب تھا اور اگر کسی طرح وہ اسپارٹی علاقے کے باہر بھی بھیج دیا جائے تو اور یونانی اُسے ہرگز نہ لیتے تھے بلکہ اُس کی ہنسی اُڑاتے اور تذلیل کرتے۔ اس طرح غیر ملکی سامان اور مصنوعات کی بھی اسپارٹہ مین خرید فروخت محال تھی۔ سوداگرون نے لقونی بندرگاہون پر مال اور اسباب کے جہاز بھیجنے موقوف کردیے تھے اور کوئی فن خطاط کا استاد یا پھیری پھرنے والا نجومی یا کٹنا یا سنھار یا کندہ ساز یا جوہری ایسی ولایت مین قدم نہ دھرتا تھا جہان روپیہ ہی نہ ہو اور یون عیش پرستی کی عادت اُن سامانون سے محروم ہوتی گئی جو اُسے پالتے اور بڑھاتے ہین اور آخر کار گھٹتے گھٹتے اسپارٹہ سے نابود ہوگئی کیونکہ وہان روپے والون کو غریبون پر کوئی فوقیت حاصل نہ تھی اور ان کی دولت اور ثروت سوائے اس کے کہ گھرون مین بند پڑے رہین باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہ دیکھتے تھے علاوہ اِسین اس سد باب نے انھین معمولی اشیاے ضروری کی طرف متوجہ کردیا اور اُن کے بنانے مین وہ بڑے چابک دست کاریگر ہوگئے چنانچہ پلنگ، میزین، کرسیان اور اس قسم کے اسباب خانہ داری وہان نہایت عمدہ تیار ہوتے خصوصًا اُن کے ہان کا پیالہ مشہور تھا اور کریتاش Cretans کی روایت کے بموجب سپاہی بڑے شوق سے اُس کو خریدتے تھے۔ کیونکہ اُس کی رنگت اس قسم کی ہوتی تھی کہ اگر مجبوری کے وقت گدلا پانی اُسمین پیا جائے تو نگاہ کو بُرا معلوم نہ ہوتا تھا نیز اُس کی ساخت ایسی رکھی تھی کہ کیچڑ مٹی پہلوون مین رہ جاتی اور صاف پانی نتھر کر پینے والے کے مُنہ مین جاتا۔ سچ پوچھیے تو اس کے لیے بھی اُنھین اپنے مقنن کا شکر گزار ہونا چاہیے جس نے بیکار اشیا پر محنت کرنے سے کاریگرون کو نجات دلائی اور گویا آمادہ کردیا کہ وہ اپنی ہنرمندی روزمرہ کی ضروری چیزین خوبصورت بنانے مین صرف کرین مگر اس مقنن اعظم کی تیسری تدبیر جس کے ذریعے اُس نے زر پرستی اور عیش پسندی پر ایک اور بھی زبردست ضرب لگائی، سب سے زیادہ قوی اور کارگر تھی۔ اس سے میری مراد وہ ضابطہ ہے جو کھانے کے متعلق لکرگس نے باندھا اور جس کے رو سے ہر شخص کو جماعت کے ساتھ مل کر ایک سی روٹی اور

گوشت جن کی قسمین بھی معین تھین، کھانا پڑتا تھا اور کسی کو اجازت نہ تھی کہ میتی گدون پر پڑے پڑے اوقات گذارے اور پر تکلف و شاندار دسترخوان لگائے جس کے معنی اپنے تئین دکاندارون اور باورچیون کے حوالے کر دینا تھا کہ پیٹو جانورون کی طرح کونون مین گھلا کھلا کر اُسے موٹا کرین اور نہ صرف اس کی خصلتین بلکہ جسم بھی برباد ہو جائے جسے زیادہ خوری اور عیش کی بدولت نکما ہو کر لمبی لمبی نیندین لینے کی، گرم پانی سے نہانے کی اور کام سے جان بچانے کی ضرورت پڑے اور جس کو مختصر لفظون مین، ایسی خبرگیری اور احتیاط درکار ہو کہ گویا وہ ہمیشہ علیل رہتا ہے۔ اس مین ذرا شبہ نہین کہ اُن مین ایسا تغیر عظیم ڈال دینا بڑی غیر معمولی بات تھی لیکن اس سے بھی زیادہ غیر معمولی، ناوفراطس کے قول کے بموجب، دولت کا نہ صرف تمام رُوپ اور کشش کھو دینا تھا بلکہ بحیثیت دولت اُس کی اصلیت بدل دینا تھا۔ کیونکہ اہل تموّل مفلسون کے ساتھ ایک ہی دسترخوان پر مجبوراً کھانا کھانے کی وجہ سے اب اپنی مفرط دولت کا کوئی مصرف نہ پاتے تھے نہ کثرت سازوسامان کا کوئی لطف اُٹھا سکتے تھے حتی کہ اس کی نمایش و اظہار یا اُسے فقط دیکھ دیکھکر ہی خوش ہونے اور شیخی کرنے کا بھی اب انھین موقع نہ رہا تھا۔ اور اس طرح وہ مشہور کہاوت کہ دولت کا دیوتا پلوٹس Plutus اندھا ہوتا ہے اگر دنیا بھر مین کہین حرف بہ حرف صحیح کہلا سکتی تھی تو وہ اسپارٹہ کا علاقہ تھا۔ کیونکہ واقعی یہان وہ نہ صرف اندھا تھا بلکہ ایک تصویر کی طرح بے حس اور بے جان رہ گیا تھا۔ پھر، شہریون کو یہ گنجایش بھی نہ دی جاتی تھی کہ پہلے اپنے گھرون پر کھانا کھالین اور پھر مجمع عام مین دسترخوان پر آئین کیونکہ جو کوئی دوسرون کے مثل نہ کھاتا پیتا وہ اُن مین انگشت نما بن جاتا اور اُس کی تن پروری اور راحت پسندی پر سخت نکتہ چینی کی جاتی تھی۔

اس آخری ضابطے نے دولتمندون کو لکرگس سے نہایت بیزار کیا اور انھون نے اس کے خلاف جمع ہو کر اُسے بُرا بھلا کہنا شروع کیا اور آخر سخت زبانی کرتے کرتے پتھر مارنے پر

اُتر آئے تا آنکہ وہ اپنی جان بچا کر پناہ لینے کے لیے چوک سے بھاگنے پر مجبور ہوا اور حسن اتفاق سے سب کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکل گیا صرف ایک نوجوان الکندر، کہ تندخوئی اور جلد بازی کے سوا اور لحاظ سے بدتربیت نہ تھا، اُس کے تعقب میں اتنا قریب پہونچ گیا کہ جب وہ یہ دیکھنے کو کہ کون اتنے پاس آگیا ہے مُڑا تو الکندر نے اُس کے مُنہ پر لکڑی ماری جس سے لکرگس کی ایک آنکھ باہر نکل پڑی۔ مگر اس سانحے سے بیتاب یا بے حوصلہ ہوئے بغیر وہ بھاگتے بھاگتے رُک گیا اور اپنا مجروح چہرہ اور باہر نکلی ہوئی آنکھ اپنے ہم وطنوں کو دکھائی جسے دیکھکر وہ نہایت نادم اور متاثر ہوئے اور الکندر کو اس کے حوالے کر کے کہ جس طرح چاہے سزا دے اس نالایق حرکت پر اظہار ملال کرتے ہوئے لکرگس کے گھر تک ساتھ ساتھ آئے۔ لکرگس نے اپنی ہمدردی پر اُن کا شکریہ ادا کیا اور الکندر کے سوائے سب کو رخصت کر دیا پھر اس نوجوان کو وہ اپنے ساتھ گھر میں لے آیا اور اُس کے ساتھ کوئی بدزبانی یا تشدد کیے بغیر اُس نے صرف یہ سزا الکندر کو دی کہ اپنے کھانا کھلانے والے نوکر کو علیحدہ کر کے اُس کا کام اِس کے سپرد کر دیا۔ الکندر ایک فہمیدہ نوجوان تھا اور بے لب ہلائے اُس کے احکام کی تعمیل کرتا رہا اور اس طرح لکرگس کے ساتھ رہنے سے اُسے اُس کے مزاج کی نیکی اور تحمل کے علاوہ یہ مشاہدہ کرنے کا بھی بہت عمدہ موقع ملا کہ لکرگس کیسا پرہیزگار اور غیر معمولی جفاکش آدمی ہے۔ یہاں تک کہ آخرکار الکندر دشمن کے بجائے اُس کا دل سے گرویدہ اور ایک نہایت جوشیلا مقلد بن گیا اور اپنے عزا و احباب سے اُس کی تعریفیں کرنے لگا کہ جیسا بدخو اور خشک مزاج ہم اُسے سمجھتے تھے فی الحقیقت وہ ایسا نہیں بلکہ دنیا بھر میں ایک ہی شریف اور نیک انسان ہے۔ اور یوں ایک وحشی اور تندمزاج نوجوان کو لکرگس نے قصور کی سزا یہ دی کہ اُسے اسپارٹہ کا ایک سنجیدہ ترین شہری بنا دیا۔

مذکورۂ بالا سانحے کی یادگار میں لکرگس نے ایک مندر منروا دیوی کا بنایا اور اُس کا اسم عرفی اوپ ٹی لی اش رکھا کہ ان علاقوں کی ڈورین بولی میں اوپ تھال مس (یعنی آنکھ

کو اوپ ٹی لس بولتے تھے؛ مگر بعض مصنف، جنمین دیوکاری وش بھی شامل ہے (جس نے اسپارٹہ کی قومی حکومت پر ایک رسالہ تحریر کیا ہے) بیان کرتے ہین کہ لکرگس کی آنکھ نہین گئی تھی بلکہ وہ ضرب سے مجروح ہوگیا تھا اور اسی زخم سے صحت یاب ہوجانے کے تکرمین اُس نے وہ مندر تعمیر کیا۔ بہرحال اس کی اصلیت جو کچھ بھی ہو یہ تحقق ہے کہ اس افسوس ناک واقعے کے بعد سے لس ڈی مونین نے دستور کرلیا تھا کہ اپنی قومی مجالس مین کوئی شے حتّٰی کہ عصا بھی نہ لے جاتے تھے؛

لیکن اب ہم پھر اُن کے مل کر کھانا کھانے کی طرف پلٹتے ہین:-

یونانی زبان مین اُن کے کئی نام تھے۔ چنانچہ اہل قریطش انھین انڈریہ کہتے تھے کہ ان مین صرف ذکور شریک ہوتے تھے۔ اور لس ڈی مونیون کے ہان اُن کا نام فِدِی شیہ تھا جو دوسرا حرف بدل کر فلی شیہ بمعنی ضیافت محبّانہ سے نکلا ہے کہ ساتھ بیٹھکر کھانے پینے سے انھین دوستی اور محبت بڑھانے کا موقع ملتا تھا۔ یا ممکن ہے یہ فیڈو سے مشتق ہو جس کے معنے کفایت شعاری کے ہین کہ فی الحقیقت ان مجمعون مین احتیاط و سادگی کا سبق حاصل ہوتا تھا۔ مگر عجب نہین جو اس لفظ مین پہلا حرف بعد مین بڑھا دیا گیا ہو اور یہ اصل مین اڈی ٹیہ ہو جو اِڈ وڈ بمعنے کھانے سے مشتق ہے؛ بہرکیف، یہ مجمعے پندرہ پندرہ یا کچھ کم و بیش اشخاص پر مشتمل ہوتے تھے اور ہر شخص پابند تھا کہ ایک من غلّہ سوا دو سیر پنیر، سیر ڈیڑھ پاؤ انجیر، ماہانہ کھانے کے واسطے اور پینے کے لیے آٹھ گیلن (تقریباً ایک من) شراب اور گوشت اور مچھلی خریدنے کے لیے تھوڑی سی رقم نقد اپنے پاس سے دے؛ اس کے علاوہ جب کبھی اُن مین سے کوئی مذہبی قربانی کرتا تو اپنے مشترک باورچی خانے مین اُس کا حصہ بھیجتا اور اسی طرح کوئی شکار مارتا تو اُس مین سے بھی کچھ نہ کچھ گوشت وہان بھجوا دیتا تھا، کیونکہ صرف یہی دو موقعے تھے جن کے عذر پر ممبرون کو اپنے گھر کھانا کھانے کی اجازت ہوتی تھی؛ ساتھ کھانے کی یہ رسم اسپارٹہ مین عرصۂ دراز تک قائم رہی یہان تک کہ قرنہا قرن بعد جب شاہ ایجیس اہل ایتھنز پر فتح پاکے مظفر و منصور

وطن کو پھرا اور اپنے نوکرون کو شہر سے بلانے کا خواہان ہوا کہ وہ اپنی ملکہ کے ساتھ گھر پر کھانا چاہتا تھا تو شہر کے بعض فوجی حکام نے اُس کے احکام کی تعمیل نہ ہونے دی۔ اور جب اے جیس اس قدر ناراض ہوا کہ دوسرے دن وہ قربانیان نہ کین جو جنگ کے بامراد ختم ہونے پر واجب تھین، تو انھون نے اُس سے بطور جرمانہ دیت دلوائی۔

اہل اسپارٹہ ان مشترک دسترخوانون پر اکثر اپنے بچون کو بھی بھیجا کرتے تھے کہ چلن اور پرہیزگاری سیکھین۔ نیز یہان وہ بجز بہ کار اہل الرای کی صحبت مین سیاسی تربیت حاصل کرتے تھے اور ظریفانہ گفتگو اور دوسرون کے ساتھ شائستہ مذاق کرنا اور بُرا مانے بغیر اُن کی سُننا سیکھتے تھے۔ آداب مجلس کے اس شعبے مین اُنھین خصوصًا امتیاز حاصل تھا۔ لیکن اگر کسی کو مذاق ناگوار گذرتا تو خفیف سا اشارہ پاتے ہی پھر اُس سے مطلقًا کچھ نہ کہا جاتا تھا۔ اُن کا ایک یہ بھی دستور تھا کہ جو سب سے سن رسیدہ ہوتا وہ ہر ایک کی صحبت مین داخل ہوتے وقت دروازے کی طرف اشارہ کرکے کہتا کہ اس سے باہر کوئی لفظ نہ جائے۔ اور جب کسی کو ان چھوٹے چھوٹے حلقون مین شامل ہونے کی خواہش ہوتی تو اُس کی منظوری ملنے کا یہ طریقہ ہوتا تھا کہ حلقے کا ہر شخص نرم روٹی کی ایک گیند سی بنا لیتا اور اُسے ایک تسلے مین ڈالتا جسے باری باری سے سب کے سامنے ایک نوکر سر پر لیے ہوے لاتا تھا۔ اب جن کو اُس امیدوار کی شمولیت منظور ہوتی تھی وہ اپنی اپنی گیند دن کو بغیر صورت بدلے تسلے مین ڈال دیتے لیکن جو اس کے خلاف ہوتے وہ انگلیون مین دبا کے روٹی کو پھیلا دیتے جس سے منفی رائے مراد ہوتی تھی۔ اور اگر تسلے مین ایک روٹی بھی اس طرح پھیلی ہوئی نکلتی تو امیدوار کے لینے سے انکار کر دیا جاتا اس درجے اُنھین احتیاط تھی کہ اُن کے حلقے کے ایک فرد کو بھی کسی دوسرے کی صحبت ناخوشگوار نہ محسوس ہو۔ اُس تسلے کو ان کی اصطلاح مین "کڈی جیس" کہتے تھے اور ناکام امیدوار کے لیے بھی جو نام تھا وہ اسی سے مشتق ہے۔ کھانون مین ان کی سب سے مشہور غذا کالا شوربہ تھی جو اس قدر پسند کیا جاتا تھا کہ ضعیف العمر لوگ اُسی کو کھاتے تھے اور اس مین جو بوٹیان بچتین وہ کم عمر

والون کے لیے چھوڑ دیتے تھے ؛ یہ نقل مشہور ہے کہ پانٹس (یعنی بحر اسود کے جنوب مشرقی ساحل کا علاقہ) کے کسی بادشاہ نے اُن کے اس سالن کی بہت تعریف سُن کر خاص اس کے پکانے کے واسطے اسپارٹہ سے ایک باورچی بلوایا مگر جب یہ کالا شوربا چکھا تو بہت بدمزا معلوم ہوا جسے باورچی بھی سمجھ گیا اور کہنے لگا "سرکار اس شوربے کا اگر لطف لینا تھا تو آپ پہلے یوری ٹاس Eurotas ندی مین نہائے ہوتے " (یہ ندی خاص اسپارٹہ کے علاقے مین تھی)

تھوڑی سی شراب پینے کے بعد ہر شخص بغیر کوئی روشنی ساتھ لیے اپنے گھر لوٹ جاتا۔ کیونکہ روشنی سے کام لینا کسی موقع پر بھی قانوناً جایز نہ تھا کہ انھین اندھیرے مین بے ڈھڑک چلے جانے کی عادت رہے ؛ بس اُن کے کھانون کی عام طرز یہ تھی جو مین نے بیان کی ؛

اپنے قوانین قید تحریر مین لانا لکرگس کو مطلق پسند نہ تھا۔ یہی نہین بلکہ ایک رھٹرا مین اس کی صاف صاف ممانعت پائی جاتی ہے ؛ دراصل اُسے یقین تھا کہ زیادہ قابل لحاظ اور ایسی باتین جو بلا واسطہ قومی فلاح کے لیے ضروری ہین، بچپن سے تربیت پاکر اُن کے دلون پر نقش ہو جائینگی اور پھر کبھی محو نہ ہونگی بلکہ فی الحقیقت اپنے مقنن کی اس عملی تعلیم سے جو اصول وہ حاصل کرین گے وہ زیادہ محفوظ و پائدار ہونگے بہ نسبت اُن افعال کے جو بزور قانون اُن سے کرائے جائین۔ باقی معمولی معاملات مین جیسے فی المثل مالی معاہدات یا اور اسی قسم کی چیزین، جن کی مختلف صورتین حسب ضرورت ادلتی بدلتی رہتی ہین، تو ان کی نسبت لکرگس کی راے مین بہترین طریق عمل یہی تھا کہ کوئی قطعی اور دوامی ضابطہ نہ بنایا جاے اور وہ آمادہ تھا کہ اس کے ہم وطنون کے طور طریق مین اقتضاے وقت اور صائب الراے اشخاص کے فیصلے کے مطابق تغیر ہو جایا کرے ؛ خیال اور کوشش لکرگس کی ہمیشہ یہ تھی کہ ہر قانون و قاعدے کی اصلی غایت اور مقصود صرف تعلیم کے ذریعے مترتب ہو ؛

القصہ ضوابط مین ایک ضابطہ یہ تھا کہ قوانین تحریر نہ کیے جائین۔ ایک اور تکلفات اور

فضول خرچی کے خلاف وضع کیا گیا تھا کیونکہ اُس مین حکم تھا کہ مکانون کی چھتین فقط کھاڑی سے کام لے کے بنائی جائین اور دروازون اور پھاٹکون پر صرف آرے سے رندہ کیا ہوا ہو؛ اس طرح کہنا چاہیے کہ اپامنن داس کا اپنے دسترخوان کے متعلق وہ مشہور دعوے کہ عذاری اور اس قسم کے کھانے کا آپس مین ساتھ نہین ہوا کرتا، پیش از پیش لکرگس کے قاعدون مین تھوڑے سے فرق کے ساتھ موجود تھا۔ واقعی، عیش پسندی اور ایک اس قسم کے مکان کا بھی آپس مین ساتھ نہین نبھ سکتا تھا۔ کیونکہ اُس شخص کا عقل مین معمولی سے بھی کم حصہ ہوگا جو ایسے سادہ اور گھٹیا مکانون مین سیم پایہ کوچین بچھائے یا انھین رنگین فروش اور سونے چاندی کے ظروف سے آراستہ کرے؛ بے شبہ لکرگس سوچے ہوے تھا کہ اُن کے بچھونے ان مکانون کے مناسب حال ہونگے اور باقی ساز وسامان اور فرش فروش ایسے بچھونون کے مناسب حال ہوگا اور بیان کرتے ہین کہ لیوتی چی دش Leotychides نام کا پہلا بادشاہ اس قسم کے مکانات کے علاوہ دوسرے کسی ساز وسامان دیکھنے کا اس قدر کم عادی تھا کہ جب اُس کی کورنتھ کے ایک رفیع الشان ایوان مین دعوت کی گئی تو وہ چھت کے چوبی نقش ونگار اور خوبصورت بنی ہوئی کڑیان اور شہتیر دیکھکر نہایت متحیر ہوا اور اپنے میزبان سے پوچھنے لگا کہ کیا اس ملک مین اس طرح کے درخت اُگتے ہین؟

ایک تیسرا ضابطہ یا رھترا یہ تھا کہ وہ ایک ہی غنیم کے ساتھ بار بار یا دیر تک جنگ نہ کیا کرین کہ مبادا دشمن اپنی مدافعت کرتے کرتے حرب کا ماہر اور عادی ہوجاے؛ اور یہی بات تھی جس کی وجہ سے عرصۂ دراز کے بعد اجی سی لوس Agesilaus مطعون ہوا کہ لوگون کے نزدیک بیوشیہ پر بار بار یورشین کرکے اُس نے اہل تھیبہ کو خود لسڈی مونیون کا مدمقابل بنا دیا تھا اور اسی لیے ایک دن اُس کے زخمی ہونے پر انتال کی داس نے کہا تھا کہ تھیبہ والون کو خواہ مخواہ عمدہ سپاہی بنا دینے مین جو محنتین تم نے اُٹھائی ہین، یاس کا بہت معقول صلہ ہے؛

یہ قوانین رھترا کہلاتے تھے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ خدا نے بھی اُن کی منظوری

دیدی ہے اور وہ الہامی ہین ؛

لڑکون کی عمدہ تعلیم و تربیت کی غرض سے (مین بیان کرچکا ہون کہ اُس کے نزدیک ایک مقنن کا سب سے اعلےٰ اور اہم فریضہ یہی تھا) وہ اتنی دُور پیچھے تک گیا تھا کہ استقرار نطفہ اور پیدایش تک اُس کی فکر سے باقی نہ چھوٹے تھے جس کا ثبوت اُس کا شادی کے متعلق ضوابط بنانا ہے۔ اور ارسطو کا یہ کہنا صحیح نہین ہے کہ جب عورتون کو وہ کسی سبیل اور سعی سے زیادہ عفت کوش اور نیک چلن نہ بنا سکا تو مجبوراً انھین ان کے حال پر چھوڑنا پڑا۔ کیونکہ اسپارٹہ کی عورتین اپنے خاوندون کی عدم موجودگی مین جو زیادہ حرا اپنا وقت بیرونی لڑائیون مین گذارتے تھے اور گھر بار سب کا مالک چارنا چار اپنی بیویون کو بنا جاتے بہت آزاد ہوگئی تھین اور انھون نے وہ فوقیت حاصل کرلی تھی کہ اُن کا بڑا ادب و لحاظ کیا جاتا اور بیگم یا ملکہ کے لقب سے انھین خطاب کیا جاتا تھا ؛ لیکن اصلیت یہ ہے کہ اُن کے معاملے مین بھی لکرگس نے پوری فکر و احتیاط سے کام لیا تھا۔ ناکتخدا لڑکیون کو اُس کا حکم تھا کہ بھاگ دوڑ کشتی لڑنے، چکر پھینکنے اور تیر چلانے کی مشق کرین تاکہ ایسے قوی اور تندرست جسمون مین جو نطفے قرار پائین اُن کا قیام اور نشو و نما زیادہ عمدہ ہو اور ساتھ ہی زیادہ مشقت کش ہونے کی وجہ سے یہ عورتین حمل کی سختیان بھی آسانی سے برداشت کرسکین ؛ اور اس غرض سے کہ ان کی ضرورت سے زیادہ نزاکت، کھلی ہوا مین نکلنے کا خوف اور معاذ زنانہ پن زائل ہوجائے اُس نے حکم دیا تھا کہ جوان عورتین، اور جوان مرد بھی، برہنہ ہوکر جلوسون مین نکلا کرین اور اسی حال مین بعض مذہبی تقریبات کے موقعون پر رقص بھی کرین اور خاص خاص گیت گائین جنھین نوجوان لڑکے گرد کھڑے ہوکے دیکھتے اور سنتے تھے ؛ بعض موقعون پر عورتین بعض اوقات ہنسی ہنسی مین کوئی مناسب و معنی خیز فقرہ اُن پر بھی چست کردیتی تھین جو لڑائیون مین اچھی طرح نہ لڑے ہون۔ پھر اُن کی تعریفون کے راگ گاتین جو مردانگی اور شجاعت دکھاتے تھے اور اس طرح نئی تانتی کے نوجوان لڑکون کے دل مین جوش اور بہادرانہ کاموں کی سعی کرنے کا

شوق دلاتی تھین؛ یون جن کی مدح وثنا ہوتی وہ خوشی سے پھولے نہ سماتے اور جوان لڑکیون مین اپنے اس اعزاز پر بغایت مسرور و نازان لوٹتے۔ مگر جن پر وہ چوٹ کرتین وہ ایسے خجل ہوتے کہ گویا کوئی باضابطہ تنبیہ کی گئی ہے اور وجہ ندامت اس لیے اور قوی ہوجاتی تھی کہ بادشاہ اور عمائدین اور دیگر اہل شہر یہ تمام سرگذشت آکر دیکھتے اور سنتے تھے؛ یاد رہے کہ لڑکیون کی اس برہنگی مین کوئی قابل شرم بات بھی نہ تھی کیونکہ عصمت اُن سے مصحب تھی اور مجال نہ تھی کہ کوئی ناپاک فعل روا رکھا جاے؛ یہ باتین انھین بے تکلفی اور سادگی اور حفظ صحت کا سبق سکھاتی تھین، نیز شجاعت و امتیاز کے میدان مین ان کی یہ شرکت اُن مین خیالات بلند کا بھی کچھ ذوق پیدا کر دیتی تھی۔ چنانچہ قدرتی طور پر اُن کے اقوال و افکار مین وہ شان آجاتی تھی جو فی المثل لیونی داس کی بیوی گرگو[1] کے اس قول سے ظاہر ہے کہ جب کسی پردیسی خاتون نے اُس سے کہا کہ دنیا بھر مین اسپارٹہ ہی کی عورتین ایسی ہین جو مردون پر حکومت چلا سکتی ہین، تو اُس نے جواب دیا تھا کہ ہان؛ اُس کی وجہ بھی معقول ہے کہ دنیا بھر مین ہم ہی ایسی عورتین ہین جو مردون کو جنتی ہین!۔

نوجوان عورتون کے یہ جلوس اور ان کا اپنی ورزش اور ناچون مین برہنہ سامنے آنا مردون کو شادی کا بھی شوق دلاتا تھا اور یہ ولولہ اور ان کے دلون مین اثر پیدا ہوتا، افلاطون کے بقول، ایسا ہی یقینی تھا جتنا کہ علم ریاضی سے؛ توجذبۂ محبت ہو سکتا ہے!۔ مزید براں اس خیال کو تقویت دینے کے لیے اُن کے ہان یہ بھی قانون تھا کہ عرصے تک بن بیاہے رہنے والون کے بعض حقوق شہریت سوخت ہوجاتے تھے۔ مثلاً لڑکے لڑکیون کے عام جلوسون مین جہان وہ برہنہ رقص کرتین انھین گھسنا نہ ملتا۔ اور سردی کے موسم مین حکام خود انھین مجبور کرتے کہ ننگے ہوکر بازار مین گشت لگائین اور چلتے مین خود اپنی بے آبروئی کا گیت گاتے جائین کہ ہمین انحراف قوانین کی یہ واجبی سزا بھگتنی پڑی؛ اس کے سوا ان کی وہ تعظیم و تواضع بھی ملحوظ نہ رکھی جاتی تھی جو حُر و بزرگون کی کیا کرتے ہین۔ مثال کے طور پر کوئی شخص اس بات کو

[1] Gorgo

قابل اعتراض نہ سمجھتا تھا جو (بن بیاہے) درسلی داس Dercylledas جیسے نامور سپہ سالار سے کہی گئی تھی۔ یعنی ایک دن جب وہ کسی جگہ آیا تو ایک نوجوان شخص نے اُسکی تعظیم نہ دی بلکہ اپنی جگہ پر سے بیٹھے ہی بیٹھے کہا "تمھارا بھی کوئی بچہ میرے لیے جگہ نہ چھوڑیگا!"

انکے ہان شادیون مین شوہر دُلھن کو جبری طریقے سے لے جاتا تھا۔ اور ان کی دُلھنین کچھ چھوٹی سی یا نِنھی عمر کی نہین ہوتی تھین بلکہ پوری اور بھری جوانی کے عالم مین۔ اس کے بعد وہ عورت جو شاری کا اہتمام کرتی تھی آتی اور عروس کے بال سر کے گرد سے کتر کتر کے خشخاشی کر دیتی اور پھر اُسے مردانہ کپڑے پہنا کے اندھیرے مین ایک چٹائی پر چھوڑ جاتی تھی۔ اب نوشہ اپنے معمولی روزمرہ کے لباس مین بے کوئی نشہ پیے، متانت کے ساتھ اپنے حلقے مین کھانا کھا کے آتا اور چپکے سے اُس کمرے مین داخل ہو جاتا جہان کہ عروس ہے پھر اُس کا حجاب دوشیزگی کھو لنے کے بعد اور تھوڑی دیر اسکے پاس گذار کے وہ اسی متانت کے ساتھ اپنے کمرے مین واپس چلا جاتا کہ حسب معمول رات کو (مردانے) مین اور لڑکون مین مل کر سوے اور اُس کا بہت دن تک یہی طریقہ رہتا کہ دن اور نیز راتین مردانے مین گذارتا اور دلھن کے پاس ڈرا ڈرا، شرم کرتا ہوا اور چھپ کر ایسے وقت جاتا کہ اُس کے خیال مین کوئی اُسے دیکھتا نہ ہو۔ ادھر وہ بھی اپنی ہشیاری دکھاتی اور لوگون کی غیر موجودگی مین ملنے کے حسب دلخواہ موقعے نکالنے مین اُس کی مدد کرتی۔ مدتون وہ اسی طرح رہتے سہتے حتّٰے کہ بعض اپنی بیویون کے چہرے دن کی روشنی مین دیکھنے سے قبل صاحب اولاد ہو جاتے تھے۔ اُن کی ایسی دشوار اور کبھی کبھی کی ملاقاتون سے یہی نہین کہ ہمیشہ انھین جذبات پر قابو رکھنے کی مشق ہوتی تھی بلکہ درحقیقت اس سے یہ بھی بڑا فائدہ تھا کہ اُن کے جسم قوی اور تندرست رہتے اور سہل رسائی اور مسلسل یکجائی سے مضمحل اور سیر نہ ہونے کے باعث اُن کی محبتین ویسی ہی تازہ اور گرم رہتین۔ حالانکہ وہ ایک دوسرے سے اس لحاظ سے ہمیشہ جلدی جدا ہوتے تھے کہ مسرت باہمی اور شوق کی آگ دونون طرف کچھ نہ کچھ باقی اور بے بجھی رہ جاتی تھی۔

اس قسم کی حیا اور پابندی سے شادی کو محفوظ کرنے کے ساتھ ہی لکرگس کو اس امر کا بھی بڑا خیال تھا کہ اہل اسپارٹہ کے دلون سے مہل اور نسوانی رقابتین دفع کردے چنانچہ گو اُس نے تمام نفسانی بدعنوانیون کا سدباب کیا، باین ہمہ اس بات کو بالکل جایز رکھا کہ شوہر اپنی بیویون کو اولاد حاصل کرنے کی غرض سے کسی دوسرے مرد کے جسے وہ مناسب سمجھین، حوالے کردیا کرین؛ اور اُن کا استہزا کیا جن کی راے مین غیر مرد کے ساتھ ایسے تعلقات مین اشتراک اس درجے ناواجب ہے کہ اس کے لیے جنگ وقتال اور خونریزی مین بھی وہ مضائقہ نہین کرتے ایک سن رسیدہ مرد کو جس کی بیوی جوان ہو، لکرگس کی اجازت تھی کہ وہ اپنی بیوی سے کسی نیک نام اور خوش کردار نوجوان کی سفارش کرے تاکہ اُس سے جو بچہ ہو اُس مین باپ کی خوبیان متوارث ہون اور خود کو ایک بیٹا مل جاے؛ اسی طرح اگر کوئی بھلامانس کسی کنخدا عورت کے اچھے چلن اور خوبصورت بچے دیکھکر عاشق ہوجائے تو اُس کے لیے بھی جایز تھا کہ بے تکلف زن مذکور کو اُس کے شوہر سے مانگ لے تاکہ وہ اپنے لیے گویا اس عمدہ قطعۂ زمین سے اچھے میل کے لائق بچے پیدا کرسکے؛ حقیقت یہ ہے کہ بچون کی نسبت لکرگس کا میلان یہ تھا کہ وہ اپنے والدین کے اتنی ملک نہین ہین جتنی کہ کل قوم اور قومی سلطنت کی۔ اور اسی لیے وہ اپنے شہریون کی پیدایش حتے المقدور بہترین نطفون سے چاہتا تھا نہ کہ پہلے جوڑے سے۔ دیگر اقوام کے قوانین اُس کی نگاہ مین بہت لغو اور متضاد تھے کہ جن مین گھوڑے اور کتے کی اچھی نسل لینے کا تو لوگون کو اس درجے خیال ہوتا ہے کہ اس کے لیے وہ کوششین اور روپے خرچ کرتے ہین، لیکن اپنی بیویون کو چار دیواری مین بند رکھتے ہین اور نہین چاہتے کہ اُن کے سواے کسی اور سے وہ حاملہ ہوجائین، خواہ خود اُن سے جو بچے ہون وہ کمزور بیمار اور احمق ہی کیون نہ ہون؟ حالانکہ بُری اولاد کا سب سے پہلے اُنھین پر اثر پڑتا ہے جو اُس کی پرورش اور نگہداشت کرتے ہین اور اسی طرح اچھی اولاد کے اچھے اثر سے بھی پہلے وہی فائدہ اُٹھاتے ہین؛ یہ قوانین جن کی بنیاد فطری اور تمدنی اصول پر رکھی گئی تھی، درحقیقت اُس ناپاک آزادی سے

جس سے اسپارٹی عورتین بعد مین مطعون ہوئین، اس قدر دور تھے کہ وہان زناکاری کو کوئی جانتا بھی نہ تھا کہ کیا ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک بہت قدیم اسپارٹی گیراداس Geradas کی یہ نقل مشہور ہے کہ ایک اجنبی (یا پردیسی) نے اُس سے دریافت کیا کہ تمھارے قانون مین زنا کی کیا سزا رکھی گئی ہے؟ گیراداس نے کہا "ہمارے ملک مین زانی نہین ہوتے" سائل بولا "تاہم، فرض کر لو کہ ہون۔ تب؟" گیراداس نے جواب دیا "تب مجرم کو ایک اتنی لمبی گردن کا سانڈ مستغیث کے حوالے کرنا پڑیگا جو ٹے گی ٹس Taygetus پہاڑ کی چوٹی کے اوپر سے یوری ٹاس ندی کا پانی پی لے جو نیچے زمین پر بہتی ہے!" یہ سنکر وہ شخص بہت حیران ہوا اور کہنے لگا "مگر ایسا سانڈ تو ملنا غیر ممکن ہے" گیراداس نے مسکرا کے جواب دیا "اس کا ملنا اتنا ہی ممکن ہے جتنا اسپارٹہ مین زانی کا ملنا"

ان کی شادیون کے متعلق مجھے اسی قدر بیان کرنا تھا:

بچون کے معاملے مین باپ کو یہ اختیار نہ تھا کہ وہ جو چاہے کرے۔ بلکہ سب سے پہلے وہ مجبور تھا کہ مولود کو چند ممتحنون کے سامنے ایک مقام پر جسے لیش (Lesche) کہتے تھے لے کر آئے۔ یہ لوگ اسی کے قبیلے کے بڑے بوڑھون مین سے ہوتے تھے اور ان کا یہ کام ہوتا تھا کہ احتیاط سے بچے کا معاینہ کرین اور اگر اُسے مضبوط اور توانا پائین تو پرورش کا حکم اور اُن کو ہزار قطعات اراضی مین سے (جن کا پہلے ذکر آچکا ہے) ایک حصہ اُس کے اخراجات کے لیے نامزد کر دین۔ لیکن اگر بچہ لاغر اور بدہیئت ہوتا تو وہ اُس جگہ لے جانے کا حکم دیتے جو اپوتھیٹی کہلاتی تھی اور نے گی ٹس کے دامن مین ایک بڑے غار کے مثل تھی؛ گویا اگر شروع ہی سے بچے کی ساخت ایسی نہ ہو کہ وہ تندرست اور طاقتور نظر آئے تو پھر اُس کا پالنا اُن کی راے مین نہ قوم کے لیے مفید تھا نہ خود اُس بچے کے لیے؛ اور یہی خیال تھا جس کی بنا پر عورتین بھی اپنے نوزائید بچون کو پانی مین نہلانے کے بجاے جو کہ اور تمام ممالک مین معمول ہے شراب سے غسل دیتی تھین تاکہ اُس کے جسم کا رنگ اور خواص ثابت ہو جائین۔ اس کی تہ مین اُن کا یہ عقیدہ تھا

کہ کمزور قوائے اور بُرے اعصاب کے بچے ایسے غسل کی تاب نہیں لاسکتے اور بیہوش ہوکے بجھتے چلے جاتے ہیں بخلاف جاندار اور قوی مزاج بچوں میں اُس سے اور زیادہ مضبوطی اور فولاد کی سی خاصیت آجاتی ہے۔ اناٹمین اور داتیان بھی وہاں کی اپنے فن میں بہت ہوشیار تھیں۔ وہ بچوں کو کبھی بندھن یا کسی تنگ کپڑے میں کسا ہوا نہ رکھتی تھیں۔ بچے جسم و اعضا میں آزادی سے نشو ونما پاتے اور بھوک کے کچے یا نازک مزاج نہ بنائے جاتے تھے۔ نہ وہ اندھیرے میں جانے یا تنہا چھوڑ دیئے جانے سے ڈرتے تھے نہ چڑچڑے، رونے اور بدمزاج ہوتے تھے۔ اسی شہرت کی وجہ سے اسپارٹہ کی اناٹمین اکثر غیر ملک کے لوگ تنخواہ پر یا خرید کر لیجاتے تھے اور تحریر ہے کہ القبادیس کو جس نے دودھ پلایا وہ بھی اسپارٹہ کی ایک عورت تھی۔ لیکن اگر اس معاملے میں القبادیس خوش نصیب تھا تو اپنے اتالیق مسمّی ڈوپی رس کے معاملے میں ایسا نہ تھا کہ جسے افلاطون کی حسب روایت اُس کے سرپرست فارقلیس نے نوکروں میں سے چھانٹ کر مقرر کر دیا تھا اور جو معمولی غلاموں سے بڑھکر لیاقت کا آدمی نہ تھا۔

لکرگس کی رائے اس سے مختلف تھی۔ اُسے یہ گوارا نہ تھا کہ اس کے اسپارٹی لڑکوں کے لیے خرید کردہ یا تنخواہ دار معلم رکھے جائیں نہ اُس نے قانوناً جایز رکھا تھا کہ ہر باپ اپنے بچوں کو جس طرح جی چاہے تعلیم و تربیت کرے۔ اس کے برعکس، سات برس کی عمر ہوتے ہی اُن کے نام خاص خاص جماعتوں اور دستوں میں درج کر لیے جاتے تھے جہاں وہ انہی فوجی پابندیوں اور قاعدوں کے ساتھ مل کر رہتے سہتے اور اپنے کھیلوں اور ورزشوں میں شریک ہوتے تھے۔ ان میں جو زیادہ منتظم اور جری ہوتا اُسے کپتان بنا دیا جاتا اور سب بچے ہر وقت اس کے اشارے کے منتظر اور احکام کے تابع رہتے اور جو سزا وہ دیتا اُسے صبر سے برداشت کرتے تھے۔ غرض اُن کی تمام تعلیم کا نصاب اوّل سے آخر تک ایک کامل اور سرگرم اطاعت کی مسلسل مشق تھی۔

بڑے بوڑھے بھی بچوں کے کھیل کود کو آن آن کر دیکھتے تھے اور اکثر اُن میں لڑائی جھگڑے

پیدا کرا دیتے تھے تاکہ اُن کے مختلف مزاج اور خصائل کے جانچنے کا موقع ملے اور ابھی سے دیکھ سکیں کہ جب وہ بڑے ہو کر زیادہ سنگین مقابلوں میں اُتریں گے تو ان میں سے کون بہادر اور کون بزدل ہوگا؛ نوشت و خواند بھی ان بچوں کو سکھائی جاتی تھی مگر معمولی ضروریات کے لایق۔ باقی اصلی مدّعا اُن کا تعلیم سے یہ ہوتا تھا کہ وہ اچھے وطن پرست (شہری) بن جائیں اور تکالیف کی برداشت اور جنگ میں فتح حاصل کرنا انھیں آجائے۔ اسی واسطے جوں جوں اُن کی عمر بڑھتی اسی نسبت سے ان کی پابندیوں میں بھی اضافہ ہوتا جاتا۔ اُن کے بال خشخاشی رکھائے جاتے، برہنہ پا چلنے کی عادت ڈلوائی جاتی اور کھیل کود میں زیادہ تر ننگا رکھا جاتا تھا۔

بارہ برس کی عمر کو پہونچ جانے کے بعد انھیں بچکلے کپڑے پھننے کی اجازت نہ دیجاتی اور ایک سال کے لیئے ایک کوٹ ملتا؛ ان کے جسم سخت اور کھُردرے اور گرم غسل یا مالشوں سے شاذ و نادر متعارف ہوتے تھے اور ان انسانی عشرتوں کی انھیں صرف مقررہ اور سال کے خاص خاص دنوں میں اجازت ہوتی۔ اُن کی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں ایک ہی جگہ رہتیں اور نرسلوں کے بچھونوں پر سوتیں جو یوری ٹا کے کنارے اُگتے ہیں اور جو انھیں بغیر چاقو کے ہاتھوں سے توڑ توڑ کے لانے پڑتے۔ جاڑا ہوتا تو وہ اپنے نرسلوں میں بیول کے کانٹے بھی شامل کر لیا کرتے تھے جن کی نسبت خیال تھا گرمائی دینے کی خاصیت رکھتے ہیں۔ اس عمر کو پہونچنے کے بعد اُن میں کوئی ہونہار لڑکا ایسا نہ ہوتا جس کا ایک چاہنے والا ساتھ رہنے کے لیے نہ پیدا ہو جائے؛ ضعیف العمر لوگ بھی اُن پر نظر رکھتے اور اکثر اُن کی باہمی ظرافت اور زور آزمائیاں سننے اور دیکھنے وہاں آتے۔ اور اس میں اس قدر توجہ اور نگرانی کرتے کہ گویا وہ اُن لڑکوں کے استاد یا باپ یا حاکم ہیں۔ اس طرح پر مشکل کوئی ایسا وقت یا جگہ ہوتی ہوگی جہاں اُن میں سے کوئی نہ کوئی لڑکوں کو ان کے فرایض یاد دلانے یا ان کی غفلت پر تنبیہ کرنے کے لیے موجود نہ رہتا ہو۔ ان سب باتوں کے علاوہ اُن کی باقاعدہ نگرانی اور دیکھ بھال کرنے کے لیے ہمیشہ ایک

نہایت معقول اور متدین شخص مقرر کیا جاتا تھا اور وہ ان کی مختلف ٹکڑیاں بنا کر ہر ایک پر ایک ایک سردار علیحدہ متعین کرتا جو اُن مین سب سے دلیر اور نیک چلن اور باقی لڑکون سے کوئی دو سال بڑا بالعموم بیس برس کا لڑکا ہوتا اور ایرین کہلاتا تھا۔ ان کے سوا سب سے بڑے لڑکے الگ ہوتے تھے جنھین مل ای ین Mell-Iren یا دوسرے لفظون مین عنقریب پورے مرد ہو جانے والے کہتے تھے۔ اب گویا وہی نوجوان (ایرین) اُن کے مقابلون کے وقت سردار اور گھر پر اُن کا آقا ہوتا اور اُن سے مختلف خدمتین لیتا۔ سب سے بڑون کو ایندھن لانے بھیجتا، کمزور یا جو نسبتاً کم قابل ہوتے انھین مسالے یا کچھ سبزی ترکاری لانے کے لیے روانہ کرتا اور یہ چیزین یا تو اُنھین بے کھائے گذارا کرنا پڑتا اور یا چُرا کے لانی پڑتین۔ چنانچہ یا تو وہ چھپے چوری کسی باغ مین پہونچتے اور یا بڑی عیاری سے مشترکہ باورچی خانون مین کہین پاس سے بیٹھ کے گھات لگاتے۔ لیکن اگر چوری کرتے مین پکڑے جائین تو انھین بلا رحم و رعایت چابکون سے پیٹا جاتا تھا کہ اس بُری طرح اور بھدے پن سے چوری کیون کی؛ گوشت وغیرہ کے بھی وہ جہاں بن پڑے اُڑا لیجانے کی فکر مین رہتے اور موقعے ڈھونڈھتے تھے کہ جب کہین کسی کو غافل یا سوتا پائین ہاتھ مار جائین۔ اس مین اگر وہ گرفتار کر لیے گئے تو نہ صرف چابک بلکہ بھوک کی بھی انھین مار دی جاتی، یعنی مقررہ خوراک کے سوائے اور کچھ نہ ملتا اور یہ خوراک عمداً بہت کم رکھی گئی تھی کہ وہ اپنی مدد آپ کرنے کی سعی کرین اور محنت و عقل سے کام لینے پر مجبور ہون؛ یہ گویا خوراک کم رکھنے کا مقصد دلے تھا۔ مگر اس کے سوا ایک اور خاصی اہم غرض یہ بھی تھی کہ وہ بلند قامت ہو جائین۔ کیونکہ اگر قوائے نامیہ غذا کی زیادتی سے مغلوب اور مجبور نہ کر دیے جائین (کہ ایسی صورت مین وہ لازمی طور پر جسم کو موٹا اور چوڑا کرینگے) تو وہ اپنی سبک طبعی کی وجہ سے اُبھار کرین گے۔ اِدھر جسم بہ آسانی اثر پذیری کے باعث بلندی مین بڑھتا جائے گا؛ اور معلوم ہوتا ہے یہی اسباب حُسن و تناسبِ اعضا پیدا کرنے مین بھی مدد دیتے ہین۔ فطرت کی صورت گری کے لیے ایک دبلا پتلا جسم ہی زیادہ موزون ہے کیونکہ

موٹے اور کھاؤ اس قدر بوجھل ہوتے ہین کہ اُن پر اُس کی نقاشی خاطرخواہ نہین چل سکتی؛ اس کی ٹھیک مثال یہ ہے کہ وہ عورتین جو ایام حمل مین کچھ نہ کچھ ورزش کرتی رہتی ہین، اُن کے بچے دُبلے، چھوٹے لیکن زیادہ خوبصورت اور شکیل ہوتے ہین کہ ان کی ساخت زیادہ اثرپذیر اور آسان ڈھل جانے والے مادّے سے ہوئی ہے؛ لیکن ان اسباب کی تعیین و تشخیص مین اوروں پر چھوڑے دیتا ہون ؛

اس جملۂ معترضہ کے بعد ہم پھر اصل سلسلۂ کلام کی طرف عود کرتے ہین کہ لس ڈی مونی لڑکے اس چوری کے کام کو اس درجہ اہم سمجھتے تھے کہ ایک مرتبہ جب کسی لڑکے نے ایک جوان لومڑی چُرا کے اپنے کوٹ کے نیچے چھپالی تو ہرچند اُس نے دانت اور پنجون سے پیٹ پھاڑ کے انتڑیان چیر ڈالین، پھر بھی لڑکے نے اُسے باہر نکالنا نہ چاہا کہ کوئی دیکھ لے گا، یہان تک کہ اُسی جگہ زخم سے مرگیا؛ ہمارے زمانے تک جو طریقے کہ اسپارٹہ مین جاری ہین وہ مذکورۂ بالا حکایت کی صحّت کا بدرجۂ کافی یقین دلاتے ہین، کیونکہ راقم نے خود وہان ڈی آنا اور تھیا کی قربان گاہ کے نیچے چند لڑکون کو تازیانے کھاکھا کے ہلاک ہوجاتے دیکھا ہے ؛

ایرین یا خلیفہ کھانے کے بعد تھوڑی دیر تک اور اُن کے ساتھ ٹھیرا کرتا اور کسی کو حکم دیتا کہ تم ایک گیت سناؤ اور کسی سے کوئی سوال پوچھتا جس کے جواب مین سوچ بچار کرنا پڑے مثلاً شہر مین سب سے اچھا آدمی کون ہے؟ یا فلان شخص کے فلان کام کے متعلق تمھارا کیا خیال ہے؟ اس طرح انھین ابتدا سے مختلف اشخاص اور مسائل پر صحیح راے لگانے کی عادت ہوجاتی اور اپنے اہل وطن کی بُرائی بھلائی سے وہ بخوبی واقفیت حاصل کرلیتے تھے؛ اگر وہ اس قسم کے سوال کا کہ کون شخص ہمارے ہان نیکنام یا بدنام تھا؟ فوراً جواب نہ دے سکین تو انھین سست یا بے پروا تصوّر کیا جاتا تھا کہ جنھین عزت و نکوئی کی کچھ تمیز نہ ہو پھر جو کچھ وہ جواب مین کہتے اسکی معقول دلائل بھی اُنھین مختصر سے مختصر اور جامع سے جامع الفاظ مین پیش کرنی پڑتی تھین اس مین جو دلیل نہ دے سکے یا بےمحل جواب دے تو اُس کے انگوٹھے کو استاد دانت سے کاٹتا

تھا۔ یہ کارروائی کبھی کبھی ایرین، بزرگون اور حاکمون کی موجودگی مین بھی کیا کرتے تھے تاکہ وہ دیکھ سکین کہ وہ واجبی اور ٹھیک ٹھیک سزا دیتا ہے یا نہین۔ اس مین کوئی فروگذاشت اُس سے ہوتی تو لڑکون کے روبرو کوئی تنبیہ نہ کی جاتی بلکہ جب وہ چلے جاتے تو اُس سے مواخذہ ہوتا اور نرمی یا سختی مین حدِّ اعتدال سے گذرنے پر اُس کی درستی کردی جاتی تھی ؛

لڑکے کے اعزا یا تذلیل میں اس کے چاہنے والے یا حامیون کا بھی حصہ ہوتا تھا اور یہ قصہ چلا آتا ہے کہ ایک پر قاضی نے جرمانہ کردیا تھا محض اس لیے کہ جس لڑکے کو وہ چاہتا تھا وہ لڑنے مین بودے پن سے رو دیا تھا؛ اور ہر چند اس قسم کی چاہت انکے ہان بہت پسندیدہ اور عام شے تھی، لیکن اگر متعدد اشخاص کا منظور نظر ایک ہوتا تو بھی رقابت کا نام نشان نہ تھا، اس کے برعکس اُن سب چاہنے والون مین یہ ہم چشمی باہم گہری دوستی کا سبب بن جاتی ساتھ ہی وہ سب کے سب مل کر اپنے مشترک مرجع التفات کو بھی جتنا ہو سکتا لائق و کامل بنا دیتے تھے ؛

لڑکون کو بے تکلف اور شائستہ ظرافت کے ساتھ، اور پر مغز جامع الفاظ مین گفتگو کرنے کی بھی تعلیم دی جاتی تھی کیونکہ اگر لکرگس نے، جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہین، سکۂ رائج الوقت کے متعلق یہ ضابطہ بنایا تھا کہ بڑے سے بڑے کی قیمت ذرا سی ہو، تو اس کے برخلاف کلام رائج مین یہ بات وہ جایز رکھنی نہ چاہتا تھا کہ اسکے کم سے کم الفاظ بدیع و کثیر المعنے نہ ہون ؛ اسپارٹی بچے بھی عرصے تک خاموشی کی عادت ڈالنے کے بعد زبان کھولتے تو ان کے فقرے ہمیشہ چبے تلے اور برمحل ہوتے تھے اور درحقیقت جس طرح غیر ضابط اور بے لگام عیاش بہت کم زیادہ بچون کے باپ ہوتے ہین اسی طرح غیر ضابط اور بے لگام بولنے والے بھی شاذ و نادر ہی زیادہ پر معنی الفاظ کو پیدا کر سکتے ہین ؛ شاہ ایجیس نے جب ایک ایتھنزی اُنکی چھوٹی چھوٹی تلوارین دیکھکر ہنسا اور کہنے لگا کہ انھین مداری بہ آسانی نگل جائین گے، اُسے جواب دیا تھا کہ ہان مگر وہ اتنی بڑی ضرور ہین کہ ہم انھین دشمنون تک پہونچا دین ؛ تو جیسی ان کی تلوارین چھوٹی اور تیز ہوتی تھین ویسے ہی

میری نگاہ مین اُن کے اقوال تھے؛ وہ ٹھیک مطلب تک پہونچتے اور سامعین کی توجہ کو اور دن سے بڑھکر جذب کرتے ہین؛ اور اگر ہم اُن محاضرات کا اعتبار کرلین جو لکرگس کے بارے مین مروی ہین تو معلوم ہوگا کہ اُس کی گفتگو مین بھی کچھ کم جامعیت و اختصار نہ ہوتا تھا مثلاً یہ بات اُس جواب سے بھی عیان ہے جو اُس نے ایک جمہوریت پسند کو (جسے اصرار تھا کہ اسپارٹہ مین ضرور بالضرور جمہوری حکومت قائم کردی جائے) دیا تھا کہ دوست، تم شروع کرو اور اپنے گھرانے مین قائم کردو؛" ایک اور شخص نے اس سے سوال کیا تھا کہ دیوتاؤن کی نذر نیاز مین اُس نے ایسی کفایت اور دنائت کیون جایز رکھی۔ لکرگس نے جواب مین کہا "تاکہ اُس کے لیے ہمیشہ کچھ نہ کچھ ہمارے پاس رہے؛"

اس استفسار کے جواب مین کہ اُسے کس قسم کی جنگی ورزشین اور مقابلے پسند ہین، اُس نے کہا "ہر قسم کے، بجز اُن کے جن مین تم اپنے ہاتھ پھیلاتے ہو؛" اسی طرز کے تحریری جواب بھی، جو اپنے ہم وطنون کو لکھے گئے ہین، اُس سے منسوب ہین۔ مثلاً جب اُس سے مشورہ لیا گیا کہ دشمنون کے حملے دفع کرنے کی سب سے بہتر تدبیر کیا ہوگی، تو اُس نے جواب دیا "یہ کہ اپنی مفلسی قائم رکھو اور تم مین کوئی ایک دوسرے سے بڑا بننے کی حرص نہ کرے؛" پھر جب دریافت کیا گیا کہ آیا اُس کی راے مین مناسب ہے کہ شہر کے گرد فصیل کھینچ دی جاے تو اُس نے اُنھین کہلا بھیجا کہ اچھا مستحکم شہر تو وہ ہے جس مین مٹیون کے بجاے آدمیون کی فصیل ہو؛" لیکن ان خطون کی نسبت یہ فیصلہ کرنا کہ وہ اصلی ہین یا جعلی، بہت دشوار بات ہے؛

زیادہ گوئی سے اُنھین جو نفرت تھی، ذیل کے بلیغ و مختصر اقوال، اُس کے شاہد ہین:—

شاہ لیونی داس نے ایک شخص سے جس نے گو مفید مطلب لیکن بے محل اور بے وقت باتون سے اُسے روک رکھا تھا، کہا "کام کی بات، مہربان، کسی دوسری جگہ؛" لکرگس کے بھتیجے، شاہ چاری لوس سے جب پوچھا گیا کہ اُس کے چچا نے اتنے کم قوانین کیون وضع کیے، تو اُس نے جواب دیا "کم گو لوگون کو قوانین بھی کم درکار ہین؛" جب ہکاٹیئس Hecataeus نام سوفسطائی کو

ایک ضیافت عام مین مدعو کیا گیا اور کھانے مین آخر وقت تک اُس نے کوئی بات نہ کی تو آرکی داماید اس نے اُس کی طرف سے یہ توجیہ کی: "وہ جو جانتا ہے کہ کیونکر گفتگو کی جاتی ہے یہ بھی جانتا ہے کہ کب"

جن چبھتے ہوئے مگر شایستہ فقرون کا مین نے ذکر کیا ہے اُنکی بھی حسب ذیل مثالین دی جاسکتی ہین:—

ایک بکواسی شخص ڈماراطوس کے بہت پیچھے پڑ رہا تھا کہ اسپارٹہ کا بہترین آدمی کون ہے؟ آخر اُس نے جواب دیا: "وہ جو سب سے کم آپ سے مشابہ ہے"

ایک صحبت مین جس مین ایجیس بھی موجود تھا، اہل ایلیہ کی بڑی تعریفین ہو رہی تھین کہ انھون نے اولمپی کھیلون کا انتظام کمال فیاضی سے کیا۔ ایجیس نے کہا "واللہ اصلی تعریف کی بات تو جب ہے کہ پانچ سال مین ایک دن بھی وہ عدل کرسکین"

تھیوپمپس کے آگے ایک غیر ملکی شخص اسپارٹہ سے اپنی دلی محبت کا ذکر کر رہا تھا اور اسی ضمن مین کہنے لگا کہ مجھے میرے اہل وطن "فیلولے کن" (یعنی لس ڈی مونیون کا شیدائی) کے خطاب سے یاد کرتے ہین۔ تھیوپمپس نے کہا "تمھاری عزت تو اُس وقت زیادہ ہوتی جب کہ وہ تمھین "فیلوپولی ٹس" کے خطاب سے یاد کرتے" (فیلوپولی ٹس کے معنی خود اپنے ہم وطنون کا شیدائی)

اور پوسے نیاس کے بیٹے پلستونائس Pleistonax نے جب ایتھنز کے ایک خطیب کو یہ کہتے سنا کہ لس ڈی مونیون نے (علم وفضل کے اعتبار سے) کچھ بھی نہ سیکھا تو یہ جواب دیا "آپ صحیح فرماتے ہین، جناب تمام یونانیون مین صرف ہم ہین جنھون نے آپ کا کوئی عیب نہ سیکھا" اور کسی نے آرکی داماس سے دریافت کیا کہ اہل اسپارٹہ کی کتنی تعداد ہوگی تو اُس نے جواب دیا "بس اتنی کہ بدذاتون کو اپنے مین نہ آنے دے"

واضح رہے کہ اُن کی ظرافت بے سوچے سمجھے نہ ہوتی تھی بلکہ اُس کی تہ مین ضرور کوئی

Archidamidas ۵

نہ کوئی قابل غور اور گہری بات رہتی اور اُس لیے ہم اُن کے ظریفانہ فقروں سے اُن کی اصلی طبیعت کا حال معلوم کر سکتے ہین ؛ فی المثل جب کسی سے کہا گیا کہ جاے اور فلان شخص کو سُنے جو ہو بہو بُلبل کی آواز مین نکالتا ہے تو اُس نے جواب دیا "جناب من، مین خود بُلبل کو سن چکا ہون" ؛ اسی طرح ان مین سے کسی نے ایک مقبرے پر یہ کتبہ لکھا دیکھا :

"آگ اِک شخصی حکومت کی بجھانے کے لیے

جنگ سے لی لوس Selinus مین لوگ لڑ کر مر گئے"

تو کہا وہ اِس کے مستحق تھے کیونکہ بجھانے کی کوشش کرنے کے بجاے انھون نے اُسے جل جانے دیا"

ایک لڑکے نے جسے لڑائی کے مُرغ یہ کہہ کر دیے جا رہے تھے کہ وہ اپنی جگہ پر لڑ کر مر جاتے ہین، کہا "مگر مجھے مرجانے والون کی تلاش نہین بلکہ ایسے درکار ہین جو زندہ رہین اور مار ڈالین"

ایک اور لوگون کو اپنی نشستون پر آرام سے اُنڈلاتے دیکھکر کہنے لگا "خدا مجھے ایسے بیٹھنے سے بچاے کہ مین اُٹھ کر اپنے بزرگون کو سلام نہ کر سکون" ؛ غرض اُن کے اکثر اقوال اسی طرح کے پرحبستہ اور بلیغ ہوتے تھے، اور کسی نے اُن کے متعلق بہت خوب کہا ہے کہ درحقیقت جسمانی ورزشون سے زیادہ، دماغی ورزش اہل اسپارٹہ کی خصوصیت ہے ؛

اور اِس آداب مجلس اور خوش گفتاری کی تعلیم کے علاوہ انھین فن شعر و موسیقی سکھانے مین بھی کچھ کم محنت و توجہ نہ کی جاتی تھی - خود اُن کے اشعار مین ایسی روح اور جوش بھرا ہوتا ہے کہ طبیعت بے اختیار ہو جاتی ہے اور دلون مین کچھ کرنے کی آگ بھڑکنے لگتی ہے - اُن کا طرز کلام سادہ اور تصنع سے بری، اور شعر کا مضمون ہمیشہ اخلاقی اور اہم ہوتا تھا بلکہ اکثر شعرا اُن کی مدح مین ہوتے جو حفاظت وطن کے لیے میدان جنگ مین شہید ہوئے، یا اُن کی مذمت مین جنھون نے نامردی دکھائی - یعنی مقدم الذکر کی زندگی کو وہ نیک نام و بامراد ثابت کرتے تھے اور مؤخر الذکر کی زندگی کا نقشہ کھینچتے کہ وہ کیسی پر حقوبت اور موجب ہزار نفرین و عار ہے - اُن کی نظمون کا ایک اور موضوع خود ستائی اور اپنے کارنامون کا فخر ہوتا تھا جس مین

مدارج عمر کا بھی لحاظ رکھا جاتا تھا۔ مثلاً مذہبی تہواروں میں اُن کے تین گروہ علیحدہ علیحدہ ہوتے تھے: ایک بوڑھوں کا ایک جوانوں کا اور تیسرا بچوں کا۔ پہلا گروہ اپنا رجز یوں شروع کرتا:

"کبھی ہم جوان دلیر تھے کبھی زور مندی میں شیر دم"

جوان جواب میں گا کے سناتے کہ

"لو اب آؤ آن کے دیکھ لو کہ اسی طرح کے ہیں آج ہم"

اور آخر میں بچے کہتے:

"یہ زمانہ آنے دو دیکھنا کہ سبھوں سے بڑھ کے رہیں گے ہم"

فی الحقیقت اگر ہم اُن کی نظموں پر جن میں سے بعض ابھی تک موجود ہیں، غور کرنے کی زحمت گوارا کریں اور باجے کی وہ دلکش آواز ذہن خیال میں رکھیں جو اُن کے جنگی کوچ کے وقت بلند ہوتی تھیں، تو ہمیں معلوم ہو جائیگا کہ ٹرپنڈر Terpander اور پنڈار کا یہ کہنا بے سبب نہ تھا کہ شجاعت اور گانے میں ایک اتحاد ہے"۔ پہلا اسپارٹہ کے متعلق کہتا ہے:

"وہاں نغمہ و نیزہ ہیں ہمعناں
قدم زن ہے گلیوں میں انصاف واں"

اور پنڈار:— "بزرگان دانا کے شورے ہیں واں
جوانوں کی ہیں بے پناہ برچھیاں —
بہ رقص و طرب جشن کا ہے سماں"

گویا دونوں، اسپارٹہ والوں کو، جتنا جنگ جو بتاتے ہیں اسی قدر موسیقی پسند۔ جیسا کہ خود وہیں کے ایک شاعر نے کہا ہے:

"کہ حرکت میں آتا ہے مطرب کا ہاتھ
اسی تیز اور سخت لوہے کے ساتھ"

لڑائی چھڑنے سے پہلے بھی (اُن کے ہاں رسم تھی کہ) بادشاہ ملکات (میوز

کے نام بھینٹ چڑھاتا تھا جس سے بظن غالب اُنھین اپنا قومی طریق تربیت اور وہ رائے جو اُن کے کارنامون پر لگائی جائیگی یاد دلانا مقصود ہوتا تھا۔ تاکہ مردانگی کے وہ جوہر دکھانے کا جوش اُن مین پیدا ہو جاے جو کہ یادگار رہنے کے قابل ہون؛ ایسے موقعون پر لس ڈی مونی اپنے سخت اصول مین بھی ایک حد تک نرمی برتتے تھے اور نوجوانون کی خاطر یہان تک گوارا کر لیتے تھے کہ وہ اپنے بال سنوارین اور قیمتی اسلحہ یا نفیس لباس زیب تن کر سکین۔ بلکہ تن تن کے چلنے والے گھوڑون کی طرح جو دوڑ کے وقت ہنہناتے اور مچلے جاتے ہین، وہ اپنے لڑکون کی یہ زینت و آرایش دیکھ دیکھ کے خوش ہوتے تھے؛ اسی وجہ سے سن بلوغ کو پہونچنے کے بعد وہان بالون کی خاص احتیاط ہوتی اور خصوصاً لڑائی کے دن اُن مین کنگھے کر کے مانگ نکالی جاتی اور گویا اُس قول کا پورا لحاظ کیا جاتا جو اُن کے مقنن سے منسوب ہے کہ بڑے بالون کا سر خوبصورت چہرے کے حسن مین اور بدصورت چہرے کی ہیبت داری مین اضافہ کر دیتا ہے؛

جب وہ لام پر ہوتے تو ان کی ریاضتون مین باعموم کچھ کمی کر دی جاتی، کھانا بھی اتنا برا نہ ہوتا اور پابندی ضوابط مین افسر بھی پہلی سی سخت گیری نہ کرتے تھے۔ گویا دنیا بھر مین اُنھین کی قوم ایسی تھی جسے ایام جنگ مین آرام میسر آتا تھا؛ اس کے بعد جب صف جنگ تیار اور دشمن قریب ہوتا تو بادشاہ بکری کی قربانی کرتا اور بین والون کو کاسٹر دیوتا کے راگ بجانے کا اور سپاہیون کو اپنے اپنے سر پہ سہرے باندھ لینے کا حکم دیتا اور پھر خود حملے کے گیت کی لے نکالتا۔ اس طرح جب وہ باجون کی آواز اور کامل ترتیب اور اطمینان قلب کے ساتھ بغیر تیوری پہ بل ڈالے شادان و فرحان ایک خونریز جنگ کے لیے رَوکی طرح امنڈتے تو یہ نظارہ جتنا شاندار ہوتا اُسی قدر خوفناک نظر آتا۔ کیونکہ اس مزاج کے لوگون پر کسی خطرے یا ڈر کا اثر ہونا محال تھا اور نہ وہ کسی وقتی طیش یا فوری اشتعال سے مشتعل اور بے قابو ہو سکتے تھے کیونکہ اُن کی شجاعت ایک قطعی امید اور پختہ یقین پہ مبنی ہوتی تھی اور اوّل سے آخر تک لڑائی مین یہ

معلوم ہوتا تھا کہ کوئی آسمانی ہستی اُن کے ہمدوش اور لڑانے مین مصروف ہے؛ بادشاہ ہمیشہ کسی اولمپی کھیلون کے کامیاب سپاہی کو اپنے پاس رکھتا تھا۔ اور اسی وجہ سے کہتے ہین جب ایک لس ڈی مونی کو رقم کثیر پیش کی گئی کہ وہ (اولمپی) مقابلون مین شریک نہو تو اُس نے انکار کر دیا اور بڑے شور و ہنگامے کے بعد کامیابی حاصل کرنے پر کسی تماشائی نے دریافت کیا کہ کیون صاحب اب آپ کو اس جیت مین کیا مل گیا، تو وہ مسکرایا اور کہنے لگا "مین اب بادشاہ کے برابر کھڑے ہو کے لڑونگا"؛ لڑائی مین دشمن کو بھگا دینے کے بعد وہ صرف اُس وقت تک تعقب کرتے کہ فتح مین شبہ کی گنجایش نہ رہے اور پھر واپسی کا بگل بجا دیا جاتا کہ اُن کے خیال مین ایسے لوگون کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا جنھون نے فراحمت سے ہاتھ اُٹھا لیا ہو، ایک ذلیل اور کسی یونانی قوم کے خلاف شان بات تھی؛ اُن کے اس طریق عمل مین جوانمردی کے علاوہ مصلحت بھی تھی کیونکہ۔ لوگ یہ سمجھ کے کہ وہ صرف فراحمت کرنے والون کو مارتے ہین اور باقی لوگون کو چھوڑ دیتے ہین بالعموم اپنی سلامتی کا بہترین امکان فراری مین دیکھتے تھے؛

ہیتیس سوفسطائی کا بیان ہے کہ لکرگس خود ایک اعلے درجے کا سپاہی اور تجربہ کار سپہ سالار تھا۔ فیلوسٹی فن Philostephanus سوارون کی سب سے پہلی تقسیم پچاس پچاس کے مربع دستون مین، اُسی سے منسوب کرتا ہے، لیکن ڈمٹریس فلیری کا قول اس کے بالکل خلاف ہے اور وہ لکھتا ہے کہ لکرگس نے اپنے تمام قوانین ایک غیر منقطع امن کے زمانے مین وضع کیے ہین۔ اور سچ یہ ہے کہ اولمپیہ کے مذہبی امن نامے یا حرمت جنگ کو مدنظر رکھکر، جو لکرگس کی سعی و انتظام سے بروے کار آیا تھا، مین بھی اُسے امن پسند اور صلح جو آدمی تسلیم کرنے پر مائل ہون۔ مگر ہرمپس نے اس واقعے کی بھی تاویل اور طرح کی ہے اور لکھا ہے کہ لکرگس کا اس تہوار اور معاہدے کی تیاری مین کوئی حصہ نہ تھا بلکہ ایفی ٹس نے اُسے ترتیب دیا تھا اور لکرگس صرف تماشائی کی حیثیت سے وہان آیا اور ایک اتفاقی واقعے کی بدولت اُس کا شریک ہو گیا تھا جس کی شرح یہ ہے کہ اُس نے اپنی پشت پر ایک انسانی آواز سُنی جو گویا حیرت کے ساتھ اُسے

الزام دیتی تھی کہ اپنے ہم وطنوں کو (اُس میں ایونان) جلسے میں شریک کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ اور جب لکرگس نے مڑکر کسی شخص کو وہاں نہ پایا تو نتیجہ نکالا کہ وہ آوارغیب تھی۔ اسی بنا پر وہ فوراً ایفی ٹس کے پاس گیا اور اس تہوار کے مراسم و قواعد بنانے میں اُسے مدد دی اور اُس کی سعی سے وہ تہوار بہت اچھی طرح قائم اور پہلے سے زیادہ مشہور ہو گیا۔

لیکن اب ہم پھر اصل موضوع کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ لس ڈی مونیون کو سن بلوغ کے بعد بھی اپنے ضوابط کی پابندیاں کرنی پڑتی تھیں۔ کسی شخص کو اپنی پسند کے موافق زندگی بسر کرنے کی اجازت نہ تھی بلکہ شہر ایک لشکر گاہ کے مثل تھا جہاں ہر شخص کی رسد اور فرائض معین تھے اور جہاں ہر شخص اپنی ذاتی اغراض کے بجائے اغراض قومی کو پیش نظر رکھتا اور اپنے تئیں سمجھتا کہ ملک ہی کی خدمت کے لیے پیدا ہوا ہے۔ پس اگر کوئی خاص کام اُن کے ذمے نہ ہوتا تو وہ بچوں کی درزشیں دیکھنے ہی چلے جاتے کہ انھیں کوئی مفید بات بتائیں یا ایسے خالی اوقات میں اپنے سے زیادہ جاننے والوں کے پاس جاتے کہ خود کچھ سیکھیں۔ اور نے الحقیقت انھوں نے بیوپار اور پیشے ممنوع قرار دینے سے لکرگس نے اپنے لوگوں کو اور باتوں کے علاوہ ایک بڑی نعمت فرصت کی عطا کر دی تھی۔ روپیہ کمانا جس کا انحصار مارے مارے پھرنے اور لوگوں سے ملنے اور کاروبار کرنے پر ہوتا ہے، اُن کے لیے ذرا بھی ضروری چیز نہ تھی کہ اُن کے ملک میں دولت ہی کی کچھ وقعت اور عزت نہ تھی۔ کاشتکاری کا تمام کام (اُن کی غلام رعیت) ہیلاٹ انجام دیتے تھے اور بلا خر خشے انھیں سالانہ لگان جنس کی صورت میں ادا کر دیا کرتے تھے۔ اُنکی اسی بے فکری کے متعلق ایک حکایت چلی آتی ہے کہ کوئی لس ڈی مونی اتفاق سے کچھ بان کھلی ہونے کے زمانے میں ایتھنز گیا اور وہاں ایک شہری کی نسبت اُسے معلوم ہوا کہ عدالت نے بے کار وقت گذارنے کی وجہ سے اُس پر جرمانہ کیا ہے اور تسکین و تشفی دلانے والے دوستوں کے ساتھ وہ نہایت رنجیدہ اپنے گھر جا رہا ہے۔ یہ سن کر لس ڈی مونی کے تعجب کی حد نہ رہی اور وہ اپنے دوستوں سے کہنے لگا کہ مجھے ایسے شخص کی صورت ضرور دکھاؤ جو ایک آزاد

آدمی کی طرح زندگی گزارنے پر مجرم قرار دیا گیا ہے؛ اپنے وقت اور توجہ کو صنعت و حرفت یا روپیہ پیدا کرنے کے لیے طفلانہ انہماک میں صرف کرنا اسی درجے اُن کی نگاہ میں معیوب اور خلافِ شان بات تھی۔

یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ سونے چاندی کے امتناع کے ساتھ ہی وہاں تمام عدالتی مقدمات بند ہو گئے۔ کیونکہ ناب اُن میں طمّاعی تھی نہ افلاس، بلکہ مساوات کہ ہر شخص کی ضروریات فراہم کی جاتی تھیں اور فراغت کہ وہ ضروریات اتنی قلیل تھیں۔ اُن کا تمام وقت، جبکہ وہ میدان جنگ میں نہ ہوتے مل مل کے گانے ناچنے اور تہوار منانے اور شکار کھیلنے یا ورزش کے میدان اور عام جلسہ گاہوں میں گذرتا تھا۔ تیس برس سے کم عمر والوں کے لیے بازار یا منڈی میں جانے کا قاعدہ نہ تھا۔ اُن کی خانگی اشیائے ضروری اُنکے عزیز یا چاہنے والے مہیا کرتے تھے۔ سن رسیدہ اشخاص کی بھی بازار میں زیادہ آمد رفت کچھ قابل تعریف نہ تھی۔ اُن کے لیے موزوں تر یہ بات سمجھی جاتی تھی کہ زیادہ نشست برخواست عام مجلسوں میں یا ورزش کے میدانوں میں رکھیں اور بازار کے نرخ یا روپیہ پیدا کرنے کی فکر میں رہنے کے بجائے فائدہ مند بحث و تباحث میں اپنی فرصت صرف کریں۔ اس طرح انھیں قابل ذکر کاموں پر اظہار رائے کرنے کا موقع ملتا تھا یعنی وہ اچھوں کی مدح اور جوان کے برعکس ہوتے اُن کی مذمت کرتے مگر نہایت لطیف اور پُر مذاق پیرائے میں کہ بلا خشونت نصیحت و اصلاح کا سبق دے سکیں۔ خود لکرگس بھی بالکل ہی خشک مزاج آدمی نہ تھا اور سوئی ہیں نے لکھا ہے کہ قہقہہ کا چھوٹا بت اُسی کا نذر چڑھایا ہوا ہے۔ دسترخوان پر یا عام صحبتوں میں باموقع ظرافت، ان کی سخت اور پابند زندگی میں مٹھاس کا کام دیتی تھی۔ اور مختصر یہ ہے کہ لکرگس نے اپنے ہموطنوں کی وہ افتاد ڈالی تھی کہ نہ وہ تنہا رہیں نہ رہ سکیں۔ اس کے تمام قوانین کی یہی غایت تھی کہ اُن میں سے ہر فرد کل قوم کی فلاح کو اپنی بہترین فلاح تصور کرے اور محال کی مکھیوں کی طرح اپنے چھتے اور بادشاہ کے گرد گھرا رہے اور اپنی تمام

زندگی اور جان و مال کو ملک کے لیے ایسے کامل طور پر وقف کردے کہ اُس مین جذب ہوکر قالب خاکی کے سوائے کوئی چیز اُس کی اپنی نہ رہے؛ اس معاملے مین اُن کے محسوسات کا عمدہ اندازہ اُن کے چند اقوال سے ہوگا:- پڈاریٹس Paedaretus جسے تین سو چیدہ اشخاص کی فہرست مین لینے سے انکار کردیا گیا تھا بہت خوش خوش گھر لوٹا اور نہایت مسرور تھا کہ اسپارٹہ مین اُس سے بہتر تین سو آدمی موجود ہین؛ اور پولی کرائی داس Polycratidas سے، جو اور سفیرون کے ساتھ شاہ ایران کے عمّال پاس حیثیت سفیر کے بھیجا گیا تھا، جس وقت سوال کیا گیا کہ وہ سرکاری طور پر بھیجے گئے ہین یا بطور خود آئے ہین، تو اُس نے جواب دیا "سرکاری حیثیت سے، بشرطیکہ ہم کامیاب ہون۔ وگرنہ بطور خود" براسی داس کی ماں ارگی لیونس نے اُن لوگون سے جو مغی پولس سے واپس آئے تھے دریافت کیا کہ آیا میرا بیٹا اُسی بہادری کے ساتھ لڑکے مارا گیا جو ایک اسپارٹی کے شایان شان ہے تو انھون نے اُس کی بڑی تعریفین کین لیکن جب اسی ضمن مین وہ کہنے لگے کہ براسی داس کی نظیر اب اسپارٹہ مین نہین مل سکتی تو ارگی نے اُنھین روک دیا اور بولی "ایسا نہ کہو۔ براسی داس بے شک نیک اور بہادر آدمی تھا مگر اسپارٹہ مین بہت لوگ اُس سے بہتر موجود ہین"

یہ مین پہلے بیان کرآیا ہون کہ مجلس ملکی مین پہلے وہی لوگ شریک تھے جنھون نے لکرگس کو قوانین مجوّزہ کی ترتیب و نفاذ مین پوری امداد دی تھی۔ مگر ان کے بعد خالی جگہون کے پُر کرنے کا لکرگس نے یہ قاعدہ باندھا تھا کہ ارکان ایسے بہترین اور قابل ترین اشخاص مین سے منتخب کیے جائین جن کا سن ساٹھ سال سے متجاوز ہوچکا ہو۔ اور یہ معلوم کرکے ہمین استعجاب نہ ہونا چاہیے کہ اس منصب کے واسطے وہان بڑی کوشش و سعی کی جاتی تھی۔ کیونکہ دنیا مین اس سے بڑھ کر معزز مقابلہ کونسا ہوگا کہ جس مین نہ زور آزمائی کا امتحان تھا نہ اس کا کہ سب سے تیز کون دوڑتا ہے بلکہ اس امر کا کہ اتنے سارے آدمیون مین سب سے دانش مند اور سب سے نیک کون ہے اور کون اس بات کی سب سے زیادہ اہلیت رکھتا ہے کہ پھر

تا زندگی اعلےٰ ترین عہدے پر سرفراز رہے اور اپنے تمام ہم وطنوں کے حقوق و فرائض جان و مال اور مفاد و مضار اُس کے قبضۂ اختیار مین دیدیے جائین ؛ اُن کے انتخاب کرنے کا یہ طریقہ ہوتا تھا کہ چند چیدہ چیدہ اشخاص مقام انتخاب کے قریب ایک کمرے مین اس طرح بند کر دیے جاتے تھے کہ باہر کی کوئی کارروائی نہ دیکھ سکین نہ کوئی انھین دیکھ سکے البتہ باہر کی آوازین وہ سُن سکتے تھے - اور اسی سننے پر ان انتخابات کا اور نیز دیگر مہمات امور کے فیصلے کا انحصار ہوتا تھا - کیونکہ اُن کے بند کر دیے جانے کے بعد لکھٹے آنے کے بجاے قرعے کی رُو سے امیدوار ایک ایک کر کے سامنے لائے جاتے اور بغیر کوئی بات کیے جلسے مین سے گذرتے تھے - اب جو لوگ برابر کے کمرے مین بند ہوتے اور لکھنے کی میزین اُن کے پاس ہوتین اگرچہ وہ یہ نہ دیکھ سکتے تھے کہ کون شخص جلسے مین سے گذرا تاہم جلسے کی آوازین اور خیر مقدم کے نعرے سنتے تھے اور انھین کو نمبر ڈال کر لکھتے جاتے تھے کہ پہلے امیدوار پر اتنا شور ہوا اور دوسرے کے آنے پر اتنا - اب جس کے گذرنے پر زیادہ اور سب سے بلند آوازین سُنی جاتی تھین اُسی کے باضابطہ انتخاب کا اعلان کر دیا جاتا تھا - پھر اس نو منتخب کے سر پر سہرا باندھا جاتا تھا اور وہ جلوس کے ساتھ تمام مندرون مین جا جا کے دیوتاؤن کا شکریہ ادا کرتا تھا ایک کثیر گروہ نوجوان مردون کا اُس کے ہمراہ ہوتا جو نعرے لگاتے جاتے تھے اور بہت سی عورتین اُس کی نیکی اور پاکیزہ زندگی کے راگ اور اُس کی صفت و ثنا کے گیت گاتی ہوئی چلتی تھین - اس طرح شہر کا گشت لگاتے مین جگہ جگہ اُس کے دوست اور اعزا اُس کے سامنے میزین چنتے اور کہتے "شہر آپ کے ازدیاد اعزاز مین یہ ماحضر پیش کرتا ہے" مگر وہ اُسے قبول نہ کرتا بلکہ چکر لگاتا ہوا اپنے مشترکہ دسترخوان تک آتا جہان کہ وہ پہلے کھانا کھایا کرتا تھا - چنانچہ حسب معمول کھانا چنا جاتا مگر اس خاص موقع پر اُسے دُہرا حصہ ملتا تھا جسے وہ اُٹھا کے الگ رکھ لیتا - کھانا ختم ہونے تک اُس کے کنبے کی عورتین دروازے پر جمع ہو جاتین اور جس کی وہ سب سے زیادہ توقیر کرتا تھا اُسے اشارے سے بلا کر کھانے کا دوسرا حصہ یہ کہہ کے نذر دیتا تھا کہ

یہ میرے اعزاز مین دیا گیا تھا اب تمھارے لیے ہے" جس کے بعد دیگر مستورات ایک فاتحانہ شان سے گھر تک اُس کے ساتھ آتین اور خدمت مین حاضر رہتی تھین ؛

تجہیز و تدفین کے متعلق لکرگس نے بہت عاقلانہ ضوابط بنائے تھے چنانچہ اوّل تو تمام اوہام کا ازالہ کرنے کی غرض سے اُس نے انھین اجازت دے دی تھی کہ وہ اپنے مُردے شہر کے اندر بلکہ خود مندرون کے آس پاس دفن کردین جس کا مقصد یہ تھا کہ اسپارٹی لڑکے ایسی چیزین دیکھنے کے عادی ہو جائین اور لاشین دیکھکر نہ ڈرین نہ اُن کے دلون مین یہ وہم رہے کہ مُردون کو چھو لینا یا قبر کے اوپر سے گذرنا آدمی کو بھرشٹ کر دیتا ہے ؛ دوسرا حکم اُس نے یہ دیا تھا کہ مردے کے ساتھ کوئی شے دفن نہ کی جاے البتہ اگر چاہین تو صرف زیتون کے کچھ پیڑ یا وہ ریشمی کپڑا جس مین لاش لپیٹی جاتی تھی قبر مین رکھ سکتے تھے ؛ قبرون پر کتبے کرانے کا بھی وہ مخالف تھا اور سواے مقتولین جنگ یا ایسی عورتون کے جو کسی مذہبی منصب کی ادائگی مین فوت ہون، کسی کی قبر پر نام لکھوانے کی اجازت نہ تھی سوگ منانے کی مدت بھی بہت کم مقرر کی گئی تھی یعنی صرف گیارہ دن - اور بارھوین دن سیرس دیوی کے نام قربانی چڑھا کر سوگ ختم کر دینے کا حکم تھا ؛ اس طرح ہم اندازہ کر سکتے ہین کہ جس طریق سے لکرگس نے بیکار تموّل کی جڑ کاٹی تھی اسی طرح اُس نے امور ضروریہ مین کوئی چھوٹی سے چھوٹی اور فروعی بات بھی ایسی نہ رکھی تھی جس سے نیکی کی بڑائی اور بدی کی تذلیل نہ نکلتی ہو اُس نے تمام لس ڈی مونی علاقے کو اعلےٰ اوصاف کے نظایر و مظاہر سے بھر دیا تھا جن کے بچپن سے پیش نظر رہنے کا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ وہان کے لوگ اُنھین کے قالب مین ڈھل جائین اور نیکی کے راستے مین برابر آگے بڑھتے رہین ؛

اور یہی باعث تھا کہ اُس نے اپنے ہم وطنون کو باہر سیاحت کرنے کی ممانعت کر دی تھی اور اجازت نہ دی تھی کہ وہ بیرونی قواعد اخلاق یا بے تربیت اقوام کے خصائل یا مختلف نظام ہاے سلطنت سے واقفیت حاصل کرین - ساتھ ہی اپنے علاقے سے اُن پردیسیون کو

بھی اُس نے خارج کر دیا تھا جو وہان آنے کی کوئی معقول وجہ نہ بیان کر سکین۔ اس آخری ضابطے کا یہ منشا نہ تھا کہ لکرگس متوہم تھا کہ مبادا غیر ملکی وہان آکر اسپارٹی طرز سلطنت سے آگاہ ہو جائین اور اس کی نقل اُڑالین یا کوئی اور خوبی اُن کی سیکھ لین (جیسا کہ طوسی دیدس نے لکھا ہے) بلکہ دراصل اُسے اس بات کا اندیشہ تھا کہ کہین وہ عمدہ چال چلن کے منافی کوئی عادت نہ وہان مروج کر دین؛ اجنبیون کے آنے سے یہ ظاہر ہے کہ اجنبی الفاظ بھی ملک مین دخل پا لیتے ہین جن سے نئے نئے خیالات ذہن مین پیدا ہوتے ہین اور اس کا نتیجہ وہ محسوسات اور رائین ہوتی ہین جن کا متباین ہونا سلطنت اور اہل سلطنت کی ہم خیالی اور اتحاد کا ناس کر دیتا ہے؛ پس لکرگس نے اس قسم کی غیر ملکی بُرائیون سے وطن کو بچانے مین اُسی احتیاط سے کام لیا تھا جو عام طور پر لوگ وبائی امراض کے روکنے مین ملحوظ رکھتے ہین؛

اس حد تک لکرگس کے قوانین مین بذات خود مجھے کوئی بے انصافی یا خلاف عدالت کارروائی نہین نظر آتی۔ لیکن بعض لوگ اس اعتراف کے ساتھ کہ وہ عمدہ سپاہی بنانے کے مطلب کے خوب تھے، عدل گستری کے معاملے مین انھین ناقص بتاتے ہین۔ اور اگر کریٹیا Cretica کا قانون بھی لکرگس ہی کا بنایا ہوا ہے، اور ارسطو کہتا ہے کہ اسی کا ہے، تو غالباً اسی کی وجہ سے افلاطون اور ارسطو دونون نے اس کی قانون سازی اور نظام حکومت پر حرف گیری کی ہے؛ اس (کریٹیا) کی رو سے یہ ہوتا تھا کہ بعض حکام شہر خفیہ طور پر اپنے سب سے اچھے چند نوجوانون کو وقتاً فوقتاً دیہات مین بھیجتے تھے اور تھوڑا سا ضروری سامان خوراک اور اسلحہ مین صرف چھرے اُن کے پاس ہوتے تھے۔ دن کے وقت یہ نوجوان اپنے تئین راستون سے بچے ہوئے سنسان مقامات مین چھپا لیتے تھے اور جب اندھیرا ہو جاتا تو نکل کر شاہ راہون پر جا پہونچتے اور جس کسی ہیلاٹ پر اُن کا ہاتھ پڑ سکتا اُس کو مار ڈالتے تھے۔ بعض اوقات وہ دن مین اُن پر کھیت کیار کا کام کرتے وقت یکایک حملہ آور

ہوتے اور قتل کر دیتے تھے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوا ہے (جیسا کہ طوسی دیدش اپنی تاریخ جنگ پوشیہ مین بیان کرتا ہے) کہ اہل اسپارٹہ نے اُن کی ایک معقول تعداد کو شجاعت کے لحاظ سے چُن کر الگ کر لیا اور احرار کی طرح اُن کے سہرے باندھ کر مندرون مین لے جا کر اظہار تکریم اعزاز کیا اور پھر تھوڑے ہی عرصے مین وہ یکایک غائب ہو گئے (طوسی دیدش نے اپنی روایت مین دو ہزار کے قریب ہیلاٹون کی تعداد تبلائی ہے) اور بعد مین کوئی شخص نہ بتا سکا کہ وہ کس طرح مرے ؛ ارسطو نے خصوصًا یہ بھی تحریر کیا ہے کہ جس وقت اُن کے حکام (الفور) برسر عہدہ آتے تو بالعموم ہیلاٹون کے خلاف اعلان جہاد کر دیا کرتے تھے کہ بلا احتمال مذہبی انھین مار ڈالا جاے ؛ بہرحال یہ سب کو تسلیم ہے کہ اسپارٹہ کے لوگ اُن کے ساتھ نہایت ناروا برتاو کرتے تھے۔ چنانچہ اُنھین جبرًا اس قدر شراب پلاتی کہ وہ بدمست ہو جائین اور پھر جلسہ گاہون مین اسی حال بد کے ساتھ اُنھین لانا کہ اسپارٹی بچے دیکھ سکین کہ مخمور کی کیسی بُری گت ہوتی ہے، وہان معمولی بات تھی۔ اسی طرح وہ اُن سے بہت ادنے درجے کے ناچ نچواتے اور بیہودہ گیت گواتے تھے اور اچھی باتون مین حصہ لینے کی مطلق اجازت نہ دیتے تھے۔ اسی ـــــ لئے اہل تھیبہ نے لقونیہ پر حملہ کیا اور بہت سے ہیلاٹ گرفتار کیے تو ہر چند اُن سے ٹرپنڈر، الک مَن Alcman اور سفندن Spendon کے گیت گوانے چاہے انھون نے نہ گائے "کیونکہ" انھون نے کہا "یہ بات مالکون کو پسند نہین" ؛ غرض کسی کا یہ مقولہ بہت درست ہے کہ اسپارٹہ مین جو آزاد شہری تھا وہ سب سے بڑا آزاد تھا مگر جو غلام تھا وہ دنیا مین سب سے بدتر غلام تھا۔ لیکن میری اپنی راے یہ ہے کہ یہ زیادتیان اور سفاکیان اسپارٹہ مین زمانۂ مابعد مین جاری ہوئین خصوصًا اُس بڑے زلزلے کے بعد جب کہ ہیلاٹون نے ایک عام بغاوت بپا کی اور میسینا والون سے مل کر تمام علاقہ تاخت تاراج اور خود اسپارٹہ کو نہایت مخدوش حالت مین کر دیا تھا۔ بات یہ ہے کہ لکرگس کے اور واقعات سے اُسکی نرم مزاجی اور انصاف پسندی کو پیش نظر رکھکر جس کی الہامی پیغامات سے بھی تصدیق ہوتی ہے

مجھسے کسی طرح نہین بن پڑتا کہ اُسے ایسے وحشیانہ اور شیطانی طریق عمل کا بانی یقین کرون
اپنے قوانین کے نفاذ کے بعد جب لکرگس نے دیکھا کہ اہل وطن کے دلون مین اُس کے
زیادہ اہم آئین و قوانین نے جگہ پکڑ لی ہے اور رواج عام نے اُن کو متعارف اور سہل بنا دیا
ہے اور اب اُس کی نظام دادہ سلطنت نشو و نما پاکے اپنے پاؤن چلنے کے قابل ہوگئی ہے
تو اُس وقت اُس کے انبساط و اطمینان قلب کی کیفیت کچھ ایسی تھی جیسی کہ افلاطون نے
کسی جگہ لکھا ہے کہ خلاق عالم کی ہوئی کہ جب تکوین کے بعد پہلی مرتبہ اُس نے عالم کو حرکت
شروع کرتے دیکھا تو مسرت محسوس کی - اسی طرح لکرگس کی نظر جب اپنے نظام ملکی کی عظمت اور
خوبصورتی پر پڑی جو کہ اب بخوبی کام دینے لگا تھا تو اُس کے دل مین یہ ولولہ پیدا ہوا کہ اس
رفیع الشان عمارت کو غیر فانی بنا دے اور جہان تک انسانی پیش بینی کو دخل ہے ایسا چھوڑ جائے
کہ نسلہا نسل تک غیر متغیر رہے - اسی کو مدنظر رکھکر اُس نے قوم کا ایک غیر معمولی جلسہ منعقد کیا اور
اُن سے کہا کہ میری دانست مین اب ہر شے جو ملک کی فلاح اور نیز اعلےٰ اوصاف کے لیے
ضروری تھی اچھی طرح قائم ہوگئی ہے - لیکن ابھی تک ایک ان سب سے زیادہ ضروری بات
باقی رہ گئی ہے جسے مین استخارہ اور استکہان کرنے سے پہلے ظاہر کرنا مناسب نہین سمجھتا - پس
جب تک مین دیوتا سے مشورہ لون اور وطن آکر اُسی الہامی ہدایت کے بموجب عمل کرون،
میری تمنا ہے کہ میرے ہم وطن اُس وقت تک میرے قوانین پر خفیف سے خفیف تغیر کیے
بغیر قائم اور کاربند رہین " یہ سُن کر وہ سب خوشی سے آمادہ ہوگئے اور تاکید کرنے لگے کہ جلدی
اس سفر خیر پر جانے کی تیاری کرے - لیکن روانہ ہونے سے قبل لکرگس نے دونون بادشاہونکو
اور ارکان مجلس اور تمام قوم کو یہ حلف دیا کہ جب تک لکرگس واپس آئیگا ہم اُس کے قائم کردہ
نظام حکومت پر عامل اور جمے ہوے رہین گے " اس اطمینان کے بعد لکرگس ڈیلفی گیا اور اپالو
کی قربانیان چڑھاکر استکہان کیا کہ آیا اُس کے قوانین اچھے اور کسی قوم مین فراغت و نکوئی
پیدا کرنے کے لیے کافی ہین ؟ جواب مین دیوتا کی طرف سے ارشاد ہوا کہ قوانین بہت عمدہ ہین اور

جب تک اہل ملک اُن کے پابند رہیں گے اُن کے عروج و ناموری میں فرق نہ آئے گا۔
اس جواب کو لکرگس نے لکھکر اپنے ہم وطنوں کے پاس اسپارٹہ بھجوادیا اور پھر ایاٹو کے نام پر
دوبارہ قربانیان دیکر وہ اپنے احباب اور بیٹے سے رخصت ہوا اور اس نیت کے ساتھ کہ اہل
اسپارٹہ کبھی اپنے حلف کے حلقۂ اقرار سے نہ نکل سکیں، اُس نے جہان تھا وہین اپنی زندگی کا اپنے
ہاتھون خاتمہ کردینے کی ٹھان لی۔ اس وقت وہ عمر کی اُس منزل مین تھا کہ جس مین زندگی
ہرچند ایسی زیادہ گران بار نہین معلوم ہوتی تاہم اُس سے بلا پشیمانی آدمی کنارہ کش ہوسکتا ہے
اُس کے علاوہ گرد و پیش کے حالات بھی مساعد تھے۔ پس اُس نے کھانا پینا قطعاً چھوڑکر اپنی
زندگی کا خاتمہ کردیا اور گویا اس یقین پر عمل کیا کہ ارباب سیاست و سلطنت کا ایک فریضہ یہ
ہونا چاہیے کہ اگر ممکن ہو تو اپنی موت سے بھی کوئی خدمت ملک کی انجام دین اور خاتمۂ حیات سے
بھی کوئی مفید سبق اور نیکی کا اعلےٰ نمونہ ہموطنون کے لیے چھوڑ جائین۔ اب اپنی خودکشی سے ایک
طرف تو اُس کا مقصود یہ تھا کہ ایک ایسی معزز زندگی کا اتنا موزون انجام گویا اُس کی خوش نصیبی
کا بہترین تکملہ اور معراج ہے اور ادھر اسی ذریعے سے اُس کے ہم وطن اُن اعلےٰ فوائد سے بہرہ مند
ہونگے جن کا حصول اُس کی زیست کا ماحصل رہا تھا۔ کیونکہ ان مفید قوانین کی پابندی کا اُسکی
مراجعت تک وہ حلف اُٹھا چکے تھے۔ (اور اب اُس کے واپس نہ ہونے سے گویا لازم ہوگیا تھا کہ
وہ اپنے حلف کی پابندی مین اُس کے قوانین پر قائم رہین) اور واقعی اُس کی یہ امیدین غلط
نہ ثابت ہوئین کیونکہ ریاست اسپارٹہ قوانین لکرگس کی سخت پابندی کی بدولت کامل پانچ سو
برس تک سرزمین یونان کی سب سے قوی اور نامور ریاست رہی اور اس تمام اثنا مین کہ
آرکی ڈاموس کے بیٹے ایجیس تک چودہ بادشاہون نے وہان حکومت کی اُن قوانین مین کوئی
ردّوبدل نہ کیا گیا۔ باقی ایفورون کا نیا عہدہ قائم کردینے سے بھی (جسے جمہور کے موافق منشا
خیال کیا جاتا ہے) کوئی بڑا تغیر نظام سلطنت مین نہین پیدا ہوا تھا اور اُس مین کم ہونے کے
بجاے پہلے سے بھی زیادہ حکومتِ اُمرا کی شان آگئی تھی۔

اسپارٹہ مین اوّل ہی اوّل سونے چاندی کی بہتات ایجیس کے عہد مین ہوئی اور ان بلاؤن کے آتے ہی تمام وہ برائیان جو زر پرستی اور طمّاعی کے جلو مین چلتی ہین، نمودار ہوگئین لای سنڈر نے انھین اور تقویت دی کیونکہ لڑائیون سے لوٹ کا کثیر مال لا لاکر اس نے ملک کو اسباب تعیّش و حرص سے بھر دیا اور لکرگس کے قوانین و ضوابط کی جڑ کاٹ دی حالانکہ وہ خود بالکل بے لوث آدمی تھا۔ بہرحال اس عہد سے پہلے جب تک وہ قوانین انکا دستور العمل بنے رہے تب تک اسپارٹہ ایک ایسی منضبط زندگی کی عملی صورت پیش کرتا تھا کہ جہان متعدد اشخاص کے بجاے کسی عاقل و نصفت شعار شخص واحد کی متابعت کی جاتی ہو اور جس طرح شعرا ہرقل کے قصّے سناتے ہین کہ شیر ببر کی کھال مین گُھس لیے ہوے وہ ساری دنیا مین ظالم اشقیا اور قانون شکن مفسدین کو سزا مین دیتا پھرا، اسی طرح لسٹ ڈی مونیون کی نسبت کہا جاسکتا ہے کہ انھون نے اپنے موٹے کوٹ اور معمولی عصا سے تمام یونانیون کو اپنا بندۂ جان نثار بنا لیا تھا اور ملک کے اس گوشے سے دوسرے گوشے تک وہ جابرانہ مطلق العنانیون کا اور غاصبانہ بے انصافیون کا قلع قمع، اور جنگ مین ثالثی اور اُن کے باہمی فساد اور خانہ جنگیون مین فیصلہ اور مصالحت کرتے تھے اور وہ بھی بلا تلوار ہاتھ مین اُٹھائے اکثر محض ایک اپنا نائب بھیج کر جس کے اشارون پر متنازعین اسی طرح کام کرتے کہ جس طرح محال کی مکھیان رانی کے گرد جمع ہوکے اپنی اپنی جگہ سنبھال لیتی ہین ؛

اور ان سب باتون کو پیش نظر رکھ کے مین اُن لوگون پر اچنبھا کیے بغیر نہین رہ سکتا جو کہتے ہین کہ اسپارٹہ والے اچھی رعایا مگر بُرے حکمران تھے۔ اور اس کی دلیل مین شاہ تھیوپمپس کا ایک مقولہ پیش کرتے ہین جس نے کسی شخص کے جواب مین، جو کہ رہا تھا کہ اتنے عرصے تک اسپارٹہ کا عروج محض اُس کے قابل حکمرانون کی بدولت رہا، فرمایا تھا کہ نہین بلکہ جمہور کی بدولت جو جانتے ہین کہ اطاعت کس طرح کی جاتی ہے ؛ لیکن یہ ظاہر ہے کہ جمہور اطاعت نہین کرتے جب تک کہ حکمران حکومت کرنا نہ جانتے ہون۔ اطاعت کا سبق حکمران دیا کرتے ہین اور ایک حقیقی

ہادی خود اپنے متبعین کی متابعت پیدا کیا کرتا ہے۔ جس طرح فن شہسواری کا آخری مرحلہ گھوڑے کو سیدھا کر لینا اور غریب بنا دینا ہے اسی طرح ملکداری کے فن کی آخری تکمیل لوگون مین خوشی سے اطاعت کا مادہ پیدا کرنا ہے۔ اسی بات مین اسپارٹہ والون کو مہارت تھی اور وہ نہ صرف لوگون مین آمادگی بلکہ دلی تمنا اسپارٹہ کی رعایا بن جانے کی پیدا کر دیتے تھے چنانچہ اُن کی درخواستین اسپارٹہ سے جہاز یا روپے بھیجنے کے لیے یا فوجی کمک مانگنے کے واسطے نہ ہوتی تھین بلکہ صرف ایک اسپارٹی سپہ سالار بھیج دینے کے لیے جو انھین مل جاتا تو کمال تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ جیسی کہ فی المثل اہل صقلیہ نے گلپس کی، اہل جال سیڈیہ نے براسی داس اور تمام ایشیائی یونانیون نے لای سندر، کالی کراتی داس اور اجی سی لوس کی کی۔ یعنی جہان وہ گئے وہان کی قوم یا بادشاہ کے سنوارنے والے اور اُجالنے والے کہلائے اور اسپارٹہ تہذیب اور طرز حکومت کا وہ نمونہ کمال سمجھا جانے لگا کہ سب کی نظرین اُس پر لگی رہتی تھین اور سب اُس کے شاگرد اور وہ سارے یونان کا استاد معلوم ہوتا تھا چنانچہ اُس ٹراٹوی جس Stasicrus نے جو مسخرے پن سے ایک قانون بنانے کا دعویٰ کیا تھا کہ جس مین مذہبی جلوس اور راز کی رسمون کا انتظام ایتھنز والون کے سپرد ہو اور ایلیہ کے لوگ اولمپی کھیلون مین صدارت کرین اور ان دونون مین سے کوئی غلطی کرے تو اسپارٹہ والے (انکے بجاے) مار کھائین" اس لطیفے کی تہ مین بھی اسی اسپارٹہ کی فوقیت اور ہر معاملے مین دخیل ہونے کا اشارہ ہے۔ اور لکڑا کی فتح پر (جس مین اسپارٹہ کو شکست ہوئی) جب اہل تھیبہ خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے تو سقراط کے شاگرد انطس تن نے اپنا دلی خیال ان الفاظ مین ظاہر کیا تھا کہ تھیبہ کی خوشیان ایسی ہین جیسے بعض اوقات مکتب کے لڑکے اپنے استاد کو پیٹ کر منایا کرتے ہین۔

باین ہمہ لکرگس کا مدّعا یہ نہ تھا کہ اُس کی ریاست اور بہت سی ریاستون پر حکومت کرے۔ بلکہ درحقیقت اُس کے نزدیک کسی ملک کی خوشدلی کا دارومدار کسی شخص واحد کی طرح

اُس کے اعلےٰ اوصاف اور نیک کرداری پر تھا، اور اہل ملک کے باہمی اتحاد پر۔ نظر براین اپنے تمام قوانین مین اُس کا مقصود ذہنی لوگون کو یہان تک ہوا زاد خیال، خود اعتماد اور اعتدال پسند بنانا تھا۔ اسی لیے جس قدر اشخاص نے سیاسیات و ملکداری کے متعلق عمدہ کتابین تحریر کی ہین، جیسے افلاطون، دیوجانس یا زینو نے، اُن سب نے لکرگس کے نمونۂ سلطنت سے مدد لی ہے اگرچہ اپنی یادگار سوا ے الفاظ اور زبانی منصوبون کے کچھ نہین چھوڑی ہے۔ بجا لیکہ لکرگس نہ صرف تحریرًا بلکہ عملاً ایک ایسے نظام سلطنت کا بانی ہے جس کو ترقی دینا تو درکنار کوئی پوری نقل بھی نہ اُتار سکا۔ اور اس حال مین کہ محض افراد کا خصائل حکیمانہ حاصل کر لینا لوگون نے عموًا محال قرار دیا ہے، اُس نے ایک پوری قوم کو حکیمانہ خصائل کا پابند بنا دیا اور اس طرح یونان کے اور تمام مقننین سے سبقت لیگیا۔ اسی بنا پر اگرچہ اُس کے نام کا وہان مندر موجود ہے اور دیوتا بنا کے اُس پر سالانہ قربانیان بھی کی جاتی ہین، تاہم ارسطو کہتا ہے کہ جتنا چاہیے اُس کا اتنا احترام مرنے کے بعد اسپارٹہ مین نہ ہوا۔ بیان کرتے ہین کہ جب اُس کی ہڈیان اسپارٹہ مین لائی گئین تو اُس کے مقبرے پر بجلی گری۔ یہ وہ حادثہ ہے جو کسی اور نامی آدمی کی قبر پر کبھی پیش نہ آیا سوا ے یوری پیڈیز کے جس کا مدفن اری تھوسہ (واقعۂ مقدونیہ) مین تھا۔ اور شاعر موصوف کے مداح اسکی طرفداری مین یہ بھی ایک دلیل لا سکتے ہین کہ اس معاملے مین وہ لکرگس جیسے محترم اور دیوتاؤن کے محبوب سے دعوے ہمسری رکھتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ لکرگس ستر ھا مین فوت ہوا۔ اپالوڈیمس کہتا ہے کہ اٹلیس پہونچنے کے بعد۔ ٹائمیئس اور ارستوشنوس کا بیان ہے کہ اُس کی جاے وفات قریطش ہے۔ بلکہ ارستوشنوس نے یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ اہل قریطش اُس کا مقبرہ پریسیون کی سڑک کے قریب پرگاموس کے ضلعے مین بتلاتے ہین۔ اُس نے اپنے بعد صرف ایک بیٹا انیٹورس چھوڑا تھا جس کے لاولد مرجانے سے وہ نسل منقطع ہوگئی۔ لیکن اُس کے احباب و اقارب بہت عرصے تک اُس کی برسی مناتے رہے

اور اس رسم کی تاریخین بھی اُسی کے نام پر لکرگڈی، کہلاتی تھین ۔ ہپارچس کے بیٹے ارستوکریٹس کی یہ روایت ہے کہ وہ قرنطیش مین فوت ہوا اور اُس کے قرنطینی دوستون نے نعش جلاکے اُس کی راکھ سمندر مین پھینک دی، جس کی خود لکرگس نے وصیت کردی تھی کہ مبادا اُس کے پھول (یا راکھ) سمندر یا اسپارٹہ مین پہونچا دیے جائین اور لوگ اپنے حلف سے چھوٹنے کا یہی حیلہ نکال کے آئین حکومت مین نئی نئی باتین اختراع کرنے لگین ۔

لیکن میرے خیال مین لکرگس کے اتنے ہی حالات اور واقعات زندگی لکھنے کافی ہونگے

نیوما پمپی لیئس

(Numa Pompilius)

ہرچند رومۃ الکبریٰ کے معزز خاندانون کا شجرۂ نسب پورے تسلسل کے ساتھ شاہ نیوما تک جا پہنچتا ہے، تاہم خود اُس کے عہد بادشاہت کے متعلق مؤرخون مین سخت اختلافات ہین۔ کلوڈیس نام ایک مصنف اپنی کتاب "سن بندیِ واقعات کی تنقید" Strictures on chronology مین تحریر کرتا ہے کہ جب غالوی حملہ آورون نے شہر کو تاراج کیا تو رومہ کی تمام دستاویزین اور دفتر بھی اسی عالم ستیزمین برباد ہو گئے تھے اور اب جو کرسی نامے اور اسناد پیش کی جاتی ہین دراصل یہ سب مصنوعی ہین اور مزاج شناس خوشامدیون نے اُن لوگون کے خوش کرنے کے لیے انھین تیار کر دیا تھا جو خلاف اصلیت اپنا سلسلۂ نسب کسی قدیم اور نامور مورث اعلےٰ سے ملانا چاہتے تھے۔ اسی طرح نیوما کے بارے مین ایک روایت یہ مشہور ہے کہ وہ حکیم فیثاغورث کا شاگرد اور بے تکلف ملنے والا تھا۔ مگر بعض اشخاص اس کے خلاف ہین اور بہ وثوق بیان کرتے ہین کہ نیوما یونانی زبان سے آشنا تھا نہ یونانی علوم سے۔ اور حکمت و نکوئی مین جو درجہ اُس نے حاصل کیا وہ محض اُس کی ذاتی قابلیت اور خداداد لیاقت کا نتیجہ تھا۔ بایں کہ اُسے کوئی غیر یونانی معلم ایسا مل گیا تھا جو فیثاغورث سے بھی بڑھکر تھا۔ بعضون کا قول یہ ہے کہ فیثاغورث نیوما کا ہمعصر نہین ہے بلکہ کم سے کم پانچ پشت بعد کا آدمی ہے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ اس نام کا ایک اور شخص جو اسپارٹہ کا باشندہ تھا سیاحانہ ملک اطالیہ مین آیا ہو اور اس نے نیوما سے شناسائی

حاصل کرکے نظام سلطنت قائم کرنے مین اُسے مدد دی ہو کہ جس کی بدولت اکثر لقوئی (یا ایسائی) طریقے رومی آئین و قوانین مین نظر آنے لگے - واضح رہے کہ اسپارٹہ کا یہ فیثاغورث سولھوین اولمپی نمایش کے شرکا اور انعام جیتنے والون مین ہے اور اسی سولھوین اولمپیاڈ[1] کے تیسرے سال نیوما نے تخت رومہ پر جلوس کیا ہے؛ لیکن جو کچھ بھی ہو، اس مین شبہ نہین کہ نیوما قوم سبائی کا فرد ہے اور یہ قوم اپنے تئین اسپارٹہ والون کی ہم نسل بتاتی ہے یعنی لس ڈی مونی مہاجرین کی اولاد مین ہونے کا دعوے کرتی ہے؛ باقی واقعات گذشتہ کے سنین خصوصاً جب کہ اولمپی نمایشون سے سمت لیا جاے، زیادہ قابل اعتبار نہین ہین کیونکہ ان کی تعیین نمایش مین جیتنے والون کی فہرستون پر مبنی ہے جو ہپیاس ایلیائی نے بہت دن بعد شائع کی تھین اور جو پوری طرح مستند نہین ہین؛ بہرحال ہم نیوما کی سوانح عمری ایک مناسب زمانے سے شروع کرکے اس کی زندگی کے بڑے بڑے واقعات کو جو ہم تک پہونچے ہین، پیش کرتے ہین؛

رومہ کی بنیاد کے سال سے شمار کرین تو اس کے ۳۷ ویں برس کا یہ واقعہ ہے کہ رومیولس نے، جو اُن دنون حکمران تھا، بکریون کی منڈی مین ارکان مجلس کے سامنے قربانی چڑھائی - یہ ماہ جولائی کی پانچوین تاریخ کا ذکر ہے جو "کیپ روٹائن نونز" کہلاتی ہے قربانی کرتے مین یکایک آسمان تیرہ و تار ہو گیا اور خاک و باران کا ایسا زبردست طوفان آیا کہ عوام الناس خوف زدہ ہو کے بھاگے اور مجمع منتشر ہو گیا - اسی تلاطم مین رومیولس غائب ہوا

[1] اولمپیاڈ (Olympiad) وہ مدت ہے جو اولمپی نمایشون سے یونانیون مین موسوم اور مروج تھا - یہ نمایشین ہر چار سال کے بعد ہوتی تھین اور ان کی بنیاد تحقیقات جدیدہ کے رو سے ۷۷۶ قبل مسیح بتائی گئی ہے؛ ہر اولم پیاڈ گویا چار سال کی مدت ہوتی تھی اور اس کے بعد دوسرا اولم پیاڈ شروع ہوتا تھا - اس طرح سولھوین اولم پیاڈ کو سمجھنا چاہیے کہ ۷۱۷ ق م سے شروع ہوا اور اس کا تیسرا سال جس کا کتاب مین حوالہ آیا ہے ۷۱۳ ق م ٹھیرا؛ مترجم

اور پھر اُس کا یا اُس کی لاش کا پتہ نہ چلا کہ زمین کھا گئی یا آسمان ۔ اس وقت امرا (یا ارکان مجلس) کی طرف سے لوگون مین سخت شبہات پیدا ہوے اور اس قسم کی افواہین عوام مین پھیل گئین کہ یہ لوگ بادشاہت سے تنگ آگئے تھے خصوصاً آخری زمانے مین رومیولس کے متحکمانہ طرز عمل نے اُنھین اس قدر بیزار کر دیا تھا کہ اُنھون نے اُس کے خلاف سازش کر کے اُسے مار ڈالا تاکہ حکومت و اقتدار خود اُن کے قبضے مین آجائے ۔ ان شبہات کو زائل کرنے کے لیے اُمرا نے ایک حکم نافذ کیا کہ رومیولس کا دیوتا بنا کے مذہبی احترام کیا جائے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ شاہ موصوف مراخین بلکہ اب اُس نے ایک ربّانی برن اختیار کر لیا ہے ۔ نیز ایک آبرو دار شہری پراکلس یا پروکولوس نامی نے یہ حلفت بیان کیا کہ مین نے رومیولس کو اپنے لباس اور اسلحہ سمیت آسمان پر اُٹھا یا جاتے دیکھا اور بلند ہوتے مین پکار کے یہ کہتے سنا کہ آیندہ سے رومی ہمین کیوری نس کے نام سے یاد کرین ۔

یہ شبہات اور وسوسے رفع دفع ہو گئے تو ایک تازہ شورش نئے بادشاہ کے انتخاب کے متعلق پیدا ہوئی ۔ حقیقت یہ ہے کہ رومہ کے اصلی (یا قدیم) باشندون کو اور نئے بسنے والون کو ابھی تک پوری طرح مل جل کر رہنا نہ آیا تھا اور اُن مین وہ اتحاد اور قومیت کا سچا خیال پیدا نہ ہوا تھا جو ایک مشترکہ حکومت کے لیے ضروری ہے ۔ اُن مین ابھی فرقے اور ذات پات کے نامبارک اختلافات موجود تھے اور خواص یعنی ارکان مجلس بھی رقابت اور حسد کے جذبات سے پاک نہ تھے ۔ اور ہر چند اس پر سب کا اتفاق تھا کہ ایک حاکم یا بادشاہ بنایا جانا ضروری ہے لیکن یہ بات کہ وہ کون اور کس قوم کا شخص ہو، متنازعہ فیہا تھی ۔ کیونکہ وہ لوگ جنھون نے رومیولس کے ساتھ شہر کی بنیاد ڈالی تھی اور اُسے بسایا تھا اور جو پہلے ہی اپنے نئے سبائینی ہم وطنون کو اپنے اپنے حصے مین سے زرعی اور سکنی زمینین دے چکے تھے، اسے کسی طرح گوارا نہ کرتے تھے کہ یہ نئے شہری خود اپنے محسن میزبانون پر حکومت چلانے کا حق طلب کرین ۔ ادھر سبائینی لوگون کی حجت یہ تھی کہ جب ہمارا بادشاہ مٹے کی اس مرا تھا تو

ہم نے امن پسندی کے ساتھ اکیلے رومیولس کی ماتحتی قبول کرلی تھی - لہذا انصافاً اب ہماری قوم کا آدمی بادشاہ منتخب ہونا چاہیے ۔ اس کے علاوہ سابینی رومہ مین آبسے کو ہرگز اپنے کمتر ہونے کی دلیل نہ سمجھتے تھے نہ ان کے نزدیک شہر کی آبادی بڑھانے مین جو حصہ انھون نے لیا وہ اصلی باشندون سے کچھ کم تھا۔ کیونکہ ان کی شرکت اور آمد کے بغیر رومہ اتنی چھوٹی بستی تھی کہ اسپر شہریت کا اطلاق بھی صحیح نہ تھا ۔

غرض دونون فریق اپنی اپنی بات پر جمے ہوے تھے لیکن اس نظر سے کہ مبادا کسی حاکم کی عدم موجودگی عام ہل چل یا بے نظمی کا سبب ہو انھون نے باہم یہ قرارداد کرلی کہ ڈیڑھسو ارکان مجلس مین سے باری باری ہر شخص ایک دن کے لیے بادشاہت یا حاکم اعلےٰ کے فرائض انجام دے اور شاہانہ ماہی مراتب کے ساتھ ۱۲ گھنٹے دن اور ۱۲ گھنٹے رات مین مذہبی نذر و نیاز اور سرکاری کاروبار سرانجام کرے - مدعا یہ تھا کہ حکومت کی اس مساوی تقسیم اور دورہ سے امرا کی رقابت اور دشمنی کا (نئے بادشاہ کے انتخاب تک) سدباب ہوجاے اور نیز عوام الناس بھی یہ دیکھکر کہ آج جو شخص بادشاہ ہے دوسرے دن اس کی حیثیت معمولی شہری کی رہ جائیگی، حاسدانہ شورش و فساد مشتعل نہ کرسکین ۔ اس قسم کی طرز حکومت کو رومی حکومت منتظرہ (انٹرریگنم) کہتے ہین ۔ مگر اس معقول اور عارضی طریق حکمرانی کے باوجود امرا لومۃ اللائم سے محفوظ نہ رہ سکے اور بازاری لوگ ان کی نسبت اسی قسم کے شبہات پیدا کرتے رہے کہ گویا وہ حکومت خواص قائم کرنا چاہتے ہین اور بادشاہ کا انتخاب ٹال ٹال کر سارے اختیارات باری باری سے اپنے قبضے مین رکھنا چاہتے ہین ۔ آخر کار فریقین نے باہم یہ طے کیا کہ انتخاب کرنے کا حق تو ایک فریق کو دیا جائے اور دوسرے فریق مین سے وہ شخص منتخب کیا جاے - یعنی یا تو رومی امرا اپنے حسب منشا ایک سابینی بادشاہ کو منتخب کرلین اور یا سابینی ارکان کو اختیار ہو کہ رومیون مین سے جس شخص کو چاہین بادشاہ قرار دے دین - اس تدبیر کو باہمی تنازعہ مٹانے کے لیے سب سے بہتر سمجھا گیا اور اس مین یہ بھی مصلحت رکھی گئی کہ جو

شخص دوسرے فریق کی آرا کی بدولت بادشاہ ہوگا وہ اپنے انتخاب کرنے والون کا تو اس لیے لحاظ کریگا کہ انھون نے اُسے بادشاہ بنایا اور دوسرے فریق کا پاس اُسے قدرتی طور پر اس لیے ہوگا کہ وہ خود اُسی کا ایک فرد ہے؛ بغرض یہ فیصلہ ہوگیا تو سبابنی جماعت نے انتخاب کرنے کا حق قدیم رومیون کو دینا چاہا اور ادھر خود رومیون نے بھی اس بات کو ترجیح دی کہ ایک رومی بادشاہ کے بجاے جسے یہ منصب سبابنی گروہ کی عنایت سے حاصل ہو بہتر ہے کہ ہم خود اُن مین سے ایک شخص کو اپنی مرضی کے موافق بادشاہ منتخب کرلین؛ چنانچہ اس قرارداد کے بموجب انھون نے آپس مین مشورہ کیا اور فقط اپنے گروہ کی راے سے نیوما پمپی لیئس کو نامزد کیا جو سبابنی قوم کا ایک فرد اور اپنی صفات جمیلہ کی بدولت ایسا مشہور تھا کہ گو وہ شہر روما کا رہنے والا نہ تھا لیکن اُس کا نام سنتے ہی سبابنی جماعت نے بھی اُسی جوش مسرت کے ساتھ جو اُس کے انتخاب کرنے والے رومیون نے دکھایا تھا، اُسے منظور کرلیا؛

اس انتخاب کا اعلان عام ہونے کے بعد فریقین سے چیدہ چیدہ اشخاص مقرر ہوے کہ وہ اُس کے پاس جائین اور عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لینے کی درخواست کرین؛ نیوما ایک مشہور سبابنی شہر کیورس کا باشندہ تھا اور اسی کی وجہ سے رومی اور سبابنی لوگ اپنی مشترکہ قومیت کیورای ٹس کے نام سے موسوم کرتے ہین؛ نیوما ایک نامی شخص پمپونیئس کا چھوٹا بیٹا تھا اور (اسے ایک اشارۂ غیبی سمجھنا چاہیے کہ) اپریل کی اکیسوین تاریخ کو پیدا ہوا جو رومۃ الکبرے کی بنیاد قائم ہونے کا دن ہے؛ مبدر فیاض سے اُسے ایک ایسی شریف طبیعت ودیعت ہوئی تھی جو شاذ و نادر کسی کو ملتی ہے پھر حکمت کے مطالعے اور مجاہدۂ نفس کی مدد سے اس طبیعت کو ایسا پاک صاف اور اپنے قابو مین رکھا تھا کہ نہ صرف جذبات سافلہ سے بلکہ اُس درشتی اور تندخوئی سے بھی وہ قطعاً مبرا تھا جو کہ بعض اوقات وحشی اقوام مین قابل تعریف اوصاف تصور کیے جاتے ہین۔ لیکن نیوما کی دانست

مین سچی بہادری اس مین تھی کہ آدمی کے جذبات کامل طور پر عقل کے ماتحت رہین ۔

عیش اور تن آسانی کو نیوما نے اپنے ہان سے خانہ بدر کر دیا تھا اور اگر لوگون مین وہ ہمقوم اور غیر قوم سب کے لیے ایک صادق حکم اور خالص صلاح کار تھا تو دوسری طرف تنہائی مین اُس کا تمام وقت، کسی دولت پرستی یا لہو ولعب مین گذرنے کے بجاے آسمانی باد شاہون کی عبادت مین گذرتا تھا جن کی ذات اور ربانی قوتون پر وہ ازروے عقل غور وتدبر کرتا رہتا تھا۔ اسی نیک نامی کی بدولت شاہ رومیولس کے سیاسی شریک بادشاہت ٹٹے کی اس نے اُسے داماد منتخب کیا اور اپنی اکلوتی بیٹی بیاہ دی تھی لیکن اس واقعے نے کوئی ایسا اثر اس کی طبیعت پر نہ ڈالا تھا کہ وہ ازراہ خودنمائی اپنے بلند مرتبہ خسر کے ہان رومہ جا بسے اور اپنی قوم یا بڈھے باپ کا ساتھ چھوڑ دے۔ اور اُس کی بیوی ٹٹیہ نے بھی میکے مین عزت اور تجمل شاہانہ کا لطف اُٹھانے کے بجاے اسی بات کو ترجیح دی تھی کہ اپنے متوسط الحال شوہر کی خاموش زندگی مین اُس کی شریک وغمگسار رہے۔ ٹٹیہ کی نسبت مشہور ہے کہ اپنی شادی کے تیرہ برس بعد اُس نے وفات پائی اور اُس کے بعد نیوما نے بھی لوگون سے ملنا جلنا چھوڑ دیا اور شہر سے باہر دیہات اور جنگلون مین تنہا رہنے لگا۔ وہ اپنا وقت زیادہ تر ایسے غیر آباد مقامات، کنج اور میدانون مین، بسر کرتا جو دیوتاؤن کے نام سے منسب اور محترم ہوتے تھے۔ چنانچہ اسی وجہ سے وہ دیوی کی کہانی مشہور ہوگئی تھی کہ نیوما اس کا محبوب ہے اور کسی رنج یا اختلاج قلب کے باعث تارک الدنیا نہین ہوا ہے بلکہ درحقیقت وہ مافوق انسانی عشرتون سے ہم کنار ہے اور اجیریا دیوی کے حلقۂ عشق ووصل مین شریک کر لیا گیا ہے کہ جس ربانی سنجوگ کی بدولت اس کی زندگی ایسی مبارک اور محترم بنی اور اُسے یہ خداداد عقل ودانش عطا ہوئی ۔

مگر واضح رہے کہ یہ کہانی اُن قدیم افسانون سے بہت مشابہ ہے جو اہل فرغیہ آئیس کے متعلق، اہل تھنیہ ہیرڈولس کے بارے مین، اور اہل آرکیڈیہ انڈی میان کی نسبت

یقین کرتے تھے اور اب تک دُہراتے ہین اسی طرح اور بھی ایسی مثالین ہین جن مین خاص خاص آدمیون کا محبوب خداوندی ہونا بیان کیا گیا ہے - اور سچ یہ ہے کہ اگر خدا جو مویشی اور پرندون کا نہین بلکہ انسانون کا چاہنے والا ہے اُن مین آئے یا اہل نکوئی اور پاک و دانش مند روحون کے ساتھ کلمہ و کلام کا تعلق قائم کرنے مین تامل نہ کرے تو ایسے اچنبھے کی بات نہین ہے اگرچہ اس مین شک نہین کہ کسی دیوتا یا جن و پری کا انسانی شکل مین آکر جسمانی تعلقات عشق و مواصلت قائم کرنا، ایسی بات ہے جس پر یقین لانا نہایت دشوار ہے اور عقلاے مصر کی یہ باریک تفریق کہ آسمانی ہستیون کا عورتون کے پیٹ مین بچہ ڈال دینا تو ممکن ہے مگر یہ ممکن نہین کہ کوئی مرد اُن کے ساتھ جسمانی تعلقات قائم کر سکے، کچھ بہت دل کو لگتی ہوئی دلیل نہین ہے - کیونکہ ایک جنس کے ساتھ جو چیز واقع ہو گی ضرور ہے کہ دوسری کے ساتھ بھی ہو اور ایک مشترک عمل کا ہر دو فریق پر لازمی اثر ہونا یقیناً صحیح ہے۔ بایں ہمہ یہ سمجھنا کچھ بیجا نہین ہے کہ دیوتا انسانون کی طرف محبت اور ہمدردی کا میلان رکھتے ہین اور اس کا اظہار نیکون کی حفاظت اور اُن کے نیک ارادون مین امداد غیبی کے ذریعے ہوتا ہے اور اسی بنا پر وہ لوگ جو فوربس، ہیاکنتھس اور اڈمیٹس کو اپالو کا محبوب تصور کرتے ہین، غلطی مین مبتلا نہین ہین - نہ وجن کا خیال ہے کہ ہیولٹس سکیانی اسی برگزیدہ زمرے مین داخل تھا - حتےٰ کہ جب کبھی وہ سکیان سے سرِ بار روانہ ہوتا تو پتھیہ کی نبیہ یہ شعر پڑھا کرتی تھی جو کہ دیوتا کے لطف و کرم کی بیّن علامت ہے :—

"عزیزا پنا ہیولکیٹ پھر نکلتا ہے
اور اپنی جان سمندر پہ لے کے چلتا ہے"

یہ بھی مروی ہے کہ پان دیوتا پنڈار کا اُس کے شعرون کی وجہ سے عاشق ہو گیا تھا اور ہسٹیڈ اور آرکی لوجس مرنے کے بعد ملکات آسمانی کی خاطر خدا کے محبوب اور محترم بندے سمجھے گئے - یہ بھی روایت منقول ہے کہ سفاکلیس (ڈراما نویس) کی زندگی مین اِس کو لابیس

دیوتا اُس کے ساتھ ساتھ سفر کرتا تھا جس کے کئی ثبوت ابھی تک موجود ہین، اور نیز یہ کہ جب سفا کلیس مرا تو ایک اور دیوتا نے اس کے مراسم تجہیز و تکفین کا اہتمام کیا؛ تو اب اگر ان مثالون کو سچ مانا جاے تو یہ تسلیم کرنے مین کوئی بھی محال عقلی لازم نہین آتا کہ اس قسم کی خدائی ہستیون سے ذی قس، مینوس زرتشت، لکرگس اور نیوما کو تقرب حاصل تھا کہ یہ سب لوگ بڑی بڑی سلطنتون کے منتظم اور قومون کے شرع و آئین کے باندھنے والے تھے۔ بلکہ درحقیقت یہ ماننا قرین عقل معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگون کی مجالس اور مشورون مین دیوتا خاص توجہ کے ساتھ شرکت کرتے ہین تاکہ انھین الہامی ہدایت و امداد حاصل ہو۔ برخلاف اس کے شاعرون اور مطربون سے اگر ہوتا ہے تو اُن کا واسطہ محض تفریحی اور ایک رواروی کے عالم مین ہوتا ہے؛ لیکن اس معاملے مین اختلافات راے کے لیے (بے کی لی دس کے الفاظ مین) "راستہ بہت کشادہ ہے"؛ کیونکہ لکرگس اور نیوما وغیرہ شارعین کے بارے مین یہ قول بھی عقل و یقین سے خارج نہین ہے کہ انھون نے سرکش اور ضدی لوگون کو قابو مین رکھنے کے لیے نئے نئے قوانین کے اجرا کے وقت اپنے تئین خاصان خدا مین مشہور کر دیا تھا ہو اگرچہ سچ بات نہ تھی پھر بھی بلاشک و شبہ انھین لوگون کے لیے مفید اور ضروری سمجھکر اختیار کی گئی تھی جنھین اُس پر چلانا مقصود تھا۔

رومہ کی بادشاہی پیش کرنے ایلچی اُس کے پاس جس وقت آئے تو اس وقت نیوما کی عمر چالیس برس کی تھی۔ ایلچیون مین افسر اور گفتگو کرنے والے پراکیولس اور ولی سس تھے۔ اور اوّل اوّل انھی دونون مین سے کسی ایک کی نسبت بادشاہ منتخب ہونے کی امید تھی یعنی رومی پراکیولس کو بادشاہ بنانا چاہتے تھے اور سابینی لوگ ولی سس کو؛ نیوما سے وہ لے تو یہ سمجھکر کہ ایسا جلیل القدر منصب پیش کرتے وقت زیادہ تقریر یا ترغیب کی ضرورت نہ ہوگی انھون نے مختصر طور پر اپنا مطلب بیان کر دیا۔ لیکن امید کے خلاف انھین معلوم ہوا کہ ایک ایسے شخص کو جو امن و تنہائی کی زندگی گذار رہا ہے اُس شہر کی حکومت لینے پر آمادہ کرنا

Zaleucus ۵۱

آسان اور بے بحث وحجت ممکن نہین جو کہ ایک طرح جنگ وخون ریزی ہی کی بدولت آباد اور رونق پذیر ہوا تھا؛ چنانچہ نیوما نے اپنے باپ اور ایک رشتہ دار مرسیس کی موجودگی مین رومی ایلچیون کو یہ جواب دیا کہ آدمی کی طرز زندگی مین ہر قسم کا انقلاب مذموم سمجھا جاتا ہے اور خصوصًا ایسے شخص کے لیے جو موجودہ حالت پر پوری طرح قانع ہے اور کسی شے کی ضرورت محسوس نہین کرتا اپنی معتاد معاشرت کو بدلنا محض دیوانگی ہے کیونکہ اُس مین کچھ ہی خرابیان کیون نہ ہون یہ کتنا بڑا فائدہ ہے کہ اس کے معائب ومحاسن سے وہ پوری طرح واقف اور باخبر ہے بہ نسبت اُس نئی معاشرت کے جو ابھی تک غیر معلوم اور بالکل مشتبہ ہے؛ پھر اس حکومت کی دقتین تو ایسی ہین کہ انھین غیر معلوم بھی نہین کہا جاسکتا۔ کیونکہ اس کا پہلا مالک رومیوس تھا اور وہ اس شبہے سے خالی نہ بچا کہ اُس نے اپنے شریک ٹے ٹی اُس کی جان لینے کی سازش کی۔ اُس کے بعد رومی مجلس ملکی پر بھی اسی قسم کے شکوک وارد ہوے کہ اُس نے غداری سے رومیوس کو قتل کرایا؛ اب اگر دیکھا جاے تو رومیوس کو میرے مقابلے مین ایک بڑا فائدہ یہ حاصل تھا کہ اُس کی پیدایش خرق عادت اور پرورش ایک معجزہ سمجھی جاتی تھی حالانکہ مجھ مین ایسی کوئی خصوصیت نہین معمولی طور پر مین پیدا ہوا اور میری پرورش اور تربیت جن لوگون نے کی انھین بھی تم جانتے ہو؛ اس کے علاوہ خود وہ طبعی اوصاف جن کی وجہ سے میری تعریفین ہوتی ہین مجھے حکومت کے ناقابل بناتے ہین۔ یعنی میرا شوق مطالعہ اور عزلت پسندی کہ جو کاروبار سے کوئی توافق نہین رکھتی، میری امن پسندی اور غیر مصافی مشاغل کی طرف میلان، پھر اُن لوگون کی صحبت مین رہنے کا جوش جو عبادت یا دوستانہ گفتگو کے لیے جمع ہون اور جن کی عمر بالعموم کھیت کیار کے کام مین بسر ہوئی ہو۔ غرض یہ سب عادتین جو کسی طرح مجھ سے نہین چھوٹ سکتین ایسی ہین کہ اگر مین ایسے شہر کی حکومت قبول کرلون جو شاید بادشاہ سے زیادہ ایک فوجی سردار کا محتاج اور ضرورت مند ہے اور پھر وہان جاکر دیوتاؤن کی بندگی اور

جنگ سے نفرت اور انصاف و محبت کا سبق دینے لگون تو میرا خیال ہے کہ سوائے اس کے کہ سب لوگ میرے اوپر ہنسین میری بادشاہت کا کچھ نتیجہ نہ نکلے گا!"

یہ دیکھکر کہ نیوما اُن کی دعوت کو قبول کرنا نہین چاہتا رومی ایلچیون نے اور زیادہ اصرار کرنا شروع کیا کہ ہمین ایسی حالت مین بے یار و مددگار نہ چھوڑو کہ اس کا نتیجہ وہی پہلی سی خانہ جنگی اور فتنہ و فساد ہوگا کیونکہ اُس کے سوائے کوئی ایسا شخص نہین ہے جس کو رومہ کے دونون گروہ باتفاق بادشاہ تسلیم کرلین۔ آخر مین اس کے باپ اور مرسیس نے بھی علیحدہ لے جاکر اُسے بہت کچھ سمجھایا اور ایسی آئی دولت کو جو لوگون کی طرف سے نہین بلکہ منجانب اللہ کہنی چاہیے قطعی قبول کرلینے کی فہمایش کی۔ انھون نے کہا ہر چند تم دولت اور روپے کے خواہان نہین کہ جو کچھ اللہ نے دے رکھا ہے اُس پر شاکر اور قانع ہو اور نہ تم کو حکومت سے ناموری حاصل کرنے کا شوق ہے کہ وہ ناموری جو نکوئی کی بدولت تھین پہلے سے حاصل ہے یقیناً زیادہ بیش بہا ہے۔ باین ہمہ تھین غور کرنا چاہیے کہ حکومت خود اللہ تعالے کی ایک خدمت گزاری ہے جو اس وقت گویا تھین طلب کر رہا ہے کہ آؤ اور اپنے انصاف و دانش کے کرشمے دکھاؤ کہ یہ اوصاف رائگان اور بے کار جانے کے لیے نہین دیے گئے ہین۔ نظر براین تھین چاہیے کہ ایسا منصب قبول کرنے سے انکار نہ کرو جو عقلمند کے واسطے شریفانہ اور بڑے کامون کا میدان ہے اور جس کے ذریعے نہ صرف دیوتاؤن کی مراسم نذر و نیاز شاندار طریقے پر ادا کی جاسکتی ہین بلکہ لوگون کو بھی صراط مستقیم و پرہیزگاری پر لا سکتے ہین جو فقط حکومت ہی کا کام ہے۔ حکومت کی وجہ سے نُما اگرچہ غیر تھا مگر لوگون مین محبوب تھا اور رومیولس کی مرنے کے بعد بھی دیوتا بنا کے پرستش کی جاتی ہے۔ اور اب یہ بالکل ممکن ہے کہ اس قوم کا دل جنگ و جدال سے سیر ہو چکا ہو اور وہ اپنی پچھلی فتوح اور غنائم پر قانع ہو کر بالکل آمادہ ہو کہ کوئی امن پسند اور دادگستر بادشاہ انھین امن و خوش حالی کے بے خار راستے پر ڈال دے۔ لیکن اگر، فرض کیا، وہ جنگ اور خونریزی کے

پیاسے ہین اور اُن کا یہ جذبہ جنون کے درجے تک ترقی کرگیا ہے تو اور کوئی فائدہ نہ سہی یہ فائدہ کیا کم ہے کہ ان کی زمام حکومت ایک ایسے ضابطہ شخص کے ہاتھ مین ہو جو ان کے جوش کو پوری قوت سے دوسری طرف لگادے اور نیز تمھاری بدولت یہ نئی اور ترقی پذیر سلطنت ہماری سبائینی قوم کی دوست اور حلیف ہوجاے ؟"

کہتے ہین کہ ان دلائل اور فہمایشون کی بعض نیک شگونون سے بھی تائید ہوئی اور ادھر نیوما کے ہم وطنون نے یہ خبر پاکر کہ رومی ایلچی اُسے اپنے ہان کی بادشاہت پیش کرنا چاہتے ہین اس سے بہت التجائین اور اصرار کرنا شروع کیا کہ وہ ضرور اُن کے ساتھ چلا جاے اور رومی اور سبائینی علاقون مین اتحاد اور آشتی کی ایک مبارک بنیاد قائم کردے ؛

آخر نیوما کو اُن کی درخواست ماننی پڑی اور دیوتاؤن کے نام پر قربانیان چڑھاکر وہ رومہ روانہ ہوا جہان ارکان مجلس اور اہل شہر نے کہ کمال شوق کے ساتھ بہت آگے بڑھ آئے تھے راستے مین اس کا استقبال کیا ۔ عورتون نے بھی اُس کے خیر مقدم مین نہایت گرمجوشی دکھائی ، تمام مندرون مین نذر نیاز کا سامان کیا گیا اور ان سب نے وہ خوشیان منائین کہ گویا بادشاہ کے بجاے انھین کوئی نئی بادشاہت ملی ہے ؛ اس دھوم دھام کے ساتھ نیوما ایوان مجلس تک پہونچا اور ویٹی اس نے جو اپنی باری سے اُس آن حاکم منتظر (انٹر ریکس) تھا اُس کی بادشاہی کے لیے رسمارائین طلب کین اور وہ بالاتفاق بادشاہ تسلیم کیا گیا پھر شاہانہ لباس اور ساز و سامان اس کے روبرو لائے لیکن دیوتاؤن کے مشورہ کرنے سے قبل اُس نے ان کو پہننے سے انکار کیا پس کاہنون اور پروہتون کے ہمراہ پہلے اُسے قلعے کے اوپر لے گئے جو اُن دنون ٹارپیہ کی چٹان (یا پہاڑی) کہلاتا تھا یہان کاہنون کے افسر نے جنوب کی طرف مُنہ پھیر کر اُس کا سر ڈھانک دیا اور خود پیچھے کھڑے ہوکر دایان ہاتھ اُسکے سر پر رکھا اور دعائین مانگ مانگ کے ہر طرف نگاہ دوڑانی شروع کی کہ دیوتاؤن کی خوشنودی کی کوئی علامات ظاہر ہون ؛ اس اثنا مین یہ دیکھنا بھی تعجب سے خالی نہ تھا کہ نیچے تمام اہل شہر

کمال خاموشی اور ارادت مندانہ شان سے کھڑے تھے اور ایک بیم درجا کے عالم میں اُس وقت تک انتظار کرتے رہے کہ کچھ پرند جو مبارک سمجھے جاتے ہین نمودار ہوے اور دائین طرف سے گذرے۔ تب نیوما نے لباسِ شاہانہ زیب تن کیا اور پہاڑی سے اُتر کر لوگون مین آیا جنھون نے ہاتھون ہاتھ اُسے لیا اور نعرہ ہاے مسرت بلند کیے کہ وہ دیوتاؤن کا محبوب اور ہمارا دینی بادشاہ ہے ؛

تختِ شاہی پر جلوس کرنے کے بعد نیوما نے پہلا کام یہ کیا کہ تین سو سپاہیون کے اُس دستے کو جو رومیولس نے اپنی حفاظت کے واسطے نوکر رکھے تھے (اور سے لی رس) کے نام سے موسوم تھے) موقوف کر دیا اور فرمایا کہ جنھون نے مجھ پر اعتماد کیا ہے مین اُن کو بے اعتبار نہ سمجھونگا۔ اور نہ مین اُن پر حکومت کرنا گوارا کرونگا جو مجھ پر بھروسہ نہ کرین ؛ دوسرا کام اُس نے یہ کیا کہ رومیولس کے اعزا مین مرخ اور برجیس کے دو پجاری اور بڑھائے اور فلے من کیوری تالیس اُن کا نام رکھا ؛ زمانۂ قدیم مین پجاریون کو رومی فلامنس کہتے تھے جو پلامنس کا بگڑا ہوا ہے۔ لفظ آخر ایک خاص قسم کی ٹوپیون کی وجہ سے جنھین پے لی اس کہتے تھے اِن پجاریون کا نام ہو گیا تھا ؛ واضح رہے کہ اُن دنون آجکل کی نسبت کہین زیادہ یونانی الفاظ لاطینی مین ملے ہوے تھے چنانچہ جوبا کا بیان ہے کہ شاہی مچھنہ جو لینا کہلاتا ہے یونانی لفظ کلینا کی دوسری صورت ہے اور اسی طرح برجیس کے مندر کا وہ خدمتگار لڑکا جس کے ماں باپ دونون زندہ ہون اور جسے کامی لس کہتے ہین اس نام سے اسی لیے موسوم ہے کہ بعض اہل یونان کے ہان عطارد کے لیے بھی اسی قسم کا نام ہے جس سے دیوتاؤن کے خدمت گزار ہونے کے معنی نکلتے ہین ؛

غرض ان تدبیرون سے نیوما نے جمہور کی محبت اور ہر دلعزیزی حاصل کر لی تو پھر بلا تاخیر وہ رومیون کے درشت اور آہنی مزاج کو جس حد تک ممکن ہو نرم اور معتدل کرنے کی طرف متوجہ ہوا ؛ رومہ کی حالت اُس وقت نہایت خراب تھی اور شہرون پر تپ لرزہ

چڑھنے کا استعارہ جسے افلاطون نے رواج دیا ہے کبھی کسی مقام پر ایسا صادق نہ آتا ہوگا جیسا کہ اس وقت روما کے حال پر صادق آتا تھا۔ اُس کی بنیاد جن لوگون نے ڈالی وہ بڑی خونخوار اور بے چین مخلوق تھی اور سر بیتلی پر لیے قسمت آزمائی کے لیے دور دور سے یہان آجمع ہوئی تھی۔ پھر اُن کے شہر کی معاش اور نشو ونما کا انحصار اس پر رہا تھا کہ اپنے ہمسایون سے مسلسل لڑائیون مین مصروف رہین اور اُن کے علاقون مین یورشین کرکے اپنا گذارہ کرین اور اس طرح نئے نئے خطرون مین پڑکر نئی طاقت حاصل کرین۔ میخون کی مثل، جو موگری کی ضربین کھا کھا کر اور زیادہ مضبوطی سے زمین مین گڑ جاتی ہین۔ انھین حالات کو دیکھکر نیوما نے جان لیا تھا کہ ایسے اکھڑ اور مغرور مزاجون مین ملایمت پیدا کرکے امن پر مائل کردینا کچھ سہل کام نہین ہے اور اسی خیال سے اُس نے مذہبی پیرائے مین اُنکی اصلاح کرنی چاہی۔ اور کثرت سے قربانیان اور دیگر تیرتہوار ترتیب دیے کہ جن کے رقص و سرود اور دینی مراسم کا اہتمام اکثر بذات خود کرتا تھا اور ان دیندارانہ مشاغل تفریح کے ذریعے چاہتا تھا کہ ان کی آتش مزاجی اور جنگ خوئی مین کچھ فرق پڑجاے۔ اس کے علاوہ خرق عادت چیزون سے اُن کے دلون کو مرعوب اور مخوف کرنے کے لیے کبھی کبھی مذہبی تخویف کا پیرایہ اختیار کرتا اور کہتا کہ مین نے نہایت خوفناک آوازین سنین اور عجیب و غریب صورتین دیکھی ہین۔ نیوما کے اس طریق عمل نے لوگون کو یقین دلا دیا ہے کہ وہ حکیم فیثاغورث سے ضرور واقفیت رکھتا تھا۔ کیونکہ پہلے کا فلسفہ اور اس کی حکمت عملی دونون مین بڑا حصہ بندے اور معبود کے تعلقات کا ہے۔ یہ بھی کہتے ہین کہ نیوما کا بیرونی لباس اور عالمانہ حرکات وسکنات بہت کچھ فیثاغورثی خیالات کی وجہ سے تھے۔ اور حکیم موصوف کی نسبت مشہور ہے کہ اُس نے ایک عقاب کو اشارے پر آنا اور اُڑتے اُڑتے اُس کے سامنے نیچے اُترآنا سکھایا تھا۔ یا اولمپی نمایشون مین جب وہ لوگون کے مجمع مین سے گذر رہا تھا تو اُس نے اپنی ران اُنھین دکھائی جو طلائی تھی۔ نیز بہت سے عجیب اور معجزہ نما کرشمے اور اُس سے ظاہر ہوے

کہ جن کی بنا پر ٹائمن فلاسوہی نے اُس پر یون تمسخر اُڑایا ہے کہ

بہت ہے نازمداری کے شیدون پہ اُسے
بڑے وقار سے کرتا ہے بات بن بن کے"

اُسی کی طرح نیوما بھی ایک دیوی یا پہاڑ کی پری کی باتین سنایا کرتا تھا (جس کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہین) کہ گویا وہ اُسے چاہتی ہے اور تنہائی مین آکے ملا کرتی ہے۔ اس کا یہ بھی بیان تھا کہ ملکات ربانی سے بھی مجھ کو بارہا ملاقات اور گفتگو کا شرف حاصل ہوا اور انھین کی تعلیم کی بدولت یہ ملہمانہ مرتبہ ملا ہے۔ ان مین سب سے زیادہ جس قوت ملکی کے احترام کی اُس نے رومیون کو نصیحت کی اُس کا نام "تے سی نا" یعنی خاموشی تھا اور عجب نہین کہ یہ نام اور خصوصیت فیثاغورثی خاموشی کی تکریم و تقلید ہی مین اُس نے قائم کی ہو۔ بتون کے متعلق بھی اُس کی رائے حکیم موصوف کے اصول کے موافق ہے کیونکہ فیثاغورث کی عقاید مین خدا کی پاک اور نادیدہ ہستی حواس جسمانی سے نہین محسوس کی جا سکتی اور صرف عقل و تدبر سے اس کا ادراک کرنا چاہیے۔ اسی عقیدے کے مطابق نیوما نے بتون کا بنانا ممنوع کر دیا تھا اور کسی انسانی یا حیوانی شکل مین خدا کا پیش کیا جانا بالکل ناجائز تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک سو ستر کے برس کے عرصے تک روما کے مندر اور معابد بتون سے پاک اور خالی تھے اور کوئی کھدی ہوئی مورت یا معمولی تصویر تک (کسی دیوتا کی) وہان نہین نظر آتی تھی۔ وہ لوگ اُس بلند اور سب سے بزرگ ذات کو ایسی ذلیل چیزون سے مشابہت دینا سخت گناہ سمجھتے تھے اور سوائے ذہنی اور روحانی ادراک کے خدا تک رسائی کو ناممکن جانتے تھے۔ نیوما کی قربانیان یا نذر و نیاز کا طریقہ بھی فیثاغورثی شعایر سے ملتا جلتا ہے کہ خون بہانے کے بجاے ان کی ادائگی آٹے اور شراب اور دوسری نہایت کم قیمت اشیا کے ذریعے عمل مین آتی تھی۔ اسی طرح بعض اور خارجی شہادتین اس امر کے ثبوت مین پیش کی جاتی ہین کہ نیوما کو فیثاغورث سے تعلق قریبی تھا۔ مطائب نویس اپی کارمس

کہ حلقۂ فیثاغورث کا قدیم مصنف ہے اپنی ایک کتاب مین (جو انٹی نز کے نام سے منسوب ہے) تحریر کرتا ہے کہ حکیم موصوف کو رومہ کے حقوق شہریت دیے گئے تھے اور یہ کہ نیوما نے اپنے چار بیٹون مین سے ایک کا نام مامیرقس Mamercus رکھا تھا جو فیثاغورث کے ایک بیٹے کا نام ہے اسی مامیرقس کی اولاد مین رومی امرا کا خاندان اے میلی ہے جس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتے ہین کہ اُس کے پسندیدہ اور دلکش طرز گفتگو کو دیکھکر بادشاہ نے اسے اے می لیئس کا لقب عطا کیا تھا۔ اس بحث کے متعلق اتنی بات مجھے بھی یاد ہے کہ جب مین رومہ مین تھا تو بہت سے لوگون سے یہ روایت سنی کہ جس وقت رومیون کو الہامی پیغام (یا کہن) کے ذریعے یونانیون کے دو سب سے شجاع اور سب سے دانا آدمیون کے مجسمے نصب کرنے کی ہدایت ہوئی تو انھون نے دو برنجی بت نصب کرائے جن مین سے ایک الیاڈیش کا تھا اور دوسرا فیثاغورث کا۔

لیکن اس قسم کے غیر ضروری اور غیر یقینی مباحث مین زیادہ موشگافیان کرنا تضیع اوقات ہے لہذا ہم انھین چھوڑکر اب مذہبی علما کی اس جماعت کی طرف متوجہ ہوتے ہین جن کی سب سے پہلے نیوما نے ترتیب کی۔ ان کا پہلا سردار و خود دھا اور ان کو پونٹی فیکس کہتے تھے۔ یہ نام پوٹن، بمعنی طاقتور سے مشتق ہے کہ ان علما کو قوت اور حکومت والے دیوتاؤن کی حضوری کا شرف حاصل تھا۔ بعض لوگون کا قول ہے کہ اس سے مراد اُن کا اعتراضات سے مستثنےٰ ہونا ہے یعنی اگر وہ اُن معاملات مین جو اُن کے اختیارات سے باہر تھے دخل دین تو بھی اُن کی گرفت نہین کی جاسکتی تھی لیکن اس لفظ کی سب سے بےتکی وجہ تسمیہ وہ ہے جو سب سے زیادہ عام ہے یعنی کہا جاتا ہے کہ یہ "پانز" سے مشتق ہے اور اس لیے پونٹی فی کے معنی پُل بنانے والا ہوے۔ اور یہ اس لیے کہ سب سے زیادہ متبرک اور قدیم قربانیان پُل پر ادا کی جاتی تھین اور اس کی نگرانی اور مرمت بھی دیگر مذہبی فرایض کے ساتھ انھین علما کے سپرد ہوتی تھی۔ کہتے ہین کہ یہ پل ایک الہامی ہدایت کے بموجب

تمام وکمال لکڑی کا بنایا گیا تھا اور اس مین کیلیان اور جوڑ وغیرہ سب لکڑی کے تھے اور اس کو گرانا نہ صرف خلاف قانون بلکہ گناہ عظیم سمجھا جاتا تھا - بہت دن کے بعد امی لیس بخشی کے زمانے مین یہ چوبی پل توڑ کر سنگی پل بنوایا گیا - لیکن لطف یہ ہے کہ جو لوگ اوپر کی روایت بیان کرتے ہین انھین اس سے بھی انکار نہین کہ یہ چوبی پل نیوما کے وقت مین نہین تھا بلکہ شاہ انکس مرسیس نے اسے تکمیل کو پہونچایا اور یہ بادشاہ نیوما کا نواسا تھا ۔

ان علما مین پون ٹی فکس میکسی مس یا اسقف اعلے کے سپرد مسائل شرعی بیان کرنے کی خدمت تھی یعنی مراسم مذہبی کی اوگنی خواہ سرکاری ہون یا غیر سرکاری اسی کے زیر ہدایت انجام پاتی اور وہ اس بات کو جائز نہ رکھتا تھا کہ شعایر عام کے خلاف کوئی رسم کی جاے - اس کے علاوہ دعا اور عبادات کے متعلق بھی تمام ضروری مسئلے بتانا اسی کا فریضہ تھا اور مقدس کنواریون کی نگرانی بھی وہی رکھتا تھا - اس آخر الذکر جماعت کا بانی بھی نیوما کو قرار دیا جاتا ہے کہ اسی نے ہمیشہ سلگنے والی آگ کی رسم ڈالی اور ان کنواریون کو اس کا نگہبان مقرر کیا شاید یہ سمجھکر کہ پاک اور مصفا شعلون کی محافظ بھی پاک اور اچھوتی کنواریان ہی ہونی چاہیین - یا شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ آگ جو جلتی ہے اور پیدا کچھ نہین کرتی کنوارپنے سے ایک مشابہت رکھتی ہے یونانی شہرون مین جیسے ڈیلفی یا ایتھنز یا جہان کہین یہ مقدس آتشکدہ رکھا جاتا ہے وہان اس کی نگرانی کنواریون کے بجاے ایسی بیوہ عورتون کے سپرد کی جاتی ہے جو شادی کے قابل نہ رہی ہون ۔ اور اگر کسی حادثے سے یہ آگ کبھی بجھ جاے (جیسے ارسٹی ان کے عہد مطلق العنانی مین ایتھنز کا مقدس چراغ گل ہوگیا تھا یا ایرانی اور پھر متھرے دیتیش کے حملے کے زمانے مین ڈیلفی کے مندر کو جب غنیم نے جلا ڈالا تو اس وقت نہ صرف وہان کا آتش کدہ سرد ہوگیا بلکہ قربان گاہ بھی ٹوٹی اور اس بلاے آسمانی کے گذر جانے کے بعد دوبارہ آگ روشن کرنے کی ضرورت پڑی) تو ایسے موقعون پر یہ سمجھکر کہ معمولی آگ یا شعلون سے اس کو زندہ کرنا اس

مقدس آگ کی اہانت کرتا ہے اُسے صرف سورج کی پاک اور منور کرنون سے جلایا جاتا جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک مجذب شیشہ لیکر مربع متساوی الاضلاع مثلث کو پھیرا کر دائرہ بنا لیتے ہین اور اُس کے محیط سے جو خطوط مرکز پر جمع ہوتے ہین وہ سورج کے سامنے لانے سے کرنون کو وسطی نقطے پر مرتکز کر لیتے ہین جس کی اجتماعی حرارت ہوا کو لطیف کرکے ہر آتش پذیر، ہلکے اور خشک مادّے کو فوراً جلا دیتی ہے کیونکہ یہ کرنین اب آگ کے برابر قوت اور حرارت حاصل کر لیتی ہین ؛ بہرحال بعض لوگون کا خیال ہے کہ یہ رومی مرکیان صرف اسی آتشکدے کی حفاظت اور قیام کے لیے مقرر تھین - لیکن دوسرا قول یہ ہے کہ بعض مذہبی اسرار بھی انھین معلوم تھے جو اپنی جماعت کے سوائے وہ کسی کو نہ بتاتی تھین اور جن کے متعلق تمام وہ باتین جو پوچھنی اور بتانی جایز ہین ہم نے کامی لس کی سوانح عمری مین تحریر کر دی ہین ؛ یہ بھی مروقم ہے کہ وہ مقدس کنواریان جنھین سب سے اوّل اس خدمت پر نیوما نے مامور کیا گیا گے نیا اور وارے نیا تھین اور اُن کی جانشین کانولیا اور تارپیہ ہوئین - کچھ دن بعد سرویس نے اس تعداد مین دو کا اضافہ کر دیا تھا اور یہ چار کی تعداد اس زمانے تک برقرار ہے ؛

ان مرلیون کے لیے نیوما نے جو ضوابط بنائے وہ یہ تھے کہ سب سے پہلے وہ تین برس تک کنواری رہنے کی قسم کھائین - اس مدت مین سے دس برس وہ اپنے فرایض کی تعلیم حاصل کرتی تھین اور دس برس ان کو علماً انجام دیتین اور باقی کے دس دوسرون کی تعلیم اور تربیت کرنے مین صرف ہوتے تھے ؛ اس طرح مقررہ مدت پوری کر چکنے کے بعد جایز تھا کہ وہ اپنی مقدس خدمت سے دست بردار ہو جائین اور شادی کرکے جو مشغلۂ زندگی مناسب سمجھین اختیار کر لین ؛ لیکن مشہور ہے کہ اس اجازت سے بہت کم فائدہ اُٹھایا جاتا تھا اور اگر کسی نے شادی بیاہ بھی کر لیا تو لوگون کا مشاہدہ تھا کہ اس کا انجام اچھا نہ ہوا بلکہ ہمیشہ افسردگی اور پشیمانیان انھین نصیب ہوئین ؛ اسی قسم کے مذہبی خدشے اور احتیاطین تھین

کہ جن کے وہم سے زیادہ تر یہ عورتین آخر دم تک تجرد کی سختی سے پابند رہتی تھین ؛
لیکن اس ایثار کے معاوضے مین انھین بعض خصوصیتین اور معقول رعایتین بھی
حاصل تھین ۔ مثلاً وہ اپنے باپ کی زندگی مین وصیت نامہ تحریر کر سکتی تھین یا اپنے
معاملات کا بغیر کسی ولی سرپرست کے خود انتظام کرتی تھین اور یہ وہ رعایت ہے جو
تین بچے والی عورتون کے سوائے کسی عورت کو نہ دی جاتی تھی ۔ پھر جب یہ عورتین باہر
نکلتین تو اُن کے جلو مین علم بردار اور رقاص وغیرہ ہوتے تھے اور اگر ایسی ہواخوری کی
حالت مین کسی کشتنی مجرم کا سامنا ہو جاتا تو یہ دستم کھانے پر کہ وہ عمداً اور خاص اس مقصد سے
اُدھر نہین آئین ، اُس کی جان بچ جاتی تھی ؛ جس تام جھام یا کر سی پر سوار ہو کے وہ نکلتین
اُسے اگر کوئی زبردستی ہاتھ لگاتا تو سزاے قتل کا مستوجب قرار پاتا تھا ؛ لیکن خود ان
کنواریون کو معمولی خطاؤن پر سوائے اسقف اعلےٰ کے کوئی سزا نہ دے سکتا تھا جو خاصہ
کے کپڑے اُترواکے تاریک مقام مین اور بیچ مین پردہ ڈال کر اپنے ہاتھ سے تازیانے لگاتا
تھا ۔ لیکن وہ عورت جو اپنی قسم توڑ دے زندہ گاڑ دی جاتی تھی اور اس مقام کو جو ایک
ٹیلے کی صورت مین کالی نا دروازے کے قریب واقع ہے لاطینی زبان مین اگر کہتے تھے
اسی ٹیلے کے نیچے ایک کمرہ بنا ہوا ہے جس مین سیڑھی کے ذریعے داخل ہوتے ہین ۔ کمرے
مین ایک بچھونا بچھا کے چراغ اور کچھ کھانے پینے کی چیزین ، روٹی ، پانی ، دودھ اور تیل رکھ دی
جاتین تاکہ وہ جسم جو دین کی مقدس ترین خدمت کے لیے وقف اور ایسا محترم تھا ، نہ کہا جائے
کہ غذا کی نا میسری سے ہلاک ہو گیا ، خود مجرمہ کو پہلے ڈولی مین بٹھاتے اور ہر طرف سے پردے
لپیٹ کر دوریان باندھ دیتے تھے کہ اگر وہ کچھ بولے تو آواز باہر نہ نکل سکے ۔ پھر اُسے چوک
مین لاتے اور اس وقت مین بھی لوگ ادب سے اُس کو راستہ دیتے اور جو ساتھ ہو لیتے وہ
رنج و ماتم کی تصویر بنے بالکل خاموش پیچھے پیچھے آتے تھے اور حقیقت مین اس سے زیادہ
روح فرسا نظارہ کیا ہو سکتا تھا کہ ایک جاندار کو زندہ درگور کیا جا رہا ہے اور کوئی دن ایسا

نہ تھا جو شہر میں اس سے زیادہ رنج اور اُداسی کی کیفیت طاری نظر آئے ؛

جب ڈولی مقام سزا پر پہونچتی تو اُس کی ڈوریاں کاٹ دی جاتیں اور بزا بچاری آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کے اپنی نسبت کچھ دعائیں مانگتا پھر مجرمہ کو جو ابھی تک کپڑے مین لپٹی ہوئی ہوتی باہر نکال کے سیڑھی پر کھڑا کر دیتا تھا اور باقی پجاریون سمیت اپنا مُنہ اُدھر سے موڑ لیتا۔ پھر مجرمہ کے اُترکے حجرے مین داخل ہو جانے کے بعد سیڑھی اُٹھالی جاتی اور حجرے کے مُنہ پر مٹی ڈال کر اس طرح اُسے بند کر دیتے تھے کہ اس کی جگہ شناخت نہ کی جا سکے ؛ بس یہ وہ سزا ہے جو ستم دوشیزگی توڑنے والیون کو دیجاتی تھی ؛

یہ بھی مشہور ہے کہ نیوما نے وشا کا مندر تعمیر کیا تھا جو مقدس آگ کے رکھے جانے کے لیے مدوّر شکل کا تھا۔ اور اس شکل سے کچھ زمین کا گول ہونا دکھانا مقصود نہ تھا بلکہ یہ گویا عالم کاینات کا ایک خاکہ تھا جس کے وسط مین فیثا غورثی گروہ عنصر آتش کا مقام قرار دیتا ہے اور اسی عنصر کو ویسٹا اور وحدت کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ یہ گروہ زمین کو ساکن نہیں مانتا اور نہ یہ تسلیم کرتا ہے کہ وہ ساری کاینات کے بیچ مین واقع ہے بلکہ اُس کے نزدیک زمین برابر مقام آتش کے گرد ایک مستدیر حرکت کر رہی ہے اور عناصر اولیہ مین شامل نہین ہے۔ لوگون کا خیال ہے کہ اس رائے مین حکیم افلاطون بھی فیثا غورثیون کا آخر زمانے مین مؤید ہو گیا تھا اور یہ سمجھتا تھا کہ زمین فضاے محیط مین ایک طرف کو جھکی ہوئی ہے اور مرکزی اور اصلی مقام کسی اور اشرف و افضل جسم کے لیے مخصوص ہے ؛

مذہبی علما کا ایک کام تجہیز و تدفین کے قومی شعایر بتانا بھی تھا۔ نیوما نے اُن کے دلنشین کر دیا تھا کہ اس خدمت کو بُرا یا ناپاک نہ سمجھین بلکہ زمینی دیوتاؤن کی خدمت گزاری تصور کرین کہ ہماری زندگی کا بہتر حصہ انھین کے ہاتھون مین جاتا ہے ،، ان تمام مراسم تدفین کی صدر نشین لبی ٹی نا دیوی تھی اور اس لیے اُس کی پرستش کرنا زیادہ ضروری تھا معلوم نہین اس سے اُن کی مراد براسرپینا[1] دیوی ہے یا (جیسا کہ بڑے بڑے رومی

[1] قدیم لونا نیوان مین یہ دیوی زمین کی اور مُردون کی مالک سمجھی جاتی تھی۔ ،،

عالمون کا خیال ہے) زہرہ دیوی۔ اور اس نظر سے کہ آدمی کی پیدائش اور خاتمہ ایک ہی قوت کے ماتحت مانا جاے زہرہ ہی زیادہ موزون ہے ؛

سوگ کے متعلق بھی مرنے والون کی عمرون کے لحاظ سے نیوما نے ضابطے باندھے ہین۔ چنانچہ تین برس تک کے بچے کا کوئی سوگ نہین رکھا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ تین سال سے دس سال تک ہر سال کے لیے ایک مہینہ سوگ کا مقرر تھا اور زیادہ سے زیادہ مدت دس مہینے کی تھی اور جن عورتون کے شوہر مرجاتے وہ اس عرصے تک برابر بیوگی کا سوگ رکھتی تھین۔ لیکن اس عدت سے پہلے کوئی شادی کرنا چاہے تو نیوما کے قوانین کے بموجب اُسے ایک گیابھن گائے کی قربانی کرنی ہوتی تھی ؛

مذہبی علما کی چند اور جماعتین بھی نیوما ہی نے بنائی تھین، جن مین سے سالئی اور فلک یالی، دو کا مین ذکر کرون گا کہ اُن کے فرائض سے نیوما کی بلند خیالی اور زہد کا بہترین ثبوت مل سکتا ہے ؛ فلک یال یا اُمن کے محافظ، معلوم ہوتا ہے اسی وجہ سے اس نام سے موسوم ہوے کہ ان کا کام مشورے اور گفتگو سے تنازعات کا فیصلہ کرنا تھا۔ اور جب تک یہ جماعت مصالحت سے ناامیدی نہ ظاہر کردے ہتیار اُٹھانا ممنوع تھا۔ اور اس قسم کے فیصلے کو جس مین زور وزبردستی کے بجاے صرف گفتگو سے مصالحت ہوجائے اہل یونان بھی امن ہی کے نام سے تعبیر کرتے ہین ؛ غرض جس وقت رومیون کو کسی سے شکایت پیدا ہوتی یا نقصان پہونچتا تو وہ فکیالون کو بطور نقیب اُس کے پاس بھیجتے اور اطمینان چاہتے تھے۔ لیکن اس مین کامیابی نہ ہوتی تو دیوتاؤن کو اپنا گواہ بناکے اور اس دعا کے ساتھ کہ اگر ہم حق پر نہ ہون تو ہم پر اور ہمارے ملک پر اس کا وبال پڑے، وہ جنگ کا اعلان کردیتے تھے۔ ان علما کی رضامندی اور راے کے خلاف سپاہی یا بادشاہ کسی کو لڑائی لڑنا جایز نہ تھا اور جب یہی لوگ اپنے تئین برسرحق بتاکے سپہ سالار کو اپنے فیصلے سے اطلاع دیدیتے تو اُس وقت وہ جنگ کا فکر و انتظام شروع کرتا تھا ؛ رومیون کا عقیدہ ہے کہ اسی مذہبی دستور کی خلاف ورزی

کرنے کے باعث انھین غالویون کے ہاتھون ہلاکت وتباہی کا مُنہ دیکھنا پڑا۔ کیونکہ جس وقت ان ملیچھون نے کلوسیم کو محصور کر رکھا تھا تو محصورین کی وکالت کرنے فے بیس کو رومہ سے سفیر بنا کے بھیجا گیا لیکن جب اُس کی درخواست کو جواب ترش کے ساتھ مسترد کر دیا گیا تو فے بیس نے یہ فیصلہ کیا کہ اب سفارت کی حیثیت ختم ہو گئی۔ اور محصورین کے ساتھ مل کر جوشِ تہور مین غالویون کے مقابلے کو نکلا اور اُن کے ایک بڑے بہادر سردار سے مبارزت کی۔ اس مین خوش نصیبی سے فے بیس کو غلبہ ہوا اور اپنے حریف کو قتل کر کے اُس نے مقتول کے سلیح وبراق پر قبضہ کر لیا لیکن غالوی اس کو پہچان گئے اور اس کی شکایت اہل رومہ سے کی کہ قانون اقوام کے خلاف انھین کے ایک شہری نے امن کو توڑا ہے۔ جس وقت مجلس ملکی مین اس معاملے پر بحث ہوئی تو فکیا لون کی راے تھی کہ فے بیس کو غالون کے حوالے کر دینا چاہیے۔ لیکن وہ ان کا فیصلہ سُن کر بھاگا اور عوام الناس سے پناہ چاہی جن کی امداد سے وہ سزا پانے سے بچ گیا۔ تب غالون کے لشکر نے رومہ پر حملہ کیا اور شہر پناہ کو فتح کر کے سارے شہر کو تاراج کر دیا۔ لیکن اس واقعے کو ہم نے کامی لس کی سوانح عمری مین پورے شرح وبسط کے ساتھ تحریر کر دیا ہے۔

دوسرے گروہ سالئی کی اصل حسب ذیل ہے: نیوما کی بادشاہی کے آٹھوین برس ایک خوفناک وبا نے جو سارے ملک اطالیہ مین پھیل گئی تھی رومہ کو بھی سخت نقصان پہنچایا اور اس وقت کہ تمام اہل شہر نہایت مجبور اور ہراسان ہو رہے تھے مشہور ہے کہ پیتل کی ایک ڈھال آسمان سے نیوما کے ہاتھون مین گری اور اُس نے اُس کی شان نزول یہ بیان کی کہ اجیریا اور دیگر ملکات ربانی نے مجھے یقین دلایا ہے کہ اس ڈھال کو خدا نے رد وبا اور شہر کی مامونی کے واسطے بھیجا ہے۔ پھر اُس نے بیان کیا کہ مجھے اول تو اسی پیمانے اور طرز کی گیارہ ڈھالین بنوانے کا حکم ہوا ہے تاکہ اصلی ڈھال کو کوئی شناخت نہ کر سکے اور وہ چوری نہ جائے اور دوسرے اُس مقام اور کھیتون کو ملکات کے نام وقف کر دیا جائے کہ جہان وہ

اکثر اُس سے آکر ملتی ہین - نیز اسی مقام کے چشمے کو اُس نے اور گہرا کر دیا کہ دوشیزگان آتش کدہ اس متبرک پانی مین اپنی مخفی اور مقدس چیزین دھوئین اور صاف کر لیا کرین - کہتے ہین کہ جب ان تمام ہدایات پر عمل ہوا تو نیوما کے قول کی پوری تصدیق ہو گئی اور وبا کا زور فوراً ٹوٹ گیا - اس کے بعد نیوما نے وہ ڈھال شہر کے باکمال صناعون کو دکھائی اور اُن سے ویسی ہی گیارہ اور بنانے کی فرمایش کی - سب اس کام کے کرنے سے عاجز آ گئے تھے مگر ایک صاحب کمال کاریگر مورئیس ولوریئس کی رسائی دماغ نے اس مشکل کام کو آسان کر دیا اور وہ اس قدر مشابہ ڈھالین بنا کے لایا کہ خود نیوما اصل اور نقل مین تمیز نہ کر سکا - تب پجاریون کے ایک خاص گروہ کی تحویل مین یہ ڈھالین سونپ دی گئین جنھین سالئی کہتے ہین - اس کے بارے مین بعض لوگون نے یہ افسانہ بنایا ہے کہ فن رقص کا کوئی استاد سالئیس گذرا ہے جس کی پیدایش ساموتھریس یا مان ٹینیہ کے علاقے کی تھی اور اُس نے ان پجاریون کو ہتیارون کا ایک خاص ناچ ناچنا سکھایا تھا لہذا اُسی کے نام پر وہ جماعت سالئی کے نام سے موسوم ہوئی - لیکن اصل یہ ہے کہ اُن کا نام خود اس ناچ کی وجہ سے سالئی ہوا ہے اور اس کی تقریب یہ ہوتی ہے کہ مارچ کے مہینے مین یہ لوگ اُن مقدس ڈھالون کا جلوس شہر مین نکالتے ہین - اُن کا لباس اونچے دامنون کا ایک قرمزی کوٹ ہوتا ہے جس پر پیتل کی بڑی پیٹیان باندھ لیتے ہین - اُن کے سرون پر برنجی خود اور ہاتھون مین چھوٹے چھوٹے خنجر ہوتے ہین جنھین تھوڑی تھوڑی دیر مین وہ ڈھالون سے ٹکراتے چلتے ہین - لیکن اصل چیز اُن کا ناچ ہے جسے سب مل کر بڑی خوبی سے ناچتے ہین اور اپنی تیز چلت پھرت اور چکرون مین نئی نئی شکلین کاٹ کر اپنی طاقت اور سبک پائی کا ثبوت دیتے ہین - ان مقدس ڈھالون کا نام ان سی لیا ہے کیونکہ معمولی ڈھالون کی طرح اُن کا محیط گول نہین ہوتا بلکہ دندانے دار ہوتا ہے اور ہر کٹاؤ کے اوپر کا سرا گول اور نیچے کا سرا جو بتدریج چوڑا ہوتا جاتا ہے دوسرے کٹاؤ سے جا ملتا ہے اور اس طرح اُس کی شکل ایک کیکری دار محیط کی سی بن جاتی ہے

جیسے یونانی مین ان سی لال کہتے ہین ۔ یا اس کی وجہ تسمیہ ان سن یعنی ابرو ہو سکتی ہے کہ جلوس مین یہ مقدس ڈھالین ابرو ہی پر لیکر چلتے تھے ۔ یہ جوبا کے اقوال ہین جو لفظ مذکور کو یونانی الاصل ثابت کرنے کا مشتاق ہے ۔ مگر ان کے علاوہ اور بھی کئی یونانی مادے اس غرض کے لیے پیش کیے جا سکتے ہین (جنھین ہم نے چھوڑ دیا) ۔ اس جلوس مین ڈھالین بنانے والے صناع موریس کو بھی فراموش نہین کیا جاتا اور وہ گیت جو سالئی اپنے سپاہیانہ رقص مین گاتے ہین اس کے بعض شعرون مین اُس کا نام بھی آتا ہے اگرچہ بعض اشخاص نے یہ تاویل کی ہے کہ وہ اُس کے ذکر مین "وٹوریم موی ام" نہین کہتے بلکہ "وے ٹی رم موریم" کہتے ہین جو "یاد ایام قدیم" کے مرادف ہے ۔

ان علماے مذہب کی اس ترتیب و تنظیم کے بعد نیوما نے وشا کے مندر کے پاس وہ عمارت بنائی جو اب تک ریگیہ یا قصر شاہی کے نام سے موسوم ہے ۔ اپنا وقت وہ زیادہ تر اسی جگہ بیٹھکر گذارتا تھا اور یہین خدا کی عبادت اور علما کو ضروری ہدایتین اور مذہبی مسائل پر بحث مباحثہ کیا کرتا تھا ۔ کیوری نالیس پہاڑی پر اُس کا ایک اور مکان واقع تھا جس کا موقع اب تک لوگ دکھایا کرتے ہین ۔ نیوما کے عہد مین دستور تھا کہ مراسم نماز یا جلوس عام کے وقت نقیب پہلے سے پکار پکار کے لوگون کو اس کی اطلاع دے دیتے تھے تاکہ لوگ اپنے اپنے کام چھوڑکر اطمینان سے اس مین شرکت کر سکین ۔ اسی قسم کا ایک طریقہ فیثاغورثیون سے منسوب ہے کہ اُن کے ہان لوگون کا راہ چلتے مین شریک نماز ہو جانا یا عبادت کرنا ممنوع تھا اور وہ چاہتے تھے کہ آدمی خاص اس فریضے کی ادائگی کا ارادہ کرکے گھر سے روانہ ہو ۔ اسی طرح نیوما کی بھی خواہش تھی کہ اُس کے شہری مذہبی فرایض کے دیکھنے یا سننے مین بے توجہی یا سرسری طور سے شریک نہ ہون بلکہ تمام مشاغل کو چھوڑکر کمال حضور قلب کے ساتھ عبادت گزاری کرین اور مذہب کو ایک بہت اہم کام سمجھین ۔ اور یہ کہ ایسے اوقات مین شہر کے تمام گلی کوچے نماز کے واسطے خالی نظر آئین اور وہ شور و غل جو ہمیشہ دکانون کے کاروبار سے پیدا ہو جاتا ہے

قطعی طور پر بند ہو جاے ؛ اس رواج کے بعض بعض نشان اب تک شہر رومہ مین باقی ہین اور جس وقت قنصل فال دیکھتے یا قربانیان شروع کرتے ہین تو پکار کے لوگون سے "ہوک ایگے" یعنی ادھر توجہ کرو، کہتے ہین جس کے بعد تمام حاضرین خاموش اور اس طرف متوجہ ہو جاتے ہین ؛ اسی طرح نیوما کے دیگر رواج دادہ شعائر بھی فیثاغورثی اصولون سے کچھ مشابہت رکھتے ہین - مثلاً فیثاغورثی کہتے ہین "پس تو آگ کو تلوار سے مشتعل نہ کریگا ؛ جب تو سفر کو جاے تو پیچھے مڑ کر نہ دیکھے ؛ اور آسمانی دیوتاؤن کی قربانیان کرے تو ان کی تعداد طاق ہو اور زمینی دیوتاؤن کی قربانیون کے لیے جفت ؛" حالانکہ یہ ایسی باتین ہین جو عام طور پر سمجھ مین نہین آتین اور نہ وہ لوگ ہی علانیہ ان کے فائدے سمجھاتے ہین - اسی طرح نیوما کی بھی بعض ہدایتین ایسی ہین جو بظاہر کوئی معنی نہین رکھتین :-

"اور تو شراب انگوری سے ناوید نہ کریگا جب تک کہ انگور (کی بیل) چھانٹی نہ گئی ہو ! کھانا کھاے بغیر کوئی قربانی کی رسم ادا نہ کی جائیگی ؛ دیوتاؤن کی پرستش کے لیے تم تسلام پھیرو - اور عبادت کے بعد بیٹھے رہو ؛"

اب پہلی دو باتون سے تو زمینداری اور کاشتکاری کا جزو مذہب ہونا مترشح ہوتا ہے اور چاروں طرف سلام پھیرنے سے کہتے ہین کہ زمین کی مستدیر حرکت کا اشارہ نکلتا ہے - لیکن میری دانست مین اس سے سورج کا احترام مقصود ہے - یعنی جب عبادت گزار مندر مین جو شرق رو بہ ہوتا ہے داخل ہوگا تو ہمیشہ اس کی پشت نکلتے ہوے سورج کی طرف رہیگی - پس سلام پھیر کر اُدھر منہ کرنے سے یہ مطلب ہے کہ معبد مین نماز گزاری کے ساتھ ہی سورج دیوتا کی رسم تقدیس بھی ادا ہو جاے ؛ لیکن اس کے علاوہ ہو سکتا ہے کہ مصری پیغون کی طرح اس رخ بدلنے مین کوئی اور گہرے معنی پوشیدہ ہون اور گردش ایام یا انسانی معاملات کی ناپائداری کا اشارہ اور یہ ظاہر کرنا مقصود ہو کہ خدا جو تبدیلی ہماری حالت مین پیدا کردیگا ہم اس پر شاکر رہین گے اور اسی کو درست اور بہتر سمجھین گے ؛ عبادت کے بعد بیٹھنے کا منشا

بھی لوگ یہ بیان کرتے ہین کہ اُن کی نمازین قبول ہوئین اور جو خیر و برکت کی دعائین انھون نے مانگی تھین اُن کے مستجاب ہونے کا گویا یہ ایک نیک شگون تھا؛ نیز جس طرح ہر کام کے بعد ایک وقفے کی ضرورت ہے اسی طرح نماز کے بعد اُن کے نزدیک تھوڑی دیر ٹھیرا رہنا مناسب تھا کہ خدا انھین اب کسی اور کام شروع کرنے کی توفیق عنایت کرے؛ علاوہ ازین امر اوّل کی بھی اس مین تائید ہوتی ہے یعنی مقنن کا یہ منشا پورا ہوجاتا ہے کہ ہم اطمینان اور خاص توجہ کے ساتھ عبادت مین مصروف ہون اور ہمین اور کامون کی جلدی یا گھبراہٹ نہ ہو بلکہ پوری فرصت اور انہماک سے نماز کی عادت پڑجاے؛ یہی وہ ضابطے اور مذہبی تربیت تھی جس نے رومیون کو اندر ہی اندر پکا طاعت گذار بنا دیا اور نیوما کی بزرگی اور تقدس کا وہ رُعب اُن کے دلون پر بیٹھا کہ جو بات وہ کہتا اُس پر بلا چون وچرا سچائی کے ساتھ ایمان لے آتے تھے اور کوئی معجزہ یا خرق عادت شے ایسی نہ تھی جس کا وہ نیوما سے ہوسکنا غیر ممکن جانتے ہون؛

اُس کی نسبت یہ کہانی مشہور ہے کہ ایک مرتبہ اُس نے بہت سے شہریون کی ضیافت کی جس مین نہایت معمولی کھانا سیدھی سادی اور ادنے درجے کی رکابیون مین چنا ہوا تھا مہمانون کے دسترخوان پر بیٹھنے کے بعد نیوما نے اُن سے کہا کہ اِس وقت وہ دیوی جو میری صلاح کار ہے اسی مقام پر میرے پاس آئی ہے؛ وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ یکایک کمرے کا سازو سامان بدل گیا اور میزون پر اچھے سا اچھا گوشت اور قیمتی سے قیمتی ساغر آگئے اور اُسی ضیافت مین ایک شاہانہ شان و شوکت پیدا ہوگئی؛ لیکن جو پُر دیوتا سے اُس کی جو گفتگو ہونی بیان کی جاتی ہے وہ اس سے بھی عجیب ہے اور جتنے افسانے اب تک گڑھے گئے ہین اُن سب پر فوق رکھتی ہے؛ بیان کرتے ہین کہ ایونٹاین کی پہاڑی کے آباد ہونے اور شہر کی چار دیواری مین لیے جانے سے قبل وہان کے چشمے اور سائے دار جنگلون مین دیوتا پھرا کرتے تھے اور اُن کا نام پی رس اور فانس تھا (یہ وہی بات ہے جو یونانیون مین وہ سائیر

یا غولوں کے بارے میں مشہور تھی اور وہ بھی بالکل انھیں جیسے شعبدے جادو یا دواؤں کے زور سے کوہ ایڈا پر دکھاتے پھرتے تھے اور صرف ٹکٹک دوسرا ہونے کا فرق تھا) نیوما نے ایک دن ان نیم دیوتاؤں کو دھوکا دینا چاہا اور جن چشموں سے وہ پانی پیتے تھے اُن میں شہد اور شراب ملا دی جب وہ اس جال میں آ گئے تو انھوں نے اپنی شکلیں بدلنی شروع کیں اور طرح طرح کی خوفناک صورتوں میں اُس کے سامنے نمودار ہوئے لیکن یہ دیکھکر کہ اب وہ پوری طرح اُس کے جال میں پھنس گئے اور اس سے رستگاری ممکن نہیں، انھوں نے نیوما کو بہت سی غیب کی باتیں بتا دیں اور سب سے بڑھکر ایک عمل کہ رک چمک کو قابو میں لانے کا تعلیم کیا جو اب تک سر کے بال، پیاز اور مچھلیوں کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ انھوں نے عمل نہیں بتایا تھا بلکہ جادو سے خود جوپٹر (رب جیس) دیوتا کو آسمان پر سے نیچے کھینچ بلایا تھا جس نے نہایت غضب ناکی کے ساتھ سوالات کے جواب دیے اور نیوما سے کہا کہ اگر تم رعد و برق کو تابع کرنا چاہتے ہو تو اُس کے عمل میں سرون کی ضرورت پڑیگی،، نیوما نے تجاہل عارفانہ سے پوچھا "کیسے سرون کی؟ کیا پیاز کے؟ (گٹھون کی)" دیوتا نے جواب دیا "نہیں! آدمی کے" لیکن نیوما نے اس سفاکی کا پہلو بدلنے کے لیے کہا "آپ کا مطلب آدمی کے سرون کے بالوں سے ہے،، جوپٹر نے کہا "نہیں زندہ ——" مگر نیوما نے بات کاٹ کے جلدی سے کہہ دیا "ہاں زندہ مچھلیوں کے" یہ جواب سنکر جو اجیریا کے پڑھائے ہوئے تھے، جوپٹر کا غصہ فرو ہو گیا اور وہ "ای لیوس" یعنی پرمسند آسمان کو لوٹ گیا۔ اور اسی یونانی لفظ کی وجہ سے اس واقعے کی یادگار میں وہ مقام تغییر بحجہ ای لی سیم کہلانے لگا۔

یہ افسانے خواہ کسی قدر ہنسی کے لائق ہوں اُن سے اُس وقت کے اعتقادات کا ضرور پتہ چلتا ہے اور وہ مذہبی خیالات معلوم ہوتے ہیں جو لوگوں کی عادتوں میں جڑ پکڑ گئے تھے۔ اور خود نیوما کو جس درجے مذہبی معاملات میں شغف تھا اُس کا کچھ اندازہ اس روایت

سے ہوگا کہ ایک مرتبہ جب اُسے کسی نے اطلاع دی کہ غنیم قریب آتا جاتا ہے،، تو اُس نے مسکراکے جواب دیا "ہان میں اس وقت قربانیان کر رہا ہون"؛ اسی تدین نے اُس سے دو مندر تعمیر کرائے تھے جو ایمان اور منتہا کے نامون سے موسوم ہوے۔ اور اُسی نے رومیون کو سکھایا کہ ایمان کی قسم دنیا مین سب سے متبرک قسم ہے جیسے وہ اب تک مانتے ہین۔ باقی رہا منتہا یا حدون کا دیوتا تو اس کے نام کی بھی اب تک قربانیان منفور ملکی یا سنگہائے سرحد پر چڑھائی جاتی ہین۔ اگرچہ پہلے وہ محض نذر و نیاز کی صورت مین ہوتی تھین اور اب زندہ جانور ذبح کیے جاتے ہین جو کہ نیوما کے خلاف منشا بات ہے۔ کیونکہ اُس کے نزدیک یہ آخر الذکر دیوتا سرحدون کا محافظ اور اس لیئے اقوام کو اپنی اپنی جگہ قائم اور امن سے رکھنے کا ذمہ دار تھا پس اُس کی فاتحہ مین قتل و خون کا کوئی لگاؤ نہ ہونا چاہیے تھا؛ نیوما کے ان حالات سے ایک اور بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ وہی پہلا بادشاہ ہے جس نے رومی علاقے کی حد بندی کی۔ ورنہ رومیولس ایسا کرتا تو خود اُس کی وہ زیادہ ستانیان ظاہر ہوجاتین جو اپنے ہمسایون کی زمینین چھین چھین کر اُس نے کی تھین کیونکہ حدود کا تعین اُن لوگون کے مفید ہو سکتا ہے جو اُن پر قائم رہنا چاہین۔ لیکن جس کا منشا ان حدود سے بڑھنا ہو اُس کے واسطے یہ تعین اُلٹا مضر اور گویا اُس کی خیانت پر ایک شہادت کا اضافہ کرتا ہے؛ درحقیقت ابتدا مین جو زمینین رومیون کے حصے مین آئی تھین وہ بہت کم تھین تا آنکہ رومیولس نے لڑائیان لڑلڑکر اُنھین وسعت دی۔ اور اب یہی وہ نئے علاقے تھے جنھین نیوما نے اپنے شہر کی مفلس آبادی مین تقسیم کر دیا تاکہ وہ تنگدستی جو ہمیشہ بددیانتی کی طرف لے جاتی ہے رفع ہو اور نیز زراعت کی بدولت اُن کی زمینین اور عام حالت بہتر ہوجاے کیونکہ زراعت اور دیہاتی زندگی کے برابر کوئی مشغلہ امن پسندی کو تقویت دینے والا نہین ہے کہ ایک طرف تو اُن مین اپنے حقوق اور املاک کی مدافعت کرنے کی پوری قابلیت باقی رہتی ہے اور دوسری طرف جبر و تعدی

سے دوسروں کا حق چھیننے کا جذبۂ مجرمانہ مٹ جاتا ہے۔ انھیں مصلحتوں کو پیش نظر رکھکر نیوما نے اُن پر زراعت کا منتر پھونکا کہ وہ امن کی قدر و محبت کرنی سیکھیں۔ اور نہ اقتصادی بلکہ اخلاقی اصلاح کی غرض سے اُس نے زمینوں کو چند حصّوں میں تقسیم کیا اور ہر حصّہ کا نام پاگوس یا حلقہ قرار دیا اور ہر ایک کی دیکھ بھال کے لیئے اعلےٰ نگران مقرر کیے چونکہ اُسے خود اپنے ایک ایک حلقے میں پھرنے کا شوق تھا لہٰذا زمینوں کی حالت دیکھکر وہ ہر شخص کی کارگزاری اور عادتوں کا اندازہ کرلیتا تھا اور اسی عین الیقین پر اُنھیں جو اپنا کام محنت و مستعدی کے ساتھ کرتے وہ مناصب و اعزاز سے مفتخر کرتا اور سست و کاہل یا ترقی نہ کرنے والوں کو تاکید و تنبیہ سے غیرت دلاتا تھا۔ لیکن نیوما کے تمام کاموں میں سب سے قابل تعریف کام یہ ہے کہ پیشے کے لحاظ سے لوگوں کو بہ طرز نو چھوٹے چھوٹے گروہوں میں تقسیم کردیا اور ایک نئے اتحاد کی بنیاد ڈالی۔ جس کی شرح یہ ہے کہ اس وقت تک شہر میں کئی قومیں آباد تھیں جن کا اختلاف کسی طرح نہ جاتا تھا اور اس لیئے ان میں باہم ہمیشہ فساد ہوتے رہتے تھے۔ اس حالت کو دیکھکر جب نیوما نے غور کیا کہ کس طرح سخت اور مختلف جسم صرف بیس کر سفوف بنالیئے جائیں تو آپس میں مل کر ایک مرکب بن سکتے ہیں، تو اس وقت اپنی قوم کے بڑے بڑے گروہوں کو بھی اسی طرح چھوٹے چھوٹے حصّے کرکے متحد کرنے کا خیال اس کے دل میں پیدا ہوا اور اس نے نئے اور کم درجے کے امتیازات قائم کرکے اُن بڑے بڑے اور نسلی امتیازات کو مٹانا چاہا جو رومی قومیت کی شیرازہ بندی میں ابھی تک حارج تھے۔ نظر برین اُس نے تمام قوموں کو چند پیشوں اور طبقوں میں منقسم کردیا اور سُنار، لُہار، مُطرب، کمہار، موچی، رنگساز اور چمڑے والوں کے الگ الگ گروہ قائم کیے اور باقی تمام پیشہ وروں کو ایک علیحدہ گروہ میں رکھا۔ پھر ان سب کے لیے حسب ضرورت خاص خاص انتظامی مجلسوں، عدالتوں اور مذہبی رسموں کا انتظام کیا اور اس طرح پہلی مرتبہ اُن نسلی اور قومی اختلافات کی قوت توڑی جن کی وجہ سے اب تک

رومی اور سبائنی یا ٹیٹی اور رومیلی نامون کے بڑے بڑے جتھے بنے ہوے تھے۔ اب پہلی مرتبہ یہ نام جو دماغ اور زبانون پر چڑھے ہوے تھے چھٹنے شروع ہوے اور رفتہ رفتہ یہ نئی تقسیم ایک عام اتحاد اور خون کے امتزاج کا ذریعہ قوی بن گئی ؛

نیوما کا ایک اور قابل ستایش کام اُس قانون کی تنسیخ یا ترمیم ہے جس کی رُو سے رومی والدین کو اپنے بچے فروخت کر دینے کی اجازت تھی۔ اب نیوما نے شادی شدہ اولاد کو (بشرطیکہ شادی ان کے والدین کی پسند اور رضامندی سے ہوئی ہو) اس قانون سے مستثنےٰ کر دیا اور حقیقت مین یہ اُس بیوی کے واسطے بڑی سخت بات تھی کہ ایک آزاد مرد سے شادی کرنے کے بعد (اگر اُس کا خسر اپنے بیٹے کو ناراض ہو کر بیچ دے تو) وہ ایک غلام کی زوجہ بن جاے ؛

نیوما نے شہور وسنین کا صحیح حساب رکھنے کے لیے جنتری بنانے کی کوشش بھی کی تھی اور گو وہ پوری صحت کے ساتھ نہ بنا سکا تاہم اُس نے کچھ نہ کچھ غور و تحقیقات ضرور کی تھی ؛ رومیولس کے عہد مین تو یہ حال تھا کہ اُن کے مہینے جن کے دن نہ معین تھے نہ مساوی ایک دوسرے سے آگے بڑھ جاتے اور ان مین سے بعض کے بائیس[۲۲] دن ہوتے اور بعض کے اُنتیس[۲۹] اور نہ انھین اس سالانہ فرق کا علم تھا جو سورج اور چاند کی حرکتون مین ہوتا ہے۔ انھون نے صرف ایک قاعدہ یہ بنا رکھا تھا کہ سال کے تین سو ساٹھ دن ہوتے ہین اور اسی کے پابند تھے ؛ آخر نیوما نے اُس گیارہ دن کے فرق کو معلوم کیا جو سورج اور چاند کی سالانہ گردش مین پڑتا ہے کیونکہ چاند اپنا دور تین سو چون[۳۵۴] دن مین پورا کرتا ہے اور سورج تین سو پینسٹھ[۳۶۵] دن مین۔ اس فرق کو نکالنے کے لیے نیوما نے ہر دوسرے سال ایک لوندھ کا مہینہ بڑھایا اور اس کے بائیس[۲۲] دن مقرر کیے۔ یہ ماہِ فروری کے بعد (جسے قدیم رومی مرسی ڈی نس کہتے تھے) شامل کر لیا جاتا تھا۔ لیکن کچھ عرصہ گذرنے پر اسی ترمیم کی وجہ سے بعض اور ترمیمون کی ضرورت پیش آئی ؛ مہینون کی ترتیب کو بھی نیوما نے بدلا اور مارچ کو

جو سال کا پہلا مہینہ تھا تیسرے نمبر پر رکھا اور جنوری فروری کو جو آخری یعنی گیارھویں اور بارھویں مہینے تھے شروع میں لگایا۔ اکثر اہل الرائے کا یہ خیال ہے کہ یہ مہینے خود اسی کے ایجاد کیے ہوئے تھے ورنہ ابتدا میں رومی سال دس مہینے کا ہوتا تھا۔ اور بعض غیر ملکی ابھی تک صرف تین مہینے کا سال شمار کرتے ہیں۔ ایک زمانے میں اہل آرکیڈیہ (یونان) کے سال میں چار اور اہل اکرنانیہ کے چھ مہینے ہوتے تھے اور مصری سال بھی مشہور ہے کہ ابتدا میں فقط ایک اور بعد میں چار مہینے کا ہوتا تھا۔ اسی لیے یہ لوگ سب سے نئے ملک میں رہنے کے باوجود سب سے قدیم قوم کہلانے کا فخر رکھتے تھے اور اپنے نسب نامون میں سنین کی ایک غیر معمولی تعداد محسوب کرتے تھے کیونکہ ان کا سال ہی ایک مہینے کا تھا یہ امر کہ رومی سال ابتدا میں بارہ کے بجائے دس مہینے کا تھا، آخری مہینے، دسمبر، کے نام سے ظاہر ہے جسکے لغوی معنی ماہ دہم کے ہیں اور مارچ کا پہلا ہونا بھی یقینی امر ہے کہ اُس سے شمار کریں تو پانچویں کا نام کوانٹی لس (ماہ پنجم) اور پھر سکس ٹی لس (ماہ ششم) وغیرہ بالکل سلسلے کے موافق ہے۔ حالانکہ جنوری اور فروری کو اوّل سال میں محسوب کیا جائے تو کوانٹی لس معنًا پانچوان اور شمارًا ساتوان مہینہ ہوگا؛ یہ بھی قدرتی سی بات معلوم ہوتی ہے کہ جنگجو رومیولس کا آغاز سال مریخ کے مہینے مارچ سے ہو، اور اس کا دوسرا مہینہ زہرہ یا افروڈایٹ دیوی کے نام کا مہینہ اپریل ہو۔ اسی میں زہرہ دیوی کی قربانیاں چڑھائی جاتی تھیں اور غرۂ اپریل یا پہلی تاریخ کو عورتیں عشق پیچہ کے مجمع سرون پر باندھ باندھ کے غسل کیا کرتی تھیں۔ لیکن بعض لوگ اس وجہ تسمیہ کو تسلیم نہیں کرتے اور اپریل کو لاطینی لفظ "اپیریو" سے مشتق بتاتے ہیں جسکے معنے شگفتہ ہونے کے ہیں۔ اور اپریل خاص آغاز بہار کا مہینہ ہے جس میں غنچے پھوٹتے اور شگفتہ ہوتے ہیں۔ اگلا مہینہ مئی عطارد کی ماں مائیا کے نام سے شرف انتساب رکھتا ہے اور جون جونو (دیوی) سے ہے۔ مگر بعض انکی وجہ تسمیہ میجورز اور جونیورز سے نکالتے ہیں جن کے معنی بڑی یا پہلی اور چھوٹی یا نئی عمر

کے ہین ۔ اس سے آگے تمام نام مہینون کے ترتیب شمار کے مطابق ہین یعنی پانچوان کوان ٹلیس (ماہ پنجم) چھٹا سکس ٹی لیس (ماہ ششم) اور پھر سپٹمبر (ماہ ہفتم) اکتوبر (ماہ ہشتم) نومبر (ماہ نہم) اور دسمبر (ماہ دہم)۔ ان مین پہلے کا نام جولیس سیزر کے نام پر اُس وقت جولائی ہوا جب کہ اُس نے پمپی کو شکست دی اور سکس ٹی لس بھی اُس کے جانشین آگسٹس کے نام سے موسوم ہوگیا۔ اسی کی دیکھا دیکھی قیصر ڈومیشین نے بھی دو اگلے مہینون کا نام اپنے ناموں پر جرمانی قس اور ڈومی شیانس رکھا تھا۔ لیکن جب وہ مارا گیا تو پھر ان کے اصلی نام ستمبر و اکتوبر ہی بحال رہے۔ باقی سب سے آخر کے دو مہینے وہ ہین جن مین کوئی تبدیلی نہین ہوئی ۔ نیوما نے جن مہینون کو بڑھایا یا داخل کیا اُن مین فروری فبروا سے مشتق ہے اور اسی لیے تطہیر کا مہینہ سمجھا جاتا ہے اس مین وہ مردون کی فاتحہ دلواتے ہین اور لپر کالیہ کا تہوار مناتے ہین جو کئی لحاظ سے تطہیر کی ایک رسم معلوم ہوتا ہے ۔ جنوری جانوس کے نام پر ہے اور اسے نیوما نے عمداً مارچ پر مقدم رکھا ہے جس کی وجہ میرے نزدیک یہ ہے کہ وہ ہر موقع پر امن کی پابندی اور مشاغل کو جنگجوئی اور اُس کے متعلقات پر فضیلت دینی چاہتا تھا اور اسی کے اظہار مین اُس نے مریخ (جلاد فلک) پر جانوس کو ترجیح دی ۔ یہ جانوس عہد قدیم کا کوئی اوتار ہو یا بادشاہ، اس مین شبہ نہین کہ ملکی امن اور باہمی اتحاد کا بڑا نامور حامی گذرا ہے اور اُن برگزیدہ نفوس مین سے ہے کہ جنھون نے انسان کو وحشیانہ اور بدوی زندگی سے مدنیت کی طرف کھینچا ہے ۔ اور یہی دو حالتین ظاہر کرنے کی غرض سے اُس کی مورت مین دو چہرے بناتے ہین جن مین ایک سے پہلی غیر اصلاحی حالت دکھانی مقصود ہوتی ہے اور دوسری سے اصلاحی جو شاہ موصوف کی کوششون سے پیدا ہوئی ۔ اُس کے مندرین بھی رومیون نے دو دروازے تعمیر کیے ہین جو لڑائی کے دروازے کہلاتے ہین کیونکہ صرف لڑائی کے زمانے مین وہ کھلے رہتے ہین اور حالت امن مین بند کر دیے جاتے ہین لیکن یہ صورت شاذ و نادر ہی وقوع مین آئی ہے اور جس قدر رومی سلطنت

پھیلتی گئی ہے اُسی نسبت سے اُس کے دشمنوں کی تعداد بھی بڑھی اور اُسے بہت کم امن سے بیٹھنا نصیب ہوا ہے۔ آگسٹس سیزر کے زمانے مین جب انتونی پر اُسے غلبہ حاصل ہوا تو یہ دروازے بند کر دیے گئے تھے اور اسی طرح پہلے اٹی لیس اور مان لیٹیس کی قنصلی مین بھی ایک مرتبہ ایسا ہوا لیکن تھوڑے ہی دن بعد پھر لڑائیان شروع ہو گئین اور ان دروازون کو کھول دینا پڑا؛ البتہ نیوما کا عہد حکومت ایسا گذرا ہے کہ جس مین ایک دن بھی یہ دروازے کھولنے کی ضرورت نہ پیش آئی اور جدال و قتال کا ایسا سدباب ہوا تھا کہ کامل تینتالیس برس تک یہ دروازے بند رہے؛ حقیقت مین اس اعتدال پسند بادشاہ کی نرمی اور انصاف گستری نے نہ صرف رومیون کو حلیم الطبع اور امن پسند قوم بنا دیا تھا بلکہ ہمسایہ قومون کے خیالات کو بھی بالکل بدل دیا تھا اور کہنا چاہیے کہ اُس لطیف اور صحت بخش ہوا کے اثر سے جو رومہ سے چل رہی تھی اُن مین بھی وہی ذوق امن و انتظام پیدا ہو گیا تھا اور وہ بھی اُن مسرتون مین رومیون کے شریک بن گئے تھے جو اولاد کی پرورش دیوتاؤن کی پرستش اور ایک خاموش دیہاتی زندگی سے حاصل ہوتی ہین؛ تمام اطالیہ مین اس سرے سے اُس سرے تک تیرتھوار، نمائشین اور میلے، اور دوستانہ ملاقاتین اور پر لطف مہمان نوازیان ہوتی تھین اور نیوما کی دانائی سے انصاف اور نکوئی کی محبت اس طرح آہل رہی تھی جس طرح چشمے سے پانی۔ اور اُس کی عالی ظرفی کا اثر مشک کی خوشبو کی طرح چاردن طرف پھیل گیا تھا۔ یہان تک کہ شعرا کے مبالغے اصلیت کے اظہار سے عاجز اور حقیقت کے مقابلے مین پھیکے معلوم ہوتے تھے۔ مثلاً

ع لوہے کی ڈھالون پر دہان تنتی ہین جالا مکڑیان

یا مثلاً :—

تیغ دو دم اور برچھیون کو زنگ آدھا کھا گیا
اور مدتون سے اب نہین دیتی دہاڑین قرنا
وہ وجہ اب مفقود ہے جو نیند دیتی تھی اُڑا ؛

کیونکہ نیوما کے تمام زمانۂ حکومت مین نہ کوئی بیرونی لڑائی پیش آئی نہ کوئی خانہ جنگی یا بدعت و فساد پیدا ہوا نہ اُس کی ذات سے کوئی حسد یا بغض یا جاہ پرستون کی سازشین اور ریشہ دوانیان ہوئین ؛ خواہ اُن دیوتاؤن کے خوف سے جن کی نسبت خیال تھا کہ اُس کی حفاظت کرتے رہتے ہین، خواہ اُس کی نیکوئی کی تقدیس مین اور یا اُس خوش قسمتی کی بدولت جو اُن دنون معصوم انسانون کی کفیل تحفظ ہوتی تھی، غرض کسی سبب سے، نیوما کا عہد زندہ مثال اور بہترین تصدیق تھا اُس قول کی جسے بہت دن بعد افلاطون نے زبان سے نکالنے کی جرأت کی تھی اور فرمایا تھا کہ انسانی خرابیون کے دفعیے اور علاج کی صرف ایک ہی امید ہوسکتی ہے اور وہ یہ کہ حسن اتفاق اور اسباب کے کسی مبارک سنجوگ سے ایک ہی شخص مین ایک فلسفی کی حکمت و دانش اور ایک بادشاہ کی قوت و اختیارات جمع ہوجائین اور اس طرح نیکوئی کا درجہ اتنا بلند ہوجاے کہ وہ بدی پر قابو اور حکومت رکھ سکے ؛ ایک دانش مند شخص خود مبارک ذات ہے اور وہ سامعین بھی مبارک ہین جو اُس کے مُنہ سے جھڑنے والے پھولون کو سونگھین اور قبول کرین اور شائقِ عوام الناس کے لیے بھی جبر و تکلیف کی ضرورت نہین بلکہ اپنے بادشاہ کی ممتاز اور درخشان مثال ہی اُنھین اُس کی تقلید پر آمادہ کردینے کو کافی ہے اور یقیناً انسانی عقل و تدبر کی معراج یا اُس نعمت عظمےٰ کے حاصل ہونے کے بعد جس سے بادشاہ کی ایک بے لوث پُر محبت اور پاک صاف اور عدل و اعتدال سے تقویت پائی ہوئی زندگی مراد ہے رعایا مین نیکی کی قدر و منزلت کا پیدا ہونا بالکل قدرتی بات ہے اور اسی شے کا اُن کے علم و عمل مین راسخ کردینا ایک بادشاہ کی عظمت و بزرگی سمجھی گئی ہے ؛ نیوما کی بھی سب سے بڑی خوبی یہی ہے کہ اس اصول کو جس قدر صفائی سے اُس نے سمجھا تھا شاید کسی نے سمجھا ہوگا

نیوما کے ازدواج اور اولاد کے متعلق مصنفین مین مختلف بیانات ہین۔ ایک گروہ تو سواے ٹے ٹیہ کے اُس کی کوئی بیوی اور سواے ایک بیٹی پمپی لیہ کے اور کوئی اولاد نہین

مانتا مگر دوسرے گروہ کا قول ہے کہ اُس نے اپنے بعد چار بیٹے پمپو، پی لس، کل پس اور ممیرجس چھوڑے جن کی اولاد مین روما کے چار معزز اور نامور خاندان اب تک موجود ہین اور اپنے نامون کے ساتھ رکیس یعنی شاہ (یا خان) کا لفظ بڑھا لیتے ہین لیکن ہورخون کی ایک اور جماعت ان دونون روایتون سے انکاری ہے اور اس کے نزدیک اُن چار خاندانون کا نیوما کی اولاد مین ہونا ایک بناوٹی بات ہے جسے خوشامدی مصنفون نے مصنوعی نسب نامے بنا کے مشہور کر دیا تھا۔ نیز یہ لوگ پمپی لیہ کو بھی ٹے ٹیہ کی بیٹی نہین بتاتے بلکہ کہتے ہین کہ وہ نیوما کی دوسری بیوی لسر شیہ کے بطن سے تھی جس سے بادشاہ ہونے کے بعد اُس نے شادی کر لی تھی۔ بہرحال اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اس لڑکی کی شادی اُس مرسیس کے بیٹے سے ہوئی تھی جو نیوما کو دعوت بادشاہی قبول کرنے پر رضامند کر کے روما لایا تھا اور خود بھی اسی کے ساتھ یہان آ بسا تھا پھر رکن مجلس منتخب ہوا اور جب نیوما نے وفات پائی اور مرسیس کو اپنے حریف ٹلس ہوس ٹی لیس کے مقابلے مین منصب بادشاہی نہ حاصل ہو سکا تو اُس نے مایوسی کے عالم مین اپنے تئین ہلاک کر لیا تھا۔ بعد مین البتہ اُس کے بیٹے یعنی پمپی لیہ کے شوہر سے جو بیٹا انکس مرسیس پیدا ہوا وہ ہوس ٹی لیس کا جانشین بادشاہ بنایا گیا اور نیوما کی وفات کے وقت اس لڑکے کی عمر پانچ برس کی تھی۔

نیوما اسّی برس تک زندہ رہا اور اس کے بعد بھی، جیسا کہ پیزو نے لکھا ہے، وہ کسی ناگہانی یا سخت مرض مین مبتلا ہو کر نہین مرا بلکہ آہستہ آہستہ ضعیف ہو کر دنیا سے راہی ملک بقا ہوا۔ پھر اس کی موت بھی اُس کی پر عظمت زندگی کی بہترین تکمیل تھی کہ اُس کے جنازے کے ساتھ روما کی تمام ہمسایہ ریاستون کے معززین حقوق دوستی اور مراسم اعزاز و احترام ادا کرنے کے واسطے موجود تھے اور اُس پر پھولون کے سہرے اور تحائف کی نذرین چڑھا رہے تھے۔ جنازہ ارکان مجلس کے کندھون پر تھا اور اُن کے عقب مین علماے مذہبی کا گروہ آ رہا تھا جن کے بعد ہزارہا آدمیون کا جلوس تھا اور انھین مین عورتین اور بچے اس طرح

فریاد کنان چیخ چیخ کے روتے جاتے تھے کہ گویا وہ ایک عمر رسیدہ اور بوڑھے بادشاہ کا جنازہ نہ تھا بلکہ اُن کے کسی عزیز ترین رشتے دار کا، جو عین عالم شباب مین اُٹھا لیا گیا ہو؛ اسکی میت مشہور ہے کہ جلائی نہین گئی بلکہ اس کی وصیت کے بموجب دو پتھر کے تابوت بنا کر ایک مین تو اُسے دفن کیا گیا اور دوسرے مین اُس کی اُن مقدس کتابون کو جو یونانی مقننین کے آئین نامون کی طرح اُس نے خود تحریر کی تھین۔ لیکن ان کے اصول اور شعایر کو اُس نے اپنی زندگی مین علما کے دلون مین ایسا راسخ کر دیا تھا کہ اب اُن کے مفہومات واحکام پوری طرح اُن کی طبائع مین جم گئے تھے۔ اسی لیے اُس نے حکم دے دیا تھا کہ مرنے کے بعد اُس کے ساتھ ہی ان کتابون کو بھی دفن کر دیا جاے کہ اُن متبرک اصول شرعی کا بیجان تحریرون مین اشاعت ورواج پانا گویا اُن کی بے وقری کرنا تھا؛ کہتے ہین کہ اسی دلیل سے فیثا غورثی گروہ بھی اپنے اصول تحریر مین لانے کی اجازت نہین دیتا بلکہ صرف اُنکے حافظون مین انھین محفوظ رکھنا چاہتا ہے جو اس کی اہلیت رکھتے ہون۔ اور مشہور ہے کہ جب ایک مرتبہ کسی نااہل کو اُن کے بعض دقیق مسائل ہندسی معلوم ہو گئے تو دیوتاؤن نے اس مذہبی خلاف ورزی اور شرارت پر سخت تنبیہ کی اور انھین ایک خوفناک سزا کی وعید دی تھی ۔ یہی وہ شالین ہین جن سے نیوما اور فیثاغورث کی ہم خیالی اور طریق عمل مین یکسانیت کا پتہ چلتا ہے اور اسی بنا پر جو لوگ ان دونون کی باہم دوستی اور واقفیت کا ہونا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہین، ہم انھین قابل معافی جانتے ہین ۔

ولیریس ان ٹیاس لکھتا ہے کہ مذکورۂ بالا تابوت مین جو متبرک کتابین مدفون تھین ان کی تعداد بارہ تھی اور اسی قدر فلسفہ یونان کی کتابین تھین۔ نیز یہ کہ فی بیئس اور کورنی لیئس کے عہد قنصلی مین نیوما کے چار سو برس بعد سخت بارش کے دنون مین ایک ایسا سیلاب آیا جس نے مٹی کو بہا دیا اور وہ سنگی صندوق اپنی جگہ سے اکھڑ گئے اس وقت ایک تابوت بالکل خالی ملا جس مین کسی انسانی جسم کی باقیات موجود نہ تھین لیکن دوسرے

مین وہ سب کتابین محفوظ پائی گئین اور انھین قاضی وقت پیٹی لیئس نے مطالعہ کیا اور مجلس مین یہ حلف بیان کیا کہ ان کے مضامین کا لوگون مین اشاعت پانا غیر مناسب ہوگا؛ پس وہ تمام جلدین انھون نے کومی تیم (کمیٹی گھر) مین لے جاکر جلا دین ؛

قاعدہ ہے کہ مرنے کے بعد اچھون کی اچھائیان پوری معراج ناموری حاصل کرتی ہین اور پھر حاسدون کے بڑے منصوبے بھی زیادہ عرصے تک باقی نہین رہ سکتے لیکن بعض خوش نصیب ایسے بھی ہوتے ہین جو اپنی زندگی ہی مین ان عداوتون کو مٹتا دیکھ لیتے ہین ۔ مگر نیوما کی حالت ان سب سے جداگانہ ہے اور وہ ایسا بادشاہ ہے جس کی شہرت اپنے جانشینون کے طریق عمل اور انجامون کی بدولت روز بروز ترقی پاتی گئی ۔ کیونکہ اس کے بعد پانچ بادشاہ ہوے جن مین سے آخری کو جمہور نے معزول کیا اور اُس نے جلا وطنی کے عالم مین وفات پائی ۔ باقی چارمین سے تین ملکی سازشون کا شکار ہوے اور باغیون کے ہاتھ سے مارے گئے ۔ چوتھا یعنی ہوسٹی لیس جو نیوما کا پہلا جانشین ہے، طرز عمل کے لحاظ سے کوئی مناسبت اپنے پیش رو سے نہ رکھتا تھا ۔ بلکہ اُس کی دینداری اور نیکیون کا تمسخر اُڑاتا اور اُسے بزدل دنی الطبع بتا کے لوگون کو جنگجوئی پر آمادہ کرتا تھا بالآخر اُس کی یہ طفلانہ بدعنوانیان ایک شدید اور موذی مرض نے روک دین اور پھر وہ ایسی توہم پرستی مین مبتلا ہوا جو نیوما کے تقوی سے بالکل مختلف تھی ۔ نیز جب وہ برق زدگی کے صدمے سے مرا تو اورون کو بھی ایسے ہی عبرت ناک انجام کے خدشات مین متوہم چھوڑ گیا ؛

نیوما کا موازنہ لکرگس کے ساتھ

لکرگس اور نیوما پمپی لیس کی سوانح عمریان ختم کرنے کے بعد، اگرچہ یہ کام دشوار ہو تاہم اب ہم اُن امور کو پہلو بہ پہلو رکھین گے جو اُن مین مختلف نظر آتے ہین، جن باتون مین وہ ایک دوسرے سے ملتے ہین وہ بالکل ظاہر و آشکارا ہین یعنی اپنے حلم و اعتدال مین اپنی دینداری اور قابلیت نظم و نسق مین اور اس خصوصیت مین کہ دونون نے اپنے نظام ہائے ریاست اور قوانین تائید الٰہی سے حاصل کیے تھے، باین ہمہ اُن کے اسباب نامعلوم ہین کئی فرق ہین کہ نیوما وہ شخص ہے جس نے حکومت کو قبول کیا تھا اور لکرگس وہ ہے جس نے حکومت سے ہاتھ اُٹھالیا تھا۔ پہلے کو بے مانگے یہ منصب دیا گیا تھا اور دوسرے نے حاصل ہونے کے بعد اس کو چھوڑ دیا تھا۔ اسے ایک پردیسی اور معمولی آدمی کی حیثیت سے اُٹھا کر لوگون نے تخت بادشاہی پر سربلند کیا، اور اُس نے بادشاہت چھوڑ کر بطوع خود ایک معمولی حیثیت اختیار کرلی، بے شبہ انصاف و معدلت کے ساتھ سلطنت لینا بڑی وجہ امتیاز ہے لیکن اس سے بھی بڑھکر وجہ امتیاز یہ ہے کہ انصاف کو سلطنت پر ترجیح دی جائے۔ بہرحال دونون حالتون مین وہی ایک برگزیدگی تھی جس نے نیوما کو بادشاہت پر پہونچایا اور لکرگس کو اس سے بے نیاز بنایا تھا، پھر جس طرح مطرب ستار کا سُر ملایا کرتے ہین ایک نے توردی قوم کی پرجوش اور حوصلہ بڑھی طبیعتون کو سب سے نچلے پردے پر لاکے چھوڑا اور دوسرے نے تعیش و فساد کی پستیون سے اہل اسپارٹہ کو اوبھارا اور کھونٹیان کس کے اُنھین سب سے اونچا راگ گانا سکھایا، ان مین زیادہ مشکل کام لکرگس کو درپیش تھا جس کے لیے وعظ و نصیحت اور ترغیب و فہمایش کافی نہ تھی۔ کیونکہ اُس کا مقصود کرسے تلوارین کھلوانا اور جسمون سے

زرہ بکتر اُتروانا نہ تھا بلکہ اپنے عیش پسند شہریون سے سیم و زر چھکوانا اور اعلےٰ ساز و سامان چھڑوانا تھا۔ اُس کی یہ تعلیم و تلقین نہ تھی کہ اسلحہ کو بالائے طاق رکھکر اُس کے ہموطن تیر تھوار، مراسم نذر و نیاز ادا کرنے مین مصروف ہو جائین؛ اس کے بالکل برعکس اُن سے یہ مشاغل اور لہو و لعب چھڑا کر جفاکشی اور جنگی مشقون کا عادی بنانا اُس کے مکنونِ خاطر تھا۔ اور یہی سبب ہے کہ اگر نیوما کو محض ہر دل عزیزی اور وعظ و پند کے ذریعے اپنا مقصد حاصل ہو گیا تو لکرگس کو ہزار دشواریان اُٹھانے کے بعد اپنی جان خطرے مین ڈال کر یہ کامیابی حاصل ہوئی؛ نرمی اور اخلاص نیوما کی فطرت خداداد کے جوہر تھے جن کی بدولت ایک تند خو شعلہ مزاج قوم کی اُس نے اصلاح کی اور عدل و مصالحت کا پابند بنایا۔ حالانکہ اگر ہم ہیلاٹ کے ساتھ بدسلوکی کو جو نہایت غیر منصفانہ اور ظالمانہ طریق عمل تھا، لکرگس کے قوانین کا جزو سمجھین تو ہمین یہ ماننا پڑیگا کہ شرافتِ نفس اور یونانی المزاج ہونے مین نیوما کو اُس پر بدرجہا فوقیت حاصل ہے۔ کیونکہ رومہ مین جو دستور تھا کہ زحل دیوتا کے تہوار پر اصلی اور واقعی غلام تک اپنے مالکون کے ساتھ بیٹھکر گوشت کھاتے تھے تاکہ آزادی کی نعمتون سے کچھ لطف اندوز و لذت یاب ہو سکین، اُس کی ابتدا بھی نیوما ہی سے منسوب ہے اور لوگون کے خیال مین اسی کی یہ خواہش تھی کہ جنھون نے اتنی محنت اور امداد کی ہے انھین بھی زمین کی سالانہ پیداوار سے کچھ حصہ دیا جائے۔ ایک دوسرا قول یہ ہے کہ یہ رسم عہد زحل کی یادگار مین منائی جاتی تھی کہ اس زمانے مین آقا اور غلام مین کوئی امتیاز نہ تھا اور وہ سب کے سب بھائیون کی طرح مساوات کامل کی زندگی بسر کرتے تھے۔

مجموعی طور پر دونون مقننون کا مقصود ذہنی ایک معلوم ہوتا ہے یعنی اپنی اپنی قوم کو کفایت و اعتدال کا سبق دینا۔ مگر اور خوبیون کے لحاظ سے دیکھا جائے تو لکرگس کی بڑی کوشش استقامت پیدا کرنا تھی اور نیوما کی عدالت سکھانا لیکن اگر ہم غاصر جبہ

کے اس اختلاف کو پیش نظر رکھیں جو رومہ اور اسپارٹہ میں نمایاں ہے تو غالباً یہ فرق بھی قابل حساب نہ رہے گا۔ کیونکہ نیوما کی کوشش امن وصلح بزدلی یا خوف کی وجہ سے نہ تھی بلکہ اس لیے کہ زیادتی اور ناانصافی سے احتراز کیا جاے۔ اور اسی طرح لکرگس نے جنگجوئی کی تعلیم اس غرض سے نہ دی تھی کہ اس کی قوم دوسروں کے ساتھ ظلم کرے بلکہ اس لیے کہ اپنی مدافعت کر سکے ؛

اپنی اپنی قوم کی عادتیں مرکز وسط واعتدال پر لانے کی خاطر اور حسب ضرورت اُن کی افراط یا تفریط کو گھٹانے بڑھانے کی غرض سے دونوں کو بڑی بڑی جدتیں کرنی پڑیں نیوما نے جو نظام سلطنت ترتیب دیا اس میں انتہاے جمہوریت کے تمام عناصر موجود تھے اور اس کی بوقلمون جماعت حکمرانی میں سُنار، موچی اور گویّے تک شامل کر لیے گئے تھے برخلاف اس کے لکرگس خواص پسند اور حکومت امیرانہ کا پکا حامی تھا۔ ادنے درجے کے تمام پیشوں کو اُس نے پردیسیوں اور نوکروں کے ساتھ ملک سے جلاوطن کر دیا تھا اور سچے شہریوں کو نیزہ وسپر کے سوا کسی اوزار کی اور میخ کی خدمتگزاری میں لڑائی کے سوا کسی اور بیوپار کی اجازت نہ دی تھی۔ اور نہ اپنے فوجی افسروں کی اطاعت اور دشمنوں پر فتح حاصل کرنے کے علاوہ کسی علم وفن کی تعلیم روا رکھی تھی۔ ہر قسم کا روپیہ کمانا اُن کے لیے ممنوع تھا اور اُن کی طرز زندگی اس اصول کے موافق بنانے کی غرض سے تمام مسائل کو جنکا روپے سے تعلق ہے مقنن نے اچھی طرح چھانا تھا اور باورچی خانے اور دسترخوان سے لگا کے نوکروں اور غلاموں تک کے بارے میں ضابطے بنائے تھے ؛ لیکن نیوما نے ان میں سے کسی شے کو ہاتھ نہیں لگایا اور اُن کی غیر معتدل جنگجوئی کا سدباب کرنے کے علاوہ لوگوں کو دولت حاصل کرنے کے تمام وسائل اختیار کرنے کی پوری آزادی دیدی تھی۔ اس معاملے میں جو عدم مساوات پیدا ہوتی ہے اُس کے رفع کرنے کی بھی نیوما نے کوئی کوشش نہیں کی تھی اور جایز رکھا تھا کہ جو شخص جس قدر چاہے دولت سمیٹ کر

مالدار ہو جاے۔ حالانکہ اس کا فرض تھا کہ ابتدا ہی مین جب کہ لوگون کی حالت زیادہ مختلف نہ تھی اور وہ تقریبًا یکسان معاشرت رکھتے تھے، لکرگس کی طرح ایک طرف افلاس کی زیادتی روکنے کا انتظام کرے اور اُدھر زر پرستی کی بلا کا پیش از پیش تدارک کرے کہ جو کوئی معمولی بلا نہین بلکہ فی الحقیقت بعد کی تمام بڑی بڑی خرابیون کا اصلی بیج اور پہلا آغاز ہے۔ لیکن زمینون کی از سر نو تقسیم کا مسئلہ ایسا ہے جس مین نہ لکرگس قابل الزام ہے کہ اُس نے کی اور نہ نیوما لائق اعتراض ہے کہ اُس نے نہین کی۔ کیونکہ اسپارٹ کے نظام سلطنت کی بنیاد ہی اس مساوات پر رکھی گئی تھی بخلاف روما مین جو تقسیم پہلے سے موجود ہو گی خود اُس کو زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا اور اس کو بدلنے کی کوئی خاص ضرورت نہ تھی۔

مگر عورتون اور بچون کے معاملے مین خصوصًا تعلقات زن و شو کو رقابت و حسد سے محفوظ رکھنے کے لیے جو حکمت عملی انھون نے اختیار کی وہ آپس مین مختلف تھی۔ ایک رومی شوہر کو قانونًا اختیار تھا کہ کافی بچے ہونے کے بعد پسند آئے تو اپنے لاولد ہمسائے کی درخواست پر اپنی بیوی کو تھوڑے دن یا ہمیشہ کے لیے چھوڑ دے کہ وہ اُس ضرورت مند سے شادی کر لے۔ لیکن اسپارٹہ مین اپنی زوجہ کو دوسرے کے استعمال مین دے دینے کے باوجود قطع تعلق کرنا ضروری بات نہ تھی۔ یہی نہین بلکہ جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہین بہت سے اسپارٹی خود اپنے واسطے تندرست اور خوبصورت بچے حاصل کرنے کی غرض سے غیر مردون کو اپنے ہان مدعو کرتے تھے! اب سوال یہ ہے کہ ان دونون طریقون مین اصولی فرق کیا ہے؟ کیا لس ڈی مونی طریقے مین بیویون کی جانب سے بالکل اور انتہائی بے پروائی مترشح نہین ہوتی؟

برخلاف اس کے رومی دستور مین شوہر کی مرضی کا زیادہ دخل ہے اور ہر ایسی تبدیلی پر ایک نئے معاہدے کا پردہ ڈال کر تعلقات زناشوئی کی نازکی کا زیادہ لحاظ رکھا گیا ہے۔ اسی پر منحصر نہین۔ نیوما کی جو ان عورتون کے متعلق عام ہدایتین بھی اُن کی جنسی و حیا شعاری کے لحاظ سے زیادہ موزون ہین۔ حالانکہ لکرگس کے ہان اس قسم کی پابندیون کا مطلق خیال نہین

کیا گیا ہے اور شعرا (مثلاً ابی نس) کو اِن ہی وجوہ سے موقع ملا ہے کہ وہ اس کی ہوطن عورتون کو فینو سے ری دس یعنی رانین کھلی کہہ کر ذلیل کرین اور شوہرون کے واسطے اُن کے ازخود رفتہ ہونے کا خاکہ اُڑائین جیسا کہ یوری بیدس نے اُڑایا ہے :-

"نکل کر گھرون سے جوانون کے ساتھ۔
وہ کرتون کے دامن اُڑاتی ہوئی،
چلین اپنی رانین دکھاتی ہوئی۔"

اور حقیقت مین وہان ناکتخدا لڑکیون کے کرتے کے دامن نیچے سے بے سِلے ہوتے تھے جو چلتے مین اُلٹ جاتے تھے اور تمام ران برہنہ نظر آتی تھی ؛ سقاکلیس نے اس کو بہت واضح کرکے لکھا ہے :-

"وہی جس پہ عالم جوانی کا تھا
بدن سے جو جامہ جس کے لپٹا نہ تھا
اُلٹتا تھا جب دامن پیرہن۔
تو کھلتی تھین رانین — وہ ہرمیون تھی!"

اِن ہی وجوہ سے بیان کرتے ہین کہ ان کی عورتین بہت بے باک اور مردانہ مزاج ہوتی تھین اور ایک طرف تو اپنے گھر کی غیر مشترک مالک اور شوہرون پر حاوی ہوتین اور دوسری طرف اہم سے اہم معاملات قومی مین حصہ لیتین اور رائے زنی کرتی تھین ؛ لیکن عہد نیوما کی بیگمات کا حال دوسرا تھا — رومیولس کے زمانے مین اُن کے ساتھ جو زیادتی کی گئی تھی اس کے کفارۂ گناہ کے بطور جس قسم کا اعزاز و اکرام کیا جاتا تھا وہ اب تک بدستور تھا بایں ہمہ انھین شرم و حیا کی پابندی کی سخت تاکید تھی۔ معاملات مین وہ کوئی دخل نہ دینے پاتی تھین اور متانت اور عادتاً خاموش رہنے پر بڑا زور دیا جاتا تھا ؛ شراب کو وہ ہاتھ نہ لگا سکتی تھین اور گفتگو صرف شوہر کی موجودگی مین کر سکتی تھین

ورنہ معمولی سے معمولی مباحث مین حصہ لینا اُن کے لیے ناروا تھا۔ یہان تک کہ جب ایک مرتبہ کسی عورت کو اتنا ہیاؤ پڑگیا کہ اُس نے عدالت مین اپنے مقدمے کی خود پیروی کی تو اس کے ارکان مجلس نے بالکل خرق عادت شے سمجھا اور دیوتا سے استکہان کرایا کہ اس بدعت کا کیا نتیجہ ظہور مین آئیگا؟ اور حقیقت مین اُن کی عام روش اور مسکین مزاجی اُن واقعات سے بخوبی ثابت ہوجاتی ہے جو اس کے خلاف کرنے والیون کی نسبت منقول ہین۔ یعنی جس طرح یونانی مؤرخ اپنی کتابون مین اُن سفاک مجرمون کے نام درج کرنا ضروری جانتے ہین کہ جنھون نے سب سے اوّل خانہ جنگی کے واسطے تلوار میان سے نکالی یا اپنے بھائیون کو مارا یا قتل والدین کا ارتکاب کیا، اسی طرح رومی مصنف کاروی لیس کی مثال لکھتے ہین کہ وہ پہلا شخص ہے جس نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور شہر رومہ کی بنیاد پڑنے کے دو سو تیس برس بعد اس قسم کا یہ پہلا واقعہ تھا۔ یا مثلاً وہ پنارئیس کی بیوی تھالیہ کا ذکر کرتے ہین کہ وہ پہلی بہو ہے جو شاہ ٹارکوان پرسبس کے عہد مین اپنی ساس گی کانیہ سے لڑی تھی۔ تعلقات ازدواجی مین ایسی عمدگی اور خوش اسلوبی کا پیدا ہوجانا یقیناً مقنن کی بڑی کامیابی کی دلیل ہے۔ لڑکیون کی شادی بیاہ کے متعلق جو قواعد نیوما اور لکرگس نے بنائے ہین وہ بھی اپنی اپنی جگہ پر انکی باہم مختلف تعلیم کے مطابق حال ہین۔ لکرگس نے شادی کا وقت سن بلوغ کو پہونچنے اور میلان زوجیت پیدا ہوجانے کے بعد مقرر کیا ہے۔ اُسکے خیال مین ایک جبریہ یا غیر طبعی شادی سے جو خرابیان یعنی باہم ناپسندیدگی یا خوف زن وشو مین آگے چل کر رونما ہوتی ہین انکی بجائے ایسی موافق فطرت شادیان ازدیاد محبت و اخلاص کا سبب ہونگی۔ اور نیز اُنکے جسم ایام حمل کی سختیان زیادہ آسانی سے جھیل سکینگے اور اولاد کی نشو ونما زیادہ عمدہ ہوگی جو کہ لکرگس کے نزدیک شادی کا مقصد وحید تھا۔ اس کے برخلاف رومی اپنی لڑکیون کو بارہ برس کی یا اس سے بھی چھوٹی عمر مین بیاہ دیتے تھے اور اسمین یہ مصلحت تھی کہ انکا غیر ملوث جسم اور دل ابھی سے اپنے آیندہ شوہرون کی تحویل مین دیدیا جاے۔ اور اسمین شک نہین کہ اگر لکرگس کا طریقہ پرورش اولاد کے لحاظ سے

زیادہ قدرتی معلوم ہوتا ہے تو آخر الذکر، اس نظر سے کہ ان دونون (میان بیوی کا) عمر بھر ساتھ ہوگا، اخلاقاً زیادہ مناسب ہے۔ لیکن جو کچھ ہو لکرگس کے وہ مفصل ضوابط جنمین بچونکی ابتدائی تعلیم و تربیت، اُنکا فوجی جماعتون مین مل کر رہنا اور قواعد کی پابندیان پھر اُنکے کھیل کود، ورزش اور کھانے پینے کے طریقے اُس نے بتائے ہین وہ سب ایسے مکمل اور جامع ہین کہ اُسکے مقابلے مین نیوما ایک معمولی واضع قانون رہ جاتا ہے کہ اُسنے ان تمام باتونکو محض باپ کی منشا اور ضرورت پر منحصر کر دیا ہے کہ خواہ وہ اپنے بیٹے کو کاشتکار بنائے خواہ بڑھئی، سنار یا مطرب۔ گویا قوم کے لیے اُنکی ابتدائی تربیت یا قومی اغراض مشترک کے لیے یکسان نصاب تعلیم کا ہونا کوئی وقعت ہی نہین رکھتا اور گویا وہ سب جہاز کے مسافرون کی طرح محض اتفاقاً اپنے ذاتی کاروبار کی وجہ سے یکجا ہوگئے ہین اور فائدۂ عام کی خاطر صرف اُس وقت مل کر کام کرین گے جبکہ خود اُن کی اغراض کسی خطرے مین ہون ورنہ بالعموم ذاتی مقاصد کے سوا اور کوئی شے ان کے مرکوز خاطر نہین ہے۔

اگر ہم معمولی قانون سازون پر اس لحاظ سے اعتراض نہ کرین کہ اُنکے اختیارات یا علم مین کمی تھی، تو چندان مضایقہ نہین ہے۔ لیکن جب نیوما کے مثل کوئی صاحب خرد شخص ایک نئی اور اطاعت پذیر قوم پر بادشاہی حاصل کرلے تو ہمارا یہ دیکھنا بالکل واجبی ہے کہ بچونکی ابتدائی تعلیم کا اُس نے کیا انتظام کیا؟ کیونکہ ایک دانش مند مقنن کے لیے اس سے بڑھکر قابل توجہ کون شے ہوسکتی ہے کہ وہ اپنی آئندہ نسلون کو قوم پرستی اور ایک مشترک نمونۂ شرافت کا سبق سکھاے اور عالم شیر خوارگی سے ایسے قالب مین ڈھالے کہ اُنکے افکار و اعمال مین اتحاد کامل پیدا ہوجائے؟ لکرگس نے اس نصاب تربیت سے جو بڑا فائدہ اُٹھایا وہ خود اُسکے قوانین کا تحفظ اور بقا تھی۔ اور اگر وہ ابتدا ہی سے اپنے ضوابط اور اصول اُنکے دلون مین راسخ نہ کردے اور انکو بچپن سے اپنے قومی نظام حکومت کا سچا پابند نہ بنادے تو محض لوگون کے قول و قسم سے اسکے قیام کا چندان اطمینان نہ ہوسکتا تھا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ اُسکے بڑے بڑے آئین اور بنیادی اصول پانچسو برس سے زیادہ عرصے تک زیر عمل اور کسی گہرے اور جمے ہوے نقش کی طرح قوم کے دلون پر منقوش رہے؛ حالانکہ نیوما کا اصلی مدعا اور مقصد اوّلین

یعنی امن و مصالحت کا قیام، اُس کے ساتھ خاک مین مل گیا اور اُسکی آنکھ بند ہوتے ہی مندر جانوس کے پھاٹک چوپٹ کھل گئے جسکے ساتھ ہی اس طرح کہ گویا جنگ انھین دیوارون مین مقید اور بند تھی، قتال و خونریزی کا ایک سیلاب ساری اطالیہ پر امنڈ آیا اور عدل و انسانیت کا قصر رفیع آناً فاناً مین ٹوٹ کر فنا ہوگیا۔ کیونکہ اسکے در و دیوار مین اس بانی مدارسالے کی کمی تھی جسکا نام تعلیم ہے۔ ممکن ہے اس موقع پر بعض لوگ دریافت کرین کہ کیا رومہ کو ان لڑائیون کی وجہ سے فلاح اور ترقی نصیب نہ ہوئین؟ اور حقیقت مین اگر کسی کے نزدیک ترقی اور بہتری، امن و امان کی محفوظ اور اُس شریفانہ اور آزادانہ زندگی کا نام نہین کہ جو انصاف کامل سے مصحوب ہوتی ہے بلکہ روپے اور سامان تعیش کی افراط اور وسعت سلطنت کا نام ہے تو مذکورۂ بالا سوال کا تشفی بخش جواب اُسکو دینا بڑی طوالت کا کام ہے، لیکن اگر اس بحث کو نظر انداز کر دیا جاے تو بھی یہ بات لکرگس کے لیے کم باعث فخر نہین ہے کہ رومیون کی سلطنت نے تو اُس وقت ترقی اور عروج پایا کہ جب اپنے مقنن کے ضوابط و شعایر انھون نے ترک کر دیے لیکن اہل اسپارٹہ اپنے مقنن کے آئین و قوانین چھوڑتے ہی اوج کمال سے تحت الثریٰ مین گر پڑے اور وہ تفوق قائم رہنا تو درکنار جو انھین تمام یونان پر حاصل تھا، خود زندہ رہنا اُن کے لیے مشکل ہوگیا، البتہ نیوما کی خصوصیتین بڑی قابل تعجب اور تقریباً منجانب اللہ ماننی پڑتی ہین کہ اوّل تو پردیسی ہونے کے باوجود اہل رومہ نے اُس کو بہت بڑا پایا اور سلطنت پیش کی اور دوسرے یہ کہ ہر چند اُس نے نظام سلطنت کو بالکل بدل دیا اور تینتالیس[۴۳] برس تک ایک ایسے شہر پر حکومت کی کہ جو قریب قریب بدوی حالت مین تھا، باین ہمہ سواے صلاح و نصیحت کے اُسے آخر تک کسی جبر یا زبردستی کی ضرورت نہین پڑی (حالانکہ لکرگس، عوام الناس کو مرعوب کرنے کے لیے مجبور ہوگیا تھا کہ مسلح معززین شہر کی امداد حاصل کرے) بلکہ صرف دانش و انصاف کی قوت سے اُسنے بگڑے اور بیگانے کو متحد اور شیر و شکر کر دیا

یونان کے مشہور مقنن

سولن

کی سوانح عمری

علم صرف ونحو کے ماہر ڈڈی مس Didymus نے (آئین سولن کے بارے مین اُسل بیادیش کو جواب دیتے ہوے) کسی شخص فلاقلیس کا یہ قول نقل کیا ہے کہ سولن کے باپ کا نام یوفورین Euphorion تھا۔ یہ خیال مصنفین کی کثرت راے سے بالکل مختلف ہے۔ کیونکہ اسکی نسبت عام طور پر تسلیم ہے کہ وہ ایکیس مس ٹایڈس Execestides کا بیٹا تھا جو کارڈس Cardus کی نہایت شریف نسل کا رکن اور شہر مین خاصا صاحب ثروت و وجاہت آدمی گذرا ہے۔ سولن کی مان شاہ پی سس ٹراٹس Piosiratus کی قریبی بہن ہوتی تھی جس کی تصدیق ہرکلیڈس پانٹی کس Heracleides Ponticus کے بیان سے ہوتی ہے۔ سولن کی اپی سس ٹراٹس سے بڑی دوستی تھی جس کی وجہ شاہ موصوف کی صفات حمیدہ اور حسن صورت کے علاوہ یہ قرابت داری بھی تھی۔ اور میرے خیال مین یہی سبب تھا کہ جب آگے چل کر معاملات ملکداری مین انکا اختلاف ہوا تو انکی لڑائی بہت زیادہ نہ بڑھی۔ اور انکے دلون مین پرانی محبت اور دوستداری کی گرمائی باقی رہی۔ کیونکہ یہ بات سولن کی نظمون اور بعض قوانین سے ثابت ہے کہ وہ حسن وجذبات سے متاثر ہوے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ اسی طرح پی سس ٹراٹس کی حسن پرستی

کا لکھا ہے کہ وہ ایک شخص چارمس Charmus نام پر فریفتہ تھا۔ اسی نے اپنے (دارالفنون) اکیڈیمی مین "مجسمہ محبت" کا مجسمہ بنوا کر نذر دیا تھا جہان کہ مشعلون کی مقدس دوڑ مین دوڑنے والے اپنی مشعلین روشن کرتے ہین۔

ہرمپس Hermippus لکھتا ہے کہ جب سولن کے باپ نے اپنی فیاضیون اور بخششون سے ساری جایداد تباہ کردی تو سولن نے جوانی مین سوداگری کا پیشا اختیار کیا اور اگرچہ اسکے احباب مدد دینے کے لیے تیار تھے مگر اُسے انکے آگے ہاتھ پسارتے شرم آئی۔ وہ تھا بھی تو اُس خاندان کا جو مدد لینے کے بجاے دستگیری اور سلوک کرنے کے زیادہ عادی تھے۔ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہین کہ وہ سوداگر نہین تھا بلکہ سیاحتین جو کیا کرتا تھا تو اسکا قصد روپیہ کمانے کے بجاے علم و تجربہ حاصل کرنا ہوتا تھا۔ واقعی اسمین شک نہین کہ وہ علم کا عاشق صادق تھا۔ جب بڈھا ہوگیا تب اپنی نسبت اکثر کہا کرتا ع "بڑھتی ہے روز روز یان پیری کے ساتھ آگہی" اسکے ساتھ دولت کی کچھ زیادہ چاہت اُسے نہ تھی۔ دولتمند اور معمولی آدمی اسکی نظر مین برابر تھے۔ اپنے اشعار مین کہتا ہے کہ مین ایکسا سمجھتا ہون اس کو۔

"جسکی مُٹھیان سیم و زر سے بھری ہین اور جو گھوڑون کا اور بہت سے خچرون اور بیگھون کے بیگھون کھیتون کا مالک ہے — اور اُس کو جو سیدھا سادا سفید پوش شخص ہے معمولی غذا کھاتا ہے ایک نوعمر بیوی اور ایک بچے رکھتا ہے کیونکہ یہ بھی ہونا چاہیے اور اسکے ساتھ عمر بھی اسکی اتنی زیادہ نہین کہ چیزین اُسکے لیے بے جوڑ ہوجائین"

ایک اور جگہ لکھتا ہے:

"دولت مین لے لون مگر ایسی کبھی نہ لونگا جو ناجایز ذریعون سے حاصل کی گئی ہو کیونکہ اُسکا خمیازہ بھی، گو بہت دن مین سہی، کبھی نہ کبھی ضرور بھگتنا پڑیگا"

اور حقیقت مین نیکون اور اہل تدبر کے لیے یہ ناروا نہین ہے کہ سامان تکلف چھوڑ کے معمولی ضروریات

زندگی کا انہین خیال اور فکر رہے ؛

سولن کے زمانے مین ہیسیڈ Hesiod کے بقول کام کرنا کوئی ذلت نہ تھا" نہ تجارت کوئی بُری شے تھی بلکہ یہ پیشہ نہایت شریف سمجھا جاتا تھا کہ اسکی بدولت غیر ملکیون کی عمدہ عمدہ راحت رسان اشیا اپنے وطن مین لاتے تھے اور نئے نئے تجربے حاصل کرتے تھے - اور اسی لیے سوداگری بادشاہون سے تقرب حاصل کرنے کا بھی ایک وسیلہ سمجھی جاتی تھی ؛ بعض سوداگر بڑے بڑے شہرون کی بنیاد رکھتے تھے جیسے پرڈیس Pramnes شہر مسیلہ Massilia کا بانی جو نواح رھون[1] کے گانون مین نہایت ہر دلعزیز تھا - بعضون کا بیان ہے کہ حکیم بقراط اور طالیس Thales بھی تجارت کرتے تھے - اور افلاطون اپنے سفر کا خرچ مصر مین تیل بیچ بیچ کر چلایا کرتا تھا ؛

کہتے ہین کہ سولن کی فیاضی اور مزاج کی نرمی ، اور حکیمانہ ہونے کے بجاے عام پسند رندانہ شاعری کا سبب بھی یہی تجارت پیشگی ہے - کیونکہ ہزارون مصائب و آلام اُٹھانے کے بعد یہ عین فطرت انسانی کا اقتضا ہے کہ پھر کچھ خوشدلی اور عشرت کے سامان چاہتی ہے مگر یہ بات کہ وہ اپنے کو امیر نہین سمجھتا تھا بلکہ معمولی آدمی شمار کرتا تھا اسکے شعرون سے ظاہر ہے

"بعض اشرار خوب مالدار ہین اور بعض اچھے آدمی غریب ہین - ہم تو
اپنی نیکیان کبھی ایسی دولت سے نہ بدلین ! نیکی تو ایسی شے ہے کہ
کوئی اسے نہین چھین سکتا - لیکن روپیہ دن بھر مین ہیں گھر بدلتا ہے"

ابتدا مین سولن معمولی اور فضول فضول چیزون پر شعر کہا کرتا تھا اور بیکار وقت اس طرح گذارنے کے سوا کوئی خاص مقصد شاعری سے اسکا نہ تھا لیکن بعد مین وہ اخلاقی اور سیاسی چیزین بھی اسمین داخل کرنے لگا - اور یہ محض بطور واقعہ نگاری کے نہین بلکہ کبھی اپنے افعال کی دلیل خوبی مین کبھی ایتھنزیون کی اصلاح و تعدیل مین - اور کبھی انہین عمدہ سے عمدہ کامون پر اُبھارنے

[1] Rhone جرمنی کا مشہور دریا ہے -

کے لیے ہوتی تھی ؛ بعض لوگ بیان کرتے ہین کہ وہ اپنے قوانین تک کو رزمیہ نظم مین لکھنا چاہتا تھا بلکہ اس نے اس طرح لکھنا شروع بھی کر دیا تھا کہ : —

ہم بصد عجز و نیاز اپنے قوانین کے واسطے طلب کرتے ہین ،
صاحب قوت اندرسے[1] ، عزتین اور برکتین اور تعریفین :"

فلسفہ مین ، اس زمانے کے اکثر حکما کی طرح سولن زیادہ زور اس اخلاق اور ان اطوار پر دیتا تھا جنکا تعلق ملک داری سے ہے - طبیعات مین وہ سیدھی سادی پرانی ڈگر پر چلتا تھا جیسا کہ ذیل کے اشعار سے ظاہر ہوتا ہے : —

"یہ بادل ہین جو اولے اور برف بناتے ہین اور بجلی سے لازمی طور پر
کڑک پیدا ہوتی ہے جھکڑ چلتا ہے تو سمندر مین طوفان اُٹھتا ہے
ورنہ بغیر آندھیون کے اسکی حالت بہت ٹھیک رہتی ہے ؛"

دراصل گمان غالب یہ ہے کہ فلسفہ کو جس نے پہلے پہل روزمرہ کی باتون سے اُٹھا کر نظریات تک پہنچایا وہ طالیس Thales ہے باقی اس وقت تک جو لوگ فلسفی کہلاتے تھے اُنکی بڑی لیاقت امور ملکہ امری مین بصیرت ، ہوتی تھی ؛ مشہور ہے کہ ان سب فلاسفہ کو شاہ ہیری اینڈر Periander نے دو دفعہ ضیافت دیکر پہلے ڈلفی مین اور پھر کورنتھ مین جمع کیا تھا - اور انھی جلسون مین وہ ایک دوسرے سے روشناس ہوے تھے ؛ لیکن انکا شہرہ زیادہ اس وجہ سے ہوا کہ جب انکے پاس ایک تپائی (جسکا قصہ آگے آتا ہے) بھیجی گئی تو ہر ایک نے خود اسکا قضیہ چکانے سے انکار کیا - اور کمال منکسر مزاجی سے کسی دوسرے ہم عصر کا نام لے دیا کہ "وہ مجھ سے زیادہ لایق فایق ہے اُسکے پاس یہ معاملہ لے جاؤ ؛" قصہ اس تپائی کا یہ تھا کہ ایک مرتبہ کورنتھ کے ماہی گیر مچھلیان پکڑنے کے لیے جال پانی مین

[1] اندر جسے ہمارے ہان مشہور کر دیا ہے کہ پربون کا ناج دیکھنے کے سوا کوئی کام نہین دراصل سلے ڈیوناؤن کا سردار ہے اور ٹھیک یونانیون کے زیوس (Zeus) دیوتا کے مانند ہے - سنے اس یونانی دیوتا کی جگہ اندر ہی لکھنے کو ترجیح دی - مترجم

ڈال رہے تھے چند لیشی Lesbos کے 17 مسافر بھی وہان آنکلے اور انھون نے بن دیکھے یونہی قیمت لگادی کہ اتنے دام دیکر اس دفعہ جو کچھ جال مین آئے وہ ہمارا۔ اتفاق سے جب جال کھینچا تو اسمین ایک سونے کی تپائی نکلی، جسے شہر ٹرو کے فتح ہونے کے بعد شہزادی ہیلن Helen نے لوٹتے وقت ایک قدیم پیشین گوئی کی یاد مین وہان ڈال دیا تھا۔ اب لیشیون نے اُس پر دعوے کیا اور راہی گیرون نے دینے سے انکار۔ یہ جھگڑا یہان تک بڑھا کہ دونون شہرون مین مخالفت پیدا ہوگئی اور نوبت لڑائی کی پہنچی۔ اپالو دیوتا کے یہان سے آخر یہ فیصلہ ہوا کہ اس معاملے مین سب سے عقلمند شخص کو حکم بنایا جائے۔ چنانچہ پہلے اسکو ملطہ مین طالیس Thales کے پاس بھیجا گیا اور فریقین نے اپنا اپنا دعوی پیش کیا لیکن طالیس نے حکیم بیاس Bias کو اپنے سے دانشمند قرار دیا اور وہ تپائی اُس کے پاس بھجوائی۔ اُس نے کسی اور کے پاس لیجانے کی سفارش کی اور اسی طرح پھرتے پھرتے وہ تپائی دوبارہ طالیس کے پاس آئی اور آخر ملطہ سے منتقل ہوکر شہر تھیبہ پہنچی جہان اسکو اپالو دیوتا کے مندر پر چڑھا دیا گیا۔ سفراسطس لکھتا ہے کہ پہلے ہی پہل یہ تپائی بیاس کے پاس لائی گئی تھی پھر طالیس کے پاس گئی اور وہان سے چکر کھاکے دوبارہ بیاس کے سامنے آئی اور پھر ڈیلفی کے مندر پر چڑھی۔ بہرحال اس واقعے کو سب نے اسی طرح بیان کیا ہے البتہ تپائی کی جگہ بعض کہتے ہین کہ وہ ایک طلائی پیالہ تھا جسے شاہ کریسس Croesus نے تحفۃً بھیجا تھا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ اسے بطی قلیس چھوڑ گیا تھا۔

کہتے ہین سولن کی انا کارسس Anacharsis اور طالیس سے بڑی دوستی تھی۔ بعض روایتون مین انکی ملاقات اور مکالمت بھی سننے مین آئی ہے مثلاً مشہور ہے کہ انا کارسس نے ایتھنز آکر سولن کا دروازہ کھٹکھٹایا اور کہلا بھیجا کہ ایک پردیسی آپکا مہمان اور دوست بننے کے لیے آپ کے گھر آنا چاہتا ہے۔ سولن نے کہا کہ دوستی کے لیے تو اپنا گھر ہی زیادہ مناسب ہوتا ہے۔ انا کارسس نے جواب دیا کہ روا چاہتا تو اپنے گھر پر ہوپر کیون نہین

مجھ سے دوستی کرنی چاہتے تھا۔ یہ حاضر جوابی دیکھکر سولن بھی متعجب ہوا پھر بڑی مہربانی سے اپنے گھر لیجاکر اُسے مہمان رکھا اور اگرچہ وہ ملکی معاملات اور قانون سازی مین منہمک تھا۔ تاہم اپنے مہمان کے پاس کچھ نہ کچھ وقت ضرور گذارتا۔ جب اناکارسس نے اسکے قانون دیکھے اور اچھی طرح انکا مطلب سمجھا تو ہنسنے لگا کہ سولن اپنے اہل وطن کی بد دیانتی اور حرص قانون کے زور سے روکنا چاہتا ہے۔ حالانکہ یہ تحریرین تار عنکبوت کی طرح ہین جنمین کمزور تو لپیٹ پھنس سکتے ہین۔ باقی طاقتور اور روپے والے انہین جب چاہین توڑ پھینکین۔" سولن نے اس اعتراض کا یہ جواب دیا کہ لوگ عہد کی پابندی کرتے ہین بشرطیکہ انھین اسکے توڑنے مین کوئی فائدہ نظر نہ آئے۔ پس مین اپنے قوانین اس طرح وضع کرونگا کہ میرے اہل وطن اس بات کو اچھی طرح جان لین کہ قانون شکنی سے کوئی فائدہ نہین اور انصاف پر قائم رہنا ہی زیادہ اچھا ہے"۔ لیکن سولن کی یہ امید بر نہ آئی بلکہ اناکارسس ہی کا قیاس ٹھیک نکلا۔ اُس نے ایک بار ایتھنز کی مجلس ملکی دیکھکر یہ بھی کہا تھا کہ یونان مین بڑی حیرت کے لایق یہ بات ہے کہ یہان عقلا تقریرین کرتے ہین اور حمقا فیصلے کرتے ہین"۔

کہتے ہین سولن طالیس سے ملنے ملطہ گیا تھا۔ اور اسکے پاس رہا تو اسنے حیرت ظاہر کی کہ طالیس کو تاہل سے ایسی بے پروائی کیون ہے؟ اس وقت تو طالیس نے اسکا کچھ جواب نہ دیا لیکن تھوڑے دن بعد ایک پردیسی کو سکھا پڑھا کے لایا جس نے جھوٹ موٹ بیان کیا کہ مین دس روز ہوے ایتھنز سے آیا ہون۔ جب سولن نے وہان کی خیر خبر دریافت کی تو شخص مذکور نے سکھانے کے مطابق کہا" اور تو کوئی تازہ خبر نہین ہان جب مین چلا ہون تو ایک نوجوان کے جنازے کی تجہیز و تکفین مین سارا شہر شریک تھا۔ کیونکہ لوگ کہتے تھے وہ کسی نہایت معزز اور صاحب اثار شخص کا بیٹا تھا اور اسکا باپ وطن سے دور کہین سیاحی پر گیا ہوا تھا"۔ سولن نے کہا" وہ شخص بھی کتنا بدنصیب ہے!۔ مگر اسکے نام کی بھی خبر ہے کہ کیا تھا؟" مخاطب نے جواب دیا" مین نے نام سنا تو تھا مگر افسوس ہے اس وقت ذہن مین محفوظ نہین رہا۔ ہان

یہ تو مجھے یاد ہے کہ اس شخص کے عدل و دانش کی بڑی تعریفین ہوتی تھین،، غرض اس قسم کے مبہم اتے ہتون سے سولن کو رفتہ رفتہ سخت تردد پیدا ہوگیا اور آخر وہ نہ رہ سکا اور اپنا نام لے کے پوچھنے لگا کہ در کمین وہ سولن کا بیٹا تو نہین تھا؟،، اور جب پردیسی نے کہا کہ ہان اسکے باپ کا یہی نام تھا تو سولن رنج کے مارے سر و سینہ پیٹنے لگا اور جس طرح کہ ان موقعون پر عام لوگ کرتے ہین اسی طرح شور و شیون کرنے لگا۔ تب طالیس نے اسکا ہاتھ تھام اور مسکرا کے کہنے لگا کہ دو سولن یہی چیز مجھکو تامل سے روکتی ہے جسکی سہار تم جیسے مستقل مزاج شخص سے بھی نہ بن پڑی۔ مگر اس اطلاع پر کچھ رنج نہ کرو یہ سب بناوٹی باتین تھین،، یہ روایت ہرمپس نے پٹی کس Patacus سے لی ہے جو اپنی نسبت یہ ڈینگین مارا کرتا تھا کہ مجھ مین ایسپ Aesop کی روح حلول کر آئی ہے؛

لیکن اباب آسایش کو اس لیے تلاش نہ کرنا کہ اگر وہ کھو گئے تو رنج ہوگا، بالکل بے عقلی اور چھوٹے دل کی بات ہے۔ کیونکہ پھر تو اسی خدشے کے مارے دولت عزت حکمت کوئی شے بھی حاصل کرنے کے لایق نہ رہیگی۔ یہان تک کہ نکوکاری بھی کہ دنیا مین بہترین پونجی ہے بعض اوقات بیماری یا ادویات (مثل مسکرات وغیرہ) کی بدولت بیکار ہوجاتی ہے؛ اور طالیس نے اگر شادی نہین کی تو کیا ہوا۔ اسکے ساتھ تامل کے مخصے نہ سہی اپنے وطن اعزا اور احباب کے افکار تو لگے ہوے تھے۔ اگر وہ ان سب سے بے تعلق ہوجاتا تب بے شک ہم سمجھتے کہ وہ افکار و آلام دنیوی سے آزاد ہے۔ طرہ اس پر یہ ہے کہ ہمین معلوم ہوا ہے اُس نے اپنے بھانجے سائی لسٹس Mitilenian کو اپنا متبنےٰ بیٹا بھی کر لیا تھا؛

بات یہ ہے کہ خود روح ایک اصول، لطف و کرم کا اپنے مین رکھتی ہے اور جس طرح سوچنے سمجھنے اور یاد رکھنے کی قوت رکھتی ہے اسی طرح محبت کرنا بھی اسکے خواص مین داخل ہے پس جب کسی کا کوئی نہین ہوتا جسے وہ پیار کرے تو وہ از خود کسی غیر کی طرف مائل ہو کر اسی کا شیدائی ہوجاتا ہے۔ اور بیگانی چیزین درکنار ناروا اشیا تک سے التفات کو اپنی جانب کھینچتی ہین۔ یہی

حال ان املاک اور جایداد دن کا ہوتا ہے جنکے اصلی وارث نہین رہتے اور وہ غیرون کے پاس چلی جاتی ہین ۔ اور التفات و محبت ہی کے ساتھ تشویش وافکار آتے ہین یہان تک کہ ایسے لوگ جو توالد وتناسل کو سب دشنام کرتے ہین بہت دفعہ انہین لونڈی غلامون کے بچے کی بیماری یا موت پر آنسو بہاتے اور کڑھتے دیکھا ہے بعض کتے بلی کی موت پر رنج کے مارے آپے سے باہر ہو جاتے ہین ۔ حالانکہ بہت سے خدا کے بندے ایسے بھی ہین جو اپنے ہونہار بچون کی موت کا رنج مردانہ وار برداشت کرتے ہین اور ہوش ودانائی کے ساتھ باقی عمر گذار دیتے ہین ۔ درحقیقت یہ محبت نہین کمزوری ہے جو بے عقلون کو تقدیری امور پر اس طرح کا بیتاب و بے قرار اور ایسی اذیت وکرب مین مبتلا کر دیتی ہے جس سے انھین لحظہ بھر چین نہ ملے ۔ ایسے لوگون کو خوشی کو پامال کر دینے کے لیے تو بغیر نقصان پہنچے محض آیندہ نقصان کا اندیشہ ہی کافی ہے کہ انھین مسلسل خوف، فکر اور تکلیف مین پھنسائے رکھے ۔ ہمین ہرگز روا نہین کہ دولت کے نقصان کے ڈر مین مفلسی کو پسند کرین یا اولاد مرجانے کے خوف سے شادی ہی نہ کرین ۔ بلکہ یہ نقصانات ہمیشہ ضبط اور عقل کے ساتھ برداشت کرنے چاہیین ۔ لیکن یہ بحث اتنی ہی کافی ہے ۔

اب یہ سنو کہ جس زمانے مین ایتھنز والے مگاریون Megarians سے جزیرہ سلامیس Salamis کے لیے لڑتے لڑتے تھک گئے اور دشمون کا کچھ نہ بگاڑ سکے تو انھون نے اپنے ان قانون بنایا کہ جو کوئی اب ایتھنز کو سلامیس پر قبضہ حاصل کرنیکی بذریعہ تقریر یا تحریر ترغیب دے تو اسکو سزاے موت دی جاے ۔ اس شرمناک اظہار بزدلی پر سولن نہایت ناراض ہوا ۔ اور یہ دیکھکر کہ ناراض تو اور بھی بہت نوجوان اسکی طرح ہین لیکن چاہتے یہ ہین کہ ابتدا کوئی اور قانون شکنی کرے ، اسنے اپنے آپ کو دیوانہ بنالیا ۔ اور خود اسکے خاندان والون نے شہر مین مشہور کر دیا کہ اس کا دل الٹ گیا ہے ۔ اس کے بعد اس نے ایک مرثیہ لکھکر اسے حفظ کر لیا تاکہ سناتے وقت یہ معلوم ہو کہ ابھی فی البدیہہ کہا ہے ۔ پھر ہاتھ مین ٹوپی لیکے چوک مین دوڑنے لگا اور جب بہت سے لوگ ارد گرد جمع ہو گئے تو ایک اونچی جگہ چڑھ کے اس نے اپنا مرثیہ پڑھنا شروع کیا

Salamis

جس کا مطلع یہ تھا :

"ہے پیاری سلامیس نے تم تک مجھے بھیجا
اور شعر مرے دینگے تمہین وان کا سند دیا"

نظم کا نام بھی "سلامیس" تھا۔ آہین نہایت پر لطف و پر اثر، کل سنو شعر تھے۔ جب یہ نظم گائی گئی تو سولن کے احباب نے اسکو بڑی داد دی خصوصاً پی سس ٹراٹس نے شہر والون کو بہت اُبھارا کہ شاعر کی پیروی کرین۔ اور نتیجہ اس جوش خروش کا یہ ہوا کہ پہلا قانون منسوخ و مسترد ہوگیا اور سولن کی ماتحتی مین از سر نو جنگ چھڑ گئی ؛ اسکے بعد عام روایت یہ ہے کہ وہ پی سس ٹراٹس کے ہمراہ مقام کولیاس Kolias تک جہاز مین آیا۔ یہان کانون کی رسم کے مطابق بہت سی عورتین سیرس دیوی پر قربانیان چڑھانے جمع تھین۔ انکو دیکھکر سولن کو یہ چال سوجھی کہ ایک شخص اپنے مین کا مگارا Megara بھیجا جس نے ظاہر کیا کہ وہ ایتھنز والون سے بگڑکر انھین چلا آیا ہے ساتھ ہی انھین اکسایا کہ اگر ایتھنز کی ذی مرتبہ امیرزادیون کو گرفتار کرنا چاہو تو ایسے مین وہ سب کولیاس پر جمع ہین میرے ساتھ چلو تو آسانی سے اُن کو پکڑوائے دیتا ہون" مگاریون نے یہ سنکر فوراً ایک جہاز مین فوج اسکے ساتھ بھیجدی۔ ادھر سولن نے بھی دور سے انھین بھانپ لیا اور عورتون کو تو اسی دم وہان سے روانہ کردیا اور ان کی جگہ بے ڈاڑھی مونچھ کے چند نوجوانون کو زنانہ لباس پہناکر وہان ناچنے گانے کا حکم دیا۔ اُن کے پاس خنجر بھی چھپے ہوے تھے اور ہدایت یہ تھی کہ جب تک دشمن جہاز سے اترنہ آئین اُس وقت تک وہ ساحل سے جانے کا ارادہ نہ کرین ؛ غرض ایسی ایسی ترکیبون سے مگاری چکمے مین آگئے اور بڑے شوق سے دھما دھم ساحل پر کودنے لگے کہ کہین کوئی تنکا انکے قبضے سے بھاگ کر نہ نکل جائے ؛ اتنے مین جب کہ یہ لوگ یہان اپنی بیوقوفی پر پچھتا رہے تھے سولن جہاز لیکر سلامیس پر جا چڑھا اور مقام مذکور کو بہ آسانی فتح کرلیا ؛

دوسرا قول یہ ہے کہ اسکی تسخیر اس طرح عمل مین نہین آئی بلکہ سب سے پہلے سولن کو ڈیلفی سے

استخارے کے جواب میں یہ پیغام ملا کہ

"جاؤ پہلے اپنے اُن مردانِ نامی کو مناؤ
غرب رُو، سوتے ہین جو سپیفیسوس کی خاک پر
اُنکی سترمنا مین بھینٹ، اچھی سے اچھی تم چڑھاؤ"

اس پر سولن راتون رات جزیرہ سلامیس کی طرف جہازون مین چل پڑا۔ سب سے پہلے اُس نے پی ری فی سس Periphemus اور سکرپوس Scyrheus سورماون کے نام کی قربانیان چڑھائین اور اسکے بعد پانچ سو وانٹیر (متطوعین) اپنے ساتھ کے لیے چھانٹے (واضح رہے کہ حکومت نے پہلے ہی یہ اشتہار دے رکھا تھا کہ جو لوگ سلامیس کو فتح کرینگے وہان کی حکومت مین سب سے بڑا اور مقدم حصہ اُنھین کا ہوگا۔) نیز نامی گیرون کے کچھ ڈونگے اور چند تیس چھوٹی کشتیان لیکر خلیج سلامیس مین مقام نیسی کے مقابل جا اُترا۔ مکاریون کو جس وقت یہ خبر کچھ غلط کچھ صحیح پہنچی تو اُنھون نے جلدی جلدی ہتیار لگانے شروع کیے اور ایک جہاز کو بھی بھیجا کہ دشمن کی خبر لائے۔ یہ جہاز سولن کے ہاتھ پڑگیا اور اس نے مکاریون کو محبوس کرکے اُنکی جگہ اپنے آدمی اس جہاز پر مقرر کردیے۔ انھین حکم دیا کہ جس قدر ممکن ہو خفیہ خفیہ جزیرہ کی طرف کھینا اور خود اپنے سپاہیون کو خشکی کی طرف سے لیجا کر مکاریون سے لڑائی شروع کردی۔ عین اس وقت جب یہ دونون فوجین ایک دوسری سے مصروف جنگ تھین۔ وہ جو جہاز مین تھے بے روک ٹوک شہر تک پہنچ گئے اور اُس پر بہ آسانی قابض ہوگئے۔

فتح سلامیس کی یہ دوسری روایت ہے اور اس کی تصدیق اس رسم سے بھی جو بعد مین منائی جاتی رہی، ہوتی ہے:۔ یعنی ایک ایتھنزی جہاز بہت خاموشی اور اخفا کے ساتھ جزیرے کی طرف کھیا جاتا پھر اسکے ہتیار بند سوار یکبارگی غل شور مچاتے ہوے کود کود کے زمین پر اوترتے اور ایک نعرہ لگاکر اس کریم کی جانب دوڑتے اور خشکی کی طرف کے آنے والون سے اس جگہ آن کر مل جاتے۔

علاوہ برین اسی راس پر سولن نے مریخ دیوتا کے نام پر ایک مندر تعمیر کیا ہے کیونکہ مگاریون کو شکست دینے والا وہی ہے - اور اسی نے جو شکست خوردہ باقی بچے ان کو خاص خاص شرائط پر امان دی تھی ؛

لیکن اس کے بعد بھی لڑائی ہوتی رہی اور چونکہ فریقین کافی نقصان اُٹھا چکے تھے اس لیے انہون نے اسپارٹا والون کو اپنا پنچ بنایا - اس موقع پر مشہور ہے کہ جب یہ معاملہ پنچایت مین آیا تو سولن نے ہومر کے چند شعر برمحل پڑھکر ان کے اثر سے بہت فایدہ اٹھایا - ان شعرون مین اُس نے تھوڑا سا تصرف کرکے یہ بیت بھی اپنی طرف سے اضافہ کردی تھی :-

"سلامس سے بارہ جہاز بہادر اجکس Ajax لے آیا -
اور اسکے ساتھی ایتھنز والون کے شانہ بشانہ ان کے
دشمنون سے لڑے "-

مگر ایتھنز والے اس روایت کو صحیح نہین مانتے - انکا بیان ہے کہ سولن نے پنچون پر یہ بات اچھی طرح سے کھول دی کہ اس جزیرے کو اسکے اصلی وارث ، یعنی اجکس کے بیٹے ہمین دیچکے ہین - ان دونون کو اسکے بدے مین ایتھنز کے حقوق شہریت اور قصبہ فلیڈی Philaidae کی حکومت حاصل ہوئی - (جہان کا پی سس ٹراٹس تھا) اور اسی کی وجہ سے ایک بھائی کا نام قلیوس ہوا - دوسرا ایوسس ہے وہ بھی ہماری سرزمین (ایٹکا Attica) کے موضع براورون Brauron مین بستا ہے ؛

اسکے سوا سولن نے مگاریون کی زیادتی کی دلیل ایک اور بھی دی - اور کہا کہ یہ اپنے مُردون کو ایتھنز والون کی طرح غرب رُو دفن کرنے لگے حالانکہ اُن کے ہان دستور شرق رو دفن کرنے کا ہے ؛ لیکن ہیراس میڈس Hermades مگاری نے اس دلیل کو جھٹلایا ہے - اس کا بیان ہے کہ ہم ہمیشہ سے مغرب کی طرف کروٹ لواکر مردے دفن کرتے ہین - البتہ ایتھنزیون کے مانند ہر ایک نعش کے لیے الگ قبر نہین بناتے بلکہ دو دو تین ایک قبر مین رکھ دیتے ہین ؛ لیکن

اہالو کے بعض الہامی اقوال نے سولن کی کچھ اس طرح تائید کی کہ اسی کی بات در پڑی۔ پنج اس معاملے مین کریٹولیڈاس Critolaidas امونارے ٹس Amopharetus ہیپکی راٹس Hypaechidas انکسی لاس Anexilas اور کلیومینیز Cleomenes اسپارٹی تھے۔

اس واقعے نے سولن کو بہت مشہور و بارسوخ کر دیا۔ اور جب اُس نے ایک دوبین الاقوام جھگڑے مین ڈیلفی کے متبرک الہامی اقوال کی حمایت کی تو سارے یونان مین وہ نام آور ہو گیا اسی کی صلاح پر امفکٹیاون Amphictyons والون نے ہتیار اُٹھائے اس کی تصدیق اسٹو کے اس بیان سے ہوتی ہے جسمین اس نے پتیا Pythia کے کھیل تماشون مین جیتنے والون کے نام گنوائے ہین۔ لیکن اس لڑائی مین سولن نے کمان نہین کی تھی جیسا کہ ہرمپس نے لکھا ہے۔ کیونکہ مشہور خطیب اسکائی نس نے اسکا ذکر نہین کیا اور ڈیلفی کے رجسٹرون مین بھی اسکے بجاے اس مہم کا جرنیل الس مین Alcmeon کو لکھا ہے۔

ایتھنز کی اندرونی حالت اس زمانے مین کچھ اچھی نہ تھی۔ کیلون Cylon کا پرانا جھگڑا جو میگاکلس Megacles کے زمانے سے چلا اب تک چلا آتا تھا۔ قصہ یہ تھا کہ کیلون اور اسکے ساتھی ایک سخت جرم کرکے منروا دیوی کے مندر مین گھس گئے تھے جہان سے زبردستی نکالنا یا ان کی جان مارنا مذہبًا بالکل ممنوع و حرام تھا۔ جب حاکم وقت میگاکلس نے انہین بہلا پھسلا کر مندر کے باہر بلایا اور کہا کہ تم کو مارا نہین جائیگا بلکہ تمہارا قانونی طور پر مقدمہ عدالت مین پیش ہوگا۔ اسپر کیلون اور اسکے ساتھیون نے ایک ڈورا منروا دیوی کی مورت سے باندھا اور اسکا ایک سرا خود ہاتھ مین پکڑے پکڑے مندر کے باہر آئے مگر عدالت تک پہنچنے سے پہلے یہ ڈورا خود بخود بیچ مین سے ٹوٹ گیا۔ اس سے میگاکلس وغیرہ نے یہ نتیجہ نکالا کہ دیوی نے ان کو اپنے تحفظ مین رکھنے سے گویا انکار کر دیا ہے۔ پس وہ سب کے سب گرفتار و سنگسار کر دیے گئے جو دوبارہ بھاگ کر مندر مین گھسے انھین خاص قربانگاہ پر تلوار کے گھاٹ اتارا اور سواے اُن کے

جو مجسٹریٹون کی بیویون کی (منت سماجت کرکے) حمایت مین آگئے کوئی متنفس کیلون اور اسکے ہمراہیون مین سے زندہ نہ بچا۔ مگر اس وقت سے یہ سب مجسٹریٹ اور حکام سخت گنہگار اور قابل نفرت سمجھے جانے لگے۔ کیلون کے ساتھیون کی جو تھوڑی سی جماعت بچ رہی تھی اس کی قوت اس واقعے سے خوب بڑھ گئی اور انھون نے میگاکلس کے رشتہ دارون سے ہزارہا جھگڑے فساد کرنے شروع کیے۔ یہ جھگڑے اُس وقت، جب کا ہم ذکر کر رہے ہین، اپنے کمال پر تھے اور انھون نے لوگون کو کئی ٹکڑیون مین منتشر کر رکھا تھا۔ سولن اپنی نام آوری کی وجہ سے اس مین پڑا اور اُس نے ایتھنز کے لایق لایق اور صاحب اثر اصحاب کو بیچ مین ڈالکر ان جھگڑون کا اس طرح تصفیہ کرنا چاہا کہ تمام مجسٹریٹ جن پر "توہین مذہب" کا الزام لگایا جاتا تھا، انھین اس بات پر رضامند کرلیا کہ وہ تین سو اشرافون کی عدالت مین اپنی صفائی کردین جب اس قرارداد کے مطابق مقدمہ پیش ہوا اور فلیہ کا ایک شخص میران Myron of Phlya ان کے خلاف پیروکاری کے لیے کھڑا ہوا تو آخر مین وہ سب توہین مذہب کے مجرم پائے گئے اور جلاوطنی کا حکم ان کے واسطے صادر ہوا بلکہ جو لوگ انھین سے مرچکے تھے اُن کی لاشین تک قبرون مین سے کھدوا کر حدود مملکت کے باہر پھنکوادی گئین۔ غرض اس عالم مین کہ ایتھنز ان خانگی مناقشون مین پھسا ہوا تھا مگاراوالون نے ان پر حملہ کیا اور نیسی اور سلامیس دوبارہ چھین لیے مزید براں خود شہر مین عجیب عجیب آسیب لوگون کو نظر آنے لگے اور انکے اوہام اور وسوسون کو انکے پنڈت پجاریون نے یہ کہہ کہکر اور بڑھا دیا کہ دیوتاؤن پر قربانیان چڑھانے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی آج کل ناخوش ہین اور ہمین مبتلاے معصیت سمجھتے ہین۔ ضرور ہمارے گناہ اور بداعمالیان روز بد دکھانے والی ہین اور جب تک ان کا کفارہ نہ کیا جائے عذاب کم نہ ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ یہ احوال دیکھکر شہر والون نے قرطیش سے حکیم فہنیمنس فسطائی کو بلوایا۔ یہ شخص عقلاے یونان مین اُن کے نزدیک جو پری انڈر Pre-Andrian کو نہین مانتے، حکیم سابع (یعنی ساتوان عقلند) شمار ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے اُسے عام طور پر دیوتاؤن کا محبوب سمجھا جاتا تھا کیونکہ مافوق العادت

اور مذہبی امور میں اس کی لیاقت و واقفیت امر مسلم تھی۔ اسی وجہ سے اسکے معاصر اُسے بلٹی Bellona دیوی کا بیٹا اور کوریس مسنیس ثانی بھی کہتے تھے۔ جب وہ ایتھنز آیا اور یہاں سولن سے اسکی واقفیت اچھی طرح ہوگئی تو اُس نے سولن کو بہت مدد دی اور اس کے قوانین کے لیے راستہ تیار کردیا۔ وہاں کے سخت طریق ریاضت و نفس کشی کو اُس نے کسی قدر آسان کردیا۔ موتے پر جو سوگ وہاں والے مناتے تھے اور خصوصاً عورتوں سے جو وحشیانہ رسمیں کرائی جاتی تھیں ان کی تخفیف کچھ قربانیاں بڑھا کر کردی۔ لیکن سب سے مفید کام اس نے یہ کیا کہ شہر کی صفائی اور تطہیر آگ اور روشنی سے کرائی ساتھ ہی بہت سی مقدس عمارتوں کی بنیاد رکھی تاکہ لوگوں میں اخلاص و اتحاد بڑھے اور وہ عدل و انصاف کی قدر کرنا سیکھیں۔ سنا ہے منوشیا صنعت Munychia کی عمارت کو دیر تک غور سے دیکھنے کے بعد جو لوگ آس پاس کھڑے تھے اُن سے اس نے کہا کہ وہ آدمی بھی مستقبل سمجھنے میں کس قدر اندھا ہوتا ہے۔ درحقیقت اگر ایتھنز والے پہلے سے جان لیتے کہ یہ عمارت انکے شہر میں کیا کیا آفتیں کھڑی کریگی تو وہ اسکو دانتوں سے توڑتے مگر قائم نہ رہنے دیتے۔" ایک اسی قسم کا خیال طالیس سے منسوب ہے۔ کہتے ہیں اُس نے اپنے دوستوں سے وصیت کی تھی کہ مجھے ملطہ کے بُرے سے بُرے اور کسی گمنام کونے میں دفن کردینا۔ کیونکہ اس مقام کے دن بھی کبھی نہ کبھی پھریں گے اور یقیناً وہاں ایک زمانے میں ملطہ والوں کے بازار لگا کریں گے۔"

فہندش کی ایتھنز میں بڑی عزت اور توقیر ہوئی۔ اور شہر کی طرف سے اسے نہایت بیش قیمت ہدیے پیش کیے گئے لیکن اس نے درخواست کی کہ صرف ایک شاخ مقدس زیتون کی مجھے بطور تحفہ مل جائے۔ اور جب وہ مل گئی تو پھر وہ اپنے وطن لوٹ گیا۔"

جب یہ شورش کیلون کی رفع دفع ہوگئی اور گنہگار شہر بدر ہو چکے تو ایتھنز میں پھر وہی سیاسی اختلافات شروع ہوگئے۔ اور ملک کے مختلف فرقوں میں دھڑا بندی ہونے لگی۔ پہاڑی علاقے کے لوگ دستوری طریق حکومت کے طرفدار تھے۔ میدانی لوگ (ایپیدانو نکے رہنے والے) امرا کی حکومت

کو ترجیح دیتے تھے اور ساحلی دونون کے بین بین تھے اور پہلی دونون جماعتون کے سدّراہ ہو جاتے تھے ۔ اس کے سواد و لتمندون اور مفلسون کی مالی جد وجہد بھی اس وقت علی نہایتہ تھی اور ان سب جھگڑون نے شہر کی حالت اس درجے مخدوش کر دی تھی کہ سوائے تخصی اور مطلق اعنان حکومت کے اس کا حل ہونا نظر نہ آتا تھا ۔ دولتمندون کے قرض سے کوئی شخص بچا ہوا نہ تھا ۔ اور یہ سب مقروض یا تو اپنے قرضخواہون کی زمین جوتتے اور ایک سُدس ادا کرتے رہتے جس سے ان کا نام کمّی موری Mortmain یا تھیٹس Thetes (یعنے سدس دینے والے) پڑ گیا تھا ۔ اور یا یہ لوگ قرض مین اپنا جسم مکفول کر دیتے یہ گویا قرضخواہ کو اختیار دینا تھا کہ وہ جب چاہے انھین اپنا غلام بنالے یا کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دے ۔ بعض اوقات وہ انھین اولاد بیچنے پر (جو قانوناً ممنوع نہ تھا) مجبور کرتا ۔ اور انھی زیادتیون سے عاجز آکر بہت سے مقروض گھر چھوڑ چھوڑ کے بھاگ جاتے ۔ لیکن جب نوبت یہان تک پہنچی تو انھین بہت سے جی دار اُٹھ کھڑے ہوے کہ اپنا ایک سردار منتخب کر کے ان مظالم کا سدباب کرین اور اپنے مبتلاے عقوبت بھائیون کو چھڑا کر ایک نئی حکومت قائم اور زمینون کو از سر نو تقسیم کرین ۔

اس وقت ایتھنز کے عقلا نے ملکر سولن کو مجبور کیا کہ وہ ان کے باہمی جھگڑے چکائے اور ملک کو تباہی سے بچاے ۔ چونکہ سولن متنازعین مین سے کسی فرقے مین بھی نہ تھا ۔ نہ وہ کسی کا قرضدار تھا نہ قرض خواہ ۔ اس لیے سب نے اس کو اپنا حکم منتخب کیا ۔ اور اگرچہ فی نیاس Phainao یہ وثوق کہتا ہے کہ سولن نے ملک بچانے کی خاطر اپنی جگہ ہر فریق کو بہلایا تھا کہ وہ ان کے حسب منشا فیصلہ کر دیگا ، لیکن خود سولن کا بیان اس کے خلاف ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ مین مال دارون کے غرور اور فریق ثانی کی حرص سے اس قدر اندیشہ مند تھا کہ اول اول انکے معاملات مین ہاتھ ڈالتے جھجکتا تھا ۔ بہرکیف قلم بروٹس Philombr alus کے بعد وہ آرکن Ar chon (یعنی حاکم سیادی) منتخب ہوا اور پھر اُسے محاکمی اور قانون سازی کے اختیارات کامل دیے گئے ۔ مال دارون نے اسکو یون منظور کیا کہ وہ خود خوش حال تھا اور غریبون نے

اس لیے ترجیح دی کہ وہ حق پسند اور دیانت دار تھا۔ اسکے انتخاب کے وقت خود اُس کی یہ کہن لوگون مین زبان زد تھی کہ "اگر ہر شے اپنی اپنی جگہ ہموار ہو تو کوئی لڑائی جھگڑا نہین پیدا ہو سکتا"۔ اس قول نے دونون فرقون کو خوش کر دیا تھا۔ دولتمند تو اس سے اپنے موافق یہ معنے لیتے تھے کہ ہر ایک کو اپنا اپنا حصہ ملنا چاہیے اور کم مقدرت لوگ اس کا مطلب یہ سمجھتے تھے کہ ہر شخص کو مساوی حصہ ملنا چاہیے۔ فریقین کی ایسی ایسی توقعات تھین جب انھون نے سولن پر حکمرانی اپنے ہاتھ مین لینے کے لیے زور دیا اور چاہا کہ ایک بار حاکم منتخب ہونے کے بعد پھر وہ اپنی منشا کے مطابق جس طرح مناسب سمجھے معاملات کی درستی کرے۔ عوام الناس تو اس ڈر سے کہ قانون اور معقول فہمایش بھی حالات موجودہ مین کارگر نہین ہوگی یہان تک تیار تھے کہ کوئی دانا اور انصاف پسند شخص ان پر مطلق العنانی کے ساتھ بادشاہت کرے۔ اور یہ بھی کہتے ہین کہ سولن کے پاس ڈلفی سے بھی یہ کہن[1] (پیغام الٰہی) آگئی تھی کہ :-

"وہ جہاز ملک کی پتوار ہاتھ مین لے لے

بہت اہالی ایتھنز ساتھ ہین تیرے"

لیکن سب سے زیادہ سولن کو اسکے خاص خاص دوستون نے نام دھرے کہ ایسا اچھا موقعہ بادشاہت حاصل کرنے کا چھوڑے دیتا ہے۔ حالانکہ جب وہ حاکم بااختیار ملک کی طرف سے منتخب کر لیا گیا تو پھر کیون نہین وہ خطاب بادشاہی کا بھی اپنے لیے اعلان کر دیتا جس کا اسے قانوناً بھی حق ہو گیا ہے"۔ اس سے پہلے جزیرہ یوبا Euboea مین تو تئی دن Hymnodae کو حاکم بنا کے وہان والے یہ تماشا دیکھ چکے تھے اور اسی طرح کی واردات مٹی لین Mytilene مین گذری تھی جہان کہ پٹاکس Pittacus حکومت کو اُلٹ کر شخصی بادشاہ بن بیٹھا تھا۔ لیکن اس قسم کی کوئی مثال یا تحریص سولن کو صراط مستقیم سے نہ ڈگمگا سکی۔ بلکہ اس نے، سنا ہے،

[1] کہن ٹھیک مرادف ہے اور یکل Oracle کا۔ ڈلفی کے مقام پر جو اپالو دیوتا کا مندر تھا اور جس سے عام طور پر مشکلات مین استخارہ کرتے تھے، اسکے الہامی جواب یا بیانات اوریکل ہی کہلاتے تھے۔ مترجم

جواب دیا تو یہی کہ اگرچہ مطلق العنانی ایک نہایت دلکش طلسم ہے لیکن جو اس میں پھنس جاتا ہے پھر وہ کبھی باہر نہیں نکل سکتا۔ (مطلب یہ کہ اگر مطلق العنان بادشاہ چاہے بھی کہ انصاف پسند اور خلایق کی واجبی رائے کا کسی معقول حد تک پابند ہو تو اس سے بن نہیں پڑتا اور اسکی طبیعت یہ گوارا نہیں کرتی)

سولن نے اپنی منظوم بیاض میں بھی فوکس صدر (Phocas) کے نام یہ شعر لکھے ہیں :-

"اس لیے کہ میں نے اپنے ملک کو جون کا توں آزاد رہنے دیا۔

اور اپنا ہاتھ غصب اور زیادتی سے روکا۔ اور اسپر کہ میں نے دھتا خود غرضی اور

دولت کا اپنے اچھے نام پر نہ لگنے دیا۔ مجھے ذرہ برابر پچھتاوا نہیں آتا"۔

بلکہ مجھے یقین ہے کہ یہی چیز میری نام آوری کا طرۂ افتخار رہوگی"۔

ان شعروں سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ سولن اپنی قانون سازی سے قبل ہی مشہور اور نامور آدمی تھا۔ اس نے اپنے شعروں میں اُس تحفہ کا بھی ذکر کیا ہے جو اُس کے دوست بادشاہی نے لیے پر کیا کرتے تھے۔ وہ جس طرح اُس کا خاکہ اڑاتے تھے اُس کو ان لفظوں میں نقل کیا ہے :-

"سولن سچ مچ سادہ لوح اور خالی منصوبے باز شخص معلوم ہوتا ہے۔ دیوتا اسے

چھپر پھاڑ کر دولت دیتے ہیں مگر وہ اپنی خوشی سے اُسے ٹھکرائے دیتا ہے"۔

خیال چھلیوں سے بھرا ہوا تھا مگر اس بے عقل نے بھاری بھاری دیکھکر کم ہمتی سے

اس کو کھینچا تک نہیں"۔ کہیں میں اس کی جگہ ہوتا اور یہ دولت دربار شاہی سلک

روز کے لیے بھی مجھے مل سکتی تو میں اپنی کھال بھی اُتروانا اسکے لیے گوارا کر لیتا"!!

انھی کم حوصلہ اور تنگ خیال دوستوں کی کہن اس نے مذکورۂ بالا الفاظ میں دُھرائی ہے"۔

لیکن اگرچہ حکمرانی حاصل کرنے سے سولن نے انکار کیا تاہم اس معاملے میں وہ بالکل ہی نرم

اور طائف دروں کے ہاتھ میں موم کی ناک نہ تھا۔ نہ اُس نے اپنے قوانین میں ان کی کوئی

رُو رعایت کی جنھوں نے کہ اسکو انتخاب کیا تھا"۔ جو چیز کہ پہلے سے اچھی تھی اُس کو اس نے

بجنسہٖ اپنی حالت پر رہنے دیا۔ اور نہ غیر ضروری تبدیلیاں اس نے اور مملکت میں کیں اس خیال سے

کہ کمین ع

"دھنبار ہے کپڑے پہ نہ کپڑا باقی"

اور اس اندیشے سے کہ کمین نظام سلطنت مین کوئی بڑا انقلاب پیدا کرنے کے بعد ایسی خرابیان اُٹھ کھڑی ہون جو پھر اسکے قابو کی نہ رہین - اور جو کچھ برا بھلا احوال اس وقت ہے اس سے اور بتر حالت ہو جائے، اس نے جتنی اصلاحین کین وہ سب ایسی تھین جن پر، اسکے نزدیک، سلیم الطبع لوگ ترغیب سے اور سرکش جبر سے عمل کر سکتے تھے جیسا کہ وہ خود کہتا ہے:

ع "دو لیا کام ایک ہی یان زور اور انصاف، دونون سے"

تب ہی جب اُس سے پوچھا گیا کہ "وہ کیا تم نے جو قوانین بنائے وہ تیتھز کے لیے بہترین دستور العمل ہین؟" تو اُس نے جواب دیا "بے شک بہتر سے بہتر دستور العمل جو وہ قبول کر سکتے تھے"

فی زمانہ لوگون کا خیال ہے کہ تیتھز والون مین جو یہ طریقہ رائج ہے کہ وہ ذرا یم کو ایسے نامون سے جن مین ذم کا پہلو نہ ہو جیسے "دو کسبون" کو ڈیرے دار (سرپرس) و خراج، کو زر رسوم (کسٹم) جیل خانے کو بڑا گھر (چیمبر) کہنے کے مخاطب کرنے لگے ہین، یہ ترکیب بھی سولن ہی نے شروع مین ایجاد کی تھی چنانچہ قرضون کی تنسیخ کا نام اُس نے سی سکتھیا Seisachthea یعنی گلو خلاصی یا سبکدوشی رکھا تھا؛ اور یہی کام سب سے پہلے اس نے کیا تھا کہ جو قرضے باقی تھے ان کو معاف کرکے آیندہ کے لیے اپنی ذات کو کفول کرنے کی قطعی ممانعت کر دی؛ اگرچہ بعض لوگ، جیسے انڈروشن Androtion یہ یقین کہتے ہین کہ قرضون کی تنسیخ عمل مین نہین آئی تھی بلکہ صرف سود گھٹا دیا گیا تھا جس سے لوگ نہایت خوش ہوے انھون نے اس نفع رسانی کا نام سی سک تھیا رکھا اور اُن مفید اصلاحون کو بھی جنکے رد سے ان کے اوزان اور سکے کی قیمت بڑھ گئی تھی، اسی نام سے یاد کرتے تھے - چنانچہ پونڈ کو اس نے تہتر درہون ڈریک می Drachmae کے بجاے سو درہون کا سکہ معین کیا جس کی وجہ سے دینداروں کو بہت سہولت ہو گئی کیونکہ قرض اگر دو پونڈ (یا ڈیڑھ سو درہم) کا تھا تو نئے قاعدون کے رد سے اب انکی اس کی ڈیڑھ پونڈ سے ہو سکتی تھی - لیکن کثرت راے اس طرف ہے کہ سی سک تھیا

قرضون کی تنسیخ کامل ہی کا نام ہے - یہی اس کے اُن شعروں سے بھی ظاہر ہوتا ہے جہان وہ بفخر بیان کرتا ہے کہ :

"وہ مین نے اُن کتبات[1] کفالت سے جنھون نے
زمین کو چھار رکھا تھا، ملک کو صاف کر دیا۔
اور اس طرح اُس قیدی کو آزادی دلائی"

جو بدنصیب اسی قرضے کی بلا مین آزادی سے ہاتھ دھو چکے تھے انھین سولن نے دور دور سے بلوایا انکی غریب الوطنی کا حال لکھا ہے :-

"وہ بیکس اتنی دور اور دیر تک آوارہ وطن رہے
کہ اپنے گھر کی بولی بھی بھول گئے تھے"

بہت سے خود ایتھنز مین ایسے ایسے لوگ اس نے آزاد کرائے

"جو مبتلاے غلامی و صد مشقت تھے"

جس زمانے مین سولن یہ قاعدے تیار کر رہا تھا ایک نہایت ناگوار واقعہ پیش آیا - یعنی جب وہ قرضون کی تنسیخ کا ارادہ کرنے کے بعد اس کے نفاذ کی ترکیبین سوچ رہا تھا تو اُس نے اپنے تین دوستون کو Conon کلی نیس Clinias ہونی کس Hipponicus سے جن پر اس کو پورا بھروسہ اور اطمینان تھا، تذکرہ یہ کہدیا کہ مین اراضی کی تقسیم و تعیین کے جھگڑون مین نہین پڑونگا بلکہ صرف قرضون کے بارسے لوگون کو سبک دوش کر دونگا ؛ یہ سنکر اُسکے دوستون نے اس اطلاع سے فائدہ اُٹھایا اور فوراً بہت سا روپیہ قرض لیکر زمینین خرید لین - اور جب قانون پاس ہوگیا تو زمینین تو انکی ہو ہی گئی تھین، قرض کی ادائگی سے وہ قانوناً چھوٹ گئے ؛ اس واقعے نے سولن کو سخت

[1] کفالت نامون کے بجاے یونان مین دستور تھا کہ پتھر کھمبون مین یا مکانات مکفول مین گاڑ دیتے تھے اور اُن پر قرض کی شرائط وغیرہ درج ہوتی تھین - اسے انگریزی مین مارٹگیج سٹون Mortgage Stone سے ترجمہ کیا ہے - جسکے لفظی معنے سنگ کفالت کے ہونگے - مترجم

بدنام کیا ہے اگرچہ وہ بیچارہ خود دھوکے مین آگیا تھا مگر لوگون نے یہی شبہہ کیا کہ اس کے ایما سے ایسا ہوا ہے لیکن یہ بدگمانی رفع ہوگئی جب اُس نے خود اپنا دیا ہوا روپیہ اپنے مقروض پر حسب قانون چھوڑ دیا - یہ رقم بعضون نے پانچ ٹیلنٹ[1] (ایک طلائی سکہ) اور بعض نے پندرہ ٹیلنٹ تک بتائی ہے ؛ مگر اس کے دوست اس واقعے کے بعد سے مدۃ العمر چیروسوفیڈیز Chærocephides یعنی نادہند، کہلائے ؛

اس قانون نے ہر دو فریق کو ناخوش کر دیا - مالداروں کو تو شکوہ اپنے روپے جانے کا تھا مگر ناداروں کی شکایت یہ تھی کہ زمین کو کیون نہ برابر تقسیم کرایا گیا جیسا کہ لکرگس Lycurgus نے اپنے قوانین مین کیا تھا - بے شبہہ لکرگس اپنی مملکت مین امن و حفاظت کے ساتھ امیر و غریب مین مساوات قائم رکھنے مین کامیاب ہوگیا تھا لیکن یہ کامیابی بہ آسانی حاصل نہ ہوئی تھی بلکہ اس لیے کہ لکرگس، ہرکولیز Hercules (ہرقل اول) کی گیارھوین پشت مین ہوتا تھا اور لس ڈی من Lysimon قوم پر سالہا سال حکومت کرنے کے بعد اس قدر صاحب قوت اور مشہور ہو چکا تھا کہ اُس نے بہ زور اپنا منشا پورا کر لیا گو اس کشمکش مین کئی لڑائیان اُسے لڑنی پڑین حتیٰ کہ ایک آنکھ اسکی انھین جھگڑون مین جاتی رہی ؛ بیچارے سولن Solon مین اتنا بوتا نہ تھا وہ پھر ایک متوسط طبقے کا معمولی شہری تھا، تاہم اس نے جو کچھ کیا وہ اپنی قوت سے بڑھکر تھا - کیونکہ اسکا جو کچھ زور تھا وہ اتنا کہ لوگ اُسے اچھا سمجھتے تھے اور اُسکی قدر کرتے تھے ؛ سوا اسکے قوانین نے اُنکی اس مہر و محبت کو بھی متغیر کر دیا - اس لیے کہ وہ اُنکی توقع کے موافق نہ تھے - سولن خود ان الفاظ مین اس کا ذکر کرتا ہے :-

"وہ پہلے میری بڑی تعریفین کیا کرتے تھے لیکن
اب انکی حریص آنکھین، تیز تیز نگاہین مجھ پر ڈالتی
ہین — یہی میرے دشمن میرے دوست تھے ؛"

پھر آگے چل کر کہتا ہے کہ اگر یہی اختیارات میری جگہ کسی اور کو حاصل ہو جاتے تو :-

[1] جو ہمارے ساڑھے تین ہزار روپے کے مساوی ہوتا تھا مدام

وہ وہ ممکن نہ تھا کہ اس طرح کے صبر سے کام لے،
پکے پکے میوے خود نہ چکھے اور یوں خاموش بیٹھا رہے؟"

غنیمت ہے کہ آخر کار یہ لوگ قوانین سولن کی خوبیوں کے قائل ہو گئے۔ اور انھوں نے خود غرضی اور باہمی منافرت کو خیرباد کہہ کے سارے شہر کی جانب سے قربانی چڑھائی اور اس رسم کو بھی سی سک تھیا ہی موسوم کیا۔ پھر انھوں نے بالاتفاق سولن کو حکومت کی اصلاح پر مقرر کیا اور اسے قانون سازی کے ساتھ پورا پورا اختیار کچہری عدالت کمیٹی مجلس اور تمام نظامہائے سلطنت کے رد و بدل کا دیدیا۔ ان سب جماعتوں کی ترکیب، قواعد اجلاس، اور اختیارات مقرر کرنے بھی اسی پر چھوڑے اور یہ حق بھی اس کو انھوں نے دیا کہ موجودہ سرشتوں اور محکموں میں سے وہ جس کو چاہے جاری رکھے اور جس کو چاہے توڑ دے۔"

جب سولن کو اتنے اختیارات وسیع ملے تو سب سے پہلے اُس نے قوانین ڈریکو[1] Draco کی باستثنائے قانون متعلقہ قتل، تنسیخ کی۔ کیونکہ وہ اور ان کی سزائیں نہایت شدید تھیں۔ خفیف جرائم کے لیے موت کی سزا تھی حتیٰ کہ سستی اور کاہلی کے مجرم بھی قابل دار شمار کیے گئے تھے اور مولی گاجر کے چوروں کے لیے بھی وہی سزائیں مقرر تھیں جو قتل و خون ریزی کے مرتکبین کے لیے ہوتی ہیں۔ اسی پر ڈماؤس Demades نے یہ پر معنی بات کہی تھی کہ ڈریکو نے روشنائی کے بجائے اپنے قوانین، خون سے تحریر کیے ہیں۔ خود بنانے والے سے جب دریافت کیا گیا کہ ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں کی تم نے اتنی سخت سزا کیوں مقرر کی تو اُس نے جواب دیا کہ یہ خفیف جرائم سزائے موت ہی کے مستحق ہیں اور رہے بڑے جرم، تو ان کی سزا موت اس مجبوری سے مقرر کی کہ کوئی اور بڑی سزا ہو نہ سکتی تھی۔"

اس کے بعد سولن نے اس خیال سے کہ صیغۂ فوجداری (مجسٹریٹی) اُمرا کے ہاتھ میں رہے لیکن حکومت کے اور شعبوں میں عوام الناس کا دخل ہو، سب کی جائدادوں کی جانچ پرتال کی اور

[1] ایتھنز کا سب سے پہلا مقنن۔ جس کے قوانین کی سختی آج تک ضرب المثل ہے۔ مترجم

انھین جو خشک و ترمیوے کے پانچسو پیمانے کی قیمت برابر آمدنی رکھتے تھے، پہلے گروہ مین رکھا۔ جس کا نام پنٹاکوسی اومے ڈمی Pentacosiomedimni تھا۔ دوسرے گروہ مین وہ لوگ تھے جنھین ایک گھوڑے کے رکھنے کا مقدور تھا یا تین سو پیمانے کی آمدنی تھی۔ یہ ہپاڈاٹیلین نس Hippadatelunlus کہلاتے تھے۔ اسی طرح تیسرے گروہ کا نام جو دوسو پیمانے کی آمدنی رکھتے تھے، زیوگیٹا Zeugitae تھا اور باقی سب کے سب تھیٹس Thetes یعنی عہدہ داری کے ناقابل لوگ تھے۔ مگر ملکی انجمن (اسمبلی) مین آکر ووٹ[1] بن سکتے تھے۔ اول اول تو یہ حق بہت بے حقیقت معلوم ہوتا تھا لیکن بعد مین کھلا کہ یہ بہت بڑی چیز ہے اور وہ قریب قریب ہر معاملے کے انفصال مین پنچ کی حیثیت سے حصہ لے سکتے ہین۔ یہان تک کہ حاکم اعلا (آرکن) کے فیصلون کا مرافعہ بھی انجمن مذکور مین ہو سکتا تھا۔ مزید برآن سولن نے ان قوانین کو لکھا بھی تھا اس قدر پیچیدہ اور ذو معنی کہ اسکی دقتین اور منشا سمجھنے کے لیے انھین انجمن اور عدالتون کے ججون سے چارہ جوئی کرنی پڑتی تھی اور وہی اختلاف راے کی صورت مین حکم ہوتے تھے۔ جو انکے ازدیاد اعزاز و اختیار کا موجب تھا۔ اسی کے بارے مین اس نے خود لکھا ہے:

"عوام الناس کو مین نے وہ قوت دی جو پہلے انھین حاصل نہ تھی۔
اور اسی طرح میرے مشورے نے دولت مندون کو بے آبروئی سے بچایا۔
ان دونون کے بیچ مین مین نے قانون کی سپر رکھ دی کہ ایک دوسرے کے
حق کو ہاتھ نہ لگا سکے"

کمزور غریبون کے مزید تحفظ کے واسطے، اس نے ضرر رسانی کے خلاف چارہ جوئی کرنے کی عام اجازت دیدی۔ یعنی کوئی پٹے، ضرب شدید کھاے یا اور کسی زیادتی کا شکار ہو، تو ہر شخص جسے مقدمہ چلانے کی لیاقت ہو ملزم پر نالش کر سکتا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ اعضاے جسانی کی طرح ہر شخص اپنے بھائی کی تکلیف سے متاثر اور برافروختہ ہو۔ اس اصول کی خوبی مین اسکا ایک مقولہ

[1] یعنی جوری (اہل جوری) (مترجم)

مشہور ہے! جب اس سے کسی نے پوچھا کہ بہترین منتظم شہر کون سا ہے؟ تو اُس نے جواب دیا "وہ جس مین ظلم سے محفوظ رہنے والے بھی، ظالم کو سزا دلانے مین اُتنی ہی سرگرمی دکھائین جتنی کہ خود ظلم رسیدہ دکھا سکتے ہین"!!

جب سولن نے ایک پنچایت حکام اعلیٰ کی قائم کی جو آریوپی گس Areopagus کے نام سے مشہور ہے اور جسمین وہ خود بھی ایک رکن تھا، تو اس کے ساتھ ہی عوام الناس کے لیے جو قرض سے چھٹکارا پاکر بیکار اور بے سرے سے ہو گئے تھے، چار سو اعضا کی ایک اور کونسل اُس نے ترتیب دی - اسمین ہر چہار فرقون کے تنو شو آدمی شریک ہوتے تھے اور اسکا کام یہ تھا کہ ان تمام معاملات کی جانچ کرے جو انجمن ملکی مین پیش ہونے والے ہون - اس سے اوپر کی جماعت آریوپی گس قانون اور عدالتون کی ایک طرح کی نگران تھی، انھین دونون مجلسون کو سولن جہاز مملکت کے لنگر سمجھتا تھا جو طوفانی سے طوفانی زمانے مین توازن قائم رکھنے کے لیے کافی تھے - مجلس آخر کے متعلق عام طور پر مسلم ہے کہ اس کا بانی سولن ہے اسکی تصدیق مزید یون ہوتی ہے کہ ڈریکو اپنے مجموعۂ قوانین مین اسکا کہین ذکر نہین کرتا بلکہ خون کے مقدمات کو افیٹ Ephetae کے متعلق کرتا ہے - مگر مشکل یہ ہے کہ خود سولن نے تیرھوین باب کا آٹھوان قانون جو لکھا ہے اسکی عبارت بلفظہ یہ ہے :- "وہ سولن کی حکومت سے پہلے جو لوگ حقوق شہریت سے محروم کر دیے گئے تھے انھین وہ حقوق واپس دیدیے جائین - سوائے انکے جو قتل یا بغاوت کے جرم مین شاہان پریٹینیم Prytaneum یا افیٹ یا آریوپی گس کے حکم سے جلا وطن کیے گئے ہون اور قانون ہذا کے نفاذ تک جلاوطنی کے عالم مین ہون"!! ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آریوپی گس قوانین سولن کے قبل موجود تھی اگر موجود نہ تھی اور سولن ہی نے اسکی بنیاد رکھی ہے تو اسکے قوانین سے پہلے وہ کسی کو سزا جزا کیسے دے سکتی تھی؟ البتہ اس تحریر مین ممکن ہے کوئی لفظ اُڑ گیا ہو یا سیاق عبارت کے نقص سے معنے مین اُلجھن پیدا

سلہ یہ خاص مجسٹریٹون کا نام معلوم ہوتا ہے -

ہوگئی ہو اور اصل مدّعا کچھ اس قبیل کا ہو کہ :- ... وہ مجرم جو اُن جرایم کی پاداش مین سزایاب ہوئے ہون، جو، اس قانون کے نفاذ کے وقت، پریٹین، ایفٹ، یا اریوپی گس کی دست اندازی اور سماعت مین داخل ہو،،... اب بھی اپنے حقوق سے محروم رہین گے وغیرہ۔ اب پڑھنے والے کو اختیار ہے اپنے طور پر جو درست سمجھے قیاس کرلے ؛

قوانین سولن مین یہ قانون بالکل انوکھا بلکہ حیرت انگیز ہے کہ ہر وہ شخص جو کسی سیاسی شورش یا بغاوت مین غیر جانب دار (نیوٹرل یعنی ادھر نہ اُدھر) رہے، حقوق شہریت سے محروم کردیا جائے! اس سے معلوم ہوتا ہے سولن اس کے بہت خلاف تھا کہ کوئی شخص امن عام کی طرف سے بے حس اور بے خبر رہے اور ذاتی معاملات مین اس قدر انہماک رکھے کہ دین دنیا سے بے پرواہو جائے بلکہ آپ زندم جہان زندہ، پر عمل کرکے فخر کرے کہ مجھے ملک کی شورش و اضطراب سے کوئی واسطہ ہی نہین ہے ؛ حالانکہ سولن کے نزدیک ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ حق کی حمایت پر کمربستہ ہو اور حق دارون کی جانب ہوکر احقاق حق کے لیے لڑے، نہ یہ کہ بیچ کے الگ کھڑا ہوجائے اور اطمینان سے یہ سیر دیکھے کہ ان مین غالب کون آتا ہے ؛

سولن کا یہ قانون کہ، اگر کسی جایداد کی وارثہ کا شوہر نامرد ہو، تو وہ اسکے قریب ترین رشتہ دار سے تعلقات زناشوئی قائم کرے، نہایت بیہودہ نظر آتا ہے لیکن بعض لوگ کہتے ہین کہ یہ اُن لوگون کی رُوک ہے جو اپنا نقص جاننے کے باوجود جایداد کی خاطر مالداریوبیان کرلیتے ہین اور اسطرح قوانین ملکی سے فائدہ اُٹھاکر قانون فطرت کے خلاف کام کرتے ہین ؛ پس اب یا تو وہ اس حرکت سے باز رہین گے یا اپنی طمع اور قانون شکنی کے عوض مین بے آبروئی اور ذلت برداشت کرینگے ؛ اُدھر اسکے قریب ترین عزیز کی شرط لگانے سے یہ فائدہ ہے کہ اس عورت سے جو بچے ہونگے وہ ہونگے اسی برائے نام شوہر کے خاندان سے ؛

اسی قبیل کا دوسرا قانون یہ ہے کہ دولھا دولھن حجرۂ عروسی مین بند کیے جائین اور دونون ملکر ایک ہی کھائین - نیز ہر لازمی طور پر ہر مہینے مین تین دفعہ اپنی صاحب زریوی سے مقاربت کرے

کیونکہ اگر اولاد نہ ہو تب بھی یہ ایسا اظہار محبت و احترام ہے جس کی ہر خوش طوار و پارسا بیوی حقدار ہے۔ دوسرے یہ پابندی سارے چھوٹے موٹے جھگڑوں کو رفع کر دیتی ہے اور انہیں کسی سخت ناچاقی یا قطع تعلق کی نوبت نہیں آنے دیتی ؛

شادیوں میں جہیز دینے کی سولن نے ممانعت کر دی۔ دولھن کو تین جوڑے کپڑوں اور تھوڑے سے سامان خانہ داری کے سوا کچھ نہ ملتا۔ کیونکہ مقنن کے نزدیک شادیوں کی بنیاد محض اخلاص و محبت پر اور بقاے نسل کے واسطے ہونی چاہیے نہ کہ دولت و مال کے لیے ؛

جب شاہ ڈیونی سیوس Dionysius کی ماں نے اس سے فہمایش کی کہ میری شادی اپنی رعایا میں کسی کے ساتھ کرا دے تو اس نے جواب دیا کہ "بے شک میں نے مطلق العنانی حاصل کر کے اپنے ملکی قوانین کو توڑ ڈالا لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک بے جوڑ شادی کرا کے قوانین قدرت کی بھی خلاف ورزی کروں" ؛ درحقیقت یہ بے قاعدگی کسی قومی حکومت میں روا نہیں رکھی جا سکتی نہ ایسی بے جوڑ بے محبت شادیوں کا کوئی نتیجہ یا فائدہ ہے۔ پس عجب کیا ہے اگر کوئی عقلمند حاکم یا مقنن، بڈھے کو جوان عمر بیوی کرتے دیکھکر، وہی فقرہ کہدے جو تماشے میں فلاکٹیٹس Philoctetus پر کسا جاتا ہے: ع

"بجا ہے! آپ کی صورت بھی شادی ہی کے لایق ہے!"

یا وہ اگر کسی نوعمر آدمی کو کہن سال و مالدار عورت کا شوہر دیکھے جس پر مادہ تیتر کی طرح اپنے شوہر کی جگہ مٹاپا چڑھا جاتا ہو، تو اسے رہائی دلا کر جوڑ والی کے ساتھ بیاہ دے ؛ بس اس مضمون پر اتنا کافی ہے ؛

سولن کا ایک اور قابل تعریف قانون وہ ہے جسمیں مرے ہوے لوگوں کی برائی کرنیکی ممانعت ہے۔ کیونکہ مُردوں کی عزت ثواب ہے اور جو گذر چکے، ان سے جھگڑے نکالنے ناروا ہے اس کے علاوہ عین حکمت عملی ہے کہ جس نے فساد اُٹھایا ہو وہ اس کے مرنے کے بعد قائم نہ رہے اور دائمی اختلافات رُک جائیں ؛ سولن نے معبد اور عدالت کے محافظین اور سرکاری عہدہ داروں کی

بُرائی کرنا بھی ممنوع کر دیا اور خلاف ورزی کی سزا پانچ درہم جرمانہ مقرر کی جن مین سے تین درہم تو جس کی بُرائی ہوئی اُسے ملتے اور دو بیت المال مین داخل کر لیے جاتے ۔ اصل یہ ہے کہ طبیعت پر کسی وقت بھی قابو نہ رکھ سکنا کمزوری اور کمال بد تربیتی کی علامت ہے، اس کے ساتھ ہی ہمیشہ اعتدال دکھانا بھی مشکل اور بعضون کے لیے ناممکن ہے اور اگر مقنن یہ چاہتا ہے کہ سزا، بجاے اس کے کہ بہت سون کو بے فائدہ ملے، صرف چند کو دی جاے جس کی غایت ان کی اصلاح ہو، تو اسکے قوانین مین تمام امکانات پر نظر ہونی چاہیے ۔ سولن اپنے قانون وصیت کے سبب بھی بہت سراہا جاتا ہے ۔ اسکی سب سے پہلے اُس نے اجازت دی ورنہ کوئی وصیت کرنے کا مجاز نہ تھا اور متوفی کا سارا مال متاع اسکے خاندان مین تقسیم ہو جاتا تھا لیکن سولن نے لاولد اشخاص کو اختیار دیا کہ وہ جس کے نام چاہین اپنی دولت ہبہ کر دین ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقنن دوستی کو رشتے داری پر، اور محبت و موانست کو رسمی پابندیون پر، بدرجہا فائق رکھتا ہے ۔ نیز ہر شخص کی جائداد کو حقیقی معنون مین اس کی ملکیت بنانا چاہتا ہے ۔ لیکن سولن نے یہ اختیار غیر مشروط نہین رکھا اور نہ وہ وصیتون کو جائز کرتا ہے جو طیش و غضب جبر و قید فرنیگی یا بیماری کے عالم مین زوجہ کی ترغیب و التجا پر لکھی گئی ہون ۔ اس پابندی کی وجہ جو اس نے سوچی نہایت معقول تھی یعنی بُرائی کی ترغیب دینا اتنا ہی ناجایز ہے جتنا کہ زبردستی برائی کا ارتکاب کرانا ۔ اور فریب و مجبوری، خوشامد و جبر مین ذرا ہی سا فرق ہے کیونکہ ہر دو عقل و انصاف کو بے کار کر سکتے ہین ۔

اُس نے سیر تفریح، عورتون کے سوگ اور شادی غمی کے بھی قاعدے باندھے اور تمام نامناسب یا خلاف حیا حرکتین ممنوع کر دین ۔ باہر جاتے وقت تین کپڑون سے زیادہ پہننے کی کسی کو اجازت نہ تھی نہ ایک اوبل[1] سے زیادہ کوئی گوشت و شراب پر خرچ کر سکتی تھی نہ دو باہ[2] سے اونچی ٹوکری کہ سکتی تھی

---

[1] ایک قدیم یونانی سکہ ہے جو ہماری دو اَنّی سے کچھ ہی کم قیمت سمجھنا چاہیے ۔ مترجم

[2] باہ، کیوبٹ ... کا سنسکرت ... پر صحیح مرادف ہے ۔ مترجم

راتون کو گھر سے نکلنے کی ممانعت تھی البتہ وہ چوری مین مشعل کے ساتھ جاسکتی تھی ؛
متوفی پر اس قدر نالہ وشیون کرنا کہ دوسرون کو کڑھن ہو اور ترس آئے یا ایک کی نعش پر دوسرے
مرے ہوون کو یاد کرکے بین کرنا، سولن نے ممنوع قرار دیا ؛ قبر پر بیل کی قربانی چڑھانا جائز نہ تھا
نہ تدفین مین تین کپڑون سے زیادہ لگائے جاسکتے تھے نہ کوئی عورت زیارت مقابر کرسکتی تھی
اپنی عزیزون کی قبر پر بھی وہ دفن کرتے وقت کے سوا نہین جاسکتی تھی - تقریبًا یہ سب وہی
بندشین ہین جو ہمارے قوانین نے اب تک بحال رکھی ہین البتہ ہمارے ہان اتنی تصریح بر مزید ہے
کہ ایسی خطاکار عورتین جو نالہ و ماتم مین جایز حدود سے نکل جاتی ہین، سزا بھی بہت ہلکی اور نرم
پاتی ہین - اوران سے احتساب کے واسطے بھی عورتین ہی مقرر ہین ؛

یہ دیکھکر کہ اتی کا Attica[1] مین چارون طرف سے امن پسند لوگ آآ کے بس رہے
ہین اور خود شہر کی آبادی بڑھنی چاہیے اور زمین کے غیر زرخیز و بنجر ہونے کے علاوہ تجارت درآمد بھی
مسدود ہے کیونکہ باہر کے سوداگرون کو یہان کوئی دساور اپنی جنس کے بدلے مین میسر نہین آتی ؛
سولن نے اپنے لوگون کو تجارت کی طرف متوجہ کیا - اور یہ قانون وضع کیا کہ اگر کوئی باپ اپنی اولاد کو
کسی پیشے کی تعلیم نہ دے تو اولاد پر بھی والدین کی خدمت گزاری اور امداد لازم نہین ؛
اسمین شک نہین لکرگس نے تمام اسپارٹہ والون کو سپاہی بنا دیا تھا اور اتنا علاقہ گھیر کر جسمین
پوری بی دیش کے بقول دو دو لاکھ تگنے آدمی اور سما سکتے تھے،، اسکا دروازہ تمام بدیسیون پر بند
کردیا تھا ساتھ ہی مزدورون کی ایک علحدہ جماعت کثیر اس لیے بسالی تھی کہ اسپارٹہ کی ساری
دنیوی ضروریات پوری کرے اور سخت سے سخت محنت اُٹھا کر اپنا پیٹ پالے، جس سے اسکے تمام
شہری بالکل خالی ہاتھ اور مستغنی ہو گئے تھے اور اطمینان کے ساتھ صرف فن جنگ مین اپنے کو منہمک
رکھتے تھے - لیکن سولن نے ایسا نہین کیا کہ وقتی حالات کو کھینچ تان کے اپنے قانون کے مطابق بناتا
بلکہ اُس نے خود قانون وقتی حالات کے مناسب وضع کیا - اس کے ماسوا اپنی زمینون کو اس نے دیکھا

[1] وہ علاقہ جس کا مرکز حکومت Attica ایتھنز تھا - مترجم

کہ نہایت ناقص اور کمزور ہین، انمین محض زراعت کرکے اس قدر کثیر آبادی اپنا پیٹ نہین پال سکتی اور نہ یہ سب نکمے اور کاہل وجود لوگ اس پیشے پر گذران کر سکتے ہین پس اُس نے تجارت کو چمکانے کی کوشش کی اور اریوپی گس کے ارکان پر فرض کر دیا کہ وہ ہر شخص کے طرز معاش کی نگرانی کرین اور نکموّن کو سزا دین ؛

مگر اس سے بھی سخت یہ قانون تھا کہ (پون ٹی کس کے الفاظ مین) بے نکاحی مان کا (حرامی) بیٹا اپنے باپ کی کوئی مدد کرنے پر مجبور نہو - کیونکہ ازدواج قانونی سے بچنے والا، اولاد کے لیے عورت نہین کرتا بلکہ محض لذات نفسانی کے واسطے - پس یہ عین انصاف ہے کہ وہ اس فائدے سے محروم رہے جو اولاد سے باپ کو پہونچنا چاہیے خصوصًا ایسی حالت مین کہ اس کی وجہ سے خود اس اولاد کی پیدایش ذلیل و موجب عار ہوگئی ہو ؛

سولن کے سب سے زیادہ عجیب وہ قوانین ہین جو عام طور پر عورتون کے بارے مین اس نے مرتب کیے ہین - ایک طرف تو وہ ہر شخص کو اختیار دیتا ہے کہ کسی کو زنا کرتے دیکھے تو خود قتل کر ڈالے ؛ دوسری طرف زنا بالجبر کی سزا اُس نے صرف سو درہم جرمانہ مقرر کی ہے اور عورت کو زنا پر پھسلانے کا جرمانہ بیس درہم رکھا ہے - لیکن اس سے رنڈیان مستثنےٰ ہین جو علانیہ عصمت فروشی کرتی ہین اور کھلے بندون اس کا معاوضہ لیتی ہین ؛ بیٹی یا بہن کو فروخت کرنا جایز تھا - لیکن اگر وہ کنواری ہوتے سا تھی بدفعلیان کرین تو بیچ سکتے تھے ؛ اب غور کیا جاے تو یہ نہایت نامعقول بات ہے کہ کبھی تو ایک جرم کی سزا اس قدر سخت ہو اور کبھی اتنی ہلکی - کبھی تو وہ اتنا سنگین سمجھا جاے کہ آدمی کی جان اس کا کفارہ ہو اور کبھی وہی فعل ایک دلگی اور سو پچاس درہم جرمانہ اسکی کافی سزا رہ جاے ؛ یہ البتہ ممکن ہے کہ اُس زمانے مین ایتھنز پر اتنی مفلسی چھائی ہوئی ہو کہ یہ چند سکّے تاوان بھرنے نہایت شدید سزا سمجھے جاتے ہون ؛ نذر نیاز مین ایک بشل[1] غلہ اور ایک بکری کی حیثیت مساوی سمجھی جاتی تھی - قیمت بھی دونون کی ایک درہم برابر تھی ؛

[1] Bushel بشل من کے قریب قریب ایک پیمانہ ہے - مترجم

اسٹمی کرتبون[1] Isthmian Games مین جو جیتتا اس کا انعام سو درہم مقرر تھا اور اولمپیا کے ظفر مند (کرتبی) کو پان سو درہم دیے جاتے ؛ بھیڑ یا مار کے لانیوالے کا انعام پانچ درہم اور اسکے بچے پر ایک درہم ملتا تھا ؛ ڈمٹرس Demetrius اور فلیرین Phlarian کا بیان ہے کہ یہ ایک بکری کی قیمت تھی اور بھیڑیے پر جو انعام تھا وہ بیل کی قیمت کے برابر تھا سولن کے سولھوین تختے مین جو انعام درندون پر مقرر ہین وہ بہت زیادہ ہین اور ہونے ہی چاہین پھر بھی موجودہ زمانے سے ان کی مقدار گھٹی ہوئی ہے ؛ ایتھنزی، بھیڑیون کے خصوصاً شروع سے دشمن تھے - کیونکہ ان کے میدان کھیتون سے زیادہ چراگاہون کے لیے موزون تھے ؛ ایتھنز کے قبائل کے بارے مین بعض لوگ بیان کرتے ہین کہ ان کے نام ایون Ion کی اولاد کے نامون پر نہ تھے بلکہ اپنے پیشون کے مطابق رکھے گئے تھے چنانچہ سپاہی پیشہ ہوپلیٹ Hoplita اہل حرفہ ارگیڈیز Ergadeis کہلاتے تھے اور باقی دو مین کسان، جی ڈیون ٹس Gedevountes اور چرواہے اور گڈریے ایجی کورس Aegicores کے ناموں سے مشہور ہوے ؛

دک مین ور یا جھیلین اور بڑے چشمے کم تھے زیادہ تر کنوون پر گذران تھی، لہذا ان کے برتنے کے متعلق یہ قانون تھا کہ جس جگہ سرکاری کنوین کھدے ہوے تھے اسکے گرد کے ایک پہ ہکین Plethron یعنی نصف میل تک کے بسنے والے اُس سے پانی کھینچ سکتے تھے - اور جو اس فاصلے سے باہر تھے اُن کو خود اپنا کنوان بنانا ہوتا تھا - البتہ اگر دس فیتم[2] Fathom کھودنے پر بھی پانی نہ مل سکے تو انھین اجازت تھی کہ اپنے ہمسایون سے ساڑھے چار گیلن (تقریباً ۲۷ سیر) پانی یومیہ لے لین ؛ دراصل سولن اپنے ہم وطنون کی حاجتین پوری کرنا اپنا فرض سمجھتا تھا - لیکن ساتھ ہی نکتہ چین اور سستی کا وہ روادار نہ تھا ؛

---

[1] یونان مین مقررہ اوقات پر نمایشین اور کرتب دکھانیوالون کے اکھاڑے جمتے تھے - ان مین المپی Olympian اور اسٹمی کھیل خصوصاً مشہور ہین - مترجم [2] Fathom یہ ایک گز کی برابر کا پیمانہ ہوتا ہے - م

اُس نے باغبانی کے قواعد مین بھی بڑی احتیاط اور ہشیاری برتی ہے چنانچہ جو شخص نیا درخت نصب کرے اُسکے لیے قانون تھا کہ اپنے ہمسائے کے کھیت سے کم ازکم پونے دو گز پرے ہو مگر کھجور اور زیتون کے لیے تین گز کا فاصلہ چھوڑنا ضروری تھا - کیونکہ ان درختون کی جڑین زیادہ دور تک پھیلتی ہین اور بعض درختون کو ان کے پاس ہونے سے بہت نقصان پہونچتا ہے - یہ اُنکی ساری غذا خود کھا جاتے ہین اور بعض اوقات اپنے انجرات (افلویا) کی وجہ سے سخت مضر ہین ؛ گڑھا یا نالی کھودنے کے لیے ضروری تھا کہ برابر والے کھیت سے اتنے فاصلے پر رکھے جائین جتنی کہ انکی گہرائی ہو - اور شہد کی مکھیان پالنی ہون تو دوسرے کے پلاؤ چھتّون سے سو گز کے فاصلے پر نیا چھتا پال سکتے تھے ؛

سولن نے تیل کے سوائے کوئی دوسرا میوہ غیر ملکون مین روانہ بھیجنے کی اجازت نہین دی تھی اور اس کی خلاف ورزی پر آرکن (حاکم اعلےٰ) کو مجرم کے ملعون ہونے کا مذہبی فتویٰ دینا پڑتا تھا اور اس سے اِبا کرے تو خود مجرم کی طرف سے سو درہم تاوان بھردے ؛ یہ قانون سولن کے پہلے تختے پر مرقوم ہے اور یہ قطعی تردید ہے اُن لوگون کی جو یہ یقین نہین کرتے کہ کھجور کی تجارت برآمد ایک زمانے مین ناجایز تھی یا چھپے چوری بھیجنے والونکی مخبری ساری کوفن سی کہلاتی تھی ؛

اُس نے جانورون سے چوٹ چپیٹ پہونچنے کے بارے مین بھی قانون بنایا - اس مین یہ بھی ہے کہ اگر کسی کا کتّا دوسرے کے کاٹ کھاے تو مالک اپنے کتّے کی گردن مین ڈیڑھ گز کی لکڑی باندھکر شخص گزیدہ کے حوالے کردے ؛ واقعی آدمی کے تحفظ کی یہ بڑی خوبصورت ترکیب ہے ؛ پردیسیون کے آبسنے کے قانون مین بہت سی گنجلکین ہین - سولن صرف ان کو آزاد شہری بننے کا حق دیتا ہے جنھین اپنے وطن سے عمر بھر کو دیس نکالا ملا ہو یا جو اپنے سارے کنبے سمیت تجارت کی غرض سے ایتھنز مین آبسین ؛ اس کا مطلب غیر ملکیون کی آمد روکنا نہین

لہ Syphaney کا اس لفظ کے آج کل معنے خوشامد کے آتے ہین لیکن لفظی معنے "روکھجور دکھانے" ہی کے ہین

بلکہ انھیں حقوق شہریت سے مستقل طور پر متمتع ہونے کی ترغیب ہے۔ اس کے علاوہ سولن نے یہ بھی سوچا ہوگا کہ اچھے اور وفادار شہری وہی غیر ملکی بن سکتے ہیں جو اپنے گھروں سے نکالدیے گئے ہوں یا اپنی خوشی سے ترک وطن کر آئیں ؛

سرکاری ضیافتوں (جنھیں وہ پے رسے سی ٹین Parasitism سے موسوم کرتا ہے) کے بارے میں بھی اس کا قانون نرالا ہے۔ ان عام محفلوں میں جو شخص بار بار آئے یا جو دعوت قبول نہ کرے مستوجب سزا تھا۔ کیونکہ سولن کے نزدیک پہلا شخص حریص ہے اور دوسرا حکومت کی تحقیر کرتا ہے ؛

سولن نے اپنے قوانین سو برس کے لیے بنائے اور انھیں چوبی تختوں پر لکھوایا۔ ان کو اکسونے Axones کہتے تھے اور یہ ٹوٹ کر مستطیل صندوقوں میں رکھے جا سکتے تھے ؛ میرے زمانے تک انکی گلی سڑی باقیات پری ٹم یعنی ایتھنز کے ایوان عام میں موجود تھیں۔ انھیں کا نام ارسطو نے، سرسبس Cyrbes بتایا ہے اور کریٹی نس Cratinus شاعر کے ناٹک میں بھی ان کا ذکر آیا ہے :-

"سولن اور ڈریکو کے وہ سربس جو خاصی طرح ایک ٹال کی ہنڈیا کا ایندھن بن سکتے ہیں"

لیکن بہت سوں کا خیال یہ ہے کہ سربس صرف اُن قوانین کے تختوں کو کہتے ہیں جن میں رسوم مذہبی یا قربانیوں وغیرہ کا ذکر ہے۔ ورنہ باقی سب کا نام اکسونی ہے ؛

مجلس ملکی نے ان قوانین کی پابندی کرنے کا متفقہ حلف اُٹھایا۔ باقی اور سب نے فرداً فرداً بیچ منڈی میں جو پتھر گڑا تھا وہاں قسمیں کھائیں کہ اگر ہم ان قوانین کو توڑیں گے تو اسکے کفارے میں اپنی برابر سونے کا بت ڈلفی پر چڑھائیں گے ؛

سولن نے بقاعدہ قمری مہینوں میں بھی ردّ و بدل کی۔ اُس نے دیکھا کہ چاند سورج کے ساتھ ساتھ طلوع و غروب نہیں ہوتا بلکہ اکثر اسکے برابر آکے اسی دن آگے ہو جاتا ہے۔ اسی ملاپ کے دن کو اس نے ماہ نو کی پہلی تاریخ مقرر کیا اور تیس تاریخ کے بعد جو دن اس ملاپ سے پہلے آتے انھیں وہ

"پرانے دن" کہتا تھا؛ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی نے سب سے پہلے ہومر کا مصرعہ "ماہ کا اول ماہ کا آخر" سمجھا؛

جب سولن کا مجموعۂ قوانین مرتب اور نافذ ہوگیا تو اس کے پاس روز لوگ آنے شروع ہوے کوئی تعریفیں کرتا اور کوئی اس کے قوانین کے نقص بیان کرتا ایک کہتا یہ بات اسمیں سے گھٹا دو دوسرا کہتا یہ نکتہ تم سے رہ گیا اس کو بڑھا دو۔ بہت سے ایسے نقاد بھی آتے جو عبارت کی پیچیدگیوں کی شکایت کرتے اور اُس سے بعض دفعات کی تشریح چاہتے؛ سولن نے سمجھ لیا کہ اگر یہ سلسلہ ایسی فضول فرمایشوں کا جاری رہا تو نہ تو انھیں پورا کرتے ہی بنتی ہے اور نہ سب کی تردید ہی کرتے رہنا پسندیدہ ہے پس ان تمام مصیبتوں اور ضروری ناراضگیوں سے بچنے کے لیے، کیونکہ خود اسی کے بقول

"بڑے بڑے معاملات میں ہر جماعت کو خوش رکھنا"

تقریباً محال ہے، — اُس نے سیاحی کے بہانے ایک تجارتی کشتی خریدی اور دس سال کے لیے باہر رہنے کے لیے کہہ کر رخصت ہوگیا۔ اس اثنا میں اسے امید تھی کہ میرے قوانین بخوبی لوگوں کے دل نشین ہو جائیں گے؛

سولن کا پہلا سفر مصر کا تھا۔ جہاں، جیسا کہ خود لکھتا ہے، وہ "خوبصورت بحر روم کے ساحل پر نیل کے کنارے" رہتا تھا۔ اس نے یہاں سنوفس باشندۂ ہیلیوپولس Psenophis of Heliopolis اور علمائے دین میں سب سے بڑے فاضل سن کس سیٹ Sonchis the Saite سے کچھ دن درس لیا۔ افلاطون کا بیان ہے کہ شخص آخر ہی سے اس نے اٹلانٹک Atlantic (ایک منظوم قصے کا نام ہے) کی داستان سنی تھی اور منظوم کر کے یونانیوں کے علم میں لانا چاہتا تھا؛ مصر سے وہ جزیرۂ قبرس گیا۔ یہاں کے ایک رئیس فلوکپرس Philocyprus نے اس کی بہت آؤ بھگت کی۔ رئیس مذکور دریائے کلیریس کے کنارے ایک شہر میں رہتا تھا جسے خود اس کے بیٹے ڈیموفون Demophon نے تعمیر کیا تھا۔ شہر کے

مضبوط اور جنگی لحاظ سے با موقع ہونے مین شک نہین لیکن اس مین گنجایش بہت کم تھی اور راستہ بھی نہایت دشوار گذار واقع ہوا تھا ؛ سولن نے فلوکپ رس کو آمادہ کیا کہ وہ اس کے بجاے نیچے کے فراخ میدان مین ایک نیا اور وسیع تر شہر بنائے اس کے بننے اور آباد ہونے تک خود سولن وہان ٹھیرا رہا اور جنگی استحکامات اور اسباب آسایش درست کرنے مین اس سے بہت امداد ملی چنانچہ یہ شہر بھی ایسا بنا کہ ہر سمت سے لوگ اس مین بسنے کے لیے اُمنڈ آئے اور دوسرے بادشاہون نے بھی اسی نمونے پر شہر بنانے شروع کیے ، اسی شکر گزاری مین نیا شہر اصلی نام ایپیا Epea کے بجاے رئیس کے حکم سے سولی (سولن سے) موسوم کیا جانے لگا ؛ سولن نے اپنے مرثیون مین ایک جگہ فلوکپ رس سے خطاب اور نئے شہر کا ذکر ان الفاظ مین کیا ہے :-

"تخت شہی پہ تو رہے ، عمر تری دراز ہو
تیرے ہی نام و نسل سے سولی کو امتیاز ہو
آج جہاز تا ہون مین تیرے مگن جزیرے سے
با مراد وہ مجھے بھیجے یہان خدا کرے
پھولے پھلے سدا ترے تخت مین شہر نو ، شہا
اس کو ترقیان نصیب مجھکو بخیر لوٹنا"

سولن کی شاہ کرسیس سے ملاقات اور گفتگو کا واقعہ بعضون کے نزدیک سنین تاریخ سے درست نہین نکلتا - لیکن مین تو محض اس پرانی تقویم کے سبب سے جس مین ہزارہا کوششون کے باوجود بیسیون اختلافات اور اُلجھنین اب تک موجود ہین ، اس مشہور و مصدق بیان کو غلط نہین مان سکتا ، دراینحالیکہ وہ سولن کی عالی ظرفی ، دانائی اور طبیعت کے عین مطابق ہے ،

یہ حکایت یون ہے کہ جب سولن کرسیس کے بلانے پر اس کے دربار مین پہونچا تو اس کی یہ حالت ہوئی جیسے کوئی اندرون ملک کا رہنے والا اول ہی اول سمندر کو دیکھے - یعنی جس طرح ایسا شخص ہر بڑے دریا کو سمندر تصور کرتا ہے - اسی طرح سولن بھی درباری ایوان سے گزرنے وقت وہان کے امیرون کے

زرین لباس اور خدم وحشم کو دیکھکر کانورا سا ہوگیا تھا اور ہر ایک کو سمجھتا تھا کہ بادشاہ یہی ہوگا حتیٰ کہ وہ خاص کریسس تک آپہونچا جو کہ دنیا کا بہترین اور قیمتی سے قیمتی لباس جواہر نگار پہنے بیٹھا تھا جس کے گرد نفایس وجواہرات کا دریا لہرین مار رہا تھا اور اس کے تجمل واحتشام کو بڑھا رہا تھا۔ سولن اس سارے کارخانے کو دیکھتا بھالتا آگے آیا اس نے بادشاہ کے خلاف توقع اس اسباب عشرت وگران بہا سامان کی ذرا بھی داد نہ دی، نا ہی وہ اُس سے کچھ مرعوب ہوا اس کے برعکس لوگوں کو، جو نہایت غور سے اسے بھانپ رہے تھے، یہ معلوم ہوا کہ وہ دربار کی ساری بھڑک اور جگمگاہٹ کو نظر حقارت سے دیکھتا ہے۔ تب شاہ کریسس نے حکم دیا کہ سلطنت کے تمام جواہر خانے کھول دیے جائیں اور سولن کو (اگرچہ خود اس کی خواہش نہ تھی) وہ تمام بے بہا ظروف وسماط، فروش وملبوسات دکھائے جائیں جو تعیش وتمول کا ان مول سرمایہ تھے۔ مگر اُس کا مہمان ان چیزوں کے دیکھے بغیر ہی پہلی نظر میں اپنے معزز میزبان کی لیاقت وطبیعت کا اندازہ کر چکا تھا چنانچہ جب وہ پھر کر واپس آیا اور بادشاہ نے اس سے سوال کیا کہ "سچ کہنا تمہارے علم میں کوئی اور شخص بھی ایسا ہے جو مابدولت سے زیادہ شادمان ومامراد ہو؟" تو سولن نے جواب دیا کہ "ہاں۔ ہمارے شہر میں ٹیلس Tellus نام ایک شخص ایسا گذرا ہے"، پھر کہنے لگا "یہ ٹیلس نہایت نیک کردار اور دیانت دار آدمی تھا اسکے بچے بھی بہت اچھے تھے اور اسکی جائداد بھی اس کی معمولی ضرورتوں کے عین مناسب تھی۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ موت بھی اُس کو اُس وقت آئی جبکہ وہ اپنے ملک کے واسطے لڑ رہا تھا"۔

یہ جواب سنکر کریسس بہت بیزار ہوا اور سولن کو سمجھنے لگا کہ بالکل گنوار اور بے وقوف ہے جو ایسے معمولی آدمی کا مقابلہ بادشاہوں سے اور زر وجواہر قوت وسلطنت کی اس طرح ناقدری کرتا ہے۔ تاہم اُس نے دوبارہ دریافت کیا کہ اُس کے سوا کوئی اور شخص بھی اُس کے نزدیک بہتر حالت میں ہے؟ سولن نے کہا۔ ہاں۔ کلیوبس Cleobis اور بیتن Biton بھی (تم سے اچھے) تھے یہ دونوں بھائی ایک دوسرے سے اور محبت کرتے تھے اور اپنی ماں کے آداب احترام کرنے میں انکی

شہرت تھی۔ چنانچہ ایک مرتبہ جب بیلوں کے آنے مین دیر ہوئی تو یہ دونون بھائی خود اپنی مان کی گاڑی مین جُت گئے اور اُسے جُونو کے مندر تک اسی طرح لائے۔ یہ دیکھکر اُنکے ہمسائے تک کہنے لگے کہ انکی مان حقیقت مین تقدیر والی اور بڑی خوش نصیب بیوی ہے جسے ایسے بچے ملے اور خود کلیوبس اور بیٹن کی مان بھی اُس وقت خوشی کے مارے پھولے نہ سماتی تھی۔ اسکے بعد جب وہ مذہبی مراسم کے مطابق قربانیان چڑھا چکے اور تہوار منا کر آرام سے سو رہے تو اسی نیند کے عالم مین اُن کی روح خوشی اور عزت اور اطمینان کے مزے لیتی ہوئی ملک جاودان کو سدھار گئی۔

تب کریسس نے خفا ہو کر کہا "اور کیا تیرے نزدیک ہم بالکل بدبخت اور ناشاد لوگ ہین؟"

سولن نے، جو نہ تو اُس کی دل شکنی کرنی چاہتا تھا اور نہ چاپلوسی، اس سوال کا جواب یہ دیا کہ "اے بادشاہ، دیوتاؤن نے یونان والون کو ہر نعمت بحد اوسط و اعتدال عنایت کی ہے اور اُن کی دہانت و دانائی کا بھی یہی حال ہے کہ وہ بادشاہون یا بڑے آدمیون کی سی نہین بلکہ متوسط درجے کے خوش وقت و شاد کام لوگون کے مناسب حال ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہم ثروت و اقبال کو دیکھکر فلاکت دادبار کو نظر سے ہٹنے نہین دیتے اور نہ تو اپنی خوشیون کے سامان پر زیادہ مغرور ہوتے ہین اور نہ دوسرون کی بامرادی و شادمانی کی زیادہ ستایش کرتے ہین کہ یہ آنی جانی حالتین ہین اور ممکن ہے تھوڑے ہی دن بعد بدل جائین۔ مستقبل کی خبر کس کو ہے اور کون بتا سکتا ہے کہ اُس مین کیا کیا تبدیلیان اور گردشین چھپی ہوئی ہین۔ پس ہم صرف اُس کو بامراد اور اقبال مند کہتے ہین جو آخر تک خدا کی مہربانی سے ایسا ہی رہے۔"

خوش حال کہنا، اُس کو، جو ابھی تک فانی اور تغیر پذیر دنیا مین موجود ہے، ہم احتیاط اور سچائی کے خلاف سمجھتے ہین اسی طرح جس طرح کسی پہلوان کو غالب و فتحمند پکار دینا جو ابھی تک اکھاڑے مین ہو۔ اسکے بعد سولن دربار سے رخصت کر دیا گیا اُس سے علم یا فائدے کے بجائے کریسس کو ہوئی تو کچھ کوفت ہوئی

ایسوپ[1] جس نے کہانیان لکھی ہین اُس زمانے مین وہین سارڈیس[2] مین کریسس کا بلایا ہوا

[1] ایسوپ مشہور مصنف، جس نے محاضرات اور حکایات یونانی مین لکھی ہین اور اب تک ترجمہ ہو کر سارے یورپ مین مقبول ہین۔ مترجم [2] Sardis کریسس کا پایہ تخت۔ م

مہمان تھا۔ اور اس کی بڑی آؤ بھگت وہان ہوتی تھی۔ اُس نے جو سولن کے ساتھ یہ بے لطفی کا برتاؤ دیکھا تو دل مین رنجیدہ ہوا؛ اور سولن کو اس نے نصیحت کی کہ بادشاہون کے ساتھ کم باتین کرنی چاہیین اور ایسی جو بے محل اور ان پر گران نہ ہون؛ سولن نے کہا نہین یون کہو کہ کم ہونی چاہیین یا معقول ہونی چاہیین؛

المختصر اس ملاقات سے تو کریسس کچھ خوش نہوا بلکہ سولن سے بیزار ہوگیا لیکن جب کورش[1] نے اسکو شکست دیکر سلطنت چھین لی اور گرفتار کرکے زندہ جلوانے کا حکم دیا تو چتا پر پہونچ کر شاہ موصوف اور ایرانیون کے سامنے وہ تین دفعہ پوری قوت سے چلایا "اوسولن!"

یہ کیفیت دیکھ کے کورش نہایت حیران ہوا اور اس نے آدمی کو بھیجکر دریافت کرایا کہ یہ کس شخص یا دیوتا کا نام ہے جسے تو اس عالم یاس مین پکارتا ہے؛ کریسس نے اپنی ملاقات کے تمام قصے سے اس کو آگاہ کیا اور کہا کہ سولن یونان کے حکما مین سے تھا۔ مین نے اسکو اپنے دربار مین طلب کیا استفادے یا تدریس کی غرض سے نہین بلکہ اپنی دولت وشان دکھانے کے لیے۔ مگر اب معلوم ہوا کہ ان چیزون کی مسرت ایسی خوشگوار نہ تھی جتنی کہ ان کے تلف ہو جانے کی تکلیف تلخ ہے کیونکہ جب تک وہ میرے پاس تھین تو یہ صرف ایک اے تھی کہ وہ اچھی ہین لیکن انکے چلے جانیکے بعد جو الم واذیت آج ہے وہ حقیقی ہے۔ یہی نکتہ تھا جو سولن نے مجھے بتانا چاہا تھا۔ یعنی پہلے شوکت دیکھکر اُس نے اس نکتہ پر بھی نظر ڈال لی تھی اور مجھے سمجھایا تھا کہ متزلزل ومتغیر اشیا پر غرور وتکیہ کرنے کے بجاے زندگی کے انجام وخاتمے تک کا فکر کرون؛

کورش نے جو کریسس سے زیادہ دانشمند تھا جب یہ سنا اور سولن کے قول کو اس معاملے مین کرسی نشین ہوتے دیکھا تو کریسس کو معاف ہی نہین کیا بلکہ جیتے جی نہایت آبرو کرتا رہا۔ اور اس طرح سولن کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اسکی ایک ہی بات نے ایک بادشاہ کی جان بچائی اور دوسرے بادشاہ کو سبق دیا۔ سولن کے اٹھنے سے چلے جانے کے بعد لوگون مین جھگڑا شروع ہوا الکمیان Alcmaeon

[1] انگریزی ترجمے مین یہ لفظ Cyrus ہے۔ مترجم

کا بیٹا مگاکلیز Megacles ساحل والون کا سردار تھا - میدانیون مین لگرگس کی چلتی تھی اور پی سس ٹراٹس (جو ابھی بادشاہ نہین ہوا تھا - م) پہاڑی جتھے کا رہنما تھا - اس مین زیادہ تر غریب مادار (تھیٹس) لوگ شامل تھے جنھین دولتمندون سے سخت عداوت تھی ؛ اس دھڑے بندی نے نوبت یہان تک پہونچادی تھی کہ گو شہر مین نئے قوانین پر عمل ہوتا تھا لیکن دلون مین ہر پارٹی کے یہ تھا کہ حکومت مین انقلاب ہو اور کسی طرح ہم باقی حریفون سے بڑھ جائین ؛ اس متلاطم زمانے مین سولن اپنے سفر سے واپس وطن آیا اور سب نے یکسان اسکی عزت و توقیر کی ؛ اگرچہ ضعیفی کی وجہ سے وہ پہلی سی محنت اور تقریرین نہین کرسکتا تھا تاہم اُس نے ہر گروہ کے سرگروہ کو بلاکے ان کے اختلافات رفع کرنیکی کوشش کی ، ان تینون مین سب سے زیادہ آمادگی ، صلح و صفائی پر پی سس ٹراٹس نے ظاہر کی - بحث مباحثے مین وہ نہایت نرمی برتتا تھا غریبون کی وہی حمایت لیتا تھا اور اختلاف کرنے مین بڑی معقولیت اور اعتدال دکھاتا - اور جو شے قدرت نے اسے دی بھی نہ تھی اُس کی وہ نقالی ہو بہو کرلیتا - مختصر یہ کہ سب مین زیادہ بھروسے کا آدمی وہی معلوم ہوتا تھا اسکی عقلمندی اور عدل پسندی پر یقین تھا کہ جو کچھ طے ہو جائیگا اُسکے خلاف نہ خود کریگا نہ بخوشی کسی اور کو کرنے دیگا ؛ اس کے متعلق یہ دھوکا تھا جس مین کثیر التعداد لوگ پڑے ہوے تھے مگر سولن بہت جلد اسکی طبیعت کو سمجھ گیا اور سب سے پہلے اسی نے پی سس ٹراٹس کے خود غرضانہ مقصد کو تاڑا - پھر بھی اُس نے تنفر کرنے کے بجاے چاہا کہ اُسے اپنے دسایس پر شرمائے اور ہوس پرستی کی اصلاح کرائے - پس وہ پی سس ٹراٹس اور دوسرون کے سامنے اکثر کہا کرتا کہ جو شخص سب سے زیادہ قوی ہو جانے کی خواہش کو اپنے دل سے نکال دے اور انانیت و مطلق العنانی کے وسوسون کا قرار واقعی علاج کردے اس سے بڑھکر شریف و خیر خواہ وطن کوئی شہری نہین ہوسکتا ؛

اسی زمانے مین تھس پس ندم صدر Thespis شاعر نے نئے ناٹک غم انجام[1] قصون کے دکھانے شروع

[1] "غم انجام قصہ" ترجمہ ہے ٹریجڈی Tragedy کا اسکے مقابلے مین کومیڈی Comedy کو خوش انجام یا نیک انجام کہین گے یعنی وہ قصے جن کا اختتام خوشی پر ہو - مترجم

کیے تھے اور خلقت ان کے دیکھنے کی بے انتہا شائق تھی گو شاعر مذکور اس میدان مین صرف اکیلے ہونے کے سبب مشہور ہوگیا تھا تاہم سوکن کوئی شے دیکھنے اور سننے کا اشتیاق کشان کشان تھس پس کا سوانگ دیکھنے وہان لیگیا۔ (پرانے رواج کے مطابق خود ناٹک نویس بھی سوانگ کیا کرتے تھے) کیونکہ بڑھاپے اور بیکاری مین سوکن قدرتاً ناچ رنگ اور شراب کباب ہی کا زیادہ مائل ہوگیا تھا؛ جب تماشا ختم ہوا تو سوکن شاعر مذکور کی طرف مخاطب ہوا اور پوچھا کہ تم کو اتنے سارے آدمیون کے مجمع مین اس قدر جھوٹ کا پل باندھتے شرم نہین آئی؟ اور جب تھس پس نے عذر کیا کہ تماشون مین ایسا مبالغہ کرنے کا چندان مضایقہ نہین تو سوکن اپنی جریب زمین پر مار کر بولا "واللہ اگر ہم ایسے تماشے دیکھتے اور پسند کرتے رہے تو یہی مبالغے اور غلط بیانیان ہماری گفتار و کردار مین پیدا ہو جائینگی"

تھوڑے دن بعد جب پی سس ٹرانس نے فریب کھیلا اور اپنے آپ کو خود زخمی کر کے چرٹ پر بازار مین نکلا اور لوگون کو اُبھارا کہ مین محض تمہاری حمایت لینے کے سبب اپنے ملکی دشمنون کے ہاتھ سے اس طرح مجروح کیا گیا ہون تو بہتون کو جوش آگیا اور اسکے لیے رونے لگے، اُس وقت سولن نے پی سس ٹرانس کے قریب آکر کہا "او لقراط کے بیٹے! تو نے ہومر کے اُلی سس[1] کی نقل تو کی مگر بہت بُری طرح کی! جو کام اُس نے دشمن کو دھوکا دینے کے لیے کیا تھا، وہی فریب تو اپنے دوستون کو بے وقوف بنانے کے لیے کر رہا ہے"

اس کے بعد لوگ مکار پی سس کی حفاظت و حمایت پر تیار ہوے اور ایک بڑا اجتماع کیا۔ اس جلسے مین ارسٹن ہوکوس نامی ایک شہری نے تجویز کی کہ پی سس کو اپنے ہمراہ پچاس برقنداز رکھنے کی اجازت دی جاے جو اس کی جان کی حفاظت کرین؛ اس تجویز کی سولن نے مخالفت کی اور جو کچھ اُس نے کہا وہ قریب قریب بجنسہ ہمارے لیے اپنی نظمون مین چھوڑ گیا ہے۔

[1] Ulysses یہ ایک جرنیل کا نام ہے جسکا ہومر نے اپنے قصے مین ذکر کیا ہے۔ مترجم

مثلاً لکھتا ہے: "تم اسکے فقرے مین کیون آگئے ہو اے لوگو؟
محض وہ لفظ ہین، جنکی ہے یہ خلش تم کو!"
یا دوسری جگہ ہے کہ: سہی کہ منفرداً تم مین ہے ہر اک چالاک،
یہ سب نے جوڑکے سر کوئی ایک رائے دی
تو وہ صدا کسی بے عقل سادہ لوح کی تھی!"
لیکن جب اسے یہ نظر آیا کہ نادار لوگ پی سس کی خواہش پوری کرنے پر تلے ہوے ہین اور سخت ہنگامہ برپا کر رہے ہین نیز مالدار لوگ خوف زدہ ہوکر اپنے کو جوکھون مین ڈالنا نہین چاہتے، تو وہ بھی اُس جلسے سے یہ کہکر چل دیا کہ: مین بہتون سے زیادہ سمجھدار ہون اور باقیون سے بڑھکر دلیر، مطلب یہ کہ عوام الناس سے جو پی سس کے فریب مین آگئے تھے وہ زیادہ اسکے مکر کو سمجھتا تھا اور بالقی سے جو اس مکاری کو جاننے کے باوجود، استبداد کی بنیادون کے خلاف آواز بلند کرتے ڈرتے تھے، وہی زیادہ دلیر تھا کہ اُس نے اپنی صدا سے اختلاف بلند تو کی؛

غرض لوگون نے پی سس کو برقندازون کی اجازت تو قانونی طور پر دیدی مگر پھر پلٹ کر نہ پوچھا کہ اُن کی تعداد کس قدر اُس نے رکھی؟ حالانکہ اُس نے پچاس سے کہین زیادہ جتنے چاہے آدمی رکھ لیے اور لوگون کو ہوش آیا تو اُس وقت جبکہ وہ اکروپولس Acropolis کے قلعے پر زبردستی قابض ہوگیا؛ دب تو شہر مین کھلبلی مچ گئی۔ مگاکلیز اپنے خاندان سمیت اُسی وقت بھاگ گیا۔ لیکن سولن اس ضعیفی کے عالم مین بھی جب کہ اس کا کوئی رفیق اور پشتی لینے والا نہ تھا خاموش نہ رہا بلکہ بیچ بازار مین کھڑے ہوکے اُس نے ایک زبردست تقریر لوگون کے آگے کی، ایک طرف تو ان کی دناءت اور غفلت پر اس نے سخت اعتراض کیے اور دوسری طرف للکارا کہ خبردار اپنی آزادی کو ایسا سستا نہ بیچو؛

اس کا یہ شہرۂ آفاق مقولہ بھی اس تقریر مین تھا کہ ابتدا ہی مین مطلق العنانی اور شخصیت کا تدارک کرنا بے شک بہت آسان کام تھا لیکن اب، جب کہ اس کی کوشش آغاز ہوچکی ہے اور اُس نے

قوت حاصل کرلی ہے، اس کا استیصال کہیں زیادہ شاندار اور شریفانہ کام ہے!"
لیکن جب اُس نے دیکھا کہ کوئی ڈر کے مارے اُس کا ساتھ نہیں دیتا تو وہ گھر لوٹ آیا اور اپنے تمام ہتھیار گھر میں سے لاکر اس نے ڈیوڑھی کے اگلے برآمدے میں رکھدیے اور یہ کہہ کر کہ :-

"میں اپنے ملک اور قوانین کے قائم رکھنے
کے لیے جو کچھ کرسکتا تھا، کرچکا"

اُس نے آیندہ سے معاملات میں دخل دینا ترک کردیا۔
اُس کے یار دوستوں نے ہرچند کہا کہ یہاں سے چلے جاؤ، پر اُس نے انکار کیا اور برابر شعر لکھ لکھ کر ایتھنزیوں کو لعنت ملامت کرتا رہا۔ اس طرح :-

"نصیبوں کو نہ رونا آفتیں گر تم پہ اب آئیں
کہ وہ اچھے ہیں، اور ساری خطائیں خود تمھاری ہیں
قلعے خود دیدیے جب ایک غاصب شخص کو تم نے
تو اب اپنے غلاموں سے وہ جو چاہے کرا ڈالے"

اکثر دوستوں نے اس سے کہا کہ ایسی باتوں سے وہ مارا جائیگا۔ اور وہ کون سی شے ہے جس کے بل بوتے پر وہ غاصب ملک کے خلاف ایسی سخت سخت نظمیں لکھتا ہے؟ سولن نے جواب دیا "میرا بڑھاپا"

مگر جب پی سس ٹراٹس نے مطلق العنانی اور بادشاہت حاصل کرلی تو سولن کو آزار پہونچانے کے بجائے نہایت محبت اور احترام سے بار بار اپنے پاس بلایا اور اس قدر اُس کی عزت آبرو کی کہ وہ اس کا شرمندۂ احسان ہوگیا اور اس کے کاروبار میں کبھی کبھی صلاح مشورہ دینے لگا اس کے بعض اچھے کاموں کو سولن پسند بھی کرتا تھا۔ کیونکہ پی سس ٹراٹس نے قوانین سولن کا بہت بڑا حصہ جوں کا توں قائم رکھا خود اس کی پابندی کی اور دوسروں سے بزور کرائی۔ یہانتک کہ جب ایک مرتبہ اس پر الزام قتل عمد کا لگایا گیا تو مطلق العنان بادشاہ ہونے کے باوجود وہ حسب ضابطہ

خود عدالت مین جوابدہی کے واسطے حاضر ہوا مگر مدعی نے گریز کی اور سامنے نہ آیا ۔
اس کے سوا اُس نے کئی قانون خود اضافہ کیے۔ ایک انمین سے یہ تھا کہ لڑائی
مین جو لوگ اپاہج اور لنگڑے لولے ہو جائین اُن کی معاش کا سلطنت انتظام کرے ۔
پولی ٹکس کا بیان ہے کہ اس قانون مین بھی پی سس نے سولن کی پیروی کی ہے کیونکہ
تھرسپس Thrasips کے معاملے مین جو لڑائی مین نکما ہو گیا تھا سولن نے ایسا ہی
کیا تھا ۔ سفراسطس نے لکھا ہے کہ کابلی اور نکمے پن کے روکنے کا جو قانون سولن سے
منسوب ہے وہ بھی درحقیقت پی سس ہی کا وضع کردہ ہے۔ اس قانون کا یہ فائدہ ہوا کہ ملک
مین پیداوار اور شہر مین خوش حالی بڑھ گئی ۔
سولن نے اٹلانٹک جزیرے کی جو داستان یا تاریخ حکماے سیس سے سنکر اپنے ہموطنون
کے لیے، نظم کرنی شروع کی تھی، وہ چھوڑ دی ۔ وقت کی کوتاہی سے نہین بلکہ بقول افلاطون
ضعیف العمری کی وجہ سے اور مضمون کی وسعت وطوالت کے باعث ۔ یہ بات کہ اُسے فرصت
کافی تھی خود اُس کے شعرون سے ثابت ہے۔ مثلاً لکھتا ہے

"بڑھتی ہے روز روز یان پیری کے ساتھ آگہی"

یا دوسری جگہ ہے کہ :

"مشغلۂ سُرور زا اورون کی طرح ہے مرا
شعر وشراب وحسن کی خوب بہار لوٹنا"

جزیرۂ اٹلانٹک کی داستان کو افلاطون نے سولن کا ترکہ سمجھ کر دعوے وراثت کے ساتھ
چاہا تھا کہ ترقی دے اور پورا کردے چنانچہ اس مین جابجا ایسے خوش نما گل بوٹے لگائے جو
کسی اور کہانی، کتھا یا مثنوی مین نہین مل سکتے لیکن آخر عمر مین شروع کرنے کے باعث وہ بھی
اسکو ناتمام ہی چھوڑ کر مر گیا۔ اور پڑھنے والون کو جو حصہ موجود ہے وہ پڑھکر اس قدر غیر معمولی
لطف وکیفیت آتی ہے کہ اُنھین اُس کے ناتمام رہ جانے کا قلق چوگنا بڑھ جاتا ہے۔ کیونکہ جس طرح

ایتھنز مین صرف جوپیٹر اولمپس Jupiter Olympus کا شاندار مندر غیر مکمل رہ گیا اسی طرح افلاطون کے تمام علمی کارناموں مین ادھوری رہی تو یہی جزیرۂ اٹلانٹک کی نظم ؛

سولن کے متعلق پون ٹی اکس کے بیان سے یقین ہوتا ہے کہ وہ پی سس ٹریٹس Pheridas the Grecian کے غصب بادشاہت کے بعد عرصے تک زندہ رہا لیکن فنیاس ریشی Phanias the Grecian کہتا ہے کہ اس واقعے کے بعد دو سال بھی وہ نہین جیا۔ بلکہ ہے جی ٹرائٹس Hegestratus کے زمانۂ آرکنی مین مرگیا۔ یہ شخص کومیس Comius آرکن کا جانشین تھا اور کولیس کا زمانہ عین پی سس کی دست درازی کا زمانہ ہے ؛

یہ روایت کہ سولن کی ارتھی پھونک کر اس کی خاکستر سلامیس کے اردگرد بکھیر دی گئی تھی غلط معلوم ہوتی ہے لیکن اس کو علاوہ دیگر ثقات کے حکیم ارسطو تک نے نقل کیا ہے ؛

ویلریس پبلی کولا

سولن کا ذکر تم سن چکے - اب اسکے مقابلے مین ہم پبلی کولا کا حال لکھتے ہین جس کی خدمات اور قابلیت کے صلے مین رومی قوم نے اُسسے اصلی نام پبلیس ویلریس کے بجاے اس معزز خطاب (پبلی کولا) سے مشہور کیا ہے - وہ اُس ویلریس کی اولاد مین تھا جو شہر رومہ کے پہلے باشندون مین ایک نامور شخص گذرا ہے کیونکہ اسی نے رومی اور سبائنی لوگون کے اختلافات رفع کیے تھے اور اُن مین باہم اتحاد کرا دینے والون مین سب سے بڑا حصہ لیا اور طرفین کے بادشاہون کو امن و مصالحت پر آمادہ کر دیا تھا - اُسی کی نسل مین پبلیس ویلریس ہے - وہ رومہ کی پہلی بادشاہت کے آخری ایام مین پیدا ہوا اور اپنی فصاحت اور دولت سے بڑی شہرت حاصل کی کیونکہ دولت کو وہ ہمیشہ غربا کی فیاضانہ امداد مین، اور فصاحت کو نہایت دیانتداری اور آزادی کے ساتھ، عدل و انصاف کی راہ مین خرچ کرتا تھا اور اس طرز عمل سے گویا اس توقع کو مستحکم کرتا تھا کہ اگر نظام بادشاہت بدلا اور جمہوری حکومت قائم ہوئی تو قوم مین سب سے سربرآوردہ آدمی وہی ہوگا - جب تخت شاہی پر شریر ٹارکوای نس پُرلس نے ناجایز طور سے قبضہ پایا اور اس منصب کو شاہانہ دادگستری کے بجاے ظلم و سرکشی کا آلہ بنایا تو لوگون مین اسکی حکومت سے سخت نفرت پیدا ہوگئی اور لس رشیا کی موت کو (جس نے اپنی عصمت دری کے بعد اپنے تئین ہلاک

کرلیا تھا) بہترین موقع سمجھکر وہ اُس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوے۔ اور اس تحریک مین شریک ہوکر سب سے پہلے لوسیس بروٹس ویلریس کے پاس پہونچا اور اسی کی پرجوش مدد سے بادشاہت کا زور توڑا۔ اور جب لوگون کو معزول بادشاہ کی جگہ اپنا ایک سردار منتخب کرنے کا خیال ہوا تو ویلریس نے مان لیا کہ جمہوریت کا بانی بروٹس ہے اور منصب سرداری اسی کا حق ہے لیکن جسوقت جمہور الناس نے شخصیت سے کمال نفرت کا اظہار کیا اور انکے لیے مشترکہ حکومت کا قیام اور دو قنصلون کا انتخاب زیادہ پسندیدہ نظر آیا تو ویلریس کو اپنی ان امیدون مین کہ وہ بروٹس کا شریک حکومت اور قنصل مقرر کیا جائیگا، کامیابی نہ ہوئی۔ کیونکہ بروٹس کی کوششون کے باوجود لوگون نے ویلریس کے بجاے ٹارکوا سے لس کولاٹی نس کو قنصل منتخب کیا جو لسرشیا کا شوہر تھا اور ذاتی قابلیتون مین کسی طرح ویلریس پر قابل ترجیح نہ تھا۔ مگر امرا کو بڑا خوف اس بات کا تھا کہ مبادا معزول بادشاہ جو برابر رومہ مین اور اُسکے باہر مصروف سعی تھا دوبارہ دخل پالے پس انھون نے ایسے سردار کو قنصل بنانا پسند کیا تھا جو بادشاہون سے شدید ترین نفرت رکھتا ہو اور کبھی اُن سے صلح پر مائل نہ ہو سکے۔

اب ویلریس کو اس بات کا ملال ہوا کہ قومی خدمت کرنیکی جو تمنا اُسے تھی وہ محض اس بنا پر مشتبہ سمجھی گئی کہ اُسے ذاتی طور پر مطلق العنان جابرون کی زیادتی سے کوئی ضرر نہین پہونچا تھا پس وہ مجلس ملکی اور وکالت قانونی سے کنارہ کش ہوگیا اور لوگون کے معاملات سے اپنے تئین علٰحدہ کرلیا۔ اس علٰحدگی نے لوگون مین بڑا چرچا اور اندیشہ پھیلایا کہ کہین غصے مین ویلریس بادشاہون کی جانب نہ مائل ہو جائے اور سلطنت کو، جو جدید انقلاب کی وجہ سے ہنوز غیر مستقل حالت مین تھی، تباہ کرادے؟ بروٹس کو بھی اس قسم کے شکوک چند اور آدمیون کی طرف سے تھے اور اس نے مجلس کے سامنے قربان گاہ پر انکا امتحان کرنا چاہا۔ حلف لینے کے لیے جو دن مقرر ہوا تھا ویلریس بھی نہایت خوشی سے اُس روز مجلس مین آیا اور سب سے پہلا شخص جس نے حلف اُٹھایا کہ ہم کبھی ٹارکوان کی شرائط نہ مانین گے اور کبھی اسکی اطاعت نہ قبول کرینگے بلکہ آخر دم تک اپنی

آزادی قائم رکھین گے، وہی تھا - اس واقعے سے اہل مجلس اور قنصلون کو بڑا اطمینان ہوگیا اور ویلریس نے بھی اپنی آیندہ کوشش وکارگزاری سے اس عہد کی صداقت ثابت کردی کیونکہ جب معزول بادشاہ کے پاس سے ایلچی تجاویز مصالحت لے کر آئے جنھین لوگون کو رجھانے کے لیے بڑے بڑے وعدے تھے کہ گویا آیندہ وہ تمام زیادتیان اور جبر چھوڑ دے گا اور صرف انصاف واعتدال کو اپنا دستورالعمل بنائیگا تو قنصل آمادہ ہوگئے تھے کہ جلسۂ عام مین اس سفارت سے گفتگو کی جاے لیکن ویلریس نے سخت مخالفت کی اور کسی طرح اجازت نہ دی کہ ادنے درجے کے لوگ جنھین جبر واستبداد سے زیادہ جنگ وخونریزی کا خوف تھا ایسی ترغیبات اور نئے اقرار سننے کا موقع پائین - اسکے بعد دوبارہ سفیر آئے جنھون نے ظاہر کیا کہ (معزول) بادشاہ تخت سے دست کش ہوجانے پر آمادہ ہے اور اگر اُسکی اور اُسکے رفقا واحباب کی جائدادین اور روپیہ واپس دیدیا جاے کہ جلاوطنی مین وہ بسراوقات کرسکین تو اس صورت مین وہ اہل روما سے جنگ نہ کرینگے؛ اس درخواست کو اکثر لوگ قبول کرلینے پر مائل تھے خصوصًا کولاٹی نس بہت چاہتا تھا کہ یہ معاملہ اسی طرح طے پاجاے لیکن تندخو بروٹس ایسی باتون کو ماننے والا نہ تھا وہ عدالت عام مین گھس آیا اور چلایا کہ میرا ہم منصب قنصل غداری پر کمربستہ ہے اور اُن ظالمون کو جنھین جلاوطنی مین اسباب معاش فراہم کردینا بھی شدید جرم ہے، جنگی تیاریون کے لیے مالی امداد پہنچانے پر تیار ہے!

اس واقعے پر اہل شہر نے ایک جلسہ منعقد کیا اور اس مین سب سے پہلے جس نے تقریر کی وہ کے اس منوکیس، ایک غیر سرکاری آدمی تھا - اُس نے اہل روما سے التجا کی اور بروٹس کو بھی یہی صلاح دی کہ ٹارکوان کی تمام املاک وجائداد ضبط کرلینی چاہیے اور بجاے اس کے کہ وہ اور اُس کے رفقا اس روپے کو ہمارے خلاف استعمال کرسکین خود ہم کو اُن ظالمون کے خلاف اس سے کام لینا چاہیے؛ لیکن شہر والون نے متفقہ طور پر یہی فیصلہ کیا کہ جب تک ہماری وہ محبوب آزادی برقرار ہے جسکے لیے ہم نے ہتھیار اُٹھاے تھے اُس وقت تک روپے کو ان پر ترجیح دینا کسی طرح درست نہین

بلکہ مناسب بھی ہے کہ جلاوطن شخصیت پسندوں کے مال متاع انھیں واپس دیدیے جائیں ؛ مگر یہ املاک کا سوال درحقیقت ٹمارکوآن کے منصوبے کا محض ایک جزو تھا اور اس مطالبے سے اصلی مقصد دلوگون کے خیالات کا جانچنا تھا چنانچہ اس تمہید کے بعد اُسکے سفرا نے ایک سازش کی بنیاد ڈالی اور اُسکے اسباب و املاک کو کچھ تو لیجانے اور کچھ فروخت کردینے کے بہانے اپنا جانا ملتوی کرتے رہے یہانتک کہ آخرمین انھون نے رومہ کے دو ممتاز ترین خاندانون کو ملالیا - انمین ایک تو اکوٹی تھا جسکے تین افراد ارکان مجلس تھے اور دوسرا وٹلی جسکے دو آدمیون کو یہ فخر حاصل تھا - یہ سب کے سب خود کو لائی ٹس قنصل کے بھانجے ہوتے تھے اسکے علاوہ خاندان وٹلی سے بروٹس کا بھی قریبی رشتہ تھا کیونکہ انکی بہن اُسکو بیاہی ہوئی تھی اور اسی بیوی سے اُس کے کئی بچے تھے - انھین سے دو کو جو ہمعمری اور رشتے داری کی وجہ سے انکے بے تکلف دوست اور ہمنشین تھے وٹلی والون نے اپنے ساتھ مل جانے کی ترغیب دی اور اغوا کیا کہ اپنے باپ (بروٹس) کی بے رحمی اور دیوانگی سے رہائی حاصل کرنے کا یہی طریقہ ہوسکتا ہے کہ عالی خاندان ٹارکوآن کی شاہانہ امیدون مین شرکت کرلی جائے ؛ واضح رہے کہ بروٹس کے مجرمون کے ساتھ مطلق رعایت و رحم نہ کرنے کا نام انھون نے بے رحمی رکھا تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ دور استبداد مین جابر بادشاہون سے محفوظ رہنے کے لیے جو مجنونانہ طرز اُس نے بنائی تھی اُسکی وجہ سے ابتک گوبرائے نام دیوانگی بھی اُس سے منسوب کیجاتی تھی - بہرحال بروٹس کے لڑکے ان باتون مین آگئے اور اکوٹی کے ساتھ مشورہ کرنے آئے جہان انھون نے باہم ایک خوفناک قسم کا عہد و پیمان کرنا طے کیا تھا جسمین ایک مقتول شخص کا خون چکھ کر اور راستر دیان چھوکر حلف اُٹھائے جانے کی تجویز تھی - اس مقصد کے لیے اکوٹی کے مکان مین جمع ہونا قرار پایا تھا اور خاص وہ عمارت بھی قدرتی طور پر ایسی ہی انتخاب کی گئی تھی کہ جس مین روشنی کم آتی ہو اور لوگون کی آمد و رفت وہان نہو - اسی جگہ وٹلی سیس نام ایک غلام نے اپنے تئین چھپا رکھا تھا اور اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ اُسے سازش کا علم ہوگیا تھا یا خاص اسی غرض سے وہ وہان موجود تھا بلکہ محض اتفاقیہ طور پر وہ اس مکان کے اندر تھا کہ دفعتہً یہ سازشی اس مین داخل ہوے اور

انکی عجلت اور دُھن دیکھکر وہ سامنے آنے سے ڈر گیا اور ایک بڑے صندوق کے پیچھے چھپ رہا جہان سے وہ اُنکی کارروائیان اور تمام گفتگو سمجھ سکتا تھا؛ اہل سازش کی تجویز یہ تھی کہ قنصلون کو مار ڈالا جاے اور یہی انھون نے ٹارکوان کو خطون مین لکھا تھا اور یہ خطوط اُسکے سفرا کو دیے گئے تھے جو وہین اکوئی کے مکانون مین مقیم اور اس گفتگو کے وقت موجود تھے ؛

اہل سازش کے رخصت ہونے کے بعد وندی سیس بھی پوشیدہ پوشیدہ مکان سے باہر نکل آیا، لیکن نہایت حیران تھا کہ اس معاملے مین کیا کرے ؟ کیونکہ بروٹس کے سامنے اس کے بیٹون پر سازش کا الزام لگانا یا کولائی نس کے آگے اسکے بھانجے بھتیجون کو ایسے قبیح جرم کا مجرم ٹھہرانا نہایت دشوار بات معلوم ہوتی تھی اور فی الحقیقت تھی بھی - مگر وقت یہ تھی کہ ان دونون شخصون کے علاوہ وہ کسی ایسے رومی سے واقف نہ تھا جسے اس قدر نازک اور اہم راز سناتا - باین ہمہ اس اتفاقیہ علم ہو جانے کا اُسکے دل پر ایک بھاری بوجھ تھا اور وہ خاموش بھی نہ رہ سکتا تھا پس ویلیریس کی خدمت مین حاضر ہوا جسکی مشہور آزاد خیالی اور تحمل مزاجی نے اسکی ہمت بندھا دی تھی، اور شہر بھر مین وہی ایسا شخص تھا جس تک ہر ایک حاجتمند کی بہ آسانی رسائی ہو سکتی تھی اور جسکے دروازے کبھی کم حیثیت اور غریب لوگون پر بند نہ ہوتے تھے ؛ جس وقت وندی سیس اُسکے پاس پہونچا اور اُسکی بیوی اور بھائی مارکس کی موجودگی مین اس خوفناک سازش کا حال کھولا تو ویلیریس ششدر رہ گیا اور وندی سیس کو اُس نے اپنے گھر سے جانے کی اجازت نہ دی بلکہ ایک کمرے مین بند کر کے اپنی بیوی کو اُسکی نگہبانی سپرد کی اور ایک طرف تو اپنے بھائی کو شاہ معزول کے محلات کی جانب روانہ کیا کہ اُسکے سامان مین جو کچھ تحریرین مل سکین اُن پر قبضہ اور اُسکے سفرا کے نوکرون کو گرفتار کرلے، ادھر خود رفقا اور دوستون اور نوکرون کا ایک گروہ ہمراہ لیکر اکوئی کے مکانات پر جا پہونچا کہ اس خاندان کے جو لوگ شریک سازش تھے اُنکی تلاشی لے - اتفاق سے یہ اشخاص اُس وقت گھر پر نہ تھے لہذا ویلیریس کو زبردستی اُن کے مکانات مین گھسنا پڑا اور وہان اس نے وہ خط پکڑ لیے جو ابھی تک سفرا کی اقامت گاہ مین پڑے تھے - اسی وقت اکوئی بھی نہایت

عجلت کے ساتھ واپس لوٹے اور مکان کے پھاٹک پر خطوط چھین لینے کی کوشش مین زدوکوب پر اُتر آئے۔ ویلیریس کی جماعت نے بھی مقابلہ کیا اور اپنی عبائون سے مخالفین کے گلے پھانس لیے پھر طرفین کی سخت جدوجہد کے بعد آخرکار اپنے قیدیون سمیت گلیون مین سے نکل کر عدالت عام تک آئے۔ اسی قسم کی لڑائی بادشاہ کے محل پر واقع ہوئی جہان مارکس کے چند دیگر خطوط پر قبضہ کرلیا جو اہل سازش اسباب کے ساتھ بھیجدینا چاہتے تھے۔ اسکے علاوہ جتنے ہاتھ آسکے شاہ معزول کے ملازم بھی اُس نے گرفتار کیے اور انھین گھسیٹتا ہوا چوک (کی عدالت عام) تک لے آیا۔ جب قنصلون نے وہ ہنگامہ جو ان واقعات سے پیدا ہوگیا تھا فرو کردیا تو ویلیریس کے حکم سے ونڈی سیس غلام بلوایا گیا اور الزامات سنائے گئے اور خط کھولے گئے جنکا غدار اہل سازش کوئی جواب نہ دے سکے۔ اسوقت حاضرین مین سے اکثر رنج وغم کی تصویر بنے خاموش کھڑے تھے اور بعض بعض محض بروٹس کی محبت کے اقتضا سے (مجرمون کے لیے) جلاوطنی کا لفظ کہہ اُٹھتے تھے۔ کولاٹی نس قنصل کی آنکھون سے آنسو جاری تھے اور ویلیریس سکوت مین کھڑا تھا اور ان باتون سے کچھ رحم کی امید بندھتی تھی۔ اتنے مین بروٹس نے اپنے بیٹون کو نام لے کے پکارا کہ "اوٹیٹس تو، یا اوٹای بیریس تو، کیا تم دونون اپنی برات کے لیے کوئی صفائی اس الزام سے نہین پیش کرسکتے ہو"، یہی سوال اُس نے تین مرتبہ اپنے بیٹون سے کیا اور جب تینون دفعہ کوئی جواب نہ ملا تو وہ عدالت کے فوجدارون (لکٹرز[1]) کی طرف مڑا اور چلایا کہ اب صرف یہ باقی ہے کہ تم اپنا فرض پورا کرو!"، اس حکم کے ملتے ہی انھون نے ٹیٹس اور ٹائبیریس دونون لڑکون کو پکڑلیا اور کپڑے اُتار کے منکبین باندھ دین پھر اپنے دررون سے انکے جسم کی کھال اودھیڑدی یہ ایسا منظر تھا کہ حاضرین اسکے دیکھنے کی تاب نہ لاسکے لیکن خود بروٹس کی نسبت مشہور ہے کہ جس طرح بیٹھا تھا اسی طرح بیٹھا رہا نہ اُس نے نظر اُدھر سے ہٹائی نہ اپنے چشم آلود چہرے پر کوئی ملایمت یا رحم آمیز

[1] لکٹر (Lictors) کی خدمت رفتہ رفتہ روما مین ایک معزز عہدہ بن گئی تھی تاہم اسکا ابتدا سے کام یہ تھا کہ سرکاری مجرمون کو سزا دے اور گشتنی اشخاص بھی اسی عہدے دار کے ہاتھون قتل ہوتے تھے۔

تبدیلی پیدا ہونے دی بلکہ اُنھین تیز تیز نگاہون سے بیٹون کو پٹتا دیکھتا رہا یہانتک کہ فوجیارون نے ان بدنصیب مجرمون کو زمین پر لٹا دیا اور تبر سے ان کے سر کاٹ ڈالے - اُس وقت بروٹس، باقی ماندہ معاملات کا فیصلہ اپنے شریک کے سپرد کرکے، بہ اطمینان رخصت ہوگیا فی الحقیقت بروٹس کا یہ فعل ایسا ہے کہ جسکی وجہ سے وہ اعلیٰ ترین تعریف یا سخت ترین مذمت دونون کا مستوجب ٹھیر سکتا ہے - کیونکہ یا تو اُسکی انتہاے عدالت نے اُسے معمولی اور انفرادی جذبات غم و افسوس سے ارفع اور مافوق کردیا تھا اور یا انتہاے قساوت نے اسکے یہ احساسات مٹا دیے تھے مگر ان دونون اسباب مین سے جو سبب بھی ہو بہرحال وہ خلاف معمول و عادت ضرور تھا یعنی یا وہ صفت ملکوتی کا کرشمہ تھا یا جذبۂ بہیمیت کا - لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ اپنی کمزوری راے سے اُسکو قصور وار ٹھیرانے کے بجاے زیادہ مناسب یہ ہے کہ ہم اُس کی عظمت و بزرگی کا اعتراف کرلین - اہل رومہ کی دانست مین بھی بروٹس نے قیام سلطنت کے واسطے یہ اتنا بڑا کام کیا کہ بانی شہر رومیولس سے بھی نہ بن پڑتا ؛

بروٹس کے چوک سے جانے کے بعد بڑی دیر تک سناٹا چھایا رہا جب لوگ اس واقعے پر جو انکے سامنے گذرا تھا غور کرتے تو اُن کا دل کانپ جاتا اور خوف و ہیبت سے مبہوت رہ جاتے - لیکن کولاٹی نس کی سہل پسندی اور بے پروائی نے دوسرے ملزمون اکوٹی کی ہمت بندھادی اور انھون نے جواب دہی کے واسطے کچھ مہلت کی درخواست کے ساتھ ہی یہ مطالبہ کیا کہ ہمارا غلام ونڈی سیس ہمارے مخالفین کے پاس نہ رہے بلکہ ہمارے حوالے کردیا جاے - کولاٹی نس اسکو مان لینے پر مائل معلوم ہوتا تھا اور مجلس برخواست کردینی چاہتا تھا مگر ولیریس نے کسی طرح گوارا نہین کیا کہ ونڈی سیس کو جو اُسکے آدمیون کے بیچ مین کھڑا تھا اکوٹی کے حوالے کردیا جائے یا مجلس بغیر غداروں کو سزا دیے برخواست ہوجاے - پس اُس نے ملزمون پر دست سیاست بڑھایا اور بروٹس کو مدد کے لیے بلایا - پھر بہ آواز بلند کولاٹی نس کے طرز عمل پر اعتراض کیا کہ ہرچند یہ شخص اپنے شریک منصب کو دیکھ چکا ہے کہ مجبور ہوکر اُسے اپنے بیٹون کی جانین لینی پڑین مگر خود دو چار عورتون کو خوش کرنیکے

لیے آمادہ ہے کہ ایسے قوم فروش غدّارون کو زندہ چھوڑ دے ؛ اس بات نے کولاٹی ٹنس کو سخت غصہ دلایا اور اُس نے حکم دیا کہ ونڈی سیس کو چھین لیا جائے، جسکی تعمیل مین سرکاری فوجدار ہجوم مین آگے بڑھے اور جنھون نے روکنا چاہا انھین ڈنڈون سے مارا۔ انکے مقابلے مین ویلیریس کے رفقا اڑے ہوے تھے اور لوگ بروٹس کی دُہائیان دے رہے تھے کہ وہ آگیا اور جب ہر طرف خاموشی ہوگئی تو کہنے لگا کہ اپنے بیٹون کے متعلق فیصلہ کرنا تو میرے لیے ٹھیک اور مناسب تھا لیکن باقی کارروائی مین نے آزاد شہریون پر اور کثرت راے پر چھوڑ دی تھی اب ہر شخص جو چاہتا ہے تقریر کرے اور مجمع کو اپنا ہم خیال بنائے ؛ لیکن تقریر کی وہان کچھ ضرورت نہ تھی کیونکہ جب رائے لیگئی تو ملزمون کو سب نے بالاتفاق مستوجب سزا قرار دیا چنانچہ وہ قتل کر دیے گئے ؛

اس مین شک نہین کہ کولاٹی نس پہلے سے لوگون مین شک کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا تھا جسکی وجہ ایک تو شاہ معزول سے اسکی قرابت داری تھی دوسرے اسکے نام کا جزو اول بھی اتفاق سے ٹارکوان تھا اور لوگون کو اس لفظ سے اتنی نفرت تھی کہ وہ اسکا سننا بھی پسند نہ کرتے تھے - اب جب یہ واقعہ گذرا اور اُسے ہر شخص اپنے اسے بیزار نظر آیا تو اُس نے فضلی سے دست برداری کرلی اور شہر سے باہر چلا گیا - نئے انتخابات پر اسکا عہدہ بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ ویلیریس کو ملا جو گویا اُسکی قوم پرستی کا ایک واجبی انعام تھا - اور چونکہ اپنی آخری کارگذاری مین وہ ونڈی سیس غلام کو بھی حصے دار سمجھتا تھا لہٰذا اُس نے پہلا کام یہ کیا کہ اسے آزاد شہری بنا کر راے دینے کا حق بھی عنایت کیا کہ جس قبیلے یا گروہ مین چاہے اپنا نام درج کرالے - واضح رہے کہ پہلے یہ حق تمام احرار کو حاصل نہ تھا اور عرصہ دراز کے بعد صرف اپیس نے جسے ہر دلعزیزی کی بہت تلاش تھی، ایسا قاعدہ جاری کیا تھا - یہ لکھنا بھی فائدے سے خالی نہین کہ اسی ونڈی سیس کو آزادی ملنے کی یادگار مین ابتک کامل آزادی دیے جانے کو اصطلاحاً ونڈکٹا کہتے ہین ؛

یہ ہو چکا تو شاہی مال و اسباب کو لوٹنے کی اور محلات کو برباد کر دینے کی اجازت دیدی گئی

وہ خوش منظر میدان جسے میدان مریخ کہتے ہین اور جو ٹار کوان کی ملکیت تھا دیوتا کے نام پر وقف کر دیا گیا تھا - مگر چونکہ اس وقت فصل تیار کھڑی تھی اور بالین ابھی تک کھلیان مین نہین اُٹھائی گئی تھین انھون نے انھین استعمال کرنا یا گیہون نکالنا خلاف تقدیس تصور کیا اور جون کا تون بالیون[1] سمیت کاٹ کر دریا مین بہا دیا اور اسی دن سے زمین مریخ دیوتا کا وقف لایکلک قرار دیدی گئی - اب جو شاخین دریا مین اس طرح ڈالی گئی تھین انکا اتنا ڈھیر لگ گیا تھا کہ وہان سے پانی کا بہاؤ انھین نہ بہا سکا اور وہ ایک دوسری مین اُلجھکر ایسا بند بن گئین کہ کثرت مٹی اور کوڑا وہان جمع ہوگیا - اور رفتہ رفتہ یہ سب چیزین پانی کے زور سے دب کر مضبوط اور وزنی ہوگئین اور دریا مین ایک ٹاپو سا بن گیا جو آج کل شہر کے قریب ایک مقدّس مقام سمجھا جاتا ہے اور جسپر متعدد دیول اور سیر کے لیے روشین بنائی گئی ہین - لاتینی زبان مین اسکو انسولا ویانٹی کہتے ہین ؛ بعضون کا یہ بھی خیال ہے کہ ٹاپو ٹار کوان شاہ معزول کے کھیتون کی وجہ سے نہین بنا بلکہ اُس وقت پیدا ہوا تھا جب کہ ٹار کوانیہ نام ایک مُرلی نے اپنے کھیت لوگون کے لیے وقف کر دیے تھے اور اس فیاضی کے صلے مین بڑا اعزاز حاصل کیا تھا - چنانچہ منجملہ اور رعایتون کے اُسے یہ بھی شرف دیا گیا تھا کہ جنس اناث مین صرف اسکی شہادت قانوناً جایز سمجھی گئی تھی - نیز اُسے شادی کرنے کی آزادی بھی مل گئی تھی لیکن اُس نے اس رعایت سے عملاً فائدہ اُٹھانا پسند نہین کیا یہ ہے وہ کہانی جو بعض لوگ ٹار کوانیہ کے بارے مین بیان کرتے ہین ؛

باوشاہ معزول کو جب سازش کے وسیلے سے سلطنت حاصل کرنے مین مایوسی ہوئی تو وہ قوم لشکن سے طالب امداد ہوا - ان لوگون نے اسکی بڑی خاطر تواضع کی اور ایک لشکر کثیر کے ساتھ اُسے دوبارہ بادشاہت دلانے چلے - ادھر سے اہل رومہ اپنے فضلون کی ماتحتی مین مقابلے کو نکلے اور بعض مقدس مقامات مین (جنمین ایک ارسین کنج اور ایک ای سودین چراگاہ کہلاتی ہے) پڑاؤ ڈالا - دوسرے دن جب لڑائی شروع ہوئی تو ٹار کوان کے بیٹے آرون Aruns اور رومی

[1] گیہون کے اس تنے یا شاخ کو جس پر بال آتی ہے نالی کہتے ہین - م -

تفصل بروٹس کا مقابلہ ہوا۔ وہ محض اتفاقیہ آمنے سامنے نہ ہو گئے تھے بلکہ طیش و نفرت کی وجہ سے عمداً ایک دوسرے کی تلاش میں تھے اور اگر ایک اپنے ملک سے دشمنی کا اور جابرانہ شخصیت کا بدلہ لینا چاہتا تھا تو دوسرا اپنی جلاوطنی کے جوش انتقام سے بھرا ہوا تھا۔ غرض دونوں نے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑایا اور انتہائے غیض و غضب کے عالم میں، اپنی جان کا خیال یا کوئی احتیاط کیے بغیر ایسے زور سے باہم ٹکرائے کہ دونوں مر کر گر پڑے۔ اور یہ خوفناک معاملہ دوسروں کے لیے بھی کچھ اچھی نظیر نہ ہوا یعنی اسی قسم کی از خود جنگیں میں دونوں فوجیں ایک دوسری سے ٹکرائیں اور دشمن کو نقصان پہنچانے کے ساتھ خود بھی شدید نقصان اٹھاتی رہیں حتیٰ کہ ایک طوفان نے انھیں الگ کر دیا۔ اس وقت ویلیریس اسلیے زیادہ متفکر تھا کہ آج کی لڑائی کا کوئی نتیجہ وہ نہ معلوم کر سکا ساتھ ہی اپنے ساتھیوں کو اس نے دیکھا کہ دشمن کے نقصانات کثیر پر جس قدر خوش ہیں اسی قدر اپنے مقتولین کی تعداد سے افسردہ ہوے جاتے ہیں۔ کیونکہ فی الواقع دونوں طرف کا نقصان بالکل مساوی نظر آتا تھا۔ البتہ اس تذبذب میں ہر فریق اپنی جگہ پر زیادہ تر اپنے تئیں شکست خوردہ سمجھتا تھا کہ دشمن کی ہزیمت یقینی نہ تھی اور اپنی فتح کی کوئی دلیل قوی دکھائی دیتی تھی۔ بہرحال جب رات ہوئی (اور ہر شخص قیاس کر سکتا ہے کہ اس خونریزی کے بعد جو رات آئی ہوگی وہ کیسی ہوگی) اور فریقین آرام کرنے لیٹے تو مشہور ہے کہ وہ کنج لرزا اور یہ آواز کہ یقیناً ندائے آسمانی تھی، پیدا ہوئی کہ رومیوں کی نسبت لشکنوں کا ایک آدمی زیادہ مارا گیا ہے۔ یہ اعلان غیب سنتے ہی رومیوں نے خوشی کے نعرے بلند کیے اور ادھر لشکنوں پر ایسی ہیبت اور سراسیمگی چھائی کہ خیمے چھوڑ چھوڑ کے جانے لگے اور قریب قریب بالکل تتر بتر ہو گئے۔ پانچ ہزار کی تعداد میں جو لوگ باقی رہ گئے تھے ان پر رومیوں نے حملہ کیا اور سب کو قید کر کے ان کا پڑاؤ لوٹ لیا۔ پھر انھوں نے مقتولین کا شمار کیا تو گیارہ ہزار تین سو لشکن مردہ پائے گئے اور یہ تعداد رومی مقتولوں سے بقدر ایک کے زیادہ تھی۔ یہ لڑائی فروری کے آخری دنوں میں واقع ہوئی اور اسکے اعزاز میں ویلیریس نے جلوس فتح نکالا۔ اور وہی پہلا سردار ہے جو اس موقع پر چار گھوڑوں کی رتھ میں بیٹھکر نکلا۔ بعض کا گمان ہے کہ

اس جدّت سے لوگون نے بُرا مانا ہوگا یا حسد کیا ہوگا۔ حالانکہ وہ نظارہ نہایت شاندار تھا اور تماشائیون نے دل سے پسند کیا ورنہ اس کا رواج زمانۂ مابعد مین اس شوق و جوشِ مسابقت کے ساتھ قائم نہ رہ سکتا تھا۔ اسی طرح ویلیریس نے جو احترام اپنے مرد و ساتھی بروٹس کا کیا اور جنازے پر تقریر کرنے کی رسم نکالی وہ بھی لوگون نے پسند کی۔ کیونکہ اس موقع پر جو خطبہ اُس نے بروٹس کی یادگار مین پڑھا وہ رومیون کو اس قدر اچھا معلوم ہوا اور اُسکی اتنی قدر ہوئی کہ آیندہ سے بڑے بڑے آدمیون کا یہ معمول ہوگیا کہ اپنے نامور ہموطنون کی تجہیز و تکفین کے وقت تقریرون مین اُن کی خوبیان بیان کرتے تھے۔ اسی بنا پر رومیون کا دعوےٰ ہے کہ یہ دستور یونانیون سے بھی پہلے ان کے ہان جاری ہوا لیکن اگر انکسامن Anaxamenes خطیب کا قول مانا جاے تو یہ بات درست نہین نکلتی اور سولن اس رسم کا بانی قرار پاتا ہے۔

لیکن اس مین شُبہ نہین کہ ان پسندیدہ باتون کے علاوہ ویلیریس کے بعض طریقے لوگون پر شاق بھی گذرے۔ مثلاً ایک یہی امر انھین ناگوار ہوا کہ بروٹس بھی جسے اُن کی آزادی کا بانی کہنا چاہیے، جب تک رہا شرکت مین حکومت کرتا رہا اور کبھی اُس نے ساری ذمہ داری اپنے ہاتھون مین نہین لے لی۔ بلکہ پہلے ایک شخص کو پھر دوسرے کو شریک حکومت بنائے رکھا۔ حالانکہ ویلیریس نے (مشہور تھا کہ) تمام اقتدار اپنی ذات مین مرتکز کر لیا ہے اور وہ بروٹس کے بجاے زیادہ مطلق العنان کا جانشین معلوم ہوتا ہے۔ اکثر لوگون کا قول تھا کہ بروٹس کی یادگار مین وہ چاہے جتنی تقریرین کرے لیکن اصل یہ ہے کہ جب چوبداروں اور تبرداروں کے جھرمٹ مین وہ اپنے اس محل سے نکلتا ہے جو شاہ معزول کے مہندم قصر سے بھی زیادہ شاندار ہے، تو ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ مطلق العنان کا مقلد ہے۔ اور اسمین کلام نہین کہ ویلیریس کا مکان جو چوک مین سب سے اونچا بنا ہوا تھا، اور جسپر سے چوک کی پوری سیر ہو سکتی تھی، نہایت رفیع الشان نظر آتا تھا اس کی ڈیوڑھی بڑی لمبی اور پیچیدہ بنی ہوئی تھی اور ویلیریس کا اُسپر سے اُترکے نیچے آنا ایک شاہانہ نظارہ ہوتا تھا۔

لیکن اس موقع پر اُس نے دنیا کو یہ اخلاقی سبق دیا کہ صاحبان قوت و اقتدار کے واسطے احسن یہی ہے کہ وہ اپنے کان خوشامد کے بجائے سچی بات سننے کے لیے کھلے رکھیں۔ چنانچہ جب اُسے اپنے ہواخواہوں سے معلوم ہوا کہ لوگ اُس سے ناراض ہیں تو ویلیریس نے حجتین نہیں نکالیں نہ اسکا برا مانا بلکہ ابھی کہ رات باقی تھی بہت سے مزدوروں کو بلوا کر اُس نے حکم دیا کہ یہ عالیشان مکان توڑ کر زمین کی برابر کر دیا جائے۔ جب صبح ہوئی اور ایک مجمع کثیر نے آکر یہ حال دیکھا تو وہ حیران رہ گئے اور ویلیریس کی عالی نظری پر عش عش کرنے لگے انہیں اس بات کا بھی کسی آدمی کے ضائع ہو جانے کی طرح نہایت ملال ہوا کہ ایسا وسیع اور خوب صورت مکان محض اُن کے بے بنیاد شکوک کی بدولت غارت ہو گیا اور صاحب مکان یعنی اُن کے فضل کو خانہ برباد دن کے مانند اپنے دوستوں سے رہنے کے لیے جگہ مانگنی پڑی؛ کیونکہ واقعی جب تک لوگوں نے دوسرا انتظام اُسے نہ دیا اور وہاں دوسرا مکان، جسے رفعت و شان میں پہلے سے کچھ نسبت نہ تھی، تیار نہ ہو گیا، ویلیریس کو انھیں مانگے تانگے کے مکانوں میں گذارہ کرنا پڑا۔ اُسکا یہ دوسرا مکان اس جگہ پر تھا جہاں اب ویکا پوٹا کے نام کا مندر واقع ہے۔

اِس کے بعد اُس نے کوشش کی کہ اپنے تئیں اور حکومت کو پُر رعب و خوفناک کے بجائے جمہور کے لیے مانوس و خوشگوار بنائے چنانچہ تبر کو موقوف کیا اور اپنے جلو کے سپاہیوں کے پاس صرف عصے رہنے دیے۔ یہ بھی، جس وقت وہ جلسے میں آتا تو لوگوں کے سامنے تعظیماً جھکا دیے جاتے تھے، تاکہ بہتر سے بہتر طریقے پر معلوم ہو جائے کہ حکومت جمہوری ہے۔ اُسکے اس قاعدے کی ابتک متصل پیروی کرتے ہیں۔ لیکن اب پھر بھی اکثر اشخاص یہی سمجھتے رہے کہ اپنے آنکھ کو وہ صرف ایک ذریعہ بدنامی سے بچنے کا بناتا ہے ورنہ جتنا اپنی ظاہری شان و شوکت کو گھٹا رہا ہے اُتنا ہی اصلی قوت کو زیادہ حاصل کرتا جاتا ہے۔ بایں ہمہ جمہور الناس اس کی بڑی خوشی سے اطاعت کرتے رہے جس کا بہترین ثبوت یہ ہے کہ انھوں نے اُسے پبلی کولا کا لقب دیا تھا (جسکے معنے محبّ قوم کے ہیں) اور آخر میں وہ اسی لقب سے مشہور ہوا اور اس لیے ہم بھی باقی ماندہ سوانح عمری میں اس کے

سواد دسرا نام نہین استعمال کرین گے ؛

پبلی کولا نے پوری آزادی دی تھی کہ قضلی کے انتخاب کے واسطے جو شخص چاہے کوشش کرے، لیکن اس خوف سے کہ مبادا اُسکا ساتھی جہالت یا رقابت کی وجہ سے اُس کے بعض ضروری منصوبون کے پورا ہونے مین حارج آئے، اُس نے شریک حکومت بنانے سے قبل اپنے ذاتی حکم سے چند نہایت اہم اور کارآمد قوانین رائج کیے ؛ سب سے اول تو اس نے اعضاے مجلس کی کمی پوری کی یعنی جن اراکین کو شاہ معزول نے مروا دیا تھا یا جو پچھلی لڑائی مین کام آگئے تھے اُن کی خالی اسامیون کو پُر کیا اور لکھا ہے کہ ایک سو چھٹ ممبر اپنے ہاتھ سے فہرست اراکین مین درج کیے - بعد ازان اُس نے کئی قوانین بنائے جنسے جمہور کی آزادی مین اضافہ ہو خصوصاً ایک وہ تھا جسکے رو سے ملزم قضلون کے فیصلے کا لوگون سے مرافعہ کرسکتا تھا اور دوسرے نے جمہور کی اجازت بغیر کوئی سرکاری عہدہ (یا مجسٹریٹی) حاصل کرنے کا قطعی سدباب کر دیا تھا - تیسرے مین غریب شہریون پر سے محصول کم کرکے انکی مزدوری مین بہت افزائی کی گئی تھی - ایک اور قضلون کی نافرمانی کے متعلق تھا اور یہ بھی پہلون سے کم عام پسند نہ تھا کہ اسمین امرا کا زور توڑ کر عوام کی آسانی کے لیے یہ قاعدہ بنایا گیا تھا کہ جو شخص قضلون کا کہنا نہ مانے اُسپر زیادہ سے زیادہ دس بیل اور دو بکریان جرمانہ کیا جاے اور بکری کی قیمت اون دنون دس روبل اور بیل کی سو روبل مقرر تھی ؛ واضح رہے کہ اس زمانے مین رومیون کی بڑی دولت یہی مویشی تھی اور روپیہ انکے ہان اس قدر رائج نہ تھا - اسی باعث اب تک بھی املاک کے لیے پیکولیا کا لفظ بولتے ہین جو سکوس یعنی مویشی سے مشتق ہے - انکے قدیم سکون پر بھی بیل، بکری، اور سور کی تصویر بٹھیہ کی جاتی تھی اور اُن دنون اپنے بچون کے نام بھی وہ اسی قسم کے رکھتے تھے جیسے سولی، یوگی، کپ داری (کپ بمعنے بکری سے) پورسی (پور بمعنی سور سے) ؛

اس اعتدال اور نرمی کے باوجود ایک سخت جرم ایسا تھا جسکی سزا بھی اس نے بہت سخت مقرر کی - یعنی اُس نے جایز قرار دیا کہ جو شخص چاہے ایسے آدمی کو جو استبداد و شخصی سلطنت کی ہوس کرے

قتل کردے اور بعد مین مقتول کے جرم کا ثبوت دے کر قصاص سے محفوظ ہوجاے۔ ضرورت اس اجازت کی یہ تھی کہ ہرچند ایسا جرم بالعموم مخفی نہین رکھا جاسکتا تاہم ممکن ہے کہ کوئی شخص علانیہ مطلق العنانی کے لیے کوشان ہو اور یہ سمجھکر کہ کامیابی پالینے کے بعد بزور مخالفت کو دبا دیگا ارتکاب کی تیاریان کرتا رہے۔ پس ایسی صورت مین غاصب کی جان لینا، قبل اسکے کہ وہ صحیح معنون مین ارتکاب جرم کرے، اُس نے مباح کردیا تھا ؛

ایک اور ضابطے کی وجہ سے بھی پیلی کولا کا بڑا نام ہوا، جو سرکاری خزانے کے بارے مین تھا۔ اصل یہ ہے کہ وہ رقم جو اہل ملک غیر معمولی مصارف جنگ کے لئے جمع کرتے تھے پیلی کولا خود رکھنی نہ چاہتا تھا نہ اُسے یہ پسند تھا کہ وہ کسی ایسے شخص کے مستملیہ یا دوست کی تحویل مین رکھی جاے۔ پس اُس نے زحل دیوتا کا مندر اس بیت المال کے لیے مخصوص کردیا اور اسی مقام پر آج کے دن تک اہل روما اپنا سرکاری روپیہ رکھتے ہین، ساتھ ہی اُس نے یہ حق بھی جمہور کو دیا کہ وہ جن دو آدمیون کو چاہین اپنا امین یا بخشی (کوایسٹر) منتخب کرین۔ چنانچہ پیلیس وٹوریس، اور مرقس منوکیس اس منصب پر سب سے اول مرتبہ منتخب ہوے۔ اور ایک رقم کثیر انکی نگرانی مین جمع ہوگئی کیونکہ ان دونون نے یتیم و بیوگان کو مستثنےٰ کرنے کے بعد جو محصول تشخیص کیا تھا اسکی مقدار ایک لاکھ تیس ہزار تک پونہچتی تھی ؛ جب یہ انتظامات مکمل ہوچکے تو پیلی کولا نے لسشیا کے باپ لسشیس کو اپنا شریک قنصلی بننے کی اجازت دیدی اور نیز معمر ہونے کی وجہ سے اُس کو حکومت مین اپنے اوپر تفوق دیا یعنی قنصلی برقنداز اور باہی مراتب اُسی کو دیدیے۔ چنانچہ معمری کا یہ لحاظ ہمارے عہد تک قائم اور باقی ہے۔ لیکن تھوڑے دن کے بعد جب لسشیس مرگیا تو نئے انتخاب کے مطابق مرقس ہورشیس اس منصب پر سرفراز ہوا اور اختتام سال تک وہی پیلی کولا کی شرکت مین کام کرتا رہا ؛

اب، اس وقت کہ شاہ معزول دوسری مرتبہ روما کے خلاف ٹسکنی مین جنگ کی تیاریان کر رہا تھا، کئے ہین ایک حیرت انگیز شگون دیکھنے مین آیا ؛ واضح ہو کہ جب اپنی بادشاہت کے

زمانے مین ٹارکوان قلعۂ مونٹے (کیپی ٹال) کی عمارات تیار کرا رہا تھا تو اُس کی تکمیل سے کچھ پہلے اُسے یہ خیال (خواہ کسی الہامی پیغام کے ذریعے یا محض اپنی رائے سے) پیدا ہوا کہ اسکے برج کے سرے پر ایک مٹی کی رتھ کھڑی کی جائے - چنانچہ شہر وی آے کے لشکن کاریگرون کو اُس کے بنانے کا حکم دیا لیکن تھوڑے ہی عرصے بعد اسکی سلطنت چھین گئی اور وہ رومہ سے نکال دیا گیا - ادھر جب لشکنون نے اس رتھ کو بھٹی مین ڈالا تو بجاے اسکے کہ اُس کی مٹی اپنی جگہ پر گرمی سے خشک اور معمول کے مطابق پختہ ہو جاے وہ خود بخود پھولنی شروع ہوئی اور خشک ہوتے ہوتے اس قدر پھیل گئی کہ سخت ہو جانے کے بعد بھٹی کی دیوارین اور چھت توڑنے کے باوجود بڑی دقتون سے باہر آئی اور وہان کے رتالون نے اُس کی یہ تعبیر کی کہ جن کے قبضے مین یہ رتھ رہیگی وہ امداد آسمانی سے نہایت کامیاب اور مقتدر ہو جائینگے - اسی بنا پر لشکنون نے ارادہ کر لیا کہ اُسے رومیون کے حوالے نہ کیا جاے، چنانچہ جب انھون نے مطالبہ کیا تو کہلا بھیجا کہ اسکا حقدار ہو سکتا ہے تو ٹارکوان ہو سکتا ہے نہ کہ وہ لوگ جنھون نے اُسے خارج البلد کر دیا ہے ؛ اس واقعے کے تھوڑے دن بعد شہر وی آے مین معمول کے موافق بڑے تزک و احتشام کے ساتھ ایک گھڑ دوڑ ہوئی، اور جب وہ رتھ والا جس نے بازی جیتی تھی پھولون کا سہرا اپنے اطمینان کے ساتھ اپنی رتھ کو حلقے سے باہر لیجا رہا تھا، اس وقت اسکے گھوڑے بغیر کسی ظاہری سبب کے یکایک چمکے اور اتفاقاً یا بایماے خداوندی رومہ کی سمت پوری طاقت سے، رتھ اور رتھ بان کو لیکے بھاگے - نہ رتھ بان کا کچھ زور چلا نہ اسکی آواز مین اور غل شور کام آیا، گھوڑے اپنے زور مین اُسے رومہ تک لے آے اور قلعے ہی کے سامنے لاکے اُسے اُس دروازے کے قریب گرایا جسے راٹومینا کہتے ہین ؛ اس وقوعے نے اہل وی آے کو سخت متحیر اور خوف زدہ کیا اور اب انھین یہی مناسب معلوم ہوا کہ وہ مٹی کی رتھ اہل رومہ کے حوالے کر دین ؛

قلعے مین برجیس (جوپٹر) دیوتا کا وہ عالی شان مندر جسکے بنانے کی فرمارا طوس کے بیٹے ٹارکوان نے سبائینی قومون سے لڑتے وقت منت مانی تھی، اسکے پوتے یا بیٹے ٹارکوان سپربس

کے عہد مین قریب قریب اتمام کو پونہچ گیا تھا، لیکن اُسے دیوتا کی خدمت مین پیش کیے جانے کی رسم ہنوز ادا نہین ہوئی تھی کہ اُس کی بادشاہت جاتی رہی۔ اور اب اُس کی تعمیر اور آراستگی کامل ہو جانے کے بعد پبلی کولا کو بڑی آرزو تھی کہ اس شاندار نذرانے کی رسم اُس کے ہاتھون ادا ہو۔ لیکن امرا کو اس اعزاز کا رشک ہوا اور حالانکہ پبلی کولا، کیا لحاظ اپنے جنگی کارنامون کے اور کیا نہایت مفید قوانین بنانے کی وجہ سے، ایک حد تک اس عزت کا مستحق تھا، تاہم اسکے ہموطنون کو ناگوار ہوا کہ تمام عزتین اُسکے حصے مین آجائین چنانچہ انھون نے ہورشیس کو ادائگی رسم کی اجازت لینے پر اُبھارا اور پبلی کولا کی عدم موجودگی مین جبکہ وہ کسی فوجی مہم پر گیا ہوا تھا یہ کام بالاتفاق ہورشیس کے سپرد کر دیا اور ساتھ ہی اُسے رسم ادا کرنے کے لیے قلعے مین لے آئے گویا پبلی کولا کی موجودگی مین انھین خوف تھا کہ یہ کارروائی نہ کر سکینگے، مگر بعض مصنفین لکھتے ہین کہ اس واقعے کی یہ صورت نہ تھی بلکہ غالبًا انھون نے جس وقت پبلی کولا کا اُس کے خلاف منشا مہم لیجانا تجویز کیا تھا اُسی وقت رسم کی ادائگی ہورشیس کے لیے منظور کر دی تھی۔ اس قیاس کی تائید کسی قدر اُس واقعے سے بھی ہوتی ہے جو ادائگی رسم کے وقت پیش آیا۔ یعنی جب ستمبر کی تیرھوین تاریخ (جو مگت نیان مہینے مین ماہ کامل کے دن آتی ہے) لوگ قلعے مین جمع ہوئے اور خاموشی ہو جانے کے بعد ہورشیس ابتدائی رسمین ادا کر چکا اور پھر دستور کے موافق (عمارت کے دروازے تمام کروہ الفاظ کہنے شروع کیے جو ایسے نذرانے کے وقت کہے جاتے ہین، تو پبلی کولا کا بھائی مرقس، کہ اسی مقصد کے لیے پہلے سے دروازون کے پاس آکر کھڑا ہو گیا تھا، موقع پاکر چلایا کہ "اے قنصل تیرے بیٹے کی لاش پڑاؤ مین پڑی ہے!" یہ سنتے ہی تمام حاضرین سناٹے مین آگئے لیکن ہورشیس ذرا بھی ہراسان نہوا بلکہ یہ مختصر جواب دیکر کہ لاش کو جہان تمھارا جی چاہے پھینک دو، مین سوگ کرنے والون مین نہین ہون"، وہ اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گیا اور رسم نذرانہ پوری کی۔ واضح رہے کہ یہ خبر سچی نہ تھی اور مرقس کو امید تھی کہ اس فریب سے شاید اس تقریب مین کھنڈت پڑ جائیگی۔ لیکن ہورشیس نے، خواہ اس فریب کو فوراً ادراک خواہ سچ سمجھنے کے

باوجود، کسی قسم کا اضطراب جو نہیں ظاہر کیا اُس سے ثابت ہے کہ وہ اپنے نفس پر کیسی حیرت انگیز قدرت رکھتا تھا۔

یہ لکھنا بھی دلچسپی سے خالی نہوگا کہ تعمیر مین جو کچھ اس مندر پر گذری تھی وہی اس نام کے دوسرے مندر پر گذری۔ یعنی اس کو جیسا کہ ہم نے بیان کیا، ٹارکوان نے بنایا تھا اور ہورشیس نے دیوتا پر چڑھایا۔ پھر خانہ جنگی کے زمانے مین یہ جل گیا تو سلاّ نے دوسرا بنوایا مگر وہ بھی تکمیل سے پہلے مرگیا اور رسم نذرانہ کی عزت کٹولس کے واسطے چھوڑ گیا۔ یہ دوسرا مندر وٹلی کی شورش کے وقت مسمار کرادیا گیا اور پھر دسپیشین نے، اُسی کامیابی کے ساتھ جو اُسے اور کامون مین نصیب ہوئی تھی، تیسری مرتبہ تعمیر کرایا اور اس کی تکمیل تک زندہ بھی رہا اور خوش قسمتی سے اُسکا تلف ہونا نہ دیکھنے پایا جو تھوڑے ہی دن بعد واقع ہوا۔ اس معاملے مین سلاّ سے اس کا نصیب بہرحال اچھا ہے کہ اُس نے جو شے بنوائی تھی اُسے پروان نہ چڑھا سکا اور اس نے جو کچھ بنوایا اس کی تکمیل دیکھی اور خرابی نہ دیکھی جو بہت جلد آگئی تھی کیونکہ وسپیشین کے مرتے ہی اُس مندر مین آگ لگ گئی اور وہ بالکل برباد ہوگیا۔ چوتھی مرتبہ شاہنشاہ ڈومیشین نے اسکی تعمیر کرائی اور جیسا بنوایا تھا اب تک موجود ہے۔ کہتے ہین ٹارکوان کے عہد مین اسپر چالیس ہزار نقرئی پونڈ لاگت آئی تھی۔ لیکن آج کل تو محال ہے کہ رومہ کا کوئی دولت مند سے دولت مند شہری محض اُس سونے کے پانی کی قیمت بھی ادا کرسکے جو اُسپر پھیرا ہوا ہے اور جس کا خرچ بارہ ہزار ٹیلنٹ[1] تک پونچتا ہے۔ اسکے ستون پنٹلیقی Pentelican سنگ مرمر سے بنائے گئے تھے اور اونکی مٹائی اونکی لمبائی کے نہایت مزون تھی اور ہم نے انھین ایتھنز مین دیکھا تھا لیکن وہان سے جب رومہ آئے اور انھین ازسرنو تراش کر یہان لگایا گیا تو انکے بیل بوٹون نے اونکی زیبایش کو اتنا نہین بڑھایا جتنا کہ جسامت کم ہوجانے کی وجہ سے اُن کی مناسبت غارت ہوئی، اور وہ پتلے پتلے بدنما ہوگئے۔! ان مصارف کثیر پر اگر کسی کو تعجب ہو اور وہ خود ڈومیشین کے محل کی کسی غلام گردش یا

[1] ٹیلنٹ Talent ایک قدیم سکہ جسکا ایک ہمارے سارے تین ہزار (۳۵۰۰) روپے کے برابر ہوتا ہے۔

ایوان یا حمام یا حرم سرا کو دیکھنے جائے تو یقین ہے کہ ڈیمیٹین کی نسبت اپی کارمس کا یہ شعر بے ساختہ اس کی زبان پر جاری ہو جائیگا کہ :-

جو سچ پوچھو تو فیاضی نہ یہ کوئی سخاوت ہے
خدا کی نعمتیں، بلکہ اُڑا دینے کی ایک لت ہے،،

اور وہ کہیگا کہ نہ یہ اظہار تجمل ہے اور نہ کچھ شان بزرگی بلکہ محض عمارتیں بناتے چلے جانے کا ایک جنون ہے اور یا میڈاس کی طرح، ہر شے کو سونے اور پتھر میں بدل دینے کی ہوس؛ لیکن بس اس مضمون پر اتنا ہی کافی ہے ؎

پہلے معرکے میں جب ٹمار کو ان کو شکست ہوئی اور بروٹس سے لڑائی میں اسکا بیٹا بھی مارا گیا تو وہ بھاگ کر کلوسیم چلا آیا اور لارس پرسینا سے امداد چاہی جو اُن دنوں اطالیہ کے قوی ترین بادشاہوں میں ایک قابل اور فیاض بادشاہ تھا۔ اُس نے ٹمار کوان کو مدد دینے کا اقرار کیا اور فوراً روما کو سفیر بھیجے کہ اپنے بادشاہ کو وہاں کے لوگ دوبارہ بلا کر سلطنت حوالے کر دیں۔ رومیوں کے جواب صاف دینے پر شاہ موصوف نے بلا توقف اعلان جنگ کر دیا اور فریق مخالف کو اپنے حملے کے وقت اور مقام سے اطلاع دیکر ایک فوج کثیر لیے ہوئے روما کی طرف بڑھا۔ پبلی کولا اپنے غیاب میں دوبارہ قنصل مقرر کیا جا چکا تھا اور ٹیٹس لسرشیس اس کا شریک حکومت منتخب ہوا تھا روما میں واپس آنے کے بعد یہ دکھانے کو کہ اہل روما پرسینا سے بھی زیادہ اولوالعزم ہیں اُس نے عین دشمن کے قریب آجانے کے وقت ایک قصبہ کی بنیاد ڈالی جسکا نام سگلوریا تھا اور اس کی فصیلیں بڑے خرچ سے تیار کرا کے وہاں سات سو آباد کار آباد کرائے۔ گویا انھیں لڑائی کے متعلق کوئی فکر و تردد ہی نہیں تھا! لیکن دشمن نے پہلے ہی تیز دستے حملے میں نو آباد مدافعین کے پانوں اُکھاڑ دیے اور انھیں سگلوریا سے روما بھاگنا پڑا۔ اور بے شبہ حملہ آور انھیں مفرورین کے تعاقب میں خود بھی روما میں داخل ہو جاتے اگر پبلی کولا پھاٹک سے نکل کر نہ جا پڑتا۔ اُسی نے جا کر لڑائی کو کچھ دیر کے لیے تھام لیا اور دریائے ٹیبر کے کنارے دشمن کے بے شمار سپاہیوں کو روکا۔ لیکن

جب اسکے کئی شدید زخم آئے اور سنبھلا نہ جا سکا تو لوگ اُسے میدان سے ہٹا لائے۔ یہی حال تقدیر سے لسر شیس کا ہو گیا اور ان دونون کی عدم موجودگی نے رومیون کو ایسا بیدل کیا کہ وہ پناہ لینے کے لیے شہر کی طرف ہٹنے لگے۔ اس وقت رومۃ الکبریٰ کی حالت کمال نازک ہو گئی تھی۔ دریا تک دشمن آ پہونچا تھا اور شہر مین پہونچنے کے لیے صرف ایک کاٹھ کا پل اُسے عبور کرنا باقی تھا۔ اس حال مین ہوریشیس کا کلس نے نکل کر اُسے روکا اور صرف ہرمی نس اور لارٹیس دو ساتھیون سمیت جو رومہ کے معزز ترین شہریون مین تھے، وہ حملہ آورون کے مقابلے مین جم گیا۔ ہوریشیس کو کاکلس اس لیے کہتے ہین کہ لڑائیون مین اس کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی مگر ایک روایت یہ ہے کہ اسکی ناک اس قدر بیٹھ گئی تھی کہ بیچ مین فصل نہ رہنے کی وجہ سے دونون آنکھین ایک نظر آتی تھین اسی وجہ سے لوگ اُسے کاکے کلوپس (غیر معمولی انسان) کا لقب دینا چاہتے تھے جو بگڑ کر کاکلس رہ گیا۔ بہرحال یہ شخص پل پر قائم رہا اور اس وقت تک کہ پیچھے سے پل توڑ دیا گیا، اس نے دشمنون کو روکے رکھا اور جب پل ٹوٹ گیا تو زرہ بکتر سمیت دریا مین کود کر دوسری جانب تیر آیا حالانکہ ایک ٹسکن برچھے سے اسکا بازو بھی مجروح ہو گیا تھا۔ اس شجاعت کے صلے مین پبلی کولا نے تجویز کی کہ ہر شہری اُسے اپنا ایک دن کا کھانا نذر دے اور پھر اتنی زمین جتنی کے گرد وہ ایک دن مین ہل پھیر دے۔ اسکے علاوہ اُسکے اعزا مین اور زخم سے لولے ہو جانے کی یادگار مین ایک برنجی شیر بھی دلکن کے مندر مین قائم کرا دیا گیا

لیکن اب پرسینا کے محاصرہ کر لینے کی وجہ سے شہر مین قحط شروع ہو گیا تھا۔ ادھر ٹسکنون کی ایک تازہ دم فوج مضافات پر تاخت کر رہی تھی۔ اس وقت پبلی کولا جو تیسری مرتبہ قنصل منتخب کیا گیا تھا، پرسینا کی فوجون سے صرف قلعہ بند ہو کر مقابلہ کرتا رہا، لیکن ٹسکنون کی نئی فوج سے لڑنے وہ چھپ کر شہر سے نکلا اور ایک ہی حملے مین انکے پانچ ہزار آدمی قتل کیے اور بھاگنے پر مجبور کیا

اب ہم موتیس کا قصہ لکھتے ہین جسے مختلف طریق سے بیان کیا گیا ہے۔ لیکن ہم انھین روایتون کی پیروی کرینگے جو عام طور پر صحیح تسلیم کی جاتی ہین۔ یہ شخص بہت سے عمدہ اوصاف سے

متصف اور شجاعت مین خصوصاً مشہور تھا۔ اُس نے پرسینا کے قتل کا عزم مصمم کیا اور ٹسکنون کا بھیس بدل کے اُنھین کی زبان بولتا ہوا محاصرین کے لشکر مین اُس مقام تک آپہنچا جہان بادشاہ اپنے سرداروں سمیت دربار کیا کرتا تھا۔ لیکن پرسینا کی اُسے شناخت نہ تھی اور گرفتار ہوجانے کے خوف سے کسی سے دریافت بھی نہ کرسکتا تھا۔ پس اُس نے تلوار میان سے نکالی اور ایک شخص پر، جو اُسکے خیال مین سب سے زیادہ بادشاہ معلوم ہوتا تھا، حربہ کیا۔ وار کرتے ہی مین اُسے لوگون نے گرفتار کرلیا اور جب اُس سے سوالات کیے جارہے تھے اُس وقت بادشاہ کے سامنے ایک بہت بڑے کنچے مین آگ لائی گئی جو کوئی قربانی کرنی چاہتا تھا؛ اس جلتی آگ مین موقیس نے ازخود اپنا ہاتھ گھسا دیا اور اُسکے جلنے مین کمال اطمینان و دلیری کے ساتھ پرسینا کی آنکھون مین آنکھین ڈالے، کھڑا رہا۔ یہ حیرت انگیز دلاوری بادشاہ کو متاثر کیے بغیر نہ رہی اُس نے خوش ہوکر اُسے معاف کردیا اور اپنی جگہ پر سے بیٹھے بیٹھے اُسکی تلوار اُسے واپس دینے لگا یہ تلوار موقیس نے اپنے بائین ہاتھ سے لی (اور اسی واقعے سے اسکی دولا یعنی ذوالیسار کے نام سے موسوم ہوا) اور کہنے لگا کہ پرسینا کے خوف رعب کو مین نے مغلوب کرلیا ہے لیکن اسکی عالی ہمتی سے ہار جانے کا مجھے اعتراف ہے اور شکر گزاری مجھے مجبور کرتی ہے کہ وہ راز مسیر کھول دون جو کوئی عقوبت یا سزا نہ کھلوا سکتی تھی؟؟ پھر اُس نے یقین دلایا کہ تین سو رومی بادشاہ کی جان لینے ہی کے ارادے سے اُس کی اردو کے آس پاس موجود ہین اور موقع کی تاک مین لگے ہوے ہین سب سے پہلے "بردے قدعہ" مین اس کام کے لیے مقرر کیا گیا تھا اور اب مجھے اپنی ناکامی کی مطلق پشیمانی نہین ہے کیونکہ پرسینا جیسا عمدہ اور بہادر شخص اس لایق ہے کہ رومیون کا دوست بنایا جاے نہ کہ دشمن۔ موقیس کی اس بات کو پرسینا نے باور کرلیا اور پھر صلح کی طرف بھی اپنا میلان ظاہر کیا، جسکی وجہ کچھ میرے نزدیک یہ نہ تھی کہ وہ ان تین سو رومیون سے خوف زدہ ہوگیا تھا بلکہ غالباً وہ اپنے دشمنون کی شجاعت کا گرویدہ ہوتا جاتا تھا (اور اس وصف کی عملی قدردانی پر آمادہ تھا)؛ اس شخص کا نام تمام مصنفین نے موقیس اسکی دولا ہی لکھا ہے لیکن آتھن ڈورش اس سنا ان

اپنی ایک کتاب مین جو سینر کی بن آگیو یا کے Athendorus son of Sandon نام اُس نے تحریر کی ہے دعوے کرتا ہے کہ موقیس، پوسٹومس بھی کہلاتا تھا ؛

ادھر پبلی کولا جیسے پرسینا کی دشمنی کا اتنا خوف نہ تھا جتنی کہ اسکے ساتھ اتحاد ہو جانے سے خوشی ہوئی، اس بات پر تیار ہوگیا کہ ٹارکوان شاہ معزول کے جھگڑے مین پرسینا ہی کو پنچ بنائے - اور کئی مرتبہ اُسکی ظالمانہ کارروائیان دکھانے پر اور اُسکی معزولی کو حق بجانب ثابت کرنے پر آمادگی بھی ظاہر کی - لیکن ٹارکوان نے نہایت سختی سے اس قرارداد کو رد کر دیا اور کہا کہ مین کسی کو اپنے معاملے مین حکم تسلیم نہین کرتا، خصوصًا پرسینا تو اس منصب کا مستحق ہو ہی نہین سکتا کہ اُس نے اپنے عہد سے انحراف کیا ہے (یعنی رومیون سے صلح کرنی چاہتا ہے) یہ جواب سُنکر پرسینا ناراض اور اسکے دعاوی بادشاہت کے حق بجانب ہونے سے بدگمان ہوگیا نیز اپنے بیٹے آرون Aruns کی کوششون سے جو رومیون کا سرگرم طرفدار تھا اُس نے ان شرائط پر اُن سے صلح کرلی کہ تمام زمین جو اہل رومہ نے لسکنون سے حاصل کرلی تھی واپس دیدی جائیگی، ان کے قیدی چھوڑ دیے جائینگے اور اسکے مقابلے مین رومیون کے جو مفرورین پرسینا کے ساتھ تھے وہ اپنے وطن کو واپس ہو جائینگے ؛ اس معاہدے کی ضمانت مین رومیون نے اپنے امرا کے دس لڑکے اور دس لڑکیان بطور یرغمال لسکنون کے پاس بھیجدیے اور انھین مین پبلی کولا کی بیٹی دیلیا بھی تھی ؛

برغالون کے پونہچنے کے بعد پرسینا نے جنگی کارروائیون سے ہاتھ اٹھالیا اور یہ رومی لڑکیان (اُسکے پڑاؤ سے) دریا مین اس مقام پر بنانے آئین جہان موڑ کی وجہ سے کھاڑی سی بن گئی ہے اور پانی نسبتًا ساکن ہوگیا ہے - جب انھون نے دیکھا کہ اُن کے ساتھ کوئی نگہبان نہین ہے اور نہ کوئی آدمی اُدھر آجا رہا ہے تو انھین باوجود دریا کی گہرائی اور تیز بہاؤ کے، یہ جسارت ہوئی کہ اُسے تیر کر پار ہو جائین - بعضون کا قول ہے کہ اُن مین ایک لڑکی کلیلیہ گھوڑے پر سوار تھی اور اُسی نے پہلے گھوڑا ڈال کر اوروں کو اپنے پیچھے آنے کی ترغیب دی تھی - لیکن بخیریت عبور کر آنے کے بعد جب یہ لڑکیان پبلی کولا کے سامنے آئین تو نہ اُس نے انکی تعریف کی نہ اس طرح چلاتا

پسند کیا۔ بلکہ اس کو ترجیح دی ہوا کہ ان لڑکیوں کی یہ ولیری رومیوں کی غداری پر نہ محمول کی جائے اور وہ پرسینا کے مقابلے میں بے وفا نہ سمجھا جاے۔ چنانچہ اُس نے انھیں حراست میں لیکر دوبارہ پرسینا کے پاس بھجوادیا۔ لیکن اس واقعے کی اطلاع ٹارکوان کے آدمیوں کو بھی ہوگئی۔ وہ دریا کے پار گھات میں چھپ کر بیٹھ گئے اور جب یہ لڑکیاں اور ان کا بدرقہ وہاں سے گذرا اُس وقت اُنھوں نے اپنی کمینگاہ سے نکل کر حملہ کیا اور سب کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ البتہ لڑائی چھڑتے ہی ہیلی کولا کی بیٹی ولیریا اپنے تین نوکروں کی مدد سے دشمنوں پر جھپٹی اور بچکر صحیح سلامت بھاگ گئی۔ مگر اسکے ہمراہیوں کے گھر جانے کی خبر سنتے ہی آروں انکو بچانے کے لیے لپکا اور دشمن کو بھگا کر رومیوں کو بچالایا۔ مراجعت کے بعد جب پرسینا کے آگے یہ لڑکیاں لائی گئیں اور دریافت کرنے پر اُسے معلوم ہوا کہ اس فعل کی اصل بانی کلیلیہ تھی، تو وہ خوش ہوا اور اسکی طرف دیکھکر مسکرایا پھر خاص اپنا ایک گھوڑا منگایا اور اُسے نہایت تکلف سے سجاکر کلیلیہ کو تحفۃً عنایت کیا۔ اسی بات کو وہ لوگ، جو کہتے ہیں کہ کلیلیہ گھوڑے پر سوار دریا اُتری تھی، شہادت میں پیش کرتے ہیں، لیکن فریق ثانی کہتا ہے کہ یہ محض بہادری کے صلے میں لشکن بادشاہ نے اسکی عزت بڑھائی تھی۔ مگر سا کرا نام سڑک پر پانیم کے راستے میں ایک اسپ سوار مورت بھی کھڑی ہے جسے بعض لوگ کلیلیہ کا بت بتاتے ہیں اور بعض ولیریا کا۔ القصہ جب پرسینا کی رومیوں سے اس طرح صفائی ہوگئی تو اُس نے ایک اور فریق سے اُن پر اپنی فیاضی کا اظہار کیا یعنی سپاہیوں کو حکم دیا کہ اپنے تمام خیمے جن میں غلہ اور دوسری اجناس بھری ہوئی تھیں، رومیوں کے لیے چھوڑ کر گھروں کو لوٹ جائیں اور سوائے مویشیوں کے کوئی شے اپنے ساتھ نہ لیں۔ یہی واقعہ ہے جسکی بنا پر آج تک جب اسباب کا نیلام ہوتا ہے تو پہلی بولی پرسینا کی بولی جاتی ہے جس سے اُسکی مہربانی کی ایک دوامی یادگار قائم رکھنی مقصود ہے۔ نیز ایوان مجلس میں، سادہ اور قدیم طرز پر بنا ہوا ایک برنجی مجسمہ بھی اس کا نصب ہے۔

اس کے بعد سابینی قوم کے لوگوں نے رومی علاقوں پر تاخت لانی شروع کی اور پہلی کولا

کا بھائی مرقس ویلیریس اور ٹربرش اُس سال قنصل منتخب ہوے۔ محض اپنے بھائی ہی کی امداد اور مشورے سے مرقس نے دو معرکہ آرا لڑائیاں جیتیں اور انمین سے آخری میدان داری مین، بغیر ایک رومی کا نقصان اُٹھائے، اس نے تیرہ ہزار دشمنون کو قتل کیا! اس واقعے نے اس کو نہایت نامآور بنا دیا اور علاوہ جلوس فتح کے، اُسکے اعزاز مین اہل رومہ نے سرکاری خرچ سے پلاٹیم مین ایک مکان اُسکے لیے بنوا دیا، اور دستور عام کے خلاف اس مکان کے دروازے باہر بازار کے رُخ کھلتے ہوے رکھے، تاکہ جب وہ کُھلوائے جائین، تو بازار کے آنے جانے والون کو کوتاہ دینا پڑے اور وہ ایک طرف ہٹ جائین، اور اس سے مرقس کی ایک دائمی تعظیم کا اظہار ہو اور دکھا دیا جاے کہ اسکے ہموطن اسکی خدمات کی کیسی قدر کرتے ہین۔ دروازون کے باہر کی طرف کھلنے کا رواج، مشہور ہے کہ قدیم یونانیون مین بھی نہایت عام تھا اور اسکا ثبوت ڈراموں سے ملتا ہے جنمین گھر سے باہر جانے والے دروازون کے اندر شور کرتے دکھائے جاتے ہین، تاکہ رہ گیرون کو دروازہ کھلنے کی خبر ہو جاے اور وہ ادھر اُدھر رُک کر کھڑے ہو جائین، اور کواڑون کے ایکایکی بازار مین کھُلنے سے لوگون کے چوٹ پھیٹ نہ آجاے ؛

اس سے ایک سال بعد، جب سبائی اور لاطینی قومین متحد ہو کر رومیون سے جنگ پر آمادہ معلوم ہوتی تھین، پبلی کولا چوتھی مرتبہ قنصل مقرر ہوا۔ شہر مین ان دنون ایک عام مرض اسقاط حمل کا پھیل گیا تھا اور کوئی ولادت بھی صحیح وقت پر نہین ہوئی تھی، جس سے اوہام پرست مخلوق مین سخت انتشار اور خوف طاری ہو گیا تھا۔ مگر پبلی کولا نے اپنی قدیم نبیہ عورتون (سبل) کی کتابون سے مدد لی، پلوٹو دیوتا کے نام قربانیان چڑھائین اور اپالو کے بعض بعض کھیلون کی تجدید کر کے اہل شہر کو دیوتاؤن کی طرف سے مطمئن کر دیا اور جب اس سے فراغت ہوئی تو انسانون کے لاے ہوے خطرات کی جانب متوجہ ہوا۔ باحوال ظاہر اس مرتبہ رومیون کے خلاف بڑے پیمانے پر تیاریان کی جا رہی تھین۔ لیکن سبائیون مین اپیس کلاسس نام ایک نہایت دولت مند اور قوی ہیکل شخص تھا اور خصوصیت کے ساتھ اُسے اپنی فصاحت اور شریفانہ عادات

سے ناموری حاصل تھی - ساتھ ہی، جیسا کہ بالعموم بڑے آدمیون کا مقدر ہوتا ہے، وہ حاسدون کے حسد سے بھی محفوظ نہ تھا - بالخصوص جب اس لڑائی سے اس نے مخالفت کی اور بظاہر رومیون کی طرفداری مین حصہ لیا تو دشمنون کو بدنام کرنے کا بڑا موقع ہاتھ آیا اور بہت لوگ یہ خیال کرنے لگے کہ وہ ان کوششون کے ذریعے مطلق العنانی اور اپنے ملک کی بادشاہت حاصل کرنا چاہتا ہے - اس وقت کلاسس جو ان الزامات کا ملزم بنکر عدالت مین جانے سے خائف تھا، اپنی بھلائی اسی مین سمجھا کہ جنگ روکنے کے لیے اپنے طرفدارون سمیت اُٹھ کھڑا ہو اور ایک خانگی ہنگامہ مچادے - اس قسم کے اندرونی جھگڑاون سے جو نتائج پیدا ہوتے ہین، کلاسس اُن سے بے خبر نہ تھا اور اُدھر پبلی کولا کی نگاہین بھی اپنے مخالفون پر لگی ہوئی تھین - نہ صرف کمال ہوشیاری کے ساتھ اُس نے اسباب شورش معلوم کرلیے تھے بلکہ ان کو ترقی اور تقویت دینے مین بھی وہ نہ چُوکا اور کلاسس کے پاس ایلچیون کی معرفت یہ پیغام بھیجا کہ پبلی کولا کو تمہاری حق پسندی اور انصاف کا کامل یقین ہے اور ہر چند وہ اس بات کو انسانیت اور شرافت کے خلاف سمجھتا ہے کہ کوئی شخص خواہ کتنا ہی ضرر رسیدہ کیون نہو، اپنے ہم وطنون سے انتقام لینے کی کوشش کرے، تاہم اگر محض حفاظت خود اختیاری کے لیے تم پسند کرو تو اپنے مخالفین کا ساتھ چھوڑکر روما چلے آؤ جہان رسمی اور غیر رسمی طور پر تمہاری وہی مدارات کیجائیگی جو تمہارے معزز رُتبے اور اہل روما کی حیثیت کے لائق ہے "

جب ایپیس کو یہ پیغام ملا اور غور کرنے کے بعد اپنی مجبوریون کے لحاظ سے بہترین طریق عمل یہی نظر آیا تو اُس نے اپنے دوستون کو بھی ساتھ دینے کی صلاح دی اور اسی طریقے سے انہون نے دوسرون کو اپنا شریک بنایا یہانتک کہ جب وہ روما چلا تو سبینی قوم کے پانچ ہزار سب سے زیادہ معقول اور اعتدال پسند گھر اہل وعیال سمیت اُسکے ہمراہ تھے - انکے آنے کی خبر سنکر پبلی کولا فوراً استقبال کے لیے آیا اور بڑے لطف و مدارات کے ساتھ ہاتھون ہاتھ شہر مین لیگیا جہان انھین تمام حقوق شہریت دیے گئے اور فی کس دو ایکڑ زمین دریاے ٹائبر کے کنارے ملی لیکن کلاسس کو

پچیس ایکڑ زمین کے علاوہ مجلس کی رکنیت سے بھی سرفراز کیا گیا۔ یہ گویا اُس ملکی اقتدار کی ابتدا تھی جسے آیندہ نہایت دانشمندی کے ساتھ کام مین لانیکی وجہ سے وہ بلند ترین مدارج شہرت و رسوخ پر پہنچا اور اپنے بعد اپنا خاندان (کلاڈین) یادگار چھوڑ گیا جو رومہ بھر مین کسی خاندان سے کم درجے نہ تھا ؛

ان لوگون کے چلے آنے کے سبب سے سبانی قوم کے اختلافات رفع اور انمین امن و سکون پیدا ہو گئے تھے لیکن انکا سردار اس بات کا روادار نہ ہوا کہ اُس کی قوم لڑائی اور رومیون سے انتقام لینے کا خیال چھوڑ دے اور اس طرح کلاسس کا جلا وطنی کے ذریعے وہ مقصد حاصل ہو جاے جو وطن مین رہ کر مخالفت کرنے سے اُسے حاصل نہ ہو سکتا تھا۔ اسی غصّے مین وہ ایک فوج عظیم لیکر روانہ ہوا اور قصبۂ فدینی کے سامنے خیمے ڈالے۔ پھر دو ہزار آدمیون کو رومہ کے قریب گھنے جنگلون کی کمین مین بٹھا دیا اور یہ منصوبہ باندھا کہ دن ہوتے ہی سوارون کی ایک مختصر جماعت مضافات کو تاراج کرنے نکلے اور شہر کے قریب تک پہنچکر واپس ہو جاے اور دشمن کو اپنے تعقّب مین کمین گاہ تک لگا لاے ؛ لیکن حملہ آورون کے لشکر سے جو لوگ بھاگ بھاگ کر رومیون مین جا ملے تھے اُنکے ذریعے پبلی کولا کو بہت جلد اُن تمام ارادون کا علم ہو گیا اور اسی لحاظ سے اُس نے اپنی فوجین تقسیم کین۔ اپنے داماد بالبش کو اُس نے حکم دیا کہ تین ہزار سپاہی لیجا کر شام کو اُن پہاڑیون پر قابض ہو جاے جنکے نیچے دشمن گھات مین چھپکر بیٹھے تھے، اور اُنکی نقل و حرکت سے خبردار رہے۔ پھر سبانی سوارون کے مقابلے کے واسطے اُس نے اپنے شریک عہدہ لُسر شیس کو مقرر کیا اور نہایت تیز پا اور دلیر سوار اُسکی ماتحتی مین دیے اور باقی ماندہ فوج لیکر وہ خود بڑھا اور دشمن کے پڑاؤ کو گھیر لیا۔ اس تدبیر سے تمام حملہ آور مصیبت مین گرفتار ہو گئے، رومیون نے انکے بھاگنے مین بلا دقت ہزارون کو تلوار کے گھاٹ اوتارا اور خود انکی فراری اور امید اُن پر تباہی لائی، کیونکہ ہر حصّۂ لشکر نے دوسرون کو محفوظ سمجھکر، خود جم کر لڑنے کا خیال چھوڑ دیا اور پڑاؤ والے کمینگاہ کی طرف چلے اور کمینگاہ کے لوگ بھاگ بھاگ کر پڑاؤ کی جانب آنے لگے، اس طرح مفروزین سے مفروزین دوچار ہوے اور اب کھلا کہ جن سے مدد ملنے کی

توقع تھی وہ خود مدد کے محتاج بھاگے آرہے ہین! باین ہمہ فدینی کے قریب ہونے کی وجہ سے انکے اکثر آدمی بچ گئے، خصوصًا وہ جو پڑاؤ مین تھے، ورنہ جو اس بستی کی پناہ نہ لے سکا اور نہ پہنچا وہ یا میدان مین مارا گیا اور یا گرفتار ہو گیا؛ اگرچہ رومی اس قسم کی کامیابیان بالعموم کسی دیوتا کے نام سے منسوب کر دیا کرتے تھے لیکن اس فتح کو انھون نے خاص اپنے فوجی سردار کی لیاقت پر محمول کیا اور لوگون نے سپاہیون کو کہتے سنا کہ اگرچہ ہمارے دشمن دست و پا بستہ نہ تھے پھر بھی پیلی کولا نے گویا انھین اندھا اور لنگڑا کر کے ہمارے حوالے کر دیا تھا کہ جس طرح چاہین مار ڈالین؛؛ مزید برآن جو مال غنیمت اور قیدی لوگون کے ہاتھ اس لڑائی مین آئے اُس نے انکو بڑا مالدار کر دیا؛

ان محتدیون کی تکمیل کے بعد، شہر کوا اپنے جانشین قنصلون کی حفاظت مین سونپ کر پیلی کولا نے وفات پائی، اور ایک ایسی زندگی کا دور ختم کیا جو حیات انسانی کی تمام ممکن خوبیون کا اور بہترین شریفانہ افعال کا مجموعہ تھی؛ لوگون نے اس جوش کے ساتھ دگویا جیتے جی اُسے کوئی صلہ اُسکی وطن پرستیون کا نہین ملا اور اب تک اُن پر قرض ہے، بالاتفاق طے کیا کہ اُسکی تجہیز و تکفین قوم کی طرف سے ہو اور ہر شخص اپنی (روزانہ؟) آمدنی کا ایک ربع اسکے مصارف کے لیے ادا کرے اسکے علاوہ عورتون نے اپنے آپس مین یہ قرارداد علٰحدہ کر لی کہ اُس کا سوگ پورے ایک سال تک قائم رکھین گے، جو اس کے اظہار احترام کی ایک نمایان یادگار ہے؛

لوگون کی خواہش کے بموجب وہ شہر ہی کے اندر اُس حصے مین دفن کیا گیا جسے ویلیا کہتے ہین اور وہان اس کی اولاد کے لیے بھی اپنے مُردے دفن کرنے کا استحقاق مرعی رکھا گیا تھا۔ مگر اب اُنکے خاندان کا کوئی شخص وہان نہین رکھا جاتا بلکہ صرف نعش کو لیجاکے وہان دھر دیتے ہین اور تھوڑی دیر مین کوئی اُسکے نیچے مشعل روشن کرتا ہے اور پھر فوراً اٹھا لیتا ہے جس سے متوفی کے وہان دفن ہونے کا استحقاق رکھنے اور پھر اس عزت سے دست کش ہو جانے کا اظہار مقصود ہے۔ چنانچہ اس کے بعد میت کو وہان سے اُٹھا کر لیجاتے ہین؛

سولن اور پبلی کولا کا موازنہ

اس موازنے مین یہ بات، جو اور سوانح عمریون مین نہین نظر آئیگی، خاص طور پر قابل لحاظ ہے کہ ان دونون مین ایک اپنے مقابل کا مقلد معلوم ہوتا ہے اور وہ اسکی بہترین نظیر ہے چنانچہ سولن نے جو فقرہ شاہ کریسس کے سامنے ٹیلس کی خوش نصیبی کے بارے مین کہا تھا، وہ پبلی کولا کے حال پر بہت صادق آتا ہے (گو یا پبلی کولا کی زندگی سولن کے عین منشا اور معیار کے مطابق تھی) فی الحقیقت اگر غور سے دیکھو تو گو ٹیلس اپنی نیک زندگی اور شریفانہ موت کی وجہ سے (سولن کے قول کے موافق) سب سے اقبال مند شخص تھا، تاہم نہ تو خود سولن نے اپنی نظمون مین اسکی مدح وستایش یا دگار چھوڑی ہے، نہ اسکے اہل وطن مین کوئی اقتدار اسکو یا اسکی اولاد کو ایسا حاصل ہوا کہ جو کسی خاص شہرت و یادگار کا مستحق ہوتا۔ حالانکہ پبلی کولا کی زندگی، کیا بلحاظ اُسکی صفات کے اور کیا بلحاظ اُس اقتدار کے جو اُسے حاصل تھا، رومیون مین سب سے ممتاز اور مشہور تھی، اور مرنے کے بعد آج بھی کہ اُسے وفات پائے چھ سو برس ہو چکے ہین، رومہ کے تین نامور خاندان یعنی پبلی کولی، مسلی اور ولیری اُس کے نام کو اپنے مراتب و اعزاز کا سرچشمہ مانتے ہین۔ اسکے علاوہ اگر ٹیلس لڑائی مین اپنی جگہ پر جمار ہا اور ایک بہادر سپاہی کی طرح لڑکر دشمن کے ہاتھ سے مارا گیا تو پبلی کولا اس معاملے مین بھی اُس سے زیادہ خوش قسمت ہے کہ خود مرنے کے بجاے دشمنون کو اُس نے مارا اور اپنی سرداری مین اپنے وطن کو مظفر ومنصور دیکھا۔ پھر ان عورتون اور فرزندون ہی کے باعث اس کا انجام بھی سولن کی دلی تمنا کے موافق بہت اچھا ہوا، کیونکہ منادس نے حیات انسانی کے دوامی ہونے کی جو حسرت کی تھی اُسکے جواب مین سولن اپنے اشعار مین ایک جگہ بے اختیار ہو کر کہتا ہے :-

"نہین نہین مجھے اس طرح مرنے دو کہ میرا سوگ کیا جاے اور خدا

کرے کہ میری زندگی کا خاتمہ آہ سرد اور دستونکے نالہ و ماتم کا محل ہو"

مواس قسم کی اقبال مندی بھی پبلی کولا ہی کے حصے مین پوری طرح آئی، کیونکہ اسکی موت نے نہ صرف دوست اشنا ؤن کو رُلایا بلکہ شہر بھر سے ایک عام رنج و ماتم کرایا خصوصًا عورتون نے اُسکے مرنے کا السا ہی سوگ کیا جیسا کہ باپ یا بھائی یا بیٹے کی موت پر کیا جاتا ہے ؛

ایک اور جگہ سولن کہتا ہے کہ " دولت، بے شبہ مجھے پسند ہے، پر نہ وہ دولت جو بُرے ذریعوں سے حاصل کی گئی ہو،، اسلیے کہ اُس کا انجام ہمیشہ بُرا ہوتا ہے - اب پبلی کولا کی دولت پر خیال کرو تو وہ نہ صرف جایز طریقے سے اُس نے پائی تھی بلکہ ہمیشہ غریبون اور حاجتمندون کے فائدے کے لیے فیاضانہ طور پر صرف کی جاتی تھی - پس اگر سولن اپنے حکیمانہ اقوال ہی کی بدولت دانشمند ترین آدمی مانا جاتا ہے تو پبلی کولا کے اقبالمند ترین شخص ہونے مین شبہ نہین - کیونکہ سولن کے تصور مین جو سب سے بڑی اور کامل صفت یا خوبی ہے وہ پوری طرح پبلی کولا کو حاصل ہوئی، اُس نے اُس سے کام لیا اور مرتے دم تک اس کا فایدہ اُٹھایا ؛

لیکن اگر اس طرح سولن نے پبلی کولا کی ناموری مین اضافہ کیا ہے تو پبلی کولا نے بھی اپنے جمہوری آئین وضوابط بنانے مین سولن کو نمونہ بنا کر اُسکی شہرت بڑھادی ہے - مثلاً عہدۂ قنصلی کے اختیارات اور دعوے محدود کرنے مین اس نے جو کچھ قواعد جاری کیے ہین وہ تمام و کمال سولن کے قوانین کا چربہ ہین اسکے علاوہ بعض قوانین اس نے بجنسہ رومہ کو منتقل کر دیے ہین، جیسے لوگونکو اپنے عہدے دار انتخاب کرنے کا حق دینا یا مجرمون کو جمہور کے سامنے مرافعہ پیش کرنیکی اجازت جس کو سولن نے اپنے ہان جُوری کی صورت مین قائم کیا تھا - سولن کی طرح پبلی کولا نے اپنے ہان کسی نئی مجلس ملکی کی بنیاد نہین ڈالی تاہم قدیم مجلس کے اعضا کی تقریباً دُگنی تعداد کر دینے سے اسے مزید تقویت ضرور دی - عہدۂ بخشی یا کونسیٹر کے قائم کرنیکی بنیاد بھی اسی قسم کی ہے - مقصود یہ تھا کہ حاکم اعلےٰ اگر اچھی نیت کا شخص ہو تو مالی کا مونمین اُسکی توجہ نہ بٹے اور وہ زیادہ ضروری کاروبار مین مصروف رہ سکے " یا اگر کوئی بُرا شخص اس عہدے پر آجاے تو بھی مالیے پر اختیار نہ ہونیکی وجہ سے اُسے بے انصافی کرنے کا زیادہ لالچ نہ پیدا ہو،، واضح رہے کہ پبلی کولا مین استبداد و بادشاہت سے نفرت کا مادہ نسبتاً بہت

زیادہ تھا۔ قانون سولن کی رو سے ایسے مجرم کو جو بادشاہ بننے کی کوشش کرے صرف جرم ثابت ہونے کے بعد سزا دی جاسکتی تھی، لیکن پیلی کولا نے عدالتی تحقیقات سے پہلے ایسی کوشش کرنے والے کے واسطے موت کا فتویٰ دیدیا تھا۔ سولن کی ایک بڑی وجہ عظمت یہ بھی ہے کہ جب اُسے اختیاراتِ مطلق حاصل کرنے کا پورا موقع مل گیا تھا اُس وقت اُس نے انھیں لینا پسند نہ کیا مگر پیلی کولا بھی اس معاملے میں کم تعریف کا مستحق نہیں کہ مطلق العنانی پا جانے کے بعد اُس نے اپنے منصب کو ایک جمہوری عہدہ بنا دیا اور اپنی قوتوں سے جو اُسے حاصل تھیں کوئی اور کام نہ لیا۔ بایں ہمہ یہ شرف سولن ہی کو دینا چاہئے کہ اُس نے پیلی کولا سے بہت پہلے لکھدیا تھا کہ :

لوگون کی نگاہ مین ہمیشہ سب سے اچھے حاکم وہ ہوتے ہین

جو نہ اُن کی خوشامد کرین نہ اُن پر بیجا جبر

فرضون کی تنسیخ صرف سولن کا حصہ تھی اور اس تدبیر کو اُس نے لوگون کی آزادی قائم کرنے کا ایک بڑا ذریعہ بنایا تھا۔ کیونکہ تمام قوانین مساوات بنانے بیکار ہین اگر لوگ ناداری اور قرض کے دباؤ سے اپنے حقوق کا فائدہ نہ اُٹھا سکین اور حاکمون کے انتخاب یا عدالت کے انصاف مین بھی (جو درحقیقت مساوات اور آزادی کی مقدس درگاہین ہین) وہ دولتمندون کے اشارے پر چلین اور اُن کا کہنا ماننے پر مجبور ہون ؛ اس قانون کے نفاذ مین ایک اور غیر معمولی کامیابی یہ ہوئی کہ گو ایسے قرض بالعموم بغیر سرکاری زبردستی کیئے منسوخ نہین ہوتے تاہم اس موقع پر جب یہ خطرناک اور قوی علاج تجویز کیا گیا تو اس پر عمل کرنے مین کوئی بھی دقت پیش نہ آئی بلکہ جو زیادتیان پہلے سے ہو رہی تھین اُن کا اس قانون نے انسداد کر دیا۔ قاعدۂ عام کے بموجب جو بددلی یا بیزاری ایسی تبدیلیون سے پیدا ہوتی ہے وہ اس قانون سے بھی اگر ہوئی ہو تو سولن کی ذاتی لیاقت اور بزرگی کے آگے ہیچ ہو کر رہ گئی ؛ اس مین شبہہ نہین کہ سولن کی حکومت کا آغاز بہت زیادہ تعریف اور ناموری پانے کا مستحق ہے کیونکہ اُس نے جو کچھ کیا وہ بالکل

نیا اور بدیع تھا اور اس مین نہ کسی کی تقلید اُس نے کی تھی نہ کسی دوست یا رفیق کی مدد لی تھی بلکہ اپنے تمام جلیل الشان کارنامون کو تن تنہا درجۂ اتمام کو پہونچایا تھا - باین ہمہ خاتمہ پبلی کولا کی زندگی کا اُس سے خوشتر اور بہتر ہے اس لیے کہ سولن کی جمہوری حکومت خود اُس کی زندگی مین تار تار ہو گئی حالانکہ پبلی کولا نے جو نظام قائم کیا تھا وہ خانہ جنگیون تک برقرار رہا - سولن نے جب اپنے قوانین بنا لیے اور تختون پر انھین کندہ کرا دیا تو وہ انھین ایسی حالت مین چھوڑ کر ایتھنز سے رخصت ہوا کہ اُن قوانین کا کوئی محافظ موجود نہ تھا اس کے برخلاف پبلی کولا عہدے یا بے عہدے ہر حال مین حکومت کے قیام کے واسطے سعی و مشقت کرتا رہا؛ اسکے علاوہ سولن، پی سس ٹراٹس کے غاصبانہ ارادون کا علم رکھنے کے باوجود اسکا کوئی انسداد نہ کر سکا بلکہ مطلق العنانی کے ابتدائی مدارج مین دب جانے پر مجبور ہو گیا، بخلاف پبلی کولا نے اُس شخصی بادشاہت کے قدم اکھاڑے جو عرصۂ دراز سے قائم اور بہ استحکام جمی ہوئی تھی - گویا سولن جیسے صفات اور بلند نظری رکھنے کے علاوہ خدا نے اُسے وہ اقبال اور قوت بھی عنایت کی تھی جو اُنھین عملی شکل مین متشکل کر سکے :-

اب جنگی کارنامون کو دیکھا جاے تو ہر چند سولن کی نسبت ہم لکھ چکے ہین کہ صرف ایک مرتبہ اہل مگارا کی لڑائی مین فوج کی کمان اُسکے سپرد تھی، لیکن دیماخس Daimachus متوطن پلاٹیہ اس کے تسلیم کرنے سے بھی انکار کرتا ہے، حالانکہ پبلی کولا متعدد معرکون مین، کیا سپاہی اور کیا سردار دونون حیثیتون سے لڑا اور فتحمند ہوا، ملکی سیاسات مین بھی بجاے سولن کو جو اپنے ہموطنون کو سلامیس کے برخلاف اُبھارنا چاہتا تھا، سوا اس کے کچھ چارۂ کار نہین نظر آیا کہ بناوٹ سے دیوانہ بن جاے اور گویا ایک مُوانگ سا بنا کے لائے برعکس اس کے پبلی کولا نے ابتدا ہی سے اپنے تئین بڑے سے بڑے خطرے مین ڈالا، نار کو اُن کی مخالفت مین ہتیار اُٹھا کے، سازش کا حال معلوم کیا اور (پھر اس لحاظ سے کہ غداردن کی گرفتاری اور سزادہی مین شریک غالب وہی تھا) اُس نے نہ صرف اہل استبداد کو شہر سے دفع

کرایا بلکہ فی الحقیقت انکی تمام امیدین بھی خاک مین ملا دین ؛ اور جس طرح جنگ و قتال، جانبازی اور دلیرانہ مخالفت کے موقعون پر اُس نے نہایت مضبوطی اور دلیری کا اظہار کیا اسی طرح ایسے پُرامن موقعون پُرجہان شیرین زبانی، فہمایش یا رواداری ضروری ہے اُس نے جو لیاقت دکھائی وہ اور بھی قابل تعریف ہے اور اسی کی بدولت اُس نے پرسینا جیسے خطرناک اور زبردست دشمن کے ساتھ اُس نے ازسرنو اتحاد و مصالحت قائم کی۔

ممکن ہے بعض لوگ یہ اعتراض کرین کہ سلامیس جو اہل ایتھنز کے ہاتھون سے نکل گیا تھا سولن نے اپنی کوششون سے پھر تسخیر کرایا حالانکہ پیلی کو لانے خود اُس علاقے کا ایک حصہ جیسے رومی اُس وقت قابض تھے دشمنون کے حوالے کر دیا؛ لیکن اس قسم کی کارروائیون پر جو کچھ رائے لگائی جاے وہ انکا محل و موقع نظر مین رکھکر لگانی چاہیے۔ ایک کامیاب مدبر کا فعل ہمیشہ وقتی اور موجودہ حالات کے اعتبار سے موزون ترین طرز عمل ہوتا ہے، کبھی وہ ایک جزو دیکر کل کو بچاتا ہے اور کبھی ایک چھوٹے معاملے مین دب کر بڑے معاملے کو اپنے موافق مطلب بنا لیتا ہے اس اعتبار سے پیلی کو لانے وہ علاقہ دیکر جو تھوڑے ہی دن پہلے رومیون نے زبردستی قبضے مین کر لیا تھا، اپنے اصلی ترکے کو چھینے جانے سے بچا لیا اور مزید برآن انکے لیے جو اپنے شہر ہی کا بچ جانا بہت غنیمت سمجھے تھے دشمن کے کثیر ذخایر بھی حاصل کر لیے، اور جنگ کے فیصلے کا اختیار خود پرسینا کو دیکر اُس نے نہ صرف ایک قسم کی فتح حاصل کی بلکہ وہ (مال یا سامان) بھی پا لیا جو وہ فتح مول لینے کی خاطر بخوشی دیدیتا۔ یعنی خود ان کے دشمن نے لڑائی ختم کردی اور رومیون کی شرافت پسندی اور شجاعانہ طرز عمل سے، جسکا نقش رومی قنصل نے اُس کے دل پر بٹھا دیا تھا، اتنا متاثر ہوا کہ اہل شہر کے لیے بخوشی اپنا تمام غلّہ اور سامان چھوڑ گیا ؛

ز

مدینۃ الحکما ایتھنز کا مشہور مدبّر

تھمس طاکلس

(Themistocles)

تھمس طاکلس، کسی قدر مجہول النسب ہونے کی وجہ سے کوئی معزز خاندانی شخص نہیں ہے، اس کا باپ نیوکلس Neocles شرفاے ایتھنز میں سے نہ تھا بلکہ لیون ٹس Leontis قوم سے، فری رہی Phrearrhi کا قصباتی تھا، اسکی ماں بھی سُنا ہے نہایت ادنے درجہ کی عورت تھی؛ قطعہ:

غریب ابُرتنان ہون، تھریس کی بیٹی
مجھے نہیں ہے شرف نسل پاک یونان سے
یہاں کی عورتیں جو چاہیں مجھ کو طعنے دیں
بلا سے — میرا تھمس طاکلس تو بیٹا ہے!

مگر فنیس نے لکھا ہے کہ نہ اسکی ماں تھریس کی تھی نہ اسکا نام ابُرتنان تھا درحقیقت وہ کیریا Caria کی رہنے والی تھی اور اسکا نام یوٹرپی Eutarphi تھا اسی قول کی تائید میں فی آن تھس Neanthes نے تو یہاں تک صراحت کی ہے کہ وہ علاقہ کیریا میں قصبہ ہالی کرناسس Halicarnassus کی پیدایش ہے؛

یہ واقعہ بھی لکھنے کے لائق ہے کہ ایتھنز کے ایک خاص اکھاڑے

سی نوشار جس[1] مین تمام حرامی اور ایسے لڑکے حکماً جمع ہوا کرتے تھے جن کے والدین مین سے ایک ایتھنز کا ہو اور ایک کسی اور مقام کا ۔ تمش طاکلس نے اس مقصد کو اولٹ پلٹ کر دینے کے لیے یہ ترکیب نکالی کہ ایتھنز کے چند صاحب نسب امیرزادون کو ترغیب دے دلا کے اپنے ساتھ اس اکھاڑے مین لیگیا کہ آؤ وہان تیل کی مالش اور کسرت کرینگے ۔ اس طریق سے اس نے کمال چالاکی کے ساتھ وہ امتیاز اور شرط مٹا دی جس سے وہان کے آنیوالے مخصوص ہو جاتے تھے ۔

لیکن اس مین شبہ نہین کہ تمش طاکلس لی سومیڈی Comedae خاندان سے تعلق رکھتا تھا ۔ کیونکہ یہ تحقیق ہے کہ اسی نے فلیہ Rhegia کا مندر ایرانیون کے جلانے کے بعد از سر نو تعمیر کیا اور طرح طرح کی تصاویر و نقایس سے اسکی شان و خوبی بڑھائی ۔ اب یہ مندر خاندان مذکور ہی کی ملکیت مین تھا (پس اگر تمس اس خاندان سے نہوتا تو اسے کیون بناتا)

اس کی نسبت یہ قول متفق علیہ ہے کہ لڑکپن مین وہ مزاج کا جھلا، نہایت بیباک، کمال فہین اور عالی ہمت تھا ۔ اسے بڑے بڑے کام کرنیکا اس قدر شوق تھا کہ مدرسے کی چھٹیون مین گھر پر بھی کھیل کود مین اور بچون کی طرح وقت رائگان نہ کھوتا بلکہ ہمیشہ نئی نئی باتین نکالتا رہتا اور بڑی بڑی تقریرین مرتب کرتا جن کا مضمون عام طور پر اپنے ساتھیون کی حمایت ہوتی تھی یا مخالفت ۔ اسی غیر معمولی میلان پر اس کا استاد اکثر کہا کرتا کہ "بھئی لڑکے تو معمولی شخص بنکر نہین رہ سکتا ۔ تو ضرور نامور ہوگا ۔ بھلائی مین ہو یا برائی مین، ہوگا نامور!" جب اسے رکھ رکھاؤ یا ادب آداب کے طریقے سنوارنے کی تعلیم دی جاتی یا اخلاق پسندیدہ اور اطوار حمیدہ سکھائے جاتے تو وہ اسے بہت بے پروائی اور بے دلی کے ساتھ سنتا مگر انتظام معاملات یا عقل و فہم کی کوئی بات ہوتی تو اس پر اقتضائے سن کے خلاف پوری پوری توجہ کرتا اور انھی چیزون سے ذوق طبعی رکھنے کے سبب اس مین ایک بھاری بھرکم پن پیدا ہو گیا تھا ۔ یہی اسباب تھے کہ جب وہ بڑا ہوا اور ان لوگون کے ساتھ اسے ملنے جلنے کا اتفاق

[1] Cynosarges یہ اکھاڑہ شہر کے باہر ہرقل اول کی یادگار مین بنایا گیا تھا کیونکہ ہرقل بھی دیوتاؤن مین کم نسب تھا ۔ اس لیے کہ اس کی ماں آدم زاد تھی باپ دیوتا، پس وہ دوغلا ہوا ۔ م

ہوا جو اپنے تئین بڑا صاحب ذوق سمجھتے اور ایسے لہو ولعب مین مشغول رکھتے تھے جنھین عام طور پر شریفانہ اور مہذب سمجھا جاتا ہے، تو اُسے بڑی مشکل پیش آنے لگی۔ وہ اسکی خشک مزاجی پر طعن تشنیع کرتے۔ اور اس وقت مش طاکلس کو اس بے باکانہ جواب کے سوا کچھ کہتے نہ بن پڑتا کہ بے شک مین تمھارے دو تارے اور ستار کو نہین بجا سکتا پر کسی ذلیل اور گمنام کھیڑے کی مجھے حکومت مل جائے تو دیکھو کہ کس طرح اُس کو بام رفعت وعظمت پر پہونچا دیتا ہون ؛

ٹیسم بروٹس نے لکھا ہے کہ وہ مشہور خطیب انکساغورث کو سننے والون مین تھا۔ اور فلسفۂ طبعی کی تعلیم اُس نے ملی سس Melissus سے پائی تھی حالانکہ یہ قول سنین کے لحاظ سے درست نہین معلوم ہوتا۔ ملی سس وہ شخص ہے جو فار قلیس کے محاصرے کے وقت سیمین محصورین کا کمانیر تھا۔ اسی طرح انکساغورث بھی فار قلیس کا بہت گہرا دوست تھا۔ جو طاکلس سے بہت بعد کا آدمی ہے۔ پس اوپر کا بیان کسی طرح ٹھیک نہین بیٹھتا اور تاویل اُس کی نظر نہین آتی مگر یہ کہ ملی سس کو سفیلس سمجھا جاے۔ جو خطیب یا فلسفۂ طبعی کا ماہر تو نہ تھا مگر حکمت کا معلم تھا اور طاکلس اس کے مداحون مین تھا ؛ حکمت اُس زمانے مین سیاست اور عملی کاروبار مین خاص درک رکھنے کو کہتے تھے۔ یہی دونون چیزین ملکر فلسفے کی ایک خاص شاخ بن گئی تھین جس کی بنیاد سوکن کے زمانے مین پڑی اور پھر اس کا ایک علیحدہ گروہ قائم ہوگیا ؛ لیکن جو لوگ بعد مین آئے انھون نے اسی مین وکالت اور قانونی اینچ پینچ کو بھی شامل کرلیا۔ اور اسکا عملی حصہ محض حیثیت بحث و لفاظی سے بدل گیا یہی متاخرین ہین جو سوفسطائی Sophists کے نام سے مشہور ہوے ؛

طاکلس نے سفیلس کے پاس اس وقت جانا شروع کیا ہے جب کہ وہ سیاسی میدان مین داخل ہو چکا تھا +

اوائل شباب مین وہ نہ صالح تھا نہ محتاط۔ وہ محض فطری جذبات کی پیروی کرتا تھا جو عقل و تربیت کے بغیر اکثر ایسے خراب و پر خار راستون مین اچانک لا پھنساتے ہین کہ پھر نکلنا دشوار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خود طاکلس جب ہوش مین آیا تو اقرار کیا کرتا تھا کہ بے شبہ وحشی بچھیرے صرف اسی قدر عمدہ گھوڑے

بن سکتے ہین جب کہ انھین اڑ گھڑے مین نکال کے خوب اچھی طرح سدھایا جاے مگر ان بنیادون پر جن لوگون نے اس کی بدکرداریون کے افسانے گھڑ لیے ہین اور جو بیان کرتے ہین کہ باپ نے طاکلس کو عاق کر دیا تھا اور اسکی ماں بیٹے کی رسوائیون کے غم مین گھل گھل کے مرگئی، یہ سب اتہام محض ہے۔ اس جماعت کے علاوہ ایک گروہ کی روایت یہ ہے کہ اس کے باپ نے اُسے ملکی کاروبار مین پڑنے سے بہت بہت طرح روکا تھا اور یہ دکھانے کو کہ عوام الناس کام نکل جانے کے بعد اپنے لیڈرون کی کیسی ناقدری کرتے ہین، اُس نے دو کشتیان بیٹے کو لیجا کر دکھلائی تھین جو ساحل پر خالی اور خراب حستہ کس مپرسی کی حالت مین پڑی ہوئی تھین ؛

جو کچھ بھی ہو، اسمین شک نہین کہ تمس طاکلس کو اول سے ملکی معاملات مین نہایت شغف تھا اور نام آوری کی دلی تمنا تھی، سب سے بڑے بن جانے کی آرزو کی بدولت ہی شہر کے بڑے بڑے بارسوخ آدمیون کو اس سے بیر پڑگیا تھا، خصوصاً لسی میچس Lysimachus کے بیٹے ارسٹیڈس Aristides کو جس نے ہمیشہ اس کی مخالفت کی؛ حالانکہ اس کی وجہ سناہے اول اول محض جوانی کی ترنگ تھی؛ یعنی ارسٹن Ariston فلسفی کی روایت کے بموجب وہ دونون حسین لڑکے سی لوس Stesilaus پر فریفتہ تھے اور اسی رقابت نے انھین معاملات سیاسی مین بھی آخر تک ایک دوسرے کا حریف بنائے رکھا؛ عجب نہین اس مخالفت کی ایک وجہ انکی مختلف المذاقی اور اخلاق وطبیعت کا فرق بھی ہو۔ کیونکہ ارسٹیڈس نرم مزاج اور نہایت شریف سیرت شخص تھا۔ وہ قومی معاملات مین کبھی ذاتی ہر دلعزیزی یا شہرت حاصل کرنے کی غرض سے حصہ نہ لیتا بلکہ سدا کمال دیانت واحتیاط کے ساتھ لوگون کی بھلائی اور سلطنت کی بہبود کے واسطے کام کرتا۔ پس جب تمس طاکلس کو وہ دیکھتا کہ لوگون کو نئی نئی بدعتون کی طرف مائل کر رہا ہے اور اپنے ذاتی رسوخ کو بڑھا رہا ہے تو مجبوراً بھی اس کی مخالفت کرتا تھا۔ واقعی، کہتے ہین، تمس طاکلس تو، عزت وجلال کا شوق مجسم بن گیا تھا اُسے بڑے بڑے کام کرنے کا اس درجے جنون تھا کہ جب میراتھان Marathon کی شہرۂ آفاق لڑائی مین مل ٹیاڈس Miltiades کی حیرت انگیز ہوشیاری اور کارگزاری کا

ہر جگہ چرچا ہوا تو صرف نوجوان طاکلس تھا جو ہر وقت متفکر اور خاموش نظر آتا تھا۔ اُس نے یار دوستوں کی صحبت میں آنا جانا بھی چھوڑ دیا تھا اور راتوں کی نیند اپنے اوپر حرام کر لی تھی۔ پھر جب لوگوں کو اس کے بدل جانے پر تعجب ہوا اور اس کی وجہ دو ایک نے پوچھی تو طاکلس نے صرف یہ جواب دیا کہ "ملٹیاڈس کی فتحمندیوں نے میری نیند اوڑا دی ہے"۔

میراتھان کے بعد عام طور پر لوگ تو یہ سمجھنے لگے تھے کہ اب جنگ ختم ہو جائیگی مگر طاکلس کے نزدیک وہ محاربات عظیمہ کی محض ابتدا تھی۔ اور یونان کی خوش نصیبی سے طاکلس برابر اپنے تئیں آئندہ مصائب کے لیئے تیار کرتا رہا۔ جو کچھ آنے والا تھا اسے وہ پہلے سے سمجھ گیا تھا اور اپنے شہر کو بھی اُس وقت کے لیے اس نے مستعد کر لیا تھا۔

اُس زمانے میں اہل ایتھنز، لوریم Laurium کی کانوں سے جو چاندی نکلتی تھی اُسے آپس میں تقسیم کر لیا کرتے تھے طاکلس نے پہلا کام یہ کیا کہ لوگوں کو اس تقسیم سے روکا اور اس تجویز کی جسارت کی کہ یہ روپیہ جہاز سازی اور جزائر ایجین Aegean سے لڑائی لڑنے میں لگایا جائے۔ یہ جزائر والے سارے یونان میں مرفہ الحال اور اپنے جہازوں کی کثرت سے سمندر کے بادشاہ تھے۔ طاکلس نے انھیں کو حریف بنایا۔ اسطرح اسے ایران یا دارا سے ایران کا خوف دلانے کی ضرورت بھی نہیں پڑی۔ کیونکہ یہ بہت دور کی بات تھی اور ایرانی حملے کا اسوقت لوگوں کو نہ زیادہ یقین تھا نہ خطرہ۔ لیکن ایجین والوں کے خلاف طیش و رقابت کی آگ بھڑکانے میں اسے خاطر خواہ کامیابی ہو گئی چنانچہ اس روپے سے سو جہاز تیار ہوئے اور یہی وہ بیڑا تھا جو بعد میں زرکسیز Xerxes کی فوج سے لڑا۔ اسی ابتدا سے رفتہ رفتہ اس نے شہر کی بحری فوج بڑھائی۔ بری قوت میں اسے یقین تھا کہ اپنے اسپارٹی ہمسایوں سے کسی طرح، ایتھنز نہ بڑھ سکے گا۔ البتہ جہازوں سے ایرانی حملے کو روکنا اور یونان پر اپنا تفوق قائم کر دینا ممکن تھا۔ پس، افلاطون کے الفاظ میں، اُس نے بتدریج اپنے سپاہیوں کو جہازی اور ملاح بنا کے سمندر میں بکھیر دیا۔ اور اسی پر یہ طعنہ سنا کہ آپ کی بدولت ایتھنز کے نیزہ و سپر ٹوٹے اور وہ پتوار و تختہ جہاز پر اُتر آئے"۔ طاکلس نے یہ تجویز میں مجلس ملکی میں مل ملٹیاڈس

کے علی الرغم پاس کرالین۔ جیسا کہ ٹیسم بروکلس نے بیان کیا ہے اب رہا یہ کہ یہ تبدیلی اچھی تھی یا بُری اور اس سے سلطنت کو فائدہ پہونچا یا نقصان، یہ صاحبان بصیرت کے طے کرنیکی بات ہے مگر اسمین شبہ نہین کہ اُس وقت یونان کی نجات سمندر ہی کی طرف سے آئی اور ایتھنز تباہی کے بعد دوبارہ آباد ہوا تو وہ بھی انھین کشتیون کی بدولت۔ اور اس کی شہادت کوئی اور دے نہ دے خود زرکسیز کی گواہی کافی ہے جو زمین پر فتح کامل حاصل کرنیکے بعد اپنی بحری شکست سے گھبرا کے بھاگا اور یونان سے لڑنے کی ہمت ٹوٹ گئی۔ اور مین تو جانتا ہون کہ اُس نے جو اپنے جرنیل مردانوش کو اپنے پیچھے یونان مین چھوڑا اسکی وجہ بھی کچھ یہ امید نہ تھی کہ دشمن مغلوب و مفتوح ہو جائیگا بلکہ یہ غرض تھی کہ وہ اس کا تعاقب کرنے سے مانع آئے۔

کہتے ہین تمس طاکلس روپیہ جوڑنے کا بہت شوقین تھا۔ اسکی وجہ بعضون نے یہ بتائی ہے کہ عالی شان پیمانے پر مسافر نوازی اور قربانیان وغیرہ چڑھانے مین فیاضی دکھانے کے لیے اس نے اتنی کثیر دولت و جائداد فراہم کی تھی۔ لیکن اور لوگ اُسے حریص اور سخت کنجوس بتاتے ہین بلکہ یہان تک الزام لگاتے ہین کہ اُسے جو اجناس ہدیۃً بھی ملتی تھین وہ انھین فروخت کر دیا کرتا تھا۔ اس نے ایک مرتبہ ڈائی لیڈس Diphilides سے جو گھوڑے پالتا تھا، ایک بچھیرا مانگا۔ اور اُس نے نہین دیا تو طاکلس نے یہ دھمکی دی کہ اپنے عزیزون سے تجھ پر دیوانی مقدمات دائر کرا کے اس قدر پریشان کرونگا کہ تھوڑے دن مین تیرا سارا گھر بار کاٹھ کا گھوڑا بن جائیگا (یعنی کوڑیون کے مول بکتا پھریگا)

شہرت حاصل کرنے کے خبط مین تمس طاکلس کی کوئی شخص برابری نہین کر سکتا۔ لڑکپن کے زمانے سے، جب اسے دنیا مین کوئی نہ جانتا تھا، اس کی یہ حالت تھی کہ ایس کلیز Aesclepiades سرنگیہ بجی کی خوشامد کرتا تھا کہ میرے گھر آکر سارنگی بجایا کر۔ کیونکہ اُس زمانے مین وہ بہت مقبول گویّا تھا اور اُسکے مشتاق سارنگی سننے بکثرت آتے تھے۔ طاکلس کا مطلب اسے اپنے گھر بلانے سے صرف یہی ہوتا تھا کہ اسکے سبب سے لوگ طاکلس کا نام جان جائین اور پتہ پوچھتے اسکے گھر آیا کرین!

اولمپیا کی نمایش مین جب وہ آیا تو اتنے نوکر چاکر ڈیرے خیمے لایا کہ وہان کے بڑے بڑے امرا کے پاس بھی نہ ہونگے۔ چنانچہ اسی دولت نمائی اور شیخی کی وجہ سے تمام یونانی اُس سے ناراض ہو گئے کہ ایسا ٹھاٹ اور خدم وحشم خاندانی امیرزادون کو تو خیر زیب بھی دیتا ہے لیکن ایسے گمنام و نشان کم وجاہت لوگون کا یہ شان شوکت دکھانا بالکل چھوٹا مُنہ بڑی بات ہے۔ اُس زمانے مین ناٹک والون کے مقابلے اپنے اپنے امرا کی سرپرستی مین بڑے زور کے ہوتے تھے۔ ایک بار طاکلس کا ناٹک جیت گیا۔ اُس نے اسکی یادگار مین ایک تختی پر یہ کتبہ کرایا "اس ناٹک کا انصرام کرنے والا اشس طاکلس باشندۂ فریہی تھا۔ فری نیکس Phrynichus نے اسکو لکھا اور حاکم شہر اُن دنون اڈی مان ٹس Adimantus تھا"۔

عوام الناس طاکلس کے بہت گرویدہ تھے۔ وہ ہر شخص کا نام لیکر اُسے سلام کرنے مین سبقت کرتا اور ہمیشہ لوگونکے خانگی معاملات مین انصاف پسندی دکھاتا۔ اسکی کمانبری کے زمانے مین بھی جب سمونیڈس Simonides شاعر نے کوئی ناواجب رعایت اس سے چاہی تو طاکلس نے جواب دیا "سمونیڈس! اگر تمھارے اشعار کی تقطیع درست نہ نکلی تو تم اچھے شاعر نہین کہلا سکتے اسی طرح کسی کی خاطر سے مین ضابطے غلط بنا دون تو مین اچھا افسر نہین ہو سکتا"۔ پھر ایک اور موقع پر ہنسی ہنسی مین کہنے لگا کہ تم سے کورنتھ Corinth جیسے شہر والونکی بھد اڑانے مین بڑی حماقت ظاہر ہوئی کیونکہ اُنپر تمھاری کہی ہوئی پھبتیان خود تمھارے چہرے پر زیادہ پھبتی ہین"۔

تدریجی ترقی کرکے اور لوگون مین اثر بڑھا کے آخر وہ اس لایق ہو گیا کہ اپنے جتھے سے فریق مقابل کو شکست دے اور فتوائے عام[1] کے قاعدے سے ارسطیڈس کو جلاوطن کرادے۔ یہ اُس زمانے کا

[1] ایتھنز مین یہ قاعدہ تھا کہ جب کوئی شخص سلطنت کے لیے مخدوش سمجھا جاتا تو تمام خاص و عام سے اس بارے مین راے لی جاتی اگر چھ ہزار رائین خلاف مین ہوتین تو وہ شخص جلاوطن کر دیا جاتا تھا۔ اس طریق کو وہ لوگ آسٹرے سزم Ostracism کہتے تھے۔ ہمین فتواے عام سے بہتر اسکا ترجمہ معنوی نہین مل سکا۔ کیونکہ لفظاً تو اُسکے معنے ٹھیکرے کے ہین۔ اور وجہ تسمیہ اسکی یہ ہے کہ لوگونکے پہلے ووٹ یا راے کے لیے مقرر کیے جاتے تھے + مترجم

ذکر ہے جب دارائے عجم یونان پر چڑھائی کر رہا تھا اور ایتھنز مین کھلبلی پڑ رہی تھین کہ اسکے مقابلے مین اپنی فوج کی کمان کس کو دی جائے ؛ آنے والے خطرے کی ہیبت دلون پر ایسی چھائی ہوئی تھی کہ کئی اشخاص نے اپنے نام امیدواری سے ہٹا لیے تھے صرف ایک شخص اے بی کاڈیس (Aristeides) سے سالاری کا البتہ خواہش مند تھا - وہ ایک خوش گفتار باپ یونی میڈیس کا بیٹا اور خود ایک عام پسند مقرر تھا لیکن دل کا بودا اور روپے کا غلام تھا، ایسی کی نسبت امید تھی کہ کثرت رائے سے بازی لیجائیگا - مگر کہتے ہین تمس طاکلس نے اس ڈر سے کہ اگر وہ کامیاب ہوگیا تو بنا بنایا منصوبہ بگڑ جائیگا اس کو روپیہ دے دلا کر دست کش ہوجانے پر راضی کر لیا +

جب شاہ ایران نے یونان مین اپنے قاصد ایک ترجمان کے ہمراہ بھیجکر مٹی اور پانی بطور نشان اطاعت کے طلب کیا تو تمس طاکلس نے لوگون کی رضامندی سے ترجمان کو پکڑوا کے اس جرم مین مروا دیا کہ اُس نے بیچھون[1] کے احکام و اقوال یونانی زبان مین شائع کیے تھے ؛ طاکلس کی اس کارگزاری کو یونان مین بہت سراہا گیا اور اسی طرح جب اُس نے ارتھیس کو جو یونانیون کو ملانے کے لیے شاہ ایران سے سونا لایا تھا، نسلاً بعد نسل حقوق شہریت سے محروم اور سخت ذلیل و خوار کیا تو اُس کی بڑی تعریفین ہوئین ؛ لیکن واقعی سب سے بڑھکر قابل ستایش کام جو اُس نے کیا وہ یہ تھا کہ یونانیون کی خانہ جنگی مٹا دی اور ان کے اختلافات رفع کرکے عہد کرایا کہ جب تک ایرانیون سے لڑائی رہیگی باہمی نفاق و عداوت کو قطعاً راہ نہ دینگے ؛ اُس کے اس معرکہ آرا کام مین جیلوس ارکیڈی نے بھی کہتے ہین اُس کی بڑی مدد کی ؛

جب ایتھنزی فوج کی کمان تمس طاکلس کو مل گئی تو اُس نے شہر والون کو اس بات پر

[1] بیچھ - یہان ترجمہ ہے بارببرین (Barbarian) کا - یونانی اس لفظ کو غیر زبان (اور غیر مالکیون) کے لیے از راہ تذلیل بولتے تھے قریب قریب اسی طرح جس طرح عرب تمام باہر والون کو عجمی (گونگا) اور یہودی ہیدن Heathen یعنی ناپاک کہتے تھے + مترجم

آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ وہ شہر چھوڑ کر جہازون مین آجائین اور یونان سے بہت آگے بڑھکر دشمن کا بحری مقابلہ کرین۔ لیکن جب کثرت راے اس کے خلاف نکلی تو طاکلس لے سی ڈی مونی (یعنی اسپارٹی) افواج کے ساتھ لشکر کثیر لیکر درۂ ٹیمپ Tempe پر جا پہونچا تاکہ ایرانی حملہ آورون کو یہین کے یہین روک کر ساری تھسلی کو محفوظ کرلے۔ جو ادھر سے ٹوٹ کر اُس وقت تک شاہ ایران کے ساتھ نہین ہوئی تھی۔ مگر اس ارادے مین کچھ کامیابی نہین ہوئی یونانی فوجون کو واپس لوٹنا پڑا اور جب معلوم ہوگیا کہ نہ صرف تھسلی بلکہ جزیرہ بیوشیہ Baeotia بھی دارا ے عجم سے مل گیا ہے تو اہالیان ایتھنز نے طاکلس کی پہلی صلاح بحری لڑائی کی مان لی اور ایک بیڑا خلیج ارٹی کی نگہبانی کے لیے روانہ کیا۔ اس مقام پر تمام یونانی ریاستون کی (کنٹنجنٹ) امدادی فوجین جمع ہوئین۔ افواج بری کی سپہ سالاری اسپارٹہ والون کو ملی اور امیر البحری کے لیے بھی انھین کا آدمی یوری بیاڈیش تجویز ہوا۔ اس فیصلے کو ایتھنز والون نے جنکے جہاز سب سے زیادہ تھے نہ مانا مگر جب بات زیادہ بڑھ چلی تو تمس طاکلس نے موقع کی نازکی سمجھکر خود اپنی سرداری یوری بیاڈیش کے حوالے کردی اور اپنے ہم وطنون کو سمجھایا کہ اگر اس موقع پر بہادری اور مردانگی دکھائی تو اس بات کا مین ذمہ لیتا ہون کہ آیندہ سارے یونانی از خود تمھاری سرداری قبول کرلین گے۔ اور اسی اعتدال سے ثابت ہے کہ یونان کو بچانے مین طاکلس ہی ذریعہ قوی تھا اور اسی کی بدولت ایتھنز کو یہ شرف حاصل ہوا کہ شجاعت و دانائی دونون مین اُس کا نقش تفوق سارے یونان والون کے دلون پر بیٹھ گیا۔

جس وقت کہ ایرانیون کا مہیب جنگی بیڑا مقام افیٹا پر پہونچا تو یوری بیاڈیش جہازون کی تعداد کثیر دیکھکر ششدر رہگیا، پھر جب اس نے سنا کہ دوسو جہاز اور جزیرۂ سکیتھس کے پیچھے سے چکر کاٹ کر آرہے ہین تو اس نے فوراً اندرون یونان کے رخ (پے لوپونیسس) یا پونیشیہ تک ہٹ جانے کا عزم مصمم کرلیا، تاکہ وہان ان کی بحری فوج کو بری لشکر سے بھی مدد مل سکے۔ کیونکہ اس کے نزدیک ایرانیون پر سمندر مین کامیاب حملہ کرنا محال قطعی تھا۔ اُس کا یہ ارادہ سُنکر یوبیہ والے

بہت ڈرے کہ کہین وہ ہمارے (شمالی) علاقے کو دشمن کے ہاتھ مین خدا کے بھروسے چھوڑ کر نہ چل دے انھون نے پلاگن کو طاکلس کے پاس علٰحدگی مین گفتگو کرنے کے لیے بھیجا اور بہت کافی مقدار روپیہ کی بھیجی جسے ہیروڈوٹس کے قول کے مطابق طاکلس نے قبول کرلیا اور لے جاکر یوری بیاڈیش کے حوالے کردیا؛ اس معاملے مین سب سے زیادہ مخالفت اسکے ہم وطنون مین ارکی ٹلس نے کی۔ یہ شخص متبرک (؟) کشتیون کا کپتان تھا اور جہازیون کی تنخواہون کا روپیہ کم ہوجانے کے سبب واپس لوٹنے کا بہت خواہان تھا۔ لیکن ٹمس طاکلس نے اسکے ہمراہیون کے خلاف ایسا جوش اتھنز والون کو دلایا کہ انھون نے گھس کے اُسکی ساری کشتیان لوٹ لین اور ایک وقت کی خوراک بھی اس کے پاس باقی نہ چھوڑی۔ اسکا ارکی ٹلس نے بہت بُرا مانا؛ تھوڑی ہی دیر مین طاکلس نے اسکے پاس اس وقت کا کھانا ایک صندوق مین جس کے نیچے چاندی کے کچھ سکے بھی تھے، بھجوادیا۔ اور یہ پیغام دیا کہ اس رات کو تو یہ کھانا کھاؤ اور صبح کو، جو رقم بھیجی جاتی ہے اُس سے کام نکالو۔ اگر اسکے خلاف کیا تو مین مشہور کردونگا کہ تم دشمن سے مل گئے ہو اور اسی نے یہ خوراک اور رقم تمھارے پاس بھجوائی ہے؛ یہ حکایت فنیس لسبی Lesbian نے اسی طرح بیان کی ہے +

یونیہ کی لڑائیون مین جو لڑائیان ایرانیون سے ہوئین اگرچہ وہ فیصلہ کن اور بہت معرکہ آرا نہ تھین تاہم یونانیون کو جو تجربہ ان مین حاصل ہوا وہ بہت بیش قیمت اور کارآمد تھا کیونکہ حقیقی خطرے کی عملی آزمائش کرنے کے بعد وہ سمجھ گئے کہ جہازون کی کثرت دشمن کے زیور و جواہرات، نعرہائے رجز یا فتح مندی کے وحشیانہ گیت اُن کے لیے کوئی خوفناک شے نہین جو لڑنا جانتے ہون اور بھر بھر کے کٹ مرنے پر تلے ہوئے ہون۔ اُن کے دلون سے ان سب چیزون کا ڈر نکل گیا اور وہ دشمن سے لپٹ لپٹ کے لڑنے پر اور زیادہ آمادہ ہوگئے؛ معلوم ہوتا ہے اسی کیفیت کو دیکھکر پنڈار Pindar نے جنگ ارتمی کے بارے مین لکھا ہے اور بہت سچ لکھا ہے کہ :-

"سپوتون نے رکھا، اتھنز کے، وہ سنگ بنیادی
یہین، جس پر کھڑی ہے آج تک محبوب آزادی"

اور ایمن کیا شک ہے کہ فتح و نصرت کی پہلی سیڑھی ہمت بڑھ جانا ہے ؛

اڑتی شہر ہس ٹیہ سے پرے یوبیہ کے علاقے مین ایک خلیج ہے اور اسکے تقریبًا بالکل مقابل اولی زن اس حصۂ ملک کی بستی ہے جو قانونًا فلاک ٹے نس کے تحت مین تھا ؛ وہان ڈے آنا دیوی کے نام کا ایک مندر ڈان (طلوع الشمس) بنا ہوا ہے گرداگرد بہت سے درخت اور سنگ مرمر کے ستون لگے ہوے ہین جنھین ہاتھ سے ملو تو زعفرانی رنگت اور خوشبو نکلتی ہے۔ انھین مین سے ایک ستون پر یہ اشعار کندہ ہین :-

"قبیلے کے قبیلے ایشیا سے جب کہ چڑھ آئے
ہوے انسے مقابل اس جگہ ایتھنز کے جائے
وہ سرکش میدیون کو کر چکے جب زیر تب گاڑا
یہ کتبہ اڑتی پر اپنے اس کارنمایان کا ؛"

اسی ساحل پر اب تک ایک مقام نظر آتا ہے جہان ریت کے ایک ٹیلے کے وسط سے لوگ نیچے کی سیاہ سیاہ مٹی نکالتے ہین جو راکھ یا کسی آتش زدہ شے کی باقیات معلوم ہوتی ہے۔ اسی جگہ لوگون کا گمان ہے کہ شکستہ جہاز اور مُردے جلے تھے ؛

لیکن جب اڑتی پر تھرموپلی[1] سے خبر آئی کہ شاہ لیونی داس مارا گیا اور ایرانیون نے تمام خشکی کے راستون پر قبضہ پالیا تو اس وقت انھون نے اپنی فوجین اندرون یونان کی طرف ہٹالین۔ اور ہٹتے مین سب سے معزز اور مخدوش جگہ یعنی عقب کی کمان ایتھنز والون کو ملی جو پچھلی لڑائی مین بہت سے کارنمایان کرکے پھولے نہین سماتے تھے ؛

جہازون کے لوٹتے وقت راستے مین جو جو بندر اور لنگر اندازی کے مقامات آئے اُن کا

[1] Thermopylae یہی وہ مشہور درہ ہے جہان شاہ اسپارٹا، لیونی داس (Leonidas) نے ہزار بارہ سو آدمیون سے ایران کے انبوہ عظیم کو روکا تھا۔ اور ان مین سے ایک ایک شخص جب تک نہ مرلیا ایرانی لشکر آگے نہ بڑھ سکا۔ م

طاکلس نے خاص طور پر دھیان رکھا اور تمام اُترنے کے موقعے دیکھ کے پتھروں پر، جو وہان ملے یا نہ ملے تو اُس نے خود رکھوا دیے، بڑے بڑے حروف کھُدوا دیے - اور مقامات آب کشی پر بھی ایسا ہی کیا ؛ ان کتبوں مین اُس نے اہل آی اُدنیہ کو خطاب کر کے مرقوم کرایا تھا کہ وہ میدیون کا ساتھ چھوڑ دین اور ممکن ہو تو اپنے ہم قوم یونانیون سے آملین جنھون نے اپنی آزادی کی خاطر جان و مال ہر شے کی بازی لگا دی ہے - آخر تو وہ انکی نسل سے ہین، اور انکی نوآبادیان یونانیون ہی نے بسائین اور پھیلائی تھین - لیکن اگر وہ ایسا نہ کر سکین تب بھی ایرانیون کی لڑائیون مین کم سے کم رکاوٹین اور خلل تو ضرور ڈالین ؛ ان کتبون سے نمس طاکلس کو امید تھی کہ ای اُدنیہ والے ایرانیون سے بگڑ جائینگے - ورنہ کچھ تھوڑا بہت فساد کھڑا کر دینگے جس سے ان کی وفاداری اہل ایران کی نگاہ مین مشتبہ ضرور ہو جائیگی ؛

اس اثنا مین زرکسیز ڈورس سے گذر کر علاقہ فوکیس پر حملہ آور ہوا - اور گو وہ آگ لگا لگا کے فوکیسیون کی بستیان تباہ و برباد کر رہا تھا، لیکن یونانیون نے انکی کوئی دست گیری نہ کی اور ہر چند اہل ایتھنز نے انکی بہت منت سماجت کی کہ ایرانیون کے اِی کا* مین داخل ہونے سے پہلے بوشیہ مین ان سے مقابلہ کیا جاے اور جس طرح وہ خود اپنے علاقے سے بڑھکر ارتی پر لڑے تھے (انکے ملک کو بچانے کی بھی اسی طرح دوسری کوشش کرین) مگر کوئی سنوائی نہین ہوئی - ان کے حلیف صرف پوشیہ کو بچانے کی فکر مین تھے اور اسکی (گذرگاہ) خاکنائے پر تمام فوجین جمع کر کے اُس پتلے راستے کو سمندر سے سمندر تک دیوار کھینچ کر بند کرنا چاہتے تھے، یہ ایسی بے وفائی تھی جس نے ایتھنز والون کو سخت رنج و غصہ دلایا اسکے ساتھ ہی وہ اپنی بے کسی سے نہایت دل شکستہ اور مغموم ہوے کیونکہ اتنی کثیر فوج سے تنہا لڑنا بیکار تھا اور اس کے سوا کوئی سبیل نجات کی نہ تھی کہ شہر چھوڑ کر سب کے سب جازون مین پناہ لین - لیکن اس پر یہ سمجھکر لوگ نہین جمتے تھے کہ شہر کی بربادی کے بعد اگر کوئی فتح بھی حاصل کر لی تو کیا نتیجہ ہوگا - ساتھ ہی انھین یہ وہم تھا کہ اپنے دیوتاؤن کے مقدس استھان

* یعنی ایتھنز کا علاقہ (Attica)

اور بزرگون کی قبرین اور یادگارین اس طرح اپنے غضبناک دشمنون کے حوالے کردین تو پھر نجات کیونکر ہو سکے گی ؟

اس تذبذب کے عالم مین جب طاکلس کسی عقلی دلیل سے خلقت کو رستے پر نہ لاسکا تو اُس نے دوسری تدبیر اختیار کی اور خرق عادت کرامات دکھا کر ناٹک والون کی سی شعبدہ بازی شروع کی : منروا کا سانپ مندر کے اندرونی حصے مین رکھا رہتا تھا، غایب ہوگیا جو چڑھاوے اس کے لیے آئے تھے، پجاریون نے بیان کیا کہ یون ہی بے چھوے پڑے رہے - ساتھ ہی - طاکلس کے اشارے سے انھون نے یہ کہنا شروع کیا کہ دیوی نے شہر چھوڑ دیا اور اُن سے پہلے سمندر کی طرف اُڑ گئی - اسکے علاوہ طاکلس نے وہ قدیم کہن[AL] بار بار یاد دلانی شروع کی جسمین ایتھنز والونکو "کاٹھ کی دیوارون پر بھروسہ" کرنے کی ہدایت کی گئی تھی - اُس کا قول تھا کہ کاٹھ کی دیوارون سے سوائے جہازون کے اور کوئی مطلب نہین ہو سکتا ؛ اسی کہن یا الہامی پیشین گوئی مین جزیرہ سلامیس کو "ربانی" کا خطاب دیا گیا تھا، اور اس سے بھی طاکلس کہتا تھا کہ یہی مراد تھی کہ کسی دن یونانیون کی خوش نصیبی اور اقبال مندی اسی جزیرے سے منسوب کی جایگی - اگر یہ نہوتا تو اسکا نام سلامیس اچھا ہونے کے بجاے اسکی شومی اور نحوست کا اظہار کیون نہ کیا جاتا ؟ آخر اُس کی بات در پڑی - منروا "اکلہ ایتھنز" کی حفاظت مین شہر خالی کر دینے کا فرمان اُس نے جاری کرا لیا - جو لڑ سکتے تھے انھین جہازون مین بیٹھ جانے کا حکم نافذ ہوا اور ہر شخص کو ہدایت کی گئی کہ جس جگہ کو محفوظ سمجھے اپنی عورتون بچون اور غلامون کو بھیجدے ؛ اس فرمان کی باضابطہ تصدیق ہوتے ہی اکثر ایتھنزیون نے اپنے والدین اور بیوی بچون کو ٹرزن بھیجدیا جہان لوگون نے ان کی بڑی آؤ بھگت کی اور بستی کی طرف سے ان کی مہمانی کرنے کی تحریک منظور ہوئی، جس کے بموجب دو سکے (روبل) فی کس روزینہ مقرر کیا گیا ؛ بچون کو اجازت تھی کہ جہان سے چاہین میوے توڑین نیز اُن کی تعلیم کا بالمعاوضہ الگ انتظام تھا ؛ یہ تحریک نکاغورث Nicagoras نے پیش کی تھی ؛

AL ملاحظہ ہو پچھلا نوٹ اس لفظ پر سوکن کے بیان مین - م

ایتھنز میں اس وقت کوئی بیت المال یا خزانۂ مشترکہ نہ تھا، لیکن، جیسا کہ ارسطو نے لکھا ہے، مجلس ایریوپےگس نے فی کس آٹھ درہم تقسیم کیے تھے جس سے بڑے کے لیے خوب آدمی فراہم ہوگئے؛ مگر کلی دیموش Clidemus اسکو بھی ٹس طاکلس کی چال بتاتا ہے:۔ تشریح اسکی یہ ہے کہ جب ایتھنزی بندرگاہ پیرِوز Piraeus کو چلے تو مڈوزا Medusa دیوی کے سر کی ڈھال کہیں کھوگئی اور طاکلس نے اس کو ڈھونڈھنے کے بہانے سب کے گھروں کی تلاشی لی اور جو معقول تعداد میں مخفی روپیہ لوگوں کے اسباب میں اس کے ہاتھ پڑا وہ سب اس نے سلطنت کے کاموں میں لگا دیا؛ یہی روپیہ تھا جس سے اس سمندری سفر میں ملاح اور سپاہیوں کا خرچ چلا؛

شہر ایتھنز کے خالی ہونے کا نظارہ بھی دیکھنے کے لایق تھا؛ انھیں اپنے بچے اور بوڑھے والدین پہلے روانہ کرتے دیکھکر، اُن کی گریہ وزاری پر ترس بھی آتا تھا اور جوان و قوی لوگوں کے ضبط و سکون کے ساتھ اُنھیں سوار کراکے جہازوں میں بیٹھنے پر آفرین و صد رحمت کہنے کو بھی جی چاہتا تھا؛ لیکن سب سے زیادہ دل کڑھنے کی بات یہ تھی کہ بعض ضعیف العمر لوگ مجبوراً شہر ہی میں چھوڑ دیے گئے تھے؛ اور علی ہذا پالتو جانور (کتّے، بلّی) بھی ساتھ نہ لیجاے جا سکے تھے۔ یہ وفا کے مارے اپنے مالکوں کو بچھڑتے دیکھکر بیتاب ہوے جاتے تھے اور طرح طرح سے چیختے چلاتے تھے کہ ہمیں بھی ساتھ لے چلو؛ بلکہ کہتے ہیں زن طغیں Xanthippe (فارقلیس کے باپ) پاس ایک کتا تھا جو کسی طرح اپنے مالک سے جدا نہ کیا جا سکا۔ اور آخر جب وہ جہاز میں بیٹھ گیا تو کتا بھی سمندر میں کود پڑا اور تیرتا ہوا جزیرۂ سلامیس تک آپہونچا اور یہیں غش کھاکے گرا اور مرگیا۔ اسی واقعے سے یہ مقام "کتے کی قبر" مشہور ہے:۔

اس نازک موقع پر دوسری کارگزاریوں کے علاوہ طاکلس کا یہ کام بھی کچھ چھوٹی بات نہ تھی کہ اس نے ارسطی ڈس کو واپس بلوالیا۔ نکلوایا بھی خود اسی نے (یا اُس کے گروہ نے) تھا اور اب یہ تجویز بھی اسی نے کی کہ جو لوگ جلاوطن کیے گئے ہیں وہ اس وقت اپنے قول و فعل سے یونان اور اپنے

ہم وطنون کی اعانت کرنے کے واسطے بلا لیے جائین ۔ درحقیقت لوگون کو ارسطی دش کے نہ ہونے کا قلق تھا اور یہ اندیشہ بھی لگا ہوا تھا کہ کہین وہ ایرانیون سے نہ جا ملے ۔ اور اپنا بدلہ لینے کے لیے سارے یونان کو نہ نقصان پہونچا دے ۔

یونانی بیڑے کا امیر البحر اسپارٹہ کی عظمت کی وجہ سے بوری بیاڈیش ہوتے تو ہو گیا تھا لیکن دل کا کمزور تھا اور خاکنائے کورنتھ مین جہان بڑی فوج پڑی تھی، جہازون کو لیجانا چاہتا تھا ۔ اس سے طاکلس مانع آیا ۔ اور جب بوری بیاڈیش نے اس کی بے صبری پر ڈانٹا کہ "جو لوگ اولمپی دوڑ مین (وقت سے) پہلے بھاگ پڑتے ہین اُن کی چابکون سے خبر لی جاتی ہے"، تو طاکلس نے وہ جواب دیا جو اب زبان زد خاص و عام ہو گیا ہے ۔ اس نے کہا "اور وہ جو پیچھے رہ جاتے ہین انعام نہین پاتے"؟ پھر جب بیاڈیش نے لکڑی اس طرح اُٹھائی جیسے اُسے مارنے والا ہے تو طاکلس نے کہا "جی چاہے تو مارنا مگر پہلے میری بات سُن لو"؛ اس حلم و اعتدال پر بیاڈیش کو بہت تعجب ہوا اور جب اُس نے توجہ کے ساتھ طاکلس کا کہنا سنا تو ایک حد تک اس کی بات مان لی پھر جب ایک اور شخص نے جو پاس ہی کھڑا تھا کہا کہ "جن کو، اب شہر جانے کا خطرہ ہے نہ گھر کھونے کا، انھین نہین پھبتا کہ دوسرون کو بھی اپنے دیار و وطن چھوڑ بیٹھنے کی ترغیب دین"، تو ٹمس طاکلس نے یہ جواب دیا کہ "اے فرومایہ ہم نے بے شک اپنے گھر اور دیوارین چھوڑ دین اور بے جان و بے حس چیزون کے کارن غلام بننا پسند نہ کیا، لیکن اب بھی ہمارا شہر جسمین دو سو جہاز ہین، یونان مین سب سے بڑا ہے اور تمھاری مدافعت کے لیے یہان موجود ہے ۔ اگر تم نے دغا دی اور اب کی بھی پہلے کی طرح بھاگ گئے تو بہت جلد یونانی سن لینگے کہ ایتھنز والون کے پاس اتنا ہی بڑا اور عمدہ علاقہ اور ویسا ہی آزاد شہر آگیا جیسا کہ ان کے پاس سے گیا تھا"؟ یہ فقرے سنکر بیاڈیش کو بھی شک پیدا ہو گیا کہ اگر اب اُلٹے پھرے تو ایتھنز والے ضرور ہم سے الگ ہو جائین گے اور اری ٹیریا کے ایک شخص نے مخالفت کرنی شروع کی تو طاکلس اسپر پلٹ پڑا اور کہنے لگا "تم بھی لڑائی پر رائے زنی کرتے ہو؟ تم؟ جھینگا مچھلی جیسی تو تمھاری حالت ہے، ہاتھ مین تلوار مگر دل مین قوت نہین، تم کیا رائے دوگے؟"، بعض لوگ کہتے ہین

جب شس طاکلس تختہ جہاز پر کھڑا یہ تقریر کر رہا تھا ایک اُقو دہنی جانب سے اڑتا ہوا آیا اور مستول کے سرے پر بیٹھ گیا۔ یہ ایسا شگون نیک تھا جس نے سب کو اس کا ہمرائے بنا دیا اور اُنھون نے اس کی کہن کے مطابق فوراً لڑائی کی تیاریان شروع کر دین۔ لیکن جس وقت دشمن کا بیڑا فیلرم Phalerum کے بندرگاہ پر (ائی کا کے ساحلی علاقے مین) نظر آیا اور اس کے جہازون کی کثرت نے سارے کنارے کو نظر سے چھپا دیا نیز جب انھین بادشاہ اپنی پوری بڑی فوج سمیت آتا دکھائی دیا اور ایرانیون کی کل قوت وہان مجتمع نظر آئی تو شس طاکلس کے صلاح مشورے سب فراموش ہو گئے۔ پونیشیہ والون کو وہی خاکنائے کی سُدھ بندھ گئی اس کے خلاف کسی نے کہا بھی تو انھون نے بہت بُرا مانا اور جہازرانون کو ہدایتین بھیج گئین کہ راتون رات فلان فلان راستے سے روانہ ہو جائین۔

شس طاکلس یہ دیکھکر کہ یونانی ایسا عمدہ موقع تنگ سمندر اور کھاڑیون کا چھوڑے دیتے ہین اور یہان سے جاکر غالبًا اپنے اپنے گھرون کو بھاگ جائین گے، نہایت پریشان ہوا۔ اور اس عالم مین اُس نے وہ چال اچھی طرح سے سوچی جو سکینوس کی معرفت بعد مین چلی۔ سکینوس ایک ایرانی اسیر جنگ تھا مگر شس طاکلس سے اسے بہت ارادت و موانست ہو گئی تھی اور اسکے بچون کو پالا کرتا تھا۔ اس موقع پر اسی شخص کو اس نے اپنے طور پر زرکسیز کے پاس یہ پیغام دیکر بھیجا کہ شس طاکلس ایتھنز کا امیر البحر تمھارا طرفدار ہو گیا ہے اور اسی لیے سب سے پہلے یہ اطلاع دینی چاہتا ہے کہ یونانی آج رات کو بھاگنے کا ارادہ کر رہے ہین پس اُس کی راے ہے کہ ان کا آگا روک کر بھاگنے کی گھبراہٹ مین ان پر حملہ کیا جاے اور انھین بڑی کمک ملنے سے پہلے یہین سمندر مین تباہ کر دیا جاے۔ زرکسیز یہ پیغام سن کر اس قدر خوش ہوا گویا وہ کسی خالص خیرخواہ نے بھیجا ہو۔ اور اُسی وقت اپنے سرداروں کو احکام بھیجدیے کہ دوسو جہازون سے تمام خلیج اور خلیجون کے راستے روک کر فوراً یونانیون کو محاصرے مین کر لیا جاے۔ بعدازان باقی بیڑا الیونان سے ان پر حملہ کرے۔ جب اس کی تعمیل ہو گئی تو سب سے پہلے ارسطی دش نے ایرانی جہازون کا حصار کرنا معلوم کیا اور سیدھا طاکلس کے ڈیرے مین پہونچا۔

پاس دوستداری سے نہین، کیونکہ اسی کی بدولت ارسطی وش کو جلاوطنی کا مُنہ دیکھنا نصیب ہوا تھا۔ بلکہ محض آگاہ کرنے کہ دشمن ان کو گھیر رہا ہے ؛ مسٹر طاکلس بھی اس کے اس طرح آنے سے بہت متاثر ہوا اور اُس نے سارا راز سکینوس کے بھیجنے کا اس سے کہہ دیا، اور التجا کی کہ چونکہ اسکی راے کا یونانی بہت لحاظ کرتے ہین، پس وہ بھی انھین دشمن سے ان تنگ کھاڑیون مین لڑنے کی ترغیب دیکر طاکلس کی تائید کرے ؛ ارسطی وش نے اپنے سیاسی حریف کی چالاکی پر تحسین و آفرین کی اور دوسرے جہازون کے افسرون پاس جاجا کے انھین لڑائی پر آمادہ کرنے لگا۔ لیکن ابھی تک نہ انھین یقین تھا نہ وہ آمادۂ جنگ ہوے تھے کہ اتنے مین ٹینس کا ایک جہاز، جس کا کپتان ہین ٹیس تھا، ایرانیون کا ساتھ چھوڑکر یونانیون سے آملا۔ اور اس نے بھی تصدیق کی کہ تمام راستے اور خلیجین دشمن نے روک لی ہین ؛ تب تو انھین سخت غصہ آیا اور ضرورت نے لڑنے کا اور بھی اشتعال دلادیا ؛

پو پھٹتے ہی زرکسیز ایک اونچی جگہ پر اپنے بیڑے کی ترتیب وصف بندی دیکھنے چڑھا۔ فنے نوڈیس Phanodemus کہتا ہے کہ وہ ہرقل کے دیول پر جو پہاڑی راس پر بنا ہوا تھا، آکے بیٹھا تھا، عین اس جگہ جہان جزیرۂ سلامیس کو ایک پتلے دھارے نے اٹی کا کے ساحل سے جدا کیا ہے ؛ مگر ایسس نوڈرس Aeeslodorus کا بیان ہے کہ اس کی نشست مکاری علاقے مین اُن پہاڑیون پر تھی جو دسینگون، (Horns) کے نام سے مشہور ہین ؛ انھی پر سونے کی کرسی بچھائے دارا ے عجم متمکن تھا اور ارد گرد بہت سے میر منشی تمام لڑائی کے واقعات لکھنے کے لیے بیٹھے تھے ؛

جس وقت، جہاز امیرالبحری کے قریب، طاکلس بھینٹ چڑھانے والا تھا، تین قیدی اسکے سامنے لائے گئے، یہ نہایت خوش رُو، بیش قیمت لباس زرین پہنے ہوے تھے اور معلوم ہوا کہ سندوس ہمشیرۂ زرکسیز کے بچے ہین ؛ جونہین کہ ان کو یوفرنٹی ڈس کاہن نے دیکھا، اور اس کے ساتھ ہی قربان گاہ کی آگ سے غیر معمولی لپٹ نکلتی شاہدہ کی ؛ نیز داہنے پر کوئی چھینک پڑا جو ایک فال نیک سمجھی جاتی تھی، تو اُس نے مسٹر طاکلس کا ہاتھ پکڑکے ہدایت کی کہ انھین تینون فیدیونکی

قربانی چڑھادے اور انھین باکوس دیوتا (یعنی کُشندہ) کی درگاہ مین پُوجنے[1] وقت فتح و نصرت کی دعا مانگے تاکہ مدافعت کے علاوہ یونانی اپنے دشمنون سے لڑائی بھی جیت سکین ۔ طاکلس اس ظالم کی یہ عجیب پیشین گوئی سنکر نہایت پریشان ہوا، لیکن عوام الناس، جو خطرات و مہالک مین معقول ذرائع کے بجاے، ہمیشہ خلاف عقل و عادت چیزون پر عقیدہ اور بھروسہ کرلیا کرتے ہین، ایک آواز ہوکر باکوس باکوس پکارے اور قیدیون کو قربان گاہ کے سامنے لیجاکے زبردستی بھینٹ اسی طرح چڑھوائی جس طرح کہ کاہن مذکور نے بتائی تھی ؛

یہ روایت فی نیس لسبی کی ہے جو فلسفے اور تاریخ کا بڑا ماہر گذرا ہے ؛

دشمن کے جہازون کی تعداد اس کا ہی کس شاعر نے اپنے غم انجام (ناٹک) اہل عجم مین بتحقیق اس طرح لکھی ہے :-

"ہمارے علم مین اس معرکے مین زرکسیز ہزار جنگی جہاز لے کر آیا تھا۔
اوران مین دو سو سات جہاز سب سے تیز اور اعلےٰ درجے کے تھے"

ایتھنز والون کے ایک سو اسی جہاز تھے ۔ ہر ایک پر چار تیر انداز چودہ تیغ آزما، کل اٹھارہ اٹھاد لڑنے والے تھے ؛

شمس طاکلس نے جس دانشمندی سے لڑائی کا مقام پسند کیا تھا وہی دانائی اس نے آغاز جنگ کا وقت انتخاب کرنے مین دکھائی ۔ یعنی نہ تو خود بڑھکر ایرانیون پر حملہ کیا نہ دن چڑھے تک لڑائی شروع کی کیونکہ اسی وقت سمندری ہوا مین تیزی پیدا ہوتی تھی اور خلیج مین موجون کا زور بڑھ جاتا تھا ۔ یہ بات یونانی کشتیون کے لیے جو نیچی اور سطح سمندر سے بہت کم اٹھی ہوئی تھین، چندان تکلیف دہ نہ تھی، مگر ایرانیون کو اس سے بہت نقصان پہونچا ؛ اُن کے جہاز بھاری بھاری اور اونچے بنے ہوے تھے، موجین ان کی چلت پھرت مین حارج ہوتی تھین ۔ اور یونانیون کے پلٹ پلٹ کے

[1] نوٹ ۔ پوجنے سے مراد یہان نذر چڑھانا ہین ۔ مترجم

جہازون سے مراد وہ جنگی قسم کے ایسے جہاز سمجھنے چاہییں جو آج کل کی چھوٹی کشتیون کے برابر ہوتے تھے ۔ مترجم

حملے کرنا انھین پریشان کیے دیتا تھا؛ ان حملون مین سب یونانی طاکلس کے جہاز اور حرکات کی تقلید کر رہے تھے - ایک تو انھین اس کی مہارت کا ملہ پر بھروسہ تھا دوسرے بڑی وجہ یہ تھی کہ اسکے مقابلے مین خود امیر البحر اریامینس زرکسیز کا قابل ترین اور شجاع بھائی، اپنے جہاز پر کھڑا تیر باران کر رہا تھا اور اس کے مستحکم وعظیم جہاز کے تیر کسی قلعے کی فصیلون سے آتے معلوم ہوتے تھے؛ جس وقت کہ جہاز سے جہاز ٹکرایا اور دونون کے برجی سرے مل گئے تو ان کے باہم جڑتے ہی اریامینس یونانی جہاز مین گھسنے لگا، اسی وقت امی نیاس اور سوکلیز کہ دونون ایک ہی جگھ تھے برچھیان لے کے اُسپر لپکے اور مار کے سمندر مین پھینک دیا؛ اس کی لاش غنکتہ جہازون مین بہتی، ارٹمیزیا Artemisia نے پہچانی اور وہی سے زرکسیز کے پاس لیگیا؛

روایت ہے کہ عین لڑائی مین شہر الیوسس پر ایک آگ کا شعلہ ہوا مین نمودار ہوا، اور بہت سی صدائین میدان ترياسیہ سے سمندر تک بلند ہوئین، یہ غل ایسا تھا جیسے بہت سے جنگ آزما نادیدہ ای آکس Bacchus دیوتا کے ساتھ آرہے ہون، پھر اسی مقام پر دھندسی اٹھتی اور بڑھتی معلوم ہوئی جو آگے پھیل کر جہازون پر آگری؛

بعض لوگون کو یقین ہے کہ انھون نے جنّات کو انسانون کی صورت مین، مسلح دیکھا، جنکے ہاتھ جزیرۂ ایجینا سے بڑھکر ایرانی جہازون کی خبر لاتے تھے؛ ان کا خیال ہے یہ قوم ایسیکی کے لوگ تھے جنھین لڑائی سے پہلے یونانیون نے مدد کے لیے پکارا تھا؛

پہلا شخص جس نے دشمن کا جہاز پکڑا، ایتھنزی کپتان لائے سومیدی Lycomedes تھا؛ اس نے فوراً اُس کا جھنڈا کاٹ کے اُسے اپالو کے نام پر مین کر دیا؛

چونکہ ایرانی پتلے دھارے مین لڑائی لڑ رہے تھے اس لیے مقابلے مین ان کا سارا بیڑا ایک ہی دفعہ مین نہین آسکتا تھا - اور انتظام بھی اس کا درہم برہم ہوگیا تھا - پس یونانی درحقیقت برابر ہی کی قوت سے اُن کے ساتھ لڑتے رہے یہان تک کہ شام کے قریب انھون نے بزور دشمن کو پسپا کر دیا اور سائے موئی دس Simonides کے نقطون مین، وہ شہرۂ آفاق فتح جلیلہ حاصل کی، جو

یونانی یا غیر یونانی، کسی نے اب تک سمندر کی لڑائی مین نہ پائی تھی"۔ یہ بے شبہ لڑنے والون کے جوش، متحدہ شجاعت، اور سب سے بڑھ کے نش طاکلس کی لیاقت و ہوشمندی کا کرشمہ تھا۔

اس بحری معرکے نے زرکسیز کو سخت برافروختہ کیا اور اُس نے اس بدبختی کی جھنجھلاہٹ مین، ارادہ کیا کہ مٹی اور بڑی بڑی چٹانون سے خلیج کو ہاٹ کر جزیرۂ سلامیس تک پشتہ باندھ دے اور اس پر سے بری فوج کو لیجا کے یونانیون سے لڑائے"۔

ادھر نش طاکلس ایک اور ہی فکر مین تھا۔ اُس نے ارسطی وش کی رائے آزمانے کے لیے اُس کو بُلا کے پوچھا کہ "یہان سے ہلس پونٹ[1] تک بذریعہ جہاز جاکر وہ پل جو زرکسیز نے باندھا ہے توڑ دیا جاے، تو کیسا؟ اس طرح کہ ایشیا یورپ مین قید ہو کے رہ جاے!"

ارسطی وش نے اس خیال کو ناپسند کیا۔ وہ کہنے لگا کہ اس وقت تک ہمارا مقابلہ ایسے دشمن سے ہوا ہے جو فتح اور لڑائی سے زیادہ اپنے سیر تماشے اور تفریح کا شایق ہے، لیکن اگر اسکو یونان مین بند کر کے ہم نے لڑنے مرنے پر مجبور کر دیا، تو وہ جسکے پاس اتنی بے تعداد فوجین ہین، پھر آرام سے سونے کا چھتر لگا کے لڑائی کی سیر دیکھتا نہ بیٹھے گا۔ بلکہ ضرورت اُسے ہر کام کرنے پر آمادہ کر دیگی۔ وہ جان دینے اور جان لینے پر تُل جائیگا، وہ اپنی پچھلی غلطیون کی اصلاح کر لیگا اور آیندہ میدان جنگ مین خود آکر سپاہیون کو لڑائیگا تاکہ جو اُس نے بے پروائی سے پہلے کھو دیا، اُسے مستعدی سے اب پھر حاصل کرے۔ نظر برین، طاکلس! کیسی طرح ہمارے مفید نہین کہ اُسکا پل توڑ دین۔ ہمین تو اُلٹا بن پڑے تو، ایک اور پل اُسے بنا دینا چاہیے کہ جس قدر جلد ہو سکے وہ یہان سے دفع ہو جاے"۔

اس تقریر کو سنکر طاکلس بولا "اگر یہ ہے تو ہمین بے تامل و تاخیر اپنی تمام لیاقت و چالاکی اس سے پیچھا چھڑانے مین صرف کر دینی چاہیے"۔ اس مطلب کے لیے اس نے ایرانی سپہ سالار جس کا نام ایک شاہی خواجہ سرا کو چھانٹا اور دارا ے عجم کی خدمت مین اسکی معرفت کہلا بھیجا

[1] جسے آبناے مارمورہ بھی کہتے ہین درد انیال کی شمالی انتہا ہے۔ یانی کی یہی پتلی لکیر یورپ کو ایشیا سے جدا کرتی ہے اور اسی پر دارا ے عجم نے چڑھائی کرتے وقت کشتیون کا پل باندھکر اپنی فوج تراقیہ (تھریس) کے میدانون مین اُتاری تھی۔

کہ یونانی بحری فتح پاکر اب آبائے مرمرا جانے کی سوچ رہے ہین تاکہ وہان کا رکشتیون کا) پل توڑ دین لیکن طاکلس شاہی خیر خواہ ہے اسی لیے وہ اُن پر یہ راز کھولے دیتا ہے تاکہ وہ بغیر تاخیر ایشیا کی سمت روانہ ہوجاے اور بخیریت اپنی مملکت مین جا پہونچے۔ ساتھ ہی اُسکو چاہیے کہ یونانی افواج متحدہ کو تعاقب سے روکنے اور یہین اُلجھائے رکھنے کا بھی انتظام کرتا جاے"!!

جب یہ پیغام زرکسیز نے سنا تو سخت خوف زدہ ہوا اور یونان کو جلد سے جلد خیرباد کہکے واپسی کا اس معاملے مین جو عاقبت اندیشی طاکلس اور اراسطی دش نے دکھائی اسکی تصدیق مزید پلیٹیہ Plataea کی لڑائی مین ہوگئی، جہان مردانوش Mardonius نے ایرانی افواج کے ایک بہت چھوٹے حصے سے سارے یونان کو ہلاکت کے قریب پہونچا دیا تھا"

ہیرڈوٹس لکھتا ہے کہ یونان کی تمام بستیون مین اجینا کے سر لڑائی مین اولیت کا سہرا رہا اور انفرادی لحاظ سے شمس طاکلس کی کارگزاری سب سے بڑھکر سمجھی گئی اگرچہ اسکا اعتراف حسد کی وجہ سے کسی نے بخوشی نہ کیا ہوگا۔ بہرحال جب وہ واپسی مین پونٹیہ کے علاقے مین داخل ہوے تو بہت سے سردارون کی رائے، فربانگاہ کے آگے کھڑا کرکے لی گئی کہ سب سے لائق کون شخص ہے اس وقت ہر ایک نے پہلی رائے تو اپنی نسبت دی اور دوسرا بہترین سپہ سالار شمس طاکلس کو تسلیم کیا" پس ڈی مونی اُسے اپنے ہمراہ اسپارٹہ لے گئے اور یہان شجاعت کا انعام تو یونہی بیادیش کو ملا مگر عقل و تدبیر کی قدردانی مین شمس طاکلس کو انھون نے زیتون کا تاج دیا اور شہر کی بہترین رتھ (چرٹ) اُسے نذر دیکر، تین سو نوجوانون کو اپنے ملک کی حدود تک اسکے ساتھ مشایعت کے لیے بھیجا اس کے بعد جب المپیہ کی نمایش مین اس سال شمس طاکلس گھوڑ دوڑ کے میدان مین داخل ہوا تو تماشائیون نے باقی تمام مقابلہ کرنے والون کو چھوڑ دیا، اور صرف طاکلس کے پیچھے ہوئے"! انھین دن بھر سوائے اسکے کوئی شغل نہ تھا کہ اُسے خود دیکھتے اجنبی لوگون کو دکھاتے، تعریفین کرتے تالیان پیٹتے اور طرح طرح سے اپنی مسرت کا اظہار کرتے تھے"! یہان تک کہ خود طاکلس اس قدرشناسی سے نہایت مسرور ہوا اور اپنے دوستون سے کہنے لگا کہ آج یونان کی خاطر جو کام مین نے کیے تھے اُنکا پورا صلہ مل گیا"

حقیقت مین اعزاز و امتیاز کا اسے بدرجۂ غایت شوق تھا اور یہ بات اس کے سوانح سے اچھی طرح ظاہر ہو جاتی ہے: جن دنون وہ ایتھنز کا امیر البحر منتخب ہوا تو یہ طرز اختیار کیا کہ کوئی کام الگ الگ اور اپنے اپنے وقت پر انجام نہ دیتا خواہ وہ سلطنت کا ہو خواہ اسکے نج کا۔ بلکہ ان سب کو شام تک ملتوی رکھتا اور شام کو جب جہاز روانہ ہونے کا وقت آتا اور لوگ اسکے پاس آتے جاتے تو اس وقت اپنی شان اور مصروفیت اور اعلیٰ ذمہ داری دکھانے کے لیے سارا کام اکھٹا لے کر بیٹھتا تاکہ رعب پڑے اور لوگون مین اُس کا چرچا ہو۔ اسی طرح سمندر کے کنارے لاشون کو پڑا دیکھکر جو اکثر زیور پہنے ہوے تھین، خود تو بے پروائی سے گذرا چلا گیا مگر اپنے ایک دوست سے کہنے لگا "تم ان زیورات کو لے لو، کیونکہ تم شمش طاکلس نہین ہو"!

ایک خوبصورت جوان انٹی فان یمیس Antiphates سے بھی جو پہلے اس سے الگ الگ رہتا تھا مگر جب وہ بڑا آدمی ہو گیا تو اُس کی خوشامد درآمد کرنے لگا، طاکلس نے اس طرح اظہار تبختر کیا کہ "میان صاحبزادے! زمانے نے تم کو بھی کچھ سکھا دیا اور مجھ کو بھی"!

اس کا قول تھا کہ ایتھنز کے لوگ نہ میری قدر پہچانتے ہین نہ سچی عزت کرتے ہین بلکہ سایہ دار درخت کی طرح مجھ سے یہ کام لیتے ہین کہ جب موسم خراب ہوا تو اُس کے نیچے آرام لے لیا اور جب بارش یا دھوپ نکل گئی تو پتے نوچے اور شاخین کاٹ ڈالین"!

قصبۂ سرفیس کے کسی شخص نے ایک بار اس سے یہ کہدیا کہ تم نے جو بزرگی اور عزت پائی ہے وہ محض ذاتی لیاقت سے نہین بلکہ اپنے وطن کے نامور ہونے کی وجہ سے ہے"! طاکلس نے اس کا یہ جواب دیا کہ "بے شک آپ سچ فرماتے ہین۔ مین سرفیس کا ہوتا تو مجھے یہ عزت نہ ملتی۔ مگر آپ بھی اگر ایتھنز کے ہوتے تو یہ عزت نہ پاتے!"

فوجی سردارون مین ایک شخص اپنے کو سمجھتا تھا کہ مین نے ایتھنز کی بڑی بڑی خدمتین انجام دی ہین۔ اور از راہ شیخیت شمش طاکلس سے اپنے کامون کا مقابلہ کیا کرتا تھا"۔ طاکلس نے اسکہ نقل سنائی کہ ایک مرتبہ عید اور ٹرمین کچھ چشمک ہو گئی۔ ٹرمنے عید پر یہ الزام لگایا کہ تجھ مین ہنگامہ گھبراہٹ

جلدی جلدی کپڑے بدلنے کے سوا کیا رکھا ہے۔ مجھے دیکھ جب آتی ہون تو ہر شخص کس اطمینان سے خوشیون کے مزے لیتا ہے؟" عید نے جواب دیا "بات تو ٹھیک ہے مگر مین پہلے نہ آیا کرتی تو تمھارا تو وجود بھی دنیا مین نہ ہوتا!"۔ "اسی طرح" طاکلس کہنے لگا "شمس طاکلس تم سے اوّل نہ ہوتا تو تم بتاؤ کہ تم کہان ہوتے؟"

اپنے بیٹے سے جو اپنے خرچ کے لیے مان سے اور اُس کے ذریعے اپنے باپ سے ہمیشہ روپے اینٹھ لیا کرتا تھا، شمس طاکلس ایک دن ہنس کے کہنے لگا کہ یونان مین سب سے زیادہ قوت تیری ہے "کیونکہ یونان پر ایتھنز کا حکم چلتا ہے اور ایتھنز پر میری حکومت ہے، مین تیری مان کا تابع ہون اور وہ تیرے قبضے مین ہے!"

اس کی جدت پسندیون کی یہ کیفیت تھی کہ جب کچھ زمین فروخت کرنے کی اُسے ضرورت ہوئی تو ڈھنڈورے والے کو حکم دیا کہ وہ اس اطلاع کے ساتھ یہ بھی پکار دے کہ بکنے والی زمین کے ہمسائے مین بھی بہت اچھے لوگ رہتے ہین؛

اپنی بیٹی کے دو منگیترون مین اُس نے دولت مند پر صاحب لیاقت شخص کو ترجیح دی اور کہا کہ میرے نزدیک بے دولت آدمی خالی دولت سے بہتر ہے؛

شمس طاکلس کے مقولے اس قسم کے ہوتے تھے؛

ان واقعات کے بعد جو پہلے بیان ہوے، طاکلس نے ایتھنز کو تمام مخالفین کے علی الرغم ازسرنو تعمیر و مستحکم کرنا شروع کیا؛ تھیوفوموس Theophomus کا بیان ہے کہ اس نے مخالفت روکنے کے لیے اسپارٹہ کے حکام کو رشوت دیدی تھی۔ لیکن عام روایت یہ ہے کہ اُس نے مطلب انھین فریب دیکے، نکال لیا تھا؛ تفصیل اس کی یہ ہے کہ وہ سفارت کے بہانے خود اسپارٹہ گیا اور جب وہان والون نے الزام لگایا کہ ایتھنزی (خلاف معاہدۂ قدیم) نئی فصیلین بنا رہے ہین، نیز پولی آرچس Poliarchus اجینا سے صرف اسی بدعہدی پر سب دشتم کرنے اسپارٹہ آیا، تو طاکلس نے واقعے کی صحت ہی سے انکار کیا اور کہا یقین نہ آئے تو وہ اپنے آدمیون کو بھیج کے صحت

کرالین! اس جھوٹ سے اسکا مطلب یہ تھا کہ دیر لگے اور ایتھنز کو زیادہ وقفہ فصیل کی تیاری کا مل جاے۔ نیز اُس کے قبضے مین اسپارٹہ کے آدمی بھی بطور یرغمال بھیج جائین تاکہ خود طاکلس ان کی زیادتی سے محفوظ ہوجاے؛ چنانچہ جب لیسی ڈمونیون کو حقیقت حال سے آگہی ہوئی تو انھون نے طاکلس کو کسی قسم کی ایذا نہ پہونچائی بلکہ اُس وقت اپنے غصے کو ضبط کرکے اُس کو واپس بھجوادیا؛

اس کے بعد اُس نے پیرئوس کو عمدہ بندرگاہ بنانے کی طرف توجہ کی۔ اس مقام کے قدرتی مواقع اور فوائد اس کی نگاہ مین تھے۔ اس کے علاوہ وہ شہر کو براہ راست سمندر سے ملادینا چاہتا تھا۔ یہ گویا پرانے ایتھنزی بادشاہون کے بالکل برعکس کارروائی تھی؛ کیونکہ انھون نے اپنی رعایا کو سمندر سے علیحدہ رکھنا چاہا تھا اور جہازرانی کے بجاے سارا دارومدار کاشتکاری اور زمینداری پر رکھا تھا اور اسی غرض سے یہ کہانی مشہور کردی تھی کہ سمندر کے دیوتا نپچون اور منروا دیوی مین ایتھنز کی حکومت پر جھگڑا ہوا جس مین منروا نپچون کے روبرو زیتون کا درخت پیش کرکے مقدمہ جیت گئی؛ مثل طاکلس نے اس کے خلاف، ارسطوفان کے الفاظ مین، نہ صرف شہر کو سمندر سے ملادیا بلکہ اس کو بالکل بندرگاہ کا جزو اور محتاج کردیا۔ اور اس طرح خشکی کا مدار پانی پر رکھا جس سے عوام الناس کا زور اور طاقت، امرا کے خلاف بہت زیادہ بڑھ گئی؛ اور حکومت کی باگ ان کے ہاتھ سے نکل کر ملاحون اور جہازرانون کے قبضے مین چلی گئی؛ یہی وجہ تھی کہ جب "تیس جابرون"[1] نے ایتھنز پر قابو پایا تو مجلس کی نشستون کا رخ سمندر کی طرف سے پھیر کر خشکی کی جانب کرادیا۔ اس مین یہی نکتہ تھا، کہ ان کے نزدیک جمہوریت کی بنیاد بحری سلطنت بننے سے پڑی حالانکہ مزارعین کی جماعت حکومت* خواص کی مخالف نہ تھی؛

---

[1] Thirty Tyrants ان کا مفصل ذکر کہ کس طرح ساری حکومت پر حاوی ہوگئے تھے آگے آئیگا۔ Tyrant کے اصلی معنی خود مختار بادشاہ کے ہین؛

* حکومت خواص Oligarchy یعنی صرف چند صاحب اثر لوگون کی حکومت +

لیکن مسٹر طاکلس تفوق بحری کے حصول مین ابھی اور نہ معلوم کیا کیا ترکیبین سوچ رہا تھا اس نے زرکسیز کے جانے کے بعد، جب یونان کا متحدہ بیڑا ایگاسی Aegospotami پر سرنگوں تھا، ایک عام تقریر مین ایتھنز والون سے بیان کیا کہ مین نے ان کے فائدے اور سلامتی کے لیے ایک ایسے کام کرنے کا ارادہ کیا ہے جسے مین عام طور پر ظاہر نہین کر سکتا؛ اس پر لوگون نے فرمایش کی کہ وہ صرف ارسطی وش کو اپنا ارادہ بتا دے اور وہ بھی اس کو پسند کرے تو عمل مین لے آئے؛ یہ ارادہ مسٹر طاکلس نے ارسطی وش پر ظاہر کر دیا کہ مین یونانی بیڑے کو جلا دینا چاہتا ہون (تاکہ یونان بھر مین سوائے ایتھنز کے اور کسی ریاست پاس جہاز نہ رہین) ارسطی وش نے باہر آکر لوگون سے طاکلس کی عیاری ان الفاظ مین ظاہر کی کہ اس کی تجویز مصلحت کے لحاظ سے تو بہترین کام ہے لیکن اس سے بڑھکر موجب ننگ فعل بھی کوئی نہ ہوگا؛ یہ سنکر ایتھنز والون نے مسٹر طاکلس کو روک دیا کہ آیندہ ایسی بات کا خیال دل مین نہ لائے؛

اسپارٹہ والون نے تمام ریاست ہاے یونان کی مجلس عام مین اسی سال ایک تجویز یہ پیش کی تھی کہ اُن ریاستون کے نمایندے جو نہ اتحاد مین شریک ہوے نہ ایرانیون کے خلاف لڑائی لڑے اس مجلس سے خارج کر دیے جائین؛ اس پر طاکلس کو اندیشہ ہوا کہ اگر ساری تھسلی اور تھیبہ، آرگس وغیرہ ریاستین اس تجویز کے بموجب نکال دی گئین تو پھر اسپارٹہ کے لوگ ساری مجلس پر کثرت آرا حاصل کر کے چھا جائین گے اور جو کچھ جی مین آئیگا کرالین گے لہذا اس نے ان کی مخالفت کی اور زیر بحث ریاستون کے نائبون کی حمایت مین اراکین مجلس پر زور دیا کہ وہ ایسی تجویز کو قبول نہ کرین کہ جس کے رو سے سارا یونان مجلس سے خارج ہوا جاتا ہے اور صرف اکتیس ریاستین جنھون نے جنگ مین حصہ لیا، باقی رہ جاتی ہین۔ ان مین بھی بہت سی بالکل چھوٹی چھوٹی ہین۔ پس نتیجہ یہ ہوگا کہ صرف دو تین بڑے بڑے شہرون کی راے مجلس مین حاوی آ جائیگی اور وہی جو چاہین گے پاس کرالیا کرین گے؛ اس واقعے نے لسڈی مونیون کو طاکلس سے بہت زیادہ ناراض کر دیا اور انھون نے ساین کو اعزاز اور اپنی عنایات کا مورد

بنا کے تقویت پہونچانی شروع کی تاکہ معاملات ملکی مین وہ طاکلس کا حریف قوی ہو جاے ۔ کئی جزائر ایتھنز کے حلیف تھے ۔ طاکلس ان مین بھی جا جا کے (سرکاری) روپیہ تحصیل کرنے کی وجہ سے سخت تکلیف رسان شخص سمجھا جاتا تھا ۔ ہرو ڈوٹس نے لکھا ہے کہ جزیرۂ انڈروس سے تحصیل زر کے وقت اُس نے یہ بات کہی تھی کہ "مین اپنے ہمراہ دو دیویان لایا ہون ! ترغیب اور زبردستی" ۔ اس کا جواب اُنھون نے یہ دیا کہ ہمین بھی روپیہ دینے سے مانع دو دیویان ہین افلاس اور غیر امکانی ۔ ٹوک رین Dimoeraan بافندۂ رد وٹس نے اس حرکت پر طاکلس کی بڑی بڑی طرح ہجو کی ہے کہ اُس نے روپیہ لے کر جو جلا وطن کیے گئے تھے اُنھین تو واپس بلا لیا مگر خود شاعر مذکور کو دھتا بتا دی حالانکہ وہ طاکلس کا دوست بھی تھا اور مہمان بھی وہ ہجویہ شعر یہ ہین :—

"لوگو ! مشاہیر قدیم کی چاہے جتنی مدحت سرائی کرو، مین تو یہی کہونگا کہ ان مین سب سے صادق القول شخص مین نے ارسطی وش کو پایا جو بابرکت مدینۃ الحکما سے آیا تھا ۔ رہا مش طاکلس وہ تو ایک قابل نفرت جھوٹا، دغاباز اور فریبی شخص ہے جس نے چند ناپاک سکون کے کارن، اپنے دوست ٹوک رین سے بے مروتی کی اور گوارا نہ کیا کہ وہ اپنے وطن، سرزمین رد وٹس پر قدم دھر سکے !

تین ٹیلنٹ چاندی وصول کرتے ہی وہ (مخلوق کی لعنتین لیے) واپس ہو گیا ۔ مگر اس طرح کہ راستے مین کسی کو یہان چھوڑا کسی کو وہان مارا اور کسی کو نکال دیا اور اپنی ہمیانی کو روپے سے اور زیادہ بھر لیا —

پھر خاکنائے (ایتھنز) پر پہونچ کے خوشی مین ایک بڑی
مسخرانگیز ضیافت دی، جس مین باسی گوشت کے
سوا کچھ نہ تھا، اسی کو لوگون نے (مجبوراً، اسکی ہنسی اڑانے
کے باوجود) زہر مار کیا اور دعائین مانگین کہ خدایا اب
سال آیندہ اُسے ایسی دعوت دینی نہ نصیب ہو"

لیکن جب شمس طاکلس کو حکم جلاوطنی دیا گیا تو اس وقت ٹموکرین نے اسکی مذمت مین اور زیادہ غلو کیا اور ایک نہایت وحشیانہ اور نامناسب ہجو لکھی جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے :

"او شاعری کی دیوی یونان مین گشت کر کے
ہر ہر جگہ پہ جا کے، اس نظم کو سنا دے
یہ حسب حال بھی ہے یہ راست راست بھی ہے"

مشہور یہ ہے کہ ٹموکرین کے بارے مین یہ سوال اُٹھایا گیا تھا کہ آیا اُسے ایرانیون کی طرفداری کے جرم مین جلاوطن کر دیا جائے یا نہین؟ اس وقت شمس طاکلس نے اُس کے خلاف رائے دی تھی، پس جب خود شمس طاکلس پر، اہل عجم سے ساز باز رکھنے کا، الزام قائم ہوا، تو ٹموکرین نے اس پر یہ شعر لکھے :-

"عجم کا خیر طلب اب ٹموکرین ہی نہین
بہت سے اور بھی عیار چھپ رہے ہین یہین
ہزار شکر لنڈورا نہین ہون مین ہی یہان
ہین بلکہ اور بھی کچھ دُم کٹائی لومڑیان"

جب ایتھنز مین لوگ اس کی برائی زیادہ شوق کے ساتھ سننے لگے اور یہ چرچا بڑھ چلا تو شمس طاکلس مجبور ہوا کہ بار بار انھین اپنی خدمات یاد دلائے اور اپنے مخالفین سے پوچھے کہ کیا ایک ہی شخص سے اتنے کثیر فائدے اُٹھاتے اُٹھاتے وہ بالکل تھک گئے؟ لیکن ان خود ستائیون نے

لوگون کو اور زیادہ بیزار کر دیا، اس پر طرہ یہ ہوا کہ اُس نے ڈی آنا دیوی کا مندر تعمیر کرایا اور اُسکا عرف ارسطوبل Aristobule (یعنی ناصح مشفق) تجویز کیا۔ اس سے لوگون نے بہت بُرا مانا کیونکہ اس مین یہ اشارہ تھا کہ طاکلس نہ صرف ایتھنز کا بلکہ سارے یونان کا بہترین مشیر اور ناصح مشفق ہے۔ مندرمذکور نمش طاکلس کے مکان پاس میلٹ Melite کے علاقے مین بنا ہوا ہے، جہان اب تک سزاے موت پانے والون کی لاشین لیجاتے ہین اور جن مجرمون کو پھانسی یا سولی پر چڑھایا جاتا ہے ان کے کپڑے وغیرہ اسی مقام پر اُتارتے ہین۔ اسی مندر مین نمش طاکلس کی چھوٹی سی مورت بھی رکھی ہے اور اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف نہایت اعلےٰ صفات سے متصف تھا بلکہ صورت بھی بڑی بارعب و دلیرانہ رکھتا تھا۔

آخرش ایتھنزیون نے اس کو جلا وطن کر دیا۔ حسب معمول اس کی عزت اور وقعت خاک مین ملانے کے لیے بھی، اسی قسم کے عام کا ہتھیار استعمال کیا گیا جس سے وہ اُن مشاہیر کو ذلیل و پست کر سکتے تھے جو ایک مساوات پسند آبادی مین غیر معمولی قوت حاصل کر لین، کیونکہ درحقیقت اس طریقے کا مطلب مجرمون کو سزا دینا نہ تھا بلکہ زیادہ تر اُن حاسدون کے ارمان نکالنا تھا جو ممتاز و معزز افراد کی ذلت سے خوش ہوا کرتے ہین اور جن کی غضب ناکی ایک حد تک اُن معززین کو خوار دیکھکر فرو ہو جاتی ہے۔

نمش طاکلس ایتھنز سے نکل کر ارگس Argos ہی مین مقیم تھا کہ پاسے نیس Pausanias کا مشہور فتنہ پیش آیا اور اُس کے دشمنون کو موقع ملا کہ اس پر سازش وطن فروشی کا الزام لگائین اہل اسپارٹہ اس مین اُن کے مددگار تھے۔

واضح رہے کہ پاسے نیس نے اول اول دوستی کے باوجود اپنے ارادۂ غدر کا ذکر بھی نمش طاکلس سے نہین کیا تھا۔ لیکن جب جلا وطنی کا معاملہ پیش آیا اور اسپرطاکلس کو اس نے نہایت مضطر پایا تو یہ جسارت کی کہ اپنی سازش کا احوال اُس سے کہے اور شاہ ایران کے خطوط دکھا کر اُسے یونانیون کے خلاف، (جنھین اُس نے نہایت بدمعاش اور ناشکری قوم ثابت کیا) کارروائی

کرنے پر آمادہ کرے ؛ مگر طاکلس نے اس تجویز کو فوراً مسترد کر دیا اور اس کام مین شرکت سے قطعاً انکار کر دیا۔ اگرچہ اُس نے یہ راز بھی کسی اور سے نہ کہا نہ سازش مذکور کی کسی کو اطلاع دی جس کی وجہ یا تو یہ امید تھی کہ پاسے نیس اپنے نالائق ارادے سے باز آجائیگا یا یہ گمان کہ ایسی بے تکی سازش کسی نہ کسی ذریعے سے ضرور کھل جائیگی ؛

تھوڑے دن بعد پاسے نیس کے پاس سے خطوط وغیرہ سازش کے متعلق پکڑے گئے اور اسی جرم مین سزاے موت کا حکم صادر ہوا۔ نیز نمش طاکلس پر بھی وجہ اشتباہ پیدا ہوئی اور لس ڈی مونیون نے اس کے خلاف آسمان سر پر اُٹھالیا، خود ایتھنز مین اسکے دشمنون نے اسپر الزام لگانے شروع کیے، چنانچہ ان تہمتون کے جواب مین طاکلس نے خطوط کے ذریعے اپنی براءت کی کوشش کی، وہ ایتھنز مین موجود نہ تھا اس لیے تحریری صفائی اپنے الزامات کے خلاف پیش کی اور اپنے ہم وطنون کو صرف اتنا یاد دلایا کہ وہ جو ہمیشہ حکومت کرنے کا تشنہ تھا اور ننگ خدمت یا کسی کی حکومت اُٹھانے سے بالطبع متنفر تھا، کبھی اپنے آپ کو یا اپنے ملک کو ناپاک اعدا کے ہاتھ غلامی مین فروخت کرنا پسند نہ کریگا ؛ باوجود اس کے لوگون نے اس کے مخالفین کے اُکسانے سے چند افسرون کو بھیجدیا کہ سارے یونان کی عدالت مشترکہ مین اس پر مقدمہ چلانے کے واسطے، اُس کو لے آئین ؛ مگر طاکلس کو یہ خبر بروقت پہونچ گئی اور وہ جزیرہ کرکایرا Corcyra چل دیا۔ جہان کی ریاست اس کی زیر بار احسان تھی، کیونکہ کورنتھ والون سے اسکے تنازعے مین نمش طاکلس ہی حکم منتخب ہوا تھا اور اسی نے کورنتھ سے بیس ٹلینٹ تاوان دلوا کر جزیرہ متنازعہ فیہ کو فریقین کی مشترک نوآبادی قرار دیا تھا، کرکایرا سے وہ ایپرس بھاگ گیا اور جب یہان بھی ایتھنز اور اسپارٹہ کے لوگون نے تعاقب نہ چھوڑا تو مایوسی کے عالم مین اُس نے جان بچانے کے لیے ایک نہایت مخدوش راستہ اختیار کیا۔ یعنی ایپرس سے بھاگ کر شاہ اڈمیٹس Admetus کے پاس اس نے پناہ لی۔ وہ قوم مولاسی Molossians کا بادشاہ تھا اور نمش طاکلس نے اپنے عہد حکومت ایتھنز مین اس کی کسی درخواست کو نہایت حقارت

والہانہ آمیز طریق پر مسترد کر دیا تھا جس پر شاہ موصوف نے کبھی نہ کبھی بدلہ لینے کا علانیہ ارادہ کر لیا تھا۔ اسی کے پاس مجبور و مایوس پناہ لینے وہ چلا۔ شاہ موصوف کی پرانی دشمنی سے کہین زیادہ خطرناک اُسے اپنے پرانے دوستون کی خفگی نظر آئی، اور اُس نے رحم و کرم کی التجا کے ساتھ، ایک بے کس کی حیثیت سے اپنے کو اڈمیٹس کے حضور مین پہونچایا۔ اور اس استجارے کی صورت بھی اور ممالک سے بالکل مختلف اور عجیب تھی؛ یعنی بادشاہ کے بچے کو گود مین لیکر وہ شاہی آتشدان کے سامنے زمین پر لیٹ گیا۔ یہ مولاسیون کے ہان کا طریق فریاد تھا اور ایسے فریادی کبھی بادشاہی درگاہ سے مایوس نہ پھرتے تھے۔ بعضون کا بیان ہے کہ یہ ترکیب خود بادشاہ کی بیوی ملکۂ فتیہ نے طاکلس کو بتائی تھی اور خود ہی اُس نے اپنے بچے کو آتش دان کے سامنے اُس کے آگے بٹھا دیا تھا؛ ایک اور قول یہ ہے کہ خود شاہ موصوف کے اشارے سے طاکلس نے جھوٹ موٹ یہ طریقہ اختیار کیا تھا تاکہ اُسے ایک قانونی اور شرعی عذر پناہ دینے کا مل جائے اور اسی کی بنا پر وہ طاکلس کو اُس کے تعاقب کرنے والون کے حوالے کر دینے سے انکار کر دے اسی زمانے مین ایکراٹیس اکارنی نے طاکلس کے اہل و عیال کو ایتھنز سے نکال کے چپکے سے اُسکے پاس پہونچوا دیا اور اسی پر اُس غریب کو سامین نے مجرم بنا کے سزاے موت دی؛ یہ ٹیسیم بروٹس کی روایت ہے مگر اس کے بعد ہی اس نے لکھا ہے کہ طاکلس سسلی پہونچا اور وہان کے خودمختار بادشاہ ہایرو دھوکے سے بیٹی بیاہ مین مانگی اور وعدہ کیا کہ سارے یونان پر تجھکو قابض کرا دونگا مگر اُس نے انکار کر دیا اور وہ ایشیا روانہ ہو گیا؛ یہ یا تو مصنف کی بھول ہے اور یا اس نے طاکلس کو اپنے اہل و عیال سے بہت بے پرواہ ظاہر کیا ہے۔ بہرحال یہ آخری جزو روایت کچھ زیادہ قرین قیاس نہین ہے۔ کیونکہ مقدر سطس نے اپنی کتاب "حکومت تخصی" مین تحریر کیا ہے کہ جب ہایرو نے اپنے گھوڑے اولمپیہ کی نمایش مین گھڑدوڑ کے لیے بھیجے اور وہان شامیانے لگا کے ایک نہایت آراستہ پیراستہ تنبو چھایا تو طاکلس نے ایک زبردست تقریر مین یونانیون کو اُبھارا کہ اس جابر کے خیمے لوٹ لین اور اس کے گھوڑون کو بھی گھڑدوڑ مین داخل نہ ہونے دین؛

طوسی دیدش راوی ہے کہ بحرایجین کو پار کرتے وقت وہ بندرگاہ پٹنہ Patara واقع خلیج ترم سے بیٹھا تھا اور جہازیون مین کسی کو اس کے نام سے آگہی نہ تھی ۔ سوے اتفاق سے اس جہاز کو باد مخالف نے جزیرۂ نک سس Naxos کی سمت بہا دیا جہان اتھنز والے اس جزیرے کو اُس زمانے مین گھیرے پڑے تھے ۔ ثمن طاکلس یہ دیکھکر نہایت خوف زدہ ہوا اس نے ناخدا سے جاکے صاف صاف اپنا حال کہہ دیا اور کچھ منت خوشامد سے کچھ ڈراھمکا کے (کہ اگر جہاز کو ساحل پر لے گئے تو مین اتھنز والون سے کہدونگا کہ یہ جہاز والے جان بوجھکر اور مجھ سے رشوت لیکر فراری مین مدد دے رہے ہین) اُس نے انھین مجبور کر دیا کہ یہان لنگر انداز ہونے کے بجاے سمندر ہی سمندر مین سیدھے ایشیا کی جانب ہولین اور جزیرۂ مذکور پر ایک منٹ کے واسطے بھی قیام نہ کرین ۔

طاکلس کی جائداد اور مال متاع کا حصۂ کثیر اس کے دوستون نے خفیہ طور پر بیچ کر روپیہ اُسے ایشیا مین سمندر پار بھجوا دیا تھا ۔ مگر اس کے علاوہ جو باقی رہ گیا اور ضبطی مین آیا اسکی مالیت سفراسطس کے لکھنے کے بموجب اسّی ٹیلنٹ تھی ۔ مگر تھیوفنس نے اس کو ستّر ٹیلنٹ کا بتایا ہے ۔ بہرکیف اس مین شبہ نہین کہ یہ ساری کمائی بعد کی تھی کیونکہ معاملات ملکی مین قدم رکھنے سے پہلے اس کی جمع جتھا تین ٹیلنٹ سے کسی طرح زیادہ نہ تھی ۔

جب طاکلس کیسم Cyme پہونچا اور اسے معلوم ہوا کہ سارے ساحل پر لوگ اسکی تاک مین بیٹھے ہین، خصوصًا ارگوٹیلس Argotelos اور پی تھوڈورس Pythodorus کو بہت زیادہ فکر اس کے گرفتار کرنے کی ہے (کیونکہ شاہ ایران نے اعلان کر دیا تھا کہ طاکلس کو پکڑ کے لانے والے کو ۲۰۰ ٹیلنٹ انعام دیا جائیگا جو بڑی معقول اور خداداد بُردا ایسے لوگون کے لیے تھی، جنھین کسی وسیلے سے ہو، روپیہ کمانا مقصود ہوتا ہے) تو وہ اولیہ کی چھوٹی سی بستی ایجی Aegae کو بھاگ گیا ۔ جہان اس کے میزبان نکو جنس Neogenes کے سوا کوئی اسے نہ جانتا تھا ۔ شخص مذکور اولیہ کا سب سے بڑا دولت مند تھا ۔ اور اندرون ایشیا مین تمام بڑے بڑے آدمی اسکو خوب

جانتے تھے؛ کئی روز تک طاکلس اس کے گھر مین چھپا رہا مگر ایک دن قربانی چڑھانے کے بعد جب سب لوگ شام کا کھانا کھا رہے تھے نکوجنی کے بچون کے کھلائے اوربلی سے سنہ ملا کر پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی اور اسی جوش مین یہ الہامی الفاظ شعرین کر بآواز بلند اس کے مُنہ سے نکلنے لگے :-

"وہ سُن کہ ہاتف کی صدا کہتی ہے کچھ ہنگام شب
اپنا تعویذ ہدایت جان وہ پیغام شب"

اسی رات شہ طاکلس نے خواب دیکھا کہ ایک سانپ گُنڈلی مارے اس کے پیٹ پر بیٹھا ہے اور آہستہ آہستہ گردن کی طرف بڑھ رہا ہے پھر، جونہین کہ اُس نے طاکلس کے چہرے کو چھُوا وہ ایک عقاب کی شکل بن گیا جس نے اپنے بازو اُس پر پھیلا کر اُس سمیت آسمان کی طرف پرواز کی اور بڑی دور تک لیے چلا گیا۔ آخر کار ایک نقیب کا سنہری عصا سامنے آیا اور اسے دیکھتے ہی عقاب نے اُسے بحفاظت زمین پر رکھدیا۔ اور اس وقت طاکلس کو ایک ناقابل بیان دہشت و عقوبت سے نجات ملی ؛

اس کے بعد ہی طاکلس یہان سے روانہ ہوگیا۔ نکوجنی نے اس کے بچ نکلنے کی ایک بڑی عمدہ تدبیر کی تھی : واضح رہے کہ غیر قومین، خصوصًا ایرانی اپنی عورتون کے متعلق نہایت سخت اور شکی ہوتے ہین۔ انکا رشک صرف بیویون تک محدود نہین ہوتا بلکہ اپنی لونڈیون اور حرمون کو بھی وہ ایسی شدید نگرانی مین رکھتے ہین کہ کوئی غیر شخص ان کی صورت نہین دیکھ سکتا ؛ ان سب عورتون کی عمرین، گھرون مین بند رہ کر گذرتی ہین، اور جب سفر کا موقع آتا ہے تو انکی گاڑیون پر چھولداریان یا سرکیان کھڑی کر دی جاتی ہین ؛ شہ طاکلس کے واسطے بھی اسی قسم کی پردہ دار سواری تیار کی گئی اور اس مین بیٹھکر اُس نے سفر قطع کیا ؛ راستے مین کوئی پوچھتا تو اُس سے گاڑی والے کہ دیتے کہ اس مین اوتیہ کی ایک یونانی جاریہ ہے جسے کسی درباری امیر کے واسطے دارالحکومت کو لیجا رہے ہین ؛

تھوسی ڈیڈیس اور جارن کا بیان ہے کہ اس وقت زرکسیز فوت ہو چکا تھا اور شمس طاکلس کی ملاقات اس کے بیٹے سے ہوئی تھی، مگر افورس، ڈی نن، کلی ٹارجس، ہراکلیدس وغیرہ بہت سے مورخین کا اتفاق ہے کہ وہ زرکسیز ہی کے عہد مین آیا؛ سنین کے لحاظ سے تو تھوسی ڈیڈس یا (طوسی دیدس) کا قول زیادہ قرین صحت نظر آتا ہے، پھر بھی کوئی قطعی اور یقینی نتیجہ اس مطابقت سے نہین نکلتا ؛

جب شمس طاکلس خود شیر کے مُنہ تک (یعنی خاص دار الحکومت مین) پہونچ گیا تو وہ اردبان[1] یک ہزاری (یعنی ایک ہزار سپاہیون کا افسر) کی خدمت مین حاضر ہوا اور اس سے بیان کیا کہ مین یونانی باشندہ ہون اور بادشاہ سے ایسے اہم معاملات کے بارے مین گفتگو کرنا چاہتا ہون جن کا اسے بہت زیادہ خیال ہے ؛ اردبان نے جواب دیا "اے پردیسی، دنیا کے قانون الگ الگ ہین، ہر ملکے وہر رسے، ایک شخص جس شے کو معزز جانتا ہے اسی کو دوسرا باعث ننگ سمجھتا ہے لیکن اپنے اپنے قانون کی پابندی ہر قوم پر فرض ہے - یونانیون کی نسبت ہم نے سنا ہے کہ وہ سب سے بڑھکر آزادی اور مساوات کی قدر کرتے ہین - مگر ہم اپنے اچھے قوانین مین سب سے اچھا قانون اس کو سمجھتے ہین کہ اپنے بادشاہ کی تکریم و پرستش کی جائے کہ وہ خلاق عالم کا نائب اور خلیفہ ہوتا ہے ؛ لہذا اگر تم بھی اس کے سامنے زمین بوسی اور سجدہ کرنا منظور کرو تو اس سے مل بھی سکتے ہو اور باتین بھی کر سکتے ہو، لیکن اگر اس بات پر تمھارا دل نہین جمتا تو کسی اور پاس جاؤ کہ وہ تمھین بادشاہ تک پہونچا دے - دراصل ہمارے ہان یہ رسم ہی نہین ہے کہ بادشاہ کسی ایسے شخص کو جو اسے سجدہ نہ کرے، ملاقات کی عزت دے ؛" یہ سنکر شمس طاکلس نے کہا "اردبان! اسی خدا کی مرضی

[1] (ارتا بانس) Artabanus یہ اور اسی قسم کے بیسیون ایرانی نام ہین جنھین یونانیون نے توڑ مروڑ کے کچھ سے کچھ کر لیا ہے خود ایرانی تاریخین ان تفصیلی حالات کے متعلق ساکت ہین پس محض اپنی رائے سے جو اصلی نام قرین قیاس معلوم ہوا ہم نے تحریر کیا - حاشیے پر یونانی نام بھی انگریزی تحریر مین اور اردو مین ہم نے لکھ دیے ہین تاکہ ناظرین بطور خود غور کر سکین - واضح رہے کہ (اس) یا (اوس) اکثر یونانی اسماء کے آخر مین زائد بڑھا دیا جاتا ہے مترجم

سے جس نے دولت عجم کو یہ شرف عظمت و بزرگی بخشا ہے، مین جو بادشاہ کی قوت و شوکت مین اضافہ کرنے آیا ہون، نہ صرف اس کے قوانین کا اپنے کو پابند کرونگا، بلکہ اور بہت سے عبادت گزاران شاہی کا اضافہ کرادونگا۔ پس یہ شرط میری ملاقات اور گفتگو مین سدراہ نہین ہونی چاہیے "

اردبان: "مگر تمھارا نام نشان ہم بادشاہ کو کیا بتائین جو تمھاری باتون سے تو بے شبہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تم معمولی آدمی نہین ہو؟"

بشس طاکلس: "اس بات کی، اے اردبان! کسی متنفس کو بادشاہ سے پہلے آگہی نہین ہونی چاہیے" یہ ہے نیس کی روایت۔ اور اسی پر اراطوس تھرو تھینس نے اپنے رسالے "تمول" مین یہ اضافہ کیا ہے کہ اردبان سے اس کی ملاقات اور اس گفتگو کا ذریعہ امیر مذکور کی ایک داشتہ مسماۃ آردرہ Ordrea ہوئی تھی "

القصہ جب بشس طاکلس بادشاہ کے حضور مین باریاب ہوا تو شرائط عبودیت بجالانے کے بعد خاموش کھڑا ہوگیا حتی کہ بادشاہ نے ترجمان کو حکم دیا کہ اس سے نام و نشان دریافت کرے۔ تب بشس طاکلس نے یہ جواب دیا:

"اے بادشاہ! مین مدینۃ اکلیا Ecleia کا رہنے والا بشس طاکلس ہون۔ مجھے یونانیون نے اپنے وطن سے نکالدیا ہے، میری ذات سے جو نقصان ایرانیون کو پہونچے وہ بے شمار ہین۔ لیکن فائدے اس سے بھی بڑھکر ہین۔ کیونکہ مین نے ہی یونانیون کو ان کا تعاقب کرنے سے روکا۔ اور اس طرح جون ہی اپنے وطن کی حفاظت کی طرف سے اطمینان ہوگیا، مین نے تمھارے حق مین بھی بھلائی کرنے مین پہلوتہی نہ کی، آج، جب کہ مین مصائب زدہ تمھارے سامنے کھڑا ہون میرے دل کی حالت میرے مناسب حال ہے یعنی تمھارے مہر و غضب دونون کے واسطے مین یکسان تیار ہون۔ لطف و عفو کرو تو عنایت اور اپنا قہر نازل کرو تو افسوس۔

ان دونون کے لیے مین پہلے سے آمادہ ہو کر آیا ہون ۔ اب تم چاہو تو خود میرے ہم وطنون کی گواہی لے لو کہ مین نے ایران کی کیا کیا خیر خواہیان کی ہین، اور اس موقع پر دنیا کو انتقام لینے کے بجاے اپنے خلق وسیع کا نمونہ دکھادو۔ کیونکہ اس وقت اگر مجھے تم نے چھوڑ دیا تو گویا ایک فریادی کو چھوڑا، اور نہ چھوڑا تو یونانیون کے ایک دشمن قوی کو ہلاک کیا ؛؛

اس کے علاوہ اُس نے بعض ربانی اشارون کا بھی ذکر کیا، جیسے وہ خواب جو اس نے نکوجنی کے ہان دیکھا تھا، یا ڈوڈونا Dodona کے مندر کی وہ کہن جس مین عطارد دیوتا نے اسے حکم دیا تھا کہ "اس کے پاس جاؤ جو میرا جیسا نام رکھتا ہو"، اور اس کا مطلب اس نے شاہ ایران ہی کے پاس جانے کی ہدایت سمجھا کیونکہ وہ دونون بزرگ اور عظمت والے تھے اور دونون کے ناموں مین بادشاہ کا لفظ مشترک تھا ؛؛

خسرو عجم یہ سب باتین خاموش بیٹھا غور سے سنتا رہا۔ دل مین اُس نے طاکلس کی ہمت اور طرز کی بہت تعریف کی مگر زبان سے اس وقت کچھ نہ کہا۔ البتہ خلوت مین اپنے ہمراز دوستون سے آگے اُس نے اس واقعے پر اپنی دلی مسرت کا اظہار کیا اور اپنی اقبال مندی پر نہایت مسرور ہوا اور اپنے دیوتا اہرمن ایری مانیس Arimanius سے دعائین کرنے لگا کہ وہ اُس کے تمام دشمنون کو یونانیون کے مثل اس مزاج کا بنا دے کہ وہ (یعنی اُس کے دشمن) اپنے ہان کے بڑے اور دلیر ترین آدمیون کے ساتھ یہی سلوک کرین جو نمس طاکلس کے ساتھ اُس کے ہم وطنون نے کیا ہے یعنی اُن کو سب وشتم کرنے لگین اور دیس نکالے دیا کرین ۔ پھر اُس نے دیوتاؤن کے نام کی قربانیان چڑھائین اور اسی خوشی مین قدح کے قدح شراب کے گھونٹ جانے لگا۔ اس کے انبساط کا یہ عالم تھا کہ رات کو سوتے مین بھی تین بار خوشی مین آ آ کے چلّایا کہ مین نے نمس طاکلس ایتھنزی کو پا لیا، "مین نے نمس طاکلس ایتھنزی کو پا لیا ؛؛

صبح کو خاصان دربار کو جمع کر کے اُس نے نمس طاکلس کو بلوا بھیجا۔ طاکلس کی حالت یہ تھی کہ

اُسے کسی بھلائی کی امید بادشاہ سے نہ رہی تھی کیونکہ اُس نے دیکھا کہ اس کا نام سنتے ہی دربان تک دانت پیسنے لگے تھے اور اُسے گالیاں دے رہے تھے ؛ اسی طرح دربار مین جب پھونچا تو رؤسا (روکزانس یا روڈنس Roxanes) کنیزاری کے قریب سے گذرتے وقت اُس نے ایک نیچی نگاہ کے ساتھ اُسے بغیر اپنی جاے سے ہلے یہ کہتے سنا کہ "او مکار یونانی ناگ، بادشاہ کا اقبال تجھے کشان کشان یہان لے کر آیا ہے" لیکن جب وہ بادشاہ کے قریب پھونچا جو بیچ مین بیٹھا تھا اور حسب معمول زمین بوس ہوا تو بادشاہ نے اس کو سلام کیا اور نہایت ملاطفت کے ساتھ باتین کین، اور کہا کہ حسب اعلان شاہی مین تمھارے دوسو ٹیلنٹ کا مقروض ہون کیونکہ انصافاً یہ انعام اس کو ملنا چاہیے جو شش طاکلس کو لایا ہو" پھر اُس نے اپنی عنایات مزید کا اُسے امیدوار بنایا اور حکم دیا کہ یونان کے متعلق جو کچھ کہنا چاہتے ہو آزادی کے ساتھ کہو" طاکلس نے جواب دیا آدمی کی مکالمت ایک گران بہا ایرانی قالین کے مثل ہے جس کے خوبصورت بیل بوٹے اور کاریگری اُسی وقت نظر آسکتی ہے جب کہ وہ پوری طرح پھیلا کے بچھا دی جائے" اگر لپٹی اور سکڑی رہیگی تو اُس کی خوبی بخوبی ظاہر نہین ہوگی" اس لیے مین کچھ مہلت چاہتا ہون"

یہ تشبیہ بادشاہ کو بہت بھائی - پوچھنے لگا کتنا وقت تمھین درکار ہے - طاکلس نے کہا ایک سال اور فی الواقع اس مدت مین وہ اتنی کافی ایرانی زبان سیکھ گیا کہ بادشاہ سے بغیر ترجمان کی مدد کے گفتگو کیا کرتا تھا" یہ گفتگو عام گمان تھا کہ معاملات یونان ہی تک محدود رہتی ہوگی - مگر اتفاق سے اس زمانے مین دربار مین بہت سے تغیر تبدل عمل مین آئے اور بعض منہ چڑھے مصاحب دربار سے ہٹا دیے گئے جس سے امرا کو طاکلس پر یہ شبہ ہو گیا کہ وہ ہمارے متعلق بھی بادشاہ کو بہکانے سکھانے لگا ہے کیونکہ اور پرسیون کے ساتھ جو مدارات ہوتی وہ ان اعزازات کے مقابلے مین کوئی حقیقت نہ رکھتی تھی جو بادشاہ نے طاکلس کو عطا کیے تھے - گھر مین یا باہر وہ بادشاہ کی بے تکلف اور عیش و نشاط کی صحبتون مین بلایا جاتا تھا - شکار مین ساتھ رہتا اور اس قدر ہمراز و دمساز ہو گیا تھا کہ اُسے بادشاہ کی ماں کے سامنے جانے اور اکثر گفتگو کرنے تک کی اجازت تھی" بادشاہ کے حکم سے اس نے

مذہب زرتشتی سے بھی واقفیت پیدا کرنی شروع کی تھی ؛

جب ڈماراطوس Demaratus لس ڈی مونی سے بادشاہ نے ایک موقع پر خوش ہوکے کہا مانگ کیا مانگتا ہے ؟ تاکہ اسکی جو مراد ہو وہ فوراً پوری کر دی جائے اور اُس نے خواہش کی کہ مجھے دار الحکومت مین سر پر نش شاہی اور جلوس سلطنت کے ساتھ اپنا داخلہ کرنے کی اجازت دی جائے تو بادشاہ کے چچیرے بھائی مدوبزطوس Mithropaustes نے اس کی پیشانی کو ہاتھ لگاکے کہا کہ بادشاہی چھتر سر پر لگانے کے لیئے تمھارے پاس دماغ نہین ہے اور اگر خود عطارد دیوتا تھین اپنی رعد و برق مانگ دیدے تب بھی تم عطارد نہین ہوجاوگے ؛؛ خود بادشاہ کو بھی اس کی یہ فرمایش بُری معلوم ہوئی اور اس نے ارادہ کرلیا کہ اب عمر بھر اس شخص کو معاف نہ کرونگا نہ کسی کی سفارش اس کے حق مین سنونگا ؛ اس کے باوجود نش طاکلس نے اس کو منا لیا اور ڈماراطوس کی خطا بخشوادی اور کہتے ہین بعد مین بھی ایک عرصے تک جب کہ کورش کے جانشینون کے عہد مین ایرانیون اور یونانیون مین آمد رفت بہت زیادہ بڑھ گئی تھی، کبھی کوئی ایرانی بادشاہ کسی یونانی کو اپنے ہان ملازم رکھنے کے لیے بلاتا تو اس کی حوصلہ افزائی کے واسطے خود یہ وعدہ تحریر کرتا کہ تم ہمارے ہان اسی طرح اعزاز و احترام کے ساتھ رکھے جاؤگے جس طرح کہ نش طاکلس پہلے رہ چکا ہے ؛ یہ بھی سننے مین آیا ہے کہ جب طاکلس اس قدر دولت مند اور صاحب ثروت ہوگیا کہ بڑے بڑے امرا اسکی خوشنودی کے جویا رہنے لگے، تو اپنے دسترخوان پر امیرانہ تزک و احتشام دیکھکر وہ اکثر اپنے بیٹون کی طرف مخاطب ہوتا اور کہتا دیکھو ! اگر ہم پر وہ مصیبتین نہ پڑتین تو ہم حقیقت مین گئے گذرے تھے !" ؛

اکثر مصنفین کا بیان ہے کہ اس کو روٹی گوشت اور شراب کے اخراجات کے نام سے تین شہر جاگیر مین عطا کیے گئے تھے : مگنیشیہ Magnasia میوس Myus اور لمپاکوس Lampsacus ؛ فنیس اور نطس Neanthes نے ان مین دو شہرون کا اور اضافہ کیا ہے جنمین ایک تو مکان کے ساز و سامان کے لیے ملا تھا اور ایک مصارف پوشاک کے نام سے

جب مثر طاکلس یونان کے خلاف کارروائی کرنے ساحل کی جانب روانہ ہوا تو راستے
مین ایرانی صوبے دار فرغیہ Pharnaces الموسوم بہ بکشوس نے اس کی جان لینے کا ارادہ
کیا اور چند اہل فسیدیہ Pisidians کو جنھین بہت پہلے سے اس کام کے لیے اُس نے
رکھ چھوڑا تھا، گھات مین لگا دیے کہ جب طاکلس دسر بر، Lion's Head نام بستی مین
آکے ٹھیرے تو وہ اچانک اسپر جا پڑین، مگر اس دوپہر کو مثر طاکلس نے سوتے مین دیوتاؤن کی مان
کو خواب مین یہ کہتے سنا کہ دمثر طاکلس! خبردار سر بر کے پاس ہرگز نہ ٹھہرنا مبادا تم شیر کے منہ مین
چلے جاؤ۔ اس نصیحت کے صلے مین مجھے امید ہے تم اپنی بیٹی نے سی لطالہ Neoptolema
کو میری خدمتگاری مین نذر کر دوگے ؛؛ اس واقعے نے اُسے نہایت حیران کیا۔ دیوی کے حسب ارشاد
اُس نے منت مانی اور شاہ راہ کو چھوڑ کر وہ چکر سے اس طرح گیا کہ مقام مذکور ایک طرف بچ گیا۔ اور رات
جنگل مین گذاری ؛ اتفاق سے ایک لدّو گھوڑا جس پر اسکا خیمے کا فرش لدا ہوا تھا اُس روز دریا مین
گر پڑا تھا اور اس کے نوکرون نے اوسے سکھانے کے واسطے میدان مین لٹکا دیا تھا ؛ انھین پر
رات کے وقت فسیدی ننگی تلوارین لیے حملہ آور ہوے اور دھندلی دھندلی چاندنی مین یہ سمجھے
کہ طاکلس کا خیمہ یہی ہے اور اسی مین خود وہ سو رہا ہوگا ؛ لیکن جب انھون نے قریب آکے آویزان
فرش کو اُٹھایا تو وہان کے چوکیدار یکبارگی اُن پر ٹوٹ پڑے اور انھین حراست مین لے لیا ؛
اس خطرۂ عظیم سے بچ جانے کے بعد، طاکلس نے دیوی کے مہر و کرم کی یادگار شکرگزاری مین ایک
مندر مگنیشیہ مین تعمیر کیا اور دیوتاؤن کی مان دندی مان Dindymene ہی کے
نام پر اس کو ارپن (یعنی چڑھاوے کے طور پر پیشکش) کر دیا۔ اس کی خدمت کے لیے اُس نے
اپنی بیٹی نیسی لطالہ کو بھی اسی مندر کی مُرلی یا مجاورہ بنا دیا ؛

شہر سارڈس مین مثر طاکلس نے تمام مندر اور دیولون کی سیر اور اطمینان کے ساتھ انکی
طرز عمارت سامان زیبایش اور چڑھاوون کی تعداد وغیرہ سے واقفیت پیدا کی تھی۔ دیوتاؤن
کی مان کے مندر مین اُس نے دو ہاتھ اونچی وہ برنجی مورتی بھی دیکھی جسے پہناری کہتے تھے ؛

یہ ایتھنز کی لوٹ مین آئی تھی اور خود طاکلس نے جب وہ شہر مذکور مین بانی کا نگران کار تھا، اسے اُس روپے سے بنوایا تھا، جو سرکاری بانی کا ناجایز اور خانگی استعمال کرنے والون پر جرمانے سے وصول ہوا تھا۔ ایرانی دارالحکومت مین اسکو قید دیکھکر خدا جانے اُسے اُس کی گرفتاری پر رنج ہوا یا ایتھنز والون پر ایران مین اپنا رسوخ جتانے کا خیال آیا کہ حاکم شہر سے سازباز کرکے اُس بت کو ایتھنز واپس بھجوانے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر اس بابت سے وہ ایرانی عہدے دار اس قدر برافروختہ ہوا کہ کہنے لگا مین بادشاہ کو اس کی شکایت لکھونگا۔ تب طاکلس بہت ڈرا اور اُس نے حاکم مذکور کی بیویون اور حرمون کو کچھ روپیہ نذرانہ دیکر بمشکل اس کا غصہ ٹھنڈا کرایا۔ اس کے بعد سے طاکلس بہت زیادہ احتیاط اور ہوشیاری کرنے لگا اور ایرانیون کے رشک سے کمال خائف ہوگیا۔ اس نے جیسا کہ خود تحریر کیا ہے ایشیا مین سیاحت کرنی بھی چھوڑ دی بلکہ خموشی کے ساتھ اپنے مکان مگنیشیہ مین وقت گذارنے لگا۔

یہان ایک عرصے تک اپنی زندگی اُس نے امن و اطمینان کے ساتھ گذاری۔ سب لوگ اسکی دربارداری کرتے اور قیمتی قیمتی تحایف اسکو لاکے دیتے تھے اور خود اراکین و عمائد دولت ایران بھی اس کی تکریم و تعظیم مین کمی نہ کرتے۔ ادھر بادشاہ کو بھی اس زمانے مین یونانی معاملات سے بے توجہی ہوگئی تھی اور وہ مصر و قبرس و ایشیا کے جھگڑون مین مصروف رہتا تھا۔

مگر جس وقت کہ ایتھنز کی اعانت سے مصر مین بغاوت ہوئی اور یونانی جہاز بڑھ بڑھ کے قبرس اور سلیشیہ کے ساحلون تک آنے لگے اور سامین سارے سمندرون پر حاوی ہوگیا، تو پھر بادشاہ کو اس طرف کی فکر پیدا ہوئی۔ اس نے خاص طور پر یونانی قوت کو اپنے خلاف بڑھتے دیکھکر ان کی مدافعت کا عزم مصمم کیا اور بڑی بڑی فوجین بھرتی کرکے سپہ سالارون کو بھیجنا شروع کیا، نیز طاکلس کے پاس مگنیشیہ مین قاصد پر قاصد بھیجے کہ یہ وقت وعدہ پورا کرنے کا ہے وہ آکے اور اب یونانیون کی مخالفت مین حصہ لے۔ مگر طاکلس کی نفرت و بیزاری ایتھنز کے خلاف کچھ زیادہ نہ بڑھی نہ اُسے کچھ بہت طمع اس عزت و سپہ سالاری کی ہوئی جو جنگ مین مل جانی

متوقع تھی ؛ بلکہ ایک طرف تو اس خیال سے کہ جو مقصد پیش نظر ہے اس مین کامیابی نہوگی اور یونان کے امیرالبحرون کے مقابلے مین، خصوصًا سایمن کے آگے، جو اس زمانے مین حیرت انگیز جنگی فتوحات حاصل کر رہا تھا، ایرانیون کی کچھ پیش نہ جائیگی ؛ دوسرے زیادہ تر اس وجہ سے کہ پہلی قومی خدمات اور فتوحات کو اب دشمن کی طرف ہو کے لڑنا بٹہ لگا دیگا، مش طاکلس نے خودکشی کا ارادہ کر لیا، تاکہ اپنی زندگی ہی کو، اپنی قدیم روش بدلے بغیر، ختم کر دے ؛ اس نے دیوتاؤن کے نام قربانیان چڑھائین اور اپنے تمام دوستون کو جمع کیا، پھر ان کی خاطر مدارات کرنے کے بعد سب سے مصافحہ کر کے روایت عام کے بموجب بنجار کا خون پی لیا جسے اکثر لوگ نہایت سریع التاثیر زہر قاتل بتاتے ہین ؛ اس طرح پینسٹھ برس کی عمر مین جس کا بڑا حصہ جنگ و سپہ سالاری حکومت و معاملات ملکداری مین گذرا تھا، شہر مگنیشیہ مین اس نے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کی ؛ اور جب بادشاہ کو اس خودکشی کی وجہ اور طریقہ معلوم ہوا تو پہلے سے زیادہ مش طاکلس کا ثناخوان ہو گیا اور اس کے احباب و اقارب کے ساتھ آیندہ بھی ہمیشہ مہربانی کے ساتھ پیش آتا رہا ؛

مش طاکلس کے ارشب Archippe کی بیٹی سے تین بیٹے، ارشب طولس بُلیوسطوس اور کلیوفنطوس، ہوے - آخرالذکر کو حکیم افلاطون نے شہسواری کا بہترین ماہر، مگر اور لحاظ سے بالکل معمولی شخص بیان کیا ہے ؛ ان تینون سے دو بڑے بیٹے اور بھی تھے - ایک تو گھوڑے کے کاٹ لینے سے جوان مر گیا دوسرے کو اس کے نانا (طاکلس کے خسر) لای سندر Lysander نے گود لیلیا تھا ؛ بیٹیان اس کے کئی تھین - ان مین نیسی بطالمہ کا جو دوسری بیوی سے تھی، اپنے سوتیلے بھائی ارشب طولس سے بیاہ ہوا، اور اطالیہ Italia جزیرہ چیاس کے ایک شخص بان تھوای ڈس سے بیاہی، اور ساریس Sylania کی شادی نکومیہ ایتھنزی سے ہوئی ؛ طاکلس کی وفات کے بعد اس کا بھتیجا فراس فلیس مگنیشیہ آیا اور اس کی ایک اور بیٹی نکوماش Nicomache سے نکاح کر لیا - نیز ایشیا

جو اپنے بہن بھائیون مین سب سے چھوٹی تھی، اس کے بھائیون کی رضامندی سے، پرورش اور تربیت کے لیے وہ اپنے ساتھ ہی لے گیا ؛

سگنیشیہ کے چوک مین مش طاکلس کا شاندار مقبرہ اب تک قائم ہے۔ اذوسی دس Endoccides کی یہ روایت کہ ایتھنزیون نے اس کو لوٹ کھسوٹ کے اس کی راکھ کو ہوا مین اُڑا دیا، ذرا بھی لحاظ کے لائق نہین۔ یہ اُس نے اپنی کتاب "خطاب بہ دوستان" مین اس لیے گھڑ کے لگا دی ہے کہ حکومت خواص کے طرفدارون کو جمہور الناس کے خلاف بھڑکائے ؛ اسی طرح ہر متنفس واقف ہے کہ فیلارخس Phylarchus نے اپنی تاریخ مین مش طاکلس کے بیٹون کا ذکر محض لوگون کو رحم دلانے کی نیت سے تصنیف کر دیا ہے گویا تاریخ کے بجاے کوئی غم انجام ناٹک لکھا ہے ؛

دیودورش، Diodorus ماہر علم الارض[1] نے اپنی تصنیف "مقابر" مین محض قیاسی طور پر لکھ دیا ہے کہ لنگرگاہ پیروز کے پاس کی زمین اسکی مس راس سے شروع ہو کر بھون کی شکل بناتی چلی جاتی ہے اور اندر کی سمت آگے بڑھو تو ایک جگہ آتی ہے جہان سمندر ہمیشہ سکون کے عالم مین غیر متلاطم رہتا ہے، اسی مقام پر ایک بڑی وسیع عمارت بنی ہوئی ہے جس پر مش طاکلس کا مقبرہ قربانگاہ کی شکل مین واقع ہے ؛ اس بیان کی تصدیق مین وہ افلاطون ناٹک نویس کے اشعار ذیل بھی بطور سند پیش کرتا ہے :—

"سمندر کے کنارے جس جگہ ہے مقبرہ تیرا
وہ موقع ہے بہت موزون بہت دلکش بہت اچھا
اُسے جب دیکھتے ہین آنیوالے ساتھ خشکی کے
تو تیری یاد تازہ کرتے ہین اپنے سلامون سے"

[1] Cosmography کس موگرافی جغرافیے کے ہم اصل علم ہے جس مین سارے عالم کے اجزا اور ترکیب کے متعلق بحث ہوتی ہے۔ مترجم

تو اب تک دیکھتا رہتا ہے آنے جانے والون کو
سمندر کو اور اس مین دوڑتے پھرتے جہازون کو"

مش طاکلس کے اہل خاندان کے ساتھ مگنیشیہ مین خاص خاص مراعات ملحوظ رکھی جاتی تھین اور ان کی بڑی عزت آبرو ہوتی تھی - چنانچہ یہ امتیازات اب تک قائم ہین اور مش طاکلس ثانی، جس کی ملاقات اور دوستی کا شرف راقم کو بھی اتھنس کے فلسفی کے مکان مین حاصل ہوا، اب اپنے جد امجد کا جانشین اور اس کے تمام اعزازات سے سربلند ہے ؛

کامی لس

فیوریس کامی لس کی سوانح عمری مین جہان اور بہت سے قابل ذکر واقعات منقول ہین، وہان سب سے عجیب اور نئی بات یہ نظر آتی ہے کہ اگرچہ اُس نے بارہا فتوحات عظیمہ مین اور اعلےٰ سے اعلےٰ جنگی عہدے حاصل کیے اور پانچ مرتبہ مختار السلطنت (ڈکٹیٹر) منتخب کیا گیا اور چار دفعہ جلوس ہاے فتح کی عزت ملی، تیز رومہ کا "دوسرا بانی" کہلایا، بین ہمہ ایک بار بھی اتنا نہ ہوا کہ وہ قنصل مقرر ہوتا۔ سبب اس کا وہ حالات خاص ہین جو اُن دنون جمہوریہ رومہ مین پیدا ہو گئے تھے یعنی مجلس ملکی اور جمہور کے تنازعات، جن کی وجہ سے لوگون نے قنصل منتخب کرنے سے انکار کر دیا تھا اور ان کے بجاے دوسری قسم کے حکام (یا مجسٹریٹ) بذریعہ انتخاب مقرر کیے تھے، جنھین فوجی ٹریبون کہتے ہین۔ ان عہدے دارون کے مشترکہ اختیارات و فرائض قنصلون ہی کے مانند تھے لیکن فرق یہ تھا کہ ان کی تعداد زیادہ تھی اور لوگون کے نزدیک ان کی حکومت اتنی ناگوار نہ ہو سکتی تھی جتنی کہ قنصلون کی تھی، کیونکہ معاملات سلطنت کا دو کی بہ نسبت چھ آدمیون کے ہاتھ مین رہنا، (اولی گارکی یا) حکومت خواص کے مخالفین کے واسطے زیادہ قابل اطمینان تھا؛ کامی لس کے عروج اور کارہاے نمایان کے وقت سلطنت کا یہ رنگ تھا اور اسی لیے اُس زمانے مین حکومت نے قنصلی انتخابات کی کوشش بھی کی تو کامیلس نے اپنے تئین بچایا اور اپنے ہم وطنون کے عام میلان کے خلاف خود قنصل بننا پسند نہ کیا؛ لیکن اور مختلف اور متعدد عہدے جو اُس نے پائے ان مین ایسا طرز عمل رکھا کہ مختار مطلق ہونے کی صورت مین تو اس کے کامون سے

ہمیشہ جمہوریت مترشح ہوتی تھی، اور اگر کوئی ذمّے داری دوسرون کی شرکت مین اسے دی جاتی تو تمام کامون کا سہرا اسی کے سر رہتا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اختیارات کامل رکھنے کی صورت مین تو کامیلس کبھی اعتدال کو ہاتھ سے نہ جانے دیتا اور ثانی الذکر (یعنی مل کر کام کرنے کی) حالت مین خود اس کی دانائی اور اعلےٰ تدبّر اس بات کا کفیل تھا کہ بلا دقت اُسے سب سے ممتاز کردے ؛

اُس کا خاندان فیوری اُس زمانے مین کوئی خاص شہرت نہ رکھتا تھا اور جب اکوی اور والشی قومون سے رومیون کی جنگ عظیم ہوئی تو اپنے مختار السلطنت ٹیرنس کی ماتحتی مین پہلی مرتبہ کامیلس نے درجۂ امتیاز پایا اور محض اپنی قوّت بازو سے عزت و ناموری حاصل کی لڑائی مین سب سے پہلے جس نے اپنا گھوڑا بڑھایا وہ کامیلس ہی تھا اور ہر چند حملہ کرتے وقت اُس کی ران مین زخم کاری لگا تاہم اُس نے میدان کو چھوڑنا گوارا نہین کیا اور اس حال مین کہ تیر اُسکی ران مین گھسا ہوا تھا وہ دشمن کے شجاع ترین دستے پر جا گرا اور اُنہین مار کر بھگا دیا؛ اسی کارنمایان کے صلے مین اور انعامون کے علاوہ اُسے منصب احتساب بھی دیا گیا جو اُن دنون بڑی عزت اور اختیارات کا عہدہ تھا۔ محتسبی کے زمانے مین اُس سے جو سب سے نمایان اور مفید کام منسوب ہے وہ یہ ہے کہ جنگ کی وجہ سے جو کثیر تعداد عورتون کی بیوہ ہوگئی تھی ان کی شادی اُن سے کرادی جو بیویان نہ رکھتے تھے اور اس مین جب کبھی فہمایش و ترغیب سے کام نہ چلا تو اس نے یہ دھمکی دی کہ جو لوگ شادیان نہ کرین گے اُن پر جرمانہ کیا جائیگا؛ اُس کا دوسرا کام یتیمون کو جواب تک محصولات سے مستثنےٰ تھے، ٹیکس دینے والون مین شامل کرنا تھا کیونکہ مسلسل لڑائیون کی وجہ سے سلطنت کے مصارف بہت بڑھ گئے تھے اور ان کا پورا کرنا بسا ضروری تھا لیکن ان لڑائیون مین سب سے زیادہ جس چیز نے رومیون کو عاجز کر رکھا تھا وہ قوم وی آئی کا محاصرہ تھا، جنھین بعض لوگ وی آن تانی کے نام سے بھی موسوم کرتے ہین۔ انھین کا شہر ٹسکنی کے علاقے بھر مین سب سے زیادہ آباد تھا اور خود رومہ کے کثرت اسلحہ یا تعداد افواج کسی بات مین

کم نہ تھا اور وہان کے لوگ اپنی دولت و ثروت اور تہذیب و عظمت کے بل پر بارہا اہل روما سے عزت اور نمود اور سلطنت کی خاطر دلیرانہ معرکہ آرائیاں کرتے رہے تھے مگر اب اپنی آخری ہزیمتون سے کمزور ہو کر ان مین پہلی سی بلند پروازیان اور حوصلے نہین رہے تھے اور انھون نے مضبوط و بلند فصیلون کے اندر قلعہ بند ہو کر لڑنے کا فیصلہ کر لیا تھا - اس غرض کے لیے انھون نے ہر قسم کے جارحانہ اور مدافعانہ اسباب جنگ فراہم کیئے تھے اور اسی افراط کے ساتھ غلہ اور دیگر اجناس خوردنی شہر مین جمع کی تھین اور پورے اطمینان اور دلجمعی کے ساتھ محاصرہ برداشت کرنے پر آمادہ تھے جو اگرچہ اُن کے لیے باعث زحمت و پریشانی تھا لیکن اُن سے زیادہ محاصرہ کرنے والون کے لیے موجب تکلیف و مصیبت ثابت ہوا - کیونکہ رومیون کو وطن سے باہر سوائے گرمیون کے (وہ بھی تھوڑے عرصے) ٹھیرنے کی عادت تھی اور جاڑا وہ ہمیشہ اپنے گھرون پر آکر گذارا کرتے تھے مگر اب کے پہلی مرتبہ انھین جنگی حاکمون نے مجبور کیا کہ دشمن کے ملک مین قلعے بنائین اور اپنے لشکر گاہون کو مستحکم کر کے دونون موسم وہین گذارین ؛ اس حال مین بھی انھین چھ سال گذر گئے اور ساتوان ختم ہونے کو آیا - اس وقت سپہ سالارون سے لوگون کو سوء ظن پیدا ہوا کہ وہ جس مستعدی سے چاہیے کام نہین کر رہے اور محاصرے کو طول دیے جاتے ہین - چنانچہ آخر مین اُن سب کو علیحدہ کر دیا گیا اور دوسرے افسران کی جگہ مقرر ہوے جن مین کامی لس کا بھی کہ اُن دنون دوبارہ ٹریبون منتخب ہوا تھا، نام شامل تھا - لیکن محاصرے سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا اور قرعہ اندازی کے رُو سے اُس کے سپرد یہ کام ہوا تھا کہ کیپی ناٹ اور فلسکن قومون سے جنگ کرے جنھون نے رومیون کو اور طرف مصروف دیکھکر ان کے علاقون مین تاخت و تاراج شروع کر دی تھی اور تمام محاربات مین جو وہ لشکرون کے ساتھ لڑ رہے تھے، طرح طرح سے انھین پریشان کیا تھا - کامی لس نے اُن پر فوج کشی کی اور ہر طرف سے ایسا دبایا کہ بہت سے نقصانات اُٹھانے کے بعد وہ اپنے اپنے شہرون مین محصور ہونے پر مجبور ہو گئے ؛

اور اب جبکہ لڑائی پورے زور شور سے جاری تھی البن جھیل کا وہ حیرت انگیز وقوعہ پیش آیا

جو اس لیے کہ اُس کی کوئی عقلی توجیہ و تشریح نہ ہو سکی نہ اس کے قدرتی اسباب معلوم ہوئے، دنیا کے اُن عجیب و غریب منقول خوارق مین شامل ہے جو کسی طرح آدمی کی سمجھ مین نہین آتے۔ تفصیل اس واقعے کی یہ ہے کہ موسم خزان کا آغاز تھا، گرمی ختم ہونے والی تھی اور بادی ظاہر کوئی علامت بارش کی موجود نہ تھی نہ جنوبی ہواؤن سے موسم مین کوئی خلل پڑا تھا۔ بہت سے ندی نالے جھیلین اور چشمے جن کی اطالیہ مین اس قدر کثرت ہے یا بالکل سوکھ گئے تھے یا کسی کسی مین پانی باقی تھا تو بہت کم اور تمام دریا جیسا کہ گرمی مین قاعدہ ہے بہت نیچے اور تنگ دھار مین ہو کر بہ رہے تھے۔ اس حال مین البن جھیل جس مین سوائے اپنے پانی کے اور کہین سے پانی نہین آتا، اور جو چارون طرف سے زرخیز پہاڑیون سے محصور ہے، بغیر کسی سبب کے (یہ اور بات ہے کہ کوئی نامعلوم غیبی سبب پیدا ہو گیا ہو) چڑھنی اور بلند ہونی شروع ہوئی اور پہاڑیون کے دامن سے بڑھتے بڑھتے اس کا پانی بتدریج ان کی چوٹیون تک آگیا اور اس تمام عرصے مین کوئی خاص تموج و تلاطم بھی اس مین پیدا نہین ہوا۔ اوّل اوّل اس واقعے کا چرچا گلے باز اور چرواہون مین ہوتا رہا لیکن جب اردگرد کی مٹی جو پُشتے کی طرح پانی کو نکلنے سے روکے ہوئے تھی اس کی ضخامت اور وزن کی تاب نہ لاسکی اور ٹوٹ گئی اور ساتھ ہی جھیل مین سے ایک زبردست رَو نیچے کے میدانون اور کھیتون کو پایاب کرتی ہوئی سمندر کی طرف گرنے چلی تو اس وقت نہ صرف اہل رومہ نہایت دہشت زدہ ہوے بلکہ تمام اطالیہ والے کہنے لگے کہ یہ ضرور کسی غیر معمولی واقعے کا پیش خیمہ ہے۔ مگر اس کا سب سے زیادہ چرچا اُن لشکریون مین ہوا جو وی آئی کو گھیرے پڑے تھے اور رمنین کے ذریعے یہ بات شدہ شدہ محصورین اہل شہر تک بھی پہونچ گئی۔ طویل محاصرون مین اکثر یہ اتفاق ہوتا ہے کہ فریقین کے بعض سپاہی ایک دوسرے سے واقف ہو جاتے ہین اور آپس مین بات چیت کرنے لگتے ہین، یہی صورت وی آئی کے محاصرین و محصورین کی بھی ہو گئی تھی خصوصاً ایک رومی لشکری کا محصورین مین سے ایک شخص کے ساتھ، جو غیبی اسرار سمجھنے مین بڑی شہرت اور قدیم پیشین گوئیون کے علم مین مہارت رکھتا تھا، بہت کچھ ربط ضبط

بڑھ گیا تھا جب اُس نے البن جھیل کا قصہ سنا تو خوشی سے پھولا نہ سمایا اور اپنے رومی دوست کے سامنے اُن کے محاصرے اور امید کامیابی پر ہنسی اوڑانے لگا۔ یہ دیکھکر رومی نے اُس سے کہا کہ صرف یہی غیر معمولی واردات نہین ہے جس سے ہمین ان دنون سابقہ پڑا، فی الحقیقت ایسے ایسے کئی عجیب و غریب واقعے اور بھی گذر چکے ہین اور اگر تم کہو تو وہ بھی مین تمھین سناؤن تاکہ ان کا مطلب معلوم ہونے کے بعد ان ملکی جھگڑون مین اگر ممکن ہو تو کم سے کم اپنے ذاتی آرام وعافیت کا پہلے سے کچھ انتظام کرسکون"۔ وی آی والے نے اس امید مین کہ ضرور کچھ اور دلچسپ اور نئے بھید معلوم ہونگے اس تجویز کو بخوشی منظور کیا لیکن جب وہ اپنے دوست کی باتون مین محو ہوکر آہستہ آہستہ شہر پناہ کے دروازے سے کچھ دور تک چلا آیا تو یکایک رومی نے جو اُس سے زیادہ طاقتور تھا اُس کی کولی بھرلی پھر دوسرے اہل لشکر کی مدد سے جو خیمہ گاہ سے دوڑ دوڑ کے آپہونچے تھے، شخص مذکور کو پکڑ لایا اور اپنے افسرون کے سامنے پیش کردیا۔ وی آی کے آدمی نے اپنے تئین اس طرح گرفتار و مجبور پایا تو لاچار ہوکے وہ تمام مخفی پیغام بیان کردیے جو اہل وی آی کو دیوتاؤن سے پہونچے تھے جنمین ایک کہن یہ بھی تھا کہ جب تک البن جھیل جو اس طرح بلند ہوکے اپنی حدون مین سے نکل جائیگی، سمندر مین گرنے سے پہلے نہ روک دی جاے اور دوسری طرف اسکا پانی نہ پھیر دیا جاے اس وقت تک شہر کی تسخیر ناممکن ہے"۔ اس معاملے کی خبر مجلس ملکی کو ہوئی اور جب انھون نے اپنا اطمینان کرلیا تو باتفاق آرا چند آدمیون کو مقرر کیا کہ وہ ڈیلفی کے مندر جائین اور دیوتا سے اس معاملے مین استشارہ کرین"۔ جو لوگ وہان جانے کے لیے منتخب کیے گئے تھے وہ رومہ کے نہایت مشہور و متدین اشخاص تھے اور ان کے نام یہ ہین: لی نیس کاسس ولیریس پوٹی نس اور فلیریس امبس ٹس۔ یہ لوگ سمندر کے راستے ڈیلفی پہونچے اور وہان دیوتا سے مشورہ کرنے کے بعد بہت سے مختلف جوابات لے کر لوٹے جن مین سے ایک خصوصیت کے ساتھ ان کی مذہبی لاپروائی کے متعلق تھا کہ انھون نے اپنے لاطینی تہوارون مین بہت سی قومی رسمین چھوڑ دی تھین۔ البن جھیل کے بارے مین دیوتا کا یہ فرمان تھا کہ اُسے اپنی اصلی حدود

مین بند کر دیا جاے اور اس کا پانی سمندر مین نہ جانے پائے۔ لیکن اگر پہلی بات ممکن نہ ہو تو کھائیون کے ذریعے اسکی رو کو وہین نشیبی زمینون مین منتشر کر دیا جاے۔ چنانچہ جب رومیون کو یہ پیغام ملا تو انھون نے فوراً کھائیان کھود کے اُس کی تعمیل کر دی اور قربانیون کے متعلق جو احکام تھے انھین وہان کے پجاریون نے پورا کیا۔

اس اثنا مین جنگ کو دس سال گذر گئے تھے اور وہ کسی طرح ختم ہونے مین نہ آتی تھی لہذا مجلس ملکی نے تمام افسرون کو ہٹا کر کامی لس کو مختار السلطنت (ڈکٹیٹر) مقرر کیا جس نے اپنے سوارون کی سپہ سالاری کرنیلیس اسکیپیو Cornelius Scipio کے سپرد کی اور پھر دیوتاؤن سے منت مانی کہ اگر ان کی امداد سے لڑائی حسب الخواہ اتمام کو پہونچی تو وہ ان کے نام پر کھیلون کی عظیم الشان نمایش قائم کریگا اور ایک مندر اُس دیوی کے نام پر وقف بنائیگا جسے رومی متوتا (Matuta) یعنی مامتا کہتے تھے اگرچہ اُن رسمون سے جو اُسکے مندر مین ادا کی جاتی ہین ایسا خیال ہوتا ہے کہ وہ لیوکوتھیا تھی۔ کیونکہ آج کل وہ ایک نوعمر ماما کو مندر کے ایک مخفی حصے مین لے جاتے ہین اور وہان اس کے ہاتھ باندھکر پھر باہر نکالتے ہین نیز اپنے بچون کے بجاے اپنے بھتیجون کو گلے لگاتے ہین، اسی طرح قربانی کی رسمین بھی باکوس دیوتا کی ابتدائی پرورش یاد دلاتی ہیں جو انیو نے کی تھی ساتھ ہی بعض اُن مصائب کو بھی تازہ کیا جاتا ہے جو انیو کے خاوند کی حرم کے سبب پیش آئی تھین۔ بہرحال کامی لس یہ منتین مان کر فلسکن قوم کے علاقے مین فوج لے گیا اور انھین اور انکے حلیف کیپی ناٹون کو ایسی سخت شکست دی کہ وہ پھر سر نہ اُٹھا سکے۔ اسکے بعد وہ دی آسی کے محاصرے کی طرف متوجہ ہوا اور یہ دیکھکر کہ قلعے کو حملہ کرکے لینا دشوار اور خطرناک ہے اُس نے اندر ہی اندر سرنگین تیار کرنی شروع کین۔ شہر کے اردگرد کی زمین چونکہ نرم تھی اس لیے انھین زیادہ وقت نہ پیش آئی اور سرنگین اسقدر گہری بنائی گئین کہ دشمن کو آخر تک انکا علم نہ ہو سکا۔ ساتھ ہی کامی لس نے باہر کے رُخ سے دو بدو حملے کرنے شروع کیے تاکہ دشمن کو فصیلون پر مصروف رکھے۔ چنانچہ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سرنگ بنانے والے

نیچے ہی نیچے خاص قلعے کے اندر جونو کے مندر تک آ پہونچے جو شہر کا سب سے بڑا اور مقدس معبد تھا؛ کہتے ہین کہ عین اس وقت جب سرنگ اس مقام تک آگئی تسکنون کا بادشاہ مندر مین فرمانیا چڑھا رہا تھا اور اُس کا پجاری مذبوح کی انتڑیان دیکھکر یہ آواز بلند کہہ رہا تھا کہ دیوتاؤن کے ہان فتح انھین کے نام لکھی ہے جو اس نذرانہ کو اتمام کو پہونچائین؛ یہ سنتے ہی رومیون نے جو سرنگون کے اندر موجود تھے فوراً فرش کو توڑ دیا اور اپنے اسلحہ کھڑکاتے ہوے ایسے شور وغل کے ساتھ اوپر چڑھے کہ دشمن خوف زدہ ہو کے بھاگ گئے اور رومی سپاہی وہ انتڑیان چھین کر کامی لس کے پاس لے آئے لیکن یہ روایت افسانے کی شان لیے ہوے ہے؛ بہرکیف جب شہر کو ہلّہ کر کے انھون نے تسخیر کر لیا تو وہ لوٹ پر گرے اور ایک ایک سپاہی نے بے شمار مال وجواہر پر قبضہ کیا۔ اس لوٹ مار کو دیکھکر کامی لس جو ایک بلند برج پر کھڑا تھا اوّل اوّل ازراہ ترحم رو دیا۔ پھر جب پاس والون نے اس کو فتح کی مبارکباد دی تو اُس نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے اور کمال خلوص کے ساتھ یہ دعا مانگی کہ "اے سب سے طاقتور برھسپت اور اے نیک و بدکامون کے پرکھا دیوتاؤ، تم جانتے ہو کہ اپنے شریر اور بے انصاف ہمسایون کے شہر سے جو انتقام ہم نے لیا وہ بے وجہ نہین ہے اور نہ بے انصافی پر مبنی ہے بلکہ اشد مجبوری کا فعل ہے۔ بایں ہمہ اگر گردش روزگار کا اقتضا یہ ہے کہ اس عظیم الشان خوشی کے بدلے ہمین کوئی مصیبت بھی بعد مین اُٹھانی پڑے تو مین یہ عجز التجا کرتا ہون کہ وہ اس شہر پر یا رومی فوجون پر نازل نہو بلکہ جس قدر ممکن ہو خفیف سے خفیف صورت مین خود میری ذات پر پڑے!" ان الفاظ کے کہنے کے بعد وہ دہنی طرف مڑنے ہی کو تھا (جیسا کہ رومیون کا دستور ہے کہ وہ دعا یا عبادت کے بعد دہنی طرف کو مڑتے ہین) کہ دفعتہً ٹھوکر کھائی اور گر پڑا جس سے تمام حاضرین حیران و سراسیمہ ہو گئے۔ لیکن اس صدمے کے تھوڑی ہی دیر بعد وہ ہوش مین آگیا اور حاضرین سے کہنے لگا کہ میری دعا دیوتاؤن نے قبول کر لی اور اس مسرت عظیمہ کے معاوضے مین یہ معمولی صدمہ مجھے پہونچا دیا گیا؛

شہر کی تاراجی کے بعد اس نے اپنی منت پوری کرنے کے لیے جونو دیوی کی مورتی رومہ لیجانی

چاہی اور جب مزدور اور کاریگر اس کام کے لیے تیار ہوگئے تو دیوی کے نام بھینٹ چڑھائی اور بہ عاجزی التجا کی کہ وہ ان کی عبودیت سے خوشنود ہو اور رضامندی کے ساتھ شہر روما کے سرپرست دیوتاؤں میں شریک ہو جاوے۔ اس موقع پر مشہور ہے کہ بت نے نیچی آواز میں روما جانے کی رضامندی ظاہر کی۔ لیکن لوی لکھتا ہے کہ دعا مانگتے میں جب کامی لس نے مورتی پر ہاتھ رکھکر یہ التجا کی تو اس وقت جو لوگ اس پاس کھڑے تھے وہ چلائے کہ ماتا رضامند ہے اور بخوشی روما میں آجائیگی۔ جو لوگ اس معجزے کو مانتے اور منوانا چاہتے ہیں ان کی بڑی حجت یہ ہے کہ اگر دیوتاؤں کی ایسی غیر معمولی امداد میں شامل حال نہ ہوتیں تو روما الکبریٰ اپنے حقیر و ضعیف آغاز کے بعد اس قدر مرفہ الحال اور مالک عظمت و اقتدار نہ ہو سکتا تھا، پس یہ بالکل قدرتی اور ضروری تھا ایسی ربانی عنایت کا اظہار بھی ربانی اور خرق عادت واقعات سے ہوتا، اس قسم کے اور عجائبات بھی قدیم مؤرخوں نے نقل کیے ہیں مثلاً بتوں کا پسینے پسینے ہو جانا یا کراہنا یا رخ بدل کر آنکھیں بند کر لینا، اور خود ہمارے زمانے میں بہت سی عجیب و غریب باتیں لوگ بیان کرتے ہیں جنھیں جھٹلا دینا آسان نہیں ہے لیکن جس طرح انھیں جھٹلا دینا دشوار ہے اسی طرح ان پر یقین لے آنا بھی مذموم ہے کیونکہ بشریت اور انسانی کمزوری، جو کبھی تو مافوق الفطرت امور سے آدمی کو منکر و بیزار کر دیتی ہے اور کبھی بڑھتے بڑھتے اسے وہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی تک لے جاتی ہے، اس بات کی قابلیت نہیں رکھتی کہ ہمیشہ حد و اعتدال کو نگاہ میں رکھے حالانکہ انتہا پسندی سے بچنا اور ان حدوں سے آگے نہ جانا ہی بہترین طریق عمل ہے۔

مگر اس فتح کے بعد جو طرز کامی لس نے اختیار کی وہ کسی طرح ایک قانونی عہدہ دار یا ملکی حاکم کو زیبا نہ تھی جس کی وجہ یا تو یہ تھی کہ ایک ایسے شہر کو، جو روما کا مدمقابل سمجھا جاتا تھا اور دس سال تک قلعہ بندی کی حالت میں اس سے لڑتا رہا تھا تسخیر کرنے سے اسے اپنی شجاعت و قابلیت کا غرور ہو گیا تھا اور یا یہ کہ اس کے ہمنشینوں نے بڑھاوے دے دیکے اسے پھلا دیا تھا بہرحال اس تکبر اور خود پسندی کا اسوقت اظہار ہوا جب چار سفید گھوڑوں کی رتھ میں بیٹھکر اس نے

اپنا جلوس فتح نکالا جو نہ اس سے پہلے کسی رومی سپہ سالار نے جایز رکھا تھا اور نہ اسکے بعد کبھی دیکھنے مین آیا۔ کیونکہ اس قسم کی سواری کو اہل رومہ مذہبًا مقدس جانتے ہین اور وہ دیوتاؤن کے بادشاہ یا باپ کے لیے مخصوص مانی گئی ہے۔ اسی بنا پر کامی لس کے اہل وطن جنھون نے کبھی ایسا تجمل و احتشام نہ دیکھا تھا دل ہی دل مین اُس سے ناراض ہو گئے ؛

عوام الناس مین اسکی غیر ہر دلعزیزی کی دوسری وجہ یہ ہوئی کہ جب لوگون کے تائبین (ٹریبیونون) نے شہر کی آبادی کو تقسیم کر دینے کی تجویز پیش کی تو کامی لس نے انکی مخالفت کی مجوزین کا منشا یہ تھا کہ مجلس ملکی اور اہل شہر کے دو حصے کر دیے جائین جنمین سے بروے قرعہ اندازی ایک حصہ تو رومہ مین رہے اور دوسرا نوتسخیر شہر مین بسا دیا جاے۔ اسمین علاوہ لوگون کی گنجایش سکونت نکل آنے کے ایک بڑا فائدہ یہ تھا کہ اس طرح منقسم ہو کر وہ اپنے دونون بڑے اور شاندار شہرون کی زیادہ عمدہ طور پر حفاظت کر سکتے تھے نیز بیرونی علاقے اور دیگر سیاسی فوائد کی بھی بہتر نگرانی متوقع تھی۔ جمہور اہل رومہ جو کثرت آبادی اور کچھ تہی دستی کی بدولت ان دنون پریشان تھے اس تجویز سے بہت خوش ہوے اور انھون نے ایوان عام مین جمع ہو ہو کر مجلس سے مطالبہ کرنا شروع کیا کہ جس قدر جلد ممکن ہو اس تجویز پر رائین لی جائین اور اُسے پاس کیا جائے۔ لیکن اہل مجلس اور بڑے بڑے عمائدین شہر ٹریبیونون کی اس کارروائی کے بالکل خلاف تھے اور انکے نزدیک آبادی کی تنصیف و تقسیم رومہ کے لیے سخت مضرت رسان اور برباد کن تھی۔ پس جب انھون نے عوام کی شورش اس کے متعلق دیکھی تو وہ کامی لس کے پاس گئے اور اُس سے مدد چاہی۔ کامی لس کو اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر لوگون کے مطالبات کو صریحًا رد کر دیا گیا تو ممکن ہے معاملہ بڑھے اور جھگڑا ہو جاے لہذا اُس نے یہ چال چلی کہ اور اور مسائل مین لوگون کو اُلجھا لیا اور تجویز مذکور کو التوا مین ڈالتا رہا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جمہور کے دلون سے اسکی محبت گھٹ گئی اور وہ غیر ہر دلعزیز ہو گیا۔ لیکن بہ احوال ظاہر ان سب باتون سے بڑھکر جو وجہ شکایت اس کے خلاف پیدا ہوئی وہ مال غنیمت کے دسوین حصے (عشر) کے متعلق تھی اس کی

تفصیل یہ ہے کہ وی آئی کے محاصرے پر جاتے وقت معلوم ہوتا ہے اُس نے اپالو دیوتا سے یہ منت بھی مانی تھی کہ اگر شہر فتح ہوگیا تو اُس کی لوٹ کا دسواں حصہ وہ دیوتا کی نذر چڑھائیگا اب شہر تسخیر ہوا تو یا سپاہیون کو تکلیف دینا اور اس وقت منت کے مطابق دسواں حصہ اُن سے طلب کرنا اُسے نامناسب معلوم ہوا اور بافی الحقیقت کثرت کاروبار مین یہ منت ہی اُسے یاد نہ آئی، بہرحال اسوقت یہ بات یونہی رہی اور اُس نے سپاہیون کو اُس حصۂ غنیمت سے بھی متمتع ہونے دیا۔ مگر جس وقت وہ اپنے عہدے سے دست کش ہوا تو اُس نے مجلس ملکی کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا، ساتھ ہی پجاریون نے اُس موقع پر اطلاع دی کہ اُنھین قربانیان کرتے مین دیوتاؤن کی ناخوشی کی علامتین نظر آئی ہین جنکا نذر و نیاز کے ذریعے دفعیہ کرنا ضروری ہے پس مجلس نے حکم دیا کہ کامی لس کی منت پوری کرنے کا انتظام کیا جاے ؛

اس حکم کے نفاذ مین بڑی دقت یہ پیش آئی کہ اتنے دن کے بعد لوگون کا بجنسہ وہ چیزین تقسیم کے لیے حکام کے پاس لانا جو انھون نے لوٹ مین پائی تھین، محال تھا۔ لہذا مجلس نے فرمان جاری کیا کہ ہر شخص حلف کے رُو سے اپنی غنیمت کا دسواں حصہ بیت المال مین داخل کردے ؛ غریب اور مفلس سپاہیون پر یہ بار نہایت شاق گذرا اور اُس رقم کا جو انھون نے ہزارہا مصیبتین اُٹھاکے حاصل کی تھی اتنا معقول حصہ ہاتھ سے نکل جانا بے حد ناگوار تھا خصوصًا اتنے عرصے بعد جبکہ وہ اس مین سے بہت کچھ اپنے صرف مین لاچکے تھے ؛ جب انکے اعتراض اور شکایات کی چارون طرف سے بوچھار ہوئی تو کوئی اور بہانہ نہ ملنے کی صورت مین کامی لس نے یہ عذر لنگ کیا کہ وہ اپنی منت کو بھول گیا تھا۔ جسکے جواب مین سپاہیون نے فریاد کی کہ پہلے بھول گئے تھے تو اب اُسکا پورا کرنا کسی طرح پسندیدہ نہین کیونکہ اسکے معنے یہ ہین کہ دشمنون کے بجاے اپنے ہم وطن شہریون کی مقبوضہ املاک سے وہ رقم وصول کی جاے ؛

باین ہمہ ہر شخص نے اپنے اپنے حصے کا روپیہ لادیا اور اب مجلس نے تجویز کی کہ اس رقم سے اپالو کے نام پر ٹھوس سونے کا ایک مٹکا تیار کراکے ڈیلفی کے مندر مین چڑھایا جاے۔ لیکن اس کام

کے لیے جو مقدار سونے کی درکار تھی وہ شہر مین میسر نہ آئی اور جب رومی عمّال اُسکے متعلق سوچ رہے تھے کہ باقی سونا کس طرح فراہم کیا جاے، وہان کی خواتین نے جمع ہو کر باہم مشورہ کیا اور اپنے پہننے کے زیورات مین سے جتنی ضرورت تھی اتنا سونا پورا کر دیا، اور اس طرح وہ چڑھاوے کا منکا جس کا وزن آٹھ ٹیلنٹ[1] تھا تیار ہو گیا؛ اس ایثار کے صلے مین مجلس ملکی نے بہ اتفاق فیصلہ کیا کہ آیندہ سے رومی خواتین کے جنازون پر بھی یادگاری تقریرین کی جایا کرین (یہ رسم صرف مردون کے لیے مخصوص تھی اور اب تک کوئی عورت مرنے کے بعد اس عزت کی مستحق نہ سمجھی جاتی تھی) اس کے بعد شہر کے تین معزز ترین شرفا کا ایک منتخب وفد اس نذرانے کو لیکر ڈیلفی روانہ ہوا۔ سفر کے لیے انھین ایک جنگی کشتی بڑے تکلف سے آراستہ کر کے دی گئی تھی اور اسپر نہایت ہوشیار ملّاح متعین کیے گئے تھے۔ لیکن وہ جو لوگ کہتے ہین کہ سمندر کا تلاطم و سکون دونون خطرے سے خالی نہین تو واقعی اس وفد کا تجربہ اس کا گواہ ہے، سمندر کے سکون ہی نے ان لوگون کو مصیبت مین پھنسایا اور وہ بالکل خلاف توقع، تباہی سے بال بال بچے۔ شرح اس اجمال کی یہ ہے کہ جب ان کی کشتی جزایر ایلیوس کے پاس پہونچی تو بحری قزاق ہوائین بالکل مدہم پڑ گئین اور اسی حال مین سپاریہ والون کے کچھ جہازون نے انھین بحری قزاق سمجھکر آگھیرا۔ اور جب ان لوگون نے ہاتھ بلند کر کے امان مانگی تو ہر چند وہ تشدد سے باز رہے تاہم ان کی کشتی کو لنگا کے اپنے ساتھ بندرگاہ مین لے گئے اور وہان نہ صرف ان کے مال و اسباب کو بلکہ خود انھین بازار مین فروخت کرنا چاہا کیونکہ اب تک اُن کے نزدیک یہ قیدی بحری قزاق تھے اور انھین اس طرح بیچ دینا جایز تھا اس جانفرسا عذاب سے انھین بمشکل رہائی ملی اور وہ صرف ایک شخص کی مہربانی اور کوشش سے جسکا نام ٹماسی ٹیس تھا اور جو وہان سپہ سالاری کا عہدہ رکھتا تھا۔ ٹماسی ٹیس نے کوئی دقیقہ اپنے ہموطنون کو سمجھانے اور بہلانے کا باقی نہ رکھا اور بڑے شور و غل کے بعد رومیون کو نجات دلوائی پھر ان کی کشتی کے ساتھ اپنے جہاز بھیجے کہ ڈیلفی تک ان کی معیت و حفاظت کرین اور

[1] (Talents) ایک ٹیلنٹ وزن مین ہمارے سنائیس سیر کے برابر ہوتا ہے۔ مترجم۔

چڑھاوے کی رسم مین بھی امداد دین۔ انھین عنایتون کی وجہ سے رومہ مین اسکا بڑا اعزاز اور تعریفین ہوئین جن کا یقیناً وہ حقدار تھا۔

اسی زمانے مین لوگون کے نائبین (ٹریبونون) نے پھر شہر کی تقسیم آبادی کا مسئلہ چھیڑا تھا کہ حسن اتفاق سے فلسکن قوم کے ساتھ دوبارہ جنگ شروع ہوگئی اور عمائدین شہر کو موقع مل گیا کہ اس موقعے کے لیے جن نئے عمال کو چاہین منتخب کرین اور کامی لس کو پانچ ساتھیون کے ساتھ جنگی ٹریبون بنائین۔ کیونکہ حالات اسی بات کے مقتضی تھے کہ کسی زوردار اور شہرہ سپہ سالار کے ہاتھون مین زمام اختیارات دی جاے۔ چنانچہ اس انتخاب کو لوگون نے منظور کیا اور کامی لس اپنی فوجین لے کے فلسکون کے علاقے مین گھس گیا اور جاتے ہی شہر فلیری کو گھیر لیا۔ یہ شہر نہایت مستحکم تھا اور اسمین اجناس خوراک بھی بہ افراط موجود تھین اور کامی لس خوب جانتا تھا کہ اُسکی تسخیر چند روز کا کام نہین ہے پھر بھی محاصرہ کرنے سے اسکا مقصد یہ تھا کہ رومی لوگ گھرون مین وقت ضائع کرنے اور آپسمین جھگڑنے کے بجاے بہتر ہے کہ باہر کچھ نہ کچھ مشقت مین لگے رہین اور ٹریبونون کی پیروی مین فرقہ بندی اور شورش انگیزی نہ کرسکین۔ یہی وہ علاج ہے جو عام طور پر رومی مدبّر اپنے ہان کے شورش پسندون کا تجویز کرتے تھے اور عمدہ طبیبون کے مانند اسی طریقے سے اپنی قوم کے امراض مفاسد کی اصلاح کردیتے تھے۔ ادھر محصورین کو محاصرے کا اسقدر کم خیال اور شہر کی مضبوطی پر جو ہر طرف سے نہایت مستحکم کرلیا گیا تھا، اتنا بھروسہ تھا کہ سوائے فصیل کے پہرہ دارون کے سب لوگ اطمینان کے ساتھ اپنے کاروبار مین مصروف اور حالت امن ہی کے لباس مین بازارون مین گھومتے ہوے نظر آتے تھے۔ انکے بچے بھی حسب معمول مدرسے جاتے اور مدرسے کا استاد اپنے شاگردون کو کھیل کود کے واسطے شہر پناہ کے باہر تک لیجاتا۔ واضح رہے کہ تعلیم کے معاملے مین اہل فلیری یونانیون کے مقلد تھے اور سب طالب علمون کے لیے ایک ہی مدرس کا ہونا قابل ترجیح سمجھتے تھے۔ اسمین انکے نزدیک یہ فائدہ تھا کہ بچون کو ابتدا سے اپنے تمام ہم مکتبون کے ساتھ رہنے بسنے کی عادت پڑجاتی تھی اور وہ باہمی شرکت مین تعلیم و تربیت پاتے تھے۔

اب اسی مدرس نے اپنے شاگردون کے ذریعے شہر کو بہ کمال غداری فتح کرا دینے کا ارادہ کیا۔ اور روز شہر پناہ سے باہر زیادہ دور تک لڑکون کو لے جاتا اور شام کے وقت گھر لوٹ آتا۔ یہان تک کہ رفتہ رفتہ وہ محاصرین کے قریب تک انھین لگا لاتا جہان چند روز کھیلنے کے بعد اُن کے دلون سے بالکل خوف جاتا رہا اور وہ زیادہ بیباک ہوتے گئے اور آخر کار ایک روز اپنے اُستاد کے ساتھ ساتھ رومی چوکیون تک آ گئے جہان اُس نے ان سب کو دشمن کے ہاتھون مین گرفتار کرا دیا اور کامی لس کے سامنے پھونچائے جانے کی درخواست کی۔ چنانچہ جب یہ سب اُسکے سامنے لائے گئے تو اُس نے وسط مین کھڑے ہو کے بیان کیا کہ مین ان طالب علمون کا انالیق اور معلم ہون اور اپنے تمام فرائض منصبی کو قربان کر کے صرف کامی لس کی خوشنودی کا خواہان ہوا اور اسی لیے اپنے سب شاگردون کو اسکے حوالے کرنے یہان لے آیا جو ایک طرح تمام شہر حوالے کر دینے کا ہم معنی ہے" جب کامی لس نے یہ گفتگو سنی تو وہ اس غدارانہ فعل پر سناٹے مین آ گیا اور حاضرین کی طرف مڑ کے کہنے لگا کہ ہر چند جنگ مین لازمی طور پر خونریزی اور اکثر ظلم و زیادتی ہوتی ہے، تاہم اس حال مین بھی شریف لوگ خاص خاص قوانین کی پابندی کرتے ہین۔ اور فی الواقع فتح اتنا بڑا مقصد نہین ہے کہ محض اُس کے حصول کی خاطر ہم کمینہ اور ناپاک کام کرنے پر آمادہ ہو جائین۔ ایک بڑے سپہ سالار کو ہمیشہ اپنی قوت بازو اور اوصاف پر بھروسہ ہونا چاہیے نہ کہ دوسرون کی کمزوری اور فروماگی پر" یہ فرمانے کے بعد اُس نے اپنے افسرون کو حکم دیا کہ اُس مدرس کے کپڑے پھاڑ کے مشکین باندھ لین اور لڑکون کے ہاتھون مین چابک اور ڈنڈے دیدین کہ وہ اُس وطن فروش کینے کو مارتے ہوے واپس شہر تک لیجائین۔ اس اثنا مین اہل فلیری کو اپنے ہان کے مدرس کی غداری کا حال معلوم ہو گیا تھا اور اس اندوہناک مصیبت پر سارے شہر مین رونا پڑ گیا تھا۔ بڑے بڑے عزت دار مرد و عورت سراسیمگی کے عالم مین دوڑ دوڑ کر فصیلون اور شہر کے دروازون تک آ رہے تھے اور عجیب رنج و ہراس اُن کے دلون پر چھایا ہوا تھا کہ یکایک انھین سامنے سے لڑکے آتے نظر آئے جو اپنے برہنہ اور بندھے ہوے استاد کو چابک مارتے لا رہے تھے اور کامی لس کو اپنے محافظ اور دیوتا اور باپ کے پُر احترام

خطابات سے پکارتے جاتے تھے - اس حیرت انگیز واقعے نے اہل فلیری پر بڑا اثر کیا اور نہ صرف اُن بچون کے والدین کے بلکہ تمام شہریون کے دل کامی لس کی عدل گستری نے موہ لیے اور انھین اسکی طرف سے ایسا ولولۂ سپاس ومحبت پیدا ہوا کہ اسی وقت جلسہ کرکے انھون نے کامی لس کے پاس سفیر روانہ کیے اور جن شرائط پر وہ چاہے صلح کی آمادگی ظاہر کی ؛ تب کامی لس نے ان سفیرون کو رومہ بھیجدیا جہان مجلس ملکی کے سامنے انھون نے ایک تقریر کی جسکا مفہوم یہ تھا کہ رومیون نے انصاف کو فتح پر مقدم رکھکر ہمین یہ سبق دیا کہ اپنی آزادی کے بجاے اُن کی اطاعت کو ترجیح دین - اور ہم قوت مین اپنی کمتری کے اتنے معترف نہین ہین جتنے کہ اُن کی اخلاقی برتری اور فوقیت کے قائل ہوگئے ہین ؛ رومی مجلس نے یہ باتین سنکر دوبارہ اس معاملے کا تمام وکمال فیصلہ کامی لس پر چھوڑ دیا اور اب اُس نے اہل فلیری سے روپے کی ایک رقم لیکر تمام فلسکن قوم سے صلح کرلی اور وطن کو لوٹ کیا ؛

لیکن سپاہی جنھین شہر لوٹنے کی امیدین لگی ہوئی تھین اسکے اس طرح خالی ہاتھ چلے آنے پر بہت ناراض تھے اور اپنے ہم وطنون مین بیٹھ بیٹھے کے اسکی برائیان کرتے تھے کہ وہ جمہور کا دشمن ہے اور غریبون کا بھلا ہونا نہین چاہتا بلکہ انکے نفع سے حسد کرتا ہے ؛ اسکے بعد ہی لوگون کے نائبین نے دوبارہ آبادی کی تقسیم کا مسئلہ پیش کردیا اور اس مرتبہ ہر دلعزیزی کی پروا کیے بغیر کامی لس نے علانیہ اس کی مخالفت کی ، تجویز کے حامیون پر بڑی بیباکی سے حملے کیے اور لوگونکو اس خوبی کے ساتھ قابو مین کیا اور فہمایش کی کہ انھون نے اپنے رجحان کے خلاف تجویز مذکور مسترد کردی ، مگر کامی لس کی طرف سے پھر بھی انکے دل مین نفرت بیٹھ گئی - اور اگرچہ انھین دنون اسپر ایک خانگی غم کا بوجھ آپڑا تھا (یعنی اسکے دو بیٹون مین سے ایک بیمار ہوکر مرگیا تھا) باین ہمہ کوئی جذبۂ رحم وہمدردی اُس بغض کو نہ گھٹا سکا جو عوام الناس کو اُس سے پیدا ہوگیا تھا - انھون نے اُسی زمانے مین اُسپر (تغلب) کا الزام لگایا اور باضابطہ مقدمہ دایر کیا - کامی لس جو فطرۃً رقیق القلب اور نرم مزاج تھا اور جسے پہلے ہی بیٹے کی موت کا غیر معمولی صدمہ تھا ، مقدمہ قائم

ہونے کے وقت اپنے گھر سے نہ نکلا اور گھر کی عورتون کے ساتھ سوگ مین بیٹھا رہا۔

اس پر الزام لگانے والا لوسیس اپولیس تھا اور الزام شہر وی آمی کے مال غنیمت مین تغلب کرنے کے متعلق تھا جس مین سے بعض برنجی کوا ڑ لوگ کہتے تھے کہ اب تک اس کے قبضے مین موجود ہین - بہرحال یون بھی اہل شہر اُس سے اتنے جھلائے ہوے تھے کہ کوئی موقع ہاتھ آتے ہی ان کا اُسے بے سزا دیے نہ چھوڑنا ایک یقینی بات معلوم ہوتی تھی - پس کامی لس نے اپنے تمام احباب اور فوجی ساتھیون کو جنکی تعداد معقول تھی جمع کیا اور اُن سے التجا کی کہ کسی طرح ان شرمناک اتہامات سے جو اسپر ناحق وناروا لگائے گئے ہین، اور دشمنون کی طعن وتذلیل سے اُسے بچائین - یہ سنکر اُسکے دوستون نے آپس مین مشورہ کیا اور یہ جواب دیا کہ مقدمے کا فیصلہ تو کسی کے اختیار کی بات نہین اور اس معاملے مین وہ سب بالکل بے بس ہین، البتہ جو کچھ جرمانہ آپکر کیا جاے اُسے وہ مشترکہ طور پر ادا کرنے کے واسطے تیار ہین، مگر جرمانہ کامی لس کی نگاہ مین بالکل ناقابل برداشت بے آبروئی تھی اور اس لیے اُس نے طیش وغضب کے عالم مین شہر سے نکل جانے اور ترک وطن کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر اپنی بیوی اور بچے سے رخصت ہو کے خاموشی کے ساتھ شہر کے دروازے تک آیا اور وہان ٹھیکر کر اور قلعے کی طرف مُڑکر اُس نے اپنے دونون ہاتھ اُٹھائے اور یہ دعا مانگی کہ اگر وہ فی الواقع بالکسی تقصور کے محض اپنے ہم وطنون کی عداوت وزیادتی کے باعث وطن چھوڑنے پر مجبور ہوا ہے تو خدا کرے کہ اہل روما کو اپنی اس ناانصافی پر جلد پشیمان ہونا پڑے اور تمام دنیا کو معلوم ہو جاے کہ وہ کامی لس کی اعانت کے کتنے محتاج اور اس کی واپسی کے کس قدر خواہان ہین ؛

اس طرح، اکی لس کے مثل، اپنے ہم وطنون کو سُراپ دے کے وہ گھر سے نکل کھڑا ہوا ادھر عدالت مین حاضر نہونے اور صفائی نہ کرنے کی وجہ سے مقدمہ کا یک طرفہ فیصلہ کر دیا گیا اور اُس پر پندرہ ہزار ایس (پیسے) یعنی پندرہ سو نقرئی (درکما جرمانہ ہوا - معلوم رہے کہ ایس ان دنون مین تانبے کا سکہ تھا اور ایسے ایسے دس سکّون کا ایک دینار ایس (یا دینار)

ہوتا تھا جسکے معنی دس (بیسوں) والے کے ہین ؛ کامی لس کو یہ سزا ملنے کو تو مل گئی لیکن اس ناانصافی کا اُسکے ہموطنون کو فوری مواخذہ بھی دینا پڑا اور کوئی رومی ایسا نہین جو یہ عقیدہ نہ رکھتا ہو کہ اسی کی بد دعاؤن نے رومہ پر وہ عذاب نازل کیا جو ہم سمجھتے ہین کہ اگرچہ خود کامی لس کو بھی خونگوار کے بجاے تکلیف دہ اور اندوہناک محسوس ہوا ہوگا تاہم جیسی کہ اُس نے دعا کی تھی اسکے مطابق ایسا ہی سخت تھا کہ ساری دنیا مین اُسکا غلغلہ پڑگیا اور شہر رومہ پر ایسا دور بلا آیا کہ جس مین اسے بے بہے نقصانات، خطرات اور ذلتون سے دوچار ہونا پڑا اب اسکا علم خدا کو ہے کہ آیا یہ سزائین محض اتفاقی اور تقدیری تھین یا یہ کسی دیوتا کا کام تھا کہ جسے ایک ضرر رسیدہ بیگناہ کا بے انتقام رہنا گوارا نہوا ؛

غالبًا آنے والی خرابیون کی سب سے پہلی علامت جو لیس محتسب کی موت تھی - واضح ہو کہ اس عہدے کو اہل رومہ ہمیشہ سے مقدس سمجھتے تھے اور اسکے ساتھ ایک مذہبی عقیدت رکھتے تھے - پس اس عہدے دار کا مرنا انکے نزدیک نہایت بدشگونی کی بات تھی - دوسری علامت بد جو کامی لس کی جلاوطنی سے کچھ ہی دن قبل واقع ہوئی وہ آواز غیب تھی جسے مرقس سنڈیقیس نے سنا اور اپنے حکام سے بیان کیا - یہ شخص کسی بڑے مرتبے کا آدمی نہ تھا نہ مجلس ملکی کا رکن تھا تاہم اپنے ہمعصر دن مین ایک شریف اور عزت دار آدمی سمجھا جاتا ہے - اسکا بیان تھا کہ رات کے وقت اس بازار مین سے جاتے ہوے، جسے نئی سڑک کہتے تھے، کسی نے اُسکو زور سے آواز دی اور جب وہ اُدھر مُڑا تو کوئی پکارنے والا نظر نہ آیا لیکن وہ آواز انسانی آواز سے بڑی تھی اور یہ الفاظ کہتے سنائی دیے کہ "جاؤ مرقس سنڈیقیس، اپنے جنگی ٹریبونون سے کہدو کہ عنقریب اہل غالیہ ان پر یورش کرین گے ؛"

مگر جب سنڈیقیس نے یہ واردات اپنے حکام سے بیان کی تو انھون نے اس کا تمسخر اڑایا اسکے تھوڑے ہی دن بعد کامی لس کے وطن سے نکل جانے کا واقعہ پیش آیا ؛

غال یا اہل غالیہ (مغربی یورپ کی قلطی (Celts) نسل سے ہین اور جب

کثرت آبادی کے باعث اپنے ملک کی زمینیں کافی نہ ہوئیں تو وہ مجبور ہوے کہ اپنا وطن چھوڑیں اور رہنے کے لیے دوسرے مقامات کی تلاش کریں۔ پس وہ ایک بڑی تعداد میں نکل کھڑے ہوے جس میں ہزارہا قابل جنگ نوجوان مرد شامل تھے اور بچوں اور عورتوں کی تعداد اُن سے بھی زیادہ تھی۔ سب سے اول وہ کوہ رفای سے گذرتے ہوے بحر شمال تک آئے اور یورپ کے انتہائی حصوں پر قابض ہو گئے۔ ان کی ایک اور جماعت کوہ ہای ری نیز اور الفس کے درمیان رُک گئی اور عرصے تک شمالی اطالیہ کے ہمسائے میں رہتی سہتی رہی۔ لیکن بعد میں اس شراب انگوری کا جو پہلی مرتبہ اطالیہ سے لائی گئی تھی، مزا چکھکر وہ اُس کے ایسے دالہ وشیدا ہوے اور اس نئے سرور نے انھیں اس درجے بیخود کیا کہ فوراً اہل وعیال سمیت اپنے اپنے ہتیار سنبھال وہ کوہ الفس کی جانب دوڑ پڑے تاکہ اس سرزمین کا پتہ لگائیں جہاں ایسے میوے پیدا ہوتے ہیں اور جس کے مقابلے میں، وہ کہنے لگے کہ، ساری دنیا کے ملک ہیچ اور بیمزہ ہیں۔ سب سے اول جس شخص نے انھیں یہ انگوری شراب پلائی اور اطالیہ پر حملہ کرنے کی ترغیب دی، مشہور ہے کہ وہ بیتکی کا باشندہ آرون ایک شریف النسب آدمی تھا جو اگرچہ بالطبع بُرا نہ تھا لیکن ایک افسوسناک مصیبت میں جسکی تفصیل آگے آتی ہے پھنس گیا تھا:۔ آرون اپنے وطن میں ایک دولتمند تربیم لکمو نام کا نگران تھا جو ثروت کے علاوہ حسن میں بھی اپنی نظیر نہ رکھتا تھا۔ یہ لڑکا بچپن سے آرون کے گھر میں پلا اور جوان ہونے کے بعد بھی اپنے سرپرست کی صحبت سے مستفید ہونے کے بہانے اُسی کے پاس رہا کیا مگر دراصل اس کی آرون کی بیوی سے آشنائی ہو گئی تھی اور لکمو نے خود خراب ہو کر اس عورت کو بھی خراب کر دیا تھا۔ اس کے بعد جب ان دونوں کے جذبات نفس پرستی اس قدر زور پا گئے کہ اُن سے بچنا یا انھیں چھپانا غیر ممکن ہو گیا تو نوجوان لکمو نے عورت کو پکڑ لیا اور علانیہ گھر سے نکال لے جانے کی کوشش کی۔ اس زیادتی پر شوہر نے قانون کی دستگیری چاہی لیکن جب اپنے حریف کے اقتدار اور روپے کے آگے اپنے تئیں بالکل مغلوب و مجبور پایا تو ناچار اپنے وطن کو خیرباد کہی اور غالون کی کیفیت سنکر ان میں چلا گیا اور اطالوی مہم میں اُسی نے اُن کی رہنمائی کی۔

اپنی پہلی یورش مین غالون نے آتے ہی اس تمام علاقے پر قبضہ کر لیا جس مین قدیم ٹسکن لوگ آباد تھے اور جو سمندر سے سمندر تک پھیلا ہوا تھا۔ خود سمندرون کے نام انکی قدیم آبادی کی گواہی دیتے ہین۔ چنانچہ بحیرۂ اڈریاٹک کا نام ٹسکنون کے شہر اڈریا پر رکھا گیا تھا اور جنوبی پانی، بحیرۂ ٹسکن کہلاتا تھا۔ یہ تمام علاقہ میوہ دار درختون کی افراط سے زرخیز اور دریاؤن سے خوب سیراب ہے اور اس مین نہایت عمدہ چراگاہین ہین۔ غالون کی آمد کے وقت تین اٹھارہ نہایت خوبصورت اور بڑے شہر آباد تھے جنمین صنعت وحرفت اور دولت کے تمام وسائل مہیا تھے اور اسباب آسایش وتعیش کی کچھ کمی نہ تھی۔ غالون نے آتے ہی ٹسکنون کو وہان سے نکال دیا اور خود انکی جگہ لے لی تھی۔ لیکن یاد رہے کہ یہ واقعات (کامی لس کے عہد سے) بہت پہلے کے ہین ؛

جس زمانے کا ذکر ہم کر رہے ہین اس وقت غالون نے کلوسیم کا محاصرہ شروع کیا تھا جو ایک ٹسکن آبادی ہے۔ اس حال مین اہل کلوسیم نے رومیون کی دستگیری چاہی اور درخواست کی کہ اپنے سفیرون کے ذریعے وہ انکے بیچ مین پڑین۔ چنانچہ یہان سے خاندان فیبی کے تین آدمی بھیجے گئے جو مرتبے اور عزت مین رومہ کے نہایت ممتاز افراد تھے۔ غالون نے بھی انھین رومتہ الکبرےٰ کا سفیر جانکر بڑی تکریم ومدارات کی اور اس ہتے کو چھوڑکر جو وہ شہر پناہ پر اس وقت کر رہے تھے، گفتگو کرنے اُن کے پاس چلے آئے۔ تب رومی سفیرون مین سے ایک نے سوال کیا کہ کلوسیم کے لوگون نے تمھین کیا نقصان پہونچایا ہے جسکے بدلے تم اس طرح اُن پر حملہ کر رہے ہو؟ اس کے جواب مین غالون کا بادشاہ برنوس ہنسا اور کہنے لگا "کلوسیم کے لوگون نے ہمین یہ نقصان پہونچایا ہے کہ حالانکہ وہ زمین کا صرف تھوڑا سا حصہ کاشت کرنے کی قوت رکھتے ہین مگر خواہش ان کی یہ ہے کہ ایک بڑے علاقے پر قابض ومتصرف رہین اور ہمین جو غریب الوطن کثیر العیال اور مفلس لوگ ہین ذرا سا بھی ٹکڑا نہ لینے دین! اور اے رومہ کے لوگو، یہ اسی قسم کا نقصان ہے جو تمھین اول اول البا، فدینہ اور ارڈیہ کے باشندون نے پہونچایا تھا اور آج کل

فلسکن، د السکن اور کیٹی ناٹ پھونچار ہے ہین - تم بھی تو اسی لیے کہ وہ اپنے مقبوضات مین تمھین شریک نہین بناتے، اُن پر چڑھائیان کر کے، اُن کے ملک کو تاخت تاراج، شہرون کو برباد کرتے ہو اور انھین اپنا غلام بنا لیتے ہو - اور یہ کچھ ظلم یا بے انصافی سے نہین بلکہ اُس سب سے قدیم قانون کی تعمیل مین جو کمزورون کی چیز کا طاقتورون کو مالک بنا دیتا ہے - یہ وہ قانون ازلی ہے جو خدا سے شروع ہو کر حیوانات پر ختم ہوتا ہے کیونکہ یہ سب فطرتاً، زبردست کو کمزور پر غلبہ دلاتے ہین - بس لوگو، ان پر جنھین ہم نے محصور کر رکھا ہے ترس نہ کھاؤ کہ مبادا غال اُنکے ساتھ مہربانی اور ہمدردی کرنے کا سبق سیکھ جائین جنھین تم نے ستایا اور برباد کیا ہے!"

یہ جواب سُنکر رومی سفیر سمجھ گئے کہ برتوس صلح کرنے والا شخص نہین ہے - لہذا وہان سے رخصت ہو کے وہ کلوسیم مین گئے اور باشندون کو جوش و اشتعال دلایا کہ آؤ ہمارے ساتھ نکل کے ان وحشیون پر حملہ کرو، جس سے یا تو وہ محصورین کی قوت کا اندازہ دیکھنا چاہتے تھے اور یا شاید خود اپنی بہادری دکھانی مقصود تھی - بہر حال حملہ ہوا اور فصیلون کے قریب نہایت زور شور سے لڑائی ہونے لگی - اس حال مین ایک رومی، کو اِن لٹس امبس لٹس جو عمدہ شہسوار تھا اپنے گھوڑے کو میز مار کے سرپٹ دوڑاتا ہوا نکلا اور ایک عظیم الجثہ دیو قامت غال پر جا پڑا جو اُسے اور اورون سے کسی قدر علٰحدہ گھوڑے پر آتا نظر آ رہا تھا - اوّل اوّل زرہ بکتر کی چمک اور مقابلے مین کمال پھرتی کی وجہ سے کوئی اسے نہ پہچان سکا لیکن اپنے حریف کو مار کے گرا دینے کے بعد جب وہ مال غنیمت سمیٹنے لگا تو برتوس نے اسے شناخت کر لیا اور بے اختیار چلایا کہ اے دیوتاؤ تم گواہ رہنا کہ اُس مسلّمہ قانون اقوام کے خلاف جسکی تمام بنی انسان باحترام پابندی کرتے رہے، اس شخص نے جو ایلچی بنکر آیا تھا ہمارے اوپر ہتیار اوٹھائے ہین، ساتھ ہی اُس نے اپنے آدمیون کو واپس ہونے کا حکم دیا اور کلوسیم کو الوداع کہہ کے بالراست رومہ کی جانب گھوڑے اُٹھا دیے: پھر بھی اس خیال سے کہ لوگ اُسے الزام دین گے کہ وہ جھگڑا مول لینے کی فکر مین تھا اور اس معمولی زیادتی کو حیلہ بنا کے فساد اُٹھانا چاہتا ہے، اُس نے ایک ہرکارا بھیجکر اُس خطا کار شخص کے حوالے کر دیے جانے کا مطالبہ کیا اور جواب

آنے تک فوج کی رفتار آہستہ کردی ؛

جب رومہ مین یہ پیغام پہونچا اور مجلس ملکی منعقد ہوئی تو اس مین اور لوگون کے علاوہ سب سے زیادہ جن لوگون نے رومی سفیرون کو قصور وار ٹھیرایا وہ مذہبی علما کی وہ جماعت تھی جسے فی کیال کہتے ہین - انکی راے دو ٹوک تھی اور دینی دلائل کی بنیاد پر وہ مُصر تھے کہ اس فعل کی تمام ذمہ داری اور سزا کا بار اُسی پر ڈالا جاے جو اُس کا مرتکب ہوا ، تاکہ اسکے ہم قوم اس گناہ کے وبال مین گرفتار ہونے سے بچ جائین ؛ اس موقع پر یہ بتا دینا ضروری ہے کہ فی کیال وہ گروہ علما ہے جسے رومہ کے سب سے عادل اور کریم النفس بادشاہ نیوما نے امن کا نگران مقرر کیا تھا اور انکا کام تھا کہ تمام اسباب پر غور کرنے کے بعد یہ فیصلہ کرین کہ کن صورتون مین رومیون کا لڑائی اوٹھانا جایز اور واجبی ہے ؛ لیکن جب ارکان مجلس نے اس مسئلہ کو عوام الناس کے سامنے پیش کیا اور وہان بھی علماے موصوف نے اپنے ہموطن فیبیون کے خلاف تقریر کی تو مجمع پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا اور ان کی راے پر کوئی التفات نہ کی گئی بلکہ انھون نے حقارت آمیز ضد کے ساتھ اسی شخص کو مع اسکے سب بھائیون کے جنگی ٹریبیون منتخب کیا جس سے یہ حرکت سرزد ہوئی تھی ؛ غالون نے جب یہ واقعہ سنا تو غصے سے بیتاب ہوگئے اور تاخیر کو بالاے طاق رکھ کے جس قدر جلد ہو سکا رومہ کی طرف روانہ ہوے - راستے مین جن جن مقامات سے گذرے وہان کے باشندے انکی فوجی شان و شوکت اور تعداد سے اس قدر ڈرے کہ انھین اپنے علاقون کے چھن جانے کا پورا یقین ہوگیا اور ان کی زبردستی کے مقابلے مین اپنے شہر بچا سکنے کی بھی کوئی امید نہ رہی - لیکن ان ہیبت زدون کی توقع کے خلاف غالون نے رستے مین کسی کو نہ چھیڑا اور نہ اُنکی کھیتیون کو کسی قسم کا نقصان پہونچایا - بلکہ جب وہ کسی آبادی کے قریب سے گذرتے تو پکار پکار کے کہتے کہ ہم رومہ جا رہے ہین ، اہل رومہ سے ہی ہماری لڑائی ہے اور باقی سب کو ہم اپنا دوست سمجھتے ہین ؛

ادھر رومی بھی جنگ کی تیارین مین مصروف تھے اور وحشی حملہ آورون کے بہ سُرعت آپہونچنے سے پہلے مقابلے کا سامان کر رہے تھے - اور جو لشکر ان کے جنگی ٹریبیونون نے مجتمع کر لیا تھا

اسکی تعداد غالون سے گھٹی ہوئی نہ تھی (چنانچہ چالیس ہزار پیادون سے کم فوج نہ ہوگی) لیکن اسمین بہت سے ایسے نوعمر سپاہی تھے کہ جنھون نے پہلے کبھی لڑائی مین ہتیار نہ چلائے تھے، علاوہ ازین اس مرتبہ انھون نے تمام مذہبی مراسم سے بے پروائی کی تھی اور نہ قربانیون کے ذریعے اچھی فالین حاصل کی تھین نہ اپنے کاہنون سے رجوع لائے تھے جو خطرے مین اور لڑائی سے پہلے بالکل قدرتی اور ضروری ہین۔ مزید برآن ان کے فوجی سردارون کا گروہ کثیر بھی اپنے اختلافات سے تمام کارروائیون مین بڑا خلل اور انتشار پیدا کر رہا تھا۔ حالانکہ اس سے قبل معمولی موقعون کے لیے بھی وہ اکثر ایک شخص کو افسر اعلےٰ انتخاب کر لیا کرتے تھے جس کا نام ڈکٹیٹر (مختار السلطنت) ہوتا تھا، کیونکہ وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے تھے کہ ایسے نازک وقت مین تمام سپاہیون کا بالکلیہ فرد واحد کے زیر حکم ہونا کس قدر ضروری اور مفید ہے۔ اس موقعہ پر انتظام بھی انھون نے نہین کیا تھا۔ ان سب دقتون مین یہ امر اور اضافہ کرو کہ سپاہیون کو کامی لس کا طرز عمل یاد تھا اور اس وجہ سے اب افسرون کا اُن سے، اسی قدر خوش رکھے بغیر، کام لینا نہایت دشوار و مشکوک نظر آتا تھا۔ بہرکیف اسی حال مین وہ شہر سے نکلے اور رومہ سے دس میل پر ایلیا ندی کے کنارے خیمہ زن ہوے۔ (اس مقام سے تھوڑے ہی فاصلے پر یہ ندی دریائے ٹیبر مین جا گرتی ہے) یہین غالون نے اُن پر حملہ کیا اور یہین نہایت بزدلانہ مدافعت کے بعد، جو ساری فوجی باقاعدگی اور ترتیب سے معرّا تھی، انھون نے ہزیمت کامل پائی۔ چھوٹتے ہی تو رومیون کا میسرہ دشمن نے ندی مین دھکیل دیا جہان وہ بالکل فنا ہو گیا۔ میمنہ کو البتہ کم نقصان پہونچا کہ حملے کا دھچکا برداشت کرنے سے پیشتر ہی وہ پسپا ہو گیا۔ اسکے سپاہی میدان چھوڑ چھوڑ کے پہاڑیون کے اوپر چڑھ گئے اور وہان سے بہت سے تو بعد مین گر پڑ کے رومہ پہونچ گئے اور باقیماندہ جو قتل ہونے سے بچے، کیونکہ دشمن انھین مارتے مارتے تھک گئے تھے، انھون نے رات کے وقت، رومہ کی اور جو کچھ رومہ مین تھا اس سب کی طرف سے قطعی ناامید ہو کے، وی آی کا رستہ لیا۔

یہ لڑائی تقریباً وسط گرما مین واقع ہوئی تھی، اس رات پورا چاند تھا، اور دن خاص وہ تھا

کہ جس دن اس سے پہلے بھی خاندان فیبی پر تباہی نازل ہوئی تھی اور اس نام کے تین سو آدمی ایک ہی وقت مین سٹکون نے کاٹ دیے تھے۔ لیکن اس دوسری ہزیمت کے باعث اس دن کا نام ایلیا ندی کے نام پر ایلی ان سس (یوم ایلیا) پڑگیا اور آج تک برقرار ہے۔ دنون کے منحوس ہونے کے متعلق خواہ ہم اسے مانین یا نہ مانین اور خواہ ہراکلی ٹس کا ہیسیڈ کی خبر لینا بالکل واجبی ہو[1] ہمین نے علیحدہ مقام پر بحث کی ہے۔ پھر بھی میرا خیال ہے کہ بہ لحاظ مضمون اس جگہ دو چار سطرین ایزاد کر دینا خالی از دلچسپی نہو گا:۔

واضح ہو کہ اہل بیوشیہ (یونان ہیوڈرومیس مہینے کی پانچوین تاریخ کو مبارک تصور کرتے ہین۔ یہ مہینا ایتھنز یون کے ماہ ہکاتومبیان سے تطابق رکھتا ہے، اور اسی کی پانچوین کو بیوشیہ والون نے دو جلیل الشان معرکے جیتے تھے جنمین پہلا ٹامیاس کے ساتھ لکڈامین اور دوسرا اہل تھسلی سے سرنیوس کے میدان مین تین سو برس پہلے واقع ہوا تھا۔ اور ان دونون فتوحات نے یونان کی آزادی بچالی تھی۔ اسی طرح بودرومیان مہینے مین چھٹی تاریخ کو تو یونانیون نے عجمی لشکر کو میراتھان مین شکست دی اور تیسری کو پلیٹیا اور میکالی مین۔ اسی مہینے کی پچیسوین کو (سکندر کے زیر کمان) وہ ارببلا مین دارا پر غالب آئے۔ ایتھنز والون نے اور بحری لڑائیان بھی اسی مہینے کی تیرھوین اور بیسوین تاریخ جیتین! ایک نکساس پر جہان شب ریاس انکا سردار تھا اور دوسری سلامیس پر جسکا ذکر ہم اپنے رسالے متعلق بہ ایام مین کر چکے ہین۔

ملکتون (یعنی غیر یونانی لوگون) کے لیے ہتر گیلیان کا مہینہ بھی بہت ناسازگار تھا کیونکہ اسی مین گرانی کش کی لڑائی ہوئی اور سکندر نے ایرانی جرنیلون کو مغلوب و منکوب کیا۔ اسی مہینے کی چوبیسوین کو قرطاجنہ والون نے جزیرہ صقلیہ مین موٹیین کے ہاتھون شکست کھائی اور بقرینۂ غالب

[1] مصنف کا بیان ہے کہ ہیسیڈ نے سعد و نحس دنون مین امتیاز قائم کیا تھا اور اسی پر پراکلی ٹس نے اس کی گرفت کی ہے اور لکھا ہے کہ دن تو سب قدرتی طور پر ایک سے ہوتے ہین ان مین فرق کرنا ہیسیڈ کی اوہام پرستی اور جہالت ہے۔ انتہا۔ م

اسی دن اور مہینے مین ٹروا سے تسخیر ہوا، جیسا کہ افورس، کلیس تن، ڈاسٹس اور فیلارخس کا بیان ہے ؛

اس کے برعکس مٹاگٹ نیان کا مہینہ جسے بیوشیہ والے بانی مس کہتے ہین، یونانیون کے لیے کچھ مبارک نہ تھا۔ کیونکہ اسی مہینے کی ساتوین کو جنگ کرآن واقع ہوئی جسمین مقدونوی سپہ سالار انٹی پاٹر نے یونانیون کو تباہ کردیا۔ اس سے قبل شیرونیہ مین فیلقوس کے ہاتھون بھی وہ اسی مہینے مین منہزم ہوے تھے اور خاص اسی روز اور اسی سال اطالیہ مین ملکشون نے آرکی ڈاموس اور اسکے ساتھیون کو کاٹ دیا تھا ؛ اس مہینے کی اکیسوین کو قرطاجنہ کے لوگ بھی اپنے لیے منحوس ترین بتاتے ہین کہ اس دن جس قدر نقصانات انھون نے بار بار اٹھائے اور کسی دن نہین اٹھائے تھے ؛

مین اس بات سے ناواقف نہین ہون کہ سکندر نے تھیبہ کو دوبارہ برباد کیا ہے تو وہ تھیبہ والون کا ایک مبارک اور تہوار کا دن تھا یا ایتھنز پر مقدونوی فوج نے قبضہ کیا تو دردمیان مہینے کی بیسوین تھی اور اسی دن وہ اپنے اوتار ایاکوس کا جلوس نکالا کرتے ہین۔ یا شاگرد میون نے بھی ایک تاریخ مین توسبری قوم سے ہزیمت کھائی اور ان کا سردار سیتو اپنی فوج سمیت دہین کام آیا، مگر دوسرے سال خاص اسی دن ان کے جرنیل لوکلس نے آرمینیہ اور دجلستان کے لوگون پر غلبۂ کامل حاصل کیا۔ یا پمپی اور شاہ اٹالس عین اسی دن مرے جس دن کہ وہ پیدا ہوے تھے اور اسی طرح بہت سے دن جنمین متضاد نوعیت کے واقعات ظہور مین آئے گنائے جاسکتے ہین لیکن بہر تقدیر یہ دن (یوم ایلیا) تو رومیون کے ہان ہمیشہ نامبارک شمار ہوا اور جب حسب دستور بزدلی اور توہم پرستی بڑھتی گئی تو ہر مہینے کے اور دو دن بھی منحوس سمجھے جانے لگے مگر اس مضمون پہ مین اپنی تصنیف رومی مسائل Roman Questions مین زیادہ شرح وبسط کے ساتھ بحث کرچکا ہون ؛

اب ہم پھر اصل قصے کی طرف رجوع کرتے ہین کہ اگر دشمن لڑائی جیتنے کے بعد فوراً ہی مفرور ہین

کا تعاقب کرتا تو رومۃ الکبریٰ کا تباہ ہو جانا ناگزیر تھا اور بے شبہ جو لوگ وہاں تھے انمین سے کوئی زندہ نہ بچ سکتا۔ کیونکہ میدان جنگ سے بھاگ کر آنے والون نے شہر مین ایسا خوف و ہراس پیدا کر دیا تھا کہ ہر طرف ایک طوفانِ بے تمیزی برپا تھا اور ہر ایک کو بے حواسی مین بھاگنے کے سوائے کوئی تدبیر جان بچانے کی نہ سوجھتی تھی؛ لیکن غالون کو خبر نہ تھی کہ انھون نے ایسی فتح کامل پائی ہے۔ وہ محض اُس وقتی کامیابی کی خوشی مین از خود رفتہ ہوے جاتے تھے اور لوٹ کا مال جمع کرنے اور جشن منانے مین مصروف تھے۔ ان کی اسی غفلت نے جو رومی بھاگنا چاہتے تھے انھین بھاگنے کا اور جو رہ گئے تھے انھین تیاریان کرنے کا موقع دیدیا۔ چنانچہ باقی شہر کو چھوڑ کر انھون نے صرف قلعہ کی عمارت کو بچانے کا تہیہ کیا اور وہان بعض نئے استحکامات بنا کے اور مدافعانہ اسلحہ جمع کر کے اُسے خوب مضبوط کر لیا۔ اپنی متبرک چیزون کا انھین سب سے زیادہ خیال تھا لہذا انھین سے اکثر قلعے مین پھونچا دین مگر مقدس آتش کدہ کی آگ کو مقدس کنواریان متبرک اشیا سمیت اپنے ساتھ لے کے فرار ہو گئین۔ بعضون نے لکھا ہے کہ اور کوئی چیز انکی تحویل مین سواے اُس سدا روشن و زندہ آگ کے نہ تھی جسکی پرستش کو نیوما نے اصل شے ہونے کی حیثیت سے شعار دینی قرار دیا تھا۔ کیونکہ کائنات مین سب سے زیادہ مستعد یعنی حرکت کرنے والی شے آگ ہے اور دنیا کی تمام تبدیلیان اور پیداوارین یا خود حرکت ہین یا وابستۂ حرکت۔ مادے کے تمام عناصر جب تک ان مین گرمی نہ ہو بے حس اور بے جان پڑے رہتے ہین اور جو ہر حرارت کی شکل مین ایک قسم کی روح یا توانائی ملنے کے محتاج ہوتے ہین اور جو نہین اُنھین یہ روح ملتی ہے انمین فوراً فاعلی یا انفعالی قوت آجاتی ہے؛ غرض آگ کا احترام نیوما نے قائم کیا۔ اُسے ایسی عبادات اور مذہبی باتون سے خاص لگاؤ تھا اور یہ یقین بھی ہو گیا تھا کہ مجھے الٰہی قوتون سے (جنھین مجسم صورت مین میوز کہتے ہین) عزت ہمکلامی حاصل ہے۔ چنانچہ اسی نے اُس متبرک آگ کو اس بنا پر ہمیشہ روشن رکھنے کا حکم دیا تھا کہ اس مین اس قوت ازلی کا جلوہ نظر آتا ہے جو ساری کائنات کو ترتیب و تحریک بخش رہی ہے؛ ایک قول یہ ہے کہ یونانی دستور کے مثل یہان بھی یہ آگ تطہیر کی غرض سے

متبرک اشیا کے سامنے ہر وقت روشن رکھی جاتی تھی اور اصلی چیزین مندر کے نہایت مخفی مصون مین چھپی ہوئی تھین تاکہ اُن کنواریون کے سوائے جنھین مرلیان (ویسٹل) کہتے ہین کسی کی نگاہ اُن پر نہ پڑ سکے ۔ ایک عام خیال یہ تھا کہ اس مندر مین پیلاس کی مورتی گڑی ہوئی ہے جسے ایناس اطالیہ مین لایا تھا مگر بعض لوگ کہتے ہین کہ وہ پیلاس کی مورتی نہ تھی بلکہ سامتھریس کی بت تھے جنھین شاہ ردانوس اپنے ساتھ ٹرواے لے گیا تھا اور جب وہان اُس نے شہر مذکور بسایا تو ان بتون کو وہان مندرون کی نذر کر دیا اور انکی متعلقہ رسوم عبادات جاری کین ۔ اس کے بعد ٹرواے کو یونانیون نے فتح کر لیا تو یہ بت ایناس نے اُٹھا لیے اور اطالیہ آنے تک اپنے پاس چھپائے رہا ۔ جن لوگون کو اس معاملے مین زیادہ واقفیت کا دعوے ہے وہ ایک اور ہی روایت سناتے ہین اور بہ وثوق بیان کرتے ہین کہ وہ معمولی جسامت کے دو پیپے تھے جن مین ایک خالی منہ کھلا رکھا رہتا تھا اور دوسرے مین تبرکات بھرے ہوے تھے اور اسکا منہ خام کر دیا گیا تھا اور ان دونون کو سوائے خاص خاص مقدس کنواریون کے کوئی نہ دیکھ سکتا تھا ۔ لیکن بعض اشخاص اس قول کو نادرست خیال کرتے ہین اور مغالطے کی وجہ یہ بتاتے ہین کہ غالوی حملے کے وقت مرلیون نے اپنے تبرکات دو پیپون مین بند کر دیے تھے اور انھین کوری نس کے مندر مین ایک مخفی جگہ دفن کر دیا تھا ۔ چنانچہ وہی جگہ آج کے دن تک پیپون کے نام سے موسوم ہے ؛

مذکورۂ بالا واقعے کی اصلیت جو کچھ بھی ہو، مرلیون کے فرار ہونے مین شبہ نہین ۔ اور جب وہ اپنے منتخب اور نادر تبرکات لے کے دریا کے کنارے کنارے بھاگی جا رہی تھین اسوقت لوسیس البی نیس ان کے پاس سے گذرا یہ شخص رومہ کا ایک معمولی شہری تھا اور دوسرے مفروروں کے مثل اپنے اسباب اور بیوی بچون سمیت ایک گاڑی مین شہر سے نکل کھڑا ہوا تھا ۔ اُس نے جو دیکھا کہ غریب مرلیان قطع مسافت اور تبرکات کے بوجھ سے جنھین وہ گود مین لیے ہوے تھین، ایسی تھکی ماندی ہو رہی ہین کہ اُن سے چلا نہ نہین جاتا، تو فوراً گاڑی روک کر اپنے بیوی بچون اور اسباب کو اُتار لیا اور مقدس کنواریون کو سوار کرا دیا کہ وہ یونانیون کے کسی شہر (نوآبادی) مین جا کر پناہ لے سکین ؛

ایسی سخت مصیبت کے وقت مین البی نس کا یہ فعل، دیوتاؤن سے سچی عقیدت اور دینداری کی بے نظیر مثال ہے اور اس بات کا مستحق نہ تھا کہ اُسے قلمانداز کردیا جاتا؛

لیکن ان مرلیون کے سوائے اور کسی مندر کے پجاری نے اپنے دیوتاؤن کے پاس سے جانا پسند نہ کیا اور بہت سے ضعیف العمر ارکان مجلس کو بھی، جنمین سے اکثر قنصل رہ چکے تھے اور بعضون نے اسی شہر کی گلیون مین فتح کے جلوس نکالے تھے، رومہ کو چھوڑنا گوارا نہوا بلکہ اپنی قابل احترام اور شاندار عبائین پہن پہن کے پہلے تو انھون نے دیوتاؤن کے آگے سر ارادت رگڑے اور انکے اعلیٰ پروہت فے بیس نے انھین پوجا کرائی، پھر اپنے وطن پر سے گویا قربان ہوجانے کے ارادے سے، وہ ایوان عام مین اپنی اپنی جگہ ہاتھی دانت کی کرسیون پر آبیٹھے اور اس طرز نشست کے ساتھ آنے والے حادثے کا انتظار کرنے لگے!

جنگ کے تیسرے دن برنوس اپنی فوج سمیت شہر کے قریب آیا اور یہ دیکھکر کہ شہر کے پھاٹک کھلے ہوے ہین اور فصیلون پر کوئی محافظ یا چوکیدار نظر نہین آتا، اُسے اوّل اوّل شبہ ہوا کہ اس مین کوئی دھوکا یا پیچ ہے، کیونکہ فی الحقیقت اس کے وہم مین بھی نہ تھا کہ رومی ایسی پُرازیاس حالت مین ہین۔ بہرحال جب اس پر اصلیت کھل گئی تو وہ کولائین دروازے سے داخل ہوا اور بنیاد پڑے کے تین سو ساٹھ یا کچھ زیادہ سال کے بعد رومۃ الکبریٰ اسکے قبضے مین آگیا؛ یہان یہ لکھ دینا ضروری ہے کہ انھین واقعات کے تعین سال نے بعد مین اور سنین کے متعلق سخت دشواریان پیدا کی ہین لہذا قطعی طور پر نہین کہا جاسکتا کہ تسخیر رومہ کا سال بصحت یقینی محفوظ ہے باقی اس حادثے اور غالوی فتح کی نسبت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض کمزور افواہین اسی وقت یونان تک پہونچ گئی تھین۔ ہرکلیڈس پانٹی کس جو اس عہد کے تھوڑے ہی دن بعد کا آدمی ہے اپنی کتاب روح مین بیان کرتا ہے کہ مغرب سے اطلاع ملی ہے کہ اقصاے شمال کی ایک فوج نے رومہ نام کسی یونانی شہر کو، جو بڑے سمندر کے ساحل پر کہین واقع ہے، تسخیر کرلیا ہے؛ لیکن مجھے ہرکلیڈس جیسے بلند پرواز اور افسانہ پسند مصنف سے یہ امر بعید نہین معلوم ہوتا کہ اس نے اصل واقعے

اتصلے شمال اور بڑے سمندر کے فقرے خود اپنی طرف سے تزئین کے لیے اضافہ کر دیے ہون۔ باحوال ظاہر مقدمین اہل یونان مین حکیم ارسطو نے رومہ کی تسخیر کا حال سب سے زیادہ صحیح سنا تھا۔ لیکن غالون کے پنجے سے اُسے رہائی دلانے والے کا نام ارسطو نے بھی غلطی سے لوسیس لکھا ہے حالانکہ کامی لس کے نام کا جزو اوّل لوسیس نہ تھا مرفق تھا:۔ مگر اب ان قیاسی باتون کو چھوڑ کر ہم نفس واقعہ کی طرف متوجہ ہوتے ہین:۔

برنوس نے شہر پر قبضہ کرتے ہی ایک مضبوط دستہ قلعے کے گرد متعین کیا اور خود ایوان عام مین گیا جہان رومۃ الکبریٰ کے سن رسیدہ بزرگ تہذیب و ترتیب کے ساتھ خاموش بیٹھے تھے اور یہ دیکھکر کہ نا اسکے آنے پر انھون نے تعظیم دی نہ ان کے چہرے کا رنگ بدلا بلکہ جس طرح بے خوفی اور شان استغنا سے وہ اپنے عصون پر جھکے ہوے تھے اسی طرح ساکت بیٹھے ہوے آپس مین ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ برنوس حیران و ششدر رہگیا۔ اسکے اور ساتھی بھی دیر تک اس حیرت انگیز منظر کو مبہوت کھڑے دیکھتے رہے۔ انھین جرات نہ ہوتی تھی کہ انمین سے کسی کے پاس جائین یا ہاتھ لگائین کہ انھین وہ جلسہ انسان سے برتر ہستیون کا مجمع معلوم ہوتا تھا۔ لیکن آخر ایک شخص جو اورون سے زیادہ جری تھا آگے بڑھا اور مرفق پیپریس کے قریب آکے اپنا ہاتھ بڑھایا اور ٹھوڑی کو آہستہ سے چھوکر اس کی لمبی ڈاڑھی کو جنبش دی۔ اس پر پیپریس نے زور سے عصا اُسکے سر پر مارا جسکے جواب مین وحشی غال نے تلوار سونت کر ایک ہی وار مین اُس کا کام تمام کر دیا یہ قتل و خونریزی کا گویا آغاز تھا کیونکہ اُس کی تقلید مین دوسرے ملیچھون نے بھی تلوارین کھینچ لین اور نہ صرف اُن رومی بزرگون کو بلکہ ہر ایک کو جو انھین ملا قتل کر ڈالا۔ پھر ایک ایک گھر کو لوٹنا اور غارت کرنا شروع کیا اور کئی دن تک اس مشغلے مین لگے رہے۔ بعد مین جب قلعے کے لوگون نے ان کی اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا اور جتنے حملے اُن کے استحکامات پر کیے گئے انھین نقصان کے ساتھ رد کر دیا تو غالون کے غصے کی انتہا نہ رہی انھون نے سارے شہر کو تباہ کرنے کی ٹھان لی، وہ مکانات کو جلا جلا کے مسمار کرنے لگے اور بوڑھا بچہ عورت مرد جو اُن کے

ہاتھ پڑا اُسے مار ڈالا ؛

اور اب قلعۂ روما (کیپی ٹال) کے محاصرے نے اتنا طول کھینچا کہ غالون کو سامان خوراک کی کمی محسوس ہونے لگی۔ تب انھون نے اپنی فوج کے دو حصّے کیے جسمین سے ایک تو بادشاہ کے ساتھ محاصرے مین رہا اور دوسرا دیہات کو تاراج کرنے باہر نکلا اور جو قصبہ یا گانون اسے ملا لوٹ لیا۔ لیکن اس حصّۂ فوج کے انھون نے الگ الگ دستے کر لیے تھے اور ان کو مسلسل کامیابیون نے اب ایسا بے پروا بنا دیا تھا کہ ان کی چھوٹی چھوٹی جماعتین بھی ادھر اودھر جہان چاہتین بے خوف وخطر پڑی پھرتین۔ مگر ان کی سب سے بڑی اور منتظم جمعیت وہ تھی جس نے شہر ارڈیہ کا رخ کیا جہان کامی کس روما چھوڑنے کے بعد سے آرہا تھا اور تمام سیاسی معاملات سے دست کش ہوکر ایک خاموش زندگی گذار رہا تھا۔ لیکن واقعات مذکورہ نے اُسے چونکا دیا تھا اور دشمن کا ارڈیہ کی طرف آنا سنکر، بچنے اور لڑائی سے ٹل جانے کے بجاے اسے یہ فکر تھی کہ کوئی موقع ملے تو غالون سے انتقام لے۔ اہل ارڈیہ، وہ جانتا تھا کہ تعداد مین کچھ کم نہین ہین اور لڑنے سے ہچکچاتے ہین تو اس کی وجہ محض اُن کے افسرون کی ناتجربہ کاری اور پست ہمتی ہے۔ پس پہلے اُس نے وہان کے نوجوانون سے سلسلہ جنبانی کی اور یہ مران کے ذہن نشین کر دیا کہ رومیون کی پچھلی ہزیمت کا باعث غالون کی شجاعت نہین ہے اور نہ وہ نقصانات کثیر جو اہل روما کو محض اپنے افسرون کی نالیاقتی سے برداشت کرنے پڑے، غالون کی جنگی فوقیت کے دلیل ہین۔ فی الحقیقت یہ تمام حادثات تقدیری قوت کا ایک ثبوت تھے۔ اور اگرچہ ان ملیچھون کو (جنکا مقصد، آگ کی طرح، سوا اسکے کچھ نہین کہ جہان جائین تباہی اور بربادی پھیلا دین) نقصان اُٹھا کے بھی اپنے ملک سے دفع کرنا عین شجاعت ہے تاہم مین اس بات کا اقرار کرتا ہون کہ اگر ارڈیہ کے لوگ ذرا بھی استقلال وہمت سے کام لین تو بغیر کسی جوکھون کے فتح انکی ہے! کامی کس کی یہ باتین سنکر نوجوان اسکا ساتھ دینے پر آمادہ ہوگئے اور انھین رضامند دیکھ کے وہ شہر کے حکام اور اہل مجلس کے پاس گیا اور جب انھون نے بھی یہ تجویز مان لی تو اس نے تمام قابل جنگ لوگون کو مجتمع کیا

اور شہر پناہ کے اندر صف بندی کی تاکہ دشمن انھین نہ دیکھ سکے - کیونکہ اُس وقت غال سارے نواح مین غارت گری کرنے کے بعد قریب ہی میدانون مین خیمہ زن تھے - لوٹ کے مال سے ان کی گھڑیان بھری ہوئی تھین اور رات ہوگئی تو شراب خواری سے بدمست ہو ہو کے وہ نہایت بے پروائی کے ساتھ ادھر اُدھر پڑ رہے تھے - کامی لس کے جاسوسون نے یہ سب خبرین اسکو پہونچا دین اور یہ سنکر کہ اب انکے لشکر مین بالکل سناٹا ہوگیا ہے، اس نے اپنی فوج شہر کے باہر نکالی، بیچ کا میدان خاموشی کے ساتھ طے کیا اور ٹھیک آدھی رات مین، انکے پڑاؤ کی باڑون پر پہونچ کر اس نے اپنے لشکریون کو قرنا بجانے اور خوب شور وغل کرنے کا حکم دیا - اس کا نتیجہ ہوا کہ ان مین ہر طرف کمال دہشت اور سراسیمگی پھیل گئی ساتھ ہی شراب کے نشے نے بے قابو کرکے اور نیند نے سست بنا کے انھین جلدی سے اُٹھ بیٹھنے یا تیار ہو جانے کا موقع نہ دیا صرف چند آدمی جن کے نشے خوف نے ہرن کر دیے تھے کسی قدر ترتیب سے کچھ دیر مدافعت کر سکے اور اسلحہ بدست مرے در نہ تعداد کثیر پر کہ پہلے ہی خواب و شراب کی بدولت نیم مردہ ہو رہی تھی اس بے خبری مین حملہ ہوا اور وہ بے ہتیار اوٹھائے قتل کر دیے گئے - رات کی تاریکی نے جن کو بچا دیا تھا اور وہ پڑاؤ سے زندہ نکل گئے تھے صبح ہوتے ہی وہ بھی ادھر اُدھر کھیتون مین منتشر، بھٹکتے ہوے پائے گئے اور تعاقب کرنے والے سوارون نے انھین بہ آسانی گرفتار کر لیا ؛

اس شبخون کی شہرت بہت جلد قرب وجوار مین پھیل گئی اور جگہ جگہ نوجوانون کے دل مین کامی لس کے زیر علم جمع ہو کر لڑنے کا جوش پیدا ہوگیا - مگر اس کا سب سے زیادہ اثر اون رومیون پر ہوا جو جنگ ایلیا سے جان بچا کے شہر وی آئی مین آرہے تھے اور وہ کف افسوس مل مل کر کہنے لگے کہ اے خدا یہ کیسی بدقسمتی ہے کہ ایسا بے عدیل سپہ سالار رومہ سے چھین کر ارڈیہ کو دیدیا جائے کہ اپنے کارنامون سے اسکی عزت دوبالا کرے - بجا یکہ وہ شہر جس نے اس نامور شخص کو جنا اور پرورش کیا دشمنون کے قبضے مین جا چکا ہو اور مٹ گیا ہو اور ہم بغیر کسی سردار کے اجنبی فصیلون مین بند، ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیکار بیٹھے ہون اور اطالیہ ہماری آنکھون کے سامنے تاراج و برباد ہو رہی ہو؛

پھر وہ آپس مین کہنے لگے کہ جب وہ وطن اور شہری دشمن کے قبضے مین چلا گیا تو نہ ہم وہان کے شہری رہے نہ کامی لس جلا وطن رہا، پس آؤ اردیہ والون کے پاس پیغام بھیجین کہ وہ ہمارے جرنیل کو ہمین واپس دیدین اور اگر یہ نہو تو پھر ہم خود ہتیار لے کے اس کے پاس پہونچ جائین"

اس تجویز کو سب نے پسند کیا اور کامی لس کو سپہ سالاری کرنے کے واسطے بلوایا لیکن کامی لس نے جواب دیا کہ مین اس وقت تک یہ منصب قبول نہین کرسکتا جب تک کہ وہ لوگ جو ہنوز قلعۂ رومہ مین موجود ہین مجھے باضابطہ نہ مقرر کردین - کیونکہ جب تک وہ لوگ زندہ ہین مین اُن کو اپنا ملک سمجھتا ہون اور جو وہ حکم دین اس کی تعمیل کو دل و جان سے حاضر ہون لیکن بے اُنکی رضامندی کے مین کسی کام مین دخل نہ دونگا"

رومی مفروروں کو یہ جواب پہونچا تو انھون نے کامی لس کی منکسر مزاجی کو بہت سراہا مگر وہ حیران تھے کہ قلعے والون کو یہ اطلاع کیونکر پہونچائین - دشمن کا شہر پر کامل قبضہ تھا اور ایسی حالت مین قلعے کی بیرونی دیوارون تک پہونچنا بھی محال نظر آتا تھا، اس عالم تردد مین پونٹیل کونی نیس نے ان کی دستگیری کی اور قلعے مین جانے کا بیڑا اُٹھایا - یہ بخوشی جو کھون مین پڑنے والا نوجوان رومہ کے کسی ممتاز خاندان سے تعلق نہ رکھتا تھا مگر ناموری حاصل کرنے کی اُسے بڑی تمنا تھی اور اب بغیر کوئی خط یا تحریر لیے وہ قلعے مین جانے پر آمادہ ہوگیا تاکہ گرفتار ہوجانے کی صورت مین بھی کامی لس کی تجویز کا حال دشمن پر منکشف نہو - پھر اس نے غریبانہ کپڑے پہنے اُن کے نیچے کچھ کاک رکھا اور کمال دلیری سے روز روشن ہی مین روانہ ہوگیا - شام ہوتے وہ رومہ پہونچا مگر پل پر دشمن کا پہرہ تھا اس لیے وہان سے گذرنا محال تھا، پس کونی لس نے اپنے کپڑے اُتارے، وہ نہ تعداد مین زیادہ تھے نہ وزن مین بھاری - انھین اپنے سر پر باندھا اور کاک کو پھیلا کے بدن کے نیچے رکھا اور اسکی مدد سے خندق شہر کو تیر کے پار اُتر گیا - پھر اُن مقامات سے بچا بچا تا جہان دشمن کے سپاہی جاگ رہے تھے (اور اس کا اندازہ روشنی یا ان کی آوازون سے ہوسکتا تھا) وہ کارمنٹل دروازے تک چلا آیا - یہان سب سے زیادہ خاموشی چھائی ہوئی تھی اور یہین قلعے کی پہاڑی بالکل سیدھی اُٹھی چلی گئی تھی اور

اُس کی ناہموار چٹانین جگہ جگہ سے ٹوٹی ہوئی اور دندانے دار تھین - انھین دندانون کے سہارے بہزار دقت وخرابی، کومی نس اوپر چڑھا اور قلعے کے چوکیدارون کے سامنے جاکے سلام کیا اور اپنا نام بتایا - اس پر وہ اندر لے لیا گیا اور افسرون کے سامنے پیش ہوا - اسی وقت مجلس منعقد کی گئی اور کومی نس نے انھین سرے سے کامی لس کی کوششون اور فتح کا حال سنایا جس کی یہان والون کو کوئی خبر نہ ملی تھی پھر اُس نے رومی مفرورین کی استدعا سے انھین مطلع کیا اور التجا کی کہ کامی لس کو سپہ سالار مقرر کر دیا جاے کیونکہ صرف وہی ایسا شخص ہے جس پر باہر والے رومی پورا اعتماد کر سکتے ہین ؛ ان تمام باتون کو اہل مجلس نے سنا اور پھر غور ومشورہ کے بعد بہ اتفاق کامی لس کو مختار السلطنت مقرر کرنے کا اعلان کیا اور کومی نس کو اُسی راستے جس سے وہ آیا تھا، واپس بھیجدیا اور وہ پھر اُسی کامیابی کے ساتھ، دشمن کے ہاتھ پڑے بغیر، شہر سے بخیر وعافیت نکل گیا اور وی آی پہونچ کر رومیون کو مجلس کے فیصلے سے اطلاع دی جسے انھون نے کمال مسرت وشادمانی کے ساتھ سُنا - کامی لس کو اسی وقت یہ خبر پہنچا دی گئی اور اُسے وی آی آنے پر بیس ہزار مسلح سپاہی تیار ملے اور اب اس فوج مین اپنے دوسرے رفقا کو شامل کرکے وہ غالون پر حملہ کرنے کا سامان کرنے لگا ؛

اس اثنا مین یہ تازہ واقعہ رومہ مین اور پیش آیا کہ کچھ ملچھ اتفاقاً ادھر سے گذرے جہان سے کومی نس رات کے وقت قلعے پر چڑھا تھا - اور ان کی نظر اُن نشانات پر پڑی جو کومی نس کے چڑھتے مین اس کے قدمون سے پڑ گئے تھے - کسی کسی جگہ وہ پودے جو چٹان مین سے اُگ آئے تھے ملے دلے معلوم ہوتے تھے اور مٹی بھی کھرچی ہوئی تھی - یہ دیکھکر وہ فوراً اپنے بادشاہ کے پاس گئے اور اس واقعے کی اطلاع دی - سنتے ہی برنوس بذات خود وہان آیا اور نشانات کو دیکھکر اس وقت تو کچھ نہ بولا لیکن شام کو اُس نے اپنے چند سپاہیون کو منتخب کیا جو کوہستان کے رہنے والے، پہاڑون پر چڑھنے کے عادی اور بدن کے نہایت پھرتیلے تھے اور اُن سے کہا کہ دیکھو دشمن نے خود ہمین حملے کا راستہ بتا دیا ہے جس سے پہلے ہم ناواقف تھے، اور یہ سبق دیدیا ہے کہ یہ کام نہ ایسا دشوار ہے نہ

محال کہ آدمی اسپر قادر نہ آسکے - فی الحقیقت ہمارے لیے بڑی شرم کی بات ہوگی اگر ایسے اچھے آغاز کے بعد آخر مین ناکام رہ جائین اور اس مقام کو ناممکن التسخیر سمجھ کے چھوڑ دین جسنے دشمن خود دکھا رہا ہے کہ کیونکر فتح کیا جا سکتا ہے - اور اگر ایک آدمی بہ آسانی اوپر چڑھ سکتا ہے تو زیادہ تعداد کے واسطے چڑھ جانا یقیناً دشوار نہ ہوگا بلکہ وہ باہم ایک دوسرے کو بڑا سہارا اور تقویت پہونچائین گے ؛ اب ہم مین سے ہر شخص کو جو اس کام مین حصہ لے مین بڑے سے بڑا انعام و اعزاز دینے کا وعدہ کرتا ہون ؛؛

برٹوس تقریر کر چکا تو اسکے سپاہی آگے بڑھے اور انھون نے خوشی خوشی اس کام کا بیڑا اوٹھایا اور ٹھیک آدھی رات کو ان کی ایک جماعت نے پہاڑی پر چڑھائی شروع کی اور نہایت خاموشی اور احتیاط سے اسی خوفناک ڈھلان کو اپنا راستہ بنایا جسپر سے کومی نس چڑھا اُترا تھا - اور تھوڑی دیر مین انھین معلوم ہوگیا کہ وہان خود بہ خود چڑھائی کی گنجایش ملتی چلی جاتی ہے اور ان قدرتی کھنڈون کے باعث دراصل وہ مقام اتنا دشوار گذار نہین جتنا کہ وہ سمجھ رہے تھے ؛ غرض اس طرح ان کے اگلے آدمی چوٹی پر پہونچ گئے تو انھون نے باقاعدہ صف کی صورت مین بیرونی استحکامات پر حملہ کیا اور چوکیدارون کو آسانی سے مغلوب کر لیا جو کہ بے خبر پڑے سو رہے تھے کیونکہ غالون کی آمد ایسے اخفا کے ساتھ ہوئی تھی کہ نہ انھین کسی آدمی نے آتے دیکھا تھا نہ کسی کتے نے - لیکن جونو کے مندر کے پاس ہی مقدس لطخین پلی ہوئی تھین جنھین حالت امن مین تو بہت کچھ کھلایا پلایا جاتا تھا پر آج کل غلہ اور سامان خوراک مین کمی پڑ جانے کی وجہ سے انکی حالت سقیم ہو رہی تھی - چونکہ یہ جانور بالطبع بھی زود حس ہے اور ذرا سی آہٹ سے ہشیار ہو جاتا ہے ، اور ان دنون تو بھوک کی وجہ سے وہ اور زیادہ بے چین اور چوکنی رہتی تھین ، لہذا انھون نے اسی وقت غالون کا آنا معلوم کر لیا اور ادھر سے اُدھر دوڑ دوڑ کے اپنی قل قل قل قل کی آوازون سے سارا قلعہ سر پر اُٹھا لیا - ادھر غالون نے یہ سمجھکر کہ لوگون نے ہمین دیکھ لیا ہوگا اب اپنے تئین چھپانے کی کوشش چھوڑ دی اور نعرے لگاتے ہوئے زور شور سے آگے بڑھے ؛ اس وقت رومیون مین سے بھی ہر شخص نے جلدی مین

جو ہتیار ہاتھ پڑا، اُٹھالیا اور مدافعت کے لیے دوڑ پڑا؛ سب سے اول حملہ آورون کے مقابلے مین مان لیس پہونچا۔ وہ قصلی مرتبے کا نہایت قوی الجسم اور دلیر آدمی تھا اور آتے ہی اُس نے ایک ساتھ دو غالون پر حربہ کیا اور پہلے کا، جو تلوار علم کرکے وار کیا ہی چاہتا تھا، اس نے دہنا ہاتھ اُڑا دیا پھر اسی کرچ کی نوک دوسرے کے مُنہ مین بھونک دی اور اُسے ڈھکیل کے بلند پہاڑی پر سے نیچے لڑھکا دیا۔ اس کے بعد مان لیس گڑبڑ پر چڑھ گیا اور دوسرے لوگون کی مدد سے جو دوڑ دوڑ کے آپہونچے تھے اُس نے باقیماندہ حملہ آورون کو پسپا کر دیا جنکی، اول تو جمعیت کچھ زیادہ نہ تھی اور دوسرے انھون نے اس دلیرانہ جسارت کے مناسب بہادری بھی نہ دکھلائی غرض رومی خطرۂ مذکور سے بچ گئے اور صبح ہوتے ہی انھون نے چوکیدارون کے افسر اعلیٰ کو سزاے موت دی یعنی قلعے کی بلندی سے اُسے اپنے دشمنون کے اوپر پھنکوا دیا اور مان لیس کو فتح کے صلے مین یہ انعام دینا تجویز کیا کہ ہر شخص نے اپنی ایک ایک دن کی خوراک اُسے لا دی۔ اُن دنون انھین روزانہ خوراک مین پاؤ بھر روٹی اور تھوڑی سی شراب ملا کرتی تھی لہذا یہ انعام کچھ مالی نفع کے واسطے نہ تھا بلکہ محض مان لیس کے اظہار اعزاز کے لیے ؛

اس کے بعد سے غالون کی حالت مین روز بہ روز بدتری آتی گئی ؛ دانہ چارا ان کے پاس کم ہو گیا تھا اور کامی لس کے خوف سے باہر جا کے اُس کی فراہمی بھی نہ کر سکتے تھے۔ علاوہ ازین ہزار دن لاشون کے غیر مدفون پڑے رہنے کی وجہ سے انکے آدمیون مین وبا پھوٹ پڑی تھی اور یون بھی جن کھنڈرون مین اور جلے ہوے مکانات کے قرب مین وہ رہتے تھے وہان کی خشک و ناگوار ہوائین سانس کے ساتھ پھیپھڑے مین گھستین اور ان کی صحت پر بہت بُرا اثر ڈالتی تھین۔ لیکن فتور صحت کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ وہ سایہ دار پہاڑیون کے رہنے والے تھے جہان گرمی کے بہت بچاؤ ہوتے ہین، حالانکہ یہان وہ نشیبی زمینون مین رہنے پر مجبور تھے جنکی آب و ہوا گرمی کے موسم مین انکے لیے نہایت خراب تھی اور طرہ ان سب باتون پر یہ تھا کہ محاصرے کی طوالت انھین بالکل مضمحل کیے دیتی تھی کیونکہ قلعے کے سامنے پڑے پڑے اب انھین پورے سات مہینے گذر گئے تھے ؛ غرض انکے

آدمی بہ کثرت مرنے شروع ہوے اور آخر مین یہ نوبت پہونچی کہ زندون نے اپنے مردے دفن کرنے چھوڑ دیے لیکن واضح رہے کہ اس محاصرے کی طوالت کے باعث محصورین کی حالت بھی ناگفتنی ہوگئی تھی۔ اجناس کا اُن کے پاس دن بہ دن قحط بڑھ رہا تھا اور باہر کی کوئی خبر نہ ملنے کی وجہ سے وہ کامی لس کی متوقع امداد سے مایوس ہوتے جاتے تھے اور شہر پر غالون نے پہرے ایسے قائم کر دیے تھے کہ اب قلعے سے کسی کو کامی لس کے پاس بھیجنا بھی محال تھا؛ مگر اب، دونون طرف ایسی نازک حالت ہوجانے پر، فریقین مین صلح کی کچھ سلسلہ جنبانی شروع ہوئی اور اسکا آغاز اُس بیرونی چوکیون سے ہوا جنکے پہرے دار آپس مین ایک دوسرے سے باتین کر سکتے تھے۔ فرنین کے بڑے بڑے سردارون نے جب اس تحریک کو پسند کر لیا تو اسکے بعد رومی ٹریبیون سل پی سیس نے دور سے کھڑے ہوکے برنوس کے ساتھ باضابطہ گفتگو کی اور اس مین یہ طے پایا کہ رومی ایک ہزار بار[1] سونا تاوان مین ادا کرین جسکے لیتے ہی غال بلا تاخیر رومی علاقے کو خالی کر دینگے پھر فریقین نے بروے حلف اس قرارداد کی پختگی کی اور رومی سونا تولنے کے لیے لائے۔ لیکن تولنے مین غالون نے بد دیانتی کرنی شروع کی اور اول چھپے چوری بعد زان علانیہ، ترازو کے پلڑے جھکا کے توازن بگاڑنے لگے۔ جب رومیون نے ناراض ہوکر اس حرکت کا شکوہ کیا تو برنوس نے تضحیک آمیز حقارت کے ساتھ اپنی تلوار اور پیٹی کمر سے کھول کے پلڑے مین ڈال دی اور جب سل پی سیس نے دریافت کیا کہ اسکے کیا معنے ہین؟ تو کہنے لگا "اسکے معنے ہین کمزور کی موت!" جو بعد مین ضرب المثل کے طور پر استعمال ہونے لگا۔ اس واقعے نے بعض رومیون کو ایسا برآشفتہ کیا کہ وہ اپنا سونا، ہیں لے جانے اور محاصرہ برداشت کرنے پر آمادہ ہو گئے لیکن دوسرون کے نزدیک اس معمولی نقصان کو گوارا کر لینا ہی مناسب تھا اور وہ اس کو کوئی بڑی توہین نہ تصور کرتے تھے کہ جتنا ٹھیرا تھا اُس سے زیادہ سونا دینا پڑے کیونکہ خود تاوان کا اوا کرنا ہی ایک ذلت تھا

[1] غالباً انگریزی مترجم اصل لفظ کو نہین سمجھ سکا اور اس نے ایک عام لفظ hundred weight بار، یا بوجھ کے معنے مین لکھدیا؛ مترجم

جو مجبوریون کی وجہ سے انھین اٹھانی پڑی تھی ؛

عین اُس وقت کہ غالون کے ساتھ اور خود آپس مین وہ اس معاملے پر بحث کر رہے تھے اور کوئی تصفیہ نہ ہوا تھا، کامی لس اپنی فوج سمیت دروازۂ شہر پر آ پہونچا اور جب اُسے اس مصالحت اور لین دین کا حال معلوم ہوا تو فوج کے بڑے حصّے کو تو اُس نے ترتیب کے ساتھ اپنے پیچھے آنے کا حکم دیا اور خود چیدہ سپاہیون کی ایک جمعیّت لے کے بتعجیل وہان آیا جہان رومی تھے اور جہان اُن سب نے مختار السلطنت کی حیثیت سے اس کی تعظیم کی اور خاموشی اور ادب کے ساتھ ایک طرف ہٹ ہٹ کے کھڑے ہو گئے۔ اُس نے آتے ہی ترازو کے پلڑون مین سے سونا نکال کے اپنے افسرون کے حوالے کیا اور غالون کو حکم دیا کہ اپنی ترازو اور باٹ لے کے فوراً رخصت ہو جائین "کیونکہ" وہ کہنے لگا "رومیون کا دستور ہے کہ وہ اپنے ملک کو لوہے کے وسیلے سے مخلصی دلاتے ہین نہ کہ سونے سے!" پھر جب برنوس نے بگڑنا شروع کیا کہ یہ عہد شکنی کمال ناانصافی کی بات ہے تو کامی لس نے جواب دیا کہ یہ قرارداد ہی قانونی نہین ہے اور محض آپس کی رضامندی سے کر لی گئی تھی نہ کہ مجبوری سے اور اس کے خلاف قانون ہونے کی دلیل یہ ہے کہ مین جو باضابطہ حاکم بنایا گیا ہون شریک معاہدہ نہ تھا اور بغیر میرے جن لوگون نے معاہدہ کیا وہ قانوناً اسکا کوئی اختیار نہ رکھتے تھے۔ البتہ اب میرے سامنے جو کچھ آپ کو (یعنی غالون کو) کہنا ہو وہ کہین۔ مین پورے اختیارات قانونی کے ساتھ آگیا ہون کہ جو معافی مانگین انھین معافی دون اور جو خطاکار ایسا نہ کرین انھین سزا دون ؛

ان باتون نے برنوس کو بہت غضب ناک کیا اور ان مین سخت تنازعہ پیدا ہو گیا۔ طرفین سے تلوارین کھنچ گئین اور وہ ایک دوسرے پر حملہ آور ہوے اگرچہ نہایت بے ترتیبی کے ساتھ، کیونکہ ایسی تنگ گلیون مین مکانات کے درمیان جہان باقاعدہ لڑائی ناممکن ہو بدنظمی اور گڑبڑ کے سوا اور ہو ہی کیا سکتا تھا؟ لیکن فوراً ہی برنوس نے اپنے تئین قابو مین کیا اور غالون کو جنھین سے صرف چند ضائع ہوے تھے پکار پکار کے اپنے ہمراہ خیمہ گاہ مین لے آیا، اور رات کے وقت

تمام اہل لشکر سمیت شہر سے نکل گیا اور آٹھ میل کے فاصلے سے گبی کی سڑک پر خیمے ڈالے۔ صبح ہوتے ہی کامی لس بھی شان و شوکت کے ساتھ فوج لے کے جو ہمت و جوش سے بھری ہوئی تھی، اسی مقام پر آ پہونچا اور ایک تیز و تند لڑائی مین کہ خاصی دیر تک ہوتی رہی دشمن کو شکست فاحش دی اور ان کے ہزار دن آدمی قتل کرنے کے علاوہ خیمہ گاہ کو بھی چھین لیا۔ جو لوگ بچ کر بھاگے ان مین سے کچھ تو تعاقب کرنے والون کے ہاتھ سے مارے گئے اور بہت سے ادھر اُدھر تتر بتر ہو گئے جنھین اہل دیہات نے ہر طرف سے نکل نکل کے کاٹ ڈالا۔

اس طرح رومۃ الکبرے نے کسی قدر عجیب طور پر مفتوح ہو کر اُسی طرح عجیب طور پر دشمنون سے رستگاری پائی۔ جولائی کی ماوس (یعنی پندرھوین) کے کچھ دن بعد غالون کا اُس پر قبضہ ہوا تھا اور دوسرے سال فروری کی ماوس کے قریب گویا سات مہینے کے بعد، وہ وہان سے نکالے گئے۔ نکلا ہوا ملک ہاتھ آیا اور کہنا چاہیے کہ خاص شہر نے دوبارہ زندگی پائی۔ اس احیاے ملک و وطن کے صلے مین کامی لس کا شاندار جلوس فتح نکلا جس کا وہ فی الحقیقت مستحق تھا، اور جب وہ گھوڑے پر سوار شہر مین داخل ہوا تو سیکڑون مفرورین اپنے بال بچون سمیت اسکے جلو مین تھے اور ادھر سے قلعے کے محصور (جو فاقہ کشی سے ہلاکت کے بالکل قریب پہونچ چکے تھے) نکل نکل کے اس کے استقبال کو آ رہے تھے اور آپس مین ایک دوسرے سے ہم آغوش ہو ہو کر خوشی کا رونا روتے تھے اور فرط مسرت سے ان تازہ اندوہ کشتون کو اعتبار نہ آتا تھا کہ فی الحقیقت جو کچھ ہم دیکھ رہے ہین وہ سچ ہے۔ پھر اُن کے پروہتون اور پجاریون نے آن آن کے وہ تبرکات نکالے جنھین بھاگتے وقت دفن کر گئے تھے یا اپنے ساتھ لے گئے تھے، اور کھول کھول کے محفوظ حالت مین دکھایا تو اس وقت جن لوگون نے یہ مبارک منظر دیکھا اُن کے دل جوش مسرت و عقیدت سے ایسے بے تاب ہو گئے کہ گویا ان تبرکات کے ساتھ خود دیوتا روما مین واپس لوٹ آئے ہین بعد ازان کامی لس نے دیوتاؤن پر قربانیان چڑھائین اور شہر کو علما کی ہدایت کے موافق مطہر و پاک کر کے پہلے مندر از سر نو قائم کیے اور اس مقام کو ڈھونڈ کر جہان اول مرتبہ مرقوم تذبذب

نے بلیچھون کے آنے کی پیشین گوئی ہاتف غیب سے سنی تھی، اُس نے ایک نیا مندر آواز غیب کے نام پر بھی تعمیر کیا؛

بے شبہ کھنڈرون مین اور خاک تودون کے ڈھیر مین تمام مقدس معابد کے مقامات ڈھونڈ نکالنا نہایت دشوار کام تھا لیکن کامی لس کی پرجوش سرگرمی اور پجاریون کی لگاتار محنت سے آخر کار اس مین خاطر خواہ کامیابی ہوگئی - اس کے بعد شہر کی از سر نو تعمیر کا مسئلہ پیش آیا اور چونکہ وہ قریب قریب بالکل منہدم اور خراب ہوگیا تھا اور اسکی نئی تعمیر کے لیے مصالا جمع کرنا کمال دقت طلب نظر آتا تھا، لہذا شہریون کی ہمتین پست ہوگئین - کیونکہ اس قدر مصائب و آلام اُٹھانے کے بعد ان کو قدرتی طور پر آرام لینے کی چاہت تھی اور ایسی خستہ حالی اور تہی دستی مین تعمیر شہر کی مشقتین اُٹھانے سے وہ گریز کرتے تھے اور ان کے دلون مین روما کو چھوڑ کر کے شہر وی آی چلے جانے کا خیال پھر عود کر آتا تھا، جہان ہر قسم کا سامان زیست بافراط موجود تھا اور جہان کسی مکان یا عمارت بنانے کی انھین ضرورت نہ پڑ سکتی تھی - خود غرض خوشامدیون نے بھی انکے اس خیال کو تقویت دی اور اسی ضمن مین اُن معاندانہ شبہات پر بھی، جو کامی لس کے خلاف اس کے دشمن پیدا کرتے تھے، وہ دوبارہ توجہ مبذول کرنے لگے - مثلاً اس بات پر کہ کامی لس خود غرض ہے اور ایک بنے بنائے شہر مین جانے سے محض اپنی ذاتی نمود کے لیے انھین روکتا ہے اور مجبور کرتا ہے کہ وہ اسی منہدم شہر کو جسے غالون نے جلا کر خاک کا ڈھیر کر دیا ہے نئے سرے سے تعمیر کرے تاکہ اُسکی ناموری ہو اور وہ نہ صرف ایک سپہ سالار یا حاکم بلکہ رومیولس کی جگہ روما الکبریٰ کا قابل احترام بانی بھی سمجھا جاے؛ مجلس ملکی نے یہ چرچے سنے تو پھر بدامنی کا خوف ہوا اور اسکے ارکان نے کامی لس کو عہدۂ مختار السلطنتی سے ایک سال تک دست کش نہ ہونے دیا حالانکہ نہ تو پہلے کبھی یہ عہدہ چھ مہینے سے زیادہ کسی کے پاس رہا تھا اور نہ خود کامی لس اپنی میعاد بڑھانے کا خواہان تھا؛ ساتھ ہی انھون نے عوام الناس کی دلبری اور ہمت افزائی مین کوئی دقیقہ کوشش باقی نہ چھوڑا اور طرح طرح سے انھین روما کو دوبارہ بسانے کی ترغیبین دین مثلاً کبھی

انکے بزرگون کے مقابر اور درگاہون کا واسطہ دیا کبھی اُن مقدس معابد کو یاد دلایا جنکی نگرانی رومیولس، نیوما یا اور شاہان قدیم نے انکے سپرد کی تھی اور دلائل مذہبی مین سب سے بڑھکر اُس سرکی دلیل پیش کی جو قلعۂ شہر کی بنیاد ڈالتے وقت جسم سے تازہ علٰحدہ کیا ہوا پایا گیا تھا اور جو ایک ربانی اشارہ تھا اس امر پر کہ یہی قلعۂ رومہ سارے ملک اطالیہ کا سر یعنی سردار ہوگا — پھر انھون نے وہ مقدس آگ جسے لڑائی کے بعد دوبارہ مرلیون نے روشن کیا تھا یاد دلائی اور جتایا کہ اب اس شہر کو چھوڑنا اور یہان کی آگ کو بجھنے دینا بڑی شرم کی بات ہوگی خصوصًا اس طرح پر کہ ہم لوگ کہین اور اُٹھ جائین اور اس مقام پر اجنبی آن بسین یا ویران ہوتے ہوتے وہ مویشیون کی چراگاہ کا میدان بن جاے ؛؛ اس قسم کی حجتین تھین جو رومہ کے مقتدر باشندے کبھی ناصحانہ پیرائے مین، کبھی بگڑ بگڑکے اور کبھی عاجزی کے ساتھ اپنے ہموطنون کے سامنے پیش کرتے اور کیا گھر مین اور کیا باہر جلسون مین ہر جگہ انھین دُہراتے تھے ۔ اُدھر سے جواب مین اہل شہر اپنی بے کسی اور درماندگی کی فریاد بلند کرتے اور ملتجی ہوتے کہ ہمین، جو شکست جہاز کے مسافرون کی طرح پہلے ہی مبتلاے آلام و پریشانی ہین، ایک تاراج و برباد شہر کی پُر مشقت مرمت پر مجبور نہ کرو خصوصًا اس حالت مین کہ ایک پہلے سے بنا ہوا شہر آباد ہونے کے لیے موجود اور ہمارے سامنے ہے ؛

انھین اختلافات کے خیال سے کامی لس نے اس مسئلے کو جلسۂ عام مین پیش کرنا مناسب سمجھا اور خود اس مین ایک طویل تقریر کی اور نہ صرف اپنے وطن بلکہ بہت سے اہل وطن کی مخلصانہ وکالت و نیابت کا حق ادا کیا ؛ اس کارروائی کے بعد آخر مین رائین طلب کرنے کی نوبت آئی اور لوسیس لسرشیس کی پکار ہوئی جسکا نام سب سے اوّل تھا اور جسکے بعد، کامی لس نے حکم دیا کہ، ہر شخص ترتیب سے اپنی اپنی راے دے ؛ جب خاموشی ہوگئی اور لوسیس نے سامنے آکے اپنا خیال بیان کرنا چاہا تو عین اُسی وقت اتفاقًا ایک یکصدی افسر ایوان جلسہ کے باہر پر قندازون کی جمعیت لیکے گذرا اور علم بردار سے بہ آواز بلند کہنے لگا کہ بس اسی مقام پر ٹھیر جاؤ اور اپنا جھنڈا گاڑ دو یہی جاے سب سے اچھی ہے ! ؛ اس برمحل آواز کا، اُس تذبذب و انتشار کے عالم مین بہت اثر ہوا اور

سب نے اُسے مشورۂ غیبی تصوّر کیا اور لوسیس نے عقیدت مندانہ شان سے، بقول خود، دیوتاؤن کے حسب ایما فیصلہ دیا (یعنی) روما ہی مین رہ جانے کی رائے دی) اور اُسی کی اور لوگون نے بھی تقلید کی۔ اس فال گوش نے عوام الناس کے خیالات مین بھی حیرت انگیز تبدیلی پیدا کر دی۔ وہ ایک دوسرے کو جوش و حوصلہ دلانے لگے اور پوری سرگرمی سے کام پر لگ گئے۔ لیکن اس گرمجوشی مین انھون نے گلی کوچون کی ترتیب و گنجایش کا مطلق خیال نہ رکھا اور ہر شخص نے جو جگہ قریب ہاتھ لگی یا پسند آئی وہین مکان بنا لیا اور چونکہ مشہور ہے کہ پورا شہر ذاتی جائداد اور سرکاری فصیلون سمیت ایک سال کے اندر اندر انھون نے از سر نو تعمیر کر لیا تھا، لہذا اس جلد بازی کی وجہ سے گلیان اور مکانات بہت تنگ، کھچ پچ اور بدصورت رہ گئے، اس بدنظمی کی حالت مین بھی کامی لس کے مقرر کردہ لوگ مقدس مقامات کی سراغ رسانی مین مصروف تھے اور جب پلاٹیم کے گرد پھر کر انھین مریخ دیوتا کی دیول کا پتہ چل گیا تو ہر چند وہ غالون کی تاراجی اور آتش زنی سے محفوظ نہ رہا تھا پھر بھی اس جگہ کو صاف کیا گیا اور آتش زدہ ملبا ہٹ گیا تو راکھ کے ڈھیر مین رومیولس کے فال دیکھنے کا عصا دبا ہوا ملا۔ اس قسم کے عصے ایک سرے پر سے مڑے ہوے اور لی تُوس کے نام سے موسوم ہوتے ہین اور پرندون کی اُڑان سے جب فال دیکھی جاتی ہے تو برج آسمانی کی تقسیم انھی عصون کے ذریعے کرتے ہین اور رومیولس کو فال کھولنے مین بڑا ماہر تھا، اسی عصے سے کام لیتا تھا، اور جب وہ دنیا سے غائب ہوا تو پجاریون نے یہ عصا دیگر تبرکات کے مانند، لوگون کی دسترس سے بچا کے مریخ کے دیول مین رکھدیا تھا۔ اب جو انھون نے دیکھا کہ اور سب چیزین جل جانے کے باوجود یہ عصا آگ سے محفوظ اور جون کا توں سلامت رہا تو انھین بڑی خوشی ہوئی اور وہ اسے روما الکبریٰ کی خوش بختی اور دوامی سلامتی کی فال سمجھے۔ لیکن رومیون کو بمشکل اپنی مشقتون سے مہلت ملی تھی کہ ایک نئی جنگ چھڑ گئی اور ایک طرف تو ایکوی وال سکی اور لاطینی قومون نے انکے علاقون پر حملہ کیا اور دوسری طرف لسکنون نے انکے حلیف شہر سٹریم کو گھیر لیا۔ ابتدا مین رومی فوجون کی کمان جنگی ٹربیونون کے ہاتھ مین تھی لیکن وہ چارون طرف سے ایسے

محصور ہوے کہ خود خیمہ گاہ کی حالت مخدوش ہوگئی اور انھین رومہ سے فوری امداد مانگنی پڑی اس وقت پھر کامی لس تیسری مرتبہ ڈکٹیٹر منتخب ہوا اور تمام جنگی انتظامات اس کی ماتحتی مین دیدیے گئے ؛

اس محاربے کے متعلق دو بیان ہین - مین پہلے اُس کو نقل کرتا ہون جو زیادہ تر افسانے کی شان لیے ہے :-

کہتے ہین کہ لاطینیون نے (خواہ محض حیلے سے خواہ فی الواقعی دونون قومون کی قدیم رشتہ داری تازہ کرنے کے خیال سے) اہل رومہ سے چند آزاد لڑکیان (شادی مین) دینے کی درخواست کی رومی لوگ کمال متردد ہوے کہ اس پیغام کا کیا جواب دین (کیونکہ ابھی پچھلی مصیبت و پریشانی سے انھین پوری طرح نجات نہ ملی تھی اور وہ اس حال مین لڑائی مول لیتے ڈرتے تھے اور دوسری طرف انھین شبہ تھا کہ لاطینیون کا یہ مطالبہ جسے انھون نے قیام اتحاد اور تمناے قرابت کا رنگ دیا تھا، سیدھی لفظون مین، چند یرغمال حاصل کرنے کی ترکیب تھی اور بس) اس وقت ایک جوان ملازمہ جس کا نام ٹوٹولا، یا دوسرے قول کے مطابق، فلوطیس تھا، حکام شہر کو آمادہ کر لیا کہ اسکے ہمراہ چند اور قبول صورت ماماؤن کو شریف خواتین کا سا لباس عروسی پہنا کر دشمنون کے پاس بھیجا جائے اور باقی سب انتظام وہ اُس پر چھوڑ دین - مجسٹریٹون نے یہ بات منظور کر لی اور جتنی عورتین اُس نے اپنے مطلب کے لیے ضروری بتائین، انھین بیش قیمت لباس اور زیورات سے آراستہ کر کے لاطینیون مین بھجوا دیا جو کہ شہر سے قریب ہی خیمہ زن تھے - جب رات ہوئی تو باقی عورتون نے تو لاطینی سپاہیون کی تلوارین چھپا دین اور خود ٹوٹولا یا فلوطیس ایک جنگلی انجیر پر چڑھ گئی اور وہان سے ایک موٹا اونی کپڑا لٹکا کر مشعل دکھائی جو اسین اور رومی سپہ سالارون مین حملہ کرنے کی ایک علامت قرار پا گئی تھی - ان سپہ سالارون کے سوا سے کسی شہری کو اس سازش کا علم نہ تھا اور اسی لیے جب وہ افسرون کے حکم سے شہر کے باہر نکلے تو انھین کوئی ترتیب و باقاعدگی نہ تھی اور وہ بڑی دھکا پیل کرتے اور اپنے اپنے ساتھیون کو پکارتے ہوے جا رہے تھے - وہ دشمن کے پڑاؤ پر پہونچے تو یا اسکے سپاہی

سوئے پڑے تھے یا بے خبری کی وجہ سے کچھ نہ کر سکتے تھے چنانچہ رومیون کا بہ آسانی ان کے خیمہ گاہ پر قبضہ ہوگیا اور بہت کم لاطینی زندہ بچ کر بھاگ سکے۔ یہ واقعہ جولائی کی نومی (نوین تاریخ) کو گذرا ہے جو پہلے کوان ٹلس کہلاتی تھی۔ بعد ازان اسی دن ایک تہوار منایا جانے لگا جسمین مذکورۂ بالا واقعے کی نقل کی جاتی ہے اور اول اول ایک ہجوم شہر سے دوڑتا ہوا نکلتا ہے اور لوگ آپس مین بعض عام اور مشہور نام، مثلاً کے اس، مرقس، لوسیس وغیرہ پکارتے جاتے ہین۔ پھر کچھ چھوکریان، اچھے اچھے لباسون مین، کھیلتی کودتی چلین کرتی آتی ہین اور آپس مین یا جو لوگ آتے ہین انکے ساتھ نقلی لڑائی بھی لڑتی ہین یہ دکھانے کو کہ انھون نے بھی لاطینیون کے خلاف جنگ مین حصہ لیا تھا۔ اس کے علاوہ جنگلی انجیر کی ٹہنیون کی سائے مین اس روز سب لوگ بیٹھ کے کھاتے پیتے اور وقت گذارتے ہین اور تہوار کو بھی نونی کپ روٹنی کہتے ہین جسکی اصل رومی لفظ کپ ری نی کس (بمعنی جنگلی انجیر) سے بتائی جاتی ہے کہ جنگلی انجیر پر ہی چڑھکر فلوطیس نے مشعل دکھلائی تھی؛ ایک اور روایت یہ ہے کہ اس میلے کی اکثر باتین شاہ رومیولس کے غائب ہونے کی یادگار ہین کیونکہ اسی تاریخ وہ ایک ناگہانی طوفان اور تاریکی مین (بعض لوگ اسے سورج گہن خیال کرتے ہین) شہر کے باہر "بکریون کی منڈی" نام مقام سے غائب ہوگیا تھا، بکری کو لاطینی زبان مین کپر کہتے ہین اور اسی سے تہوار کا نام کپ روٹنی پڑا جیسا کہ رومیولس کی سوانح عمری مین ہم بیان کر آئے ہین؛

لیکن لاطینی لڑائی کے بارے مین اکثر مصنفین دوسرے بیان کو ترجیح دیتے ہین جو حسب ذیل ہے

جب کامی لس سہ بارہ مختار السلطنت منتخب ہوا اور خبر ملی کہ رومی فوج کو والسکی اور لاطینی لشکرون نے گھیر لیا ہے تو وہ نہ صرف کم سنون کو بلکہ معمرون کو جن کی عمر سن جنگ سے تجاوز کر چکی تھی فوج مین بھرتی کرنے پر مجبور ہوا اور پھر کوہ می سیس کے گرد ایک لمبا چکر کاٹ کے، بغیر معلوم ہوئے دشمن کی پشت پر اپنے سپاہی جما دیے اور اس مقام سے بہت سے الاؤ جلا کے اپنے آپہونچنے کی اطلاع دی۔ یہ دیکھ کے رومی محصورین کی ہمت بندھ گئی اور وہ اپنے پڑاؤ سے نکل کے حملے کی تیاریان

کرنے لگے۔ لیکن فریق مقابل نے دونون طرف سے رومیون کی زد مین آجانا مخدوش سمجھا اور اپنے تئین ہٹا کر عارضی استحکامات مین محفوظ کر لیا اور پڑاؤ کے چارون طرف درخت کاٹ کاٹ کے نہایت مضبوط حصار بنا لیا اور ارادہ کیا کہ مزید کمک آنے تک اسی مقام مین رہ کر جنگ کرتے رہین، نیز انھین اپنے حلیف شہرون سے بھی اعانت کی توقع تھی۔ کامی لس انکا مطلب سمجھ گیا اور اس اندیشے سے کہ جس طرح اس کے دشمن گھیرے مین آ گئے تھے کہین خود اس کی فوج دونون جانب سے نہ آجائے اس نے ارادہ کیا کہ جو کچھ کرنا ہے دشمن کی کمک آنے سے پہلے فوراً کر لے۔ انکے پڑاؤ کی گڑبڑ سے اسے معلوم تھا کہ شہتیرون سے بنی ہوئی ہین اور یہ دیکھکر کہ سورج نکلتے ہی پہاڑون کی طرف سے برابر ایک تیز ہوا چلتی رہتی ہے اس نے ان کے پڑاؤ مین آگ لگا دینے کی تجویز سوچی اور بہت سی آتش گیر اشیا فراہم کرنے کے بعد علی الصباح ایک حصۂ فوج کو دوسری طرف بھیجدیا اور حکم دیا کہ حملے کے وقت جس قدر ممکن ہو سپاہی شور و غل مچائین اور دشمن کو اپنی طرف متوجہ رکھین۔ پھر خود اُس جماعت کو، جسکے پاس آگ لگانے کا سامان تھا، دوسری سمت لے آیا جدھر کہ ہوا چلتی تھی اور موقع کا انتظار کرنے لگا۔ سورج بلند ہوتے ہی حملہ شروع ہوا اور ساتھ ہی پہاڑون کی طرف سے ہوا کے جھکڑ چلے، اس وقت کامی لس نے اپنے دستے کو بڑھنے کا اشارہ کیا اور سپاہیون نے بڑھ بڑھ کر اس کثرت سے جلتی ہوئی چیزین اور آگ پھینکی کہ اس جانب تمام گڑھون مین شعلے بھر گئے اور ملے ہوئے شہتیرون اور لکڑی کے کٹھرون نے آگ لیتے ہی سارے پڑاؤ کو دائرۂ آتش بنا دیا، پھر تو ہر سمت آگ ہی آگ پھیل گئی اور لاطینی، جو اس بلا سے نگہبانی کے لیے مطلق تیار نہ تھے اور نہ آگ بجھانے کا کوئی سامان رکھتے تھے خود بخود گھبرا کر ایک چھوٹے سے حلقے مین جمع ہو گئے اور آخر کار مجبور ہو کر دشمنون کے مقابلے مین نکلے جو ہر طرف گھیرا دیے انکے استقبال کے واسطے تلوارین کھینچے تیار کھڑے تھے۔ ان مقابلہ کرنے والون مین سے بہت کم اشخاص بچ کے نکل سکے باقی جو پڑاؤ مین ٹھیرے رہے وہ آگ کا نوالہ ہوے جو اس وقت تک کہ خود رومیون نے لوٹ مار کے خیال سے نہ بجھایا، فرو نہ ہوئی ؛

اس کارروائی کے بعد کامی لس نے قیدیون اور مال غنیمت کی نگرانی پر تو اپنے بیٹے لوسیس کو چھوڑا اور خود دشمن کے علاقے مین گھس کر شہر ایکوی کو تسخیر اور وال سکن قوم کے باقی ماندہ لوگون کو اطاعت پر مجبور کیا پھر یہ تعجیل شہر سٹریم کی طرف مڑا کہ اپنے حلیفون کو امداد پہونچاے۔ اُسے یہ خبر نہ تھی کہ وہ شہر اُسی زمانے مین مسخر ہو چکا ہے اور وہ ان کا محاصرہ اٹھانے کے خیال سے تیزی کے ساتھ فوج کو لیے جا رہا تھا کہ راستے مین اہل سٹریم ملے جو اپنے شہر کو دشمن کے حوالے کر آئے تھے اور تن کے کپڑون کے سوا سے کوئی شے انکے پاس فاتحین نے نہ چھوڑی تھی۔ ایسی حالت مجبوری مین وہ خانمان خراب اپنی بیوی بچون کو لیے، تقدیر کو روتے جا رہے تھے، کہ کامی لس پر بڑا اثر پڑا اور جب اُس نے اپنے سپاہیون کو بھی اُن سے گلے مل مل کے روتے دیکھا تو ارادہ کر لیا کہ جو کچھ ہو آج ہی سٹریم پہونچے گا اور اپنے بدنصیب حلیفون کا انتقام لینے مین تاخیر کو راہ نہ دیگا۔ اس کے علاوہ یہ بھی اُسے امید تھی کہ دشمن کو اس موقع پر بالکل غافل اور عیش و آرام کرتا ہوا پائیگا کیونکہ ابھی اُس نے اتنا بڑا اور دولت مند شہر حاصل کیا تھا اور اندر باہر اُسے کسی حریف کا خطرہ نہ تھا؛ چنانچہ یہ قیاس مِن وعَن درست نکلا اور کامی لس نہ صرف مضافات کو بے خبر ہوے طے کر آیا بلکہ بلا دقت شہر پناہ اور دروازون پر قابض ہو گیا کہ اُن پر کوئی محافظ اور نگرانی کرنے والا نہ تھا اور تمام ساکن سپاہی فتحمندی کی خوشی مین بے غل وغش ادھر اُدھر مکانون مین بیٹھے جشن اُڑا رہے تھے۔ یہی نہین بلکہ جب انھین نے الواقعی بھی علم ہو گیا کہ دشمن شہر پر قبضہ کر چکا ہے تو انھون نے اس قدر کھایا اور شرابین پی تھین کہ صرف چند آدمی ایسے تھے جنھون نے بچ کر بھاگ جانے کی کوشش کی ورنہ باقی سب نے یا اپنے تئین مظفر و منصور رومیون کے حوالے کر دیا اور یا گھرون مین بیٹھے کمال بزدلی کے ساتھ موت کا انتظار کرنے لگے ؛

اس طرح شہر سٹریم ایک ہی دن مین دو مرتبہ مسخر و مفتوح ہوا اور پہلے اگر کامی لس ہی کے بروقت نہ پہونچنے سے چھنا تھا تو اب چھیننے والون سے بھی محض اسی کی شجاعت و مستعدی نے واپس لیا۔ ان کارنامون کے صلے مین، جو اسکی پچھلی فتوحات سے کچھ کم باعث فخر و امتیاز نہ تھے،

اسے پھر جلوس فتح منانے کی عزت حاصل ہوئی اور وہ شہری بھی کہ پہلے اس کو اچھا نہ جانتے تھے اور از راہ تحقیر اس کی کامیابیوں کو ذاتی قابلیت کے بجائے، محض اتفاق اور خوش قسمتی سے منسوب کرتے تھے، اب مجبور ہو گئے کہ ان آخری کامون کو اسی کی غیر معمولی محنت و کاردانی کا نتیجہ تسلیم کریں ؛

کامی لس کے مخالفین اور حاسدان شہرت مین سب سے نمایان مرقس مان لیس تھا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے غالون کا شبخون قلعہ رومہ پر دفع کیا اور اسکے صلے مین (کیپی ٹلی نس، قلعے والا) یا صاحب قلعہ کا خطاب پایا تھا؛ جمہوریہ رومہ مین اولیت اور تفوق حاصل کر لینے کی اُسے بڑی ہوس تھی اور جب وہ شریفانہ کامون مین نامور کامی لس سے بازی نہ لے جا سکا تو اُس نے مطلق العنانی حاصل کرنے کا پُرانا طریقہ اختیار کیا (جس سے عوام الناس، خصوصاً مقروضین، کو ملانا مراد ہے) بہت سے قرض دارون کی عدالت مین، قرضخواہون کے خلاف اُس نے وکالت کی، بعضون کو قانونی احکام کے علے الرغم اُس نے زبردستی واجبی مواخذہ ہونے سے بچا لیا اور اس طرح تھوڑے دن مین مفلس قلاشون کے ایک گروہ کثیر کو اپنا طرفدار بنا لیا جنکے ایوان عام مین، شورش اور ہنگامے بپا کرنے سے تمام معززین شہر خوف زدہ اور متوہم ہو گئے ؛ انھین مدعوانیون کے انسداد کے واسطے کوانٹیس کو مختار السلطنت مقرر کیا گیا اور جب اُس نے مان لیس کو شورش انگیزی کے جرم مین گرفتار کر دیا تو اکثر عوام الناس نے اپنے لباس بدل دیے اور یہ وہ اظہار الم کی صورت ہے جو صرف بڑی بڑی قومی مصیبتون کے موقعے پر جایز رکھی جاتی ہے۔ لہذا مجلس ملکی کو فساد کا اندیشہ ہوا اور اُس نے مان لیس کو رہا کرا دیا۔ لیکن رہائی پانے کے بعد اپنا طرز بدلنے کے بجائے وہ اور سرکش ہو گیا اور سارے شہر مین فرقہ بندی اور فتنہ و فساد کی آگ بھڑکا دی۔ اسی بنا پر کامی لس کو پھر جنگی ٹربیون منتخب کیا گیا اور مان لیس کی طلبی عدالت مین ہوئی کہ الزامات شورش کی جواب دہی کرے۔ مگر جس مقام پر تحقیقات کی جا رہی تھی اُس نے مان لیس کے فریق مقابل کے راستے مین بڑی رکاوٹ پیدا کی

کیونکہ اتفاقاً یہ جگہ عین قلعہ رومہ کے نیچے تھی اور وہان سے قلعے کا وہ حصہ صاف نظر آتا تھا جہان مان لیس نے غالون کا مقابلہ کیا تھا لہٰذا جونہی ملزم آب دیدہ ہوکر اپنے ہاتھ اُدھر بلند کرتا، تمام حاضرین کو اسکا پچھلا کارنامہ یاد آجاتا اور ترس کھانے لگتے۔ اس حال مین جج حیران تھے کہ کیا کرین اور بار بار اسکے مقدمے کو ملتوی کر دیتے تھے کہ جرم بخوبی ثابت ہوگیا تھا اور اُسے چھوڑنا تو انھین گوارا نہ تھا لیکن اس حال مین کہ اسکا شجاعانہ کام گویا نگاہ کے سامنے تھا، وہ سزا بھی تجویز نہ کر سکتے تھے؛ نظر براین کامی لس نے مقام تحقیقات بدل دینا ہی مناسب سمجھا اور عدالت کو وہان سے ہٹا کے شہر کے باہر پاٹلی کی بغیچی مین لے گیا جہان سے قلعے کا کوئی حصہ بھی نظر نہین آسکتا یہان اسکے مخالف (مستغیث) نے پوری طرح اپنا استغاثہ پیش کیا اور جج اس قابل ہوسے کہ اُسکے مجرمانہ افعال کو ذہن نشین رکھ سکین آخرین وہ مجرم ثابت ہوا اور قلعہ پر لیجاکر سر کے بل پہاڑی کے اوپر سے گرا دیا گیا۔ گویا وہی جگہ کہ اسکے بہترین کارنامے کی گواہ عادل تھی اُس کے افسوسناک ترین انجام کی یادگار بنی۔ علاوہ ازین رومیون نے اسکا مکان گراکے زمین کی برابر کر دیا اور وہان موتی ٹا دیوی کے نام پر ایک مندر بنایا۔ نیز آئندہ کے لیے یہ آئین وضع کیا کہ طبقۂ اُمرا کا کوئی فرد بازار قلعہ پر آن کر آباد نہ ہو ؛ ۲

اسکے بعد کامی لس کو چھٹی مرتبہ عہدۂ ٹریبیونی پیش کیا گیا اور اُس نے بڑھاپے کی وجہ سے چاہا کہ معذور رکھا جاے۔ لیکن کچھ عجب نہین جو وہ گردش روزگار سے اندیشہ مند ہوا ہو اور اُس زوال و ادبار سے ڈرتا ہو جو معلوم ہوتا ہے کہ اقبال مندی کے بعد ضرور آجاتا ہے۔ بہرحال ظاہری عذر جو اُس نے کیا وہ جسمانی کمزوری ہی کا تھا کہ ان دنون وہ اتفاق سے علیل بھی تھا اور کسی محنت طلب عہدے کی ذمہ داریان نہ اٹھا سکتا تھا۔ لیکن اُسکے ہموطنون نے کسی عذر معذرت کو نہ سنا اور شور مچایا کہ ہمین کامی لس سے کوئی سواری یا پیادہ پائی کی مشقت لینی نہین ہے بلکہ صرف اسکی مشورت اور ہدایت درکار ہے؛ چنانچہ آخرین کامی لس کو انکی بات ماننی پڑی اور فوجی کمان لینے ہی، دوسرے ٹریبیونون کے ساتھ میدان جنگ مین جانا پڑا؛ یہ میدان داری پری نس ٹی اور ولسکی قومون سے تھی

جنھون نے رومیون کے حلیف شہرون مین سخت مصیبت و تاراجی پھیلا رکھی تھی - جب رومی فوجین دشمن کے قریب پھونچین تو کامیلس نے، اس وقت کہ اس کی قوت عود کر آئی، وہی پڑاؤ ڈالے رکھنے کا ارادہ کیا اور چاہا کہ لڑائی زیادہ طول کھینچ جاے لیکن اُس کا ایک ہم عہد لوسیس فیوریس کو جنگ اور حصول ناموری کی بڑی بیتابی تھی اور یہی جوش اُس نے فوج کے اور چھوٹے افسرون مین بھی پیدا کر دیا تھا، یہانتک کہ کامیلس انھین لڑائی کے ارادے سے باز نہ رکھ سکا اور اس ڈر سے کہ کہین اُسکی مخالفت نوجوان افسرون کے حسد پر مبنی سمجھی جاے، بادل ناخواستہ رضامند ہو گیا کہ خود بسبب ناطاقتی چند آدمیون کے ساتھ پڑاؤ مین ٹھہرا رہے اور اسکا ساتھی لوسیس میدان مین نکل کے مقابلہ کرے ؛

لوسیس نے فوج کو اندھا دھند لڑایا اور شکست کھائی لیکن جب کامیلس نے رومیون کو پسپا ہو کے بھاگتے دیکھا تو اس سے نہ رہا گیا وہ بے قرار ہو کے پھونے پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے باقی ماندہ رفقا کو لے کر دوڑا کہ بن پڑے تو لڑائی کو تھامے اور دشمن کو پڑاؤ مین نہ گھسنے دے -

کامیلس کے آتے آتے رومی مفروررین پڑاؤ کے دروازون تک پھونچ گئے تھے پھر بھی جب انھون نے اپنے بڈھے سپہ سالار کو صف مفرورین چیر کر دشمن کے مقابلے مین سینہ سپر ہوتے دیکھا تو جو خیمہ گاہ مین پھونچ گئے تھے مڑ کر اُسکے ساتھ ہوے اور جو باہر سے بھاگے آرہے تھے وہ بھی رُک کر اسکے گرد جمع ہو گئے اور ایک دوسرے کو جوش دلانے لگے کہ خبردار اپنے سپہ سالار کا ساتھ نہ چھوڑنا اس طرح جم کر مقابلہ ہوا تو متعاقبین رُک گئے اور اُس دن لڑائی یہین تک پہونچ کے ختم ہو گئی لیکن دوسرے دن کامیلس نے اپنے ہاتھ مین کمان لی اور بزور و زبردستی غلبہ کامل پایا اور دشمن کو ریلا دیتا ہوا ساتھ ہی ساتھ اُنکے پڑاؤ مین داخل ہو گیا جہان اُن کی تعداد کثیر کام آئی اور خیمہ گاہ پر رومیون کا قبضہ ہو گیا ؛ اسکے بعد یہ سنکر کہ شہر سٹرٹیم کو نسکنون نے فتح کر لیا ہے اور وہان کے تمام رومی باشندون کو مار ڈالا ہے، کامیلس اُدھر متوجہ ہوا اور اپنی فوج کے بہت سے سپاہیونکو جو بھاری زرہ بکتر پہنے ہوے تھے واپس روانہ بھیجدیا اور صرف نہایت چالاک اور طاقتور جوانون کو

چنکر اپنے ساتھ رکھا پھر یلغار کرتا ہوا یکایک لشکنون پر جا پڑا (جو شہر پر قابض تھے) اور ایک فیصلہ کن فتح پائی حسبین ہزارون لشکن قتل ہوے درجو بچے انھون نے بہ شکل بھاگ بھاگ کر جان بچائی یہ کامیابی پاکے وہ بہت سے مال غنیمت کے ساتھ رومہ لوٹا اور ثابت کر دیا کہ فی الحقیقت وہی لوگ زیادہ دانش مند تھے جنھون نے اسکی ضعیفی اور علالت کا لحاظ نہ کیا تھا بلکہ شجاعت و کارروائی کی بنا پر اُسے اُن تمام جوشیلے نوجوانون پر ترجیح دی تھی جو ناموری کی ہوس مین بڑھ بڑھ کے آتے تھے اور چاہتے تھے کہ فوج کی سپہ سالاری انھین دیدی جائے ؛

اسی اثنا مین ٹسکلانون کی بغاوت کی خبر آئی اور انھین مغلوب و مطیع کرنے کا اہم کام بھی کامی لس کے سپرد کیا گیا اور اُسے اجازت دی گئی کہ اپنے ہم عہدہ ٹریبیونون مین سے جس ایک شخص کو چاہے ہمراہی کے لیے منتخب کرلے ؛ انھین سے ہر ایک مشتاق تھا کہ یہ عزت مجھے ملجائے لیکن تمام امیدون کے خلاف، کامی لس نے سب کو چھوڑ کر اسی لوسیس فیوریس کا انتخاب کیا جس نے چند ہی روز پہلے کامی لس کی بات نہ سنی تھی اور جوش تہور مین لڑائی لڑکر رومیون کو قریب قریب مغلوب کرا دیا تھا۔ اسکے معنے یہ ہین کہ وہ لوسیس کی غلطی پر پردہ ڈالنا چاہتا تھا تاکہ وہ اُس کے بار ندامت سے نجات پاجائے ؛ جب کامی لس کے فوج لیکر آنے کی اطلاع ہوئی تو سرکش ٹسکلانون کو سوائے اسکے کوئی تدبیر نہ سوجھی کہ اپنی بغاوت چھپانے کی کوشش کرین۔ چنانچہ رومی انکے علاقے مین پہونچے تو کسان بالکل اطمینان کے ساتھ اپنے کھیتون مین ہل چلا رہے تھے، شہر پناہ کے دروازے کھلے ہوے تھے، مکتبون مین بچے پڑھ رہے تھے اور کیا تجارت پیشہ اور کیا کاریگر اہل حرفہ، سب اپنے اپنے کاروبار مین مصروف تھے اور معزز لوگ معمولی لباس پہنے ادھر اُدھر پھر رہے تھے۔ گویا کوئی غیر معمولی واقعہ ہی نہین پیش آیا ہے اور گویا ان کا کسی سے لڑائی جھگڑا ہی نہین ہے! اور جونہی رومی شہر کے پاس آئے ان کے حکام دوڑے ہوے استقبال کو گئے اور ان کے ٹھیرانے کا انتظام کرنے لگے۔ گویا نہ انھین اپنے کسی قصور کا علم ہے نہ اسکی سزا کا کوئی خوف! یہ عیاریان اگرچہ کامی لس کو دھوکے مین ڈالنے کے لیے کافی تھین پھر بھی ظاہر کرتی تھین کہ وہ اپنے کیے پر پشیمان اور تلافی مافات پر آمادہ ہین

پس کامی لس کو اوپر ترس آیا۔ اُس نے انھین ہدایت کی کہ مجلس رومہ سے اپنا قصور معاف کرائین اور خود بھی انکے لیے سعی و سفارش کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُنکے شہر کو معافی دیدیگئی اور دوبارہ رومی شہریت کے حقوق عطا ہوے؛ کامی لس کی چھٹی ٹریبیونی کے مشہور مشہور واقعات یہ تھے جو مین نے اوپر بیان کیے ؛

اس کے بعد لسی نیس سٹولو نے شہر مین بڑا ہنگامہ اُٹھایا اور عوام الناس کی طرف سے مطالبہ کیا کہ دو قنصلون مین سے ایک طبقہ عوام مین سے انتخاب کیا جاے۔ (اب تک دونون قنصل طبقۂ امرا مین سے منتخب کیے جاتے تھے) ارکان مجلس اسکے خلاف تھے اور اس وجہ سے انمین اور لوگون مین علانیہ مخالفت پیدا ہوتی جاتی تھی یہانتک کہ جب عہدہ دارون کے انتخابات کا وقت آیا تو ٹریبیون تو لوگون نے مقرر کر لیے لیکن قنصلون کے تعین و انتخاب مین بڑی گڑبڑ مچائی اور کوئی کارروائی نہ ہونے دی۔ اب چونکہ کسی علی حاکم کے نہ ہونے سے نہایت بدانتظامی پھیلی جاتی تھی لہذا مجلس نے پھر اپنا قانونی حق استعمال کیا اور کامی لس کو چوتھی مرتبہ مختار السلطنت رڈکٹیٹر) بنایا حالانکہ اس انتظام سے نہ صرف عوام الناس نہایت ناراض تھے بلکہ خود کامی لس بھی نہ چاہتا تھا کہ امرا کی وجہ سے (جو محض اپنا مطلب نکالنے کے لیے اُسے بڑھا رہے تھے اور خدا سے چاہتے تھے کہ یا وہ لوگون کو کچل دے یا لوگ اُسے ذلیل و برباد کر دین) طبقۂ عوام کی ناراضی مول لے جس نے ہمیشہ لڑائیون مین اسکا ساتھ دیا تھا اور جس کی جانبازی کی بدولت بنی کامی لس کو وہ جلیل الشان کامیابیان اور یہ تمام ناموری حاصل ہوئی تھی؛ باین ہمہ مختار السلطنت بننے کے بعد اس نے ارادہ کیا کہ بہترین طریقے سے اس شورش کا دفعیہ کرے اور اس غرض سے خاص اُس دن جس دن کہ ٹریبیون مذکورہ مطالبہ قانونی طور پر پیش کرنے والے تھے، اُس نے ایک جلسۂ عام قرار دیا اور ایوان شہر کے بجاے حکم دیا کہ سب لوگ شہر کے باہر کمپس (یعنی پڑاؤ) کے میدان مین جمع ہون، ساتھ ہی عدول حکمی کرنیوالون پر بھاری جرمانہ کرنیکی دھمکی دی؛ ان دھمکیون کے جواب مین ٹریبیونون نے بالاتفاق یہ معاہدہ کیا کہ اگر کامی لس اسی طرح لوگونکو قانون جدید کے واسطے رائے دینے سے روکتا اور ٹلاتا رہا تو وہ خود اُس پر پچاس ہزار درہم جرمانہ کرینگے! اب نہ معلوم

اس جرمانے کے خوف سے یا بصورت دیگر جلاوطنی اختیار کرنیکے اندیشے سے، جو پچھلے کارناموں کے بعد اس ضعیفی مین یقیناً سخت ناگوار ہوتی، اور یا اس وجہ سے کہ جمہور الناس کی روز افزون تشویش روکنے کی اُس نے اپنے مین قوت واستطاعت نہ دیکھی، وہ اُس وقت تو اپنے گھر مین چلا گیا اور پھر کچھ دن علالت کے عذر سے خانہ نشین رہنے کے بعد آخر کار اُس نے اپنے عہدے سے استعفا دیدیا۔ اور اب مجلس نے اسکے ایک اور جانشین مقرر کیا جس نے اہل شورش کے سردار اسٹولو کو اپنا افسر رسالہ بنا کے اُس قانون کے پاس ہو جانیکی اجازت بھی دیدی جو طبقۂ امرا کے لیے سراسر نقصان رسان تھی اور جسکے رو سے کوئی شخص پانچ سو ایکڑ زمین سے زیادہ اپنے قبضے مین نہ رکھ سکتا۔ اس کامیابی نے اسٹولو کو بہت نامور کر دیا تھا لیکن چند روز بعد ثابت ہوا کہ اور لوگ کے لیے جتنی زمین کھنی اُسنے جایز قرار دی تھی خود اُس سے زیادہ پر قابض ہے لہذا اُس پر مقدمہ قائم ہوا اور جو سزا اپنے قانون کی خلاف ورزی کے لیے اُس نے مقرر کی تھی وہ سب سے پہلے خود اُسی کو بھگتنی پڑی۔

اس عرصے مین قنصلون کے انتخاب کا زمانہ پھر قریب آیا اور اصلی بناے فساد پھر تازہ ہونے لگی تھی (کیونکہ اصل شے جس نے عوام اور خواص مین تفرقہ ڈالا یہی نزاع تھی) کہ اتنے مین خبر ملی کہ غال بجیرو اذریاٹک سے چل چکے ہین اور انکا مڈی ول دوبارہ رومہ پر یورش لا رہا ہے۔ اس خبر کے بعد ہی انکی ترکتازیون کی اور اطلاعین بھی پہونچین۔ یعنی یہ کہ تمام علاقہ جس سے وہ گذرے ہین انھون نے تاراج وتباہ کر دیا ہے اور جو اطالوی اُنسے بھاگ کر رومہ نہ آسکے وہ پریشان ومنتشر ہو کر پہاڑون مین چھپ رہے ہین۔ ان خبرون نے رومہ مین بڑا اثر کیا۔ آنے والی لڑائی کے خوف نے سارے اندرونی جھگڑے بھلا دیے اور عوام وخواص اہل شہر ومجلس سب بے متفق ہو کر پانچوین مرتبہ کامیلس کو مختار السلطنت (ڈکٹیٹر) منتخب کیا جو اگرچہ بہت سن رسیدہ اور اسّی کے پیٹے مین تھا، تاہم ملک وملت کی نازک حالت کا خیال کر کے فوراً سینہ سپر ہونے پر آمادہ ہو گیا اور اس موقع پر ضعیفی یا علالت کا عذر کیے بغیر فوج بھرتی کرنیکی کارروائی شروع کر دی۔ اُسے علم تھا کہ لڑائی مین غالون کا سارا انحصار تلوار پر ہوتا ہے جسے وہ غیر مصنوعی اور وحشیانہ طریق سے چار دن طرف چلاتے ہین اور دشمن کا شانہ دسر کاٹ دینے کی کوشش کرتے ہین۔ لہذا اس حربے کے دفیعے کے واسطے اُس نے لوہے کے خود تیار کرائے

اور باہر کا رخ چکنا اور چکدار رکھا کہ تلوار اُسپر پڑے تو پھسل جاے یا ٹوٹ جاے۔ ساتھ ہی ڈھالون مین بھی پیتل کے کنارے جڑوا دیے کیونکہ محض چوبی ڈھالین ضربون کی سہار نہ لاسکتی تھین اور اکثر ٹوٹ جاتی تھین۔ اس کے علاوہ کامی لس نے اپنے سپاہیون کو دست بدست مقابلے مین برچھی سے کام لینا سکھایا اور اُسی کی چھڑ پر تلوار کا وار روکنے کی تعلیم دی ؛

جس وقت غال غنایم سے لدے پھندے اور اپنا بھاری اثاثا لیے قریب پہونچے اور انیو ندی پر پڑاؤ ڈالا تو کامی لس نے اپنی فوج باہر نکالی اور ایک اونچی ٹیکری پر خیمے لگائے۔ یہ بلندی زیادہ دشوار گذار نہ تھی لیکن اوپر جا بجا جھاڑ پڑے ہوے تھے جنمین کامی لس نے بہت سے آدمیونکو چھپا دیا تھا کہ دشمن انکی تعداد کا صحیح اندازہ نہ کر سکے اور یہ سمجھ لے کہ رومیون نے ڈر کر اونچی جگہ پڑاؤ کیا ہے پھر اُنکے اسی قیاس کو تقویت دینے کے لیے اُس نے انھین اپنی خندقون کے پاس تک بلا روک ٹوک لوٹ مچانے دی اور سپاہیونکو اپنے مضبوط استحکامات مین خاموش بٹھائے رکھا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن کا ایک حصہ تو دانہ چارا فراہم کرنیکی فکر مین ادھر اُدھر پھیل گیا اور جو یہان باقی رہے انھون نے بے غل وغش دن رات عیش و شراب خواری مین وقت گذارنا شروع کیا۔ یہ کیفیت دیکھکر کامی لس نے رات کے وقت اپنے سب سے ہلکے اسلحہ پوشون کو پہلے سے بھیجدیا کہ دشمن کے خیمہ گاہ سے نکلتے ہی اُس پر جا پڑین اور اُسے اسطرح لڑائی مین اُلجھائے رکھین کہ وہ باقاعدہ صف بندی نہ کر سکے۔ اسکے بعد علی الصباح اپنی باقی اور بڑی جمعیت کو صفِ جنگ کی صورت مین آراست کیا اور نیچے کے میدان مین اُتر کے لڑائی مانگی۔ اور سب سے پہلی بات جسنے غالونکی ہمت کو کسی قدر پست کیا یہی تھی کہ انکے دشمن نے توقع کے خلاف جارحانہ روش اختیار کی اور پیش قدمی کا سہرا اُسی کے سر رہا۔ اسکے علاوہ رومی فوج تعداد مین بہت معقول سامنے آئی اور یہ بات بھی غالون کے تمام قیاسات کے برعکس تھی کہ انھین میدان مین نکلتے نکلتے رومیون کے ہلکے اسلحہ پوشون نے آلیا اور قبل اسکے کہ وہ کوئی فوجی ترتیب قائم کر سکین انھین ایسا پریشان کیا کہ وہ اندھا دھند ہو کے چارون طرف لڑائی لڑنے لگے اور انھین مطلق کوئی نظم و ضابطہ نہ رہا۔ لیکن آخر مین جب کامی لس کے بھاری اسلحہ پوش آگئے تو وحشیون نے انکا مقابلہ پوری قوت سے کیا اور تلوارین علم کر کر کے رومی صفون پر جا پڑے۔ اس حملے کو رومیون نے برچھون پر روکا اور

غالوی تلوارین انکے آہنی خودون کا کچھ نہ بگاڑ سکین اور نہ صرف انکی دھارین چپٹی پڑگئین بلکہ نرم اور بُرے پھل ہونیکی وجہ سے وہ اکثر مڑگئین اور ضاربون کے ہاتھ مین دُہری ہوہو کے رہ گئین۔ ساتھ ہی روی برچھون نے اُنکی ڈھالون کو چھلنی کردیا اور یا جنمین یہ برچھے اُلجھے رہ گئے وہ بھاری ہوکر بیکار ہوگئین اسوقت غالون نے مجبوراً اپنی ڈھالین اور تلوارین پھینک کے دشمن کے برچھے لینے کی کوشش کی اور ہاتھون سے پکڑ پکڑ کے انھین چھیننے لگے۔ لیکن اُنھین نہتا اور بے پناہ دیکھ کے اب رومیون نے اپنی تلوارین سنبھالین اور اُنھین ایسی خوبی سے استعمال کیا کہ تھوڑی سی دیر مین غالون کے سینکڑون آگے بڑھے ہوے سپاہی کام آئے اور باقیماندہ ہموار میدان مین جدھر مُنہ اُٹھا بھاگے کیونکہ اونچے مقامات اور پہاڑیون پر کامی لس نے پہلے سے قبضہ کر رکھا تھا اور پڑاؤ پر وہ جانتے تھے کہ دشمن کا قبضہ بہ آسانی ہو جائیگا جسکا سبب یہ تھا کہ اپنی فتح کے یقین پر اُسکو اُنھون نے بغیر کسی پہرے چوکی کے خالی چھوڑ دیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ لڑائی رومہ کی پچھلی تباہی کے تیرہ برس بعد وقوع مین آئی اور اس سے رومیون کا حوصلہ بہت بڑھ گیا اور غالون کا جو خوف انکے دلون پر بیٹھا ہوا تھا زائل ہوگیا، کیونکہ اسوقت تک وہ انکی پہلی شکست کو اپنی شجاعت پر محمول نہ کرتے تھے بلکہ اُسکی وجہ غالون کا کچھ دبا اور کچھ دیگر اتفاقات سے پریشان ہوجانا سمجھتے تھے۔ اسی لیے پہلے ان وحشیون کی بڑی دہشت اُنپر چھائی ہوئی تھی حتکہ انھون نے ایک قانون وضع کیا تھا کہ مذہبی علما اور پجاری فوجی خدمت سے مستثنےٰ رہینگے لیکن اگر غالون نے حملہ کیا تو یہ استثنا ٹوٹ جائیگا اور اس وقت اُنھین بھی فوج مین بھرتی کیا جا سکے گا!

کامی لس کا یہ آخری جنگی کارنامہ ہے، باقی شہر ویلی ٹرانی کا از خود اطاعت قبول کرلینا اسی فتح کا ایک نتیجہ سمجھنا چاہیے۔ لیکن مُلکی معاملات مین ابھی اُسکو سب سے پیچیدہ اور خوردار مسئلہ سلجھانا باقی تھا جس سے عوام کا مطالبہ قضلی مراد ہے کیونکہ مظفر و منصور لوٹنے کے بعد اہل شہر بھر مُصر تھے کہ قانون وقت کی ترمیم کیجاے اور ایک قضل انکے طبقے سے لیا جایا کرے۔ ارکان مجلس اسکے سخت مخالف تھے اور یہی سوچ کر انھون نے کامی لس کو مختار السلطنتی سے علٰحدہ نہ ہونے دیا کہ اُسکی قوت و نامُوری کی آڑ مین وہ اپنے حقوق امارت کا بہت عمدہ اتحفاظ کر سکتے تھے؛ لیکن نائبین جمہور یعنی ٹریبیونون نے کامی لس کی مطلق پروا نہ کی اور ایک

دن جب وہ اپنے دفتر مین بیٹھا سرکاری معاملات طے کر رہا تھا اُنکا ایک فرستادہ افسر اسکے پاس پہونچا اور اُسے حکم دیا کہ جسطرح بیٹھا ہے اُٹھ کھڑا ہو اور اسکے ہمراہ (عدالت ٹریبیونی مین چلے۔ ساتھ ہی اپنا ہاتھ کامی لس کی طرف بڑھایا گویا زبردستی لیجانے پر آمادہ ہے! اس حرکت پر سارے ایوان مین وہ شور و ہنگامہ مچا کہ پہلے کبھی سننے مین نہ آیا تھا: کامی لس کے اردگرد جتنے آدمی تھے وہ اُس گستاخ افسر کو چبوترے سے نیچے دھکیل رہے تھے لیکن نیچے جو مجمع عام تھا وہ چلا رہا تھا کہ "نیچے اُتار لاؤ، کامی لس کو نیچے اُتار لاؤ"۔ اس کشمکش مین کامی لس اگرچہ سخت پریشان تھا کہ کیا کرے تاہم اُس نے اپنے عہدے سے دست کشی نہ کی بلکہ اہل مجلس کو ساتھ لے کے ایوان مجلس مین چلا گیا اور اندر داخل ہونے سے پہلے یہ الحاح مراد مانگی کہ اگر یہ ہنگامہ فرو ہو گیا تو اتحاد کے نام پر ایک مندر تعمیر کراؤنگا"۔ اب گو مجلس مین اول اول سخت اختلاف آرا تھا مگر آخر مین اُنھین کی رائے غالب آئی جو سب سے زیادہ معتدل اور عوام الناس کے ہم خیال تھے اور اس بات کی منظوری دیدی گئی کہ آیندہ دو مین سے ایک قبیلہ طبقۂ عوام سے انتخاب کیا جایا کرے۔ جب اس فیصلہ مجلس کا کامی لس نے لوگونمین اعلان کیا تو انکی خوشی کی کوئی حد نہ رہی مجلس کے ساتھ بھی اُنھین جو کاوش تھی وہ حسب توقع زائل ہو گئی اور اپنے مختار السلطنت کو تو وہ بڑے شادیانے بجاتے اُسکے گھر تک پہونچانے آئے۔ دوسرے دن جلسۂ عام مین اُنھون نے کامی لس کی سنت کے موافق بالاتفاق طے کیا کہ ایوان شہر اور چوک کے مقابل اتحاد کا مندر تعمیر کیا جاے۔ نیز اپنے خاص تہوارون مین جو تعطیلات لاطینی کہلاتی ہین ایک دن اور بڑھا کے اُنکی تعداد چار کر دے۔ اور بروقت اظہار شادمانی کے واسطے حکم دیا کہ ہر شخص آج کے دن سہرے باندھ کے قربانیان کرے

اس کے بعد کامی لس ہی کی نگرانی مین قصلون کا انتخاب ہوا جسمین مرقس امی لیس طبقۂ خواص مین کامیاب ہوا اور لوسیس سکینیس پہلی مرتبہ طبقۂ عوام سے منتخب ہوا۔ یہ کامی لیس کا سب سے آخری کام تھا۔ دوسرے ہی سال شہر مین ایسی وبا پھیلی کہ ہزارون بندگان خدا اور بہت سے حکام اور ذی مرتبہ اشخاص فنا ہو گئے۔ انھین مین کامی لس بھی تھا کہ جسکی موت اگرچہ بڑی عمر اور اس سے بھی بڑے کارنامون کی وجہ سے بے وقت نہین کہی جا سکتی، تاہم اُس اکیلے کا رومیون نے اس قدر سوگ کیا کہ باقی جو لوگ وبا مین مرے تھے ان سب کا بھی مجموعی طور پر اتنا نہ کیا تھا"۔

فے بیئس

Fabius (maximus)

فارقلیس کے یادگار کارنامے بیان کردینے کے بعد ہماری تاریخ فے بیس کا تذکرہ چھیڑتی ہے: کہتے ہین کہ اس نام کے ممتاز اور کثیر الافراد خاندان کا مورث اعلیٰ فے بیس اتول ہرقل کا بیٹا تھا اور اُس کی مان کوئی جنگل کی پری یا دیہاتی عورت تھی اور وہ ٹیبر کے کنارے پیدا ہوا؛ دوسرا قول یہ ہے کہ اس خاندان کا اصلی نام فوڈی تھا اور اُس کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ یہ لوگ پہلے درندون کے (شکار کے) لیے گڑھے کھودنے کے بہت شائق تھے۔ فوڈری اب تک لاطینی مین کھودنے کے معنون مین آتا ہے اور اُسی سے فوسار (یعنی حفرق) مشتق ہے رفتہ رفتہ لفظ مذکور کے دو حرفون مین تبدیلی ہوگئی ور وہ خاندان فوڈی کے بجاے فیبی کہلانے لگا مگر یہ باتین صحیح ہون یا غلط اس مین شبہ نہین کہ قدیم سے اس خاندان مین بڑے بڑے نامور لوگ پیدا ہوے اوران مین سب سے پہلے جسے فے بیس میکسی مس (یعنی فے بیس الاعظم) کا معزز لقب ملا وہ ہمارے فے بیس کا پردادا ہوتا ہے؛ اور اُس کا پورا نام فے بیس روبس تھا؛ فے بیس کو ازراہ تمسخر ویروکوسس بھی کہتے تھے کیونکہ اُس کے بالائی ہونٹ پر ایک مسا تھا۔ نیز مسکین مزاجی کی وجہ سے بچپن مین وہ اودی کولا (یعنی بھیڑ) بھی کہلاتا تھا۔ گفتگو مین اُسکا اٹکنا اور آہستگی، پڑھنے مین اس کی سست روی اور دماغ سوزی، بچون کے ساتھ کھیلنے مین اس کا وہم اور کمال بے نفسی سے ہر ایک کے سامنے دب جانا، یہ سب ایسی چیزین تھین کہ سطحی راے لگانے والے اُسے بے وقوف اور بھدا سمجھنے لگے تھے اور بہت کم اشخاص ہونگے جنھون نے اُس کی سست روی مین ایک غیر معمولی مستقل مزاجی کا جلوہ دیکھا یا اس کی حیرت انگیز شیرانہ خوئی اور عالی ظرفی کا صحیح اندازہ کیا تھا لیکن

جب اُس نے قومی معاملات مین حصہ لینا شروع کیا تو اُس کے جوہر کھلے اور اس کی خوبیان خود بہ خود ظاہر ہونے لگین - جس شے کو لوگ اوّل اوّل فقدان سرگرمی تصور کرتے تھے معلوم ہوا کہ وہ فی الحقیقت اُس کے جذبۂ وقتی سے مغلوب نہ ہونے کا نتیجہ تھی اور کلام اور کام مین آہستگی بھی عاقبت اندیشی کا - اسی طرح اُس کا مُتھّا پن اور عاجلانہ کارروائیون سے احتراز کرنا بھی ثابت ہوا کہ دراصل عین استقلال و پختہ کاری کی علامت ہے ؛

فے بیس جانتا تھا کہ وہ ایسی قوم کا فرد ہے جو ہر طرف سے جنگجو دشمنون مین گھری ہوئی ہے پس اُس نے ابتدا سے اپنے جسم کو (جو کہنا چاہیے کہ خاص قدرت کا عطا کردہ سلاح ہے) سخت سے سخت ریاضتون کا عادی بنایا تھا اور فنون سپاہگری مین بڑی مہارت بہم پہونچائی تھی اس کے علاوہ اُس نے اُسی سنجیدگی کے ساتھ تقریر کرنے کی بھی مشق کی تھی جو اس کے عام طرز و طبیعت کے مناسب حال ہو ؛ بے شبہ اُس کی تقریرین عامیانہ صنائع بدائع سے بالکل عاری ہین لیکن اُن مین ایک خاص وزن پایا جاتا ہے - اُس کی زوردار اور پرمغز فصاحت بہت کچھ طوسی دیدس کے طرز سے مشابہ ہے اور اس کا اندازہ ہم اس کے ایک خطبے سے کر سکتے ہین جو اب تک محفوظ ہے - یہ تقریر فے بیس نے اپنے بیٹے کے جنازے پر (جو قنصل ہو کے فوت ہوا) مجمع عام مین کی تھی ؛

فے بیس پانچ دفعہ عہدۂ قنصلی پر منتخب ہوا اور پہلی قنصلی مین اہل لگوریہ کو ایک فیصلہ کن شکست دی اور اُسی کے صلے مین جلوس فتح نکالنے کی عزت پائی - اپنے ہزیمت یافتہ دشمن کو اُس نے کوہ الپس تک دھکیل کر اس قدر کمزور کر دیا تھا کہ پھر کبھی وہ اپنے ہمسایون کو دق کرنے کی جرأت نہ کر سکا ؛ اس کے بعد (سلطنت قرطاجنہ کا سب سے نامور جرنیل) ہنی بال، اندلس کے راستے، خاص اطالیہ پر حملہ آور ہوا اور دریائے ٹریبیا کی جنگ عظیم مین فتح کامل پائی، اس کامیابی نے شکنی کا راستہ صاف کر دیا اور جب اُس کی مظفر و منصور فوجین تمام نواحی علاقون کو روندتی ہوئی آگے بڑھین تو خود روما مین کمال ہیبت و سراسیمگی پھیل گئی ؛ کرٹک چکپ کی معمولی

بدشگونیون کے علاوہ بعض نہایت عجیب و غریب اور موہش ربا حادثات کی خبرون نے لوگون کو اور زیادہ بے حواس کر دیا، مثلاً مشہور ہو گیا کہ گلزری سے خون کا پسینہ ٹپکا۔ یا شہر انٹیم مین جب غلہ اُٹھا تو بہت سی بالین خون سے بھری ہوئی پائی گئین۔ یا آسمان سے دہکتے ہوے پتھر برسے۔ یا مثلاً اہل فلیری نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ آسمان کھُل گیا اور بعض کاغذ کے پرچے زمین پر گرے جن مین سے ایک پر صاف صاف لکھا ہوا تھا کہ "خود (جلا فلک) مریخ اپنے اسلحہ کو حرکت دے رہا ہے!" لیکن یہ خوارق آتش مزاج فلے می نیس پر کوئی اثر نہ کر سکے۔ وہ بڑا جلد باز قنصل تھا اور اس قدر تی جوشیلے پن کو اس کی پچھلی فتح نے اور بڑھا دیا تھا کیونکہ اُنھین دنون اپنے شریک عہدہ قنصل کی رائے اور مجلس ملکی کے حکم کے خلاف اُس نے غالون سے لڑائی لڑی اور بالکل غیر متوقع کامیابی حاصل کی تھی۔ اس کے برعکس فے بیس کے خیال مین ہنی بال سے لڑنا مناسب وقت نہ تھا۔ اس کے یہ معنی نہین کہ وہ اُن بدشگونیون سے (جن کا مطلب سمجھنا، اس کے نزدیک محال تھا) خائف تھا جو اُس کے اکثر ہم وطنون کو دہشت زدہ بنائے دیتی تھین۔ بلکہ دراصل اس کی دانست مین لڑائی کو ملتوی کیے جانا اس لیے مفید تھا کہ قرطاجنی فوج تعداد مین تھوڑی تھی اور اس کے پاس روپیہ اور سامان رسد بھی کافی نہ تھا اور اس کی بڑی کوشش یہ تھی کہ جلد سے جلد رومیون سے لڑ کر فیصلہ کر لے۔ پس فے بیس کو یقین تھا کہ اگر صرف مدافعت پر اور اپنے حلیفون کو ضروری امداد پہونچا دینے پر اکتفا کیا گیا اور کوئی میدانی لڑائی ہنی بال جیسے آزمودہ کار سپہ سالار سے نہ لڑی گئی تو اُس کی طاقت رفتہ رفتہ گھٹ جائیگی اور وہ آگ کے شعلے کی طرح ایندھن نہ ہونے کی وجہ سے، خود ہی بھڑک بھڑک کر جل بجھیگا۔

ان وزنی دلائل کو بھی فلے می نیس نے نہ سنا اور کہنے لگا کہ مین کسی طرح دشمن کا ملک مین بڑھے چلے آنا گوارا نہین کر سکتا۔ اور یہ ہرگز پسندیدہ نہین کہ ہم پہلے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہین اور کامی کس کے مانند، جب شہر تسخیر ہو جائے تو پھر لڑنے نکلین!" چنانچہ اُس نے عمال شہر کو فوج کے اجتماع کا حکم دیا اور ہر چند سوار ہوتے وقت اس کے گھوڑے کے بدن مین، بغیر کسی ظاہری

سبب کے، تھرتھری سی پڑگئی تھی اور وہ اس طرح اُچھل پڑا تھا کہ فلے می نیس چڑھتے ہی سر کے بل زمین پر گرا، پھر بھی اُس نے پروانہ کی، نہ اپنی روانگی ملتوی ہونے دی بلکہ کوچ جاری رکھا اور چند روز بعد ہنی بال کے مقابلے میں جا پہونچا جوان دنوں تھرسی من جھیل کے کنارے شکنی میں خیمہ زن تھا؛ عین لڑائی کے وقت ایک زلزلہ بھی ایسا سخت اطالیہ میں آیا تھا کہ کئی قصبات تباہ و منہدم ہوگئے، اونچی اونچی چوٹیاں نیچے آپڑیں اور دریاؤں کے بہاؤ کا رخ بدل گیا مگر اس پر بھی فریقین جنگ کچھ ایسے دُھن کے پکے تھے کہ خبر نہ ہوئے اور میدان قتال اُسی طرح گرم رہا؛

اس لڑائی میں، اپنی قوت و شجاعت کے جوہر دکھا کر فلے می نیس مارا گیا اور فوج کے منتخب سرفروش بھی اسی کے گرد لڑتے ہوئے کام آئے۔ باقی مقتولین کی تعداد کُل پندرہ ہزار تھی اور اسی قدر گرفتار بھی ہوئے تھے۔ لیکن جب ہنی بال نے فلے می نیس کی لاش تلاش کرائی کہ عزت کے ساتھ اُس کی تجہیز و تدفین کرے، تو بڑی جستجو کے باوجود اُس کا پتہ نہ لگا اور نہ اب تک یہ معلوم ہو سکا کہ وہ کہاں غائب ہوگئی تھی؛

رومیوں کو پہلی جنگ تریبیا کے موقع پر اپنی شکست کا علم نہ ہوا تھا اور نہ ان کے سپہ سالار نے اسکی اطلاع دی تھی نہ خبر لانے والے ہرکارے نے سوائے اس کے کوئی بات کہی تھی کہ لڑائی غیر فیصل اور برابر رہی اور فریقین کو مساوی نقصان پہونچا؛ لیکن اس مرتبہ جونہی قاضی وقت پیپونیس کو خبر ملی اُس نے فوراً اہل شہر کو جمع کرایا اور بلا کذب و تصنع جو بات تھی سچ سچ ان سے کہدی کہ اے اہل روما! ہمیں ایک بڑی لڑائی میں شکست ہوئی، قنصل فلے می نیس کام آیا، اور اس لیے اب جو کچھ تمھیں اپنی حفاظت کا سامان کرنا ہے اُسپر غور کر لو؛

اس خبر کا یکایک اعلان ہونا گویا سمندر میں طوفانی ہواؤں کا چھٹنا تھا کہ جس نے ہر طرف تہلکہ ڈالدیا اور خوف و دہشت سے لوگوں کے حواس ایسے بگڑے کہ اوّل اوّل انھیں کوئی چارۂ کار نہ سجھائی دیا۔ آخر کچھ عرصے کے بعد ان کے ہوش درست ہوئے اور انھوں نے اس نازک حالت میں

عنان حکومت شخص واحد (ڈک ٹیٹر) کے تفویض کر دینے کا فیصلہ کیا کہ وہ اختیارات کامل مل جانے کی صورت مین اپنی ذاتی عقل و ہمت سے خاطر خواہ کام نے سکے اور کوئی عمدہ انتظام قائم کرنے کے قابل ہو؛ اس عہدے کے لیے سب کا اتفاق فے بیس کے انتخاب پر ہوا جس کی فطری قابلیت یہ اہم ذمہ داریان اُٹھانے کی پوری اہل نظر آتی تھی - وہ سن مین اتنا کم بھی نہ تھا کہ ناتجربہ کار سمجھا جاتا اور نہ اتنا سن رسیدہ ہو گیا تھا کہ محنت کی برداشت نہ کر سکے یا اس کا جسم اس کے حسب منشا کام نہ دے - ساتھ ہی اس کا مزاج خود اعتمادی اور احتیاط دونون کا نہایت مناسب مجموعہ تھا؛

الغرض عہدۂ مختار السلطنت پر مقرر ہونے کے بعد فے بیس نے سوارون کی سپہ سالاری لوسیس منوکیس کے سپرد کی پھر اپنے لیے بھی مجلس ملکی سے اجازت طلب کی کہ اگر لڑائی مین ضرورت ہو تو سوار ہو کر کام کر سکے جس کی رومیون کے ایک قدیم آئین کے رو سے سپہ سالار لشکر کو ممانعت تھی - اس کی وجہ یا تو یہ تھی کہ جنگ کا زیادہ تر دارومدار وہ پیادہ فوج پر رکھتے تھے اور اسی جگہ لفسر اعلےٰ کا موجود رہنا چاہتے تھے اور یا اس ممانعت کا منشا یہ جتانا تھا کہ بڑے سے بڑے اختیارات رکھنے کے باوجود ہر عہدے دار قوم اور مجلس ملکی کا ماتحت تو کو ہے اور ان کی بغیر اجازت سوار نہین ہو سکتا؛ بہرحال فے بیس نے یہ اجازت حاصل کر لی اور یون بھی لوگون پر اپنا اثر ڈالنے کے لیے اس نے حکم دیا کہ پوری چوبیس برقندازون کی جمعیت اس کے ہمرکاب چلا کرے مطلب تھا کہ عوام و خواص اس کا مرتبہ سمجھین اور بے چون وچرا اس کی مرضی کے مطابق کام دین؛ اور جب فلامی نیس مقتول کے ساتھ کا دوسرا قفصل فے بیس کی ملاقات کو آیا تو اُسے بھی فے بیس نے کہلا بھیجا کہ اپنے برقندازون کو نشان و اعلام حکومت سمیت علیحدہ کر دے اور ایک غیر سرکاری آدمی کی طرح اس سے ملنے آئے!

اُس کی مختار السلطنتی کا پہلا کام بجا طور پر ایک مذہبی کام تھا جس مین لوگون کے لیے تنبیہ مضمر تھی کہ ان کی پہلی ہزیمت کچھ سپاہیون کی بزدلی کے باعث وقوع مین نہین آئی بلکہ اس کا بڑا سبب سپہ سالار کا شعائر مذہبی سے بے پروائی برتنا تھا - اسی بنا پر فے بیس بار بار تاکید

کرتا تھا کہ رومی لوگ دشمن سے خوف زدہ نہ ہوں بلکہ اپنی تمام کوشش اور غیر معمولی تکریم سے دیوتاؤں کو رضامند بنائیں۔ اس مقصد کے لیے اُس نے کسی قسم کی اوہام پرستی جایز نہ رکھی مگر ایک جوش مذہبی اُن کے دلوں میں پیدا کرنا چاہا کہ دشمن کا فور نکل جاے اور انھیں اس بات کا بھی یقین ہو جاے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ چنانچہ قدیم نبیہ عورتوں کی کتابیں نکالی گئیں اور ان کی پیشین گوئیاں کہیں کہیں حسب حال بھی مل گئیں۔ تاہم نے پس کے سواے کسی کو ان کی اطلاع نہ دی گئی اور اُس نے مجمع عام میں سب کی طرف سے یہ منت مانی کہ اگر خاطر خواہ کامیابی نصیب ہوئی تو اگلے موسم میں جتنے بچے موشیوں سے ہونگے وہ کل اطالیہ کے تمام پہاڑی یا نشیبی علاقوں سے جمع کر کے دیوتاؤں پر سے قربان کر دیے جائینگے اور انھیں کی شکرگزاری میں رقص و سرود کی مجلسیں منعقد کی جائینگی جنکا مجموعی خرچ تقریباً ۳۳۳ سس ٹرشیا (ایک سکہ) اور ۳۳۳ ½ دینار ہوگا۔ ہمارے (یونانی) حساب سے یہ کل رقم ۸۳۵۸۳ درہم اور دو روبل کے برابر ہوتی ہے۔ اب اس یقین میں جو خاص مصلحتیں ہوں ان کا صحیح علم تو کسی کو نہیں البتہ ممکن ہے کہ اس میں ۳ کے عدد کی بزرگی دکھانی مقصود ہو کیونکہ یہی وہ پہلا طاق عدد ہے جو ضرب کھاکے اور دن کی قوت بڑھا دیتا ہے نیز دیگر اعداد کی تمام خصوصیات اس میں موجود ہیں۔

غرض ان تدبیروں سے فے بیس نے اہل شہر کی ہمت بندھائی اور یقین دلایا کہ خدا اُن کی جانب ہے۔ لیکن بذات خود اُس کا بھروسہ صرف اپنی قوت بازو پر تھا اور وہ جانتا تھا کہ دیوتاؤں کے فضل سے اقبال و کامیابی محض شجاعت و دانائی کے توسل سے ملا کرتی ہے پس اُس نے پوری کوشش جنگی تیاریوں میں صرف کی اور ہنی بال کے جد و جہد کا سامان کرنے لگا۔ لیکن اُس کا ارادہ کبھی میدان میں لڑنے کا نہ تھا بلکہ وہ دشمن کی فوجی قوت کو زیادہ تر وقت گھلا کے توڑنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس کے پاس جمعیت اور وسائل رسد کی کچھ کمی نہ تھی حالانکہ (جتنی دیر لگتی جاتی تھی) اہل قرطاجنہ تعداد میں بھی گھٹتے جاتے تھے اور رسد رسانی کی دقتیں بھی ان کے لیے بڑھ رہی تھیں۔ اسی خیال کو ذہن میں رکھکر فے بیس شہر سے نکلا اور یہ طریقہ اختیار کیا

کہ دشمن سے تھوڑی دور اونچی سے اونچی زمین پر پڑاؤ ڈالتا کہ رسالے کے حملوں سے محفوظ رہے اور قرطاجنی سوار اُس تک نہ پہونچ سکیں۔ ساتھ ہی جدھر ہنی بال کی فوج چلتی وہ بھی اس کے پیچھے ہولیتا اور جب وہ ٹھیرتے فے بیس بھی ٹھیر جاتا مگر اتنے فاصلے پر کہ جنگ کرنے پر مجبور نہ کیا جا سکے، اور ہمیشہ ایسے ٹیکروں پر کہ دشمن کے سوار کوئی آزار نہ دے سکیں۔ اس ترکیب سے قرطاجنیوں کو بڑی تکلیف ہوئی۔ خواب و خوراک پر حرام ہوگیا اور وہ ہر وقت خوف و ڈر رہنے لگے۔

لیکن اس طرح لڑائی سے پہلو بچانے کا یہ بھی ایک لازمی نتیجہ نکلا کہ خود رومی سپاہی فے بیس سے بدظن ہو گئے اور اُسے پست حوصلہ سمجھنے لگے۔ ہنی بال کی فوج میں بھی عام طور پر اہل قرطاجنہ کا یہی خیال تھا مگر ایک ہنی بال ایسا شخص تھا جو اس دھوکے میں نہ تھا اور فے بیس کی چالوں کا بخوبی مطلب سمجھ گیا تھا۔ اُسے صاف نظر آرہا تھا کہ اگر لڑائی (جس میں اہل قرطاجنہ رومیوں پر فوقیت رکھتے تھے) اسی طرح ٹلتی رہی اور کسی فریب یا زبردستی سے دشمن لڑنے پر مجبور نہ کیا جا سکا، تو انجام یہ ہوگا کہ آدمی اور روپیہ گھٹتے گھٹتے (جن کی پہلے ہی اُن کے پاس کمی تھی) قرطاجنی فوج آخر میں بالکل تباہ و برباد ہو جائیگی۔ نظر براین اُس نے ارادہ کرلیا کہ فن حرب کی جس عیاری یا داؤں پیچ سے ممکن ہو فے بیس کی تدبیر کو بگاڑے اور لڑنے کے لیے اُسے میدان میں لگا لائے۔ اور اب ایک پہلوان کی طرح اس نے تاک لگانی شروع کی کہ موقع پاتے ہی دشمن کو پکڑ لائے اور لپٹ پڑے۔ اس مقصد کے حاصل کرنے کے لیے ہنی بال نے طرح طرح کی چالیں چلیں، کبھی رومیوں کے سامنے سے حملہ کیا کبھی پہلو پر۔ کبھی پشت پر گھات کرتا نظر آیا کبھی ایک ہی وقت میں مختلف حصوں پر حملہ آور ہوا۔ غرض حریف کو لڑائی پر اُبھارنے کی کوئی کوشش ایسی نہ تھی جو اس نے اُٹھا رکھی ہو۔ اور اگرچہ راسخ العزم اور صائب الرائے فے بیس پر یہ چالاکیاں مطلق کارگر نہ ہوئیں، تاہم سپاہیوں پر ان کا بڑا اثر ہوا اور خود رومی سواروں کا جرنیل منوکیس ہنی بال کے دھوکے میں آگیا۔ منوکیس ایک منچلا سپاہی تھا اور موقع اور محل کے خلاف لڑائی کے جوش میں بیتاب ہوا جاتا تھا۔ کامیابی کا اُسے پورا یقین

تھا اور اسی قسم کی موہوم امیدین دلا دلا کر تمام سپاہیون کو بھی اُس نے اس قدر مشتعل کر دیا تھا کہ وہ فے بیس کو طرح طرح کے نام دھرتے اور کہتے کہ اُس نے تو معلوم ہوتا ہے ہنی بال کی نوکری (یا تالیقی) اختیار کر لی ہے کہ جہان جہان ہنی بال جاتا ہے وہ اُس کے ساتھ جاتا ہے اور جہان ہنی بال ٹھیرتا ہے وہ بھی حاضری دینے کے لیے وہین ٹھیر جاتا ہے!

اس کے برعکس منوکیس کی سپاہیون مین بڑی تعریفین ہوتین کہ فقط یہ شخص اس لائق ہے کہ رومیون کی سرداری کرے؛ یہ باتین سُن کر منوکیس بھی رفتہ رفتہ ایسا پھول گیا کہ فے بیس کے بلندی پر پڑاؤ ڈالنے کی گستاخانہ الفاظ مین یہ کہہ کر ہنسی اُڑانے لگا کہ وہ تو پہاڑون پر اس طرح چڑھ کر بیٹھ جاتا ہے جیسے کوئی اپنے ملک کی آتش زدگی اور تاراجی کا تماشا دیکھنے تھیٹر مین جا بیٹھے؛ اور کبھی فے بیس کے دوستون سے بطور استہزا پوچھتا کہ کیا ہمارے مختار السلطنت کا یہ مطلب ہے کہ اسی طرح رفتہ رفتہ پہاڑون سے بھی اوپر ہمین بادلون مین لے جا کے چھپا دے جہان ہنی بال کا ہاتھ ہم تک نہ پہونچ سکے؟ کیونکہ اس کے طرز سے تو یہی مترشح ہوتا ہے کہ اُس کے نزدیک جب تک قرطاجنی فوج موجود ہے، زمین پر رومی نہین ٹھیر سکتے"!

جب فے بیس کے احباب نے یہ خبرین اُسے پہونچائین اور اصرار کیا کہ اس عام بدنامی سے بچنے کے لیے ہنی بال کے ساتھ جنگ کرنا ضروری ہے تو اُس نے جواب دیا کہ اگر محض ان لغو اعتراضات کے خوف سے مین اپنی اصلی رائے کے خلاف کوئی کام کر گذرون تو مجھے الحقیقت جتنا بودا وہ مجھے سمجھتے ہین مین اس سے بھی زیادہ کمزور ثابت ہونگا؛ اپنے ملک کی حفاظت کے خیال سے خوف زدہ ہونا کوئی شرمناک بات نہین۔ لیکن اگر صرف لوتہ اللائم یا لوگون کی غلط بیانیون سے ڈر کر کوئی شخص اپنا طرز عمل بدل دے تو یقیناً وہ ایک ایسے عہدے کی اہلیت نہین رکھتا جیسا کہ میرا عہدہ ہے۔ کیونکہ اس تلون کے معنے تو یہ ہونگے کہ آدمی اپنے تئین اُن کا محکوم کر دے جن کی غلطیون کی اصلاح کے واسطے اُسے مختار السلطنت یا حاکم اعلیٰ بنایا گیا تھا"!

جن دنون رومیون مین یہ چرچے ہو رہے تھے ہنی بال سے ایک بڑی بے احتیاطی ہوئی

وہ ایک عمدہ چراگاہ کی تلاش مین تھا کہ فوج کو وہان ٹھیرا کر اپنے گھوڑون کو چند روز آرام دے سکے اس غرض کے لیے اُس نے اپنے رہبرون کو بلا کے حکم دیا کہ کاسی نم کی سمت اس کی رہنمائی کرین مگر وہ اُس کے بُرے تلفظ کی وجہ سے کاسی نم کو کاسلی نم سمجھے اور اسی قبصے کی طرف علاوہ کپانیہ کی سرحد پر قرطاجنی فوج کو لے آئے - یہ وہ ضلع ہے جسے دریاے لتھرونس (رومی اسے دل ٹرانس کہتے ہین) دو حصون مین تقسیم کرتا ہے اور جس کے ہر طرف پہاڑ ہین - صرف سمندر کی طرف میدان کشادہ ہوتا جاتا ہے لیکن وہان بھی دریا اس قدر پھیل کر سمندر مین گرا ہے کہ ساری زمین دلدلی اور گڑھیلی ہوگئی ہے اور کسی فوج کا وہان قیام کرنا نہایت مخدوش ہے ؛ اسی خطرناک مقام کی طرف ہنی بال کوچ کر رہا تھا اور اسی جگہ فے بیس نے اس کو گھیرنے کی تدبیر کی - وہان کے تمام راستون سے وہ واقف تھا لہذا ہنی بال دے کے پہلے سے اپنی فوج کو اندر کے رخ لے آیا اور تمام اچھے موقع کی پہاڑیون پر قابض ہوگیا اور اس کارروائی سے پہلے چار ہزار چیدہ سپاہیون کو اُس نے واپسی کے راستے پر متعین کر دیا کہ اُس تنگ وادی سے اہل قرطاجنہ کو نکلنے دین جس سے کہ وہ اندر داخل ہو رہے تھے ؛ اس کے بعد فے بیس نے قرطاجنی فوج کے عقب پر حملے کرنے کی غرض سے اپنے سب سے ہلکے اسلحہ پوشون کی جماعت بھیجی اور انھون نے بھی یہ کام ایسی کامیابی سے انجام دیا کہ دشمن کے آٹھ سو آدمی مارے گئے اور ساری فوج مین کھلبلی پڑگئی اب ہنی بال کو اپنی غلطی اور خطرناک حالت کا علم ہوا اور اگرچہ رہبرون کو اسی وقت اُس نے سولی دیدی تاہم جو ہونا تھا وہ ہو چکا تھا اور فے بیس کی فوج ایسے عمدہ موقع پر بھی ہوئی تھی کہ بظاہر اب اُسے ہٹانا اور پھر کر راستہ نکالنا غیر ممکن تھا - بڑی خرابی یہ ہوئی کہ خود اس کے سپاہیون مین مایوسی پھیلنے لگی اور دشمن کا خوف اور یہ خیال اُن کے دل مین بیٹھ گیا کہ ہم اب ایسی مشکلات مین پھنس گئے ہین جن کو مغلوب کرنا محال ہے ؛

جب ہنی بال اس طرح مجبور ہوا تو اُس نے مکر و خدع پر کمر باندھی - اس کی فوج کے ساتھ بہت سے بیل تھے انھین مین سے دو ہزار بیلون کے سینگون پر اُس نے مشعلین باندھ کر

خشک لکڑیاں مضبوط بندھوا دیں کہ جنھیں آگ دیدی جائے تو آہستہ آہستہ جلتی اور لو دیتی رہیں۔ اس کے بعد جب شام ہوئی تو ان مشعلوں کو روشن کرکے حکم دیا کہ بیل دشمن کی ان بیرونی چوکیوں کی جانب ہانک دیے جائیں جو عین واپسی کے راستے پر تھے۔ بیس نے پہاڑ کے اوپر قائم کی تھیں۔ یہ ہو چکا تو ہنی بال بیلوں کے پیچھے اندھیرے میں فوج لے کے آہستہ آہستہ روانہ ہوا۔ اوّل اوّل بیل بھی قدم قدم ترتیب کے ساتھ چلتے رہے اور دور سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا کوئی فوج مشعلوں کی روشنی میں رات کو کوچ کر رہی ہے جس نے آس پاس کی کوہی آبادیوں پر جو چڑھائی کی تھی انھیں بہت حیران و متعجب کیا، لیکن جس وقت آگ جلتے جلتے سینگوں کی جڑ تک پہونچی تو بیل ساری آہستہ خرامی بھول گئے اور سوزش کی تکلیف سے غضب ناک ہو کر جدھر منہ اٹھا بے تحاشا دوڑنے لگے اور سروں کو جھٹکے دے دے کے ہر طرف انھوں نے آگ ہی آگ پھیلا دی جس کی چنگاریاں نہ صرف خود اُن پر جھڑتی تھیں بلکہ درختوں کو بھی گر گر کر مشتعل کر دیتی تھیں۔ جو رومی سپاہی پہاڑی چوکیوں پر بیٹھے تھے وہ یہ کیفیت دیکھ کے نہایت حیران ہوئے اور یہ سمجھ کر کہ یہ روشنیاں دشمن کے سپاہی لیے ہوئے ہیں انھیں یقین ہو گیا کہ وہ ہر طرف سے اُن پر حملہ کر رہا ہے اور انھیں گھیر لینے کی کوشش میں ہے۔ اس خیال کے آتے ہی وہ اپنی اپنی جگہ سے پڑاؤ کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے اور وادی کا راستہ خالی چھوڑ گئے۔ ان کا بھاگنا تھا کہ ہنی بال کے حکم کے موافق اُن پہاڑی چوکیوں پر فوراً قرطاجنی سپاہی آ جمے اور تھوڑی ہی دیر میں باقی ماندہ فوج اپنے خیمہ و خرگاہ سمیت درون میں سے بخیریت باہر نکل آئی۔

نے بیس پر رات ختم ہونے سے پہلے یہ عیاری ظاہر ہو گئی تھی کیونکہ کچھ بیل اُس کے آدمیوں نے پکڑ لیے تھے لیکن اس خوف سے کہ شاید دشمن اندھیرے میں جگہ جگہ گھات لگائے بیٹھا ہو وہ اُس وقت خیمہ گاہ سے نہ نکلا مگر فوج کو رات بھر اُس نے مسلح اور تیار رکھا اور دن نکلتے ہی ہنی بال پر عقب سے حملہ کیا۔ اس مقام پر کچھ عرصے لڑائی ہوتی رہی اور زمین کے ناہموار

ہونے کی وجہ سے ممکن ہے قرطاجنی فوج کی ساری ترتیب مین خلل پڑگیا ہو لیکن جس وقت ہنی بال نے اپنے ہراول سے ہسپانوی سپاہیون کو جدا کیا جو نہایت مستعد، چالاک اور پہاڑون پر چڑھنے کے خوب مشاق تھے، تو جنگ کی صورت بدل گئی۔ رومی سوار بھاری زرہ بکتر پہنے ہوئے تھے اور جب یہ تیز دست ہسپانوی اُن پر ٹوٹ کر گرے تو ان کے بہت آدمی مارے گئے اور پھر فے بیس اس قابل نہ رہا کہ ہنی بال کا تعقب کامیابی کے ساتھ جاری رکھ سکتا۔ اہل رومہ کو اس واقعے کی خبر ہوئی تو فے بیس اور بھی بدنام ہوا لوگ اُسے پہلے سے زیادہ نالایق سمجھنے لگے اور کہنے لگے کہ ہمین یہ خیال تو اوّل سے تھا کہ شجاعت مین وہ اپنے حریف سے گھٹا ہوا ہے لیکن اب ثابت ہوا کہ اس کمی کے علاوہ اُس مین وہ عاقبت اندیشی اور سپہ سالاری کی لیاقت بھی نہین ہے جن کے ذریعے وہ لڑائی کو کامیابی سے ختم کرنے کے منصوبے باندھا کرتا تھا۔

ادھر ہنی بال نے انھین اُس کے خلاف بھڑکانے کی ایک اور چال چلی، وہ یہ کہ جب قرطاجنی فوج کوچ کرتی ہوئی اُس علاقے سے گذری جس مین فے بیس کی زمینین اور جائدادین تھین تو ہنی بال نے حکم دیا کہ اور سب کا مال متاع لوٹ لیا جاے لیکن فے بیس کی املاک کو کوئی قرطاجنی سپاہی نظر بھر کر بھی نہ دیکھے، بلکہ اُن کی حفاظت و نگرانی کی غرض سے اُن پر پہرہ بٹھا دیا جاے! یہ خبرین رومہ مین پہونچین تو ان کا ہنی بال کے موافق منشا اثر ہوا، ٹریبیونون نے فے بیس کے خلاف ہزارون افسانے تراش لیے اور اس پر طرح طرح کے الزام لگانے لگے جنکا اصلی محرک مٹی لیس نام ایک منوکیس کا رشتہ دار تھا جو فے بیس کا ہفسہ دشمن نہ تھا مگر اپنے عزیز کی محبت مین اُسے نگاہون سے گرانا چاہتا تھا کہ فے بیس کو نقصان پہونچے تو اُسکا نائب، افسر رسالہ یعنی) منوکیس فائدہ اُٹھاے اور کوئی زیادہ بڑا مرتبہ حاصل کرلے۔

ان طوفان اُٹھانے والون کے علاوہ خود مجلس ملکی فے بیس سے خوش نہ تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ اُس نے ہنی بال سے اسیران جنگ کے مبادلے کا ایک عہد کرلیا تھا اور اس مین طے

پایا تھا کہ فے بیس تمام قرطاجنی قیدیون کو چھوڑ دے اور ہنی بال اسکے بدلے مین اُتنی ہی تعداد رومی اسیران جنگ کی رہا کر دے مگر اس لین دین کے بعد جو قیدی جس طرف بچ رہین اُن کی رہائی کے واسطے بھی نی کس ڈھائی سو درہم فدیے کی رقم ادا کی جاے ۔ اس قرارداد کے بموجب جب حساب ہوا تو دو سو چالیس رومی زیادہ قید نکلے اور فے بیس کو ان کا فدیہ ادا کرنا ضروری ہوا ۔ لیکن اس رقم کے دینے سے مجلس ملکی نے نہ صرف صاف انکار کیا بلکہ سرے سے اس معاہدے ہی پر اظہار ناپسندیدگی کیا اور اُن سپاہیون کو (جو اپنی بزدلی سے دشمن کے ہاتھون مین گرفتار ہو گئے تھے) رہائی دلانا ، رومۃ الکبریٰ کی عزت و شرافت کے منافی ٹھیرایا ۔ فے بیس نے اس عتاب آمیز سلوک کو بھی کمال صبر کے ساتھ برداشت کر لیا اور چونکہ وہ اپنے عہد پر جما ہوا تھا لہذا مجلس کا انکار سنکر اُس نے اپنے بیٹے کو رومہ بھیجا کہ اُس کی ذاتی جائداد بیچ کر اتنی قیمت وصول کر لائے جو کل فدیہ کی رقم کے لیے کافی ہو ۔ اس کے بیٹے نے نہایت مستعدی سے اس حکم کی تعمیل کی اور روپیہ آتے ہی حسب معاہدہ ہنی بال کو ادا کر دیا گیا ۔ جو رومی قیدی اس طرح چھٹے ان مین سے بعض نے یہ خواہش بھی بعد مین کی کہ فے بیس اُنکے ادا کردہ فدیے کی رقم خود انھین سے وصول کرے ۔ لیکن فے بیس نے اسے منظور نہ کیا اور جس کسی نے یہ استدعا کی وہ بلا استثنا اُس نے رد کر دی ۔

اسی زمانے مین رومی پروہتون نے فے بیس کو بعض مذہبی مراسم مین شرکت کی غرض سے طلب کیا کہ اعلےٰ عہدہ دار ہونے کی حیثیت سے خاص خاص قربانیان اس کی موجودگی کے بغیر نہ ہو سکتی تھین ۔ تب فے بیس نے بدرجۂ مجبوری چند روز کے واسطے منوکیس کو اپنی جگہ سپہ سالاری پر چھوڑا لیکن چلتے وقت بڑی تاکید اور التجا مین کر گیا کہ وہ فے بیس کی عدم موجودگی مین ہنی بال سے کوئی میدانی لڑائی نہ لڑے ۔ مگر یہ ساری نصیحتین ، منت سماجت اور احکام فضول ثابت ہوے اور اس کے رومہ روانہ ہوتے ہی نئے سپہ سالار نے حملے کی تیاریان شروع کر دین ۔ اور جونہین اُسے اطلاع ملی کہ قرطاجنی فوج کا ایک بڑا حصہ سامان رسد کی فراہمی کو باہر بھیجا گیا ہے

اُس نے باقی ماندہ سپاہ پر حملہ کیا اور نہ صرف بہت سے آدمی قتل کیے بلکہ اہل قرطاجنہ کی جمعیت کثیر کو پڑاؤ تک ڈھکیل دیا اور ان کی ساری فوج میں سخت دہشت پھیلا دی کہ کہیں رومی ان کے پڑاؤ میں نہ گھس آئیں۔ لیکن جب ہنی بال نے اپنے منتشر دستوں کو اکٹھا کر لیا تو اس وقت بھی منوکیس زیادہ نقصان اُٹھائے بغیر بہ کامیابی واپس ہو گیا اور اس معرکے میں فتح اُسی کے نام لکھی گئی، جس نے منوکیس کے جوش تہور اور خود پسندی کو اور زیادہ بڑھا دیا اور رومی لشکری بھی اپنی بہادری کے آگے دشمن کو ہیچ سمجھنے لگے۔

اس لڑائی کی خبر جلد ہی روما پہونچ گئی اور جب فے بیس کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ کہنے لگا کہ میں سب سے زیادہ جس شے سے ڈرتا ہوں وہ منوکیس کی کامیابی ہے! لیکن لوگ خوشی سے پھولے ہوئے تھے اور دوڑ دوڑ کے اس جلسۂ عام میں شریک ہوئے جہاں مٹی لیس ٹربیون اسی واقعے کے متعلق تقریر کرنے والا تھا۔ اور تقریر شروع ہوئی تو مقرر نے منوکیس کی مدح و ستایش پر ہی اکتفا نہ کی بلکہ فے بیس کی بھی سخت مذمت کی اور اُسے نہ صرف کم ہمت بلکہ وطن فروش اور نمک حرام قرار دیا۔ اور اُسی کے ساتھ اکثر نامور رومیوں کو بھی سنا لیا کہ انھیں غداروں نے اہل قرطاجنہ کو اطالیہ میں بلایا ہے تاکہ لوگوں کی آزادیاں سلب کر لیں اور اسی ارادے کی تکمیل کے لیے انھوں نے اختیارات کامل ایسے شخص کے ہاتھ میں دیدیے ہیں کہ جسکی کاہلی اور نکمے پن سے ہنی بال کو اطالیہ میں قائم ہو جانے کی فرصت مل سکے اور اہل قرطاجنہ کو بھی اس بات کا کافی وقت اور موقع ہو کہ وہ تازہ فوجیں اور سامان جنگ بھیج کر اپنی فتوحات درجۂ اتمام کو پہونچا دیں!

اس تقریر کا فے بیس نے کوئی جواب دینا نہ پسند کیا مگر درخواست کی کہ مراسم مذہبی کو جلدی ادا کر دیا جاے تاکہ میں فوراً میدان جنگ کو پلٹ جاؤں اور منوکیس کو جس نے میرے احکام کے خلاف لڑائی کی جرأت کی، اقرار واقعی سزا اس عدول حکمی کی دوں!! ان الفاظ کے سنتے ہی لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اب منوکیس کا زندہ بچنا دشوار ہے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ مختار السلطنت

کو قید اور سزائے موت دینے کا پورا اختیار ہے اور یہ بھی انھیں معلوم تھا کہ اگرچہ فے بیس کو دیر میں غصہ آتا ہے مگر جب آجاتا ہے تو پھر بہ آسانی ٹھنڈا بھی نہیں ہوتا۔ اس دھمکی کے خلاف کسی کو آواز بلند کرنے کی جرأت نہ ہو سکی لیکن مٹی لیس ذرا نہ ڈرا۔ ٹریبون ہونے کی وجہ سے اُسے آزادی تھی کہ جو چاہے کہے اور مختار السلطنت کو بھی اختیار نہ تھا کہ لوگون کے نائب سے کسی قسم کا مواخذہ کر سکے۔ اسی اطمینان پر مٹی لیس نے بڑی دلیری سے منوکیس کی وکالت کی اور لوگون کو اُبھارا کہ وہ ایسے بہادر سردار کو فے بیس کی غضب ناکی پر سے قربان نہ ہونے دین اور اُس ہلاکت سے اُسے بچائین جس کا مان لیس شکار ہوا (مان لیس مارکوس حکم کے خلاف ایک لڑائی لڑا اور فتحیاب ہوا تھا مگر محض عدول حکمی کے جرم مین خود اُس کے باپ نے اُس کا سر قلم کرا دیا تھا!) آخر مین اُس نے اہل رومہ کو اشتعال دلایا کہ اختیارات مطلق فے بیس کے قبضے سے چھین کر ایسے ہاتھون مین دے دیے جائین جو ان کے زیادہ اہل ہون اور اسی کے ساتھ خدمت قوم کی آمادگی کا جوش بھی زیادہ رکھتے ہون!!

ان تجویزون کا جمہور پر بہت اثر ہوا اور ہر چند انھون نے فے بیس کے سارے اختیارات نہین لیے پھر بھی حکم دیا کہ جنگی معاملات مین منوکیس مختار السلطنت کے برابر کا شریک سمجھا جائے مختار السلطنت کے ساتھ ایسا اشتراک پیشتر کبھی جائز نہ رکھا گیا تھا البتہ اس پہلی نظیر کے تھوڑے ہی دن بعد جب کینئی Cannæ کی سخت ہزیمت رومیون کو نصیب ہوئی تو مذکورہ ضابطے کا اعادہ کرنا پڑا اور چونکہ مختار السلطنت مرقس جونیس فوج کے ہمراہ گیا ہوا تھا لہذا پوپلیوس کو انھون نے رومہ کے واسطے حاکم اول منتخب کیا تاکہ جو ارکان مجلس لڑائی مین کام آئے تھے ان کی خالی اسامیون پر نئے ممبر مقرر کر دے۔ لیکن پوپلیوس صرف ایک مرتبہ سرکاری حیثیت سے جلسۂ عام مین آیا اور نئے ارکان کی مطلوبہ تعداد پوری کرنے کے بعد ہی اس نے اپنے برقندازون کو رخصت کر دیا اور تمام اعلامات سلطنت الگ کر کے ایک معمولی آدمی کی طرح لوگون مین رل مل گیا اور اپنے اور کاروبار کے لیے بازارون مین ادھر اُدھر پھرنے لگا۔

منوکیس کو اس طرح برابر کے اختیارات مل گئے تو فے بیس کے دشمن بہت خوش ہوے کہ اس مغرور کا سر نیچا ہوا اور منوکیس کے مقابلے میں اس کو ذلت اُٹھانی پڑی لیکن فے بیس کی طبیعت سے آگاہ نہ تھے جو ان کی حماقت کو اپنا کچھ نقصان نہ سمجھتا تھا بلکہ دیوجانس کی طرح، جس نے یہ سنکر کہ "لوگ تمھاری بہت تضحیک اور تذلیل کرتے ہین"، جواب دیا تھا کہ "مگر میری تو کچھ تذلیل نہین کرتے!" فے بیس کو بھی نئے ضابطے کا مطلق کچھ ملال یا خیال نہ ہوا۔ اُسی متانت کے ساتھ جو اس کی خصوصیت تھی اُس نے اس فیصلہ کے سامنے بھی سر تسلیم خم کر دیا اور اہل فلسفہ کے اس قول کا، کہ نیک اور سچے آدمی کی کبھی بے آبروئی نہین ہو سکتی"، گویا ایک بیش بہا عملی ثبوت دنیا کو دیا۔ البتہ اُسے کچھ تشویش تھی تو اس بات کی تھی کہ مبادا اس کا شہرت پسند ماتحت یہ بے محل حوصلہ افزائی پاکر اور زیادہ خود سر ہو جائے اور مادر وطن کے مقاصد کو اپنے تہوّر سے نقصان پہونچا دے۔ اسی اندیشے سے وہ بہت جلد اطلاع عام کے بغیر لشکر گاہ کو چلا گیا کہ جہان تک ممکن ہو اپنے شریک سپہ سالاری کے کوئی اندھا دھند کارروائی کر بیٹھنے سے پہلے پہونچ جائے۔ لیکن پڑاؤ پر آکے اُس نے دیکھا کہ منوکیس اپنی نئی ترقی سے ایسا پھول گیا ہے کہ مشترک سپہ سالاری کے بجائے، ایک دن بیچ پورے اختیارات اپنے ہاتھ مین لینا چاہتا ہے۔ اس طرح باری باری سے کمان کرنے کی تدبیر فے بیس نے ناپسند کی مگر یہ سمجھکر کہ ایک دن بیچ پوری فوج پر کمان کرنے کی نسبت یہ بہتر ہے کہ ہر شخص آدھی آدھی فوج پر مستقل سپہ سالاری کرے، وہ تقسیم بس پر رضامند ہو گیا اور دوسرا اور تیسرا جیش منوکیس کے تفویض کرکے صرف پہلے اور چوتھے کی کمان اپنے ہاتھ مین رکھی اور اسی طرح امدادی دستون کی بھی برابر برابر تقسیم کر دی گئی۔

اس مرتبۂ اعلےٰ پر پہونچ کر مشیخت پسند منوکیس سے ممکن نہوا کہ اپنی زبان قابو مین رکھتا وہ تکبر کے ساتھ اپنی کامیابی کا ذکر کرنے لگا کہ آخر میری ہی بات ورپڑی اور مختار السلطنت ہونے کے باوجود فے بیس کو مغلوب و شرمسار ہونا پڑا۔ اس کے جواب مین فے بیس نے بڑی نرمی سے اُسے یاد دلایا کہ تمھین جس سے مقابلہ کرنا ہے وہ فے بیس نہین، ہنی بال ہے اور اس وقت سب سے

بڑی کارگزاری اُسی کو مغلوب کرنا ہے نہ کہ اپنے رومی شریک عہدہ کو۔ لیکن اگر اسپر بھی تھین اپنے ہم عہدہ سے مقابلہ منظور ہے تو اُس مین جیت حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ دشمن وطن سے زیادہ سرگرمی اور احتیاط کے ساتھ مقابلہ کرتا کہ یہ نہ کہا جاسکے کہ وہ شخص جسے قوم نے اس قدر بڑھایا اور عزت دی، اُس کے برابر بھی کام نہ دکھا سکا جس کے ساتھ قوم حقارت و بدسلوکی سے پیش آئی تھی!

مگر حزم و احتیاط برتنے کی ہدایت، نوجوان منوکیس کی نگاہ مین، بڑھاپے کی کمزوری اور پست ہمتی کا نتیجہ تھی۔ نے بیس کی فہمائش کا اسپر کچھ بھی اثر نہ ہوا اور وہ اسی وقت اپنی فوج آگے بڑھا کے علیٰحدہ خیمہ زن ہوگیا۔ ان تمام واقعات سے، جو رومی کیمپ مین گذر رہے تھے، ہنی بال بے خبر نہ تھا اور تاک مین تھا کہ جس طرح بنے ان اختلافات سے خود فائدہ اُٹھائے۔ اتفاقاً اُس کے پڑاؤ اور منوکیس کے خیمہ گاہ کے درمیان ایک بلندی تھی جس پر پڑاؤ قائم کرنا ہر فریق کے لیے مفید اور نیز سہل نظر آتا تھا۔ اور اردگرد کا میدان اگرچہ جابجا کھڈ اور نالیان تھین لیکن دور سے اس کی سطح بالکل صاف اور ہموار دکھائی دیتی تھی۔ ہنی بال چاہتا تو اس قطعے پر بہ آسانی قابض ہوجاتا مگر اُس نے جانکر اُسے خالی اور طعمے کے طور پر رہنے دیا تھا کہ اس کے لالچ مین رومی اپنی مستحکم خیام گاہ سے نکل آئین اور وہین قرطاجنی سپاہ سے ان کا مقابلہ ہوجاے۔ جب منوکیس اور نے بیس الگ ہوگئے تو ہنی بال کو موقع ہاتھ آیا اور رات کے وقت گڑھے اور نالیون مین ایک معقول تعداد اپنے سپاہیون کی اُس نے بٹھادی اور دن نکلتے ہی ایک چھوٹی جمعیت بلندی کی طرف روانہ کی۔ منوکیس نے اس دستے کو بڑھتے دیکھکر یقین کرلیا کہ قرطاجنی مذکورۂ بالا بلندی پر قبضہ کرنا چاہتے ہین اور اُس نے ٹھیک وہی دھوکا کھایا جس کے لیے ہنی بال نے یہ جال بچھایا تھا۔ اب سب سے پہلے ہم ہلکے رومی سوارون کو بڑھتا دیکھتے ہین پھر منوکیس کے حکم سے اور سوار بھی سامنے نکلتے ہین جن کا مقصد دشمن کو اُس بلندی سے مار کے ہٹا دینا ہے۔ آخر مین جب خود ہنی بال اپنے سپاہیون کی مدد کو بڑی جمعیت سمیت آتا ہے تو منوکیس کی بھی پوری فوج اس کے مقابلے مین

صف آرا نظر آتی ہے ؛

لڑائی کے شروع میں قرطاجنی سپاہیوں نے بلندی سے تیر اور پتھر برسائے اس کے بعد برابر کا مقابلہ تل گیا اور اب ہنی بال نے اندازہ کر لیا کہ دشمن کی ساری فوج مقررہ حدود سے آگے بڑھ آئی ہے اور اس کے پیچھے ہوئے سپاہیوں کی طرف اُس کی پشت ہو گئی ہے۔ پس اُس نے انھیں اشارہ دیا اور ساتھ ہی ایک پوری جمعیت کمین گاہوں سے نکل کر منوکیس کے عقب سے حملہ آور ہوئی اور ایسا شور مچا کہ رومیوں کو قتل کرنا شروع کیا کہ ان کے رہے سہے اوسان خطا ہو گئے۔ فی الواقع حملہ ایسا اچانک اور ایسے زور کے ساتھ کیا گیا تھا کہ خود منوکیس فوجی ترتیب بگڑتے ہی مایوس ہو گیا۔ وہ ایک ایک افسر کا منہ دیکھتا تھا مگر جس کی طرف جاتا وہی خطرے میں پڑنے سے گریز کرتا اور بھاگنے پر آمادہ نظر آتا، حالانکہ اس تدبیر میں بھی سلامتی کی شکل نظر نہ آتی تھی۔ نومیڈی شہ سوار فاتحانہ شان سے گھوڑے دوڑاتے پھرتے تھے اور ابھی سے ہر بھاگنے والے کو، قضائے مبرم کی طرح بھونچکا، کاٹ ڈالتے تھے ؛

نے بیس اپنے ہم وطنوں کی خطرناک حالت سے بے خبر نہ تھا وہ پہلے سے سمجھ چکا تھا کہ منوکیس کے جوش تہور اور ہنی بال کی عیاری کا نتیجہ رومیوں کے واسطے کیسا مضر ہوگا اور اسی خیال سے اُس نے اپنے آدمیوں کو بھی لڑائی کے لیے تیار کر رکھا تھا۔ دوسروں کی اطلاعوں پر بھروسہ کرنے کے بجائے وہ خود اس موقع پر اپنے پڑاؤ کے آگے کھڑا لڑائی کا رنگ دیکھ رہا تھا اور جب اُسے منوکیس کی فوج گھرتی اور دب دب کر بھاگنے پر مائل ہوتی نظر آئی تو اُس نے ایک لمبا سانس کھینچا اور ران پر ہاتھ مار کے اُن لوگوں سے جو قریب کھڑے تھے، کہنے لگا "اوہرقل! مجھے اتنے جلد منوکیس کے تباہ ہونے کی توقع نہ تھی اگرچہ بظاہر وہ اس سے بھی پہلے اپنی ہلاکت کا خواہاں تھا!" پھر اُس نے علمبرداروں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اور اُنھیں کے پیچھے یہ کہتا ہوا فوج کو بھی لے چلا کہ "دوستو، منوکیس ایک محب وطن اور جان فروش سردار ہے ہمیں اُس کے چھڑانے میں بہت جلدی کرنی چاہیے۔ اور گر اس نے دشمن سے لڑنے میں جلد بازی سے کام لیا ہے تو اس

بات کا ذکر بھی ہم اس سے بعد میں ہی کریں گے ؛؛

اس طرح فے بیس اپنی فوج لے کے آگے بڑھا اور پہلے نومیڈی سواروں کو میدان سے ہٹایا، اور پھر اُن پر حملہ کیا جو عقب سے منوکیس پر آن گرے تھے۔ اس جگہ بہت سے وطنی مارے گئے اور باقی ماندہ کو بہ عجلت پسپا ہونا پڑا کہ جس طرح رومی گھر گئے تھے کہیں خود وہ نہ گھر جائیں ؛؛ ادھر ہنی بال نے جب یہ ناگہانی تبدیلی دیکھی اور خود معمر فے بیس اقتضائے سن کے خلاف دشمن کی صفیں چیر چیر کر بلندی پر چڑھتا نظر آیا کہ جس طرح ممکن ہو منوکیس سے آملے، تو عاقلانہ احتیاط سے کام لیا اور فوج کو ہٹنے کا حکم دے کے تمام سپاہی اپنی خیمہ گاہ کے قریب جمع کر لیے۔ رومیوں کے حق میں بھی یہ کارروائی اچھی تھی اور اُنھیں بھی سلامتی کے ساتھ اپنے پڑاؤ کو لوٹ جانا غنیمت معلوم ہوا ؛؛ بیان کرتے ہیں کہ اس موقع پر ہنی بال نے اپنے دوستوں سے ہنسی میں یہ بات کہی تھی کہ کیوں ؟ میں نہ کہتا تھا کہ یہ بادل (یعنے فے بیس) جو ہمیشہ پہاڑوں پر منڈلاتا رہتا ہے کبھی کبھی طوفانی مینہ کی طرح ہم پر برس پڑیگا ؟ ؛؛

سپاہیوں نے مال غنیمت میدان سے اُٹھا لیا تو فے بیس انھیں لیے ہوئے خاموشی کے ساتھ اپنے خیمہ گاہ کو لوٹ گیا اور ایک لفظ بھی منوکیس کے سامنے زبان سے ایسا نہ نکالا جو اُسے ناگوار گذرتا۔ لیکن خود منوکیس اس قدر متاثر ہوا تھا کہ فے بیس کے جانے کے بعد اپنے آدمیوں کو جمع کر کے کہنے لگا " بے شبہ خطا سے کوئی شخص منزّہ نہیں اور بڑے بڑے کاموں میں ہاتھ ڈالنا اور غلطی نہ کرنا آدمی کی قوت سے ماورا ہے مگر اس کے ساتھ ایک صاحب ہوش آدمی کا اقتضائے انسانیت یہ ہے کہ اپنی خطا سے نقصان اُٹھا کے سبق حاصل کرے اور آیندہ اپنی اصلاح کی کوشش کرے۔ اب ہر چند میں قسمت کی بے وفائی کا گلہ کروں تو ایک حد تک بجا ہوگا لیکن اُس کی شکر گزاری کے اس سے بھی قوی اسباب ہیں کہ اُسی نے مدتوں کی غلطی نکالی اور چند ہی گھنٹے میں مجھے سکھا دیا کہ میں اوروں پر کمان و حکومت کرنے کے لیے نہیں بنا بلکہ محتاج ہوں کہ مجھ پر کوئی اور شخص حکومت کرے، نیز یہ کہ ہمیں تفوق حاصل کرنے کے لیے اُن سے نہ جھگڑنا

چاہیے جن کی اطاعت کرنا ہمارے واسطے زیادہ مفید ہے۔ نظر براین آیندہ سے تمھین مختار السلطنت ہی کو اپنا سپہ سالار سمجھنا چاہیے اور مین صرف اُس کی شکر گزاری مین تمھارا افسر رہونگا کہ سب سے پہلے اُس کے احکام بجالاؤن اور ہمیشہ مستعدی سے اُس کی خدمتگزاری کرسکون "

اس تقریر کے بعد اُس نے رومہ کے عقابی پرچم کو بڑھانے کا اور فوج کو اپنے ساتھ ساتھ فے بیس کے خیمہ گاہ مین آنے کا حکم دیا۔ اس طرح جنگی باقاعدگی کے ساتھ وہ وہان پہونچا تو وہان کے سپاہیون کو یہ نظارہ دیکھکر حیرت سی ہوگئی اور وہ کسی قدر پریشان اور مشوش ہوے کہ اس آمد کا کیا مطلب ہے "۔ اُس کو اپنے خیمے کے قریب آتے دیکھکر خود فے بیس استقبال کرنے باہر نکل آیا لیکن منوکیس نے نزدیک پہونچتے ہی اپنے علم اُس کے قدمون مین ڈال دیے اور بہ آواز بلند "باپ" کے نام سے اُسے خطاب کیا اور اُس کے ہمراہیون نے بھی فے بیس کے سپاہیون کو اپنا "سرپرست" خطاب کرکے سلام کیا، اور یہ وہ اصطلاحی لقب ہے جس سے آزاد شدہ غلام اپنے آزادی دلانے والون کو یاد کرتے ہین "۔ پھر ہر طرف سکوت ہوگیا تو منوکیس نے اس طرح کہنا شروع کیا کہ اے مختار السلطنت! آج کے دن ہم نے دو معرکے جیتے۔ ایک بزور قابلیت و شجاعت ہنی بال سے۔ اور دوسرا کریم النفسی اور دانائی کے وسیلے، اپنے ہم وطن ساتھی سے! پہلی فتح سے ہم نے ہماری جان بچائی اور دوسری سے ہمین سبق دیا جسے ہم کبھی نہ بھولین گے۔ اور جب کہ ہم ہنی بال سے پہلی شرمناک شکست کھاکے ذلیل و سرنگون ہو رہے تھے، دوسری مبارک شکست تمھارے ہاتھون ہمین ملی جس نے ازسرنو ہمین زندہ اور سربلند کردیا "۔ تمھین خطاب کرنے کے لیے باپ کے پُرمحبت لقب سے بہتر کوئی نام مجھے یاد نہین آتا اگرچہ تمھاری مہربانیان باپ کی تمام شفقتون سے زیادہ ہین۔ اور اگر مجھے نعمت زندگی اپنے باپ سے ملی ہے تو نہ صرف اُس کا بلکہ میرے سارے لشکریون کی زندگی کا باقی اور سلامت رہنا محض تمھاری بدولت ہے "۔ یہ کہنے کے بعد وہ بڑھا اور فے بیس کے گلے مین بانہین ڈال دین۔ اسی کی تقلید دونون طرف کے سپاہیون نے کی اور فرط مسرت سے

آبدیدہ ہوہو کے باہم بغل گیر ہو گئے۔

اس واقعے کو زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ نے بیس کی میعاد عہدہ پوری ہوگئی اور اس کے بجائے حسب معمول دو قنصلون کا انتخاب عمل مین آیا۔ لیکن نے بیس کے ان پہلے جانشینون نے طرز جنگ بالکل وہی رکھا جو اس کا تھا یعنی ہنی بال سے کبھی دو ٹوک لڑائی نہ لڑی بلکہ صرف اپنے حلیف شہرون کو اتنی کافی امداد پہونچاتے رہے کہ دشمن انھین تسخیر نہ کر سکے۔ مگر ان کے بعد جب ٹارن ٹیس وارو قنصلی انتخابات مین کامیاب ہوا تو صاف نظر آنے لگا کہ وہ سلطنت کو ضرور جوکھون مین ڈالیگا اور اپنی خودسری اور جہالت سے کل قوم کی بازی لگائے بغیر نہ مانیگا۔ وہ ایک مجہول النسب مگر نہایت جری اور ہر دلعزیز آدمی تھا اور بہت دن سے ہر جلسے مین چلا چلا کے رومیون کو یقین دلاتا رہا تھا کہ جب تک نے بیس جیسے سپہ سالار بھیجتے رہو گے لڑائی کبھی ختم نہ ہوگی۔ اس کا دعوی تھا کہ مین میدان جنگ مین پہونچ گیا تو جس دن دشمن سے سامنا ہو جائیگا اسی دن سمجھ لینا کہ اطالیہ آزاد اور تمام حملہ آورون سے پاک ہے! فصل ہوتے ہی اس قسم کی امیدین دلا دلا کے اس نے ایک اتنی بڑی فوج بھرتی کر لی جس کے برابر پہلے کبھی رومہ سے لڑنے نہ نکلی تھی، چنانچہ فہرست مین آٹھ سو ہزار جنگ آزما داخل تھے۔ لیکن ان کارروائیون سے جتنا عوام مین اعتماد فتح بڑھتا جاتا تھا اسی قدر شہر کے تجربہ کار اہل الرائے (خصوصاً نے بیس) خوف زدہ ہو رہے تھے کہ اگر یہ کثیر التعداد فوج جس مین رومۃ الکبرے کے تمام جوانان منتخب چن لیے گئے ہین لڑائی مین برباد ہوگئی تو پھر کوئی ذریعہ رومہ کی سلامتی اور حفاظت کا نہ رہیگا۔ اسی بنا پر ان لوگون نے دوسرے قنصل امی لیس پالوس Aemilius Paulus کا سہارا ڈھونڈا جو فن جنگ کا بڑا آزمودہ کار ماہر تھا لیکن غیر ہر دلعزیز ہونے کی وجہ سے عوام سے ڈرتا تھا جنھون نے پہلے بھی کسی الزام مین اس کو مجرم قرار دیدیا تھا۔ اس لیے اس کو بھی مدد کی ضرورت تھی کہ اپنے شریک عہدہ دار کی جیرہ دستیون کا مقابلہ کر سکے۔ نے بیس نے اس کو جتایا کہ اگر ملک کی نفع رسانی اور سچی خدمت منظور ہے تو واقف کار ہنی بال کی عیارانہ تیاریون کا جس سرگرمی سے مقابلہ کیا جائے اسی کے برابر سرگرمی

خود اپنے ہم وطن وارو کا جاہلانہ جوش دبانے مین کی جاے کہ یہ دونون رومہ کی قسمت کا ایک ہی میدان مین فیصلہ کر دینے کی خطرناک کوشش مین مصروف ہین - پھر وہ پاولس سے کہنے لگا کہ ہنی بال کے معاملے مین تمھین وارو کی نسبت میری بات کا زیادہ اعتبار کرنا چاہیے اور مین یقین دلاتا ہون کہ اگر اس سال بھی تم جنگ سے پہلوبچاتے رہے تو یا ہنی بال کی فوج خود برباد و خراب ہو جائیگی اور یا وہ اپنی مرضی سے بخوشی واپس لوٹ جائیگا اور اس کا ایک کھلا ہوا ثبوت یہ ہے کہ تمام فتوحات کے باوجود وہ اطالیہ کے کسی شہر یا علاقے پر مستقل قبضہ نہین کر سکا اور اب اس کی فوج پہلے کی نسبت صرف ایک تہائی باقی رہ گئی ہے ۔۔ اس کے جواب مین سنا ہے پاولس نے فے بیس سے یہ کہا کہ اگر مین صرف اپنی ذاتی راے پر عمل کرون تو اپنے ہموطنون کے طعنے سہنے کے بجاے (کیونکہ وہ تمھاری راے کو مطلق پسند نہین کرتے) مین ہنی بال کی تلوارون کے مُنہ چڑھنے کو زیادہ ترجیح دیتا ہون - لیکن یہ معاملہ قوم کی مرگ و زیست کا ہے اور اسی لیے خواہ ساری دنیا مخالف ہو جائے مین وہی کرونگا جو فے بیس کا حکم ہو اور جسمین وہ خوش ہو ۔

مگر یہ تمام نیک تدبیرین اور ارادے وارو کی ہٹ نے خاک مین ملا دیے اور جب دونون قصل میدانِ جنگ مین پہونچے تو اس فیصلے کے سوائے کہ ایک دن بیچ ہر فصل پوری فوج کی سپہ سالاری کریگا، وہ کسی بات پر رضامند نہ ہوا، اور جب اس کی باری آئی تو اس نے آفی دس ندی پر اپنی فوج دشمن سے متصل موضع کینی Cannæ مین اُتار دی اور صبح ہوتے ہی اپنے خیمے سے قرمزی کوٹ اُڑایا جو لڑائی شروع کرنے کی علامت تھی - اس کی یہ عبارت اور اس کے سپاہیون کی کثرت دیکھکر (جو اُن سے دُگنے تھے) اہل قرطاجنہ چونک پڑے - مگر ہنی بال نے انھین ہتیار لگانے کا حکم دیا اور خود مختصر جمعیت لیے ہوے قریب ہی ایک ٹیکری پر چڑھ گیا کہ صفین جمنے مین رومیون کی تعداد کا صحیح اندازہ کر سکے - اس کے ہمراہیون مین گس کو نامی ایک قرطاجنی امیر بھی تھا جسے علو مرتبت مین خود ہنی بال کا ہم پایہ کہنا چاہیے - رومی فوج کو دیکھتے دیکھتے اس کی زبان سے بے اختیار یہ کلمہ نکل گیا کہ دشمن کی تعداد تو بڑی حیرت انگیز ہے ؟ اس پر

ہنی بال نے سنجیدہ صورت بنا کے کہا "گس کو، تم نے ایک اور بات کا خیال نہین کیا جو اس تعداد سے بھی سوا حیرت انگیز ہے!" اور جب گس کو نے دریافت کیا کہ وہ کون سی بات ہے تو کہنے لگا "یہ کہ اس تمام لشکر کثیر مین ایک شخص بھی ایسا نہین جو گس کو کہلاتا ہو!" سپہ سالار کے اس غیر متوقع اور طنز آمیز مذاق نے اُس کے تمام ساتھیون کو ہنسا دیا اور جب یہ لوگ نیکرے سے آرہے تھے تو جو شخص ملتا اُس کے سامنے یہ لطیفہ دُہراتے اور ضبط کے باوجود ہنستے ہنستے بے قابو ہوے جاتے تھے - قرطاجنی سپاہیون نے بھی جب انھین دشمن کا معاینہ کرکے اس حالت مین اُلجھا ہوتے دیکھا تو بالطبع یہ نتیجہ نکالا کہ ضرور مدمقابل کو نہایت کمزور پایا ہے جو ہمارا سپہ سالار عین اس وقت تمسخر و مزاح مین مصروف ہے ؛

اس لڑائی مین بھی ہنی بال نے حسب عادت فائدہ اُٹھانے کے لیے جنگی چالون سے کام لیا - اوّل تو اُس نے اپنی صفین اس طرح جمائین کہ جدھر سے ہوا آرہی تھی اُدھر ان کی پشت رہے - اور واقعی اُس وقت اس بلا کے جھکڑ چل رہے تھے کہ ریتیلے میدانون مین سے گرد و غبار کے دل بادل بلند ہوتے اور اہل قرطاجنہ پر سے گذر کے ساری خاک رومیون کے چہرون پر پڑتی تھی جس نے انھین لڑائی مین بہت عاجز و پریشان کیا - ہنی بال نے دوسری تدبیر یہ کی کہ اپنے بہترین آدمیون کو بازوون مین قائم کیا اور جتنے کمزور، خراب لڑنے والے تھے اُنھین قلب لشکر مین رہنے دیا اور میمنہ و میسرہ کے افسرون کو ہدایت کردی کہ جس وقت رومی قلب پر حملہ آور ہون (جو اُسے یقین تھا کہ پہلے ہی صدمے مین پیچھے ہٹ جائیگا) اور دباتے ہوے دور تک بڑھ جائین تو دونون طرف سے یکبارگی اُن پر حملہ کیا جاے اور اُنھین گھیر کر دونون بازوون کے بیچ مین لے آنے کی کوشش کی جاے ؛ اور حقیقت یہ ہے کہ یہی وہ تدبیر تھی جو سب سے بڑھکر کارگر ہوئی اور جسکی بدولت رومیون کو بے انتہا نقصان اُٹھانا پڑا - انھون نے پہلی ہی ٹکر مین قرطاجنی قلب کو مغلوب کرلیا تھا اور ڈھکیلتے ہوے اس قدر اندر تک گھس آئے کہ قرطاجنی صفون کی شکل بالکل ہلال سے مشابہ ہوگئی - اس طرح ہنی بال کے سب سے اچھے سوارون کو حملے کا بہترین موقع مل گیا اور دونون

بازوؤن سے وہ ایسی تندی کے ساتھ آن کر گرے کہ جیچ مین آیا اُسے کاٹ دیا حتیٰ کہ ان کا میمنہ اور میسرہ رومیون کے عقب مین آملا اور تمام رومی فوج ایک حلقے مین پھنس کے رہ گئی۔ مشہور ہے کہ ایک اور افسوس ناک غلطی بھی اس مصیبت انگیز ہزیمت کا سبب قوی ہوئی۔ وہ یہ کہ پالوس کے گھوڑے نے زخم کھا کے اُسے زمین پر گرا دیا اور اسی کو مدد دینے کے واسطے جو لوگ آس پاس تھے وہ فوراً اپنے گھوڑون پر سے اُتر پڑے۔ رومی سوارون نے جو اپنے افسرون کو اس طرح گھوڑون سے اُترتے دیکھا تو سمجھے کہ یہ سب کو پیادہ ہو کر لڑنے کا اشارہ ہے، چنانچہ اسی خیال سے وہ بھی اُتر اُتر کے لڑنے لگے۔ یہی کیفیت دیکھکر سنا ہے کہ ہنی بال نے کہا تھا کہ مجھے اُن کی (یعنی رومی سوارون کی) اس بات سے اس قدر خوشی ہوئی کہ اگر کوئی ان کے ہاتھ پانون باندھکر بھی میرے حوالے کر دیتا تو اتنی خوشی نہ ہوتی!! اس لڑائی کی دیگر تفصیلات ہم قلم انداز کرتے ہین اگر تا طرین انھین مطالعہ کرنا چاہین تو اُن مصنفین کی کتابین پڑھین جنھون نے اس مضمون پر بہت شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے۔

قنصل وارو، ایک مختصر سی جمعیت کے ساتھ، وینوزیا کو بھاگ گیا۔ مگر امی لیس پالوس، جس کا سینہ غم سے اور جسم زخمون سے فگار ہو رہا تھا جب اپنے سپاہیون کی فراری اور دشمن کا تعاقب نہ روک سکا، تو زندگی سے بیزار ایک پتھر پر بیٹھ گیا کہ کوئی خدا کا بندہ ایک ہی بھرپور وار مین اُسے قید حیات سے آزاد کر دے۔ وہ سر سے پاؤن تک خون مین لتھڑا ہوا تھا اور اس کے چہرے پر اتنے زخم آئے تھے کہ خود اس کے نوکر اور احباب بغیر پہچانے قریب سے گذر جاتے تھے۔ آخر کرنیلیس لن ٹولس نے، کہ ایک خاندانی امیرزادہ تھا، اُسے پہچان لیا اور خود اُتر کے اپنا گھوڑا اس کے آگے پیش کیا اور استدعا کی کہ وہ اپنی قیمتی جان کو جس طرح ہو سکے بچالے ورنہ ایسی نازک حالت مین، اُس جیسے جلیل المرتبہ سردارون کے بغیر، ملت روما کی سلامتی دشوار ہو جائیگی۔ لیکن پالوس نے کوئی بات نہ مانی اور لن ٹولس کو جس کی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا رہے تھے، بہ اصرار پھر گھوڑے پر سوار کرا دیا۔ اس کے بعد کھڑے ہو کے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ مین دیا اور فنیس کے پاس

یہ پیام لے جانے کی وصیت کی کہ امی لیس پالوس نے آخر دم تک تمھاری ہدایتوں پر عمل کیا اور تم سے جو اقرار کیا تھا اس مین حتی المقدور سرِ مو تبدیلی نہ ہونے دی لیکن اس کی بدنصیبی تھی کہ پہلے وہ دارو سے مجبور و مغلوب ہوا اور پھر ہنی بال سے شکست کھائی؛ اس پیام کے ساتھ لن ٹولس کو روانہ کرکے اُس نے چارون طرف نظر دوڑائی اور جہان کشت وخون کا بازار سب سے زیادہ گرم ہو رہا تھا اُسی حصّۂ میدان مین گھس کر اپنے تئین دشمن کی تلوارون سے ہلاک کرادیا؛ رومی مقتولین کی کُل تعداد اس جنگ مین پچاس ہزار بیان کی گئی ہے۔ چار ہزار آدمی میدان مین گرفتار ہوے اور دونون قنصلون کے خیمہ گاہ سے اور بھی دس ہزار اسیران جنگ قرطاجنی سپاہ کے ہاتھ آئے؛

اس موقع پر ہنی بال کے اکثر دوستون نے بڑی منت کی کہ مفرورین کا خاص رومہ تک تعقب کیا جاے۔ اور اُسے یقین دلایا کہ اگر ایسا کیا تو آج کے پانچوین دن شہر کیا خاص قلعۂ رومہ مین بیٹھکر کھانا کھانا، مگر کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیون ہنی بال نے اس راے پر عمل نہ کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی آسمانی قوت ہی اس کو روک رہی تھی جو وہ اس قدر متامل اور متردد ہوا جاتا تھا۔ چنانچہ اسی پست ہمتی پر اُس کے ایک ہم وطن برکاس نے خفا ہو کے یہان تک کہہ دیا کہ ہنی بال تمھین لڑائی جیتنا آتا ہے مگر فتح سے فائدہ اُٹھانا تم نہین جانتے؛؛ بایں ہمہ اس ایک کامیابی نے صورت حالات مین حیرت انگیز تغیر پیدا کر دیا۔ وہ جس کے قبضے مین آج تک ایک آبادی، ایک منڈی اور یا ایک بندرگاہ نہ تھی جس کے سپاہیون کو روز کے روز لوٹ مار کیے بغیر ایک دن کی رسد بھی میسر نہ آتی تھی، جس کا نہ کوئی مرکزی مستقر جنگ تھا نہ پناہ لینے کا کوئی ٹھکانا اور جو کہنا چاہیے کہ ڈاکوون کی ایک جماعت عظیم لیے چارون طرف دیوانہ وار بھٹکتا پھرتا تھا، ایک رن جیتتے ہی دفعۃً اطالیہ کے بہترین بلاد و امصار کا مالک ہو گیا اور خود کاپوا کہ رومہ کے بعد سب سے آباد اور مرفہ الحال شہر تھا، اُس کے قبضے مین آگیا اور ان سب مقامات نے خود بخود اس کی اطاعت قبول کر لی؛

یوری بیدیش کا قول کہ جس شخص کو اپنے دوست کی دوستی آزمانی پڑے سمجھو کہ وہ مصیبت
مین گرفتار ہے،، سلطنتون کے حال پر بھی بعینہ چسپان نظر آتا ہے اور سلطنت اگر امن واطمینان
کی حالت مین ہو تو واقعی اُسے لایق سپہ سالار کی کچھ احتیاج نہین ہوتی - مگر صورت حال برعکس
ہو تو سب سے زیادہ مانگ ایک اچھے حاکم اور جرنیل کی ہوا کرتی ہے - چنانچہ روما مین بھی اب
اسی قسم کا خیالات مین تغیر ہوا - وہ جو لڑائی سے پہلے فے بیس کے ہر مشورے اور ہر کارروائی
کو انتہائی خوف ونامردی سے تعبیر کرتے تھے اب اس قدر بڑھے کہ اس کی عقل کو انسانی عقل سے
ماورا کوئی ربانی قوت سمجھنے لگے، گویا ان کے نزدیک تمام لوگون کی راے کے خلاف ایک ایسے
نتیجے کی حرف بہ حرف صحیح پیشین گوئی کر دینا جو واقع ہونے کے بعد بھی، ناقابل یقین نظر آتا تھا،
معمولی آدمی کا کام نہ تھا بلکہ ضرور وہ کسی مافوق الفطرت دماغ کا کرشمۂ فکر تھا - غرض انہی وجوہ سے
اب فے بیس سے بڑھکر کوئی قابل اعتماد رومی نہ تھا اور جو کچھ رہی سہی امیدین اُس کے ہموطنون
کو تھین وہ اسی کی ذات سے وابستہ تھین - اُس کی دانائی وہ مقدس مندر تھا جس کی پناہ مین آنے
وہ ہر طرف سے دوڑے اور فی الحقیقت انھین کسی نے تتر بتر ہونے سے بچایا تو وہ فے بیس ہی کے
مشورے تھے ورنہ غالوی حملہ آور کی آنکھون مین پھرنے لگا تھا اور اُسی وقت کی طرح وہ شہر چھوڑ
چھوڑ کے بھاگنے پر آمادہ تھے - اکیلا وہی شخص جسے فراغ واطمینان کے زمانے مین وہ سب سے
زیادہ ڈرپوک جانتے تھے، آج مایوسی اور مصائب کے اگھٹ طوفان مین نڈر نظر آتا تھا - اُس کے
متین چہرے پر کوئی علامت خوف کی نہ پائی جاتی تھی - وہ اُسی وقار ودل جمعی کے ساتھ گلی کوچون
مین اپنے ہموطنون کی دلدہی کرتا پھرتا تھا - کبھی عورتون کا نالہ وبیقرار و کتا اور کبھی ان کے مجمعے منتشر کرتا
جو اظہار غم کے لیے مل مل کے بازارون مین آ بیٹھتے تھے - اُسی نے عمال شہر کی ہمتین بندھائین
مجلس ملکی کو منعقد کرایا اور وہی سارے سرکاری کاروبار کی صحیح معنون مین روح روان تھا ؛
شہر کے دروازون پر فے بیس نے پہرہ بٹھا دیا تھا کہ جہان تک ہو دہشت زدہ مخلوق کو
بھاگنے سے روکا جاے - مقتولین کے سوگ کے متعلق اُس نے علیحدہ ضوابط بنا دیے تھے اور ایکین

تعین کر دیا تھا کہ جن کے عزیز و اقارب مارے گئے ہین وہ صرف اپنے گھرون کے اندر اظہار رنج اور ماتم کرین اور ایک مہینہ سے زیادہ سوگ کو قائم بھی نہ رکھین جس کے بعد سارے شہر کی تطہیر (مذہبی شعایر کے بموجب) کی جانی مقصود تھی - اسی زمانے مین سیرس دیوتا کا تہوار بھی آگیا تھا لیکن حکم دیا گیا کہ اس مرتبہ اُسے نہ منایا جاے جس مین مصلحت یہ تھی کہ اپنی قلت تعداد اور ایک دوسرے کی غمزدہ صورتین دیکھکر، لوگ ہراسان نہ ہو جائین اور اپنی قومی مصیبت کو زیادہ یاس انگیز اور بڑا نہ تصور کرنے لگین - اس کے علاوہ دیوتاؤن کے ہان بھی وہی عبادت مقبول ہوتی ہے جو اطمینان اور خوش دلی کے ساتھ کی جاے ؛ البتہ اس موقع پر وہ تمام رسمین جن سے دیوتاؤن کا غصہ فرو ہوتا ہے علیٰ وجہ الکمال انجام دی گئین اور نیک ساعتین یا اچھے اچھے شگون حاصل کرنے کے واسطے بھی جو کچھ کاہنون نے بتایا اُسپر عمل کیا گیا - نے بیس کے ایک عزیز قریب نے بیس پکٹر کو استخارہ لینے ڈیلفی بھیجا گیا اور اسی زمانے مین جب دو مُرلیون کی خراب کاری پکڑی گئی تو ایک نے تو خودکشی کر لی مگر دوسری دستور کے مطابق زندہ دفن کر دی گئی ؛

کچھ ہو، جمہوریہ روسیہ کی یہ عالی حوصلگی اور ضبطِ نفس تو فی الواقع کمال تعریف کا مستحق ہے کہ جب وہی شکست خوردہ قنصل، جس نے ایسی نالایقی اور نقصان رسان حماقت سے ملک کو تباہی مین ڈال دیا تھا، شرمندہ اور سرنگون واپس پھرا تو تمام اہل شہر اور ارکان مجلس اُس کے استقبال کو شہر پناہ کے دروازون تک آئے اور جب خاموشی ہوگئی تو اسی موقع پر اکثر عمال اور متقدر ارکان نے، جنھین نے بیس بھی شامل تھا اُس کی تعریف مین تقریرین کین اور اس کی اس حب وطن کو بہت سراہا کہ ایسی نازک حالت مین بھی وہ خدمت قوم سے پہلو بچانا نہین چاہتا بلکہ واپس آگیا ہے کہ پھر زمام انتظام اپنے ہاتھ مین لے اور جہان تک ہو سکے روسہ کے آیندہ تحفظ مین مدد دے ؛

اس اثنا مین خبر آئی کہ ہنی بال لڑائی کے بعد اطاکیہ کے دوسرے علاقون مین چلا گیا اور روما نہ آئیگا - یہ سنکر رومیون کو بڑی ڈھارس ہوئی اور انھون نے ازسرنو مقابلے کے واسطے قونصلین ترتیب دین اور نے بیس اور کلاڈیس مرسی لس Marcellus کو سپہ سالار بنا کے

میدان مین بھیجا۔ یہ دونون اپنے عہد کے بہترین جرنیل سمجھے جاتے تھے مگر اسباب شہرت دونون کے علحدہ اور مختلف تھے۔ چنانچہ مرسی لس، جیسا کہ ہم نے اس کے سوانح عمری مین تحریر کیا ہے بڑا بے جھجک اور اولوالعزم سپاہی تھا۔ وہ اپنی آتش مزاجی اور قتال پسندی مین ان سورماؤن سے بہت ملتا ہے جن کی تصویر ہومر نے اپنی رزمیہ نظم مین دکھائی ہے اور حقیقت مین اسی ہمت شیرانہ اور جانبازی کی وجہ سے اس نے تمام لڑائیان ایسی عمدگی کے ساتھ لڑین کہ خود ہنی بال کا شمار دنیا کے پہلے سپہ سالار مین سمجھا جانے لگا۔ اس کے برعکس فے بیس اپنے پہلے اصول پر قائم تھا اور ابھی تک یہی یقین رکھتا تھا کہ اگر لڑائی بجائے بجائے ہنی بال کا پیچھا کیا گیا تو آخر مین اس کی فوج تھک کر کمزور اور برباد ہو جائیگی۔ جس طرح ایک طاقتور پہلوان پورے زور پر ہو تو عین اس کے انتہائی طاقت صرف کرتے وقت یہ رائے لگائی جا سکتی ہے کہ غالباً اس کا عنقریب دم ٹوٹ جائیگا اور وہ ایکا ایکی شل ہو کے بیکار رہ جائیگا۔ مزاج کے اس اختلاف کی بنا پر پوسی ڈونیس لکھتا ہے کہ مرسی لس کو اہل روما اپنی تلوار کہتے تھے اور فے بیس کو اپنی ڈھال۔ اور بے شبہ اول الذکر کی دلیری اور دوسرے کے استقلال نے امتزاج پاکر ایک ایسا اچھا مرکب تیار کر دیا تھا کہ جس نے ملت روما کو تباہ ہونے سے بچا لیا۔ ہنی بال کو بھی تجربے سے معلوم ہو گیا کہ ایک کے ساتھ مقابلہ کرنا گویا کسی تیز و تند دریا سے ٹکرانا ہے جو جگہ جگہ سے اس کی فوج کو پھاڑ دیتا تھا اور دوسرے کی مثال اس دریا کی سی تھی جو خاموشی اور متانت کے ساتھ قریب سے بہے جاتا ہو مگر جس کی موجین اندر ہی اندر حریف مقابل کی جڑین کمزور اور آہستہ آہستہ اس کا کام تمام کیے دیتی ہون حتیٰ کہ آخر آخر مین یہ نوبت پہونچ گئی تھی کہ فوج کے حرکت کرتے وقت تو ہنی بال پر مرسی لس کی دہشت طاری رہتی اور جب کہین پڑاؤ کرتا تو فے بیس کے خوف سے خواب و خورا سپر حرام ہو جاتا تھا۔ مزید برآن جب تک ان محاربات کا سلسلہ قائم رہا ان سپہ سالارون مین سے ایک نہ ایک ضرور اس کے مقابلے مین رہتا تھا کیونکہ دونون پانچ پانچ مرتبہ قنصل مقرر ہوے اور جب قنصل نہ ہوتے تب بھی کسی نہ کسی عہدے دار کی حیثیت سے جنگی معاملات مین ان کا ہمیشہ دخل ہوتا تھا

یہانتک کہ انھین سے ایک (یعنی مرسی لس) انجام کار اُس جال مین ایک مرتبہ پھنس گیا جو ہنی بال نے اس کے لیے بچھایا تھا اور اپنی پانچوین قنصلی کے زمانے مین مارا گیا۔ لیکن فے بیس پر اُسکی کوئی عیاری اور فن فریب کارگر نہ ہوے البتہ ایک دفعہ وہ اُس کے دھوکے مین آگیا تھا اور بال بال خطرے مین پڑنے سے بچا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ایک مرتبہ فے بیس کو اہل مِتاپَین تُم کے جعلی خطوط اس مضمون کے ملے کہ اگر تم اپنی فوج سمیت ہمارے شہر کے سامنے آجاؤ تو ہم شہر کو بخوشی حوالے کر دین گے۔ نیز لکھا تھا کہ فلان وقت سے فلان وقت تک ہم تمھارے آنے کے منتظر رہین گے۔ اس جال مین فے بیس بالکل آہی گیا تھا اور سفر کے لیے تیار تھا کہ بعض بدشگونیون نے (جو پرندون سے فال لینے مین ظاہر ہوئین) اس کا ارادہ ملتوی کرا دیا، پھر زیادہ مدت نہ گذرنے پائی تھی کہ ہنی بال کی عیاری بھی کھل گئی اور معلوم ہوگیا کہ جعلی خطوط بھیجکر وہ خود کمین مین بیٹھا تھا کہ فے بیس اُدھر سے گذرے تو اچانک اس پر ٹوٹ پڑے مگر غالبًا اس بچ نکلنے کو فے بیس کی عقلمندی پر محمول کرنا درست نہوگا بلکہ کہنا چاہیے کہ یہ محض تائید ایزدی تھی۔

فے بیس نے اس پرآشوب زمانے مین جس خوبی کے ساتھ حلیف شہرون کو باغی ہونے سے بچایا اور رومہ کے اتحادیون کی تالیف قلوب کی وہ کمال ستایش کی مستحق ہے۔ غیر شہرون کے جتنے سپاہی یا افسر اُس کے لشکر مین تھے اُن سے وہ نہایت نرمی کا برتاؤ کرتا تھا اور معمولی خطاؤن پر کبھی اس قسم کی سختی اُن کے ساتھ روا نہ رکھتا جو انھین رومیون سے بد دل کر دے۔ اس ضمن مین یہ روایت لکھنے کے قابل ہے کہ ایک مرتبہ شہر مرسیہ کے کسی دلیر امیرزادے کے متعلق اُسے اطلاع ملی کہ وہ اندرہی اندر بعض سپاہیون کو اپنے ساتھ لیکر دشمن سے جا ملنے کا سازباز کر رہا ہے۔ فے بیس نے اس کو اپنے پاس بلایا اور کوئی غصہ یا مواخذہ کرنے کے بجاے کہنے لگا مین خوب جانتا ہون کہ ہمارے فوجی افسر قابل اور مستعد آدمی کی جیسی چاہیے قدر نہین کرتے اور اکثر اوقات ترقیان اور انعام دینے مین بیجا طرفداری سے کام لیتے ہین، لیکن آیندہ اگر تمھین

کوئی شکایت ہو اور تم مجھے چھوڑ کر اورون کے پاس جاؤ تو اسے مین خود تمھارا قصور تصور کرونگا"
اور یہ کہہ کے اُس نے ایک اعلےٰ درجے کا گھوڑا اور کئی اور چیزین اس شخص کو عنایت کین
جس کے بعد وہ ایسا نے بیس کا وفادار دوست اور ماتحت ہوگیا کہ اُس سے بڑھکر فوج بھر
مین شاید کوئی قابل اعتبار آدمی نہ ہوگا ؛ فی الحقیقت نے بیس کا بہت بجا طور پر یہ خیال تھا
کہ اگر وہ لوگ جو گھوڑون یا کتّون کو سدھانے پر مقرر کیے جاتے ہین، ظلم و مار پیٹ کو پسند نہین
کرتے بلکہ پیار و اخلاص سے ان جانورون کے مزاج کی تیزی اور وحشت کھونے کی تدبیر کرتے
ہین، تو کیا وجہ کہ جن لوگون کے سپرد آدمیون کی افسری ہو وہ اپنے ماتحتون کو بہترین رفق و ملاطفت
کے ساتھ فرمان برداری اور ضابطے کی پابندی نہ سکھا سکین جو بے شبہ ان کا سلوک اُن باغبانون
سے تو بدتر نہ ہونا چاہیے جو کمال توجہ اور دیکھ بھال سے جنگلی درختون کی اصلاح کرتے ہین اور رفتہ
رفتہ اُنھین باغ کا ایک عمدہ اور میوے دار درخت بنا دیتے ہین ؛

ایک اور موقع پر بعض افسرون نے نے بیس کو اطلاع دی کہ فلان سپاہی اکثر غیر حاضر
اور راتون کو ڈیرے سے غائب رہتا ہے ۔ نے بیس نے پوچھا وہ کس قسم کا آدمی ہے انھون نے
بیان کیا کہ وہ شہر لوکانیہ کا رہنے والا ہے اور اُس سے بہتر شاید فوج بھر مین کوئی سپاہی نہ ملے گا
پھر اُس کی بہادری کے چند چشم دید واقعات بھی انھون نے سنائے ۔ یہ تمام باتین سُن کر نے بیس نے
اُس کے سبب غیر حاضری کا خاص توجہ سے سراغ چلایا اور آخر مین یہ معلوم کر لیا کہ دراصل وہ کسی نوجوان
لڑکی پر عاشق ہے اور اُسی سے ملنے راتون کو لشکر سے نکل نکل بھاگتا ہے ؛ اس پر نے بیس نے
اپنے نوکرون کو حکم دیا کہ اُس لڑکی کو فوراً تلاش کیا جاے اور خفیہ طور پر میرے خیمے مین پہونچا دیا جاے
پھر اُس سپاہی کو طلب کیا اور علیحدہ لے جا کے کہنے لگا کہ تمھارا راتون کو لشکر سے غائب ہو جانا ہمین
اچھی طرح معلوم ہے اور یہ بھی ہم جانتے ہین کہ تم ایک بہادر آدمی ہو اور بہت سے کارنمایان کر چکے ہو
انھین خدمات کے خیال سے ہم اس مرتبہ اُس خلاف ورزی کو معاف کیے دیتے ہین جو رومی
قوانین اور فوجی ضوابط کی تم نے کی ہے ۔ لیکن اسی کے ساتھ ہم ایک نگران تم پر مقرر کرنا چاہتے ہین جو

تمھارے آیندہ افعال کا ذمہ دار اور جواب دہ ہوگا"۔ یہ کہہ کے اُس نے حکم دیا کہ وہ عورت سامنے بلائی جائے۔ سپہ سالار کے خیمے مین اُس کو یکایک نمودار ہوتا دیکھکر خوف زدہ سپاہی کے ہوش اُڑ گئے لیکن نے بیس اُس کی طرف اشارہ کرکے کہنے لگا "یہی وہ نگران ہے جسے ہم تمھارا ضامن بناتے ہین۔ اور آیندہ کے طرز عمل سے دیکھین گے کہ آیا تمھاری شب گردیان عشق محبت کی وجہ سے تھین یا کسی اور اس سے بھی بدتر مقصد کے لیے!"

اس کے بعد ایک اور واقعہ اسی قسم کا گذرا جس کی بدولت شہر ٹارنٹم کی تسخیر عمل مین آئی تفصیل اس کی یہ ہے کہ رومی فوج مین ایک نوجوان ٹارنٹی سپاہی تھا اور اُس کی صرف ایک بہن تھی۔ جسے وہ گھر پر چھوڑ آیا تھا۔ یہ بہن کہ جس کی معاش کا دارومدار بھی اُسی بھائی پر تھا اپنے بھائی سے بے حد محبت کرتی تھی۔ اب جس وقت کہ ہنی بال نے شہر ٹارنٹم کو فتح کیا اور وہان اپنی فوجین متعین کین تو اس ٹارنٹی کو کسی طرح یہ اطلاع بھی ہوگئی کہ وہان شہر بروٹیہ کا ایک باشندہ فوجی دستہ کا افسر اعلےٰ مقرر کیا گیا ہے اور وہ اُس کی بہن پر دل وجان سے فریفتہ ہے۔ یہ سنکر جوان مذکور کو خیال ہوا کہ اس فریفتگی سے فائدہ اٹھائے اور رومیون کو شہر کا قبضہ دلانے کی کوئی راہ نکالے۔ اس منصوبے کا اُس نے پہلے تے بیس سے ذکر کیا اور پھر رومی لشکر سے اس طرح ٹارنٹم چلا آیا گویا فی الواقع وہان سے بھاگ کر دشمن سے آملا ہے۔ لیکن اُس کے وطن لوٹ آنے پر بروٹوی سردار نے اس کی بہن پاس آنا بھی چھوڑ دیا کیونکہ ان دونون کو اس بات کا علم نہ تھا کہ وہ اُن کے عشق ومحبت سے آگاہ ہے۔ جب چند روز اس طرح گذر گئے تو خود نوجوان ٹارنٹی نے یہ ذکر چھیڑا اور اپنی بہن سے کہنے لگا کہ مین نے سنا ہے کوئی ذی مرتبہ شخص تمھارے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ مین چاہتا ہون کہ مجھے تم اُس کے حالات اور نام ونشان بتاؤ کیونکہ اگر وہ کوئی دلیر اور نامور آدمی ہے تو اس کا کچھ مضائقہ نہین کرنا چاہیے کہ وہ کس قوم سے تعلق رکھتا ہے اس لیے کہ تلوار سب کو ہم مرتبہ کردیتی ہے، مجبوری مین بُری چیزین بھی اچھی ہوجاتی ہین اور اگر زبردست، حق پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد لطف وآشتی پر مائل ہو تو اس کو بہت غنیمت تصور کرنا چاہیے"۔ بھائی کی یہ

تقریر سنی تو بہن نے اُسی وقت آدمی بھیجکر اپنے عاشق کو بلوالیا اور بھائی سے اس کا تعارف کرایا۔ پھر یہ دونون پہلے کی نسبت زیادہ آزادی سے ملنے جلنے لگے اور جتنی اُن مین باہم محبت بڑھتی گئی اُسی قدر افسر مذکور اُس کے بھائی سے بھی زیادہ مانوس اور بے تکلف ہوگیا۔ یہانتک کہ اب ٹارنٹی کے نزدیک اُسے لالچ دے کے اپنے سے ملا لینا مخدوش اور ناممکن نہ رہا۔ یہ ظاہر ہے کہ ایک غیر قوم کے آدمی کا جو محض پیٹ کی خاطر نوکری کر رہا ہو، دشمن سے مل جانا کچھ بھی قابل حیرت نہین خصوصًا جب کہ محبت کی لاگ اور بڑے بڑے انعامون کی طمع ہو۔ چنانچہ یہ برقوی افسر بھی آخر کار ٹارنٹی کے حلقۂ اغوا مین آگیا اور بہت سے انعامات کی امید پر اُس نے اقرار کر لیا کہ شہر کو نئے بیس کے حوالے کر دیگا۔ ٹارنٹم کی تسخیر کے متعلق یہ عام روایت ہے جو ہم نے اوپر نقل کی۔ بعض لوگ اس کو دوسری طرح بیان کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اس برقوی افسر کو جس عورت نے رومیون سے مل جانے پر آمادہ کیا وہ ٹارنٹم کی نہ تھی بلکہ خود اُس کے وطن برنڈیسیم کی پیدائش اور خاص نئے بیس کی جاریہ تھی۔ اور چونکہ ہم وطن ہونے کے علاوہ وہ ذاتی طور پر اُس سے واقف بھی تھا لہذا نئے بیس نے اسی عورت کو بالخفا ٹارنٹم بھیجا تھا کہ رشوتین دیکر اُسے رومیون سے ملالے۔

ادھر یہ بخت دپز ہو رہی تھی اور اُدھر نئے بیس ہنی بال کی توجہ دوسری طرف ہٹا دینے کی فکر مین تھا۔ اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اُس نے ریجیم کے فوجی دستے کو حکم دیا کہ وہ مضافات برنڈیسیم کو تاراج کردین اور کولونیہ کو گھیر کے انتہائی قوت سے اسپر حملہ کرین۔ واضح ہو کہ یہ دستہ جو آٹھ ہزار سپاہیون پر مشتمل تھا رومی فوج کا بہترین حصہ شمار ہوتا تھا اور اس مین زیادہ تر وہ مغرور سپاہی تھے جنھین مرسی اس جزیرۂ صقلیہ سے گھیر گھونٹ کے لایا تھا اُن کے ضائع ہو جانے کا رومیون کو زیادہ خیال نہ تھا اور اسی لیے نئے بیس نے اس لاسے پر ہنی بال کو لگانا چاہا جو ریجیم کی فوج کے باہر نکلتے ہی حسب توقع اُدھر مڑ گیا اور اُس کی فوجون کے کولونیہ کی جانب کوچ کرتے ہی نئے بیس نے بڑھکر ٹارنٹم کو گھیر لیا۔ محاصرے کے چھٹے دن وہی ٹارنٹی سپاہی رات کے وقت شہر سے خفیہ نکل آیا اور اپنی تمام کارگزاری کی نئے بیس کو اطلاع دی اور وہ جگہ بھی دکھائی جہان سے قرار پایا تھا

کہ وہ برٹوی سردار رومیون کو شہر کے اندر لے لیگا۔ ہرچند اس مقام کو بہ ٹارنٹی بخوبی دیکھ بھال آیا تھا اور قرار داد بھی پختہ تھی باین ہمہ فے بیس نے کلیتہً سازش پر بھروسہ کرنا درست نہ سمجھا بلکہ چھپ کر مقام مذکور تک پھر پہنچنے کے بعد، فوج کے بڑے حصے کو حکم دیا کہ وہ شہر کے دوسرے رخ پر خشکی اور سمندر دونون سے حملہ کرے۔ جب اس حکم کی تعمیل ہوئی اور ٹارنٹم کے لوگ اسی رخ مدافعت کے واسطے دوڑ پڑے تو اب برٹوی افسر کا اشارہ پاتے ہی فے بیس اور اس کے ساتھی کمندین ڈال ڈال کے فصیل پر چڑھے اور بلا کسی مزاحمت کے شہر مین داخل ہو گئے ؛

اس موقع پر ہمین اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ، فے بیس کو ہوس ناموری نے بالکل بے قابو کر دیا۔ اور دنیا پر یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ شہر غداری اور سازشون سے فتح نہین ہوا بلکہ خود میری قوت و قابلیت نے مسخر کیا ہے، اس نے حکم دیا کہ سب سے پہلے تمام برٹیہ والون کو قتل کر دیا جاے ؛ حالانکہ اس کارروائی سے اُلٹا دغاباز اور سفاک مشہور ہو جانے کے سوائے، جو مقصد اس کے مدنظر تھا اس مین مطلق کوئی کامیابی نہین ہوئی ؛

شہر تسخیر ہوتے مین خود ٹارنٹم والے بھی کچھ کم مقتول نہ ہوئے تھے اور تیس ہزار صرف اُن اسیرون کی تعداد تھی جنھین رومیون نے غلام بنا بنا کے فروخت کیا۔ اس کے علاوہ سپاہیون نے شہر کو جی کھول کے لوٹا اور تین ہزار ٹیلنٹ کی ایک رقم خزانۂ سلطنت کے بھی حصے مین آئی ؛ جس وقت یہ لوٹ مار ہو رہی تھی ایک افسر نے جو سرکاری عمارات اور سامان پر متعین کیا گیا تھا فے بیس سے دریافت کیا کہ اُن کے دیوتاؤن کا کیا کیا جائے ؟ جس سے اُن کے بت اور مورتین مراد تھین۔ فے بیس نے کہا "بہتر یہی ہے کہ ہم اُن کے ناراض دیوتاؤن کو یہین، ٹارنٹم مین چھوڑ دین !" تاہم اُس نے حکم دیا کہ ہرقل کا عظیم الجثہ مجسمہ وہان سے اُٹھوا کے رومہ لیجائین، پھر اُس نے خود اپنا ایک برنجی بت گھوڑے پر سوار، تیار کرا کے ان دونون کو قلعۂ رومہ مین نصب کرا دیا ؛ حالانکہ مرسی کس نے ایک ایسے ہی موقع پر جس انسانیت اور رحم دلی کا اظہار کیا اور دنیا سے تعریفین حاصل کین وہ، جیسا کہ ہم اس کی سوانح عمری مین لکھ آئے ہین، فے بیس کی مذکورۂ بالا کارروائی

سے بالکل مختلف طرز عمل تھا؛

"ٹارنٹم کی فتح کے وقت ھنی بال شہر سے صرف پانچ میل کی مسافت پر تھا اور جب یہ خبر ملی تو علانیہ طور پر اُس نے کہا کہ روما الکبریٰ کو بھی آخر کار ایک ہنی بال مل گیا۔ اور جس طرح ہم نے ٹارنٹم کو لیا تھا اُسی طرح اُسے کھو دیا"؛ پھر خلوت مین اپنے خاص خاص ہمراز دوستون سے پہلی مرتبہ اُس نے یہ بات کہی کہ اپنی موجودہ فوجی جمعیت سے اطالیہ کی تسخیر مین ہمیشہ دشوار کام سمجھتا تھا لیکن اب تو میرے نزدیک وہ بالکل ناممکن ہے"؛

ادھر اس کامیابی پر فے بیس کو روما مین جلوس فتح نکالنے کی اجازت دی گئی جو اس کے پہلے جلوس سے کہین زیادہ شاندار تھا۔ نیز اب لوگ اُسے اپنا قومی سورما تصور کرنے لگے اور عام طور پر یہ خیال کیا جانے لگا کہ اب فے بیس کو اپنے چالاک حریف سے خوب مقابلہ کرنا آگیا ہے اور وہ اسکی تمام استادیون کا دندان شکن جواب دیسکتا ہے"؛ یہ رائے صحیح ہو یا نہو اس مین شبہ نہین کہ خود ہنی بال کی فوج کو اتنے دن کی مسلسل لڑائیون نے سخت مضمحل اور کمزور کر دیا تھا اور کچھ پچھلے دنون سامان عیش بافراط میسر آنے کی وجہ سے بھی اسکے آدمی کاہل اور عیاش ہو گئے تھے؛

واضح رہے کہ اگرچہ شہر ٹارنٹم کو ہنی بال نے بھی اسی طرح بعض رومی افسرون کو ملا کر فتح کیا تھا مگر قلعۂ شہر، فے بیس کے دوبارہ تسخیر کرتے وقت تک رومیون ہی کے قبضے مین تھا اور ٹارنٹم کا رومی حاکم، مرقس لوی اس، ہنی بال سے مغلوب نہ ہوا تھا بلکہ جب شہر نکل گیا تو قلعے کے اندر ہٹ آیا تھا۔ اب جو فے بیس کا اس قدر اعزاز اور تعریف توصیف ہوئی تو لوی اس بہت ناراض ہوا اور ایک مرتبہ علی الاعلان مجلس ملکی مین کہنے لگا کہ شہر کی فتح مین فے بیس کی قابلیت اور شجاعت کو بہت کم دخل ہے اور وہ فی الحقیقت میری مزاحمت اور کوششون کی بدولت عمل مین آئی ہے"؛ اسکے جواب مین فے بیس نے ہنس کے کہا "مرقس تمھارا کہنا بالکل ٹھیک ہے اور اگر تم اُسے ایک دفعہ نہ ہار دیتے تو مجھے کبھی شہر کو دوبارہ تسخیر کرنا نصیب نہ ہوتا!"؛ لیکن مرقس کو اگر مستثنےٰ کر دیا جاے تو عام طور پر اہل روما نے فے بیس کی انتہائی قدر و منزلت کی اور دیگر ذاتی امتیازات کے علاوہ اسکے

بیٹے کو بھی سال آیندہ اُنھون نے قنصل منتخب کیا۔ اس کی آغاز قنصلی مین بعض مسائل حرب زیر غور تھے اور اُنھین کے متعلق گفتگو کرنے فے بیس ایک مرتبہ اسکے پاس گیا اور خواہ اپنے بیٹے کی آزمایش کی غرض سے خواہ واقعی اپنی ضعیفی کی وجہ سے، وہ گھوڑے پر چڑھا چڑھا اپنے قنصل بیٹے کے سامنے چلا آیا۔ وہ ابھی کچھ فاصلے پر تھا کہ نوجوان قنصل کی نگاہ پڑی اور اُس نے ایک برقنداز کو بھیجا کہ ضعیف فے بیس کو گھوڑے پر سے اُتر جانے کا حکم دے اور کہدے کہ اگر قنصل سے کوئی کام ہے تو پیادہ پا ہو کر اُس سے ملنے آؤ! ایسے عالی مرتبہ اور سن رسیدہ و معذور باپ کے ساتھ بیٹے کا یہ حکم، آس پاس جو لوگ کھڑے تھے اُنھین بھی ناگوار گذرا اور وہ سب کے سب سناٹے مین کھڑے فے بیس کو دیکھنے لگے کہ دیکھیے وہ اس نخوت آمیز حکم پر کیا کرتا ہے؟ مگر فے بیس اپنے بیٹے کا حکم سنتے ہی گھوڑے پر سے اُتر پڑا، اور آغوش کشادہ ایسے تیز تیز قدمون سے کہ معلوم ہوتا تھا وہ دوڑنے لگے گا، بڑھ کے اپنے بیٹے سے بغل گیر ہو گیا اور کہنے لگا کہ واللہ، بیٹے، جو کچھ تم نے کیا وہ بالکل بجا اور درست ہے اور اس سے ثابت ہو گیا کہ تم اپنے عہدے کی منزلت اور اختیارات کا صحیح استعمال جانتے ہو۔ یہی وہ طریقہ ہے جس سے ہم نے اور ہمارے اجداد نے روتہ الکبرے کی توقیر و عظمت بڑھائی ہے اور اسی طرح اُس کی عزت اور اس کی خدمت گزاری کو اپنے آبا اور اہل و عیال پر مقدم رکھا ہے!"

اور فے بیس کا یہ کہنا کچھ خلاف واقعہ نہ تھا فے الحقیقت خود اُس کا پروادا کہ اپنے عہد کا سب سے بڑا آدمی گذرا ہے اور پانچ مرتبہ قنصل بنایا گیا اور کئی بار فتوحات جلیلہ کے صلے مین اُسکے جلوس روتہ مین نکالے گئے، بڑھاپے مین خود اپنے بیٹے کا ماتحت بن گیا تھا اور جب اس کا بیٹا بہ حیثیت قنصل لڑائی پر چلا تو وہ بھی اس کی فوج مین ایک ادنے عہدہ دار بن کے ساتھ تھا پھر اعلے خدمات کے جلد و مین اُس کا جلوس فتح ترتیب دیا گیا تو ظفر مند بیٹے کی رتھ کے پیچھے پیچھے یہ ضعیف العمر باپ بھی اُس کے اور ماتحتون کے ہمراہ جلوس مین تھا اور بہت خوش تھا کہ اگرچہ وہ مسلمہ طور پر روتہ مین سب سے عالی مرتبہ شخص ہے اور سعادت مند بیٹا بھی اُس کی پوری اطاعت و

تکریم کرتا ہے۔ بایں ہمہ اُس کی اصلی عظمت اور بزرگی اسی مین ہے کہ مادر وطن کے آئین و قوانین اور اس کے عمّال کی ادنے آدمی کی طرح تابعداری کر رہا ہے ؛

لیکن ہمارے فے بیس کی خوبیان یہین تک محدود نہین ہین۔ تھوڑے ہی دن بعد اُسے جوان بیٹے کی موت کا صدمہ اُٹھانا پڑا اور اس کو اُس نے اُسی اعتدال کے ساتھ برداشت کیا جو ایک متدین باپ اور ایک دانشمند آدمی کا شیوہ ہونا چاہیے ؛ رومہ مین رسم تھی کہ کوئی ممتاز شخص فوت ہو جاتا تو سب سے قریبی رشتہ دار متوفی کے جنازے پر ایک تقریر کرتا۔ بیٹے کے مرنے پر یہ رسم خود فے بیس نے ادا کی اور ایوان عام مین ایک یادگار تقریر کی اور پھر اسی کو بعد ازان وہ قید تحریر مین بھی لے آیا ؛

اس کے بعد کرنے لیس اس کیپیو کہ ہسپانیہ مین بھیجا گیا تھا، وہان قرطاجنی فوجون پر بہت سی فتوحات حاصل کر کے اور بہت سے خوش حال اور زرخیز علاقے جیت کر، رومہ کو واپس آیا جہان اُس کی مظفر و منصور مراجعت پر اتنی خوشی منائی گئی کہ پہلے کبھی نہ منائی گئی تھی، اور اسی اظہار قدر دانی مین لوگون نے اُسے سال آیندہ کے لیے قنصل منتخب کیا۔ یہ دیکھکر کہ ہم وطنون کو اُس سے بڑی بڑی امیدین ہین اسکیپیو نے بھی اپنی اولوالعزمی دکھانے مین کمی نہ کی اور اطالیہ مین ھنی بال سے لڑنا محض بڈھون کا کام سمجھ کر، اُس نے افریقہ مین فوجین اُتارنے اور خاص قرطاجنہ کو میدان جنگ و جدال بنا دینے کا منصوبہ باندھا۔ تاکہ ھنی بال کو اورون کے ممالک پامال کرنے کے بجاے خود اپنا گھر بچانے کے لیے واپس پلٹنا پڑے ؛ اسی مقصد کو ذہن مین رکھکر اُس نے لوگون کو اپنا ہم خیال بنانا شروع کیا لیکن فے بیس نے اُس کی سخت مخالفت کی اور پورا زور لگایا کہ اسکیپیو اپنے مقصد مین کامیاب نہ ہو۔ قول سے یا فعل سے جس جس طرح ممکن تھا اُس نے اہل شہر کو ڈرایا کہ ایسے خطرناک منصوبے صرف ایک پرجوش نوجوان ہی باندھ سکتا ہے اور اسپر عمل کیا جاے تو سواے ہلاکت و بربادی کے کچھ نتیجہ نہ ہوگا ؛ ان کوششون مین فے بیس کو اس حد تک تو کامیابی ہوئی کہ ارکان مجلس اس کے ہم خیال ہو گئے لیکن عوام الناس مین اُلٹی اس کی طرف سے

بدگمانی پیدا ہوگئی اور وہ سمجھنے لگے کہ نے بیس کو اسکیپیو کا حسد ہے اور وہ ڈرتا ہے کہ کہین یہ نوجوان خود اُس سے بڑھ کر کوئی فتح و نصرت نہ حاصل کرلے یا ہنی بال کو پوری شکست نہ دے سکے تو کم سے کم لڑائی ختم کرادے جو نے بیس کے زیر انتظام سالہا سال سے اُلجھ رہی ہے اور کسی طرح طے ہوتی نہین نظر آتی ؛

اصل یہ ہے کہ اوّل اوّل نے بیس کی مخالفت واقعی مخلصانہ اور اس اندیشے پر مبنی تھی کہ اسکیپیو کی تدابیر جنگ جمہوریہ روما کو نقصان شدید پہونچا دینگی اور قرطاجنہ پر حملہ کرنے سے خود اہل وطن معرض خطر مین پڑ جائینگے ؛ لیکن جب اُس نے دیکھا کہ اسکیپیو روز بروز جمہور کا محبوب اور زیادہ نامور ہوتا جاتا ہے تو اس وقت اُس کی مخالفت مین رقابت ذاتی کا اثر آگیا اور وہ مخلصانہ اختلاف حاسدانہ دشمنی سے مبدّل ہوگیا - دلیل اس کی یہ ہے کہ اُس نے نہ صرف ارکان مجلس کو معارف جنگ اسکیپیو کو نہ دینے دیے بلکہ اُس کے شریک عہدہ کراسوس کو بھی اُس سے لڑانے کی کوشش کی اور ترغیب دی کہ یا تو فوجون کو قرطاجنہ ہی نہ جانے دو اور اگر اس مین کامیابی نہ ہو تو ان کی سپہ سالاری اسکیپیو کو نہ لینے دو بلکہ جس طرح ہو سکے کمان خود اپنے ہاتھ مین رکھو ؛ مگر اس مقصد مین نے بیس کچھ کامیاب نہ ہو سکا ، کیونکہ ایک تو کراسوس بالطبع لڑائی جھگڑے کرنے سے متنفر تھا دوسرے اعلے پروہت ہونے کی حیثیت سے مذہبی فرائض بھی اُسے اطالیہ سے باہر جانے مین مانع تھے - ادھر جنگ کے واسطے مجلس نے روپیہ دینے مین تاخیر کی تو اسکیپیو نے بدرجۂ مجبوری اپنے نام پر علاقہ اٹروریہ کے بعض شہرون سے جنھین وہ بہت ہر دل عزیز تھا سودی روپیہ قرض لے لیا ؛ جب یون بھی نے بیس کی مخالفت نہ چلی تو اس نے فوجون کی بھرتی مین سخت دقتین پیدا کرنی چاہین اور جگہ جگہ تقریرین کرنی شروع کین کہ اسکیپیو خود تو ہنی بال سے منہ چھپا کے افریقہ بھاگنا چاہتا ہے اور طرہ اسپر یہ ہے کہ لطالیہ سے فوجین بھی اپنے ہمراہ لیے جاتا ہے کہ ملک مین جتنے قابل جنگ نوجوان ہین وہ تو پردیس مین ہون اور اُن کے اہل و عیال اور گھر بار کی حفاظت کرنے والا کوئی باقی نہ رہے حالانکہ فتح سند غلیم جس کی طاقت ابھی تک برقرار

ہمارے دروازے پر دستک دے رہا ہے اور جس وقت چاہے خود روما کی ہستی کو خطرے مین ڈال سکتا ہے ؛

آخر یہ تقریرین اثر کیے بغیر نہ رہین اور لوگون کے دلون مین ایسا خوف جاگزین ہوا کہ انھون نے اسکیپیو کو سوائے اُن فوجون کے جو جزیرۂ صقلیہ مین موجود تھین مزید سپاہ لیجانے کی اجازت نہ دی - البتہ ہسپانیہ مین جو لوگ اُس کے ساتھ لڑے تھے انمین سے تین سو آدمی اس نے اور منتخب کر لیے تھے اور خاص معتمد علیہ ہونے کی وجہ سے انھین بھی اپنے ہمراہ قرطاجنہ لے گیا تھا ؛ ان معاملات مین فے بیس نے جتنی کوشش کی وہ تصنع سے بری اور اس کی جبلی احتیاط کا اقتضا معلوم ہوتی ہے ؛

لیکن جس وقت اسکیپیو نے اپنی فوجین افریقہ مین اُتارین اور اُترتے ہی کئی زبردست معرکے جیتے، شاہ نومیڈیہ کو گرفتار کیا، دشمن کے دو مستحکم مقام فتح کر کے جلا دیے اور ہزارون آدمیون کو قتل کرنے کے علاوہ کثیر تعداد مین اسلحہ اور گھوڑے چھین لیے اور یہان تک نوبت پہونچی کہ اہل قرطاجنہ کو مجبوراً ہنی بال کے پاس سفیر بھیجنے پڑے کہ وہ تسخیر اطالیہ کے خیال خام کو چھوڑے اور واپس آکے اپنے گھر کی حفاظت کرے، تو ان خبرون نے اور اس دافزمال غنیمت نے جو اسکیپیو اپنی فتوحات کی تصدیق کے واسطے وطن بھیج رہا تھا، رومہ مین اس کی ناموری کو ہزار چند بڑھا دیا اور ہر شخص اس کی بہادری اور کارنامون کے گیت گانے لگا - لیکن فے بیس اس وقت بھی اپنی ضد سے باز نہ آیا اور یہی بحث کرتا رہا کہ اسکیپیو کو افریقہ سے واپس بلا لینا چاہیے اور اس کی جگہ دوسرا آدمی مقرر کرنا چاہیے - جس کی فرسودہ دلیل وہ یہ پیش کرتا تھا کہ نیرنگی قسمت سے خوف کھانا چاہیے ؛ گویا یہ ممکن نہ تھا کہ قسمت دیر تک ایک ہی شخص کا ساتھ دیتے دیتے نہ تھک جائے ؛

اُس کی ان باتون نے بہت لوگون کو اُس سے ناراض کر دیا اور وہ یہ سمجھنے لگے کہ یا تو ہنی بال کا رعب فے بیس پر ایسا بیٹھ گیا ہے کہ بڑھاپے مین وہ اُسے ضرورت سے زیادہ ہیبت ناک نظر آتا ہے اور یا محض نفسانیت سے وہ نوجوان اسکیپیو کی مخالفت مین سرگرم ہے ؛ اور یہی نہین بلکہ

جب ہنی بال جہاز مین بیٹھ گیا اور اطالیہ اس کی فوجون سے پاک ہوگئی اور شہر روما مین گھر گھر خوشیان منائی جانے لگین تب بھی نے بیس اپنے اوہام اور خدشات کے اظہار سے اس عالم گیر مسرت مین کھنڈت ڈالے گیا اور اپنے ہموطنون سے برابر یہی کہتا رہا کہ جمہوریہ روما اس وقت سے زیادہ معرض خطر مین کبھی نہ تھی ہنی بال خاص قرطاجنہ کی دیوارون کے نیچے جتنا قوی دشمن ہے اطالیہ مین اُسکا عشر عشیر بھی نہ تھا اور اگر اسکے فحمند سپاہیون سے جنکی تلوارین اتنے رومی جرنیلون اور قنصلون کے خون پی چکی ہین، اسکیپیو نے مقابلہ کیا تو اہل روما کی خیر نہین"۔ یہ دلیلین سنتے اہل شہر بھی ترسا ہوگئے اور انھین یقین ہوگیا کہ واقعی ہنی بال کا اطالیہ سے دور ہوتے جانا ایک مہلک خطرے کا قریب آتے جانا ہے"۔ مگر ان کے یہ اندیشے بہت جلد زائل ہوگئے اور اسکیپیو نے ہنی بال سے لڑائی لڑکے ایک فیصلہ کن فتح حاصل کی اور قرطاجنہ کے سارے غرور کو خاک مین ملا دیا اور:

"نئے سرے سے کیا سلطنت کو مستحکم
لرز رہی تھین بہت دن سے جس کی بنیادین"

لیکن نے بیس، ہنی بال کے انہزام اور جنگ کے کامیاب خاتمے تک زندہ رہا اور مادر وطن کی باز سر نو مضبوطی اور فراغ و دلجمعی کی خوشی مین شریک نہ ہوسکا بلکہ ہنی بال کے اطالیہ سے روانہ ہونیکے بعد ہی بیمار ہوکے انتقال کرگیا"۔ نے بیس مین جب اپامنڈاس* مراتو وہ اسقدر تہی دست تھا کہ اُسکے گھر مین ایک لڑکی کے سکے کے سوائے کچھ مال متاع نہ نکلی تھی اور اُسکی تجہیز و تکفین قومی خرچ سے ہوئی تھی۔ لیکن نے بیس کو اگرچہ اسکی ضرورت نہ تھی تاہم لوگون نے اظہار محبت کے لیے اُسکی تدفین اپنے خرچ سے کی اور ہر شہری نے ایک چھوٹا سا چندے مین اپنے پاس سے دیا۔ گویا اُس کی موت اُسکی زندگی سے کم واجب التکریم نہ تھی اور ہر شخص کی آرزو تھی کہ اسکے پدرانہ احسانات کا اعتراف کرے"۔

* اپامنڈاس Epaminondas شہر تھیبہ کا چوتھی صدی قبل مسیح مین ایک نامور جرنیل گذرا ہے"۔

یونان کا نامور مدبر

پیری کلیس یا فاقلیس

Pericles

رومۃ الکبریٰ مین ایک مرتبہ جولیس سیزر نے چند مالدار پرد یسیون کو دیکھا کہ کتے کے پلّون اور بندرون کو گود مین چڑھائے ہوئے ہین، کبھی سینے سے لپٹاتے ہین کبھی کندھون پر کدراتے ہین کبھی گلے لگا کے پیار کرتے ہین غرض کوئی دقیقہ پیار اخلاص کا نہین جو اُٹھا رکھتے ہون! یہ دیکھکر سیزر کو خواہ مخواہ تعجب پیدا ہوا اور کہنے لگا کہ کیا ان کے ملک کی سب عورتین بانجھ ہوتی ہین؟ اس شاہانہ طنز سے اس کا مطلب حقیقت مین اُن لوگون کی تنبیہ تھی جو منشاے فطرت کے خلاف، اپنے سی نوع کی جگہ، وحوش و بہائم کو مرکز التفات و محبت بناتے ہین:

بالکل اسی طرح وہ لوگ بھی قابل الزام ہین جو انسانی روح کے فطری شوق مشاہدہ و جستجو کا غلط استعمال کرتے ہین۔ اور اس خداداد خصوصیت کو اُن چیزون پر رائگان کھو دیتے ہین جو نہ قابل التفات ہین نہ سماعت و مشاہدے کے لائق:۔ اور غضب یہ ہے کہ جو شغلے انکو فائدہ پہونچانے والے ہین اور جو چیزین حقیقت مین اچھی ہین، ان کی انھین قدا پروا نہین ہوتی:

بے شبہ حواس ظاہری میں تو امتیاز کی قدرت نظر نہین آتی اور غالبًا وہ مجبور ہین کہ جو شے اُن کے سامنے آئے اُس کا احساس و ادراک کرین ہی کرین، عام اس سے کہ وہ شے مفید ہو یا غیر مفید لیکن اس کے ساتھ ہر انسان مین قوت ممیزہ موجود ہے اور وہ پوری طرح قادر ہے کہ جس شی کو مناسب

مجھے بلا دقت اپنے دماغ مین محفوظ رکھے، اور اسی واسطے ہر شخص کا فریضۂ انسانی یہ ہونا چاہیے کہ وہ صرف حسن و مطلب اشیا ڈھونڈے تاکہ اس کے قوائے فکر و تلاش نہ صرف مصروف کار رہین بلکہ برابر ترقی بھی کرتے رہین، کیونکہ جیسے آنکھ کے لیے وہی رنگ سب سے موزون ہے جس کی فرحت رسانی اور تازگی، بصارت کو تحریک و قوت بخشتی ہے ایسے ہی قوائے ذہنی کی تقویت کے واسطے مناسب ہے کہ آدمی انھین چیزون پر دماغ لڑانے جن سے خوشی کے ساتھ اُسے فائدہ بھی حاصل ہوتا ہو اور اس کی مثال نکوکاری ہے کہ اس کے محض ذکر کا مطالعہ کرنا دلون کو بھلائی کرنے پر اُبھارتا ہے اور حرص دلاتا ہے کہ ہم بھی ویسا ہی کوئی کام کرین؛ اور کامون مین یہ بات نہین کہ آدمی ان کی تقلید پر فوراً آمادہ ہو جاے اور بے اختیار ان کی تعریف و تحسین دل مین مشتعل ہو۔ بلکہ اکثر اوقات تو اُلٹا یہ اثر ہوتا ہے کہ جس کام سے ہم خوش ہوتے ہین اسکے کرنے والے کی کوئی توقیر دل مین نہین پیدا ہوتی جیسے عطر یا رنگ کہ انھین قرار واقعی ہم پسند کرتے ہین مگر عطر ساز یا رنگریز کو کبھی ایسا نہین ہوتا کہ ان کی وجہ سے قابل وقعت تصور کرین؛

جب آن طس تن Anstothenes حکیم سے لوگون نے کہا کہ اسے یناس نام ایک شخص بڑی عمدہ بانسری بجاتا ہے تو اُس نے یونہی نہین کہ دیا تھا کہ "بجاتا ہوگا! میرے نزدیک تو وہ نہایت شوم انسان ہے کہ ایسا عمدہ بانسری بجانے والا ہوا" اور شاہ فیلقوس نے بھی ایک تقریب مین جبان سکندر کمال دل کشی اور ہنرمندی کے ساتھ رباب بجا رہا تھا، اسی قسم کا چبھتا ہوا فقرہ کہا تھا کہ "بیٹے، تمھین شرم نہین آتی کہ ایسا اچھا رباب بجا رہے ہو؟" نکتہ اس مین یہی تھا کہ شاہ و شاہ زادون کے واسطے فرحت کے وقت دوسرون کو گاتے بجاتے سننا ہی کافی ہے اور ایسے جلسون مین ان کی موجودگی ہی فن موسیقی کی عزت افزائی کو کم نہین ہے؛

وہ جو اپنے کو ذلیل مشغلون مین مصروف رکھتا ہے خود اپنی نالایقی پر گواہ لاتا ہے یعنی ادنے چیزون کی طرف اس کا متوجہ رہنا ہی اس بات کی دلیل قطعی ہے کہ اُسے اعلے اور اچھے مشاغل سے رغبت نہین، شاید ہی کوئی ذہین و صاحب ہمت نوجوان ایسا ہو جو پیغرا مین (مشتری)

یا برجیس دیوتا کا نفیس بت[1] دیکھکر فی دیاس بننے کی خواہش کرے یا ارکس مین جونو دیوی کی مورت دیکھکر پولی کلیٹس Polycletus بن جانے کا آرزومند ہو یا اناکریون، فلی نس Anacreon ارشی لوکس Archilochus وغیرہ کی مسرت بخش نظمین پڑھکر ان جیسا ہوجانا چاہے۔ کیونکہ مصنوعات کی خوبی سے یہ لازم نہین آتا کہ ان کا صناع بھی وصف وثنا کا مستحق ہے؛ بہین وجوہ ان چیزون کے دیکھنے سے کوئی حقیقی نفع دیکھنے والے کو نہین پہونچتا۔ نہ اُسے شوق ویسے ہی کام کرنے کا ہوتا ہے نہ اس کے دل مین کوئی جوش وحرص وآمادگی تقلید کرنے کی پیدا ہوتی ہے؛ البتہ اگر ہے تو بھلائی ایسی چیز ہے جس کا صرف بیان کر دینا لوگون پر بتاثیر کیے بغیر نہین رہتا کہ ان کے دل اس بھلائی اور بھلائی کرنے والے دونون کے مداح ہوجائین اور دونون کی ریس کرنے کی خواہش ان مین بھڑک اُٹھے؛ مادی اسباب راحت کو تو آسودہ ہونے کی خاطر ہم ضرور فراہم کرنا چاہتے ہین لیکن نیکی وہ شے ہے کہ اسکے کام کرنے اور اسکے خرچ کرنے ہی پر جی لپکتا ہے۔ پہلی چیز ہم اورون سے حاصل کرتے ہین مگر ثانی الذکر کو چاہتے ہین کہ اور لوگ ہم مین دیکھین اور ہماری اپنی بھلائی سے متمتع ہون؛ اخلاقی خوبی ایک عملی تحریک ہے کہ جس نے اُسے دیکھا، ویسا ہی کرنے کا آرزومند ہوگیا۔ اور سچ پوچھو تو اُسے دیکھنے کی بھی چندان ضرورت نہین بلکہ وہ ایسی قوی الاثر شے ہے کہ محض اس کا ذکر سننے سے بھلائی کرنے کی خواہش اُبھرتی ہے؛

اسی خیال سے ہم نے بھی اپنا وقت اور محنت مشاہیر کی سوانح عمریان لکھنے مین صرف کی اور اس مبحث پر یہ دسوین کتاب[2] (یا فصل) فارقلیس اور فے بیس تکسی مس Fabius Maximus (جو نامور قرطاجنی جرنیل حنی بال سے لڑائیان لڑا تھا) کے بیان مین ہے؛ یہ دونون جس طرح اپنی نکوکاری اور بھلائی مین ملتے جلتے ہین اسی طرح ان کی حلیم وشریف طبائع بھی بہت کچھ یکسان ہین؛

---

[1] اُس بت کا بنانے والا Phidias تھا۔

[2] مصنف نے اصل مین کتاب کو چھوٹی چھوٹی متعدد جلدون مین لکھا ہے اور ہر ایک کا نام کتاب اول کتاب دوم الخ رکھا ہے

اسی شرافت وحلم کی وجہ تھی کہ وہ دولتون اپنے برابر کے عہدہ دارون اور ہم وطنون کی بدمزاجیان اُٹھاتے تھے - اور انھین اسی بے نفسی اور انکسار نے اس قدر نفع رسان خلائق اور وطن کا بہترین خادم بنا دیا تھا؛ جو کچھ آگے آتا ہے اس پر سے یہ فیصلہ کرنا کہ ہم نے اپنے مقصد کے لیے صحیح انتخاب کیا یا غلط، پڑھنے والے کا کام ہے؛

نسب کے لحاظ سے فارقلیس بجیب الطرفین امیرزادہ ہے اسکی شہرت کلارگس Clolargus کی اور قومیت قبیلۂ اکامن Acmantis کی ہے - اسکے باپ زنطیس Xanthippus نے (جو ایرانیون کو جنگ ماکل مین شکست دینے کی وجہ سے مشہور ہے) اغارست Agaricle سے شادی کی تھی - یہ خاتون کلیس تن Cleothenes کی پوتی ہوتی ہے - اور کلیس تن وہ شخص ہے جس نے پی س ٹراٹس کی اولاد کو ملک سے نکالا، اُن کے غاصبانہ ارادون مین کھنڈت ڈالی اور اپنی شجاعانہ کوششون سے اس دور استبداد کا خاتمہ کر دیا - اس کے ساتھ ہی ایک مجموعہ قوانین ترتیب دیکر اس عہد وطرز حکومت کی بنیاد قائم کی جو لوگون کی امن وحفاظت کا ذمہ دار ہو اور انھین باہم شیر وشکر کر دے؛

فارقلیس کے زمانۂ پیدایش کے قریب اس کی مان نے خواب مین دیکھا تھا کہ اس کے شیر ببر پیدا ہوا ہے - پھر جب تھوڑے دن بعد فارقلیس پیدا ہوا تو اور تو سب طرح وہ ٹھیک تھا لیکن اس کا سر کسی قدر غیر معمولی لمبا اور غیر متناسب تھا؛ اور یہی سبب ہے کہ اس کی تمام مورتون اور مجسمون مین سر جھکے دار ٹوپی سے ڈھکا ہوا ہے - بظاہر سنگ تراش بھی اسے آشکارا کرنا نہ چاہتے تھے؛ ایتھنز کے شعرا نے اس کا نام اس کی نوعی فالوس یا لسن Schinocephalos رکھا تھا؛ اسکی نوعہ یونانی مین لسن کو کہتے تھے؛ ایک ظریف کراتی نس شاعر Cratinus اپنی نظم شیرون Chirons مین کہتا ہے:

"بڈھے مرمن شاہ نے ایک دفعہ ملکۂ شورش سے

مرمن شاہ ہم نے کروتس Chronos کا ترجمہ کیا ہے جس کے معنی بڑے زمانے والے کے بھی ہیں اور مرضین کے بھی ہیں - م

بیاہ کرلیا - اور انہی دونون سے وہ مشہور نزدیک و دور
دجابر، پیدا ہوا - جس کا نام دیوتاؤن نے
بہت بڑا "کھوپری بھیج" رکھا "

یہی شاعر اپنی دوسری نظم نے می سس منصب Memnon مین فارقلیس کو یون مخاطب کرتا ہے
"اندر مہاراج! ادھر آؤ، ہم تو سارے دیوتاؤن کے سر ہو"

ایک اور شاعر تیلی سی ڈس نے بھی اس کا خاکہ اڑایا ہے اور لکھا ہے کہ آج کل سیاسی مشکلات مین گھر کر بچارے فارقلیس کا قافیہ اس بری طرح تنگ ہوا ہے کہ اسے شہر کے اندر تو

"خود اپنے سر کے بوجھ سے غش پہ غش
آتے ہین، مگر باہر جاتا ہے تو
اپنی جنگی کشتی نما کھوپری سے فتنہ و فساد
نکال نکال کے سلطنت پر پھینکتا ہے"

ایک تیسرے (یوپولس) Eupolis نے بھی اس بڑے سر پن کی مٹی پلید کی ہے - اور اپنے ناٹک ڈیمی مین جتنے شہرت طلب تقریر یے ہوگذرے ہین - ان سب کو باری باری جہنم سے طلب کیا ہے - اور جب سب سے آخر مین فارقلیس کی واری آتی ہے تو شاعر ایک ہی مرتبہ چلا اٹھتا ہے کہ:

"اے لو اب اسے دیکھو، جنہون کو ہم دیکھ چکے ہین
یہ ان سب کا عطر مجموعہ ہے، اور اُن سبھون کے سر اس
اکیلے کی کھوپری مین جمع ہین!"

فارقلیس کو عام طور پر موسیقی مین دمن Damon کا شاگرد بتاتے ہین لیکن ارسطو کو اس اجماعی قول سے اختلاف ہے اس کے نزدیک فاکلید Pythocleide اسکا استاد ہے، یہ ممکن ہے کہ دمن نے جو سوفسطائی خیالات کا آدمی تھا صلحت سے استاد موسیقی

کا بھیس بھر لیا ہوا اور اپنی دوسری قابلیتوں کو لوگوں سے چھپا کر اس بہانے فارقلیس کے پاس آمدرفت نکالی ہو تاکہ سیاسی اکھاڑے کے اس نوخیز پٹھے کو اپنے رنگ پر سدھالے؛ مگر فطرت اعمال سے اس کا پردہ ساز لوگوں کی نظر سے زیادہ عرصے تک اصلیت کو مخفی نہ رکھ سکا اور دخل در معقولات اور شخصیت کی حمایت کے جرم میں فتوائے عام نے دس سال کے لیے اسے جلاوطن کر دیا؛ اور نانک والوں کو اس پر ہنسی اُڑانے کا موقع دیا۔ چنانچہ فلاطو نام مطائبہ نویس شاعر نے اس کی بے طرح خبر لی ہے :-

فارقلیس، حکیم زینو، Zeno الیای Eleatic کے درس میں بھی شریک ہوا کرتا تھا۔ یہ وہ شخص ہے جس نے فلسفۂ طبعی میں حکیم زمینی Xenophanes کا اتباع کیا اور مخالف کو حجت سے ساکت کرنے کا ایک ڈھنگ خود نکالا جس میں اس کو کمال حاصل تھا؛

ثمن شاعر اسی کی ان الفاظ میں تعریف کرتا ہے :

"وہ صاحب قوت زینو بھی، منہ میں تھی دو دھاری جسکے زبان
جو زور سے اپنی حجت کے، ہر بات کا کرتا تھا بطلان"

لیکن جس نے فارقلیس کی سب سے زیادہ نگرانی کی اور اس کے ذوق کو نفاست و متانت دیکر حصول ہر دلعزیزی کے مبتذل فن سے بدارج بلند کر دیا، اور جس نے علو ہمتی کے ساتھ ساتھ شرافت نفس میں بھی اس کو احسن المعاصرین بنا دیا، وہ انکساغورث Anaxagoras باشندۂ کلازومینی Clazomenæ ہے۔ جو اپنے زمانے میں نوس Nous کے عرف سے معروف تھا۔ اس لفظ کے معنی طبیعت یا حکمت کے ہیں۔ اور اس کی وجہ تعریف یا تو یہ تھی کہ حکیم موصوف کو طبیعیات میں غیر معمولی بصیرت عطا ہوئی تھی اور یا یہ کہ حکمائے یونان میں سب سے پہلا شخص وہی ہے جس نے تکوین عالم کو نہ تو اتفاقی بتایا اور نہ یہ کہا کہ وہ ضرورت یا مجبوری سے ہوئی تھی۔ بلکہ یہ اصول باندھا کہ وہ قوت کاملہ اور وہ حکمت بالغہ جو تمام اشیائے مجتمع اور مرکبات میں توازن و ترتیب صحیح قائم رکھتی ہے، وہی تکوین عالم کا باعث ہوئی ہے :-

اسی شخص کے صدقے مین، جس کی فارقلیس غیر معمولی عظمت و مدیحت کرتا تھا، اُس کے دل مین وہ بلند حوصلے پیدا ہوے جنھین عوام الناس ہوائی اور خیالی کہتے ہین - اور جن کا قدرتی نتیجہ یہ تھا کہ طبیعت مین بلند نظری اور گفتگو مین وقار آگیا اور اُسے اُن ذلیل خود غرض مقررون سے جو ضلع جگت اور پھکڑ کی مدد سے عوام الناس کی مجلسون کو گرماتے ہین، کوئی نسبت ہی نہ رہی علاوہ ازین اس کی صورت پر ایسا اطمینان اور تمام حرکات مین وہ سکون و متانت تھی کہ بولتے وقت کوئی شے اس کے سلسلۂ تقریر مین بے ربطی نہ پیدا کر سکتی تھی - اس کی آواز بالکل ہموار اور قائم رہتی تھی اور اس کے سوا بہت سی اور خوبیان تھین جو اسکے سامعین کو متاثر کیے بغیر نہ رہتین ؛

ایک دن جب کہ فارقلیس کسی ضروری کام مین مصروف تھا، اسکے سامنے ایک آوارہ لُچے نے کھڑے ہوکر سربازار اس کو سخت سست کہنا شروع کیا - لیکن فارقلیس نہایت خموشی سے اپنا کام کرتا رہا اور شام کو کمال اطمینان و متانت کے ساتھ گھر لوٹا مگر اس شخص نے اب بھی پیچھا نہ چھوڑا اور گھر تک گالیون اور پھبتیون کی بوچھار کرتا ہوا اسکے ساتھ ساتھ آیا ؛ جب فارقلیس مکان کے اندر داخل ہو لیا (اس وقت اندھیرا ہو گیا تھا) تو اس نے اپنے نوکر کو آواز دیکر کہا کہ روشنی لیکر ان صاحب کو ان کے گھر تک پہونچا آؤ !!

مانا کہ عیون Yon (ناٹک نویس) نے فارقلیس کو صحبت احباب مین درکسی قدر متبختر اور خود نما بتایا ہے اور لکھا ہے کہ اس کی خود داری مین تمکنت اور دوسرون کی حقارت ٹپکتی تھی ؛ شاعر مذکور نے اس معاملے مین کسی کی تعریف کی ہے تو وہ (کاٹن) یا سامین ہے جس کی لوگون مین بے تکلفی اور پسندیدہ سادگی ایک قدرتی حُسن پیدا کر دیتی تھی ؛

مگر عیون آخر شاعر ہے اور معمولی سے معمولی بات اور بھلائی مین بھی گل پھندنے لگانا اسکی عادت ہوا ہی چاہیے ؛ پس اس پر بھروسہ کرنے مین زیادہ احتیاط کرنی ضروری ہے ؛ جو لوگ فارقلیس کی متانت و سنجیدگی کو محض شیخی اور بناوٹ بتاتے تھے اُن سے حکیم ذینو کہا کرتا تھا کہ "تم بھی بن پڑے تو ایسی ہی بناوٹ اختیار کر لو - کیا عجب ہے جو محض نقالی سے رفتہ رفتہ تم مین بھی اس کے

شریفانہ اوصاف اور علم و فضل کی طلب صادق پیدا ہو جاے "۔

اور انکشاغورث کے فیضان صحبت سے صرف اتنا ہی نہ تھا جو فارقلیس کو حاصل ہوا بلکہ معلوم ہوتا ہے اسی کی تعلیم نے اُسے بندتوہمات سے بھی رہائی دلائی جنمین جہال گرفتار رہتے ہین اور طرح طرح کے بے بنیاد خطرون کی مصیبت سہتے ہین۔ جب کبھی انھین کوئی نئی چیز (مثلاً آسمان پر) نظر آتی ہے اور اس کا کوئی ظاہری سبب ان کو تا دعقلون کو معلوم نہین ہوتا، تو اپنے واہمہ سے عجیب عجیب خرق عادت باتین گھڑ لیتے ہین۔ خود ہی اس خرافات پر ایمان لے آتے ہین اور پھر کبھی بیہودہ امیدین باندھتے ہین اور کبھی بے منے خوف کرنے لگتے ہین "۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ فارقلیس اپنے گانون کے کھیت سے ایک مینڈھے کی سری اُٹھا لایا۔ جس مین صرف ایک سینگ تھا۔ لامپن Lampon کاہن نے جو دیکھا کہ پیشانی کے بیچ سے سینگ ٹھوس اور سخت ہو کر نکلا ہے تو کہنے لگا کہ جس نے اپنے کھیت مین یہ پایا ہے وہ معاملات ملکداری مین اپنے حریفون پر بازی لیجائیگا۔ یہ سینگ اس کی اقبال مندی کی علامت ہے (واضح رہے کہ اُس زمانے مین دو گروہ سلطنت مین پیدا ہو گئے تھے ایک تو طوسی دیدس کا طرفدار تھا اور دوسرا فارقلیس کا۔ پس پیشین گوئی کا مطلب یہ تھا کہ فارقلیس کو اپنے حریف پر غلبہ حاصل ہوگا)

لیکن انکشاغورث نے اسی وقت کاہن کا بطلان کر دیا اور سری کو بیچ مین سے پھاڑ کر لوگون کو دکھایا کہ درحقیقت مغز اپنی اصلی جگہ پر پھیلا ہوا نہین بلکہ سمٹ کر بیضوی شکل ہو گیا ہے اور اسی جگہ جہان اس کا سرا کھال سے ملا ہے، سینگ پھوٹا ہے۔ کیونکہ مغز کا سارا زور دو طرف ہونے کے بجاے بیچ مین اکھٹا ہو گیا تھا "۔ یہ توجیہ سن کر لوگون نے انکشاغورث کی بہت داد دی اور اس وقت سب اس کو مان گئے، لیکن تھوڑے ہی دن بعد جب طوسی دیدس کا فریق ہار گیا اور ساری قوت و حکومت فارقلیس کے ہاتھ مین آگئی، تو پھر لامپن کاہن ہی کی سب نے تعریف کی اور کہنے لگے کہ اس نے جو پیشین گوئی کی تھی وہ آخر صحیح ثابت ہو کے رہی "۔

مگر راقم کی راے مین یہ کہنا کہ وہ دونون سچے تھے غلط نہین۔ یعنی طبیعی اور کاہن ہر ایک نے ٹھیک اور الگ الگ نتیجہ نکالا۔ ایک نے تو اس کا سبب بیان کیا اور دوسرے نے اس کا مدعا کہ کس غرض سے اس طرح کا واقعہ ہوا۔ اُس کا کام صرف اس کی بناوٹ اور اس طرح ہونے کی وجہ بیان کرنا تھا اور اس کا کام اس کی غایت اور اس ساخت کا رمز بتانا تھا؛ جو لوگ کہا کرتے ہین کہ کسی مافوق الفطرت وقوعے کے اسباب ڈھونڈ نکالنا اُس کی اہمیت کا ناس کر دیتا ہے، وہ اس بات کو بھول جاتے ہین کہ خوارق کے ساتھ ہی ساتھ انسانی علم و قیاس سے بھی انھین بدظنی ہے؛ کیونکہ فی المثل شہاب ثاقب، کرون[1] کا آپس مین ٹکرانا، اور سورج گہن کی تاریکی وغیرہ تمام غیر معمولی واقعات کا کوئی نہ کوئی سبب تو ضرور ہوتا ہے لیکن اس سبب مین کچھ اور رمز و کنایے بھی مخفی رہتے ہین۔

لیکن یہ وہ مباحث ہین جو شاید اپنے علیحدہ مقام ہی پر زیادہ موزون معلوم ہوتے ہین؛

فارقلیس ابھی جوان ہی تھا کہ لوگون کو اس کی طرف سے طرح طرح کے وسوسے پیدا ہونے لگے۔ کیونکہ قد قامت چہرے مہرے مین اس کی وضع بہت کچھ پی سس ٹراٹس جابر سے ملتی تھی۔ اور اس شباہت سے اور اس کی شیرین آواز اور طرائی سے پرانے وقتون کے لوگ بالکل دنگ رہ جاتے تھے۔ خود فارقلیس کو ان بدگمانیون نے ہشیار کر دیا تھا۔ اور اسے خوف ہو گیا تھا کہ کہین یہ سوءظن اور اسکے ساتھ میری امارت اور کثیر الاجابی، جلاوطنی کی کافی وجہ نہ ہو جاے اسی خیال سے ابتداءً اس نے معاملات سلطنت مین زیادہ دخل نہ دیا بلکہ فوجی خدمات مین اپنی دلیری اور پامردی کے جوہر دکھاتا رہا؛ لیکن جب ارسطی دسس فوت ہو گیا، تمس طاکلس کو دیس نکالا ملا اور سامین زیادہ تر بیرونی مہمات پر یونان سے باہر رہنے لگا، تو فارقلیس نے بھی حجرۂ خمول سے قدم نکالا اور اپنی طبیعت کے خلاف جس مین جمہوریت مطلق نہ تھی، اُس نے کم مایہ لوگون کا پہلو لیا۔ جو اپنے مالدار حریفون سے تعداد مین زیادہ تھے؛ اس کی بڑی وجہ غالباً یہ تھی کہ ایک تو

[1] یہ غالباً قدیم یونانی کھیل مین ہوتا تھا کہ کرے ایک دوسرے پر پھینکتے تھے۔ ہر قسم کے لوہے کے کرے سکھون پاس بھی رہتے ہین م

اسے دولتمندون کے زمرے مین ملنے سے خوف تھا کہ لوگ اُسے شخصیت و استبداد کا حامی نہ سمجھنے لگین، دوسرے ان معززین اور امرا کے گروہ کا سردار سامین تھا اور اسکی ہر دل عزیزی کے آگے کسی اور کی چلنی مشکل تھی۔ پس فارقلیس غربا کے ساتھ ہوا تاکہ شبہات سے بھی محفوظ رہے اور سامین کا مدمقابل بھی بن جائے ؛

اس کے بعد ہی فارقلیس نے اپنی زندگی اور وقت گذاری کے طرز کو بھی بالکل بدل دیا وہ ملکی مجلس یا عام تقریرون مین شرکت کی غرض سے تو البتہ باہر نکلتا ورنہ کبھی گلی کوچون مین چلتا پھرتا نظر نہ آتا۔ دوستون کی دعوتون اور ملاقاتون سے دور بھاگتا، اور سارا وقت لوگون کے کاروبار مین جو کچھ کم نہ تھے صرف کرتا۔ اپنے عزیز یوری بطلیموس Eurymedemus کی شادی کے سوائے وہ کسی تقریب مین شریک نہین ہوا۔ اور اُس مین بھی شربت پلائی کی رسم ختم ہوتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے گھر لوٹ آیا یہ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کی دوستانہ صحبتون سے آدمی کی وقعت گھٹ جاتی ہے اور یار باشی مین اپنا ظاہری وقار قائم رکھنا محال ہو جاتا ہے آدمی کے حقیقی اوصاف اُسی وقت معلوم ہوتے ہین جب اُسے کوئی عرصے تک اور بہت پاس سے دیکھے ورنہ اچھون کی اچھائیان جو انکے عزیز اقربا اُن مین (روزمرہ کے تجربے کے بعد) پاتے ہین غیر شخص کی نظر مین ذرا نہین کھُبتین اور وہ حقیقی خوبی کی ایک سرسری مشاہدے کے بعد کچھ قدر نہین کر سکتا ؛ فارقلیس نے یہی ہشیاری برتی کہ اپنی شرکت کو، کریٹو کے بقول، سلامتی جہاز کی طرح، خاص خاص موقعون کے لیے اُٹھا رکھا۔ تاکہ لوگون کو مساوات نہ ہو اور اس کے کامون سے ان کا دل نہ بھر جاے۔ چنانچہ چھوٹے موٹے کام اپنی نگرانی مین وہ اپنے احباب یا دیگر مقررین کے سپرد کر دیتا تھا۔ اور خود صرف اہم اہم معاملات مین حصہ لیتا اور مجلس مین بھی روز کے بجاے ناغہ کر کر کے آتا ؛ سنا ہے انھین مین، جو اسکی زیر نگرانی کام کرتے تھے، ایفی الطوس Epialtes بھی تھا جس نے اریوپگس کی مجلس کا زور توڑا اور افلاطون کے الفاظ مین لوگون کو آزادی کا ایسا قوی الاثر جام پلا دیا کہ مُنہ زور گھوڑے کی

طرح وہ قابو سے نکل گئے"، اور، جیسا کہ مطائب نویسون نے لکھا ہے، :—

"آپے سے باہر ہوتے ہی،
(بے قابو گھوڑے کے مانند) وہ
کبھی یہان کودے کبھی وہان — کبھی
یونہ مین ٹاپین مار رہے تھے، تو کبھی
جزائر مین پھلانگین لگا رہے تھے"

فارقلیس کا طرز تقریر بھی، جو اس کی عالی خیالی اور باوقار وضع کے عین مناسب حال تھا، انکساغورث ہی کے طریق تعلیم کا نتیجہ سمجھنا چاہیے؛ معلم موصوف کے سکھائے سے وہ ہمیشہ فائدہ اُٹھاتا۔ اور اپنی سحر بیانی کو فلسفۂ طبعی کی رنگینی سے اور زیادہ پُرتاثیر بناتا؛ فیض یاب مبدء کاینات حکیم افلاطون یونانی نے اس کے متعلق تحریر کیا ہے کہ خداداد ذکاوت و فراست نے فطرت کے علم کے ساتھ مل کر اس کو یہ لیاقت و قابلیت اور کامل قدرت دی تھی۔ اور انھین سے فن خطابت مین اس نے وہ استفادہ حاصل کیا تھا کہ کوئی شخص تقریر مین اسکا حریف نہ ہو سکتا تھا؛ بعض لوگ کہتے ہین کہ اسی لسانی پر اس کے مخالفون نے اوُلمپی کی پھبتی اس پر کہی تھی، لیکن ایک خیال یہ ہے کہ اس کا یہ نام اُن زینت دہ عمارات قومی کی وجہ سے پڑا جو اُس نے شہر مین جا بہ جا تعمیر کرا دی تھین۔ اور تیسرا قول یہ بھی ہے کہ فارقلیس کو مسائل ملکی مین (خواہ وہ جنگ کے متعلق ہون خواہ زمانۂ امن کے) جو قوت عظیم حاصل ہو گئی تھی اُس کی بنا پر وہ اولمپی کے پرشکوہ عرف سے معروف ہوا۔ اس کی متعدد صفات دیکھتے ہوے یہ بات کچھ بھی عجیب اور بعید از قیاس نہین معلوم ہوتی کہ اُسے اچھے سے اچھے خطاب سے یاد کرنے لگے ہون۔ مگر مطائب نویس شعرا کے بیان سے جو کبھی ہنسی سے اور کبھی واقعی جل کر اُس کی طرح طرح سے ہجو کرتے ہین، معلوم ہوتا ہے

[۱] یونانیون مین اپالو دیوتا اپنی زور و طاقت اور فنون لطیفہ کی سرپرستی کے سبب تمام دیوتاؤن سے زیادہ مشہور اور محبوب تھا اور پس پر اسکا شہرۂ آفاق مندر تھا اور اسی سے خود اس کو یا جیسے اس سے نسبت دینی ہو اسکو اولمپی بھی کہہ دیا کرتے تھے

کہ یہ نام اس کی تقریر بازی ہی کی یادگار رہے۔ کیونکہ لوگون کو خطاب کرتے وقت وہ اس کی تقریرون کو کڑک چمک سے اکثر تشبیہ دیتے ہین اور اس کی سحر بیانی کو لکھتے ہین کہ فارقلیس کے مُنہ مین زبان بھی ایک صاعقہ جہان سوز تھی ؛

طوسی دیدش ابن میلی سس کا ایک فقرہ بھی جو اس نے فارقلیس کی چالاکی پر کسا تھا، کتابون مین محفوظ رہ گیا ہے ؛ طوسی دیدش ایک معزز اور صاحب ثروت شہری تھا اور معاملات ملکی مین فارقلیس کا سب سے بڑا مقابل گذرا ہے۔ اس سے شاہ اسپارٹہ ارشی داموس Archidamas نے ایک مرتبہ پوچھا کہ تم اچھے پہلوان ہو یا تمہارا حریف فارقلیس ؟ اُس نے جواب دیا جب کبھی مین اُسے زیر کر لیتا ہون اور پوری طرح اُس پر غالب آجاتا ہون تب بھی وہ یہی کہے جاتا ہے کہ مین جیتا۔ اور لوگون کی آنکھون مین کچھ اس طرح خاک جھونکتا ہے کہ وہ بھی اسی کی جیت مان لیتے ہین ؛

حقیقت یہ ہے کہ فارقلیس بولنے مین بے حد محتاط تھا۔ جو کچھ اور جس طرح اُسے کچھ کہنا ہوتا اس کا بڑا خیال رکھتا تھا کہ تقریر گاہ پر جاتے وقت ہمیشہ دعا مانگ کے جاتا کہ الٰہی کوئی لفظ موقع اور محل کے خلاف نادانستہ میری زبان سے نہ نکل جائے ؛

اس نے سوائے چند احکام کے کوئی یادگار تحریر مین اپنی نہین چھوڑی اور اس کے اقوال بھی بہت کم لکھنے مین آئے ہین۔ مثلاً ایک یہ ہے کہ اُس نے کہا "اچھی ناکو اسی طرح پیروزی سے ٹھالینا چاہیے جس طرح آنکھ کی پتلی سمٹ جاتی ہے" ؛ یا یہ کہ "مجھے پونیشیہ کی سمت سے لڑائی اپنی طرف حرکت کرتی نظر آرہی ہے" ؛ یا ایک موقع پر جب جہاز پر جاتے وقت اس کے ساتھی سپہ سالار سفاکلیس Sophocles نے کسی خوش رو نوجوان کی تعریف کی تو وہ کہنے لگا "سفاکلیس فوجی سرداروں کی آنکھون مین بھی ایسی ہی بے لوثی ہونی چاہیے جیسی کہ دل مین اور ہاتھون مین" ؛

ٹیسیر یو ولٹس لکھتا ہے کہ جنگ ساموس کے مقتولین کی بڑائی مین اس نے کہا کہ وہ جوانمین کام لے دیوتاؤن کی طرح زندہ جاوید ہین۔ "کیونکہ" وہ کہنے لگا "ان کی توصیف وثنا جو ہم

کرتے ہین اور وہ فائدے جو یہ ان دیکھے دیوتا ہمین پہونچاتے ہین، انھین سے ہم نے انھین آمر جانا ہے - اور یہی خوبیان ہین جن سے اپنے ملک پر فدا ہونے والے بھی متصف ہین ؛

طوسی دیدس نے فارقلیس کے طرز حکمرانی کو ایک شاہانہ حکومت بتایا ہے جو برائے نام تو مشروطہ تھی مگر حقیقت مین فرد واحد اپنے رسوخ واثر سے سب پر حاوی ہو گیا تھا؛ لیکن اور لوگون نے فارقلیس کو یہ الزام دیا ہے کہ اُسی نے پرُیکلیس دے دیکے عوام الناس کی عادتین بگاڑین - وہ اپنے محکوم علاقون کا حق غصب کرنے لگے، اور کھیل تماشون مین عام طور پر جانے لگے اور قومی کام کرنے والون کی تنخواہین مقرر ہونے لگین ؛ ان تبدیلیون کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک سنجیدہ کفایت شعار اور قوت بازو سے اپنی معاش پیدا کرنے والی قوم اسراف وعیاشی کی دلدادہ ہو گئی - اور ان ساری خرابیون کا ذمہ دار فارقلیس ہے ،

آؤ اس تغیر کا سبب واقعات کی کسوٹی پر کسین ؛

ہم بیان کر چکے ہین کہ سائمن کا نہ مقابل بننے کے لیے اُس نے ابتدا مین عوام کی پشتی لی تھی ؛ مگر وہ اپنے حریف سے دولت وثروت مین بہت کم تھا اور اسی لیے لوگون کو رجھانے کے جو ذرائع اُس کے قبضے مین تھے وہ فارقلیس کو حاصل نہ تھے - مثلاً نہ تو وہ سائمن کی طرح روز روز بھوکون کو کھانا کھلا سکتا تھا نہ کمزور بڈھون کو کپڑے بنا کے دے سکتا تھا اور نہ اپنے باغون کی باڑھین اور حاشے ترڈوا کر انھین وقف عام کر سکتا تھا کہ جس کا جی چاہے آئے اور میوے کھائے ؛ یہ کمی دیکھکر وہ (ارسطو کے بقول) دامونی دس Demonides کی صلاح سے، بیت المال کی جانب متوجہ ہو گیا - اور اسی کے مصارف مین ایسی مدات بڑھائین جن سے لوگ اس کے زر خرید

۱؎ ڈی ماک ریٹک Demokratic جس مین لوگون کو قرار واقعی حقوق حکمرانی کے حاصل ہون - اس اور پارلیمنٹری حکومت مین تھوڑا سا فرق ہے اور اسی لیے ہم نے آخر الذکر کے لیے ہم رستوریت کا لفظ قابل ترجیح سمجھتے ہین - اس مین ایک موروثی بادشاہت تو رہتی ہے مگر جمہور کو حکومت مین پورا دخل ہوتا ہے - اور مشروطہ مین یہ جامعیت نہیں کہ اسٹوری کو بھی مشروطہ کہ سکتے ہین اور بادشاہ نہ ہو یعنی جمہوریت ہو، تب بھی اس کا اطلاق درست ہوگا - مترجم

غلام ہو گئے۔ مثلاً سرکاری خرچ سے نمایشون کا انتظام کرایا۔ جوری مین بیٹھنے والون کا معاوضہ مقرر کیا اور اسی طرح فائدہ رسانی کی بہت سی شکلین نکالین؛ پھر جب عوام الناس اس کے قبضے مین آگئے، تو ان کو مجلس اریوپے گس کے خلاف اُبھارنا شروع کیا۔ وہ خود اس کا رکن تھا اور قرعہ اندازی کے قاعدے سے نہ پہلے کبھی کپتان منتخب ہوا تھا نہ بادشاہ نہ مقنن نہ آرکن (حاکم) حالانکہ مجلس مذکور مین سوائے ان عہدے دارون کے جو قرعے سے مقرر ہوتے تھے اور آخر تک اپنے فرائض عمدگی کے ساتھ انجام دیتے تھے، کوئی اور شخص رکنیت سے سرفراز نہ ہو سکتا تھا؛ اب، لوگون کو ملا کر فارقلیس نے اس جماعت کے خلاف کوشش کی اور ایفی الطوس کی اعانت سے، اُس کے بہت سے اختیارات سلب کرا دیے؛ چند ہی روز بعد سائمن بھی فتواے عام سے شہر بدر کر دیا گیا۔ اسپر اسپارٹہ کی دوستداری اور لوگون سے نفرت کا الزام قائم کیا گیا تھا حالانکہ دولت و شرافت مین سب سے بڑھکر ہونے کے سوا اُس نے غیر ملکیون پر کئی شاندار ترین فتوحات حاصل کی تھین اور شہر کو زر و غنائم جنگ سے مالا مال کر دیا تھا؛ اس کے یہ کارنامے اس کی سوانح عمری مین تفصیل سے درج ہین؛

اس کامیابی سے اندازہ لگا لینا چاہیے کہ فارقلیس کی قوت کس قدر بڑھ گئی تھی؛

فتواے عام سے جلا وطنی کی میعاد قانوناً دس سال کی تھی۔ لیکن اس مدت گذرنے سے پہلے اسپارٹہ والون نے فوج عظیم کے ساتھ ایتھنز پر چڑھائی کی اور تناگرا Tanagra کی حدود تک عبور کر آئے۔ اُس وقت جب ایتھنز والے اُن کے مقابلے کو گئے تو سائمن میعاد جلا وطنی ختم ہونے سے پہلے مسلح ہو کر ان مین آملا اور اپنے ہم وطنون کے ساتھ شانہ بہ شانہ دشمن سے لڑنے کا خواہان ہوا تاکہ اپنے کو جوکھون مین ڈال کر اسپارٹہ کی طرفداری کے شبہات رفع کر دے؛ مگر فارقلیس کے ساتھیون نے ہم آہنگ ہو کر اُسے اپنی صفون سے نکلوا دیا؛ اور غالباً یہی سبب تھا کہ اس لڑائی مین فارقلیس سب لڑائیون سے زیادہ جان توڑ کے لڑا اور ہر خطرے کے مقام پر پیش پیش رہا؛ سائمن کے تمام دوست بھی جنھین اُس نے اسپارٹہ کی دوستی سے متہم کیا

تھا۔ اس لڑائی مین پہلو بہ پہلو لڑکر مارے گئے ؛

اس لڑائی مین جب ایتھنز والون کو خود اپنی حدود مین شکست فاحش نصیب ہوئی اور ساتھ ہی یہ اندیشہ ہوا کہ اگلے موسم بہار مین پھر ایک خوفناک حملہ ہوگا، تو اُس وقت اُنھین سایمن کے نکال دینے پر سخت پشیمانی ہوئی اور اس کے اپنے مین نہ ہونے پر دل شکستہ سے ہوگئے فارقلیس نے بھی ان کی رنجیدگی کو محسوس کیا اور جو وہ چاہتے تھے اس کے پورا کرنے مین مطلق تامل نہ کیا بلکہ خود سایمن کو واپس وطن بلوانے کی تحریک کی جس نے ایتھنز پہونچکر دونون شہرون مین صلح کرادی۔ کیونکہ لس ڈی مونی جتنی کہ فارقلیس اور دوسرے رہنمایان عوام سے نفرت کرتے تھے اتنی ہی ان کے دل مین سایمن کی وقعت اور مروت تھی؛ بعض لوگون کا بیان یہ ہے کہ فارقلیس نے سایمن کو واپس بلانے کی تحریک کرنے سے پہلے اُس کی بہن ال فینس Elpinice کی معرفت چند شرطین کرالی تھین اور وہ یہ کہ سایمن امیر البحری کے عہدے کو قبول کرے اور دو سو جہازون کا بیڑا لیکر ایرانی مقبوضات پر چڑھائی کرنے باہر چلا جاے اور وطن کی حکومت اکیلے فارقلیس کے ہاتھون مین رہے ؛

مشہور تھا کہ پہلے بھی ایک مرتبہ ال فینس نے اپنے بھائی کے واسطے کوشش کی تھی اور فارقلیس کو آمادہ کیا تھا کہ سایمن کے مقدمے مین رحم و کرم کا برتاؤ کرے کیونکہ جو جماعت سایمن کے خلاف وکالت کرنے کے واسطے چھانٹی گئی تھی اس مین فارقلیس کو بھی لوگون نے پیروکار بنایا تھا؛ کہتے ہین ال فینس جب اپنے بھائی کے لیے اس پاس التجا لائی تو وہ مسکرا کے کہنے لگا "ال فینس اب تمھاری عمر ایسی وکالتون کے لائق کہان رہی ہے؟" مگر جب مقدمہ پیش ہوا تو محض سبک دوشی حاصل کرنے کے لیے اُس نے ایک مرتبہ اُٹھکر تھوڑی سی تقریر کی اور پھر عدالت سے باہر چلا آیا۔ اور الزام دینے والون مین سایمن کی سب سے کم مخالفت اُسی نے کی ؛

جب حالات یہ ہون تو اڈامنیوس Idomeneo کی بات کا کسے یقین آئیگا جس نے فارقلیس پر یہ الزام لگایا ہے کہ اُس نے غداری کرکے اپنے دوست ایفی الطس کو محض اس کی نامودی

کے رشک وحسد سے قتل کرادیا (مقتول، لوگون کا نہایت محبوب مدبر تھا اور فارقلیس کے سیاسی حیلے کا بہت کارآمد رکن) بظاہر احوال اس مورخ نے نہ معلوم کہان سے اس قسم کی کہانیان جمع کرکے ایک ایسے شخص کو بدنام کیا ہے جو مانا کہ غلطی اور خطا سے مبرّا نہ تھا لیکن پھر بھی جوہر شرافت سے مزین تھا اور بالطبع دیانت واصالت کے کامون سے میل رکھتا تھا اور جو دل ایسے اوصاف سے ممتاز ہو اُس مین اس قسم کے وحشیانہ جذبات کا کیا کام؟ ناممکن ہے کہ اس مین ایسی ناپاک اور فساوت نشان خواہش بار پاسکے۔ رہا ایفی الطوس کے قتل کا قصہ، سو اس کی اصلیت بقول حکیم ارسطو کے یہ ہے کہ: چونکہ ایفی الطوس حکومت خواص کے حامیون کا نہایت سخت اور بہت نقصان رسان دشمن ہوتا جاتا تھا۔ اور عوام الناس کے حقوق کا ایسا زبردست حامی تھا کہ جس نے ان کے ساتھ ناانصافی کی وہ اُس کی کوشش سے سزا پائے بغیر نہ رہا۔ پس اسکے دشمن اس کی جان کے لاگو ہوگئے۔ اور موقع پاکے خفیہ طور پر اُسے تناگرا کے ایک باشندے ارستادوقس کے ہاتھون مروا ڈالا؛

سائمن نامبرالبحری کی حالت مین جزیرۂ قبرس مین فوت ہوگیا اور اب اس کی طرفدار جماعت امرا کو سخت پریشانی پیدا ہوئی۔ واضح رہے کہ اگرچہ فارقلیس کی قوت سائمن کی موجودگی ہی مین بہت زیادہ بڑھ گئی تھی اور اس کے آگے شہر بھر مین کسی مخالف کو چون وچرا کی مجال باقی نہ تھی پھر بھی فریق مخالف اس کو بالکل مطلق العنان اور مخالفت کی طرف سے مطمئن چھوڑنا کسی طرح نہ چاہتا تھا کہ مبادا جمہوریت کے بجاے انتظمین مین واقعی شخصیت قائم ہوجاے۔ پس اس گروہ نے سائمن کے ایک دانشمند رشتے دار طوسی دیدش متوطن الوپیک کو چھانٹا کہ وہ مخالف جماعت کا سرگروہ بن کر فارقلیس کی تھوڑی بہت روک تھام کرسکے؛ نیا حریف اگرچہ متوفی سائمن کے مانند جنگی قابلیت نہ رکھتا تھا مگر سیاسی کاروبار، فن تقریر اور شہر کی دیکھ بھال کرنی اُسے خوب آتی تھی۔ چنانچہ تقریر گاہ پر فارقلیس سے لڑکے اس نے تھوڑے ہی دن مین فریقین حکومت کو برابر اور تقریباً ہم وزن کرلیا؛ اصل یہ ہے کہ اس نے اپنی جماعت کے "نیک" اور "اچھے"

لوگون کو (جس سے امرا مراد ہین) متفرق الگ الگ بیٹھنے کے بجاے یکجا بٹھانا شروع کیا پہلے وہ عوام الناس مین ملکر کچھ گم سے ہوجاتے تھے - اور ان کا جتھا منتشر منتشر کم قوت رہتا تھا اب طوسی دیدش نے ان کو بالکل علحدہ کرکے ایک جماعت متحدہ کی صورت مین ترتیب دیا اور ان کی مشترکہ طاقت سے گروہ مخالف کا ایک متوازن حریف پیدا کرلیا ؛

اس مین شبہ نہین کہ اہالی التھنز ابتدا سے دو گروہون مین علحدہ علحدہ تھے اور ان کے دولتمندون اور عوام الناس کے فرق نے انھین اسی طرح دو حصے کردیا تھا جس طرح لوہے کو خفیف سی جھری کھول دیتی ہے - لیکن اب علانیہ مخالفت نے اس جھری کو خوب چوڑا کردیا اور شہر مین عوام اور خواص (یعنی چند صاحبان اثر) کے دو جتھے اُٹھ کھڑے ہوے - اس وقت فارقلیس نے بھی معمول کے خلاف لوگون کو بگٹٹ چھوڑ دیا اور اپنی مصلحتون کو ان کی خوشی کے بالکل تابع کردیا - اور بچون کی طرح انھین بہلانے کے لیے عام دعوتین اور نمایشین اور کھیل تماشے کی تقریبین شہر مین منانی شروع کین اور گو وہ فائدے سے خالی نہ ہوتی تھین تاہم ان کی اصلی غایت محض لوگون کی خوشی کرنا تھی ؛ اس کے علاوہ اُس نے کثیر التعداد لوگون کو ہر سال ساٹھ جہاز بھر کے بھیجنا شروع کیا جنھین آٹھ مہینے تک سرکاری خزانے سے تنخواہ ملتی تھی اور ساتھ ہی فن جہازرانی کی مشق بھی کرائی جاتی تھی ؛

فارقلیس نے ضرورت مندون کے استعمار کا بھی عمدہ انتظام کیا - ایک ہزار کسان تو کرسونیس بھیجے کہ وہان کی زمین کو قرعہ اندازی سے آپس مین بانٹ لین - اور پان سو جزیرہ نکس روانہ کیے - ڈھائی سو مہاجرین کو اندروس مین آباد کرایا ایک ہزار تراقید تھریس) مین بسال تی Boeotia قوم کے علاقے مین بسا دیے - اور کچھ تعداد اٹلی کے نئے شہر سبارس مین جسے یونانیون نے ثری نس Thurii کے نام سے بدل دیا تھا، ازسرنو آباد کرنے کی غرض سے بھیجی گئی ؛ ان کارروائیون کا بڑا مقصد فارقلیس نے یہ سوچا تھا کہ شہر مین ایک بے فکرون کی جماعت کم ہوجائیگی تو باقی ماندون کو بھی سہولت اور اطمینان ملیگا اور حکومت کو بھی انتظام کرنے مین

دقتین پیش نہ آئینگی۔ نیز شہر مین ارزانی اور دولت بڑھ جائیگی ؛

فارقلیس کے وہ یادگار کارہاے نمایان جنھون نے مدینۃ العلما کی حسن و زیبایش کو ہزار چند بڑھا دیا اور جو آج تک پردیسیون مین استعجاب و تحسین کا ولولہ پیدا کر دیتے ہین اور جو درحقیقت اس بات کے شاہد ہین کہ یونانی عظمت کی داستانین محض کہانیان نہین، وہ ایتھنز کی قومی اور متبرک عمارتین ہین۔ لیکن انہی کی تعمیر کی بدولت وہ اپنے معاصرین مین سب سے زیادہ مورد اعتراض ہوا۔ اور اس کے حریفون نے ہر جلسے اور مجلس مین بہ آواز بلند اس پر لے دے کرنی شروع کی کہ سارے یونانیون کا مشترک سرمایہ جو پہلے ڈیلوس[1] مین جمع تھا اپنے گھر اٹھوالانا اور پھر اس طرح عمارتون پر لٹانا ایتھنز کی سخت رسوائی کا باعث ہے۔ سارا یونان اسپر ہمین سب و شتم کر رہا ہے۔ اور وہ عذر یاد دلا رہا ہے جو روپیہ لاتے وقت ہم نے کیا تھا کہ اس سے صرف خزانے کی حفاظت منظور ہے تاکہ ڈیلوس مین وہ کہین دشمنون کے ہاتھ نہ پڑجائے ؛ "فارقلیس نے تو غضب ہی کر دیا کہ ان تمام معاہدون کو طاق نسیان پر رکھکر، ساری رقم پر قبضہ کر لیا۔ اس جابرانہ حرکت پر یونان جس قدر اظہار نفرت و ناراضگی کرے بجا ہے۔ کیونکہ سارے ملک کا مشترکہ سرمایہ، جو محض مشترک ضرورتون کے واسطے جمع کیا گیا تھا، اس بے دردی سے شہر کی آرایش پر خرچ کرنا اور دلھنون کی طرح اس کی بناوٹ سجاوٹ مین اور زر و جواہرات اسے اس کے منادر و اصنام کی تزئین مین، پانی کی مثل دولت کو بہادینا کسی عنوان پسندیدہ نہین ہوسکتا "

دوسری طرف فارقلیس لوگون کے سامنے یہ حجت پیش کرتا تھا کہ جب تک سارے ملک کی مدافعت ہمارے ذمے ہے، ہمارے حلیفون کو اس روپے کی آمد خرچ سے کوئی واسطہ نہین، دشمنون کے حملے روکنے کا بار تمام تر ایتھنز پر ہے دوسری، یا تین پیادہ سوار اور جہازون کے بجاے

[1] Delos یہ ایک جزیرہ تھا جہان ایتھنز کی سربراہی مین اسکے بہت سے حلیف شہرون نے ایک رقم جمع کر دی تھی تاکہ ملکی مدافعت یا جنگی ضرورتون کے کام آئے۔ فارقلیس کے زمانے مین یہ خزانہ ایتھنز مین منتقل ہوگیا اور اگرچہ ملک تو اسکا وہ پہلے بھی تھا لیکن اب ظاہری پر وہ بھی اٹھ گیا اور سارا روپیہ علانیہ طور پر شہر مذکور کے قبضے مین چلا گیا۔ م

صرف روپیہ اپنے حصے کا دیتی ہین۔" اس صورت مین" اس کا کہنا یہ تھا "یہ روپیہ دینے والون کا نہین رہتا بلکہ اُن وصول کرنے والون کا ہو جاتا ہے جو مدافعت کی شرطین بجالائین! اور یہ بھی کوئی غیر معقول بات نہین کہ جب اسباب جنگ کی خاطر خواہ فراہمی ہو جائے تو بقایا رقم کو ایسے کامون مین لگایا جاے جو اثنائے تیاری مین تو لوگون کو مزدوری دین اور کاریگرون کو مالامال کر دین۔ اور تیار ہو جانے کے بعد یونان کی شان و ناموری کا دامن قیامت کے دامن سے باندھ دین"۔ اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ ان کامون کی بدولت جنین قریب قریب ہر پیشہ درحصہ لے سکتا ہے، سارا شہر سرکاری خزانے سے پل رہا ہے۔ اور اس کے ساتھ اُس کے حسن و تجمل مین جو افزایش ہو رہی ہے وہ اسکے علاوہ۔ مزید برآن اُنکو جو لڑائی کے لائق ہین سرکاری خزانے سے تنخواہ ملتی ہے کہ بوقت جنگ کام دین، مگر وہ جو فوجیون مین شریک نہین یا معمولی پیشہ ور ہین، ایسی کوئی رعایت حاصل نہ کر سکتے تھے۔ مین نے جو لوگون کی استرضا سے ان نئی تعمیرات کا سلسلۂ عظیم شروع کیا ہے اس مین ایک بڑی مصلحت یہ بھی ہے کہ غیر فوجیون کو بھی سرکاری خزانے سے حصہ رسدی کچھ نہ کچھ مل جایا کرے۔ اور وطن کے مختلف صناعون کو بھی جو اکثر خالی بیٹھے رہتے ہین ان عمارتون کے اختتام تک اس قدر کام مل جاے کہ وہ بیکار بھی نہ رہین اور بیت المال مین (تنخواہ دار سپاہیون کی طرح) برابر کے شریک بھی ہو جائین"۔

عمارتون کے مصالح مین پتھر، پیتل، ہاتھی دانت، سونا، آبنوس، اور سرو، سبھی کچھ شامل تھا کاریگر جو ان پر کام کرتے تھے لُہار، بڑھئی، ڈھلیے، منبت کار، سنگ تراش، راج مستری، سنھار، عاج کار، نقاش اور کیسرے وغیرہ تھے۔ ان کے سوا سامان کو شہر تک لانے والے بھی شمار کر لینے چاہیین۔ اسمین سوداگر جہازی اور ناخدا تومند پر اور خشکی پر گاڑی والے، ٹھیلے والے، بیلون کے بیوپاری اور گدریے، پھر تمال، حبال، سن بٹنے۔ چمار، چمڑا کمانے والے اور سڑک بنانے والے مزدور وغیرہ شامل تھے۔ پھر ان سب پیشہ ورون کے ساتھ، جیسے فوج کے کپتان پاس بہت سے سپاہیون کا دستہ ہوتا ہے، دوسرے مزدورون اور مددگارون کی ایک جماعت ہوتی تھی جو سب کے

سب گنے جائین تو خاصا بڑا لشکر کا لشکر بن جاتا ہے جو بالواسطہ یا بلا واسطہ شریک کار تھا۔ مختصر یہ ہے کہ تعمیرات عامّہ کے اس نئے سرشتے نے سبھی کے لیے مزدوری اور کمائی کا دروازہ کھول دیا تھا؛ جب یہ عظیم الشان عمارتین بن بن کے تیار ہونے لگین تو خوبی فن اور اپنی شاہانہ وسعت و تناسب مین اپنی نظیر آپ تھین۔ ہر کاریگر اور صنّاع نے دوسرے سے بڑھکر کچھ دکھانے کی کوشش کی تھی اور نئے نئے نمونے کی بہتر سے بہتر چیزین تیار کی تھین۔ مگر ان سب مین نہایت حیرت کے قابل ان کا کمال سرعت کے ساتھ تکمیل پاجانا تھا؛

عام خیال یہ تھا کہ ایک ایک عمارت کی تیاری مین مدت مدید اور نسلہا نسل کی کوشش درکار ہوگی۔ لیکن وہ سب کی سب ایک شخص واحد کے سیاسی عروج ہی کے زمانے مین مکمل ہوگئین اگرچہ کہتے ہین جب اغاثرقس نقاش نے اپنی تیزدستی اور نہایت سرعت سے کام پورا کردینے کی بڑائیان کین تو زکسس صنعت سدے Zeuxis (یہ غالبًا کوئی بہت نامور صنّاع ہے۔) نے جواب دیا "مگر مین اپنے کام مین بہت دیر لگایا کرتا ہون!" کیونکہ جلدی اور بے تردی سے کسی کام کو پورا کردینا اس کے دائمی استحکام اور حسن کامل کے منافی ہے۔ اور آدمی کا عرصے تک جگر کاوی کرنا کبھی رائگان نہین جاتا بلکہ جو چیز وہ اس محنت شاقہ کے بعد پیدا کرتا ہے اس کی پائداری ہی کافی (بلکہ سودمیت) اس کا صلہ ہے۔ فاقلیس کے کامون کی تعریف یہی ہے کہ اتنی جلدی بھی کرادے اور اس قدر مستحکم بھی کہ عرصۂ دراز تک قائم رہین۔ چنانچہ اس کی ہر عمارت تیار ہوتے ہی، اپنی شان و خوبی کے لحاظ سے، ایسی پُراثر معلوم ہوتی تھی جیسے کہ عرصے کی بنی ہوئی ہو۔ اور آج تک بھی سنگینی اور نزہت مین یہ شبہ ہوتا ہے کہ ابھی بنا کر کھڑی کی گئی ہے! واقعی اس کی بنائی ہوئی چیزون مین اس قسم کی شگفتگی اور دستبرد زمانہ سے ایسا بالاتر ہونا ٹپکتا ہے کہ گویا ان کی ساخت اور اینٹ پتھر مین کوئی لازوال قوت اور غیرفانی روح پنہان ہے؛

ساری عمارتون کا مہتمم اعلےٰ اور نگران کارفی دیاس Phidias تھا اگرچہ مختلف حصون مین اور بھی استادان چابکدست اور نامی صنّاع مقرر تھے۔ چنانچہ

کیلی کرتیس Callicratus اور اکتینس Ictinus نے پرتھنان[1] کو تیار کیا تھا۔ اور الیوسس کی ہیکل کری بس نے شروع کی تھی مگر اسکے نچلے ستون اور ڈونٹین ہی تیار کرلے پایا تھا کہ فوت ہو گیا۔ اور چھت کی بیلین اور اوپر کے قسم متاجنی نے پورے کیے۔ اور کسٹر اور پولکس کے دیولون کے بالائی گنبد محرابی لداؤ ڈالکر فرنیاکلس نے بنائے یا وہ لمبی فصیل جسکی تجویز سقراط کہتا ہے کہ مین نے فارقلیس کو لوگون کے آگے کرتے سنا، کالی کرتیس ہی نے بنانی شروع کی تھی۔ اسی کے عرصے تک پورے نہ ہونے پر کراتی نس نے ہنسی اڑائی ہے اور لکھا ہے کہ

"اگر باتون ہی سے عمارتین تیار ہو جاتی ہین
تو کیا وجہ کہ فارقلیس اس فصیل پر اس قدر
عرصے سے زر فضاحت صرف کرتا رہا۔ مگر
اس مین ایک روڑے کا بھی اضافہ نہین ہوا"

کہتے ہین، اوڈیم Odeum یا قصر موسیقی جس مین ستونون کی قطار اور بہت سی نشستین بنی ہوئی ہین اور جس کی چھت باہر سے ایسی سلامی دار ہے کہ اوپر پہونچکر بالکل سیدھی ہو جاتی ہے، شاہ ایران کے کوشک کی نقل ہے۔ یہ بھی فارقلیس کے حکم سے تیار ہوئی اور اسکو بھی اسی کراتی نس نے اپنے ناٹک "تھریسی عورات" مین اس طرح نشانۂ تضحیک بنایا ہے:

"لو اب پرجیس کے اوتار مہر سے فارقلیس کو نمودار
ہوتے دیکھو۔ اُس نے اپنا سر آسمان کے الگ
دھر دیا ہے اور اُسکے بجاے اوڈیم کو اوڑھے ہوئے ہے"

پھر فارقلیس نے جو لوگون کے امتحان اور امتیاز کا بہت شائق تھا اول ہی اول یہ اجازت حاصل کی کہ موسیقی کے سالانہ جلسے ہوا کرین اور اسی قصر مین مقابلہ کرنے والے جمع ہو کے گائین بجائین تاکہ ان کے کمال کی آزمایش کا لوگون کو موقعہ ملے۔ چنانچہ پہلے جلسے مین وہ خود حکم

[1] Parthenon اس کے لفظی معنی تو دوشیزہ یا کنواری کے ہین مگر یہان عمارت کا نام ہے۔

بنایا گیا اور اسی نے وہ طریقے اور قاعدے بھی ترتیب دیے جن کی گویّون اور بانسری اور سارنگی بجانے والون کو پابندی لازمی ہوتی تھی ؛ اس کے بعد سے یہ تماشہ اکثر ہر سال ہوتا اور اسی طرح لوگ قصر موسیقی مین بیٹھکر ارباب فن کے کمالات کی داد دیتے ؛

پروپای کی یعنی قلعۂ اکروپولس Acropolis کے دروازے پانچ سال مین تکمیل کو پھونچے - اُن کا صدر معمار نے سک لس تھا انھین کی اثنائے تعمیر مین ایک عجیب واقعہ پیش آیا جس سے ظاہر ہوا کہ خود دیوی اس کام کی مخالف نہین بلکہ مددگار اور شریک کار ہے ؛ واقعہ یہ ہوا کہ راجون مین سے ایک راج جوان مین سب سے زیادہ چابک دست اور تیز تھا اتفاقاً پھسل کر بڑی اونچان پر سے نیچے آپڑا اور ایسی چوٹ کھائی کہ طبیبون کو کوئی امید اس کے جانبر ہونے کی نہ رہی ؛ فارقلیس کو اس واقعے کا اور راج کی تکلیف کا سخت قلق تھا مگر رات کو منروا دیوی اس کے خواب مین آئی اور ایک ایسا علاج بتا گئی جس کے کرتے ہی مضروب بہت جلد بہ آسانی تندرست ہوگیا ؛ اسی واقعے پر فارقلیس نے، سنا ہے، وہ برنجی مورت منروا کی گھڑوائی تھی جو "تندرستی" کے نام سے نامزد ہو کر قلعے کی قربان گاہ پاس رکھی تھی - مگر ایک روایت کے رو سے اس کی تکذیب ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ مورت بہت پہلے سے اس جگہ پر رکھی ہوئی تھی ؛ لیکن یہ امر یقینی ہے کہ اس کے بیرونی خط و خال پر سونے سے کام فی دیاس کا کیا ہوا ہے - اور سنگھاسن پر کے کتبے سے اس کی قطعی تصدیق ہو جاتی ہے کہ اس مین اصلی کاریگری فی دیاس ہی کی ہے ؛ یہ فی دیاس جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہین فارقلیس کا آوردہ اور میر عمارت کے منصب پر سرفراز تھا - اور فارقلیس کی دوستی اور اس عہدے کی بدولت بہتون کا محسود ہو گیا تھا چنانچہ حاسدون نے بہت سے افسانے اس کو بدنام کرنے کے لیے مشہور کر دیے تھے اور یہ تہمت بھی لگا دی تھی کہ نئی عمارتون کو دیکھنے جو شریف زادیان آتی ہین وہ اُسی کے کٹنا پے سے فارقلیس تک پھونچا دی جاتی ہین، شہر کے ہزل نویس تو ایسے مقالون کی تاک مین ہی رہتے تھے اُن کے کان تک اس افسانے کا پھونچنا تھا کہ ایک میدان ہجو و ہزلیات کا کھل گیا

پھر کوئی گندہ سے گندہ الزام نہ تھا جو فارقلیس اور اس کے دوستون کے سر انھون نے نہ تھوپا۔ اس کا ایک دوست نے پس، جو اس کے ماتحت فوجی سردار رہ کر لڑائیان لڑچکا تھا، خصوصاً بہت رسوا ہوا کہ اس کی بیوی کے فاقلیس سے ناجایز تعلقات ہین - اسی طرح انھون نے اس کے ایک شناسا پی ری لاپیس Periclampes کو مفت مین سان لیا کہ اس کے پاس بہت سے جانور پلے ہوے تھے اور اتھام لگانے والون کا کہنا یہ تھا کہ وہ فارقلیس کی آشناؤن کو مور بطور تحفہ دیا کرتا ہے۔ ان لوگون کی خرافات پر جن کا کام ہی آبرو داروں کی عزت اُتارنا تھا، جو زندگی بھر سوائے نہایت غلیظ بکواس کے دوسرا کام نہ کرتے تھے اور جو کبھی حسد سے، کبھی بدنیتی اور ذاتی کاوش سے اور کبھی محض بغض للّٰہی سے اشرافون کی تضحیک اور رسوائی کو اپنی سب سے بڑی مسرت بخش کامیابی سمجھتے تھے، زیادہ تعجب نہین ہوتا جب کہ ہم تیسم برڈٹس جیسے مورخ کے قلم سے یہ سراسیمہ کن اور دل لرزا دینے والا الزام لکھا دیکھتے ہین کہ فارقلیس خاص اپنی سگی بہو سے ملوث تھا!

حقیقت مین تاریخ سے کسی سچائی کی تصدیق اور پرکھ نہایت دشوار کام ہے جبکہ بعد کے لکھنے والے ایک طرف تو سالہا سال کی خلیج اپنے اور زیر تحقیق زمانے کے درمیان حائل پاتے ہین اور دوسری جانب خود اس زمانے کے مصنفون کو دیکھتے ہین کہ کبھی حسد اور نفرت سے اور کبھی خوشامد اور طرفداری سے، واقعات کو اور لوگون کی سوانح عمری کو توڑ مڑوڑ کے انھون نے کچھ سے کچھ کر دیا ہے!

ایک مرتبہ، جب کہ حسب معمول طوسی دیدسن کے ہم خیال ضیع گفتار دُوہائیان بچا رہے تھے کہ فارقلیس نے فضول خرچیون سے ملک و قوم کو تباہ کر ڈالا اور بیت المال کا روپیہ سخت بیدردی سے صرف کر دیا، فارقلیس اُٹھ کھڑا ہوا اور بھری مجلس مین لوگون سے یہ سوال کیا کہ کیا حقیقت مین عمارتون پر روپیہ لگانا وہ بہت اسراف سمجھتے ہین؟ اور جب انھون نے جواب دیا کہ "ہان اسراف تو اس مین بہت ہوا ہے"، تو فارقلیس نے اعلان کیا کہ "اچھی بات ہے ان پر جو کچھ لاگت

آئی ہے مین اپنی گرہ سے دونگا۔ البتہ تمام عمارتون پر بھی میرا ہی نام کتبہ ہونا چاہیے!،،
لوگون نے جو یہ سنا تو ایک زبان ہو کے چلائے کہ "نہین نہین ایسا نہ کرو۔ بلکہ ان کی تکمیل تک جتنا بھاراجی چاہے سرکاری روپیہ اور لگا دو۔ ہم رضامند ہین!،، اب نہین معلوم کہ ان کے دل مین یہ جذبہ فارقلیس کی غیر متوقع اولوالعزمی سے پیدا ہوا یا رشک رقابت کا کرشمہ تھا کہ ان کے دل نے ایسی شاندار یادگارین اس کے نام سے موسوم ہونا گوارا نہ کیا +

آخر اس چھیڑ بندی کی نوبت یہان تک پہونچی کہ دونون حریفون نے فیصلہ کر لیا کہ یا ملک مین ہم رہین گے یا وہ،، مگر اس آخری اور مخدوش زور آزمائی مین بھی بالا فارقلیس کے ہاتھ رہا۔ طوعی و دیدش فتوائے عام سے جلاوطن کیا گیا اور اس کے ساتھ والون کا بھی شیرازہ بکھر گیا اس کے بعد ہی شہر سے نفاق و شقاق بھی دفع ہوا اور اس گرد و غبار سے پاک ہونے کے بعد ایتھنز کے تمام معاملات سلطنت فارقلیس کے ہاتھ تلے آ گئے۔ چنانچہ افواج پیادہ و سوار، جہاز، جزیرے، اور تمام ایتھنز کے وسیع یونانی اور غیر یونانی مقبوضات، مالی اور انتظامی سررشتے، سب کے سب کلیتہ فارقلیس کے زیر اختیار تھے۔ اور اس سرے سے اُس سرے تک اُسی کا حکم چلتا تھا؛

لیکن اس اقتدار کے ساتھ ہی اس کی طبیعت مین بھی فرق پڑ گیا۔ وہ لوگون کے ساتھ پہلی سی نرم مزاجی تواضع اور انکسار، وہ عوام الناس کے اشارے پر بہ آمادگی اس طرح چلنا جس طرح ملاح ہوا کا رُخ دیکھ کے اُسی کے رخ کشتی کو کھینے لگتا ہے، سب بدل گیا۔ عوام کی دربارداری اور انکی خواہشون کی غلامانہ متابعت جو حماقت اور کبھی کبھی بداخلاقی تک پہونچتی تھی، اس نے چھوڑ کر شاہانہ ڈھنگ اور جابرانہ سختی اختیار کی۔ لیکن قومی منافع کو ہمیشہ پیش نظر رکھنے کی وجہ سے وہ عام طور پر لوگون کو سمجھا بجھا کر اپنے کامون مین ہم رائے بنا لیتا تھا۔ اور اگر اس طرح بھی وہ اپنے نفع کی بات نہ ملتے تو فارقلیس ان کی مرضی کے خلاف انھین اور سلطنت کو فائدہ پہونچانے سے باز نہ رہتا بلکہ انھین مجبور کر کے اپنے کہنے پر چلاتا۔ سچ پوچھو تو اس کا یہ طریقہ حکمت سے خالی نہ تھا بلکہ وہ ایک ہوشیار طبیب کے مانند کام کرتا تھا جو کسی مرض صعب و سخت مین ایک حد تک

اپنے مریض کو اسی کی رغبت کے مطابق دوا غذا دیتا ہے لیکن ساتھ ہی ضرورت پڑتی ہے تو تلخ و ناگوار ادویات کھلانے مین بھی کوئی رعایت پسند نہین کرتا ۔ یہ یاد رہے کہ اس وقت ایتھنز مین بھی وہ تمام خرابیان رونما ہونے لگی تھین جو اتنی بڑی سلطنت اور قوت حاصل کرنے کے بعد قدرتاً پیدا ہو جایا کرتی ہین ۔ اس حالت مین ان کا توازن اور انتظام قائم رکھنے والا در حقیقت فارقلیس ہی تھا جو ایک ماہر فن کی طرح میزان بیم و رجا کی ڈنڈی اپنے ہاتھ مین لیے دونون پلڑون کو اس خوبی سے برابر رکھتا تھا کہ نہ وہ سرمستی کے عالم مین اُس سے بے خوف ہو جائین نہ رنج و غم کی حالت مین مایوس ۔ اس اقتدار سے ، افلاطون کے الفاظ مین ، اس نے بخوبی واضح کر دیا کہ فصاحت یا فن تقریر ، لوگون کے دلون پر حکمرانی کا آلہ ہے اور اس کا اصلی کام جذبات و حسیات کی اتفات کھینچنا ہے جو روح انسانی مین ساز کی کھونٹی اور تارون کے مثل ہین اور جن کے سُر تال صحیح رکھنے کے لیے صرف کمان کو اُستادی سے چلانے کی ضرورت ہے ۔

فارقلیس کا اس درجے لوگون پر حاوی آ جانا محض حسن خطابت سے ہی نہ تھا ۔ بلکہ اس کی بڑی وجہ جیسا کہ اس کے سیاسی حریف طوسی دیدش نے جتایا ہے ، اُس کی پاک نفس زندگی اور اس کی شریفانہ سرشت پر لوگون کا اعتماد کامل رکھنا تھی اور انھین پورا بھروسہ تھا کہ وہ خیانت یا مالی غرض مندیون اور لالچ سے بہت ارفع ہے ۔ اگرچہ ایتھنز کے غذا شہر کو اس نے نہایت مالدار اور بزرگترین امصار و بلاد بنا دیا اور خود اتنا اقتدار کامل حاصل کیا جو مطلق العنان بادشاہون کو بھی میسر نہین آتا مگر ان کی طرح فارقلیس نے اتنی قدرت و اختیار کے باوجود اپنے اقتدارات اپنی اولاد پر منتقل کرنا تو درکنار ایسا کوئی ناپاک خیال اپنے قریب تک نہ پھٹکنے دیا اور جب مرا تو اس کی آبائی جائداد مین صرف بقدر ایک درہم کے اضافہ ہوا تھا ۔

اس کی قوت کا طوسی دیدش نے بہت صاف صاف حال لکھا ہے اور مطائب نویس شعرا نے بھی اشارت و کنایے کی جگہ خوب صراحت سے اس کا بیان اپنے بدنام کُن پیرائے مین کیا ہے ۔ وہ بار بار اس کے ساتھیون اور دوستون کو پی سس ٹراٹس کے مددگارون کے نام سے خطاب

کرتے ہین اور جگہ جگہ فارقلیس کو غصب وتخصیت کے ارادے ترک کرنے کی نصیحت کرتے ہین ۔گویا درحقیقت اس کی قوت اتنی بڑھ چکی تھی کہ ایتھنز کو جمہوریت یا مشروطہ کہنا بھی باطل ہوگیا تھا اور گویا فارقلیس اب قانونی نمایندۂ قوم ہونے کے بجاے سچ مچ بادشاہ بن بیٹھا تھا ۔

جو جو چیزین اور اختیارات اہل ایتھنز نے فارقلیس کے تفویض کر دیے تھے انھین ٹیلی کلیڈس شاعر نے اس طرح گنوایا ہے :۔

"شہرون کے خراج (مالیے) اور ان کے ساتھ ہی
خود وہ شہر بھی ۔کہ جو اسکا جی چاہے کرے اور
جو جی نہ چاہے نہ کرے ۔
اور اختیار ۔کہ جن بستیون کے گرد چاہے پتھر
کی فصیلین کھینچ دے اور پھر، اگر ہڑک اُٹھے ،
تو انھین منہدم بھی کرا دے !
اور اپنے معاہدے اور محالفے اور قوت اور
سلطنت اور امن اور جنگ اور دولت اور
کامیابی ـــــ اور اسی طرح جہان تک جی
چاہے شمار کیے جاؤ !"

اور فارقلیس کی یہ شاندار کامیابی محض قسمت کی خوش اتفاقی سے نہ تھی نہ کسی وقتی حکمت عملی پر مبنی تھی جو ایک ہی فصل تک شگفتہ اور دلکش رہتی ہو ۔بلکہ اس نے اپنا تفوق اور امتیاز اولیت چالیس سال تک مسلسل ایسے مدبرون مین قائم رکھا جیسے کہ ایفی الوس ، لیوکرطیس Leocrates اور مای رونیدس Rhamnides سائمن ، اور طول میدش Tolmides اور تولمی دیدش تھے ۔پھر طولمی دیدش کی شکست اور جلاوطنی کے پندرہ

سال بعد تک بھی وہ اپنے منصب سپہ سالاری پر برابر ہر سال بغیر فصل منتخب ہوا۔ اور اس کا دامن شہرت ہمیشہ بے داغ رہا؛ مگر فارقلیس ذاتی آمد و خرچ کی جانب سے بھی بے پروانہ رہتا تھا بلکہ اپنی آبائی جائداد کی جو ورثے مین اس نے پائی تھی ایسی خوبی اور انتظام کے ساتھ نگرانی رکھتا تھا کہ نہ وہ غفلت و کس مپرسی کے ہاتھون خراب اور بدتر ہو سکے نہ اسکی آمدنی کے وسائل ایسے وسیع اور کثیر ہو جائین کہ جن کے اہتمام مین اس کو کچھ زیادہ دردسری اُٹھانی پڑے۔ یا اس کا گران مایہ وقت بہت سا اسی کی دیکھ بھال مین صرف ہو جایا کرے اپنی سالانہ پیداوار اور دیگر منافع وہ اکھٹے ایک ہی دفعہ فروخت کیا کرتا تھا۔ اور پھر اس روپے سے گھر کی ضروریات کی چیزین اور مایحتاج بازار سے حسب ضرورت خرید و اتارتا رہتا؛ مگر جب اُس کے بچے سیانے ہو گئے تو انھین یہ ترکیب بہت بُری معلوم ہونے لگی اور اس کے گھر کی عورتین تو سدا سے شاکی تھین کہ فارقلیس مہین کچھ گردانتا ہی نہین بلکہ سارے گھر بار کے آمد و خرچ مین جس کا حساب روزانہ لکھا جاتا تھا، ایسی ہندی کی چندی کرتا ہے کہ لگے بندھے سے نہ پیسہ زیادہ اُٹھے نہ کم؛ اور حقیقت مین فارقلیس کے ہان وہ بے حساب آمد و خرچ کا سلسلہ نہین تھا جو اونچے گھرانون مین اور بڑے بڑے صاحب جائداد خاندانون مین ہوتا ہے جہان ذرا بھی پتہ نہین چل سکتا کہ کتنا روپیہ اس دفعہ آیا اور کتنا خرچ ہوا؛ اس کے ہان ہر چیز ایک مقررہ تعداد اور مقدار مین آتی اور اسکا مقررہ خرچ ہوتا اور اسی طرح آمدنی بھی جو کچھ ہوتی اس کا باقاعدہ حساب رکھا جاتا اس سب کاروبار مین اس کا دروغہ یا معتمد علیہ صرف ایک نوکر مسمّی یہ اون جی لس Evangelus تھا اور یہ شخص یا تو بالطبع یا فارقلیس کی تربیت کے اثر سے خانگی انتظام اور کفایت شعاری کرنے مین ایسا ہشیار تھا کہ اسکی نظیر ملنی دشوار تھی؛

اب اگر یہ روایت صحیح ہے کہ "اس نے ایک مرتبہ روحانی جذبے اور عالی ظرفی کے جوش مین آکے گھر بار سب ترک کر دیا تھا اور اپنی زمینین بے وارثی چراگاہون کی طرح چھوڑ دی تھین" تب تو اور بات ہے ورنہ اس سے اوپر جو کچھ بیان ہوا (یعنی اس کی دنیاداری) وہ بے شبہ حکیم

انکشاغورث کی تعلیم کے منافی ہے؛ لیکن مین سمجھتا ہون ایک فلسفۂ نظری کے دلدادہ اور ایک سلطنت کے کارکنون کی زندگی مین بہت کچھ فرق ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی عقل کو محض بلند و اعلیٰ مسائل ذہنی پر صرف کرتا ہے جسکے لیے نہ اسباب ظاہری کی ضرورت ہے نہ اور کسی دنیوی ساز و سامان کی؛ مگر اسے جو اپنی دانش و نکوئی کو لوگون کی بھلائی کے لیے عمل مین لاتا ہے بالکل ممکن ہے کہ اپنی ضرورتون کے لیے نہین بلکہ شریفانہ مقاصد کے واسطے، دولت درکار ہو، چنانچہ فارقلیس جو بے شمار حاجت مندون کی امداد کرتا تھا، اس کی نظیر ہے۔

لیکن ایک قصہ یہ بھی مشہور ہے کہ جس زمانے مین فارقلیس سلطنت کے کاروبار مین مصروف تھا، خود انکشاغورث عالم کس مپرسی مین پڑا رہا اور چونکہ ضعیف العمر ہوگیا تھا اس لیے غذا نہ ملنے کے سبب سے اس نے کپڑے مین لپٹ کر ارادہ کیا کہ اپنی جان دیدے؛ یہ خبر اتفاق سے فارقلیس کو بھی پہونچ گئی اور وہ رنج کے مارے پہلے تو سکتے مین رہ گیا پھر فوراً دوڑا ہوا وہان آیا اور خوشامد درامد دلیل و حجت کا کوئی دقیقہ اس کے منانے مین اٹھا نہ رکھا۔ زیادہ تر اسف اُس نے اسپر کیا کہ انکشاغورث نہ رہا تو وہ خود اس کے بزرگانہ اور حکیمانہ مشورون سے کیسا محروم ہو جائیگا؛ یہ بات سُن کر انکشاغورث نے اپنے کپڑے ہٹائے اور چہرہ کھول کے یہ جواب دیا کہ "فارقلیس! جو لوگ چراغ کے ضرورت مند ہوا کرتے ہین وہ اسکے تیل کا بھی دھیان رکھتے ہین!"

ایتھنز کی روز افزون قوت دیکھ دیکھ کر اسپارٹہ والے جل ہی رہے تھے کہ فارقلیس نے ایک اور تجویز انھین جلانے کی اور اپنے شہر کو بڑھانے کی سوچی۔ اور اپنے ہم وطنون کے دلون مین ایتھنز کی بڑائی نقش کر دینے کی غرض سے یہ اولوالعزمانہ تحریک کی کہ ساری دنیائے یونانی سے منتخب لوگ مدینۃ الحکما مین جمع ہون اور ایک جلسے مین بیٹھکر مشورہ کرین کہ یونانی مناور و معابد جنھین ایرانی بلیچھون نے جلا کے خراب یا مسمار کر دیا تھا کس طرح از سر نو تعمیر اور آباد کیے جائین اور اُن منتون کے پورا کرنے کی کیا شکل ہو جو یونانیون نے ایرانی حملون کے وقت دیوتاؤن سے

مانی تھین کہ اگر ہمارا ملک محفوظ رہا تو فلان فلان صدقہ یا خیرات دین گے۔ مزید برآن ایسی جلسے مین جہاز رانی اور سمندری تجارت کے متعلق بھی طے کیا جاے کہ کسی مشترکہ قرارداد کے بموجب بین الاقوامی تجارت امن واطمینان کے ساتھ ہو سکے ؛

اس مقصد کے لیے بیس تجربہ کار آدمی جو پچاس سال سے متجاوز تھے سفارت پر بھیجے گئے۔ انھین پانچ تو ایشیا کے ساحلی جزائر (لیس بس سے رہوڈس تک) اور اندرونی علاقہ ہاے آسیہ و ڈوریہ مین بلا دے دینے کے واسطے روانہ ہوے پانچ شمالی یونان اور تھریس کے شہرون کو گئے اور پانچ ہی بیوشیہ فوکس اور پوزیشیہ سے گذرتے ہوے مغربی یونان مین گشت لگانے کے لیے منتخب ہوے اور باقی ماندہ کو صقلیہ اطالیہ وغیرہ بیرونی ممالک کی یونانی نوآبادیون مین جانا تفویض ہوا ؛ ان سفرا کے ذمے یہی کام تھا کہ وہ ہر ریاست مین جاکر لوگونکو اپنے اپنے وکیل بھیجنے پر اُبھارین اور ایتھنز مین ایک بین الیونانی مجلس کے فوائد اُن کے ذہن نشین کرین ؛

لیکن ان کوششون کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اہل سپارٹہ نے اندر ہی اندر اس کے خلاف کام کرنا شروع کیا اور خود پوزیشیہ مین ایتھنزی سفرا کو جو پہلی ناکامی ہوئی اسکی وجہ سے دوسری جگہ کا بھی کوئی وکیل یا نمائندہ نہ آیا۔ اور وہ تجویز آخرکار بالکل ناکام رہی مگر مین نے اسکا ذکر کر دینا اسلیے مناسب سمجھا کہ فارقلیس کی بلند خیالی اور عظمت کا اس سے اندازہ ہو جاے

جنگی معاملات مین فارقلیس کی حزم و احتیاط مشہور تھی۔ وہ آپ سے کبھی لڑائی مین ابتدا نہ کرتا کیونکہ یہ بڑی جوکھون اور تقدیر کا کھیل ہے۔ نہ وہ ایسے سپاہ سالارون کی کامیابی پر رشک کرتا جو محض تہور اور بے موقع جوش مردانگی سے کبھی کبھی لڑائیان جیت لیتے۔ نہ لوگون کی طرح ان کی تعریف کرتا۔ اس کی مقدور بھر تلقین، اپنے ہم وطنون کو یہ تھی کہ انھین ہمیشہ زندہ رہنا چاہیے اور حیات جاودان حاصل کرنی چاہیے ؛ ایک مرتبہ جب طولمیس کا بیٹا طول مبدش اپنی پچھلی فتوحات اور اعزاز پر مغرور ہو کر اور اپنی جنگی قابلیت کے بھروسے بیوشیہ پر

حملے کی تیاریاں کر رہا تھا اور از خود اس ریاست میں گھس کر لڑائی باندھنی چاہتا تھا نیز اس نے ایتھنز کے مشہور مشہور من چلوں کو اپنے ساتھ ملا کے ایک ہزار سے اوپنی فوج جمع کر لی تھی، فارقلیس نے اُسے روکنا چاہا اور مجلس عامہ میں اُس کو ان ارادوں سے باز رہنے کی نصیحت کی۔ اور اسی موقع پر وہ مشہور فقرہ جواب تک ضرب المثل چلا آتا ہے کہا کہ "اگر تم فارقلیس کی نہیں سنتے تو زمانے کی سنو اور مانو کہ وہ بہترین ناصح ہے!"

اس قول پر پہلے کسی نے زیادہ التفات نہیں کیا مگر جب تھوڑے ہی دن بعد خبر آئی کہ طول میدش، کروثیہ کے قریب شکست کھا کے مارا گیا اور اس کے ساتھ ہی بہت سے شجاع اہل شہر بھی کام آئے تو اس وقت لوگوں کو فارقلیس کے کہنے کی قدر ہوئی اور اپنے اہل وطن سے محبت اور دانائی کی شہرت نے اس کی ہر دلعزیزی اور عزت کو دلوں میں دوچند کر دیا۔

لیکن اس کی تمام مہمات میں کرسونس Chersonese کی مہم سب سے زیادہ کامیاب سمجھی جاتی ہے اور اس نے لوگوں کو بہت خوش کیا۔ کیونکہ اس علاقے کے یونانی باشندوں کی اس خوبی سے اس نے حفاظت کی کہ ہمیشہ یادگار رہیگی۔ واضح رہے کہ اندرونی ڈاکوؤں کے علاوہ اس علاقے کو سب سے زیادہ تکلیف جس شے سے پہونچتی تھی وہ تھریسی قزاقوں کے مسلسل حملے تھے۔ یہ وحشی ہمسائے وہاں والوں کو کبھی چین سے نہ بیٹھنے دیتے اور دھاڑے مار مار کے انھیں سدا نقصان پہونچاتے رہتے۔ اب فارقلیس نے ایک ہزار تازہ ولایت ایتھنزیوں کو وہاں بسا کر نہ صرف ان کی بستیوں کو زیادہ قوی کر دیا بلکہ اس کی سرحد پر ایک سلسلہ استحکامات کا سمندر سے سمندر تک ایسا بنایا کہ تمام این رو سے جزیرہ نما سرحد پار کے کافر قزاقوں سے کلیتہً محفوظ و مامون ہو گیا۔

اسی طرح دوسری مہم جس پر اس کی بڑی تعریفیں اور چرچا ہوا پونٹیہ کا ساحلی گشت ہے۔ اسمیں وہ سکارا کے بندر بیگی (یعنی فوارے) سے سوجہاز لیکر چلا تھا۔ اور جس طرح پہلے طول میدش نے کیا تھا نہ صرف سارے ساحل کو تاخت تاراج کیا بلکہ وہ اندرون ملک میں بھی

اپنے جہازی سپاہیون کو لیکر دور تک گھس گیا اور اپنی آمد کی دہشت سے لوگون کو اندر فصیلون مین بھگا دیا۔ صرف نیمیہ پر دشمن مقابلے پر تھوڑی دیر جما سو اس کو فارقلیس نے اپنی ساری فوج سے شکست دی اور اسی زمین پر نشان فتح قائم کیا؛ بعد ازان اشائیہ Achaia سے جو اس وقت ایتھنز کا حلیف تھا) چند جوانون کو ساتھ لیکر اس حصہ جزیرہ نما کو عبور کیا اور دریاے اسٹولس کے دہانے سے اندرون ملک مین گھس کر سارے اکرنانی* علاقے پر چھا گیا۔ اور اینا سیون کو اپنے قلعے مین ڈھکیل کر ان کے تمام ملک کو لوٹ کھسوٹ کے تباہ کر دیا اور پھر جہازون کا لنگر اٹھا کے ایتھنز کی طرف مراجعت کی۔ اس مہم مین دو عظیم فائدے حاصل ہوے اول تو دشمنون پر اس کی قوت کی بڑی ہیبت بیٹھ گئی دوسرے خاص اپنے وطن مین اس کی مستعدی اور احتیاط کی بہت شہرت ہوئی۔ کیونکہ اس سارے سفر مین کوئی نقصان رسان خطا اُس نے نہ کھائی اور اس کی ماتحت فوج کو کسی مصیبت کا سامنا نہ کرنا پڑا؛

وہ ایک زبردست اور تمام ساز و سامان سے لیس بیڑا لیکر بحر اقشین[1] مین بھی در آیا اور تمام یونانی نوآبادیون کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کر کے جو مدد وہ چاہتے تھے انھین دی۔ اور غیر اقوام کے ہمسایہ شاہ و شہریار پر ایتھنز کی سطوت کا سکہ بٹھا دیا کہ اس کا مضبوط بیڑا جہان چاہے پہونچ سکتا ہے اور ضرورت پڑے پر تمام سمندر پر اپنی حکومت قائم کرنے کی قابلیت رکھتا ہے؛

سنوپیون Sinopsheans کو طرسی لوس جابر سے لڑنے مین مدد دینے کے لیے اس نے تیرہ جنگی جہاز دیے اور اس بحری دستے پر لماخس کو سردار بنا کے چھوڑ گیا۔ اور جب جابر مذکور اور اس کے طرفدار مقابلے سے بھاگ کھڑے ہوے تو فارقلیس نے پچھ سو ایتھنزیون کے لیے اجازت لیلی کہ اس تعداد تک جو لوگ یہان سے چاہین سنوپ مین جا بسین اور وہان والون کے ساتھ طرسی لوس اور اسکے شرکاء کے مکانات و اراضی پر قبضہ و تصرف کرلین؛

لیکن دیگر معاملات مین اُس نے اپنے ہم وطنون کی پُر شفقت ترنگون کی مطلق تعمیل نہ کی۔

---

[1] Kaxine Sea سے اب بحر اسود یا بلیک سی کہتے ہین۔

* Acarnanian

اور جب اپنی بڑائی اور فتوحات کے بل پر وہ دوبارہ مصر کے معاملات مین دخل دینے پر مچلے یا شاہ ایران کے بحری مقبوضات سے چھیڑ کرنے پر اڑے تو فارقلیس نے ان کی خواہش کی پابندی مین اپنے عزم کو ہاتھ سے نہ دیا۔ ان مین سے بہتون کو صقلیہ ہضم کرنے کی ہوس تھی اور یہی منحوس اور تباہ کن جذبۂ حرص تھا جسے آگے چلکر الفبادیش کے ساتھیون نے اپنی شتر بیانیون سے بھڑکایا۔ اسی طرح بعض اہل ہوس قرطاجنہ Carthage اور شکنی Tuscany لینے کے خواب دیکھتے تھے اور حقیقت مین اُس وقت اُن کی سلطنت اس قدر وسیع ہوگئی تھی اور ان کی خوش حالی کی یہ نوبت تھی کہ ان کی یہ بلند پروازیان بالکل ہی مہمل اور لایعنی بھی نہ تھین۔ مگر فارقلیس نے ممالک غیر پر قبضہ جمانے کی طمع سختی کے ساتھ دبائی اور بے شمار کام نکال نکال کے ان کے غیر محدود منصوبون مین بڑی بے دردی سے کاٹ چھانٹ کی۔ اور ان کی ساری قوت کو اُنھین مقبوضات کے استحکام پر مجتمع کیا جو وہ پہلے سے حاصل کر چکے تھے۔ اس کے نزدیک اگر وہ ایک لس ڈی مونیون کو قابو مین رکھنے پر قادر رہین تو سمجھو کہ بڑی کامیابی پائی اور جو کچھ پہلے سے حاصل کر چکے ہین وہی ان کے لیے کافی ہوا۔ اصل یہ ہے کہ لس ڈی مونیون کی مخالفت کا خطرہ اُسے ہمیشہ سے تھا۔ اور اس کا اظہار بھی اس نے بارہا کیا خصوصاً جب یونان مین خانہ جنگی (جنگ مقدس) شروع ہوئی اس وقت اُس کے افعال سے صاف مترشح ہوگیا کہ اسپارٹہ کی دشمنی کا اُسے کس درجہ وسواس تھا۔ چنانچہ لس ڈی مونیون نے فوج لیجا کے فوشیہ والون کے قبضے سے اپالو کا مندر چھین کر ڈیلفی والون کے حوالے کر دیا تو اُن کے ہٹتے ہی فارقلیس دوسری فوج لے کے وہان جا پہونچا اور ڈیلفی والون کے بجائے پھر اہل فوشیہ کو قایم کیا۔ اور جس طرح لس ڈی مونیون نے اہل ڈیلفی سے سند لے کر وہان کے برنجی بھیڑیے کی پیشانی پر کتبہ کرا دیا تھا کہ اپالو سے استکہان (یا استخارہ کرنے) کا شرف اولیت اسپارٹہ کو حاصل ہے اسی طرح فارقلیس نے فوشیہ والون سے اسی قسم کی سند اپنے فخر کے لیے حاصل کر کے اسی برنجی مورت کے دہنے پہلو پر کندہ کرا دی۔

اس کی اس حکمت عملی کی، کہ ایتھنزی کوششوں کو خاص یونان ہی مین محدود و مرکوز رکھنا دانائی ہے، واقعات مابعد نے بہت جلد تصدیق کردی۔ سب سے اوّل یوبیہ نے بغاوت کی اور جب وہان فوجین بھیجی گئین تو یکایک خبر پہونچی کہ خود مگارا والے ان کے دشمن ہو گئے ہین۔ اور اسپارٹہ کی فوجین بھی شاہ پلس تونز Pleistoanax کی سرداری مین اٹی کا (ایتھنز کا خاص فوجی علاقہ) کی سرحد تک بڑھ آئے ہین۔ یہ سنتے ہی فارقلیس یوبیہ سے لوٹا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لے مگر دشمن کی کثرت تعداد اور مشہور جانبازی کی وجہ سے اُس نے آتے ہی لڑائی شروع کردینے کی جرات نہ کی۔ بلکہ یہ معلوم کرکے کہ پلس تونز بالکل نوعمر شخص ہے اور زیادہ تر کلین دریدش Cleandrides کے کہنے پر چلتا ہے (جسے اسپارٹہ کے افور دن[1] نے ہی اس کا اتالیق اور مشیر بنا کے بھیجا تھا) فارقلیس نے خفیہ طور پر شخص آخرالذکر کی دیانت آزمائی اور تھوڑے ہی دن کے بعد روپیہ دیکے اُسے ملا لیا۔ اور پوشی فوجین اٹی کا سے ہٹا لیجانے پر رضامند کرلیا؛ جب اس خفیہ قرارداد کے بموجب ساری فوج واپس ہوگئی اور اپنے اپنے شہرون کو سپاہی چل دیے تو لس ڈی مونیون کو اس قدر غصہ آیا کہ انھون اپنے بادشاہ پر زرکثیر جرمانہ کیا جسے ادا نہ کرسکنے کے باعث اس غریب کو مجبوراً وطن چھوڑنا پڑا۔ لیکن کلین دریدش چُپکے سے پہلے ہی نکل گیا اور اپنی عدم موجودگی ہی مین سزاے موت کا مستوجب ٹھیرایا گیا؛ جالینس، جس نے صقلیہ مین ایتھنزیون کو مغلوب کیا تھا اُسی شخص کا بیٹا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے لالچ کا مرض اس کو بھی اپنے باپ سے ورثے مین پہونچا تھا کیونکہ بعد مین اس کی خیانت اور تغلب بھی پکڑا گیا اور اسپارٹہ سے جلاوطنی کی سزا تجویز ہوئی؛ لیکن اس واقعے کی تفصیل ہم نے ای سنڈر Xyander کے حال مین بخوبی درج کردی ہے؛

اس مہم کے مصارف کا جس وقت فارقلیس حساب دینے کھڑا ہوا تو اُس نے دس ٹلینٹ وقتی ضرورتون کی مدمین شمار کیے اور لوگون نے اس کی شرح کرائے بغیر یہ راز جون کا تون رہنے دیا

[1] Ephoroi ایتھنز کے آرکون کی طرح اسپارٹہ مین جو ہر سال حاکم یا مجسٹریٹ منتخب ہوتے تھے انکا نام افور تھا

اوراس سے رقم مذکور کا کوئی محاسبہ نہ کیا؛ اور بعض مورخون کا جن مین ثاوفراسطس فلسفی بھی شامل ہے بیان ہے کہ فی الواقع فارقلیس ہر سال دس ٹیلنٹ اسپارٹہ بھیجا کرتا تھا جو لڑائی ملتوی رکھنے کے صلے مین حاکمان وقت کو پیشکش کے بطور بھیجا دیے جاتے؛ لیکن قیمت امن و امان کی نہ تھی بلکہ مہلت کی تھی، کہ وہ اطمینان سے آیندہ جنگ کی تیاریان اور کیل کانٹے سے اچھی طرح اپنی فوج کو لیس کرلے؛

اس کے تھوڑی ہی مدت بعد فارقلیس باغیون کی سرکوبی پر متوجہ ہوا اور جزیرۂ یوبیہ مین پانچ ہزار فوج اُتار کر وہان کی تمام بستیون کو تسخیر کرلیا۔ ان مین سب سے مالدار اور نامدار شل سیدی Chalcidian قوم کے لوگ تھے (جو بوٹی، یعنی اسپ پرور بھی انھین کو کہتے تھے) فارقلیس نے ان سب کو یوبیہ سے نکلوادیا اور وہان کے فلاحین سے ساری زمینین چھین کر ایتھنز کے آبادکارون کے حوالے کردین؛ یہ درشت اور عبرت ناک سلوک اُس نے اس لیے اُن کے ساتھ روا رکھا کہ انھون نے ایک ایتھنائی جہاز کو گرفتار کرکے اس کے تمام جہازیون کو قتل کردیا تھا؛

اس کے بعد اسپارٹہ سے تیس سالہ صلح کا معاہدہ کرکے اُس نے اجازت عام کے ساتھ ساموس پر فوج کشی کا حکم دیا اس بنیاد پر کہ جب انھین ملیشیہ والون سے لڑنے پر روکا گیا تو وہ باز نہ آئے تھے؛ چونکہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ یہ کارروائیان جزیرۂ ساموس کے خلاف محض اس پیشیہ Aspasia کو خوش کرنے کے واسطے اُس نے کی تھین اس لیے مناسب ہے کہ ہم اس عورت کے حالات پر نظر ڈالین اور دیکھین کہ وہ کون سی قوت جذب اور کون ایسا کمال اس مین تھا کہ جس کی بدولت وہ بڑے بڑے مدبرین کو باسانی اپنے پھندے مین پھانس لیتی تھی اور جس کی وجہ سے سب فلسفی اور حکما اس کا بار بار ذکر کرتے ہین اور یہ ذکر کچھ اس کی بُرائی سے یا مذمت مین بھی نہین ہوتا، بلکہ تعریف کے ساتھ؛

یہ امر مسلمہ ہے کہ وہ پیدائشاً ملیشی اور کسی اوکشی Axiochus کی بیٹی ہے اس کے

بڑے بڑے آدمیون پر اثر ڈالنے کے بارے مین کہتے ہین کہ یہ تھرغیلیہ کی رہیس تھی جو پرانے زمانے کی ڈیرہ دار رنڈی تھی اور حسن و دلبری کے ساتھ نہایت عقیل و لبیق بھی تھی اس کے بہت سے ذی وجاہت اور صاحبان اقتدار یونانی دل دادہ تھے جنھین اُس نے محض اپنی حسن سعی سے ایرانیون کا طرفدار بنالیا تھا اور اُنھین کے توسط سے کئی شہرون مین جتھے بندی کرادی تھی ؛

اس پیشہ پر فارقلیس کی شیفتگی، کہتے ہین، طوائف مذکور کی سیاسی قابلیت اور ہوش مندی کے سبب تھی - اور خود حکیم سقراطیس اپنے بعض دوستون سمیت اسکے ہان کبھی کبھی جایا کرتا تھا۔ بلکہ جن کی زیادہ آمدرفت اس کے پاس تھی وہ اپنی گھر والیون تک کو اسکی باتین سنوانے لیجاتے تھے ؛ لیکن اس پیشہ کا پیشہ کسی طرح مستحسن نہین کہا جاسکتا۔ کیونکہ اُس کا گھر جوان رنڈیون کا اڈا تھا ؛

اس کی نسبت Aeschines نے لکھا ہے کہ فارقلیس کی موت کے بعد اس پیشہ کا تعلق ایک بداطوار اور کم ذات شخص لای سکلس سے ہوگیا تھا جو مویشی کی تجارت کرتا تھا مگر محض طوائف مذکور کے رسوخ کی بدولت ایتھنز کا ایک بڑا آدمی گنا جانے لگا تھا ؛ افلاطون کی کتاب منکسی نس Menexenus مین اگرچہ اُس کا ذکر کسی قدر تمسخر کے پیرائے مین آیا ہے تاہم یہ امر تاریخی اور بالکل درست معلوم ہوتا ہے کہ اس پیشہ کا گھر فن خطابت کی تعلیم کے لیے مشہور تھا۔ یعنی جو لوگ مقرر بننا چاہتے وہ اس کے ہان ازراہ استفادہ ضرور جاتے تھے ؛

لیکن فارقلیس کا اس کی جانب رجحان غالباً جذبۂ محبت کا ظہور تھا ؛ واضح رہے کہ فارقلیس کی شادی اپنے ہی گھرانے مین ہوئی تھی اور اُس کی بیوی پہلے ہیپونی حس کی زوجہ تھی جس سے اس کے ایک بیٹا کیلاش المعروف بہ "ممتول" Callias the Rich ہوا تھا نیز فارقلیس سے بھی اس کے دو لڑکے زنتھیپس Xanthippus اور فراولس Paralus نامی تھے ؛ مگر بعد مین میان بیوی کی آپس مین نہ بھی اور یک جا نہ رہ سکے تو فارقلیس نے اُسکی

حسب منشا اُس کو، دوسرے شخص سے بیاہ کر لینے کے لیے، چھوڑ دیا۔ اور خود اس پشیہ کو رکھکر اسی کا ہوگیا اور عمر بھر اس کا سچا عاشق رہا۔ روزانہ جب وہ مجلس عوام مین آتا اور پھر وہان سے پلٹ کے واپس جاتا تو اس پشیہ کو ضرور سلام کرتا اور بوسہ دیتا تھا۔

نائکون مین اس پشیہ کے عرفی نام امفیل، دی نی را اور کمین کمین جونو (خواہشات نفسانی کی دیوی) آئے ہین۔ کرانی نس اس قدر بڑھا کہ صاف صاف اُس کو بے سُوا کہتا ہے :-

"تاکہ دنیا دیکھ لے اوتار جونو مائی کا
شکم مادر سے برآمد ہوئی ہے وہ بے سُوا
جس کو چھو کے بھی نہ نکلی ہو کبھی شرم و حیا!"

معلوم ہوتا ہے کہ فارقلیس سے اس کا ایک بیٹا بھی تھا۔ یوفولیس اپنے نائک ڈیمی مین فارقلیس سے اس کی خیر و عافیت کا استفسار کراتا ہے اور جواب مین مرونی دس سے کہلواتا ہے کہ:

"ہمارا بیٹا؟ ہان وہ زندہ ہے — اور
اب تو بڑا ہو کے پورا آدمی بنے بھی اسے
مدت ہوئی — پر اس مین شبہ نہین کہ
رنڈی (اس کی ماں) نے اسے خراب کیا!"

کہتے ہین اس پشیہ اس قدر مشہور ہوگئی تھی کہ کایروس نے جو ایران کی سلطنت کے لیے آرتازرکسیز سے لڑا تھا، اپنی سب سے زیادہ چاہیتی حرم کو جسے پہلے ملطو کہتے تھے اس پشیہ کا نام (یا خطاب) دیا تھا۔ یہ عورت فوشین قوم کی تھی اور اس کے باپ کا نام ہرموتی نس تھا جب کایروس لڑائی مین مارا گیا تو ملطو آرتازرکسیز کے دربار مین آئی اور وہان بھی بڑا اثر پیدا کیا۔

یہ باتین اس تحریر کے لکھتے وقت، میرے دھیان مین آئین اور طبیعت کے خلاف تھا کہ انھین بے ذکر کیے مین چھوڑ دیتا۔

فارقلیس پر سب سے سخت الزام یہی لگایا گیا تھا کہ اس نے ملیشیہ کی طرفداری اور محض اس پیشیہ کے کہنے سننے سے مجلس ملکی مین ساموس کے خلاف اشتہار جنگ کی تحریک کی ہے؛ کیونکہ یہ دونون ریاستین پرین کے قبضے کے لیے آپس مین لڑ رہی تھین اور ساموسیون نے اپنے حریفون کو دبا لینے کے بعد لڑائی روکنے اور ایتھنز کو حکم بنا کر باہمی فیصلہ کر لینے سے انکار کر دیا تھا؛ اب فارقلیس نے جنگی بیڑا تیار کر کے ساموس پر چڑھائی کی۔ وہان کی حکومت خواص کو اُلٹ دیا۔ اور شہر کے پچاس ذی وجاہت آدمیون کو اُن کے اتنے ہی بچون سمیت بطور یرغمال پکڑ کر لمناس Lemnos بھجوا دیا۔ اگرچہ سنا ہے فی کس اُسے ایک ٹیلنٹ رہائی کے معاوضے مین پیش کیا گیا تھا اور بہت سے تحفے تحایف اُن لوگون نے بھی دینے چاہے تھے جو مشروطی حکومت کا قیام نہ پسند کرتے تھے۔ مزید برآن پشوتن Pissuthnes ایرانی نے جو دارائے عجم کا نائب سالار تھا اور اہل ساموس سے کوئی خاص وجہ ہمدردی رکھتا تھا فارقلیس پاس دس ہزار اشرفیان، شہر کو معاف کر دینے کے واسطے علیحدہ بھیجی تھین۔ مگر اُس نے انھین سے کوئی شے بھی قبول نہ کی اور جو طریق عمل خود ساموسیون کے لیے مناسب سمجھا تھا اُسی پر عمل کیا اور وہان مشروطہ حکومت قائم کر کے ایتھنز لوٹ آیا؛

لیکن اس کے تھوڑے ہی عرصے بعد انھون نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ پشوتن پہلے سے اُن کے یرغمال اُڑا لایا تھا اور اسی نے جنگی ساز و سامان بھی اُن کو مہیا کر دیا؛ اس پر فارقلیس مکر بیڑا لے کے پہونچا لیکن اس مرتبہ اُس نے انھین کاہل اور سست نہ پایا بلکہ دیکھا کہ وہ خود سمندری تفوق حاصل کرنے کے لیے قسمت آزمائی پر اڑے ہوئے ہین؛ لڑائی جزیرہ ٹریگیا Tragia کے قریب شروع ہوئی اور تھوڑی دیر کی تیز و تند کشمکش کے بعد فارقلیس نے فتح کامل حاصل کی۔ اِس مین اُس نے اپنے چوالیس جہازون سے دشمن کے ستر جہازون کو بھگا دیا جنھین سے بیس سپاہیون سے معمور تھے؛

اس فتح اور تعاقب کے ساتھ ہی ساتھ اُس نے ساموس کی بندرگاہ پر قبضہ کر کے شہر کو

بھی گھیر لیا مگر اس محاصرے کے باوجود شہر والے قلعہ بند ہو کے لڑتے رہے اور باہر نکل نکل کے چھاپے مارنے کی ہمت بھی کر گذرتے تھے ۔ لیکن جب ایتھنز سے ایک اور جنگی بیڑا پہلے سے زیادہ بڑا آن پہونچا اور ساموسی ہر جانب سے ایک تنگ دائرے مین محصور کر لیے گئے تو فارقلیس ساٹھ جہازون کو لیکر آگے سمندر مین بڑھ گیا ۔ اس کی غرض کثیر مصنفین کے حسب روایت یہ تھی کہ فونیشی جہازون کا جو ساموس کی مدد کو آرہے تھے، آگا روک لے اور جزیرۂ مذکور سے زیادہ سے زیادہ فاصلے پر لڑائی ڈالے ۔ لیکن ٹیمیر بروس کا بیان ہے کہ وہ ان جہازون سے جزیرۂ قبرس پر چڑھائی کرنے چلا تھا ۔ سو یہ روایت کچھ زیادہ قرین قیاس نہین نظر آتی ۔ بہرکیف اسکی جو کچھ بھی غرض تھی، سخت پر خطا نکلی ۔ کیونکہ اس کے جاتے ہی عثاجانس Hagnon کے بیٹے مالی صوس Melissus فلسفی نے جو اس وقت ساموس کا سپہ سالار تھا، دشمن کے کم ہو جانے کی وجہ سے یا حریف جرنیلون کی ناتجربہ کاری سے اپنے ساتھیون کو حملہ کرنے پر ابھارا ۔ اور جب لڑائی مین ساموسیون کو خاطر خواہ کامیابی ہوئی اور محاصرین کی معقول تعداد قید کرنے کے علاوہ دشمن کے کئی جہاز بھی انھون نے بیکار کر دیے تو وہ سمندر کے مالک ہو گئے اور اپنی بندرگاہ سے تمام سامان ما یحتاج جو پہلے ان پاس نہ تھا شہر مین لے آئے ۔ ارسطو کا بیان ہے کہ ایک بحری لڑائی مین اس سے پہلے بھی یہی مالی صوس، فارقلیس کو نیچا دکھا چکا تھا ۔

اب ساموسیون نے پچھلی لڑائیون کا ایتھنزی اسیرون سے بدلا اتارا ۔ اور انکی پیشانیون پر اُلّو کی شکل گدوائی ۔ کیونکہ ایتھنزی بھی ان کے قیدیون کے ماتھون پر ساموناکی تصویر بنوا چکے تھے ۔ ساموناایک اندر سے بہت چوڑی کشتی ہوتی ہے جس کا سامنے کا رخ دھنسا دھنسا چپٹی ناک والے کے مانند، بدنما معلوم ہوتا ہے ۔ لیکن فراخی اور وسعت کے باعث اس مین سامان بھی زیادہ آسکتا ہے اور چلتی بھی خوب ہے ۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اس قسم کی کشتی یولی کراتس جابر کے حکم سے بنی اور ساموس ہی مین نظر آئی تھی ۔

کہتے ہین ذیل کے مصرعے مین ارسطوفانس نے ساموسیون کے اسی نشان کی طرف

اشارہ کیا ہے :—

"کیا کہنے ساموس والون کے، اے وہ تو لوگ ہین لکھے پڑے!"

اپنی فوج کے انہزام کی خبر پہونچتے ہی فارقلیس بسرعت تمام مدد کے لیے لوٹا اور مالی صوس کو جو اس کے مقابلے پر آیا تھا شکست دیکر دشمن کو شہر مین بھگا دیا۔ اس کے بعد اُس نے ارادہ کیا کہ انھین ایک چار دیواری مین بالکل گھونٹ دے تاکہ اپنے ہم وطنون کی جان جو کھون مین ڈالنے کے بجاے زیادہ وقت اور روپیہ صرف کرکے شہر مسخر کرسکے مگر ایتھنیون کو قابو مین رکھنا بھی محال تھا۔ وہ اس تاخیر سے بہت جز بز ہو رہے تھے اور مرنے مارنے پر کمربستہ تھے پس فارقلیس نے ساری فوج کو آٹھ حصّون مین تقسیم کیا اور مٹر کے بیجون سے قرعہ اندازی کی کہ جس کے نام سفید دانہ نکل آئے اس دن وہ حصّہ تو آرام لے اور ڈیرون مین بیٹھا کھائے پیے باقی سات حصے لڑائی لڑین؛ اور سنا ہے یہی وجہ ہے کہ اب تک جب لوگ خوش ہوتے ہین تو اپنے روز عیش کو سفید دن کے نام سے تعبیر کرتے ہین؛ یہ استعارہ اسی سفید مٹر کے دانے سے ان مین رائج ہوا ہے؛

افورس Ephorus مورخ راوی ہے کہ اس محاصرے مین فارقلیس نے گلولہ اندازی کی کلین بھی استعمال کرائی تھین۔ وہ اس تعجب انگیز ایجاد کا بہت دلدادہ تھا اور اس نے انھین خاص طور پر ارتمن ایجنیر سے تیار کرایا تھا۔ اور یہ تخص لنگڑا ہونے کی وجہ سے ڈولی مین بیٹھکر آیا کرتا تھا۔ تاکہ اپنی موجودگی اور نگرانی مین کلون کی تکمیل کرائے۔ اور اسی کے باعث اس کا عرف پے ری فورتس Periphoretus پڑگیا تھا؛

مگر ہراکلید یون تیکس Heraclide Ponticus نے اس بیان کو انک رین شاعر کی نظمون سے غلط ثابت کیا ہے جن مین ساموس کی لڑائی وغیرہ ان تمام واقعات سے کئی نسل پہلے اس ارتمن پیری فورتس کا ذکر آیا ہے کہ وہ ایک آرام طلب اور اس طرح کا شیشہ باش آدمی تھا کہ حوادث کے خوف سے قدم گھر کے باہر نہ نکالتا تھا اور اندر بھی دو نوکر پیتل کی ڈھال اس کے سر پر

لیے کھڑے رہتے تھے کہ کمین اوپر سے کوئی شے نہ آن پڑے ۔ یہ شخص اگر باہر جانے پر کبھی بالکل ہی مجبور ہو جاتا تو آپ کے برآمد ہونے کی یہ قطع ہوتی کہ ایک چھوٹے سے بچھونے مین نوکر ڈنڈا ڈولی کر کے لے چلتے تاکہ زمین سے بالکل ملوان ملوان سواری جا سکے — اور اسی باعث اس کا نام پیری فورتس پڑ گیا تھا ۔

نوین مہینے جب سامو سیون نے ہتیار ڈال دیے اور شہر حوالے کر دیا تو فارقلیس نے انکی فصیل زمین کے برابر کرا دی اور سارے جہاز چھین کر رقم کثیر کا تاوان اُن کے ذمے ڈالا۔ جس مین سے ایک حصہ تو انھون نے اسی وقت ادا کر دیا اور باقی کو تھوڑے عرصے بعد دینے کا وعدہ کیا ۔ اس کی کفالت مین انھون نے اپنے آدمی اوّل مین دیے ۔ دورس ضمنہ کے سامو سی نے ان واقعات کو غم انجام ناتک کی صورت مین لکھا ہے اور اس مین فارقلیس اور ایتھنزیون کے بہت سے مظالم کا بیان غالباً مبالغے کے ساتھ کیا ہے کیونکہ ان کا ذکر تھوسی ویدیس نے کیا ہے نہ اورس نے نہ ارسطو نے ۔ مثلاً وہ بتاتا ہے کہ فارقلیس نے کس کس طرح جہازی سپاہیون اور کپتانون پر ظلم توڑے اور کس طرح شہر ملطہ تک انھین جہاز پر دس روز کامل بندھوے ہوے لایا اور وہان عین چوک مین جبکہ یہ لوگ پہلے ہی آدھ مُوے ہو چکے تھے اُس نے حکم دیا کہ ڈنڈے مار مار کر ان کا مغز پاش پاش کر دیا جاے اور ان کی لاشون کو بے کفن دفن گلی کوچون اور کھیتون مین پھکوا دیا جاے ۔

لیکن دورس، جن افسانون مین اس کے ذاتی تعصبات کو دخل نہین ہوتا انھین بھی صداقت کا ہمیشہ پابند نہین ہے اور اپنے ملکی مصائب پر لکھتے وقت تو گمان غالب ہے کہ ایتھنزیون کی مذمت مین اس نے غلو کیا ہو ۔

ادھر فارقلیس جب سامو س کی تسخیر کے بعد وطن کو لوٹا تو سب سے اوّل اُس نے مقتولین جنگ کی عزت آبرو کے ساتھ تجہیز تکفین کا بندوبست کیا اور اس موقع پر حسب دستور ایک ماتمی خطبہ کہا جس پر اس کی بہت تعریفین ہوئین ۔ اور خطبے گاہ سے نیچے اُترا تو عورتون کی ایک جماعت

اس کے پاس آئی اور اس کو اس پر اثر تقریر پر تحسین کہا اور اس کا ہاتھ تھام کر اس طرح ہار اور جواہرات اس کے گلے مین ڈالے جس طرح کھیلون مین جیتنے والون کے ڈالے جاتے ہین، مگر الفی نس آگے بڑھ کے کہنے لگی "فارقلیس! بس تمھارے یہی کارنامے ہین جن کی وجہ سے تم پھولون کے تاج کے مستحق ہوے۔ گو تمھاری بدولت ہمارے بے شمار اہل وطن تلف ہوے اور وہ بھی فنیشیہ یا ایران والون کے مقابلے مین اس طرح نہین جس طرح میرے بھائی سائمن نے کٹائے تھے بلکہ محض ایک حلیف اور ہم قوم شہر کے استیصال کے لیے!" یہ طعنہ سن کے وہ مسکرانے لگا اور سنا ہے اس کے جواب مین صرف ایک مصرعہ پڑھا (جس کا مطلب اردو مین اس مثل سے بالکل مماثل ہے) کہ "بوڑھے منہ مہاسے۔ بڑھیا چلی تماشے"

حیون Jon کہتا ہے کہ ساموسیون کی تسخیر پر فارقلیس کو بڑا ناز تھا اور وہ اس کارنامے کو اپنی عظمت کی دلیل سمجھتا تھا کہ اغامیمن[1] کو ایک غیر مہذب شہر کی فتح مین دس سال کا عرصہ لگا تھا حالانکہ اس نے صرف نو مہینے مین آی اونیہ کا سب سے قوی اور بڑا شہر مغلوب کر لیا اور اگر طوسی دیدش کا کہنا صحیح ہے کہ ساموسی قوت اس درجے بڑھ گئی تھی کہ اسکے ایتھنز کو نیچا دکھانے مین اور ساری بحری مقبوضات پر خود متصرف ہو جانے مین تھوڑی ہی کسر باقی رہ گئی تھی، تو بے شبہ فارقلیس کی نازش نازیبا نہین رہتی تھی

اس قضیے کے ختم ہوتے ہی جنگ پونیشیہ پورے زور کے ساتھ چھڑ گئی۔ اور کورنتھ والون نے کرکایرہ Corcyra پر حملہ کیا تو اس نے لوگون کو صلاح دی کہ آخر الذکر شہر کو مدد دین اور چونکہ پونیشیہ والون سے لڑائی چھڑنے مین کوئی شبہ اب باقی نہین رہا ہے اس لیے وہان کے ایک جزیرے پر قبضہ کر لین جو بحری لڑائی مین نہایت کارآمد ثابت ہوگا۔ لوگون نے اس رائے کو اور مدد بھیجنے کی تحریک کو بخوشی منظور کر لیا تب فارقلیس نے سائمن کے بیٹے لس ڈی مونیس Lacedamonens کو ذلیل کرنے کے واسطے صرف دس جہاز

[1] Agamenon اگاممنون کا فاتح جسے ہومر نے اپنی نظمون سے حیات جاودان بخشی ہے۔ م۔

دیکر اس مہم پر روانہ کیا۔ بات یہ ہے کہ سائمن کے خاندان اور اہل اسپارٹہ مین ابھی تک دوستانہ روابط قائم تھے لہذا اس خیال سے کہ اگر لس ڈی مونیس ان کے خلاف کوئی کارنمایان نہ کرسکا تو اس پر شبہات اور اسپارٹہ کی دوستداری کا الزام لگانے مین زیادہ آسانی ہوگی، اس نے یہ قلیل تعداد جہازون کی اُسے دی اور مرضی کے خلاف زبردستی بھیجا۔ اس مین شک نہین کہ اسے سائمن کے بیٹون سے کچھ کد ضرور تھی۔ ملکی کاروبار مین ان کے زیادہ عروج پاجانے مین وہ سدراہ ہوتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ خود ان کے نامون سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ ایتھنز کے نہین نہ چاہتے ہین کہ یہان کے کہلائین چنانچہ ایک تو لس ڈی مونیس ہے دوسرا (تھسلی کے نام پر) تھسالوس Thessalus ہے تیسرا الیوس Eleus ۔ اس کے علاوہ ان کی مان بھی ارکیڈیا کی عورت سمجھی جاتی تھی ؛ مگر جب لوگون مین ان دس کشتیون کی وجہ سے برائیان ہونے لگین کہ اس مختصر جمعیت سے مدد کا جو مقصد ہے وہ تو پورا ہوگا نہین البتہ کہنے والون کو ایتھنز کی زیادتی جتانے کا موقع ضرور مل جائیگا، تب فارقلیس نے ایک بڑی فوج کر کایہ بھیجی مگر یہ اس وقت پہونچی کہ لڑائی ختم ہوچکی تھی ؛ اب کورنتھ والون نے جو اس حرکت پر سخت پیچ وتاب کھا رہے تھے اسپارٹہ مین علانیہ ایتھنز کی شکایتین کرنی شروع کین اس وقت مگارا والے بھی اُن کے ہم آہنگ ہوگئے کہ ہمین تمام حقوق امن اور معاہدون کے خلاف جن کے سب یونانی متفقہ قول وقسم کے ساتھ پابند ہین، کسی منڈی یا لنگرگاہ مین جہان ایتھنز کی حکومت ہے، گھسنا نہین ملتا بلکہ نکال دیے جاتے ہین ؛

ایجنٹا والون Aginetans نے بھی اس موقع پر ایتھنز کی بدسلوکی اور ناگوار زیادتیون کا دکھڑا رویا اور اگرچہ علانیہ کہنے کی جرات نہ کرسکے تاہم خفیہ طور پر لس ڈی مونیون کے پاس التجا لائے کہ ہمین اس ظلم سے مخلصی دلاؤ ؛

اسی اثنا مین قصبہ پوائی ڈیا Potidaea نے جو پہلے کورنتھ کی نوآبادی اور اب ایتھنز کے مقبوضات مین شامل تھا، بغاوت کی اور اس کا باضابطہ محاصرہ شروع ہوگیا

اور یہ جنگ کو تیزی سے قریب لانے کا ایک سبب تازہ ہو گیا ؛

باوجود ان سب باتون کے بھی لڑائی کا رُک جانا ممکن تھا۔ ایتھنزیون اور شاہ اسپارٹہ ارش داموس کے پاس جو سفارتین اس غرض سے آئی تھین کہ وجہی شکایتون کا انسداد باہمی رضامندی سے کر لیا جاے، وہ یقینا کامیاب ہو جاتین اگر ایتھنز اہل مگارا سے صلح صفائی پر اور معاندانہ طرز عمل چھوڑ دینے پر آمادہ ہو جاتا ؛ مگر ابھی وقت تھی جو حل نہ ہوئی اور چونکہ فارقلیس ہی وہ شخص تھا جو مگاریون کی دشمنی پر اڑا رہا اور لوگون کو ان کے خلاف طیش دلاتا رہا اس لیے لڑائی کا اصلی سبب وہی سمجھا جاتا تھا ؛

کہتے ہین کہ اسی صلح کی غرض سے اہل اسپارٹہ نے ایلچی بھی ایتھنز کو بھیجے تھے اور یہ لوگ جب وہان پہونچے تو فارقلیس لوگون کو یہ قانون منظور کرنے پر آمادہ کر رہا تھا کہ جن تختون پر احکام سلطنت مشتہر کیے جاتے ہین ان کا ہٹا دینا یا اپنی جگہ سے اُن کو الٹنا خلاف قانون متصور ہو ؛ یہ سن کر ایلچیون مین سے ایک شخص، بولی اس جس نے کہا "صحیح ہے انھین اپنی جگہ سے نہ اُتارو مگر اُلٹ تو دو ! میرا گمان ہے کہ یہ فعل قانوناً ممنوع نہین ؛" اور اگرچہ اس موزون پیرایے مین اس نے ایتھنز کو لڑائی سے روکنا چاہا تھا مگر فارقلیس پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا اور وہ مگارا کی دشمنی پر اسی طرح اڑا رہا۔ ممکن ہے اس کی وجہ کوئی ذاتی کاوش ہو لیکن علی الاعلان جو کچھ کارروائی اُس نے کی وہ کسی طرح ناواجب نہ تھی۔ اس نے مگارا والون پر الزام لگایا کہ انھون نے اپنی سرحد سے آگے وقف شدہ زمین پر ناجائز تصرف کر لیا ہے اور تحریک کی کہ اس کی بازپرس کے لیے ان کے پاس ایک نقیب بھیجا جاے جو مگارا سے ہوتا ہوا لس ڈی مونیون کے ہان جاے ؛ ظاہر ہے کہ یہ طریق عمل بالکل انصافانہ اور دوستانہ تھا۔ مگر جب یہ نقیب مسمّی ان تھوکری لٹس ہو مگارا بھیجا گیا تھا مر گیا اور لوگون کو پکا شبہ ہوا کہ مگاریون نے اس کا کام تمام کرایا ہے اُس وقت شاری لوس Charinus نے ان کے خلاف تحریک پیش کی کہ اب سے دونون سلطنتون مین ایک عداوت دائمی قائم ہو جانی چاہیے، اور جو کوئی مگاری ایٹکا

کی سرحد مین قدم رکھے اُسے سزائے قتل دیجاے اور تمام سپہ سالار معمولی حلف اُٹھانے کے علاوہ قسم کھائین کہ وہ سال مین دو مرتبہ مگارا کے علاقے مین تاخت کرینگے! نیز ان تھمو کو تھریسی دروازے کے پاس دفن کیا جاے جو اب دفلن ہیڈ یا دُہرا دروازہ کہلاتا ہے؛؛

اُدھر مگاری ان تھمو کے قتل سے قطعی انکاری تھے۔ وہ سارا الزام فارقلیس اور اپن شیہ کے سر دھرتے تھے اور اس کی وجہ عداوت کی صراحت مین اکرنی انز کی یہ مشہور بیتین سندلاتے :۔

"ہمارے چند مست چھوکرے مگارا کو دوڑ گئے
اور وہان سے ان کی رنڈی سمیتا کو اُڑا لائے
اس کارروائی کا مگاریون نے یہ دندان شکن جواب دیا
کہ اس پشیہ کے گھر آکے دو (نوچیون) کو اُڑا لیگئے"؛

اس جھگڑے کا اصلی سبب معلوم کرنا آسان نہین البتہ یہ الزام سب فارقلیس کو دیتے ہین کہ اسی نے ستاری نولس کی سخت تحریک منظور کر لینے پر لوگون کو اُبھارا؛ صلح کی سفارتون کو جواب صاف دینے کی وجہ بعض تو یہ بیان کرتے ہین کہ فارقلیس نے اسے ایتھنز کی عزت کے منافی سمجھا کہ ایلچیون کے مطالبات تسلیم کرلے اور کوئی ایسا موقع حریفون کو دیدے جسے وہ ایتھنز کی کمزوری کا اظہار سمجھین؛ دوسرا قول یہ ہے کہ اس انکار کا سبب صرف اس کی نخوت تھی۔ وہ جھگڑا مول لے کے اپنی قوت دکھانی چاہتا تھا لہذا لس ڈی مونیون کی تحقیر کا یہ موقع اُس نے ہاتھ سے نہ جانے دیا؛

مگران سب مین بدترین سبب کاوش، جس کی گواہیان بہت زیادہ ہین؛ حسب ذیل ہے: منروا کا مجسمہ تیار کرنے کا کام جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، فی دیاس بُت ساز کو دیا گیا تھا۔ یہ شخص فارقلیس کا بہت عزیز دوست تھا اور کسی وجہ سے بہتون کا مسعود تھا جو عداوت اور حسد سے طرح طرح کے اتہام لگا کے اسے بدنام کرتے تھے؛ انھین حاسدون نے ایک مترجم

فی دیاس کے شریک کار، منن، کو گانٹھ کر اس سے علانیہ عرضی دلوادی کہ مین نے فی دیاس کا غبن اور سرکاری مال مین تصرف بیجا پکڑا ہے۔ اس شرارت سے دشمنون کا مطلب یہ جانچنا تھا کہ اگر کسی موقع پر خود فارقلیس پر نالش کی جاے تو عوام الناس اس کو کس نظر سے دیکھین گے بہرحال جب منن بازار مین حسب دستور آکے فریادی ہوا اور لوگون نے اُسے جو کچھ کہنا تھا کہنے کی اجازت دی اور مقدمہ باضابطہ مجلس ملکی مین چلایا گیا تو کوئی چوری یا خیانت ملزم پر ثابت نہ ہوسکی۔ دراصل فارقلیس کی صلاح کے بموجب فی دیاس نے ابتدا سے جو سونا مورت پر منڈھا یا استعمال کیا تھا اس مین یہ احتیاط کی تھی کہ جب ضرورت ہو اس کو بخبیہ اُوتار کر تولا جا سکے۔ لیکن اب دعوے دائر ہونے پر فارقلیس نے مخالفین کو اجازت نہ دی کہ اس کو اُتروا کے وزن کرلین؛ اس مین شک نہین کہ وہ ساری مخالفت محض حسد سے تھی۔ خصوصًا اس کی صناعیون مین سب سے زیادہ جس شے کا جلایا تھا وہ ایک بے نظیر تصویر تھی جس مین (امی زان) جنگی عورتین دیوی کی ڈھال کے واسطے لڑتی دکھائی گئی تھین اور اس مین فی دیاس نے اپنی شبیہ بھی اُتار دی تھی اس طور پر کہ ایک پتھر ہاتھون مین اُٹھائے وہ ایک صاف چندیا کا بڈھا معلوم ہوتا تھا۔ اور اسی مین فارقلیس کی بہت نفیس تصویر ایک عورت سے لڑتی ہوئی بنائی تھی اس کا ہاتھ جس مین بھالا تھا چہرے کے آگے اس خوبی سے دکھایا تھا کہ کچھ حصہ شبیہ کا چھپ بھی جاے اور باقی صاف بھی نظر آتا رہے؛

اس کے بعد فی دیاس قید خانے مین ڈالدیا گیا اور وہین بیمار ہوکے مرگیا۔ بعضون کا بیان ہے کہ اسے فارقلیس کے دشمنون نے زہر دیدیا تھا تاکہ لوگون کو اسپر شبہات کا موقع ملے؛ منن مخبر کو گلی کی جگہ Glycon کی تحریک پر تمام سرکاری محصول و رسوم سے مستثنےٰ کردیا گیا اور جرنیلون کو ہدایت کردی گئی کہ اس کی جان مال کی حفاظت کرین؛ اسی زمانے مین اس بیشبیہ بھی دشمنی، کے جرم مین پکڑی گئی، ہرمنس اسکا بانی مبانی تھا اور یہ الزام بھی اس کے سر تھوپا تھا کہ وہ فارقلیس کے لیے شریفون کی بہو بیٹیان اپنے گھر مین بُلا بُلا کے رکھتی ہے —

ساتھ ہی دیوفیٹس Diophithes نے تجویز پیش کی کہ ان لوگون پر جو مذہب سے بے پروائی کرتے ہین یا آسمانی باتون کے متعلق نئے نئے مسئلے سکھاتے ہین، علانیہ مقدمہ چلایا جاے؛ اس ترکیب سے انکساغورث کے ساتھ وہ فارقلیس کو بھی لپیٹنا چاہتا تھا؛

آخر ان الزامات اور پے در پے شکایتون کا لوگون پر اثر ہوے بغیر نہ رہا اور دری کن طیدس Dracontides نے تحریک کی کہ فارقلیس سے تمام اخراجات کا محاسبہ کیا جاے اور جج اکروپولس کی قربان گاہ پر بیٹھکر ان حسابات کا بھی امتحان کرین اور شہر کا بھی اس عرصے مین انتظام رکھین؛ لیکن اس آخری حصے کو ہگنن Hagnon نے حذف کرادیا اور تحریک کی کہ یہ الزامات خواہ انھین چوری کہا جاے یا رشوت ستانی یا تغلب پندرہ سو آدمی کی جوری (پنچایت) کے سامنے طے ہونے چاہییں؛

اس کیس کہتا ہے کہ اس پیشیہ کو بچانے کے واسطے فارقلیس آنکھون مین آنسو بھر لایا اور ایک ایک جوری کے رکن پاس بذات خود التجا کرنے گیا؛ لیکن انکساغورث کو اس خوف سے کہ خدا جانے اس کے ساتھ کیا سلوک ہو، اس نے شہر کے باہر بھجوا دیا؛ وہ سمجھ گیا کہ فی دیاس کے معاملے مین اس نے غلطی کھائی اور لوگون کو اپنے سے بدظن کردیا ہے اب اس ڈر سے کہ خود اس پر مقدمہ نہ دائر کردیا جاے اس نے پونیشی جنگ کو بھڑکانا شروع کیا اور وہ چنگاریان جو تک کلائی ہوئی تھین اور اندر ہی اندر دھوان دے رہی تھین اس کی پھونکون سے یکبارگی فروزان ہوگئین۔ مطلب یہ تھا کہ شہر جو تمام خطرات اور مہمات مین اس کی ذات خاص پر بھروسہ کرتا تھا اور اس کے اقتدار و شخصی نفوذ کی وجہ سے ہمیشہ اس کا سہارا تکتا تھا لڑائی کے طوفان مین تمام اعتراض والزام بھول جاے اور اس ہنگامے مین لوگون کے تمام حاسدانہ گلے شکوے بھی دب دبا کے رہجائین کہتے ہین یہ اسباب تھے جنھون نے اُسے مجبور کردیا کہ ایتھنیون سے اہل اسپارٹہ کی تجاویز رد کرادے۔ مگر اس قول کی صداقت متحقق نہین ہے +

اُدھر طوسی دیدس کی حسب روایت لس ڈی مونیون نے اس وثوق پر کہ اگر وہ نکالدیا گیا

تو ایتھنزیون سے من مانی شرطین کرالین گے، ان کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ فارقلیس کو تھیال کی طرف سے جو داغ گنہگاری ورثہ ملا ہے وہ اس "دھبے" کو دھودین - (یعنی اُسے نکال باہر کرین)؛ لیکن اس کا اثر بالکل توقع کے خلاف پڑا یعنی فارقلیس کو مشتبہ یا موجب نفرت بنانے کے بجاے ان کے پیغام نے اُلٹا اس کی عزت کو بڑھا دیا۔ اور یہ سمجھکر کہ دشمنون کی نظر مین سب سے زیادہ کھٹکتا ہوا خار وہی ہے لوگ اس کی اور زیادہ وقعت کرنے لگے۔ اسی طرح ارشی داموس کے اٹی کا پر حملہ آور ہونے سے قبل اس نے اپنے ہم وطنون سے کہدیا تھا کہ اگر شاہ مذکور نے اپنی تاخت وتاراج مین میری املاک اور جائداد کو چھوڑ دیا اور خواہ کسی دوستی یا باہمی میل ملاپ کی وجہ سے یا اشتباہ پیدا کرنے کی غرض سے اُس نے میری جاگیر کو نقصان پہونچانے سے ایا کیا تو مین اپنی تمام زمین اور اس پر جو عمارتین وغیرہ ہین جمہور کے واسطے وقف کردونگا؛

اب لس ڈی مونیون نے اپنے حلیفون سمیت ایتھنزی علاقے پر چڑھائی کی اور شاہ ارشی داموس کی باختی مین ایک لشکر کثیر لوٹتا کھسوٹتا اکارنی تک بڑھ آیا۔ یہان انھون نے خیمے ڈالدیے اور ایتھنزیون کے میدان مین نکلنے کا انتظار کرنے لگے کیونکہ ان کے نزدیک یہ یقینی تھا کہ اتنے قریب آجانے پر ایتھنز والے کبھی ان کا قیام گوارا نہ کرین گے اور اپنی عزت اور اپنے ملک کے واسطے مجبوراً لڑنے نکلین گے - مگر فارقلیس ساٹھ ہزار یونیشی اور بیوشی سپاہیون کے مقابلے بڑھنا سخت مخدوش فعل جانتا تھا اور اس مین اُسے خود ایتھنز کے ہاتھ سے جاتے رہنے کا خطرہ نظر آتا تھا۔ پس اُس نے جنگ کے آرزومندون کو جنھین صورت حالات بے چین کیے دیتی تھی، میٹھی میٹھی باتین کہ کے تھپکا اور کہنے لگا کہ دیکھو درخت کاٹ چھانٹ دیے جاتے ہین تو تھوڑے عرصے مین پھر پھوٹ آتے ہین مگر انسان ایک دفعہ تلف ہوگیا تو اس کا معاوضہ ہونا آسان نہین؛ فارقلیس نے مجلس ملکی کا انعقاد بھی اس زمانے مین اسی ڈر سے نہ کیا کہ کہین لوگ اس سے خلاف منشا کام کرنے پر مجبور نہ کردین - بلکہ ایک ہشیار ملاح کی طرح جو سمندر مین تلاطم اور طوفان کی آمد آمد دیکھتے ہی پہلے اپنے انتظام کو دیکھتا ہے کہ ہر شے درست ہے

مضبوط بھی ہے یا نہیں اور پھر محض اپنی رائے پر جہاز کی سلامتی کی تدبیریں کرتا ہے اور خوف زدہ یا سمندری بیمار مسافروں کی گریہ وزاری کی مطلق پروا نہیں کرتا، اس نے سب سے اوّل شہر کا بندوبست کیا۔ دروازے بند کرا کے تمام ضروری موقعوں پر پہرہ چوکی قائم کر دیا اور سارے کام محض اپنی قوت فیصلہ اور عقل کی مدد سے انجام دیے۔ اگرچہ دوستوں نے بہ منت کہا اور دشمنوں نے فضیحت کرنے کی دھمکیاں دیں اور بہت سے ہزل نویسوں نے ہجویں لکھ لکھ کر اس کی نامردی کے گیت بنائے اور دشمن کے ہاتھ میں اس طرح علاقہ رہنے دینے پر سخت اہانت آمیز اشعار لوگ گلی کوچوں میں پڑھتے پھرتے تھے لیکن اس نے ان ناراضگیوں اور مذمتوں پر ذرا بھی خیال نہ کیا؛ اس کے حریف کلیان Cleon نے بھی لوگوں کی ناراضگی سے اس وقت فائدہ اٹھایا اور جیسا کہ ہرمفس کی نظم سے ظاہر ہوتا ہے، اس کی رسوائی کو اپنے عروج کا زینہ بنایا۔ ہرمفس کہتا ہے :-

"باتوں ہی باتوں سے اے ساٹیر[1] شاہ کام کب تک لوگے تیغ و تیر کا ؟
"پر شکوہ ہیں ہم نے مانا وہ، مگر روح تیلس[2] کی ہے انمیں مستتر
"باوجود اس ساری بے پروائی کے دانت، ہم نے تم کو دیکھا، پیستے
"ہر دفعہ — جب تازہ چٹوائی ہوئی دھار چھوئی خنجر کلیان کی!"

لیکن فارقلیس نے ان حملوں کا خیال نہ کیا بلکہ خوشی اور صبر کے ساتھ اس اہانت آمیز برتاؤ کو برداشت کرتا رہا اور ستو جہازوں کا بیڑا اپنا کے پونیشیہ پر بھیجا۔ وہ اس مہم کے ہمراہ خود نہیں گیا تاکہ گھر کا انتظام رکھے اور جب تک پونیشی فوجیں ڈیرے ڈنڈے اٹھا کے واپس نہ ہو جائیں ایتھنز کے لوگوں کو بے قابو نہ ہونے دے؛ اس کے علاوہ لڑائی کا اثر جن پر زیادہ پڑا تھا انھیں

[1] Satyr ایک یونانی دیوتا کا نام ہے جس کا آدھا جسم آدمی کا ہے آدھا بکرے کا اور جو اپنی خواہشات نفسانی کی زیادتی میں مشہور ہے — م۔

[2] Telo یہ غالباً کسی بھگوڑے اور ڈرپوک آدمی یا دیوتا کا نام ہے — م۔

اور مصیبت زدہ غربا کو سرکاری روپے سے اس نے امداد دلوائی اور اپنے مقبوضات کی ہی تقسیم کرکے ان کی املاک مین بھی اضافہ کیا تاکہ لوگون کو کچھ تو صبر اور چین آجائے۔ چنانچہ ایجی ناکے تمام باشندون کو نکلوا کے یہ جزیرہ اس نے ایتھنزیون پر بانٹ دیا۔ ان مصیبتون مین تھوڑی بہت تسکین انھین اپنے دشمن کی پریشانیون سے بھی ہوئی کیونکہ ایتھنزی بیڑے نے پونیشیہ کے گردہی گرد جاکے بہت سے قصبون اور چھوٹی بستیون کو تباہ و برباد کردیا اور خاصہ بڑا علاقہ لوٹ کر خراب کرڈالا۔ خشکی پر بھی خود فارقلیس فوج لے کے مگارا پر چڑھ دوڑا اور ان کے علاقے بھر مین تہلکہ ڈال دیا۔ ان واقعات سے ظاہر ہے کہ اگرچہ پونیشی فوجون نے خشکی پر ایتھنز کو نقصان پہونچانے مین کوتاہی نہین کی لیکن خود ان کو بھی ایتھنزی بیڑے سے کچھ کم نقصان نہ پہونچا اور بے شبہ اگر حوادث آسمانی تمام انسانی عزم و قیاس کو باطل نہ کردین تو وہ فارقلیس کے اندازے کے مطابق بہت جلد لڑائی ختم کرنے پر مجبور ہوجاتے۔

سب سے پہلے تو وبائے طاعون شہر مین پھیلی اور اصلی قوت شباب یعنی اس کے تمام نوجوان باشندون کو کھاگئی۔ اس واقعے پر لوگ جو پہلے ہی سخت مغموم اور پریشان ہورہے تھے بالکل مجنون اور فارقلیس کی جان کے دشمن ہوگئے اور ہذیانی مریضون کی طرح، خود حکیم شفیق یا اپنے عزیز باپ کو مارنے کے واسطے مکے تاننے لگے۔ اس کے دشمنون نے ان کے دل مین یہ بٹھادی تھی کہ اس وبا کی وجہ شہر مین آدمیون کی کثرت ہے جو گرمی کی شدت سے مجبور تھے کہ چھوٹی چھوٹی جھونپڑیون اور تنگ کوٹھیون مین بیکار پڑے وقت گذاری کرین حالانکہ پہلے وہ پاک صاف اور کھلی ہوا مین رہنے کے عادی تھے۔ اب اس تمام مصیبت کا سبب اصلی وہی شخص ہے جس نے لڑائی کی وجہ سے سارے علاقے کی بے تعداد مخلوق کو شہر پناہ کے اندر بھر لیا ہے نہ انھین کوئی کام دیتا ہے نہ رہنے کی اچھی جگہ۔ بلکہ بے کار مویشیون کے مانند حاطے مین بند کر رکھا ہے کہ امراض متعدی کا شکار ہون۔

ان خرابیون کے دفعیے کے لیے اور دشمن کو ستانے کے واسطے فارقلیس نے ایک سو پچاس جہاز

کیے اور ان مین بہت سے آزمودہ کار پیادہ و سوار روانہ کرنے کو چھانٹے جس سے شہر والون کی امید بندھی اور دشمن بھی کثرت فوج دیکھکر ہراسان ہوا؛ اور اب جب سفر کی سب تیاریان مکمل ہوچکین، فارقلیس بھی اپنے جہاز پر چڑھ لیا، تو عین اسی وقت سورج گہن پڑگیا اور اچانک اندھیرا چھا گیا۔ جس نے ہر ایک کو ڈرا دیا کیونکہ یہ سخت بدفالی سمجھی جاتی تھی؛ جب فارقلیس نے اپنے جہاز کھینے والے کو نہایت خوف زدہ اور دُگدا مین پایا کہ اب کیا کرے تو اس نے اپنا چغہ اتار کے ملاح مذکور کے چہرے کے سامنے اس طرح کردیا کہ وہ اس کی آڑ مین سے سامنے کی کوئی شے نہ دیکھ سکے اور اس کے بعد پوچھنے لگا کہ کیا اس سے تمھین کچھ ضرر یا تکلیف پہونچنے کا اندیشہ ہے؟ ملاح نے نفی مین جواب دیا کہ "نہین"، تب اس نے کہا "پھر بھلا اس مین اور وجہ تاریکی مین فرق ہی کیا ہے؟ البتہ سورج کے سامنے جو شے ہے وہ اس چغے سے کچھ بڑی ہوگی"؛

یہ وہ کہانی ہے جو فلسفہ کے اساتذہ اب تک شاگردون کو سنایا کرتے ہین؛

مگر فارقلیس سمندر مین کچھ بہت کارنمایان، جو اس زور شور کے شایان ہوتا، نہ دکھا سکا، اور جب اس نے اپنی دورس Adaurus کے مقدس شہر کو گھیر لیا اور اس کے تسخیر ہوجانے کی امید بھی بندھ گئی تو بیماری نے اس کے تمام منصوبون کو خاک مین ملا دیا۔ یہ بلا نہ صرف ایتھنزیون تک محدود رہی بلکہ جن جن مقامات کے لوگون کی فوج مین آمد رفت تھی وہ بھی اس کے حملے سے نہ بچے؛ اس پر ایتھنز کے لوگ اور زیادہ اس سے ناراض ہوگئے اور پھر ہر چند اپنے مقدور بھر اس نے انھین منانے کی اور از سر نو ہمت بندھانے کی کوشش کی، وہ قبضے مین نہ آئے نہ ان کا طیش و غضب کم ہوا۔ یہان تک کہ کثرت رائے اس کے خلاف ہوگئی اور لوگون نے اس سے تمام اختیارات لے کر اسپر جرمانہ کیا جس کی مقدار کم سے کم بیان کرنے والے پندرہ ٹیلنٹ بتاتے ہین اور سب سے زیادہ جنھون نے بتائی ہے انھون نے پچاس ٹیلنٹ بتائی ہے؛ مخالفت مین پیروی کرنے والا، اور ماؤس Idomeneus نے کلیان، کو منفراطس نے: سیناس Sannio کو، اور پولیکلیس نے لکرائی دس Laeratides کو قرار دیا ہے؛

اس کے بعد اس کے خلاف جتنی شورش تھی وہ سب ہمیشہ کے لیے دب گئی گویا لوگوں کا تمام زور اس ایک ضرب پر صرف ہو گیا اور ان کا ذہن زخم میں جھڑ کے رہ گیا۔ لیکن فارقلیس کے خانگی حالات نہایت تکلیف دہ ہو گئے تھے۔ اس کے بہت سے دوست وبائے طاعون میں مر گئے تھے اور خاص اپنے گھر کے آدمی ایک مدت سے ناراض اور بے سرے ہو رہے تھے اس کا نکاحی بیوی سے بڑا بیٹا زن طفس بالطبع مسرف تھا اور جوان ہو بھی (جو طندر Tiander کی بیٹی تھی) فضول خرچ تھی۔ باپ کی کفایت شعاری زن طفس کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی اور اس کے ذاتی اخراجات کے لیے جو رقم تھوڑی تھوڑی کر کے ملتی تھی اس کے کم ہونے کا بھی اسے بڑا شکوہ تھا۔ اسی قسم کی لاچاریوں سے عاجز آ کے اس نے ایک مرتبہ کچھ روپیہ اپنے کسی دوست سے قرض منگا لیا اور اس پر یہ ظاہر کیا کہ فارقلیس کی اجازت اور کہے سے لیتا ہوں۔ کچھ عرصے بعد جب یہ شخص روپیہ طلب کرنے آیا اور فارقلیس نے بالکل صاف جواب دیدیا تو اس نے زن طفس پر دعوے دائر کر دیا۔ نوجوان بیٹے کو یہ بات نہایت ناگوار گذری اور اس نے علانیہ باپ کی مخالفت اور تضحیک کرنی شروع کی۔ وہ اس کے گھر کی باتیں یا جو سوفسطائی اور علما اس کے ہاں آتے ان کے قصے سنا سنا کے ہوا کی ہنسی اڑاتا: مثلاً یہ کہ جب کسی مشہور کرتبی کے تیر سے فلموس فارسیلی نادانستہ مارا گیا تو اس کا باپ سارے دن تک حکیم فروتاغورث Protagoras سے جس میں کرتا رہا کہ بہترین عقلی دلائل کے رو سے اس سوء اتفاق کا سبب کمان ہے یا وہ شخص جس نے تیر پھینکا یا وہ لوگ جنھوں نے کھیل دکھانے کی نمائش قائم کی تھی! علاوہ ازیں ٹیسم بروٹس کا بیان ہے کہ زن طفس ہی نے وہ نامعقول افسانہ اپنی بیوی سے آشنگی کا لوگوں میں مشہور کیا تھا۔ اور انہی اختلافات کی وجہ سے بیٹا مرتے دم تک (کیونکہ وہ اسی طاعون میں مر گیا) باپ سے بیزار رہا۔ اس بیماری میں فارقلیس کی بہن اور دیگر احباب واعزا اور جو اس کی جائداد وغیرہ کے انتظام میں بڑی امداد دیا کرتے تھے فوت ہو گئے۔ ہم اس نے ان مصیبتوں کو مردانہ وار برداشت کیا اور نہایت سخت آزمائشوں میں ایسی عالی حوصلگی

کی داد دیتا رہا کہ کبھی کسی نے اُسے روتے یا رنج کرتے نہ دیکھا نہ عزیز و احباب کے کفن دفن مین وہ شرکت کرتا یہان تک کہ اس کا دوسرا نکاحی بیٹا بھی جو اب اکیلا رہ گیا تھا، جاتا رہا یہ ایسا دھچکا تھا جس نے فارقلیس جیسے قوی دل کو بھی بٹھا دیا اور اگرچہ وہ اپنے اصولون اور کوہ وقار استقلال کو ہاتھ سے نہ دینے کی سخت کشمکش کرتا رہا تاہم جب رسم کے مطابق وہ لاش کے سر پر پھولون کا سہرا لیجانے آیا تو ضبط کا دامن چھوٹ گیا اور اس جگر شگاف نظارے پر جذبات نے اس درجہ مغلوب کیا کہ بے اختیار چیخین نکل گئین اور زندگی بھر مین پہلی مرتبہ آنسوؤن کا ایک دریا آنکھون سے بہ نکلا؛

اس اثنا مین ایتھنز نے تمام جرنیلون کی سپہ سالاری آزمائی اور سبھی مقررون کو سلطنت کے کام دے کے دیکھا لیکن کسی مین انتظام سنبھالنے کی طاقت نہ نظر آئی نہ کوئی شخص ایسا بھاری بھرکم اور مقتدر ثابت ہوا جو اتنی بڑی ذمہ داری کا اہل ہوتا؛ اس وقت انھین فارقلیس کے نکالنے پر پشیمانی ہوئی اور پھر اسے مہام سلطنت اپنے ہاتھ مین لینے کے لیے اور قوتِ بہی صلاح مشورے سے فائدہ پہونچانے کے لیے دعوتین دینے لگے مگر وہ سوگ و افسردگی کے عالم مین خانہ نشین تھا اور باہر نکلنا نہ چاہتا تھا بارے الکبادیس اور دیگر احباب کے مجبور کرنے سے اُٹھا اور لوگون کے سامنے آیا اور جب اُنھون نے اس کی بڑی تعظیم تکریم کی اور اپنی پہلی بدسلوکیون کی معافی مانگی تو فارقلیس نے پھر ایک مرتبہ عنان انتظام اپنے ہاتھ مین لی اور جب اس کا سپہ سالاری پر انتخاب ہوا تو اس نے درخواست کی کہ کم ذات بچون کے متعلق قانون، جو پہلے خود اسی نے کوشش کر کے منظور کرایا تھا، معطل کر دیا جاے۔ تاکہ اس کی تمام و نسل قانونی وارث نہ ہونے کے سبب سے بالکل ہی نیست نابود ہونے سے بچ جاے؛

قصہ اس قانون کا یہ ہے کہ فارقلیس نے کبھی پہلے اپنے عروج کی حالت مین، جب قانون کے مطابق نکاحی بیوی سے اس کے بچے موجود تھے، یہ قانون پیش کیا تھا کہ آیندہ ایتھنزی کے لقب سے صرف وہی لوگ ملقب ہو سکین جن کے مان باپ دونون ایتھنز کے

ہون - چنانچہ اسی قانون کی وجہ سے، جب شاہ مصر نے کئی ہزار من گیہون شہریون مین تقسیم کرا دینے کے لیے ہدیۃً ایتھنز بھیجے، تو ایک طوفان مقدمہ بازی کا بپا ہو گیا - بہت سے جن کی پہلے خبر بھی نہ تھی کہ ذات ثابت ہوے اور شہریت سے خارج کیے گئے اور بہت سے بچارے بے جہ مارے گئے - قریب قریب پانچ ہزار نفوس ہونگے جن پر الزام ثابت ہوا اور غلام بنا کے فروخت کر دیے گئے - باقی جو لوگ اس بلا سے محفوظ رہے اور آخر تک سچے شہری بن کر سرخرو نکلے وہ کل ملا کے تعداد مین چودہ ہزار جالیس آدمی تھے ؛

یہ حقیقت مین نہایت حیرت انگیز بات معلوم ہوتی ہے کہ ایسا قانون جس نے اتنے آدمیون کو پریشان کیا، اب اُسی فرد واحد کے کہنے سے جس نے اُسے بنایا تھا، باطل کر دیا جاے - پر اصل یہ ہے کہ فارقلیس کی مصیبت زدگی اور پریشان حالی نے معترضین کی زبان بند کر دی تھی - اور سب لوگ یہ سمجھ کر کہ اس کو پچھلی رعونت اور سخت گیری کی زمانے نے بہت کافی سزا دیدی ہے، اُس کو واجب الرحم جانتے تھے - اور ایک آفت زدہ اور دل شکستہ شخص کی اس قسم کی درخواست ان کے نزدیک قبول کرنی شیوۂ انسانیت تھی - چنانچہ انھون نے اجازت دیدی کہ فارقلیس اپنے غیر کفو بیٹے کو اپنا ہی نام دیدے اور برادری کے رجسٹر مین اس کا نام بھی داخل کر لے ؛

اس کے اسی بیٹے نے بعد مین پونیشیون کو ارجی نوسی Arginusae پر شکست دی تھی اور پھر قوم کے ہاتھون دوسرے جرنیلون کے ساتھ مقتول ہوا تھا ؛

بیٹے کو برادری مین شامل کرنے کے تھوڑے ہی دن بعد فارقلیس کو معلوم ہوتا ہے اسی وبائی مرض نے آگھیرا - مگر اس پر اوروں کی طرح تیز و شدید دورے نہین پڑے بلکہ بظاہر بیماری اندر ہی اندر پلتی اور مختلف رنگ بدلتی رہی یہان تک کہ جسم کی طاقت سلب ہو چلی اور اس کے شریفانہ قوا ے روحانی کمزور پڑتے گئے ؛

اسی کے متعلق ارسطو نے اپنی کتاب اخلاق مین ایک تحریر چھوڑی ہے - یعنی

اس بحث مین کہ آیا آدمی کے اطوار حالات گرد و پیش سے متغیر ہو جاتے ہین یا اُس کی اخلاقی عادتین جسمانی بیماریون سے متاثر ہو کے صراطِ مستقیم پر قائم نہین رہتین؟ اس نے لکھا ہے کہ فارقلیس جب بیمار پڑا تو جو یار آشنا مزاج پُرسی کو جاتے، ان مین سے ایک کو اس نے ایک تعویذ یا جھاڑ پھونک کا گنڈا دکھایا جسے عورتون نے اس کے گلے مین لٹکا دیا تھا۔ گویا بیماری نے اُس کو حقیقت مین اتنا ضعیف الرائے اور وہمی کر دیا تھا کہ وہ اس خرافات کو گوارا کرنے لگا تھا۔

جب وقت آخر آ پہنچا تو بالین پر اس کے بچے کھچے دوست اور شہر کے منتخب عمایدین بیٹھ کے اس کی خوبیان اور غیر معمولی قابلیت و اقتدار کی یاد اور اس کے مشہور مشہور کارہائے نمایان اور فتوحات کا ذکر آپس مین کرنے لگے، کیونکہ فتح و نصرت کی وہ یادگارین جن سے اس کی سپاہ سالاری مین شہر نے زینت و آبرو پائی نو سے کم نہ تھین۔ اور یہ باتین وہ اس طرح کر رہے تھے گویا وہ بے ہوشی یا ایسی حالت مین ہے کہ ہوش و حواس ساقط ہو چکے اور ان کی گفتگو سننے سمجھنے سے قاصر ہے۔ حالانکہ اس نے بغور ان کی تمام باتین سنین اور زبان سے بھی بولا کہ تعجب ہے تم نے ہر ایسی شے کی تو تعریف کی جو زیادہ تر تقدیری یا اتفاقات پر منحصر ہوتی ہے اور دوسرے سپاہ سالارون کو بھی حاصل ہو جاتی ہے لیکن اس چیز کا مطلق ذکر نہین کیا جو عظمت و خوبی مین سب سے بڑھکر ہے۔ "کیونکہ" اس نے کہا "کوئی ایتھنزی درد و غم پر کبھی اس طرح غالب نہ آیا تھا!"

بے شبہ وہ اپنی اعلےٰ سیرت کی وجہ سے ہم سب کی توصیف و ثنا کا بدرجۂ اولیٰ مستحق ہے نہ صرف اپنی اُس نرم مزاجی اور تحمل کے سبب سے جس پر ہزارہا دشمنا گیون کے باوجود وہ مدت العمر قائم اور مستقل رہا، بلکہ اپنی بلند ہمتی پر اور عالی خیالی پر کہ قوت علے الاطلاق اور کامل اختیار کے ہوتے ساتھی اپنی سب سے بڑی شرافت اسی مین سمجھی کہ حسد اور دشمنی کے جذبات کو دبائے اور کسی کی طرف سے کینہ دل مین نہ پائے۔ اور میرے نزدیک یہی شے ہے

جو اس کے خطاب اولمپی کی وقعت اور سجاوٹ کو بڑھا دیتی ہے۔ ایسا غیر معمولی ربط ضبط ایسی پاک صاف بے داغ زندگی اگر قوت و اقتدار کے ساتھ نہ ہو تو بے شبہ وہ لفظ مہمل اور طفلانہ ہو جاتا ہے اور وہ شان ربانیت کم ہو جاتی ہے جو اولمپی میں پنہان ہے۔ یعنی ایسی قوت جو برائی سے ارفع اور صرف بھلائی کی مصدر ہے اور جو ہمارے نزدیک دنیا کا انتظام چلانے والے دیوتاؤں کی صفت ہونی چاہیے۔ کیونکہ ہم دیوتاؤں کو ایسا صفات متباین سے متصف نہیں مانتے جیسا کہ شعرا نے انھیں دکھلایا ہے اور اپنی جہالت سے خود ہی اپنے لکھے کی تردید کی ہیں مثلاً جیسا ان کے فرضی مقام سکونت کا نقشہ کھینچا ہے کہ وہ جہاں رہتے ہیں نہ وہاں آب و باراں کے طوفان آتے ہیں نہ دنیا کے مخمصات اور جھگڑے باعث کوفت ہو سکتے ہیں افکار و آلام سے وہاں کلیتاً آزادی ہے اور ایک نور لطیف ہے جو ہر وقت اس کو منور کیے رہتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر پھر اس کے ساتھ ہی ساتھ ان دیوتاؤں کے لڑائی جھگڑوں کا اور طیش و کینہ وری کا بھی بیان کرتے ہیں جو غیر فانی دیوتا تو درکنار اُن آدمیوں کے لیے بھی دیا نہیں جن میں کچھ تھوڑی سی عقل ہو۔ مگر غالباً یہ باتیں اس جگہ بے محل ہیں اور اس بحث کو کسی اور ہی وقت کے لیے اُٹھا رکھنا چاہیے۔

فارقلیس کی موت کے بعد انتظامات سلطنت کی رفتار سے بہت جلد کھل گیا کہ اس کا نہ رہنا کیسا ناقابل تلافی نقصان ہے۔ وہ جو زندگی میں اس کے شخصی اقتدار اور اس کے آگے خود ماند ہو جانے پر کھسیاتے تھے اس کے گذرتے ہی دوسرے تمام آتش بیان تقریریوں کی آزمایش کر کے بہت جلد قائل ہو گئے کہ اتنی بلندی اور عروج پر پہونچنے کے بعد ایسی معقول پسند اور معتدل طبیعت دوسرے شخص کی ہونی محال ہے نہ وہ تاثیر اور وزن کسی اور کی منکسر مزاجی میں پیدا ہو سکتا ہے جس کا مرنے والا مالک تھا۔ اُس وقت ہی جا کر انھیں یہ بھی معلوم ہوا کہ جس شخصی اختیار کو وہ بادشاہت، جابرانہ شخصیت اور استبداد کے مکروہ ناموں سے یاد کرتے تھے وہی حقیقت میں امن کا مدار تھا۔ ظلم و خیانت،

نالایقی اور بد معاشی کا اس کے ہٹتے ہی ایک سیلاب آگیا جسے فقط اسی کی قوت توازن و تمیز نے مسدود کر رکھا تھا اور جو محض اسی کی روک تھام سے بے باکانہ اونچا چڑھنے سے رُکا ہوا تھا ؛

فے بیس کا موازنہ فارقلیس کے ساتھ

یہ دو سوانح عمریان جنھین جنگی اور ملکی قابلیتون کی اعلیٰ مثالین کہنا چاہئے ہمارے سامنے ہین۔ آؤ اب سے پہلے ان دونامور شخصون کے جنگی اوصاف کا موازنہ کرین:۔

فارقلیس کے ہاتھ مین جب اپنی قوم کی عنان حکومت آئی تو سلطنت ایک سرسبز اور ترقی پذیر حالت مین تھی اور اسلیے کہہ سکتے ہین کہ اُسکا اس خوش حالی کو برقرار رکھنا یا وطن کو کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہونے دینا ایک معمولی خوش نصیبی اور کامیابی کی بات تھی۔ حالانکہ فے بیس کو، جو نہایت نازک اور بدترین وقت مین برسر اقتدار آیا، محض ایک منتظم اور جمی جمائی حکومت کو چلانا اور اپنی حالت پر قائم رکھنا نہ تھا بلکہ اُسے ایک گرتی عمارت کو تھامنے اور ایک ڈوبتی سلطنت کو ترالے جانیکا دشوار مرحلہ درپیش تھا۔ علاوہ ازین کائمن (یا سائمن) کی فتوحات، سیر و نیدش اور لکرائتس کے اموال غنیمت اور طول مدت کی مشہور جنگ سے فارقلیس نے سلطنت کو وسیع یا محفوظ کرنے کا کام نہین لیا بلکہ اُن سے ایتھنز کی تزئین و آرایش کی اور نئے نئے مذہبی تہوار اور میلے تماشون کی بنیاد ڈالی۔ اسکے برعکس فے بیس مختار السلطنت بنایا گیا تو اطالیہ کے دشت و دریا اُسکے ہموطنون کے خون سے لال تھے، میدان رومی لاشون سے پٹے پڑے تھے، اور اُنکے اسقدر سپاہی جرنیل اور قنصل مارے گئے تھے کہ جدھر فے بیس نگاہ اٹھاکر دیکھتا تھا سوائے ہلاکت و تباہی کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اس حال مین محض اُسی کی اولوالعزمی تھی جس نے روما کو فنا ہونے سے بچایا اور صرف اُسی کی بلند حوصلگی اور عاقلانہ مشورون کی بدولت اہل روما اُس چھت کو اڑا دینے پر آمادہ ہوے جو اُدرون کی غلطی اور کمزوریون سے شق ہوکر اپنی جگہ چھوڑ چکی تھی۔

اگر کہا جاے کہ فارقلیس کا ایتھنزیون پر ایسے زمانے مین حکومت کرنا جبکہ عرصۂ دراز تک دولت و خوشحالی، امن و اطمینان سے بہرہ مند رہنے کے باعث وہ کمال سرکش اور بیباک ہو گئے تھے، بہ نسبت فے بیس کے زیادہ دشوار کام تھا کہ اُسے جس شہر کی حکومت ملی اُسے پہلے ہی آفات و مصائب نے بھگی بلی

بنا دیا تھا اور بیرونی خطرات کے سبب سے وہان کے لوگ اسکے دانشمندانہ احکام کے خلاف دم نہ مار سکتے تھے۔ اور اس لیے ایسی شکستہ حال جماعت کو قابو مین رکھنا کوئی بڑی بات نہ تھی۔ تو بھی ہم کو ماننا پڑیگا کہ ایسی ابتر حالت مین فے بیس کا مستقل رہنا اور اُن مسلسل ہزیمتون سے مایوس ہو جانھون نے رومیون کا فشار نکال دیا تھا ایک غیر معمولی عزم و ہمت کی دلیل ہے ؛

جزیرۂ ساموس اور یونیہ کی فتوحات کے مقابلے مین ہم ٹارنٹم کی دوبارہ تسخیر اور کپانیہ کے شہرون کی فتح پیش کر سکتے ہین اگرچہ (کپانیہ کا بڑا شہر) کاپوا فے بیس کے بعد کے قصلون نے فتح کیا مگر اہل لگوریہ کو شکست دینے کے علاوہ کوئی میدانی فتح جو فے بیس نے حاصل کی ہو مجھے تاریخ مین نہین ملی۔ حالانکہ فارقلیس نے بری اور بحری نو لڑائیان جیتین اور ہر ایک کی یادگار اتھنز مین قائم کی ؛ بایں ہمہ فے بیس نے جس یادگار طریقے سے منوکیس اور اس کی فوج کو کامل تباہی سے بچایا اور اس کام مین جو انسانیت اور جان مردی اور دانائی دکھائی اسکی کوئی نظیر فارقلیس کی سوانح عمری مین نہین نظر آتی ؛ لیکن اس مین شبہ نہین کہ فارقلیس اپنے کسی حریف کی چال مین بھی اسطرح کبھی نہ آیا تھا جس طرح کہ فے بیس ہنی بال کے مشعل بردار سیلون سے دھوکے مین آگیا۔ اس موقع پر غنیم ایک اتفاقی فروگذاشت کی بدولت از خود رومیون کے قبضے مین آگیا تھا، اسکے باوجود فے بیس نے اُسے رات کے وقت نکل جانے دیا اور جب صبح ہوئی تو اُنھون ایک بے ہوے دشمن سے دبنا پڑا اور ذلت آمیز شکست کھائی ؛

اگر ایک عمدہ سردار کی خوبی یہ ہے کہ نہ صرف زمانۂ موجودہ بلکہ آیندہ کی ضروریات اور حالات بھی اس کے پیش نظر ہون تو ہمین فارقلیس اپنے رومی ہم چشم سے افضل ہے۔ فی الحقیقت اُس نے بہت پہلے سے اپنے اہل وطن کو آنے والی لڑائیون کے خطرات سے آگاہ کر دیا تھا اور جتا دیا تھا کہ اپنی وسعت و قابلیت سے زیادہ مقبوضات حاصل کرنے کی ہوس کا انجام تمھارے حق مین اچھا نہ ہوگا ؛ اسکے برعکس فے بیس کو آخر تک اسکیپیو کی افریقی مہم کو رومہ کے لیے تباہ کن بتاتا رہا، ایسا اچھا پیشین گو نہ تھا۔ گویا فارقلیس ایک بڑے مستقبل کا اچھا پیغمبر تھا اور فے بیس ایک اچھے مستقبل کا بڑا پیشین گو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اندیشۂ بیجا سے کسی ہاتھ آتے ہوے فائدے کو چھوڑ دینا ایک سپہ سالار کے لیے اسی قدر

عیب کی بات ہے جس قدر کہ کم اندیشی سے کسی خطرے مین مبتلا ہو جانا، کیونکہ یہ دونون نقص ہر چند باہم متضاد ہین تاہم ان کی جڑ وہی ایک ہے یعنی اندازے کی غلطی اور تجربے کی کمی ۔

سیاسی معاملات مین فارقلیس پر عام طور سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس نے اہل اسپارٹہ کی کسی پیش کردہ شرط کو نہ ماننا اور اس لیے وہی جنگ کا بانی مبانی ہے۔ لیکن میرے خیال مین نے بیس بھی اس معاملے مین اتنا ہی سخت تھا اور تلا ہوا تھا کہ اہل قرطاجنہ سے ذرا بھی دب کر صلح نہ کرے۔ اُسے ساری سلطنت جوکھون مین ڈالنا منظور تھا مگر یہ کسی طرح پسند نہ تھا کہ اس کا تھوڑا سا حصہ دے کر دشمن سے مصالحت کر لی جاے ۔

اندرونی معاملات مین نے بیس کا منوکیس کے ساتھ ملاطفت آمیز برتاؤ بڑی تعریف کا مستحق ہے اور اس کے مقابلے مین فارقلیس کی وہ کوشش یقیناً قابل نفرین نظر آتی ہین جو اُس نے سائمن اور طوسی دیدش جیسے صاحب اقتدار اشرافون کو جلا وطن کرا دینے مین صرف کین ۔ باقی عام انتظامات مین فارقلیس کے لیے یہ بات دشوار نہ تھی کہ اُن خرابیون کو جو عمّال یا دوسرے افسرون کی غلطیون سے پیدا ہوتی ہین روک دے، کیونکہ ایتھنز مین وہ اپنے تمام ہم وطنون پر اس قدر حاوی تھا کہ اُس کی منشا اور ہدایت کے خلاف کوئی شخص کچھ نہ کر سکتا تھا۔ صرف طول میدش نے ایک بار اس کی راے سے انحراف کیا اور اس کی ممانعت کے باوجود اہل بیوشیہ سے لڑ کے مارا گیا ورنہ کوئی ایتھنزی کبھی اُس کے حکم سے باہر نہوا۔ حالانکہ نے بیس کو یہ قدرت حاصل نہ تھی اور وہ اپنے ہم وطنون پر اتنا اختیار نہ رکھتا تھا کہ ہمیشہ اپنی صحیح اور مضبوط راے پر انھین چلائے اور غلطی کھانے سے روک دے۔ اور بے شبہ رومیون کی بڑی خوش نصیبی ہوتی اگر وہ نے بیس کو زیادہ اختیارات دیدیتے اور جتنے اس کے اختیارات وسیع ہوتے ہم کہہ سکتے ہین کہ اتنی ہی رومہ کی مصیبتون مین کمی آجاتی ۔

فیاضی اور بلند نظری کے اعتبار سے فارقلیس کی ناموری اس مین ہے کہ کبھی کوئی تحفہ یا ہدیہ اُس نے نہین لیا، اور نے بیس اس لیے مشہور ہے کہ خود اپنے پاس سے فدیہ ادا کر کے سپاہیون کو

چھڑایا اگرچہ یہ رقم چھ ٹیلنٹ (ٹیلنٹ = ساڑھے تین ہزار روپے) سے زیادہ نہ تھی؛ فارقلیس چاہتا تو اپنے تئین دولتمند بنا لینے کے جو موقعے اُسے حاصل تھے وہ کبھی کسی کو نہ شاہ و شاہ زادے اور حلیف سلطنتین، سب اُسے کچھ نہ کچھ پیش کرنے پر آمادہ تھے لیکن اُس ہمیشہ اس ناپاک بداخلاقی سے پاک رہا؛ رہین وہ مذہبی اور قومی عمارتین جن سے اُس اپنے وطن کی شان زیبائش مین اضافہ کیا، تو اس معاملے مین اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ مین بادشاہی زمانے تک جتنی عمارتین مقصور و محلات تعمیر ہوے، وہ سب کے سب کیا کہ مصارف اور کیا بنانے والون کی بلند حوصلگی، کسی لحاظ سے بھی اُن بے بہا عمارتون کا نہین کر سکتے جو اکیلے فارقلیس نے ایتھنز مین تعمیر کر دی تھین ؛